بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ طبری حصہ پنجم

اُموی دورِ حکومت

باب ۱

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ

۶۷ھ کے واقعات:

اس سنہ میں عبید اللہ بن زیاد معہ اپنے ہمراہی شامیوں کے قتل کیا گیا۔ اس واقعے کی تفصیل یہ ہے:

ابراہیم بن الاشتر کی بارشیا میں آمد:

ابی سعید الصیقل کہتے ہیں کہ ہم نے ابراہیم بن الاشتر کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ہمراہی شامیوں کا رخ کیا۔ اس لیے ہم تیزی کے ساتھ اپنے مقصود کی طرف سیدھے چلے جا رہے تھے تاکہ ہم قبل اس کے کہ عبید اللہ بن زیاد سرزمین عراق میں داخل ہوا سے جالیں۔ ہم عراق کی سرحد میں اس سے بہت پہلے پہنچ گئے اور علاقہ موصل میں داخل ہوئے۔ ہم نے اپنی رفتار اور بھی تیز کر دی اور دریائے خازر پر جو موضع بارشیا کے پہلو میں واقع ہے اسے جالیا۔ (اس موضع اور موصل کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے)

جیش طفیل بن لقیط کی روانگی:

ابن اشتر نے اپنی فوج کے مقدمۃ الجیش پر طفیل بن لقیط کو سردار مقرر کیا تھا۔ یہ شخص اس کا ہم قبیلہ جواں مرد اور شجاع تھا۔ جب یہ ابن زیاد کے پاس پہنچ گیا تو ابن الاشتر نے حمید بن حریث کو بھی اپنے پاس بلایا۔ اس وقت ابن الاشتر بغیر ساز و سامان کے آگے نہیں بڑھتا تھا۔ اس نے اپنے تمام ہمراہیوں' رسالہ اور پیدل کو اپنے قریب ایک جتھے میں رکھ کر کوچ کرنا شروع کیا اور سوائے اس کے طفیل بن لقیط کو گرداوری کے لیے روانہ کیا' اپنی جماعت کو علیحدہ علیحدہ ہونے نہ دیا۔ یہاں تک کہ اس نے موضع میں آ کر مورچے باندھے۔

عمیر بن الحباب کی ابن الاشتر سے ملاقات کی خواہش:

دوسری جانب سے عبید اللہ بن زیاد بھی آ پہنچا اور ان کے قریب ہی خازر کے کنارے ڈیرے ڈال دیئے۔ عمیر بن الحباب

السلمی نے ابن الاشتر کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آج رات کو تم سے ملوں۔ ابن الاشتر نے جواب دیا کہ جب چاہیں آپ مجھ سے مل لیں۔ اس وقت پوا قبیلہ بنی قیس ملک جزیرہ میں موجود تھا' اور یہ لوگ مروان اور اس کے خاندان کے مخالف تھے۔ مروان کی فوج بنی کلب پر مشتمل اور ابن بحدل اس کا سردار تھا۔

عمیر اور ابن الاشتر میں معاہدہ:

عمیر رات کو ابن الاشتر کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا کہ میں اپنے سردار کے میسرے پر ہوں اور یہ بھی وعدہ کیا کہ معہ اپنی فوج کے شکست کھا جاؤں۔ ابن الاشتر نے اس سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے' آیا میں اپنے گرد اگر خندق کھود لوں اور دو یا تین روز تک جنگ کو ٹالتا رہوں گا۔ عمیر نے کہا ایسا ہرگز نہ کرنا کیونکہ تمہاری مخالف جماعت تو یہی چاہتی ہے کہ وہ جنگ کو طول دے۔ کیونکہ یہ بات ان کے لیے مفید ہے وہ تم سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور جنگ کو طول دینے میں تھوڑی فوج اپنے سے زائد فوج کے مقابلے میں کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ اس لیے تمہیں چاہیے کہ اپنے مدمقابل سے فوراً دو دو ہاتھ کر لو۔ اس لیے کہ تمہاری طرف سے ان کے دلوں میں رُعب بیٹھا ہوا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ تم فوراً ان پر حملہ کر دو۔ اور اگر تمہاری فوج سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور مسلسل کئی روز تک وہ لڑتے رہے تو تمہاری فوج کا رُعب ان کے دلوں سے جاتا رہے گا اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم کتنے پانی میں ہو۔ وہ تم پر دلیر ہو جائیں گے۔

ابراہیم نے جواب دیا کہ مجھے اب معلوم ہوا کہ تم میرے مخلص دوست ہو۔ اور تمہاری رائے بھی ٹھیک ہے۔ میرے رئیس نے بھی مجھے یہی ہدایت کی تھی۔ اس پر عمیر نے کہا کہ بس مناسب یہی ہے کہ تم اس بڈھے تجربہ کار کی رائے سے تجاوز نہ کرو کیونکہ مصائب و مکائید جنگ کا جس قدر اسے تجربہ ہے ہمیں تمہیں نہیں۔ صبح ہوتے ہی کارروائی شروع کر دو' اور اپنے مقابل پر حملہ کر دو۔

ابن الاشتر کی صف بندی:

عمیر واپس چلا گیا۔ ابن الاشتر نے اس تمام رات میں اپنے محافظ دستے کو ہوشیار رہنے کا حکم دیا۔ اور اس کی آنکھ تک نہ جھپکی جب صبح کاذب نمودار ہوئی اور پو پھٹی اس نے اپنے ہمراہیوں کو مسلح کیا۔ اپنی فوج کے دستہ کو قاعدہ سے تقسیم کیا اور اپنے ماتحت سرداروں کو احکام دیئے۔ سفیان بن یزید بن مفصل الازدی کو اپنے میمنہ پر۔ علی بن مالک الجشمی ابوالاحوص کے بھائی کو میسرے پر اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو جو ابن الاشتر کا ہم بطن بھائی تھا رسالے پر سردار مقرر کیا۔ چونکہ سواروں کی تعداد تھوڑی تھی اس لیے ابراہیم نے انھیں اپنے قریب رکھا حالانکہ وہ اس سے پہلے فوج کے حصہ میمنہ اور قلب میں متعین تھے۔ اسی طرح اس نے اپنی پیدل سپاہ پر طفیل بن لقیط کو سردار مقرر کیا۔ مزاحم بن مالک ابن الاشتر کے علم بردار تھے۔ اب صبح ہوگئی ابراہیم نے جھٹ پٹے کے وقت اپنی فوج کو صبح کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد میدانِ جنگ میں لے کر سب کو چلا۔ صف بندی کی۔ فوج کے مختلف حصوں کے سرداروں کو اپنی اپنی جگہ متعین کر دیا۔ میمنے کا سردار میمنے پر۔ میسرے کا سردار میسرے پر اور پیدل سپاہ کا پیدل سپاہ پر متعین کر دیا۔ رسالے کو اپنے قریب رکھا۔ جس کا سردار عبدالرحمان بن عبداللہ ابراہیم کا اخیافی بھائی تھا۔ اور اس طرح رسالہ تمام فوج کے وسط میں تھا۔

عبداللہ بن زہیر السلولی:

ابراہیم میدان جنگ میں پاپیادہ ہو گیا اور اپنے ہمراہیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ فوج نے اس کے ہمراہ اطمینان سے آہستہ

آہستہ بڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ابراہیم ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گیا۔ جہاں سے وہ دشمن کو اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔ اس لیے وہ ٹیلے پر بیٹھ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ مقابل فوج میں سے کسی نے بھی حرکت تک نہیں کی تو عبداللہ بن زہیر السلولی کو جو اپنے بیمار گھوڑے پر سوار تھا حکم دیا کہ تم فوراً دشمن کی فوج میں جاؤ اور اُن کی حالت سے اطلاع دو۔

عبداللہ بن زہیر کی ایک سپاہی سے ملاقات:

عبداللہ اس حکم کی تعمیل کے لیے روانہ ہوا' اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ واپس آ گیا اور کہا کہ ہمارے دشمنوں پر ہماری طرف سے خوف و دہشت طاری ہے ان میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے بیہودگی سے مجھے یا شیعۃ ابی تراب یا شیعۃ المختار الکذب کے لقب سے پکارا۔ میں نے اس سے کہا کہ اب ہمارے اور تمہارے درمیان جو معاملہ درپیش ہے وہ گالی گلوچ سے بہت زیادہ اہم ہے پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے دشمن! تو مجھ کو کس طرف بلا رہا ہے حالانکہ تم بغیر امام کے لڑنے آئے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں' ایسا نہیں ہے بلکہ ہم حسین رضی اللہ عنہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جنگ کرنے آئے ہیں عبید اللہ ابن زیاد کو ہمارے حوالے کر دو۔ کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کو جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں قتل کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو آزاد غلام قتل ہوئے ہیں ان کے خون بہائیں اسے قتل کر ڈالیں کیونکہ اس قابل تو ہم اسے سمجھتے نہیں کہ اسے حسین رضی اللہ عنہ کا بدل سمجھیں اور ان کے خون کے عوض اسے قتل کر ڈالیں۔ جب تم اسے ہمارے حوالے کر دو گے اور ہم اسے کسی غلام کے عوض جسے اس نے قتل کیا ہو قتل کر ڈالیں گے تو ہم اپنے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ کو حاکم بنائیں گے یا مسلمانوں میں سے کسی اور قابل اور اس کام کے اہل کو جسے تم کہو گے حاکم بنالیں گے۔

اس پر اس نے جواب دیا کہ اس حکم مقرر کرنے کے معاملے میں ہم تمہارا ایک مرتبہ سے زیادہ تجربہ کر چکے ہیں۔ مگر تم نے دھوکہ دیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ کب اور کیونکر۔ اس نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے اور تمہارے درمیان دو منصف فیصلے کے لیے مقرر کیے تھے مگر تم نے ان کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ میں نے پھر جواب دیا کہ یہ تمہارا بیان بلا دلیل ہے ہم نے اس امر پر آمادگی ظاہر کی تھی کہ اگر وہ دونوں بالاتفاق کسی شخص کو امیر منتخب کریں گے تو ہم اس امر کی پیروی کریں گے۔ اس پر اظہار طمانیت کریں گے اور اسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے مگر کیا کیا جائے کہ ان دونوں نے ایک شخص پر اتفاق نہیں کیا اور اختلاف رائے ہوا۔ خدا نے ان دونوں کو نہ توفیق خیر عطا فرمائی نہ راستی بخشی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ میں نے اسے بتا دیا میں کون ہوں۔ پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اس پر اس نے اپنے خچر کو جسے وہ ہانک رہا تھا جھڑکی دی کہ چل۔ میں نے کہا کہ اس معاملے میں تم نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ یہ تمہاری پہلی بے ایمانی ہے۔

ابراہیم بن الاشتر کا فوجی دستوں کو خطاب:

ابراہیم نے اپنا گھوڑا منگوایا اور اس پر سوار ہو کر جس قدر نشان بردار سردار تھے سب کے پاس پہنچا۔ جب کسی ایک جھنڈے کے پاس پہنچتا تو ٹھہر جاتا اور حسب ذیل الفاظ کہتا:

''اے دین کے مددگارو! اے حق و صداقت کے ساتھیو! اور اے اللہ کے سپاہیو! یہ عبید اللہ بن مرجانہ حضرت حسین ابن علی علیہ السلام اور ابن فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاتل ہے۔ جو حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی صاحبزادیوں عورتوں اور ان

کے شیعوں کے درمیان حائل ہو گیا' اور انھیں نصرت کو آنے نہیں دیا۔ باوجودیکہ دریائے فرات انھیں نظر آ رہا تھا مگر اس نے پانی تک حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں پر بند کر دیا۔ وہ اپنے چچیرے بھائی کے پاس صلح کرنے کی غرض سے جانا چاہتے تھے مگر اس نے اس سے بھی آپ کو باز رکھا۔ آپ اللہ کی زمین میں کسی طرف چلے جانا چاہتے تھے۔ مگر اس نے اس سے بھی آپ کو روک دیا اور آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو شہید کر ڈالا۔ خدا کی قسم! فرعون نے بنی اسرائیل کے شرفا کے ساتھ ایسی بدسلوکی نہیں کی جیسی کہ ابن مرجانہ نے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے جو بالکل پاک اور بے گناہ تھے۔ اب اللہ تمہیں اور اسے ایک دوسرے کے مقابلے میں لے آیا ہے پس خدا کی قسم! میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور اسے میدان میں اسی لیے جمع کیا ہے کہ تمہارے کلیجے تمہارے ہاتھوں اس کے خون بہنے سے ٹھنڈے ہوں۔ کیونکہ خدا خوب جانتا ہے کہ تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی حمایت میں جہاد کے لیے نکلے ہو''۔

ابراہیم نے اسی طرح میمنہ اور میسرہ اور تمام فوج کا چکر لگایا اور لوگوں کو جہاد اور مارنے مرنے پر ترغیب دی۔ پھر واپس آ کر اپنے جھنڈے کے نیچے گھوڑے سے اتر پڑا۔

آغازِ جنگ:

اب فوج ابن زیاد کی طرف بڑھی ابن زیادہ نے اپنے میمنے پر حصین بن نمیر الکونی کو میسرے پر عمیر بن الحباب السلمی اور سواروں پر شرحبیل بن ذی الکلاح کو سردار مقرر کیا تھا اور خود وہ پیدل فوج میں پا پیادہ چل رہا تھا۔ دونوں صفیں ایک دوسرے کے مقابل آ گئیں۔ حصین بن نمیر نے اہل شام کے میمنے کو لے کر اہل کوفہ کے میسرے پر حملہ کر دیا۔ اہل کوفہ کے میسرے پر علی بن مالک الجشمی سردار تھا جو خود ثابت قدمی سے لڑا اور مارا گیا۔ اس کے بعد فوج کے جھنڈے کو قرۃ بن علی نے لے لیا جو خود بھی بہادر اور دلیر تھا مگر وہ بھی اور بہت سے غیور جوان مردوں کے ساتھ مارا گیا اور اہل کوفہ کا میسرہ شکست کھا کر پیچھے ہٹا۔ علی بن مالک کے جھنڈے کو عبداللہ بن ورقاء بن جنادہ السلولی نے جو حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے بھتیجے تھے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور جب یہ فوج بھاگی تو اس کے سامنے آئے اور کہا کہ اللہ کے سپاہیو! میری طرف آؤ فوج کی ایک کثیر تعداد ان کی طرف چلی اور انہوں نے کہا کہ دیکھو یہ تمہارا سردار خود لڑ رہا ہے آؤ میرے ساتھ اس کی طرف چلو۔ چنانچہ یہ سب کے سب اس طرف چلے اور وہاں جا کر دیکھا کہ ابراہیم ننگے سر پکار رہا ہے کہ اے اللہ کے سپاہیو! میں ابن الاشتر ہوں' تمہارے لیے بھاگنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تم جوابی حملہ کرو۔ وہ شخص قابل الزام نہیں ہے جس نے اپنے اوپر سے الزام ہٹا دیا۔ اس کے ہمراہی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

سفیان بن یزید کا عمیر پر حملہ:

ابراہیم نے اپنے میمنے کے سردار کو حکم بھیجا کہ تم دشمن کے میسرے پر حملہ کرو۔ کیونکہ اسے بھروسہ تھا کہ عمیر بن الحباب حسب وعدہ شکست کھا جائے گا۔ پس سفیان بن یزید بن المغفل میمنے کے سردار نے عمیر پر حملہ کیا مگر عمیر اپنی جگہ پر ڈٹا رہا اور نہایت سخت جنگ کی۔ ابراہیم نے لڑائی کی یہ حالت دیکھ کر اپنی فوج کو دشمن کے بڑے جتھے پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور اپنی فوج سے کہا کہ خدا کی قسم! اگر ہم نے اس حصہ فوج کے پرزے کر ڈالے تو وہ فوجیں جو ان کے میمنے اور میسرے پر لڑ رہی ہیں اس طرح ہمارے سامنے سے نوک دم بھاگ جائیں گی جس طرح کوئی پرندتم سے خوفزدہ ہو کر اڑ جاتا ہے۔

ابن عازب کا بیان:

ابن عازب بیان کرتے ہیں کہ ہم دشمنوں کی جانب بڑھے اور جب ان سے بالکل قریب ہو گئے تو تھوڑی دیر نیزوں سے لڑتے رہے' پھر تلوار اور ڈنڈوں پر نوبت پہنچی اور تمام دن اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ خدا کی قسم ہے کہ جب تلوار پر تلوار پڑتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے گھر دھوبیوں کے موصل ہیں جن سے وہ کپڑے دھو رہے ہیں۔ عرصہ تک یہی حالت رہی مگر پھر اللہ نے انہیں شکست دی اور وہ نوک دم بھاگ گئے۔

شامی فوج کی پسپائی:

ابراہیم اپنے نشان بردار سے کہہ رہے تھے کہ تم اپنا جھنڈا لے کر دشمنوں میں گھس جاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں میرے بڑھنے کا وقت نہیں آیا۔ ابراہیم نے کہا ایسا نہیں ہے کیونکہ تمہارے ہمراہی سب جنگ میں مصروف ہیں اور ان شاء اللہ ان کے پاؤں میدانِ جنگ سے نہ اکھڑیں گے۔ جب علمبردار جھنڈا لے کر آگے بڑھا ابراہیم نے اپنی تلوار سے حملہ کیا اور جس شخص پر تلوار مارتے تھے اسے فوراً گرا دیتے تھے اور دشمنوں کو اپنے سامنے سے بھیڑ بکریوں کی طرح ہٹا دیتے تھے۔ جب ابراہیم نے جھنڈا لے کر دشمنوں پر حملہ کیا تو ان کے ہمراہی بھی یک دل ہو کر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

ابن زیاد کی شکست:

عبیداللہ بن زیاد کے پاس اس روز ایک ایسی تلوار تھی جس چیز پر پڑتی اس پر کچھ اثر نہ کرتی۔ جب اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی تو عیینہ بن اسماء نے اپنی بہن ہند بنت اسماء کو جو ابن زیاد کی بیوی تھی۔ گھوڑے پر سوار کر لیا اور لے کر چلتا ہوا۔ اور یہ شعر رجز میں پڑھنے لگا۔

ان تصرمی حبالنا فربما

اردیت فی الهیجا الکمی المعلما

''اگرچہ تو نے ہمارے باہمی رشتہ قرابت کو قطع کر دیا ہے مگر خیر میں نے بارہا میدان جنگ میں مسلح سردار کو ہلاک کر ڈالا ہے''۔

عمیر بن الحباب کی ابن الاشتر سے درخواست:

ابراہیم نے جب ابن زیاد اور اس کی فوج پر حملہ کیا تو وہ نہایت شدید جنگ کے بعد بھاگے اور فریقین کا شدید جانی نقصان ہوا۔ عمیر بن الحباب نے کہا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ جب تک اللہ کے سپاہیوں کا غیظ و غضب کم نہ ہو جائے تم ہرگز میرے پاس نہ آنا۔ کیونکہ مبادا تمہیں ان سے ضرر پہنچے۔

ابن زیاد کا قتل:

خود ابراہیم کہتے ہیں کہ دریائے خازر کے کنارے ایک اکیلے جھنڈے کے نیچے میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ مشرق میں اور دونوں پاؤں مغرب کی طرف اڑ گئے تھے لوگوں نے اس کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ یہی تو عبیداللہ بن زیاد تھا جو مقتول پڑا ہوا تھا۔ ابراہیم نے اس کو دو کر دیا تھا اس لیے اس کے دونوں ہاتھ مشرق اور مغرب

کی طرف علیحدہ علیحدہ پڑے ہوئے تھے۔

شریک بن جدیر تغلبی:

شریک بن جدیر التغلبی نے ابن زیاد کے دھوکے میں حصین بن نمیر السکونی پر حملہ کیا اور وہ دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ شریک نے پکار کر کہا کہ مجھے اور ابن زیاد کو قتل کر ڈالو۔ اس طرح ابن نمیر قتل کر دیا گیا۔ شریک بن جدیر تغلبی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی جنگ میں شریک تھے اور ان کی ایک آنکھ بھی جاتی رہی تھی۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لڑائیاں ختم ہو گئیں تو یہ بیت المقدس چلے گئے اور وہیں رہ پڑے۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر انھیں معلوم ہوئی تو کہنے لگے کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اگر میرا بس چلا تو میں ابن زیاد کو قتل کر ڈالوں گا یا خود جان دے دوں گا۔ جب انھیں یہ خبر ملی کی مختار حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہوا ہے تو شریک مختار کے پاس آئے۔ مختار نے انہیں ابراہیم کے ساتھ بنی ربیعہ کے رسالے پر سردار مقرر کر کے میدان جنگ میں روانہ کیا۔ شریک نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ میں نے اس کام کے لیے اللہ سے عہد کیا ہے تو تین سو جوان مردوں نے ان کے ہاتھ پر آخر دم تک لڑنے کے لیے بیعت کر لی۔

حصین بن نمیر کا قتل:

جب دونوں فوجیں آپس میں ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو گئیں تو انہوں نے اپنے ہمراہیوں سمیت ایسا شدید حملہ کیا کہ پرے کے پرے صاف کر ڈالے اور ابن نمیر تک جا پہنچے۔ غبار کا ایک طوفان اٹھا اور تلواروں کی کھٹا کھٹ کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ جب غبار فروع ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ دونوں تغلبی و ابن زیاد مقتول پڑے ہیں اور دونوں کے بیچ میں کوئی نہیں ہے۔ شریک یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

کل عیش قد اراہ قذراً

غیر رکز الرمح فی ظل فرس

''گھوڑے کے سائے میں نیزہ بازی کے علاوہ میں ہر قسم کی زندگی بیہودہ سمجھتا ہوں''۔

مقتولین میں شرحبیل بن ذی الکلاح بھی تھا۔ سفیان بن یزید بن المغفل الازدی' اور ورقا بن عازب الاسدی اور عبید اللہ بن زہیر السلمی تینوں نے اس کے قتل کا دعویٰ کیا۔

شامی لشکر گاہ پر قبضہ:

جب ابن زیاد کی فوج ہزیمت کھا کر بھاگی تو ابراہیم کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور مقتولین سے کہیں زیادہ اس کی فوج کے سپاہی دریا میں غرق ہو گئے اور پھر انہوں نے ابن زیاد کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا جس میں ہر قسم کی اشیاء موجود تھیں۔

مختار ثقفی کی پیش گوئی:

مختار ثقفی کو بھی اس واقعے کی خبر پہنچی۔ حالانکہ وہ خود اپنے ہمراہیوں سے کہہ رہا تھا کہ ان شاء اللہ آج یا کل ہمیں ابراہیم کی جانب سے فتح کی خوشخبری ملنے والی ہے ان کی فوج نے ابن زیاد کی فوج کو شکستِ فاش دی ہے۔ مختار سائب بن مالک الاشعری کو کوفے پر اپنا جانشین مقرر کر کے خود اپنے لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا اور ساباط میں آ کر قیام کیا۔ ایک راوی کہتا ہے کہ جب ہم ساباط

سے گزرے تو مختار نے لوگوں سے کہا کہ اللہ کی جماعت نے مقام نصیبین یا اس کے قریب ہی دشمنوں سے ان کے قیام کرنے کے مقامات سے بالکل قریب ہی تمام دن شمشیر زنی کی ہے اور ان کی بڑی تعداد نصیبین میں محصور ہے۔

مختار ثقفی کا مدائن میں خطبہ:

جب ہم مدائن پہنچے تو لوگ مختار کے گرد جمع ہو گئے۔ مختار منبر پر خطبہ پڑھنے کھڑا ہوا اور ہمیں سوچ سمجھ کر کام کرنے' کوشش کرنے اور اطاعت امیر میں ثابت قدم رہنے اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے مخاطب کر رہا تھا کہ اتنے میں متواتر کئی قاصد ابن زیاد کے قتل' اس کی فوج کے شکست کھانے' گرفتار کیے جانے اور شام والوں کے بڑے بڑے سرداروں کے قتل کی خوشخبری لائے۔ اس پر مختار نے کہا کہ اے اللہ والو! کیا میں نے قبل وقوع اس فتح کی تمہیں خوشخبری نہیں دی تھی۔ سب نے کہا بے شک آپ نے یہی کہا تھا۔

مختار ثقفی کا کذب:

راوی کہتا ہے کہ اس وقت مجھ سے میرے ایک پڑوسی ہمدانی شخص نے کہا کہ اے شعبی کیا اب تم ایمان لے آؤ گے۔ میں نے کہا کہ کس چیز پر ایمان لاؤں کیا اس بات پر ایمان لاؤں کو مختار غیب سے واقف ہے۔ اس پر تو میں ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا۔ اس پر اس نے کہا کہ کیا مختار نے ہم سے یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ میں نے جواب دیا کہ اس نے بیان کیا تھا کہ مقام نصیبین پر انھیں شکست ہوئی ہے حالانکہ دریائے خازر علاقہ موصل میں یہ واقعہ پیش آیا۔ اس نے کہا اے شعبی خدا کی قسم! جب تک تم دردناک عذاب نہ دیکھو گے ایمان نہ لاؤ گے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ ہمدانی کون تھا جو تم سے اس قسم کے سوالات کر رہا تھا تو راوی نے بتایا کہ ایک شجاع آدمی تھا جو اس جنگ کے بعد جنگ حروراء میں مختار کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔ سلمان بن عمیر اس کا نام تھا اور ہمدان میں جو قبیلہ تور تھا اس سے تعلق رکھتا تھا۔

مختار ثقفی کی مراجعت کوفہ:

مختار کوفہ واپس آ گیا اور ابراہیم موصل آ گیا۔ اور اس کے تمام علاقے پر اپنے عالموں کو روانہ کر دیا۔ اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو نصیبین کا حاکم بنا کر بھیجا اور مقامات سنجار' دارا اور اس کے متصل ملک جزیرہ کا جو علاقہ تھا اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اہل کوفہ جن سے مختار پہلے لڑ چکا تھا اور انہیں شکست دے چکا تھا وہ اب مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بصرہ جا ملے۔ ان لوگوں میں جو مصعب کے پاس آئے شبث بن ربیع بھی تھا۔

سراقہ بن مرداس البارقی نے عبیداللہ بن زیاد کے قتل کرنے کی وجہ سے ابراہیم اور اس کے ہمراہیوں کی تعریف میں چند شعر بھی کہے۔

اسی سال میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے قباع کو بصرے سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ اپنے بھائی مصعب کو حاکم بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں آمد:

عمرو بن سرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے آزاد غلام بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو مکہ سے مصعب کے ساتھ بصرہ

آ ئے تھے۔ جب تک وہ مسجد کے دروازے کے سامنے نہ اتر پڑے انھوں نے اپنے چہرے کو نقاب میں پوشیدہ رکھا۔ مسجد میں داخل ہو کر منبر پر چڑھے اور لوگوں نے کہا کہ امیر آ گئے۔ اتنے میں حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی جو پہلے بصرہ کے امیر تھے مسجد میں آئے۔ مصعب نے اپنا چہرہ بے نقاب کیا تب لوگوں نے انھیں شناخت کیا اور کہا کہ آپ مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مصعب نے حارث سے کہا کہ منبر پر آؤ۔ چنانچہ حارث بھی منبر پر چڑھے اور مصعب سے ایک درجہ نیچے بیٹھ گئے۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بصرہ میں خطبہ:

مصعب خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور حمد وثناء کے بعد کلام پاک کی یہ آیات تلاوت کیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ. نَتۡلُوۡا عَلَیۡکَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰی سے اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ تک ﴾

''طسم۔ یہ خدا کی روشن کتاب کی آیات ہیں۔ ہم تمہارے سامنے موسیٰ (علیہ السلام) کا حال بیان کرتے ہیں۔ بے شک فرعون فساد کرنے والوں میں سے تھا''۔ تک

تلاوت کرنے کے بعد ملک شام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا' پھر مصعب نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَ نُرِیۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَ نَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً وَّ نَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴾

''اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو اس سرزمین میں ذلیل کیے گئے ہیں۔ ہم انہیں سردار بنادیں گے اور انھیں کو وارث کردیں گے''۔

اس آیت کو پڑھ کے مصعب نے حجاز کی طرف اشارہ کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ وَ نُرِیَ فِرۡعَوۡنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوۡدَهُمَا مِنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَحۡذَرُوۡنَ ﴾

''اور ہم فرعون وہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو ان کی جانب سے وہ دکھائیں گے جن کا انھیں ڈر لگا ہوا تھا''۔

اور پھر شام کی طرف اشارہ کیا۔

عوانہ کہتے ہیں کہ مصعب نے بصرے میں خطبے کے وقت اہل بصرہ کو مخاطب کر کے کہا کہ:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے حاکموں کے نام رکھ لیا کرتے ہو اور اس لیے میں نے پہلے ہی سے اپنا نام قصاب رکھا ہے''۔

اسی سال مصعب نے مختار کی طرف رُخ کیا اور اسے قتل کیا۔

شبث بن ربعی کی بصرہ میں آمد:

جب شبث بصرہ میں مصعب کے پاس آیا تو اس کی یہ حالت تھی کہ ایک خچر پر سوار تھا جس کی دم اور کان کے کنارے قطع کر دیئے تھے اپنی قبا کو بھی چاک کر دیا تھا اور پکار رہا تھا یا غوثاہ۔ یا غوثاہ (میری فریادرسی کیجیے' میری فریادرسی کیجیے) مصعب کو اس کی اطلاع ہوئی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا ہوا ہے اور اپنی فریادرسی چاہتا ہے اور اس کی یہ حالت ہے کہ قبا پھٹی ہوئی ہے اور اسی طرح اس کے خچر کی دم اور کان کاٹ لیے گئے ہیں۔ مصعب نے کہا بے شک یہ شبث بن ربعی ہے اس کے سوا

اور کوئی یہ بیعت نہیں بنا سکتا' اسے اندر بلالو۔ شبث بن ربعی اندر آیا۔ کوفے کے اور سربرآوردہ اشخاص بھی مصعب کے پاس آئے۔ اپنے آنے کا حال بیان کیا۔ مصیبت کی داستان سنائی اور کہا کہ ہمارے ہی غلام اور آزاد غلام ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ اب آپ ہماری اعانت کیجیے اور ہمارے ساتھ مختار پر فوج کشی کیجیے۔

محمد بن الاشعث بن قیس:

محمد بن الاشعث بن قیس بھی مصعب کے پاس آئے۔ یہ کوفے کی جنگ میں موجود نہ تھے بلکہ اس وقت اپنے قصر واقع طیزناباذ میں جو قادسیہ کے قریب ہے مقیم تھے۔ جب اہل کوفہ کی ہزیمت کی انھیں اطلاع ہوئی تو بھاگ کر نکل جانے کا ارادہ کیا۔ مختار نے دریافت کیا کہ محمد بن الاشعث کہاں ہے؟ اس پر لوگوں نے ان کے مکان کا پتہ دیا۔ مختار نے عبداللہ بن قراد الخثعمی کو سو سواروں کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ فوجی دستہ ان کی طرف چلا تو انہیں بھی خبر ہوگئی کہ دشمن سر پر آپہنچا ہے۔ فوراً بے آب وگیاہ جنگل میں مصعب کی طرف جانے کا قصد کر کے نکل کھڑے ہوئے اور مصعب سے جا ملے اور انھیں مختار کے خلاف جنگ کرنے پر اُبھارا۔ مصعب نے ان کے مرتبے اور علوشان کی وجہ سے ان کی بہت تعظیم وتکریم کی۔ مختار نے فوج بھیج کر محمد بن الاشعث کے محل کو منہدم کرا دیا۔

مہلب بن ابی صفرہ کی طلبی:

جب مصعب کے جھنڈے کے نیچے ایک بڑی جماعت جمع ہوگئی انھوں نے کوفے پر حملے کا ارادہ کیا مگر محمد بن الاشعث سے کہا کہ میں اس وقت تک کوچ نہیں کروں گا جب تک کہ مہلب بن ابی صفرہ نہ آجائیں گے۔ مہلب مصعب کی طرف سے فارس کے گورنر تھے۔ مصعب نے انہیں لکھا کہ تم میرے پاس آؤ تا کہ ہماری کارروائیوں میں شریک رہو۔ کیونکہ ہم کوفے پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ مہلب اور اس کے ساتھیوں نے آنے میں دیر کی اور چونکہ وہ لڑائی میں جانا نہ چاہتے تھے اس لیے خراج کے وصول کرنے کا بہانہ کر دیا۔ مصعب نے محمد بن الاشعث کو کچھ وعدہ وعید کر کے اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ خود جا کر مہلب کو لے آئیں اور ان سے یہ کہہ دیں کہ میں بغیر تمہارے آئے جنگ کے لیے نہیں نکلوں گا۔

محمد بن الاشعث اور مہلب:

محمد بن الاشعث مصعب کا خط لے کر مہلب کے پاس آئے جب مہلب نے خط پڑھا تو محمد سے طنزاً کہا کہ کیا تمہیں کو قاصد بن کر آنا چاہیے تھا۔ مصعب کو تمہارے سوا کوئی اور قاصد ہی نہیں ملا۔ محمد بن الاشعث نے کہا کہ میں ہرگز کسی شخص کا قاصد نہیں ہوں۔ مگر کیا کہا جائے حالت یہ ہے کہ ہمارے ہی غلام اور آزاد غلاموں نے ہماری آل واولاد اور عورتوں پر قبضہ کرلیا۔

مہلب کی بصرہ میں آمد:

غرض کہ اب مہلب ایک ایسی زبردست جمعیت' اس قدر روپیہ اور ساز وسامان کے ساتھ روانہ ہوئے کہ کسی بصرہ والے کو نصیب نہ تھا۔ جب مہلب بصرہ میں آئے تو مصعب کے دروازے پر پہنچے تا کہ ان سے ملیں۔ حالانکہ لوگوں کو اندر جانے کی اجازت تھی۔ مگر پھر بھی چونکہ حاجب انہیں پہچانتا نہیں تھا اس لیے انھیں اندر جانے سے روک دیا۔ مہلب نے اس کے ایک ایسا گھونسہ رسید کیا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ حاجب اسی حالت میں مصعب کے پاس چلا آیا' اس کی ناک سے خون جاری تھا۔ مصعب نے پوچھا کہ کیا

ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ ایک شخص نے مجھے مارا ہے مگر میں اسے نہیں پہچانتا۔ جب مہلب مصعب کے پاس پہنچ گئے تب حاجب نے پہچانا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے مجھے مارا ہے مصعب نے حاجب کو حکم دیا کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے۔ اس کے بعد مصعب نے لوگوں کو بڑے پل کے پاس چھاؤنی کے میدان میں جمع ہونے کا حکم دیا اور عبدالرحمٰن بن مخنف کو بلا کر کہا کہ تم کوفہ جاؤ اور جس قدر لوگوں پر تمہارا بس چل سکے انھیں میری جماعت میں شامل کرو اور خفیہ طور پر انھیں ترغیب دو کہ وہ میری بیعت کر لیں اور مختار کے ساتھیوں سے قطع تعلق کر لیں۔

عبدالرحمٰن بن مخنف چپکے سے مصعب کے پاس سے چلے آئے اور اپنے گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

مصعب نے کوفے کا رخ کیا۔ قبیلہ بنی تمیم کے عباد بن الحصین بن معمر کو اپنے میمنے پر اور مہلب بن ابی صفرہ کو اپنے میسرے پر سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ مالک بن مسمع کو قبیلہ بکر بن وائل کے دستے پر' مالک بن منذر کو قبیلہ عبدقیس کے دستے پر' احنف بن قیس کو بنی تمیم کے دستے پر' زیاد بن عمر الازدی کو قبیلہ ازد کے دستے پر اور قیس بن ہیثم کو اہل نجد کے دستے پر سردار مقرر کیا۔

مختار ثقفی کا اہل کوفہ کو خطاب:

جب مختار کو ان واقعات کی خبر پہنچی تو وہ اپنے ساتھیوں میں خطبہ پڑھنے کھڑا ہوا۔ حمد و ثناء کے بعد اس نے کہا کہ اے کوفہ والو! اے دین والو! صداقت اور کمزوروں کے مددگارو! اور اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی گروہ' تم نے ان باغیوں کو بھگا دیا' جنھوں نے تم سے سرکشی کی وہ اپنے ہی ایسے فاسقوں کے پاس آئے اور انھیں تمہارے خلاف ابھار کر لائے ہیں تاکہ حق مٹ جائے اور باطل کو عروج ہو۔ اور اللہ کی جماعت بدل جائے۔ خدا کی قسم! اگر تم ہلاک ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی پرستش صرف اس طرح ہوگی کہ اس پر بہتان لگائے جائیں گے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر لعن طعن کیا جائے گا اس لیے تم فوراً احمر بن شمیط کے ساتھ میدان جنگ میں جانے کے لیے مستعد ہو جاؤ۔ کیونکہ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر تم ان سے لڑو گے تو ان شاء اللہ تم انھیں ہلاک کر دو گے' جس طرح عاد اور ارم ہلاک ہو گئے۔

احمر بن شمیط کی روانگی:

احمر بن شمیط جنگ کے لیے آمادہ ہوا اور مقام حمام اعین پر فوج ترتیب دی گئی اور جمع کی گئی۔ مختار نے ان تمام سردارانِ فوج کو بلایا جو ابن الاشتر کے ساتھ تھے اور اسی ترتیب سے انھیں احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا اور سردار ابن الاشتر سے علیحدہ ہو چکے تھے کیونکہ انھوں نے دیکھ لیا تھا کہ ابراہیم بن الاشتر مختار کی سیادت کی مطلقاً پروانہ کرتا تھا۔ مختار نے ان سرداروں کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ ابن شمیط کے ہمراہ روانہ کیا۔

احمر بن شمیط کی صف بندی:

احمر بن شمیط جنگ کے لیے روانہ ہوا اور انھوں نے مقدمۃ الجیش پر ابن کامل الشاکری کو روانہ کیا۔ ابن شمیط چلتے چلتے چشمہ مذار پر اتر پڑا۔ دوسری سمت سے مصعب بھی آ گئے اور اسی کے قریب خیمہ زن ہو گئے۔ دونوں سرداروں نے اپنے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ احمر بن شمیط نے اپنے میمنے پر عبداللہ بن کامل الشاکری کو' میسرے پر عبداللہ بن وہب بن

نصلہ الجشمی کو سواروں پر رزیں عبدالسلولی کو اور پیدل سپاہ پر کثیر بن اسمٰعیل الکندی کو جو جنگ خازر میں ابن الاشتر کے ہمراہ تھا سردار مقرر کیا۔ اسی طرح کیسان ابی عمرہ عرینہ کے آزاد غلام کو موالیوں کی جماعت کا افسر مقرر کیا۔

عبداللہ بن وہب کا ابن شمیط کو پا پیادہ ہونے کا مشورہ:

عبداللہ بن وہب بن انس الجشمی میسرے کا سردار ابن شمیط کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ یہ غلام اور موالی شدید جنگ کے موقعے پر ثابت قدم رہنے والے نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ ایک بڑی تعداد سواروں کی ہے آپ پا پیادہ ہیں آپ کی انھیں اس کی ضرور متابعت کرنا پڑے گی۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر نیزہ اور شمشیر سے ان پر سخت حملہ کیا گیا تو وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر میدان جنگ سے پرندوں کی طرح اُڑ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ البتہ اگر آپ نے انھیں پا پیادہ کر دیا تو پھر انھیں ثابت قدم رہ کر لڑنے کے سوا چارہ نہ ہوگا۔ چونکہ موالیوں کے ہاتھوں انھیں کوفے میں تکلیف اٹھانا پڑی تھی اس لیے یہ ان سے عداوت رکھتے تھے اور اب یہ تدبیر اس لیے کی تھی کہ اگر یہ پیدل ہو جائیں گے تو ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا۔ ابن شمیط نے اس رائے پر بدگمانی نہیں کی۔ بلکہ یہی خیال کیا کہ اس میں اس کی خیر خواہی ہے اور اس ترکیب کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ گروہ استقلال سے جنگ کرے۔

ابن شمیط کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی پیشکش:

چنانچہ اس نے اس جماعت کو مخاطب کر کے کہا کہ اے آزاد شدہ غلامو! میرے ساتھ تم بھی گھوڑوں سے اتر کر جنگ کرو۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ پا پیادہ ہو گئے اور ابن شمیط اور اس کے علم کے سامنے پا پیادہ ہو کر چلنے لگے۔ مصعب نے عباد بن الحصین کو اپنے رسالے کا افسر مقرر کیا تھا۔ عباد ابن شمیط اور ان کے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت اور امیر المومنین عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے دعوت دیتے ہیں۔ فریق مخالف نے کہا کہ ہم تمہیں کتاب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور امیر مختار کے ہاتھ پر بیعت کی دعوت دیتے ہیں تاکہ ہم آلِ رسولؐ میں سے کسی شخص کو باہم مشورے سے امیر مقرر کر لیں۔ اگر کوئی اور شخص اس بات کا مطالبہ کرے گا کہ وہ آلِ رسولؐ پر حکمرانی کرے تو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ہم اس کے خلاف جہاد کریں گے۔

عباد کا ابن شمیط پر حملہ:

عباد مصعب کے پاس آئے اور جو کچھ پیش آیا تھا اس سے انھیں آگاہ کیا۔ مصعب نے انھیں حکم دیا کہ واپس جاؤ اور دشمنوں پر حملہ کرو۔ عباد نے ابن شمیط اور ان کی فوج پر حملہ کر دیا۔ مگر ان میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ اس کے بعد وہ پھر اپنی جگہ پر پلٹ آئے۔

مہلب کا ابن کامل کی فوج پر حملہ:

مہلب نے ابن کامل پر حملہ کیا۔ ابن کامل کی فوج میں ایسی برہمی پڑی کہ کوئی نظام قائم نہیں رہا۔ اور صفیں آپس میں مختلط ہو گئیں۔ ابن کامل گھوڑے سے اتر پڑا۔

مہلب ان کی جانب سے پلٹ آئے اور پھر اپنی جگہ آ کر کھڑے ہو گئے اور ان کے ساتھی بھی تھوڑی دیر تک اپنی اپنی جگہ چپ

کھڑے رہے۔ پھر مہلب نے اپنی فوج والوں کو ایک فیصلہ کن حملہ کرنے کا حکم دیا اور انھیں بتا دیا کہ تمہارا دشمن تمہاری شجاعت کا مزا چکھ چکا ہے کیونکہ ان میں سخت بدنظمی پڑ چکی تھی۔ مہلب کی فوج نے اس مرتبہ ایسا شدید حملہ کیا کہ ابن کامل کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے مگر خود ابن کامل ہمدان کے کچھ لوگوں کے ساتھ برابر اپنی جگہ جما رہا۔ اب مہلب نے اپنا قومی لقب لوگوں کو سنانا شروع کیا کہ میں بنی شاکر کا جواں مرد ہوں۔ میں بنی شبامہ کا بہادر ہوں۔ میں بنی ثور کا نوجوان ہوں اور اس کے تھوڑی ہی دیر بعد ابن کامل کی فوج کو شکست ہوگئی۔

احمر بن شمیط کا قتل:

عمر بن عبید اللہ بن معمر نے عبد اللہ بن انس پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر لڑنے کے بعد پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اس کے بعد تمام فوج نے ابن شمیط پر حملہ کر دیا۔ ابن شمیط لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ میدان جنگ میں کام آیا۔ اب اس کے گروہ نے ایک دوسرے سے پکار کر کہا کہ اے بجیلہ و خثعم کے گروہ استقلال اور ثابت قدمی سے جمے رہو۔ دوسری جانب سے مہلب نے بلند آواز سے ان سے کہا کہ اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔ تم کیوں خواہ مخواہ اپنی عزیز جانوں کو ان غلاموں کے (ساتھ) ورطہ ہلاکت میں ڈال رہے ہو۔ (خدا تمہاری کوششوں کو کبھی بار آور نہ ہونے دے)

مہلب کا پیدل سپاہ پر حملہ:

پھر اس نے اپنی فوج کی طرف دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم آج موت نے میری ہی قوم میں گرما گرمی ظاہر کی ہے۔ اب رسالے نے ابن شمیط کی پیدل سپاہ پر حملہ کر دیا۔ پیدل سپاہ بے ترتیبی سے پسپا ہوگئی اور بیابان کی سمت اس نے راہ فرار اختیار کی۔ مصعب نے عباد بن الحصین کو رسالہ دے کر ان کے تعاقب میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ جو قیدی تمہارے ہاتھ لگے اس کی گردن مار دینا۔ اسی طرح مصعب نے محمد بن الاشعث کو بھی اہل کوفہ کے رسالہ کے بڑے دستے کے ساتھ جنہیں مختار نے اس سے پہلے شکست دی تھی' ابن شمیط کی فوج کے تعاقب میں روانہ کیا اور کہا کہ اب موقع ہے کہ تم اپنا بدلہ لے لو۔

شکست خوردہ فوج سے انتقام:

ہزیمت خوردہ فوج کے لیے یہ لوگ بصرے والوں سے بھی زیادہ سخت تھے۔ جس شخص کو پکڑتے تھے فوراً اسے قتل کر ڈالتے تھے اور کوئی ایسا قیدی نہ تھا جسے انھوں نے معاف کیا ہو۔ اس فوج سے سوائے چند سواروں کے اور کوئی نہ بچ سکا۔ اور پیدل سپاہ تو تقریباً بالکل تباہ ہوگئی۔

معاویہ بن قرۃ المزنی کہتے ہیں کہ ہزیمت خوردہ فوج کے ایک سپاہی تک میں پہنچ گیا اور میں نے اپنے برچھے کی انی اس کی آنکھ میں بھونک دی اور اس کی آنکھ کو انی سے ہلانے لگا۔ جب اس سے میں نے کہا کہ تم نے بھی ایسا ہی کیا ہے تو کہنے لگا کہ بے شک ان لوگوں کا خون ہمارے لیے ترک اور دیلم کے خون سے بھی زیادہ حلال ہے۔ معاویہ بن قرہ بصرے کے قاضی تھے۔

ابن مصعب کی روانگی:

مصعب خود روانہ ہوئے اور جس جگہ اب واسط القصب واقع ہے اس مقام سے انھوں نے دریا عبور کیا (شہر واسط اس وقت موجود نہ تھا۔ اس واقعے کے کچھ عرصے بعد آباد کیا گیا ہے) پھر بیاباں کو طے کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد مصعب نے پیدل سپاہ' اس

کے ساز و سامان اور ضعیف العمر لوگوں کو کشتیوں میں سوار کر دیا اور دریائے خرشاذ سے ہوتے ہوئے دریائے قوسان کو عبور کیا اور اسی دریا کے راہ سے دریائے فرات میں پہنچ گئے۔

اہل بصرہ جب کشتیاں چلا رہے تھے تو یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

عودنا المصعب جرا لقَلَسِ والزنبريات الطوال القعس

ترجمہ: ''مصعب نے ہمیں لانبے کوزہ پشت جہازوں کے اور ان کی رسی کھینچنے کا عادی بنا دیا''۔

جب ان عجمیوں کو جو مختار کے ساتھ تھے اپنے بھائیوں کی مصیبت کا علم ہوا جو انہیں ابن شمیط کے ساتھ پیش آئی تھی تو کہنے لگے کہ یعنی اس مرتبہ تو جھوٹ کہا۔

ابن شمیط کی شکست کی مختار ثقفی کو اطلاع:

عبدالرحمن بن ابی عمیر الثقفی کہتے ہیں کہ میں اس وقت مختار کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب اسے اپنی فوج کی ہزیمت کی خبر پہنچی۔ مختار میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ یہ غلام اس طرح قتل کر ڈالے گئے جس کی نظیر سے میرے کان آشنا نہیں۔ پھر اس نے بتایا کہ ابن شمیط اور ابن کامل اور فلاں فلاں شخص مارے گئے۔ پھر اہل عرب کے چند بہادروں کے نام لیے جو اس جنگ میں کام آئے تھے اور کہنے لگا کہ بخدا ان میں سے ہر ایک ایک بڑی جماعت سے بھی بہتر تھا۔ اس پر میں نے کہا بے شک یہ تو ایک مصیبت ہے جو آپ پر نازل ہوئی۔ مختار نے کہا کہ موت سے تو چارہ نہیں اور ابن شمیط جس طرح میدان جنگ میں بہادروں کی موت مرے ہیں اس موت سے زیادہ اور کوئی موت مجھے محبوب نہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ اسی طرح اپنی جان دوں۔

مختار ثقفی کا سیلحسین میں قیام:

راوی کہتے ہیں کہ مختار کی گفتگو سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے اپنے دل سے اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ اپنے حصول مقصد کے لیے آخری دم تک لڑتا رہے گا۔

جب مختار کو معلوم ہوا کہ دشمن ان کی جانب گھوڑوں اور اونٹوں' کشتیوں پر چلا آ رہا ہے تو وہ خود بھی مقابلے کے لیے آگے بڑھے اور مقام سیلحسین پر آ کر اپنے ڈیرے ڈال دیئے۔ اس مقام کو دیکھ کر معلوم ہو گیا کہ یہ مختلف دریاؤں کا سنگم ہے۔ اس مقام پر دریائے حیرۃ' دریائے سیلحسین' دریائے قادسیہ' دریائے یوسف فرات سے ملتے تھے۔ مختار نے اسی سنگم پر ایک بند بنا کر دریائے فرات کا پانی روک دیا۔ اس طرح فرات کا تمام پانی ان معاون دریاؤں میں چڑھ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بصرے والے جو کشتیوں میں سوار ہو کر چلے آ رہے تھے ان کی کشتیاں کیچڑ میں پھنس گئیں۔ بصرے والوں نے یہ حالت دیکھ کر کشتیاں چھوڑ دیں اور پا پیادہ کوچ کرنا شروع کیا۔ ان کا رسالہ ان کے آگے دریائے فرات کے اس بند تک پہنچ گیا اور اسے منہدم کر کے کوفے کی طرف اس نے اپنی باگیں اٹھا دیں۔

عبداللہ بن شداد کی کوفہ میں نیابت:

مختار کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ بھی مقابلے کے لیے آگے بڑھا اور مقام حروراء میں اپنا پڑاؤ ڈال دیا۔ اور اہل بصرہ اور کوفہ کے درمیان مورچے باندھ لیے۔ مختار نے اپنے قصر اور مسجد کو مستحکم کر لیا تھا۔ بلکہ اپنے قصر میں وہ تمام سامان بھی مہیا کر رکھا تھا۔ جس

کی حالت محاصرہ میں ضرورت پیش آتی ہے۔ مختار نے اپنی غیبت کی وجہ سے عبداللہ بن شداد کو کوفہ کا عامل مقرر کر دیا تھا۔

مختار ثقفی کی فوجی تربیت:

مختار ابھی حروراء ہی میں تھا کہ مصعب آ گئے۔ مختار بھی ان کے مقابلے کے لیے نکلا۔ اس نے اپنے میمنے پر سلیم بن یزید الکندی کو میسرے پر سعید بن منقذ ہمدانی ثوری کو سردار مقرر کیا اور (باڈی گارڈ) شخصی محافظتی دستے کا عبداللہ بن قراد الخثعمی سردار تھا۔ اسی طرح مختار نے اپنے رسالے پر عمر بن عبداللہ النہدی کو اور پیدل فوج پر مالک بن عمر النہدی کو سردار مقرر کیا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی صف بندی:

دوسری جانب مصعب نے اپنے میمنے پر مہلب بن ابی صفرہ اور میسرے پر عبیداللہ بن معمر التیمی کو۔ سواروں پر عباد بن حصین الحبطی اور پیدل سپاہ مقاتل بن مسمع البکری کو سردار مقرر کیا۔ خود مصعب گھوڑے سے اتر آئے اور اپنی کمان کو ٹیک ٹیک کر چلنے لگے۔ مصعب نے اہل کوفہ پر محمد بن الاشعث کو امیر مقرر کیا تھا۔ اب محمد بھی میدان جنگ میں آ گئے اور مصعب اور مختار کے درمیان داہنی جانب مغرب رویہ ایک جگہ جم گئے۔

آغازِ جنگ:

جب مختار نے میدان جنگ کا یہ نقشہ دیکھا تو اس نے بصرے والوں کو ہر دستہ فوج پر اپنے ایک ایک سردار کو حملہ کرنے کا حکم دیا' سعید بن منقذ کو جو میسرے کا سردار تھا۔ قبیلہ بنی بکر بن وائل کے دستے پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مالک بن مسمع البکری اس دستے کا سردار تھا۔ عبدالرحمٰن بن شریح الشبامی اپنے افسر بیت المال کو قبیلہ عبدالقیس پر جس کا سردار مالک بن المنذر تھا' عبداللہ بن جعدۃ القرشی ثم المخزومی کو اہل نجد پر جس کا سردار قیس بن ہیثم السلمی تھا۔ مسافر ابن سعید بن نمران الناعطی کو قبیلہ ازد پر جس کا سردار زیاد بن عمرو العتکی تھا سلیم بن یزید الکندی اپنے میمنے کے افسر کو قبیلہ بنی تمیم پر جس کے سردار احنف بن قیس تھے۔ اسی طرح سائب بن مالک الاشعری کو محمد بن الاشعث پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور مختار اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور آپس میں بھڑ گئیں۔

سعید بن منقذ اور عبدالرحمٰن بن شریح کے حملے:

سعید بن منقذ اور عبدالرحمٰن بن شریح بکر بن وائل اور بنی عبدالقیس کے دستوں پر حملہ کر رہے تھے۔ (یہ دونوں قبیلے مصعب کی فوج کے میسرے میں متعین تھے اور عمر بن عبیداللہ بن معمران پر سردار تھے) بنی ربیعہ نے ان سے شدید جنگ کی اور نہایت ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ سعید بن منقذ اور عبدالرحمٰن بن شریح کی یہ حالت تھی کہ جب حملہ کرتے تھے تو منہ پھیرنے کا نام نہ لیتے تھے۔ اور جب ایک حملہ کرتا اور واپس آ جاتا تو دوسرا اس کی جگہ حملہ کر دیتا اور بسا اوقات دونوں ایک ساتھ حملہ کرتے تھے۔

مہلب کو حملہ کرنے کا حکم:

لڑائی کی یہی حالت قائم تھی۔ مصعب نے مہلب سے کہلا بھیجا کہ اب کیا انتظار کر رہے ہو کیوں نہیں اپنی مدمقابل فوج پر حملہ کر دیتے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج صبح سے ہمارے ان دو فوجی دستوں کو جنگ کا کس قدر بار اٹھانا پڑا ہے۔ اپنی فوج کے ساتھ حملہ

کرو۔ مہلب نے کہا کہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے اہل کوفہ کے خوف سے میرا یہ ارادہ تھا کہ میں بنی ازد اور تمیم کو تاوقتیکہ موقع نہ دیکھ لوں مفت میں نہ کٹوا ڈالوں۔

عبداللہ بن جعدہ کا اہل نجد پر حملہ:

مختار نے عبداللہ بن جعدہ کو حکم بھیجا کہ تم ان لوگوں پر جو تمہارے مقابل صف بستہ میں حملہ کرو۔ عبداللہ نے اہل نجد پر حملہ کیا ان کی صفیں درہم برہم کر دیں اور انہیں اتنا پیچھے ہٹا دیا کہ وہ مصعب تک پہنچ گئے۔ مصعب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے (وہ کبھی میدان جنگ سے بھاگتے نہ تھے بلکہ بدستور اپنی جگہ ڈٹے ہوئے تیراندازی کرتے رہے) ان کی فوج کے اکثر لوگ ان کے قریب ہی گھوڑوں سے اتر پڑے اور تھوڑی دیر تک اسی مقام پر جنگ ہوتی رہی۔ پھر دونوں فریق علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

مہلب بن ابی صفرہ کا حملہ:

مہلب کے تحت میں پیدل سپاہ کے دو کثیر التعداد دستے اور سوار بھی تھے۔ مصعب نے ان سے بھی کہلا بھیجا کہ تم کیسے بزدل ہو کہ حملہ کرنے میں انتظار کر رہے ہو۔

تھوڑی ہی دیر بعد مہلب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ دوسرے لوگ آج صبح سے جنگ کر رہے ہیں اور تم لوگ کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہو۔ ہمارے دوسرے ساتھی نہایت خوبی سے لڑ رہے ہیں۔ بس اب تم پر اس معاملہ کا مدار ہے حملہ کرو۔ اللہ سے اعانت طلب کرو اور ثابت قدم رہو۔

مہلب اور اس کی فوج نے اپنے مقابل لوگوں پر ایسا شدید حملہ کیا کہ پرخچے اڑا دیئے اور میدان کو ان سے صاف کر دیا۔

عبداللہ بن عمر النھدی کا قتل:

عبداللہ بن عمر النھدی جو جنگ صفین میں بھی شریک تھے کہنے لگے کہ اے اللہ میں اسی عقیدے پر قائم ہوں جیسا کہ میں جنگ صفین میں پنجشنبہ کی شب تھا۔ میرا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں جو میدان جنگ سے پیچھے ہٹ گئے اور اپنے ساتھیوں کو چھوڑ گئے اسی طرح مجھے مصعب کے طرفداروں سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد شمشیر زنی کرتے رہے اور مارے گئے۔

محمد بن الاشعث کا قتل:

مالک ابن عمر و ابونمران النھدی پیدل سپاہ کے سردار تھے۔ ان کے پاس ان کا گھوڑا لایا گیا اور وہ سوار ہوئے۔ اس وقت تک مختار کی فوج شدید ترین نقصان اٹھا چکی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک جھاڑی ہے جس میں آگ لگی ہوئی ہے۔ جب مالک گھوڑے پر سوار ہوئے تو کہنے کہ میں اب سوار ہو کر کیا کروں گا۔ خدا کی قسم! اپنے گھر میں مرنے سے مجھے یہاں مرنا زیادہ محبوب ہے۔ کہاں ہیں وہ دور اندیش لوگ اور کہاں ہیں وہ صبر و استقامت والے۔ یہ سن کر پچاس آدمی ان کی طرف چلے۔ اب شام کا وقت ہو گیا تھا۔ اس جماعت نے محمد بن الاشعث کے ہمراہیوں پر حملہ کیا اور محمد بن الاشعث اپنے تمام ہمراہیوں سمیت وہیں مارے گئے۔

ابونمران کا قتل:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مالک ہی نے محمد بن الاشعث کو قتل کیا۔ ابونمران بھی محمد بن الاشعث کے پہلو ہی میں مقتول پایا گیا۔ بنی کندہ کا دعویٰ ہے کہ عبدالملک بن اشاۃ الکندی نے ابونمران کو قتل کیا۔

عبدالملک بن اشاۃ الکندی کا خاتمہ:

جب مختار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ محمد بن الاشعث کی لاش پر گزرا تو اس نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے انصار کے گروہ ان مکار لومڑیوں پر حملہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے حملہ کیا اور عبدالملک بن اشاۃ الکندی مارا گیا۔ بنی خثعم کا یہ دعویٰ ہے کہ عبداللہ بن قراد نے ابن اشاۃ کو قتل کیا ہے۔

ابومخنف کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ عوف بن عمرو الجشمی اس بات کا دعوت کرتا ہے کہ ان کے قبیلہ کے ایک آزاد غلام نے ابن اشاۃ کو قتل کیا۔ اسی طرح چار مختلف اشخاص نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم نے ابن اشاۃ کو قتل کیا ہے۔

سعید بن منقذ اور سلیم بن یزید کا خاتمہ:

سعید بن منقذ کے ہمراہی منتشر ہو گئے اور وہ اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے ساتھ نبرد آزمائی کرتے رہے یہاں تک کہ سب کے سب مر گئے۔ اسی طرح سلیم بن یزید الکندی نوے آدمیوں کی جماعت کے ساتھ جس میں اس کے خاندان اور دوسرے قبیلے کے بھی لوگ تھے شمشیر زنی کرتا رہا اور وہ بھی مارے گئے۔

عاصم وعیاش اور احمر کا قتل:

مختار شبث کی سڑک کے سرے پر لڑتا رہا۔ گھوڑے پر سے اتر پڑا اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے گا اور تمام رات لڑتا رہا یہاں تک کہ اس کے دشمن پیچھے ہٹ گئے۔ اس رات مختار کے ساتھیوں میں کئی شجاع اور بہادر شخص میدان جنگ میں کام آئے ان میں عاصم بن عبداللہ الازدی' عیاش بن خازم الہمدانی الثوری اور احمر بن ہدیج الہمدانی الفائشی بھی تھے۔

مختار ثقفی کی مراجعت:

اسی رات کو بنی ہمدان نے پکار کر کہا کہ اے ہمدان کے گروہ دشمن سے آگے بڑھ کر مقابلہ کرو۔ اس کے بعد ان لوگوں نے نہایت شدید جنگ کی۔ جب دشمن مختار سے پیچھے ہٹ گیا تو اس کے ساتھیوں نے عرض کی کہ اے امیر دشمن پسپا ہو گیا ہے اب آپ بھی اپنے محل میں واپس تشریف لے جائیں۔ مختار نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! میں اس لیے گھوڑے سے نہیں اترا تھا کہ واپس اپنے محل کو جاؤں گا۔ مگر اب جب کہ خود دشمن ہی پیچھے ہٹ گیا ہے تو بہتر ہے اللہ کا نام لے کر ہمارے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر چلو۔ مختار اپنے محل واپس چلا آیا۔

سائب بھی مصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ لڑائی میں آیا تھا۔ قبیلہ بنی وہیل کے ورقاء النخعی نے اسے قتل کیا۔

ہند بنت المتکلفۃ اور لیلیٰ بنت قمامہ کی ابن حنفیہ سے شکایت:

ہند بنت المتکلفۃ الناعطیہ ایک عورت تھی جس کے مکان میں تمام غالی شیعہ جمع ہوتے تھے اور باتیں کرتے تھے۔ اس طرح لیلیٰ بنت قمامۃ المزنیہ کے مکان میں بھی شیعہ جمع ہوتے تھے' اس کا بھائی رفاعہ بن قمامہ اگرچہ شیعانِ علی رضی اللہ عنہ میں سے تھا مگر غالی نہ تھا اور اس وجہ سے لیلیٰ اسے اچھا نہیں سمجھتی تھی۔ ابوعبداللہ الجدلی اور یزید بن شراحیل نے دونوں عورتوں کے غلو کی حالت سے ابن حنفیہ کو اطلاع دی اور اسی طرح ابوالاحراس المرادی بطین اللیثی اور ابوالحارث الکندی کی بھی شکایت تھی۔

ابن حنفیہ کا شیعان کوفہ کے نام خط:

اس پر ابن حنفیہ نے یزید بن شراحیل کے ہاتھ ایک خط شیعان کوفہ کے نام لکھا۔ جس میں انھیں ان لوگوں سے ڈرایا اور وہ خط یہ ہے:

''یہ خط محمد بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہماری ان شیعوں کے نام بھیجا تھا جو کوفہ میں ہیں' تمہیں چاہیے کہ مجالس اور مساجد میں جمع ہو کر خفیہ اور علانیہ اللہ کو یاد کرو اور مومنین کے علاوہ کسی کو اپنا ہم راز نہ بناؤ۔ اگر تمہیں اپنی جان کا خوف ہو تو تمہیں اپنے دین و مذہب کے لیے جھوٹے دعویداروں سے خوف نہ کرنا چاہیے۔ نماز روزے پر مداومت کرو۔ اور اللہ کو پکارتے رہو اور یقین جانو کہ مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں جو سوائے حکم ربانی کے کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکے۔ ہر شخص اپنے اعمال میں گرفتار ہے اور ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص سے اس کے اعمال کا حساب لے گا۔ پس تمہیں چاہیے کہ اچھے کام کرو اور نیکیوں کو اپنے لیے پہلے سے بھیج دو اور غافل نہ بنو۔ السلام علیکم''۔

عبداللہ بن نوف کا دعویٰ:

جب جنگ حروراء کے لیے لوگ روانہ ہوئے تو عبداللہ بن نوف بھی ہند بنت المتکلفہ کے گھر سے یہ کہتے ہوئے نکلا: ''بدھ کے دن آسمان بلند ہوگا اور موت دشمنوں کی شکست کے ساتھ اترے گی پس اللہ کا نام لے کر حروراء کی طرف بڑھو''۔ جب میدان جنگ آراستہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی تو عبداللہ بن نوف کے چہرے پر ایک زخم آیا اور لوگ شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔ عبداللہ بن شریک النھدی ابن نوف سے ملا۔ وہ پہلے سے ان کے فخر یہ مقولہ کو سن چکا تھا۔ عبداللہ بن شریک نے ابن نوف سے کہا کہ کیا تم نے ہمارے سامنے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ ہم اپنے دشمن کو بھگا دیں گے؟ ابن نوف نے کہا کہ تم نے کلام اللہ میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی:

صبح کو مصعب اپنے ہمراہیوں کو لے کر جن میں بصرے اور کوفے والے سب شریک تھے سبخہ کی طرف چلے۔ جب مہلب کے پاس آئے تو مہلب نے ان سے کہا کہ اگر محمد بن الاشعث نہ مارے جاتے تو یہ فتح آپ کو نہایت خوش آیند ہوتی۔ مصعب نے کہا بے شک تم ٹھیک کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا رحم نازل کرے۔ یہ کہتے ہی مصعب آگے بڑھے اور پھر مہلب کو مخاطب کر کے کہا کہ عبیداللہ بن علی مارے گئے۔ مہلب نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مصعب نے کہا یہ وہ شخص تھے کہ کاش زندہ ہوتے اور ہماری اس فتح کی خوشخبری سنتے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے اور جو اقتدار ہمیں حاصل ہے اس کے وہی مستحق ہوتے۔ کیا تم ان کے قاتل کو جانتے ہو مہلب نے کہا میں نہیں جانتا مصعب نے کہا کہ اس شخص نے انھیں قتل کیا ہے وہ اپنے کو شیعان علی سے کہتا ہے مگر پھر بھی انھیں جان بوجھ کر قتل کر ڈالا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی سبخہ میں آمد:

مصعب سبخہ میں پہنچے اور اپنے دشمنوں پر پانی اور رسد کی بہم رسانی مسدود کر دی۔ مصعب نے عبدالرحمان بن محمد بن الاشعث کو ایک سمت روانہ کیا۔ اور انہوں نے مقام کناسہ پر مورچے لگائے۔ اسی طرح عبدالرحمان بن مخنف بن سلیم کو بنی سبیع کے قبرستان کی

طرف بھیجا۔ مصعب نے ان سے کہا کہ جو کام تمہارے تفویض کیا گیا تھا اسے تم نے اچھی طرح انجام نہیں دیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے دو قسم کے لوگ دیکھے ایک تو وہ جو آپ کی طرف مائل تھے وہ تو آپ کے ساتھ ہو گئے۔ دوسرے وہ جو مختار کی رائے کو اچھا سمجھتے تھے انھوں نے مختار کو نہیں چھوڑا اور نہ وہ کسی اور شخص کو ان سے بہتر سمجھتے ہیں پھر میں تو آپ کے یہاں آنے تک اپنے مکان ہی میں مقیم رہا۔ مصعب نے کہا بے شک تمہارا بیان درست ہے۔

مختار ثقفی کے محل کا محاصرہ:

مصعب نے عباد بن الحصین کو بنی کندہ کے قبرستان کی طرف زحر بن قیس کو بنی مراد کے قبرستان اور عبیداللہ بن الحر کو صائدیین کے قبرستان کی طرف روانہ کیا۔ ان تمام سرداروں نے مختار اور ان کی فوج پر پانی اور رسد کو بند کر دیا۔ اس وقت مختار اور اس کے ہمراہی مختار کے محل میں محصور تھے۔ عبیداللہ بن الحر صائدیین کے قبرستان میں مختار کے رسالے سے جنگ میں مصروف تھے کبھی وہ مختار کے رسالے کو پیچھے ہٹا دیتے تھے اور کبھی مختار کا رسالہ انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ عبیداللہ نے اپنے رسالے کے پیچھے دستے اور سواروں کو بچاتے بچاتے عکرمہ کے مکان تک ہٹ آتے اور پھر جوابی حملہ کر کے اپنے مقابل کے رسالے کو صائدیین کے قبرستان تک پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے عبیداللہ کے رسالے والے بسا اوقات مشکیزوں پر قبضہ کر لیتے اور بہشتیوں کو پکڑ کر انھیں زدو کوب کرتے۔ کیونکہ یہ لوگ مختار کی فوج کو پانی پہنچاتے تھے اور مختار کی فوج والے شدت ضرورت کی وجہ سے ایک دینار یا دو دینار ادا کرتے تھے۔

محاصرہ میں سختی:

ایسا بھی ہوتا تھا کہ مختار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ محل سے نکل کر دشمن سے معمولی سی جھڑپ کر کے کوئی سخت نقصان پہنچائے بغیر واپس چلا جاتا۔ جب کبھی مختار کا رسالہ حملہ کرنے کے لیے نکلتا تو مکان کی چھتوں پر سے ان پر پتھر اور کیچڑ پھینکی جاتی اور اس طرح لوگ ان پر دلیر ہو گئے ان کی زندگی عورتوں کی بدولت قائم تھی حالت یہ تھی کہ عورتیں اپنے مکان سے کھانا پانی اور اشیائے لطیفہ کی چیز سے ڈھانک کر لے کر چلتیں۔ ظاہراً دکھلاتیں کہ وہ نماز کے لیے بڑی مسجد میں جا رہی ہیں یا کسی اپنے عزیز و اقارب سے ملنے جا رہی ہیں اور جب مختار کے محل کے پاس پہنچتیں تو ان کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا اور جس اپنے عزیز یا خاوند کے لیے وہ کھانا لے کر جاتیں اسی طرح اسے پہنچ جاتا۔ جب اس کی اطلاع مصعب اور ان کے ہمراہیوں کو ہوئی تو مہلب نے جو ان معاملات کا وسیع تجربہ رکھتا تھا یہ تجویز پیش کی کہ ان پر پہرے بٹھا دینے چاہئیں اور کسی شخص کو محل میں جانے نہ دیا جائے تاکہ محصورین اسی طرح تمام ہو جائیں۔

دوسری طرف محصورین کی یہ حالت تھی کہ جب زیادہ پیاس معلوم ہوئی تو کنویں کا کھاری پانی ہی پینے لگے یہ دیکھ کر مختار نے حکم دے دیا کہ کنویں میں شہد ڈال دیا جائے تاکہ پانی کا مزہ بدل جائے اور پینے کے قابل ہو جائے۔ اس طرح بھی اکثر لوگ سیراب ہو جاتے۔

تین عورتوں کی گرفتاری اور رہائی:

اب مصعب نے اپنے ہمراہیوں کو محل سے اور زیادہ قریب رہنے کا حکم دیا۔ عباد بن الحصین الحبطی نے مسجد جہینہ کے قریب مورچے لگائے۔ عباد دوران جنگ میں لڑتے لڑتے اکثر بنی مخزوم کی مسجد تک پہنچ گیا تھا بلکہ اس قدر قریب پہنچ جاتے تھے جہاں سے

ان کی فوج والے مختار کے ان ہمراہیوں پر جو محل پر دکھائی دیتے تیراندازی کرتے تھے۔ محل کے نزدیک جو عورت ملتی اس سے اس کا نام پتہ اور منزل مقصود دریافت کرتے۔ ایک ہی دن میں تین عورتیں گرفتار کیں جن میں دو بنی شبامہ کے دو شخصوں کی بیویاں تھیں اور ایک بنی شاکر کے کسی شخص کی اہلیہ تھی۔ یہ اپنے خاوند کے پاس جو قصر میں محصور تھے آئی تھیں۔ کھانا بھی ان کے پاس تھا۔ عباد نے انہیں مصعب کے پاس بھیج دیا۔ مصعب نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا اور واپس بھیج دیا۔

زحر بن قیس کا مورچہ:

زحر بن قیس بھی مصعب کے حکم سے لوہاروں کے محلّہ میں جہاں گھوڑے خچر وغیرہ کرایہ پر ملتے تھے مورچہ لگائے ہوئے تھے۔ عبیداللہ بن الحر و بلال کے مکان کے قریب ٹھہرے۔ محمد بن عبدالرحمان ابن سعید بن قیس اپنے باپ کے مکان کے قریب ٹھہر گئے۔ حوشب بن یزید بصریوں کی گلی میں جو بنی خزیمہ ابن مالک شاہراہ عام کے سرے پر واقع ہے مقیم ہوئے۔ مہلب بھی بڑھتے ہوئے چہار سوخنیس پر اتر پڑے۔ اور عبدالرحمٰن بن مخنف دارالسقایۃ کی جانب سے آئے۔

کوفی اور بصری جوانوں کا انجام:

بصرے اور کوفے کے کچھ نوجوان جو جنگ کی افتادوں سے بالکل ناواقف تھے بغیر کسی سردار کے بڑے بازار میں نکل پڑے اور مختار کو ابن دومۃ خطاب کر کے پکارنے لگے۔ مختار اپنے قصر پر برآمد ہوا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کوفے اور بصرے کا کوئی بڑا معتبر سردار نہیں ہے ورنہ یہ کبھی مجھے اس نام سے نہ پکارتے جب اس نے ان نوجوانوں کے گروہ کی یہ ہیئت اور غیر منظم حالت دیکھی تو ان کے قتل پر آمادہ ہو گیا اور اپنی فوج کے ایک دستے کو قصر سے باہر نکل کر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مختار کے ساتھ دو سو آدمیوں کی ایک جماعت نے قصر سے نکل کر ان نوجوانوں پر حملہ کیا۔ تقریباً سو نوجوان کھیت رہے باقی نہایت بے ترتیبی سے ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بھاگے۔ مگر فرات بن حیان العجلی کے مکان تک پہنچتے پہنچتے مختار کے ساتھیوں نے انھیں پھر جا لیا۔

یحییٰ بن ضمضم کا خاتمہ:

ایک شخص قبیلہ بنی ضبہ کا بصرے کا رہنے والا یحییٰ بن ضمضم نامی تھا۔ اس کے پاؤں اس قدر لمبے تھے کہ جب گھوڑے پر سوار ہوتا تھا تو زمین کو چھو جاتے تھے۔ بڑا سفاک و مہیب تھا۔ کوئی شخص اس کے سامنے نہیں ٹھہرتا تھا اس نے مختار کے اصحاب پر حملہ کر دیا۔ جدھر وہ بڑھتا کوئی اس کے سامنے نہ ٹھہرتا مختار نے اسے دیکھا اور حملہ کر کے ایک ہی وار پیشانی پر ایسا لگایا کہ پیشانی اور کاسہ سر دونوں غائب ہوئے اور وہ دھم سے زمین پر مردہ ہو کر گر پڑا۔ جب اس جھڑپ کا علم مصعب کے سرداروں کو ہوا تو وہ چاروں طرف سے آگے بڑھے۔ مختار کے ہمراہیوں میں اتنی طاقت کہاں تھی کہ وہ اس متحدہ قوت کا مقابلہ کرتے مجبوراً انھیں قصر میں واپس جانا پڑا۔

مختار ثقفی کا اپنے ساتھیوں کو حملہ کرنے کا مشورہ:

مختار اور ان کے ساتھی قصر میں محصور تھے۔ محاصرہ کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی ایک روز مختار نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ جس قدر محاصرہ طویل ہوگا تمہاری طاقت گھٹتی جائے گی اس لیے بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ کھلے میدان میں اتر کر دشمن سے ایک فیصلہ کن لڑائی لڑو تاکہ عزت سے ہم اپنی جانیں دے دیں۔ اگر تم لوگ بہادری سے لڑے تو مجھے اب بھی اپنی فتح سے یاس نہیں۔ مگر وہ لوگ کب اس نصیحت پر عمل کرتے وہ تو اور بھی بزدل بن گئے پھر مختار نے کہا کہ خدا کی قسم! ہے میں نہ

تو کسی شخص کے ہاتھ پر بیعت کروں گا اور نہ خود کو دشمنوں کے سپرد کروں گا۔

عبداللہ بن جعدہ کی روپوشی:

عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب نے جب مختار کے اس استقلال اور عزم کو دیکھا تو چپکے سے رسی کے ذریعے قصر سے اتر آئے اور اپنے بھائی بندوں میں شامل ہو گئے اور پوشیدہ رہے۔

مختار ثقفی کا عزم:

جب مختار ثقفی کو اپنے ہمراہیوں کی بزدلی اور بے ہمتی کا اچھی طرح علم ہو گیا تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ قلعے سے نکل کر دشمن سے آخری جنگ کرے۔ اپنی بیوی ام ثابت بنت سمرہ ابن جندب الفزاری کے پاس قاصد بھیجا۔ اس نے بہت سی خوشبو بھیج دی۔ مختار نے غسل کیا۔ اپنے سر اور داڑھی میں خوشبو لگائی اور کل انیس جان نثاروں کے ساتھ جن میں سائب بن مالک الاشعری بھی تھا قلعے سے نکلے۔ یہ وہی شخص ہے جو مختار کے مدائن جانے کے وقت کوفے پر اس کا جانشین بھی رہ چکا تھا۔ ان کی بیوی کا نام عمرہ تھا جو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا بھی تھا جس کا نام محمد تھا۔ یہ لڑکا اس محاصرے کے وقت باپ کے ساتھ قلعے میں موجود تھا۔ جب باپ مارا گیا اور قلعہ میں جس قدر لوگ تھے سب گرفتار ہو گئے' یہ بچہ بھی ان میں تھا۔ صغیر سنی کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔

مختار ثقفی اور سائب بن مالک الاشعری کی گفتگو:

جب مختار قلعے سے نکلا تو سائب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا تمہاری کیا رائے ہے۔ سائب نے کہا کہ اصل میں رائے تو آپ کی رائے ہے۔ مختار نے کہا کہ بھلا میری رائے یا ارادہ کوئی چیز ہے یا اللہ کا ارادہ سائب نے کہا کہ حقیقت میں خدا کا ارادہ ارادہ ہے مختار کہنے لگا افسوس ہے تم پر تم بالکل بیوقوف ہو۔ میں بھی عرب ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حجاز پر اور نجدہ نے یمامہ پر اور مروان نے شام پر اپنا اپنا تسلط جما لیا ہے تو میں بھی بہ حیثیت عرب ہونے کے کسی طرح ان سے کم نہیں تھا۔ میں نے ان ممالک پر قبضہ کر لیا اس لیے میں بھی انہیں کے مثل تھا۔ البتہ جب اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا بدلہ لینے کی طرف سے عربوں نے خواب خرگوش کی سی بے پروائی کی تو میں نے اس فرض کو بھی انجام دیا۔ جو لوگ اہل بیت کے قتل میں شریک تھے انہیں ان کے کیفر کردار کو پہنچایا۔ اسی بنا پر مجھے آج یہ دن دیکھنا پڑا ہے۔ اگر تمہاری نیت خالص ہے تم اپنی خاندانی شرافت کے اعتبار سے جو ہر مردانگی دکھاؤ۔ سائب کہنے لگے: اناللہ وانا الیہ راجعون. میں اپنی شرافت کے لیے لڑ کر کیا کرلوں گا۔

مختار ثقفی کی امان طلبی:

مختار کل انیس ہمراہیوں کے ساتھ قلعے سے نکلا اور دشمنوں سے کہنے لگا کہ میں تمہارے پاس چلا آؤں تو کیا تم مجھے امان دو گے؟ مصعب کے ساتھیوں نے کہا کہ صرف اس شرط پر کہ تمہارا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ مختار کہنے لگا کہ میں اپنی قسمت کی باگ کبھی بھی تمہارے ہاتھ میں نہ دوں گا۔ یہ کہا اور شمشیر زنی کرتا ہوا مارا گیا۔

مختار ثقفی کی پیش گوئی:

مختار ثقفی نے اپنے ہمراہیوں کو قلعے سے نکل کر لڑنے کے لیے کہا۔ انہوں نے نہ مانا۔ اس پر مختار نے ان سے کہہ دیا تھا کہ

جب میں قلعے سے نکل کر دشمن سے لڑتا ہوا کام آ جاؤں گا تمہاری کمزوری اور ذلت اور زیادہ ہوگی۔ اگر تم نے اپنے دشمنوں کو اپنی قسمتوں کا حاکم بنا دیا تو تمہارے وہ تمام دشمن جنہیں تمہارے ہاتھوں تکلیف یا صدمہ اٹھانا پڑا ہے تم پر جھپٹ پڑیں گے اور ہر شخص یہ کہے گا کہ فلاں شخص سے میں اپنا بدلہ لوں گا اور اس طرح تم قتل کر ڈالے جاؤ گے۔ تم میں سے بقیۃ السیف جب اپنے ہمراہیوں کے اس عبرتناک انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اس وقت نادم ہو کر کہیں گے کہ کاش ہم نے مختار کا کہا مانا ہوتا اور اس کی رائے پر عمل کیا ہوتا۔ اگر تم اب میرے ساتھ قلعے سے نکل کر دشمن پر حملہ آور ہوتے ہو تو چاہے فتح ہمیں نصیب نہ ہو پھر بھی یہ کیا کم ہے کہ عزت سے جان دو گے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص بھاگ کر اپنے خاندان میں جا ملے تو تمام خاندان والے اسے گھیر لیں گے۔ مختصر یہ ہے کہ کل اسی وقت تم اس قدر ذلیل وخوار ہو جاؤ گے کہ روئے زمین پر تم سا بے آبرو نہ نکلے گا۔

مختار ثقفی کا قتل:

بعض لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ مختار اسی روز موضع الزیاتین کے قریب قتل کیا گیا۔ قبیلہ بنی حنیفہ کے دو بھائیوں نے اس کے قتل کرنے کا دعویٰ کیا۔ ایک کا نام طرفہ اور دوسرے کا نام طرافہ تھا۔ یہ عبداللہ بن دجاجہ کے لڑکے تھے۔

بجیر بن عبداللہ کی حملہ کرنے کی رائے:

مختار کے قتل کے دوسرے دن بجیر بن عبداللہ المکی اپنی فوج والوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ کل مختار نے ایک اچھی رائے دی تھی' کاش! تم اس کا کہنا مانتے۔ اب اگر آج تم نے خود کو دشمن کے حوالے کر دیا تو بھیڑ بکری کی طرح موت کے گھاٹ اتار دیئے جاؤ گے۔ اب بھی موقع ہے تلواریں لے کر میدان جنگ میں اتر پڑو۔ آخر دم تک لڑتے رہو اور باعزت مرو۔ اس کی کوشش بھی رائیگاں گئی۔ فوج نے صاف طور پر کہہ دیا کہ اگر ہمیں اس مشورہ پر عمل کرنا ہوتا تو اس شخص کا کہا مانتے جو ہمارے نزدیک تم سے کہیں زیادہ واجب الاطاعت تھا۔ اس کے حکم کو جب ہم نے نہ مانا تو ہم تمہاری اطاعت کب کر سکتے ہیں۔

محصورین کی گرفتاری:

آخر کار اس محصور فوج نے اپنے تئیں مصعب کے حوالے کر دیا۔ مصعب نے عباد بن الحصین کو قلعے کی طرف روانہ کیا۔ عباد نے مشکیں بندھوا کر محصورین کو نکالنا شروع کیا۔ عبداللہ بن شداد الجشمی عباد بن الحصین کے سپرد کیا گیا۔ عبداللہ بن قراد نے لڑنے کے لیے لکڑی' تلوار وغیرہ تلاش کی۔ مگر کچھ نہ ملا۔ کیونکہ جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو ایک ندامت سی اس پر طاری ہوگئی۔ بہرحال لوگوں نے ان کی تلوار لے لی اور مشکیں باندھ کر اسے بھی قلعے سے باہر نکالا۔

عبداللہ بن قراد کا قتل:

عبدالرحمٰن بن محمد اس کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا اسے میرے حوالے کر دو۔ تاکہ میں اس کی گردن ماروں۔ اس پر عبداللہ بن قراد کہنے لگا اس بات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے تمہارے باپ کو اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا میں تمہارے دادا کے دین پر نہیں ہوں جو پہلے ایمان لے آئے اور پھر مرتد ہو گئے۔ یہ سنتے ہی عبدالرحمٰن گھوڑے سے اتر پڑا اور کہا کہ اسے میرے قریب لے آؤ۔ لوگوں نے اس کے قریب کر دیا اور عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن قراد کو قتل کر ڈالا۔ اس پر عباد ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ حالانکہ اس قتل کرنے کا تمہیں حکم نہیں دیا گیا۔

عبداللہ بن شداد الجشمی کا خاتمہ

عبدالرحمٰن عبداللہ بن شداد الجشمی کے پاس آیا جو ایک شریف آدمی تھا اور عباد سے درخواست کی کہ آپ انھیں اس وقت تک قید رکھیں جب تک کہ خود امیر ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کریں۔ عبدالرحمٰن مصعب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن شداد کو آپ مجھے دے دیں تاکہ میں اسے قتل کر ڈالوں۔ کیونکہ میرے باپ کو اس نے قتل کیا تھا مصعب نے ان کی درخواست منظور کر لی اور عبدالرحمٰن نے ابن شداد کی گردن ماردی۔ جب عباد کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگے خدا کی قسم! اگر مجھے تمہاری نیت کا علم ہوتا تو میں ابن شداد کو کسی اور کے حوالے کرتا تاکہ وہ اسے قتل کر ڈالے مگر مجھے تو یہ خیال تھا کہ تم مصعب سے سفارش کر کے انہیں رہائی دلاؤ گے۔

عبداللہ بن شداد کی رہائی:

عبداللہ ابن شداد کا بیٹا بھی سامنے لایا گیا۔ اس کا نام بھی شداد تھا اور سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے موئے زیر ناف چونے وغیرہ سے گرار کھے تھے۔ عباد نے حکم دیا کہ دیکھا جائے کہ آیا یہ بالغ ہے یا نہیں۔ لوگوں نے کہہ دیا کہ ابھی بچہ ہے اور اس طرح اس کی گلوخلاصی ہوئی۔

قیس بن سعید کا امان قبول کرنے سے انکار:

اسود بن سعید نے مصعب سے درخواست کی کہ اگر میرا بھائی اپنے کو ہمارے حوالے کر دے تو اس کو امان دی جائے اس کی درخواست منظور ہوئی۔ اسود اپنے بھائی کے پاس آیا اور کہا کہ تمہیں امان دی گئی ہے اس نے اپنے کو حوالے کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مرنے کو تمہارے ساتھ جینے پر ترجیح دیتا ہوں۔ قیس اس کا نام تھا یہ بھی قلعے سے نکالا گیا اور دوسرے اسیروں کے ساتھ قتل کر ڈالا گیا۔

بجیر بن عبداللہ کی امان طلبی:

بجیر بن عبداللہ المسلی جن کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موالیوں میں سے تھے۔ جب یہ مصعب کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ بجیر نے مصعب کو مخاطب کر کے کہا کہ سب تعریف اسی خدائے برتر کے لیے ثابت ہے جس نے ہمیں قید کی مصیبت میں مبتلا کیا اور تمہیں یہ طاقت دی کہ تم ہمیں معافی دو۔ یہ دونوں وہ مرتبے ہیں کہ ایک سے اللہ کی خوشنودی اور دوسری سے اس کی ناراضی حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص درگزر کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے درگزر کر دیتا ہے اور اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص سزا دیتا ہے وہ کبھی اس کے بدلے سے مامون نہیں رہ سکتا۔ اے ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہمارا تمہارا قبلہ ایک مذہب ایک ہے۔ ہم ترک یا دیلم نہیں ہیں۔ بالفرض اپنے ہموطن بھائیوں سے ہم نے مخالفت کی بھی تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا ہم راستی پر تھے اور وہ غلطی پر یا اس کے برعکس پھر ہم آپس میں جنگ و جدال میں مصروف ہو گئے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ اسی طرح اس سے پہلے اہل شام اور بصرہ اختلاف رائے کی وجہ سے باہمی جدال و قتال میں مصروف رہے اور پھر صلح بھی کر لی اور اتحاد کر لیا۔ اب آپ ہمارے مالک ہیں معاف کیجیے ہماری قسمتیں آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ درگزر کیجیے۔

ابن الاشعث کا اسیران جنگ کو قتل کرنے کا مطالبہ:

بجیر اسی طرح عاجزی سے رحم کی درخواست کرتا رہا۔ یہاں تک کہ لوگوں پر اور خود مصعب پر اس کا اثر پڑا اور انھوں نے سب

کے چھوڑ دینے کا ارادہ کرلیا اس پر عبدالرحمٰن بن الاشعث اٹھے اور کہنے لگے کہ آپ ان سے درگزر کرنا چاہتے ہیں یہ کبھی نہیں ہوسکتا یا تو آپ ہمیں اپنا بنالیں یا انھیں۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس الہمدانی بھی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میرے باپ اور بنی ہمدان کے پانچ سو آدمی مارے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے خاندان کے تمام بڑے بڑے لوگ اور دوسرے شہر والے ان کے ہاتھوں مقتول ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے آپ انھیں یونہی چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ ہمارا خون ان کے شکموں میں بہہ رہا ہے یا آپ ہمیں اپنا بنالیں یا انھیں۔

اسی طرح ہر قبیلے اور خاندان والے جن کے عزیز و اقارب مارے گئے تھے اٹھے اور یہی مطالبہ پیش کرنے لگے۔

اسیران جنگ کی پیشکش:

جب مصعب نے اپنی فوج کا یہ رنگ دیکھا تو قیدیوں کے قتل کردینے کا حکم دے دیا۔ اس حکم کے سنتے ہی تمام قیدی باآواز بلند کہنے لگے کہ اے ابن زبیر رضی اللہ عنہ آپ ہمیں قتل نہ کیجئے بلکہ جب آپ کی اہل شام سے جنگ ہو تو اپنے مقدمۃ الجیش پر آپ ہمیں متعین کردیجئے۔ کیونکہ خدا کی قسم جب اہل شام سے آپ کا مقابلہ ہوگا تو ہم جانتے ہیں کہ آپ کی اور آپ کے فوج والوں کی ایسی حالت نہیں کہ ہماری مدد کی اس وقت ضرورت نہ ہو اگر ہم مارے بھی جائیں گے تو انھیں اس قدر کمزور کردیں گے کہ آپ آسانی سے ان پر غلبہ حاصل کرلیں اگر ہم فتح مند ہوئے تو اس فتح کے فوائد سے آپ اور آپ کے ہمراہی متمتع ہوں گے۔

بجیر بن عبداللہ کا قتل:

مصعب نے ان کی ایک نہ سنی اور رائے عامہ کی پیروی کی۔ اس پر بجیر المسلی نے کہا کہ یہ میری ایک آرزو ہے اسے اب منظور کریں کہ میں ان دوسرے قیدیوں کے ساتھ نہ مارا جاؤں۔ کیونکہ میں نے انھیں حکم دیا تھا کہ تلواریں لے کر کھلے میدان میں آخری دم تک دشمن کا مقابلہ کرو اور عزت سے جان دو۔ مگر ان لوگوں نے میرے حکم کا اتباع نہیں کیا۔ چنانچہ بجیر سب سے پہلے قتل کیا گیا۔

مسافر بن سعید کی مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے درخواست:

مسافر بن سعید بن نمران نے مصعب سے کہا کہ اے ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب تم خداوند عالم کے سامنے جاؤ گے تو اس کا کیا جواب دو گے کہ تم نے مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت کو جنھوں نے اپنی قسمت تمہارے سپرد کردی تھی اسے بے رحمی سے قتل کرڈالا۔ انصاف تو یہ ہے کہ مسلم کی جان ایک کے بدلے کے علاوہ نہ لی جائے۔ اس لیے جس قدر آدمی ہم نے تمہارے قتل کیے ہیں اتنے ہی تم ان کے عوض ہمارے قتل کرڈالو مگر باقی جو بچیں انھیں تو رہا کردینا چاہیے۔ ہم میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ہماری جنگ میں کبھی شریک نہیں ہوئے۔ یہ لوگ پہاڑی اور میدانی علاقے میں لگان وصول کرنے اور راستے کی حفاظت میں مشغول تھے مگر مصعب نے ان کی درخواست پر مطلقاً کان نہیں دھرا۔

مسافر بن سعید کا خاتمہ:

مسافر نے کہا کہ خدا اس جماعت کا برا کرے۔ باوجودیکہ میں نے ان سے کہا کہ رات کے وقت قلعے سے نکل چلو اور سڑکوں کے پہرداروں کو قتل کرکے اپنے قبائل میں مل جاؤ مگر انھوں نے میرا حکم نہ مانا مجھے مجبور کیا کہ اس انتہائی ذلت وخواری کی حالت کو قبول

کرو۔ انھوں نے ذلیل غلاموں کی موت کو باعزت موت پر ترجیح دی۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے خون کو ان کے خون سے نہ ملائیں۔ چنانچہ انھیں اوروں سے پہلے ایک سمت لے جا کر قتل کر دیا۔

مختار ثقفی کی لاش کا انجام:

مصعب کے حکم سے مختار کے کف دست قطع کیے گئے اور مسجد کے پہلو میں کیلوں سے ٹھونک کر نصب کر دیئے گئے۔ ایک مرصے کے بعد حجاج ابن یوسف کی اس پر نظر پڑی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مختار کے کف دست ہیں اس پر اس نے حکم دیا کہ اتار دیئے جائیں۔

ابن الاشتر کو مصعب کی پیشکش:

مصعب نے اپنے عاملوں کو علاقہ کوہستانی اور میدانی کی طرف روانہ کر دیا۔ مصعب نے ابن الاشتر کو ایک خط لکھا جس میں انھیں دعوت دی گئی تم میری اطاعت کر لو۔ اور اگر تم میری دعوت کو قبول کر کے میری اطاعت منظور کرتے ہو تو شام کا ملک تمھیں دے دیا جائے گا۔ رسالے کے سردار بنا دیئے جاؤ گے اور مغرب الاقصیٰ کا وہ تمام علاقہ جس پر تم نے تسلط کر لیا ہے بدستور تمہارے ہی حیطہ اقتدار میں رہے گا۔ جب تک کہ خاندانِ زبیر رضی اللہ عنہ میں حکومت ہے۔

عبدالملک کی ابن الاشتر کو پیشکش:

دوسری جانب سے عبدالملک بن مروان نے بھی ابن الاشتر کو اسی مضمون کا ایک خط بھیجا اور لکھا کہ تم میری اطاعت قبول کرتے ہو تو تمام علاقہ عراق تمہارے قبضہ تصرف میں دے دیا جائے گا۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کیا اور اس معاملہ میں ان کا مشورہ طلب کیا۔ بعض لوگوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرنے کا مشورہ دیا۔ بعضوں نے عبدالملک کے حق میں رائے دی۔

ابن الاشتر کا فیصلہ:

ابن الاشتر نے کہا کہ اگر عبیداللہ بن زیاد اور اہل شام کے دوسرے سرداروں کو میں نے قتل نہ کیا ہوتا تو میں عبدالملک کی دعوت قبول کر لیتا۔ علاوہ بریں میں اسے بھی پسند نہیں کرتا کہ اپنے شہر یا قبیلے پر دوسرے کو ترجیح دوں۔ ابن الاشتر نے مصعب کی دعوت قبول کر لی۔ مصعب نے انھیں لکھا کہ میرے پاس آؤ۔ ابراہیم گئے اور حلف اطاعت بھی اٹھایا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا خط بنام ابن الاشتر:

مصعب نے جو خط ابراہیم کو لکھا تھا وہ حسبِ ذیل ہے:

''اللہ تعالیٰ نے جھوٹے دعویدار مختار کو اس کے کیفر کردار کو پہنچا دیا۔ ان کے طرفداروں کا بھی جن کا طرز عمل کفر کی حد تک پہنچ چکا تھا اور جادو سے شعبدہ بازیاں کرنے لگے تھے یہی حشر ہوا۔ اب میں تمھیں اللہ کی کتاب' اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم اس دعوت کو قبول کرو' تو میرے پاس آ جاؤ۔ ملک جزیرہ اور تمام مغرب الاقصیٰ جب تک تم زندہ ہو اور حکومت خاندان زبیر رضی اللہ عنہ میں ہے تمہارے ہی زیر نگیں کر دیئے جائیں گے۔ اس وعدے کے ایفاء کے لیے ہم خدا سے عہد کرتے ہیں۔ یہ عہد ان معاہدات سے جو خدا نے نبیوں سے لیا تھا زیادہ مؤثر ہے''۔ والسلام

ابن الاشتر کے نام عبدالملک کا خط:

اسی طرح عبدالملک بن مروان نے جو خط ابراہیم کو بھیجا تھا۔ وہ بھی حسبِ ذیل ہے:

حمد وصلوات کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ آل زبیر رضی اللہ عنہ نے ائمہ ہاوبین کے خلاف بغاوت برپا کی اور مستحقین حکومت سے اقتدار سلب کر لیا۔ کعبۃ اللہ میں خلاف شرع کارروائیاں کیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر قابو پا کر سخت ذلت وعذاب میں مبتلاء کرنے والا ہے میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اگر میری دعوت تم نے قبول کر لی تو جب تک میں اور تم زندہ ہیں عراق کی عنان حکومت تمہارے سپرد کر دی جائے گی۔ تمہیں یہ حق ہو گا کہ مجھ سے یہ وعدہ بطور اپنے حق کے ایفاء کراؤ۔ میں اللہ کے سامنے بھی یہی عہد کرتا ہوں۔

ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے یہ خط سنایا اور پوچھا کہ مجھے کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے کسی نے عبدالملک کے حق میں اور کسی نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں رائے دی۔ اس پر ابراہیم بولے کہ میری ذاتی رائے بھی یہی ہے کہ اہل شام کا اتباع کروں مگر یہ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے شام میں جس قدر قبائل سکونت پذیر ہیں ان میں کوئی بھی تو ایسا نہیں کہ جسے میرے ہاتھ سے گزند نہ پہنچی ہو اور اس کا خون بہا میرے ذمہ نہ ہو۔ اس کے علاوہ میں اپنے شہر اور قبیلے کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ابراہیم نے مصعب کی طرف رُخ کیا۔ جب مصعب کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے مہلب کو اپنے مستقر پر بھیج دیا۔ یہ اسی سال کا واقعہ ہے کہ جب مہلب دریائے فرات پر آ کر خیمہ زن ہوا۔

عمرۃ زوجہ مختار ثقفی کا قتل:

مصعب نے ام ثابت بنت سمرۃ بن جندب اور عمرۃ بنت النعمان بن بشیر الانصاری رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے بلایا۔ یہ دونوں مختار کی بیویاں تھیں۔ ان سے پوچھا کہ مختار کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ ام ثابت نے جواب دیا کہ جس معاملے میں ہم سے رائے لی جا رہی ہے اس کے متعلق ہمارے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارۂ کار نہیں کہ آپ کی رائے کی تائید کریں۔ یہ سن کر مصعب نے اسے رہائی دے دی۔ مگر عمرۃ نے کہا کہ مختار خدا کے نیک بندوں میں سے تھے اللہ تعالیٰ رحم وکرم ان کے شامل حال کرے۔ اس جواب پر مصعب نے اسے جیل خانہ بھیج دیا۔ اور ان کے معاملے میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ مختار ایک نبی تھے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں حکم دیا کہ انھیں جیل خانے سے نکال کر قتل کر ڈالو۔ چنانچہ رات گئے ان کو حیرہ اور کوفے کے درمیان لائے۔ مطر نے تلوار کے تین ہاتھ ان کے رسید کیے۔ یہ شخص بنی قفل متعلقہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کا شاگرد پیشہ تھا اور پولیس کے ہمراہ رہا کرتا تھا۔ عمرۃ نے اپنے قبیلے عزیزوں اور باپ وغیرہ کو مدد کے لیے حسبِ دستور عرب پکارا۔ ابان بن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے یہ فریاد سنی فوراً مطر کی طرف جھپٹا اور ایک تھپڑ اس کے رسید کیا اور کہا حرامزادے تو نے اسے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے دستِ راست کو قطع کر دے گا۔ مطر نے ابان کو پکڑ لیا اور اسے مصعب کے پاس لایا۔ ابان نے کہا کہ میری ماں مسلمان تھیں۔ بنی قفل اس پر شاہد ہیں مگر کسی شخص نے اس کے بیان کی تصدیق نہیں کی مصعب نے حکم دیا کہ اس شخص کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اس نے ایک ایسا واقعہ جانکاہ دیکھا تھا جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مصعب کو سرزنش:

مصعب کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی۔ مصعب نے انھیں سلام کیا اور کہا کہ میں آپ کا بھتیجا مصعب ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جی ہاں! آپ ہی نے سات ہزار مسلمانوں کو ایک دن میں قتل کیا جب تک جیتے ہو جیو۔ مصعب کہنے لگے کہ وہ سب کے سب کافر اور جادوگر تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ اگر اپنے باپ کی میراث میں سے بھی تم نے اس قدر بھیڑ بکریاں ذبح کی ہوتیں تو یہ بھی اسراف میں داخل ہوتا۔

سوید بن غفلہ:

سوید بنُ غفلہ علاقہ نجف میں سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص نے پیچھے سے اپنی کمر کے سہارے کی لکڑی سے ان کے ہولا دیا۔ انھوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس شخص نے کہا کہ بتاؤ شیخ کے متعلق کیا رائے ہے۔ سوید نے دریافت کیا کہ کون سے شیخ کے متعلق دریافت کرتے ہو۔ اس نے کہا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ سوید کہنے لگے میں اس امر پر گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کان، آنکھ، زبان اور دل سے محبوب رکھتا ہوں۔ دوسرا شخص بولا تم گواہ رہو کہ انھیں اپنی آنکھ، کان، دل اور زبان سے ناپسند کرتا ہوں۔ یہ دونوں چلتے چلتے کوفے آئے اور علیحدہ ہو گئے۔ اس واقعہ کو کئی سال یا ایک عرصہ گزر گیا۔ سوید ایک روز مسجد اعظم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص عمامہ باندھے مسجد میں آیا اور ایک شخص کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے ہمدانیوں پر اس کی نظر پڑی۔ ان لوگوں کی داڑھیاں تمام جماعت میں بہت ہی کترا واں اور تھوڑی تھوڑی تھیں۔ یہ اجنبی انھیں ہمدانیوں میں آ کر بیٹھ گیا۔ سوید بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے۔ لوگوں نے اس شخص سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ اس نے کہا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے پاس سے آیا ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا: کیا لائے ہو؟ اس نے کہا کہ یہ موقع اس کے اظہار کا نہیں ہے۔ کل فلاں مقام پر آؤ تو بتاؤں۔

مختار بن ابی عبید ثقفی کے نام خط:

دوسرے روز سعید بھی اور لوگوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچے اس شخص نے ایک خط نکالا۔ جس کے نیچے سیسے سے مہر ثبت تھی۔ ایک لڑکے کو یہ خط دیا اور کہا کہ اسے پڑھو۔ یہ شخص خود جاہل تھا پڑھنا نہیں جانتا تھا۔ لڑکے نے خط پڑھا۔ جس میں لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط مختار بن ابی عبید کے لیے وصی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا ہے اس کے بعد اور باتیں تھیں جب یہ سنائی گئیں تو تمام جماعت زار و قطار رونے لگی۔ اس شخص نے لڑکے سے کہا ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ یہ لوگ اپنی گریہ وزاری سے ذرا سنبھل جائیں۔ یہ حالت دیکھ کر سوید سے ضبط نہ ہو سکا۔ انھوں نے لوگوں کو بتایا کہ یہ شخص مجھے نجف کے راستے میں ملا تھا اور یہ واقعہ میرے اور اس کے درمیان پیش آیا تھا۔ لوگوں نے ان کے بیان کو کچھ اچھا نہ سمجھا اور کہنے لگے کہ اس شخص کے اس بیان سے تمہارا انکار کرنا ضرور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہمارے خیالات کو دوسری طرف متوجہ کرنا اور اس صحائف آسمانی پھاڑنے والے ذلیل وکمین شخص کی حمایت پر آمادہ کرنا چاہتے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے:

اس پر سوید نے ہمدانیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں ہرگز تم سے کوئی ایسی بات بیان نہیں کروں گا جسے خود میرے کانوں نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہ سنا ہو یا جسے میرے دل نے یاد نہ رکھا ہو۔ میں نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو صحائف کا پھاڑنے والا مت کہو۔ خدا کی قسم! انھوں نے جو کچھ کیا ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورے سے کیا ہے۔ اگر یہ کام میرے سپرد کیا جاتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا۔ ہمدانی کہنے لگے کہ کیا خود تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے۔ سوید نے جواب دیا کہ بے شک میں نے یہ خود انھیں سے سنا ہے۔

اب لوگ اس شخص کے پاس سے دور ہو گئے۔ اس پر اس شخص نے غلاموں کا رخ کیا اور ان سے طالب اعانت ہوا۔ اور خیر پھر جو کچھ اس نے کیا کیا۔

واقدی کی روایت:

مختار کے متعلق واقدی کا بیان اس بیان سے ذرا مختلف ہے۔ واقدی کہتا ہے کہ مختار نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ مخالفت کا اظہار اس وقت کیا ہے جب کہ مصعب بصرہ آ چکے تھے۔ مصعب مختار کی طرف بڑھے اور جب اس کا علم مختار کو ہوا تو اس نے احمر شمیط البجلی کو مصعب کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ مقام مذار پر مصعب کی فوج سے لڑو۔ اس لیے واقدی کے نزدیک یہ فتح مقام مذار پر ہوئی۔

مختار کے اس حکم دینے کی وجہ یہ تھی کہ اس سے کہا گیا تھا کہ مقام مذار پر بنی ثقیف کے ایک شخص کو عظیم الشان فتح حاصل ہوگی۔ اس سے مختار یہ سمجھا کہ یہ پیش گوئی میرے لیے کی گئی ہے۔ حالانکہ اس کا اشارہ حجاج بن یوسف کی طرف تھا۔ جب وہ عبدالرحمٰن بن الاشعث سے اسی مقام پر بعد اس کے لڑا ہے۔

مقدمۃ الجیش کے سردار عباد الحبطی:

مصعب نے عباد الحبطی اپنے مقدمۃ الجیش کے سردار کو حکم دیا کہ تم مختار کی فوج کی طرف جاؤ۔ عباد آگے بڑھا۔ اس کے ہمراہ عبیداللہ بن علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مصعب دریائے فرات کے کنارے نہر البصر بین ٹھہر گئے۔ اس مقام پر ایک نہر کھودی گئی۔ اس وجہ سے اس کا نام نہر البصر بین رکھا گیا۔ مختار بیس ہزار فوج کے ساتھ مصعب کے مقابل صف آرا ہو گیا۔ دوسری جانب مصعب مع اپنے ہمراہیوں کے آگے بڑھے۔ مختار شام ہونے تک اپنے مدمقابل کی طرح فوج کی ترتیب میں رہا جب رات ہو گئی اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جب تک ''یا محمد'' کوئی منادی بآواز بلند نہ پکارے کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور جس وقت یہ لفظ تم سنو فوراً دشمن پر حملہ کر دینا۔ یہ حکم سن کر مختار کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ خدا کی قسم مختار محض جھوٹا شخص ہے یہ شخص مع اپنے ہمراہیوں کے چپکے سے مصعب کی جماعت میں جا ملا۔

مختار ثقفی کے نقیب کی صدا:

جب چاندنی اچھی طرح پھیل گئی مختار نے ایک نقیب کو حکم دیا کہ ''یا محمد'' بآنگ دہل پکارو۔ اس آواز کو سنتے ہی مختار کی فوج مصعب کی فوج پر ٹوٹ پڑی۔ انھیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ یہاں تک کہ خود مصعب کو اپنے فوجی قیام گاہ تک ہٹنا پڑا۔ تمام شب اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ مختار نے اپنے آپ کو تنہا پایا۔ اس کے ہمراہی مصعب کی فوج میں خلط ملط ہو گئے تھے۔ مختار شکست کھا کر پیچھے ہٹا اور کوفہ کے قصر میں چلا آیا۔ صبح کو مختار کے ساتھی جب واپس آئے تو بہت دیر تک کھڑے رہے۔ جب دیکھا کہ مختار نہیں ہے تو

انھوں نے خیال کیا کہ مارا گیا۔ پھر کیا تھا جس سے بھاگا جا سکا وہ بھاگ گئے اور کوفہ کے مکانوں میں چھپ گئے آٹھ ہزار نے کوفہ کے قصر کا رُخ کیا۔ کوئی دشمن مقابلے کے لیے نہیں تھا۔ مختار پہلے سے قصر میں داخل ہو چکا تھا یہ لوگ بھی ان کے ہمراہ قصر بند ہو گئے۔ اس رات کی جنگ میں مختار پہلے سے قصر میں داخل ہو چکا تھا یہ لوگ بھی ان کے ہمراہ قصر بند ہو گئے۔ اس رات کی جنگ میں مختار کی فوج نے مصعب کی فوج میں بہت سے لوگوں کو قتل کیا تھا۔ محمد بن الاشعث بھی اسی رات مارے گئے۔ صبح کے وقت مصعب بھی آگے بڑھے اور قصر کا محاصرہ کر لیا۔ چار ماہ تک محاصرہ قائم رہا۔ اس دوران میں مختار روزانہ قصر سے نکل کر کوفہ کے بڑے بازار کی ایک سمت میں مصعب کی فوج سے لڑتا مگر ان کا کچھ بگاڑ نہ سکتا یہاں تک کہ مختار میدان جنگ میں کام آ گیا۔ محمد بن الاشعث بھی اسی رات۔

محصورین سے غیر مشروط حوالگی کا مطالبہ:

جب مختار مارا گیا تو قصر کے دوسرے محصورین نے مصعب سے امان طلب کی۔ مصعب نے امان دینے سے انکار کیا اور کہا کہ بغیر کسی شرط کے خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ جب ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو مصعب نے تقریباً سات سو عرب اور بقیہ جس قدر اہل عجم تھے سب کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔

پہلے مصعب کا یہ ارادہ ہوا کہ عربوں کو چھوڑ دیں اور صرف عجمیوں کو قتل کر ڈالیں۔ مگر ان کے مصاحبین نے اس طرز عمل سے روکا اور کہا کہ اگر آپ عربوں کو چھوڑ دیں گے اور صرف عجمیوں کو قتل کر ڈالیں گے حالانکہ مذہب تو سب کا ایک ہی ہے۔ آپ فتح حاصل نہیں کر سکیں گے۔ خیر پھر مصعب نے یہی کیا کہ عربوں کو سب سے پہلے قتل کر ڈالا۔

ان محصورین کے متعلق مصعب نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن الاشعث اور محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس اور ایسے ہی دوسرے لوگوں نے جن کے عزیز و اقارب مختار کے ہاتھوں مارے گئے تھے کہا کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہیے۔

عبیداللہ بن الحر کی تجویز:

اس تجویز کو سن کر بنی ضبہ بہت گھبرائے اور کہا کہ منذر بن حسان کی جان بخشی کی جائے۔ عبیداللہ بن احر نے کہا کہ اے امیر جتنے قیدی آپ کے قبضے میں ہیں ان سب کو ان کے خاندان والوں کے سپرد کر دیجیے۔ اس طرح آپ ان خاندان پر ان کی جان بخشی کر کے احسان کریں گے۔ اگر انھوں نے ہمیں قتل کیا ہے تو ہم نے بھی انھیں قتل کیا ہے۔ پھر جب ہماری سرحد پر جنگ ہوگی تو ہمیں ان کے نہ ہونے سے ضرر پہنچے گا۔ ان قیدیوں میں جو غلام ہیں انہیں ان کے آقاؤں کے سپرد کر دینا چاہیے۔ تاکہ یہ ہمارے بعد ہمارے یتیم بچوں، بیواؤں اور بوڑھے اعزا کا کام کاج کریں۔ البتہ یہ آزاد غلام جس قدر ہیں انھیں قتل کر ڈالیے۔ کیونکہ یہ سخت ناشکرے اور مغرور ہیں۔

مصعب ہنسے اور احنف سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ احنف نے کہا کہ زیاد نے مجھ سے اسی قسم کی خواہش کی تھی۔ مگر میں نے نہ مانا۔ آپ سب کو بلا لحاظ قتل کر ڈالیے۔ چنانچہ مصعب نے حکم دے دیا کہ تمام قیدی قتل کر ڈالے جائیں۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور چھ ہزار نفوس اس جوش انتقام کی نذر ہو گئے۔

مہلب کی روانگی:

مختار بتاریخ ۱۴/ رمضان المبارک ۶۷ھ بعمر ۶۷ سال قتل کیا گیا۔ اب مصعب مختار کے قضیے سے فارغ ہو گئے اور ابراہیم

بن الاشتر بھی ان کا طرف دار بن گیا اور خود کوفہ میں اقامت پذیر رہے اور موصل' جزیرۂ آذر بائیجان اور آرمینیا کی طرف مہلب بن ابی صفرہ کو روانہ کیا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی معزولی:

اسی ۶۷ھ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی مصعب کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ اپنے بیٹے حمزہ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ مصعب کیوں اور کس طرح معزول ہوئے اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ ایک بیان تو اس کے متعلق یہ ہے کہ مصعب بصرے کے گورنر تھے۔ جب مختار کے مقابلے کے لیے میدان جنگ کی طرف چلے تو بصرہ پر عبیداللہ بن عبداللہ بن معمر کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔ مختار کے قتل کے بعد مصعب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نہ صرف انھیں اپنے عہدے سے برطرف کر دیا بلکہ اپنے پاس نظر بند بھی کر لیا۔ اور یہ عذر پیش کیا کہ باوجودیکہ میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ تم حمزہ سے کہیں زیادہ عہدۂ گورنری کے مستحق اور اہل ہو مگر میرے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مثال موجود ہے کہ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو برطرف کر دیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر کو گورنر مقرر کر دیا۔

حمزہ بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا امارت بصرہ پر تقرر:

حمزہ بصرہ کے گورنر بنا کر بھیج دیئے گئے۔ یہ اگرچہ بڑے سخی تھے مگر مزاج میں استقلال نہ تھا۔ ان کی سخاوت بعض مرتبہ حد سے تجاوز کر جاتی کہ جو چیز ان کے پاس ہوتی سب دے ڈالتے اور دوسری دفعہ اس قدر بخل کرنے لگتے کہ اس کی نظیر نہ ملتی۔ بصرہ میں ان سے بعض خفیف اور سبک حرکتیں ظاہر ہوئیں ایک روز حمزہ بصرہ کے تالاب پر گئے اور کہنے لگے کہ اگر لوگ احتیاط کریں تو اس کا پانی گرمیوں میں بھی باقی رہے اور لوگوں کے کام آئے کچھ عرصے کے بعد پھر تالاب کی طرف سوار ہو کر گئے۔ تالاب کے پانی کو گھٹا ہوا دیکھ کر کہنے لگے کہ پہلے ایک دن میں نے اسے دیکھا تھا تو کہہ دیا تھا کہ ہرگز کافی نہیں ہو سکتا۔ اس پر احنف نے کہا کہ اس کا پانی اسی طرح پہلے بڑھ جاتا ہے اور پھر خشک ہو جاتا ہے۔

حمزہ کی نااہلی:

ایک روز حمزہ اہواز گئے۔ اس کا پہاڑ دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ مکہ کے کوہ قعیقعان کے مشابہ ہے۔ اس بنا پر اس کا بھی نام قعیقعان رکھ دیا گیا۔

حمزہ نے مروان شاہ کو اپنے وکیل کے ذریعے خراج ادا کرنے کا حکم دیا۔ مروان شاہ نے اس میں کچھ تساہل کیا۔ حمزہ نے اسے تلوار کے ایک ہی ہاتھ میں قتل کر ڈالا۔ اس پر احنف نے کہا کہ امیر کی تلوار کس قدر تیز ہے۔

حمزہ نے بصرہ میں بہت بدنظمی پیدا کر دی اور جو کچھ بدعنوانیاں اس سے سرزد ہوئیں وہ ہوئیں۔ انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ بلکہ عبدالعزیز بن بشر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا احنف نے اس واقعے کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کی اور یہ بھی درخواست کی کہ مصعب پھر اپنے سابق عہدہ پر فائز کر دیئے جائیں۔

یہ حمزہ وہی ہیں جنہوں نے عبداللہ ابن عمیر اللیثی کو بحرین میں خارجیوں کے مقابلہ پر جنگ کرنے کے لیے متعین کیا تھا۔

حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی معزولی:

جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حمزہ کو موقوف کر دیا تو یہ بصرہ کے خزانے سے بہت سارو پیہ لے کر چلے۔ مالک بن مسمع نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ تم ہماری تنخواہوں کی رقم بھی لیے جا رہے ہو۔ اس طرح ہم تمہیں نہیں جانے دیں گے۔ جب عبید اللہ بن عبید بن معمر نے ادائی روزینہ کی ضمانت کی۔ مالک خاموش رہے۔ اور حمزہ اس روپیہ کو لے کر اپنے باپ کے پاس بھی نہیں گئے۔ مدینہ پہنچ کر اس روپیہ کو کئی شخصوں کے پاس بطور امانت رکھوا دیا اور سب لوگ اس روپیہ کو لے کر چلتے ہوئے۔ البتہ ایک یہودی نے ان کی امانت واپس کر دی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ان واقعات کا علم ہوا تو انھوں نے کہا کہ خدا اسے دور کرے میں چاہتا تھا کہ حمزہ کی وجہ سے میں بنی مروان پر فخر کروں گا۔ مگر وہ ہی نکما نکلا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بحالی:

مصعب کی موقوفی اور بحالی کے اسباب اور واقعات واقدی نے جو بیان کیے ہیں وہ اس بیان سے قدرے مختلف ہیں ان کے بیان سے یہ پایا جاتا ہے کہ جب مصعب نے کوفہ پر فتح پائی تو ایک سال کوفہ میں مقیم رہے۔ کیونکہ بصرے سے انھیں موقوف کر کے اپنے بیٹے حمزہ کو گورنر مقرر کر دیا۔ ایک سال اس طرح گزارنے کے بعد مصعب اپنے بھائیوں کے پاس مکہ میں آئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انھیں پھر بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مختار کی جنگ سے فراغت پانے کے بعد مصعب کوفہ پر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو حاکم مقرر کر کے خود بصرہ چلے آئے تھے۔ ایک بیان یہ ہے کہ مختار کے قتل کے بعد کوفہ اور بصرہ دونوں مصعب ہی کی زیر نگرانی رہے۔

امیر حج حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ و عمال:

اس سال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا۔ مصعب اس وقت ان کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔ اگرچہ اس امر میں اختلاف ہے کہ اس وقت بصرہ پر کون حاکم تھا۔

اس وقت کوفہ کے قاضی عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تھے۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے۔ عبدالملک بن مروان شام کے مالک تھے اور عبداللہ بن خازم السلمی خراسان کے گورنر تھے۔

۶۸ھ کے واقعات

3

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں آمد:

اسی سال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی مصعب کو دوبارہ عراق کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ برطرفی کے بعد ان کی بحالی کے واقعات واسباب کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ مصعب جب دوبارہ عراق کے گورنر مقرر ہوئے تو پہلے بصرہ آئے اور حارث بن ابی ربیعہ کو کوفہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ اسی سال میں خارجی فارس سے عراق واپس آئے۔ بڑھتے بڑھتے کوفہ تک پہنچ گئے اور مدائن میں داخل ہو گئے۔

معرکہ سابور:

اہواز میں مہلب کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد خارجی فارس' کرمان اور مضافات اصبہان میں مقیم تھے۔ جب مہلب موصل اور اس کے مضافات کے حاکم بنا کر بھیجے گئے تو ان کی جگہ مصعب نے عمر بن عبداللہ بن معمر کو فارس کا حاکم مقرر کیا۔ خارجیوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور زبیر بن الماحوز کی سرکردگی میں عمر بن عبیداللہ پر ٹوٹ پڑے۔ مقام سابور پر عمر بن عبیداللہ نے خارجیوں سے مقابلہ کیا اور ایک شدید جنگ کے بعد ایک نمایاں فتح حاصل کی۔ البتہ اس جنگ میں خارجیوں کے زیادہ لوگ قتل نہیں ہوئے اور وہ بہت باقاعدگی اور ترتیب سے پسپا ہو گئے۔ اس جنگ کے بعد انھیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا اور کوئی مزاحمت ان کی نہیں کی گئی۔

عمر بن عبیداللہ کا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام خط:

اس کے متعلق عمر بن عبیداللہ نے حسب ذیل خط مصعب کو لکھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! حمد وثنا کے بعد میں امیر کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے خارجیوں کو (جو کہ دین سے نکل گئے ہیں اور اپنی غرض کے بندے ہیں) جالیا اور دن کے وقت کچھ عرصے تک مسلمانوں نے ان کے ساتھ شدید جنگ کی۔ ہم نے اللہ کی مدد سے ان کے چہروں اور پشتوں پر سخت ضربیں لگائیں اور انھیں بھگا دیا۔ کچھ ان میں سے مارے گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگے۔ میں اس عریضے کو آپ کی خدمت میں گھوڑے پر بیٹھا ہوا لکھ رہا ہوں اور دشمن کے تعاقب میں چلا جا رہا ہوں اور مجھے توقع ہے کہ اگر خدا نے چاہا تو انھیں اچھی طرح ان کے کیفر کردار کو پہنچا دوں گا''۔

پل طمستان پر خارجیوں سے معرکہ:

عمر بن عبیداللہ نے ان کا تعاقب جاری رکھا' مگر خارجی بچ کر نکل گئے اور اصطخر پہنچے۔ عمر بن عبیداللہ پھر ان کی جانب بڑھے۔ طمستان کے پل پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ ایک شدید جنگ کے بعد جس میں عمر بن عبیداللہ کا بیٹا بھی کام آیا۔ عمر کو فتح نصیب ہوئی۔ خوارج نے طمستان کے پل کو توڑ ڈالا اور اصبہان اور کرمان کے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ یہاں انھوں نے اپنے

نقصانات کی تلافی کی۔ اور جب ان کی قوت و تعداد بڑھ گئی تو پھر فارس کی طرف آئے۔ عمر بن عبیداللہ بن معمر اس وقت بھی فارس کے گورنر تھے۔

خوارج کی روانگی اہواز:

اس مرتبہ خوارج نے اس راستے کو چھوڑ کر جو انھوں نے سابور پر حملہ کرنے کے وقت اختیار کیا تھا دوسرے راستے سے فارس کو طے کیا اور اس مرتبہ ارجان کی سمت چلے۔ عمر بن عبیداللہ کو جب اس بات کا علم ہوا کہ خوارج کا رخ اس وقت بالا بالا بصرے کی جانب ہے۔ انھیں یہ خوف پیدا ہوا کہ میرے اس طرزِ عمل کو مصعب کبھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ لہٰذا وہ نہایت سرعت سے ان کے پیچھے چلے۔ جب ارجان آئے تو انھیں معلوم ہوا کہ خوارج یہاں سے آگے بڑھ کر اہواز کی سمت جا رہے ہیں۔ دوسری طرف مصعب کو بھی ان کی روانگی کی اطلاع ہوئی۔ اور انھوں نے بڑے پل پر فوج کی صف آرائی کی۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی عمر بن عبیداللہ سے خفگی:

مصعب نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ عمر بن عبیداللہ کو فارس کا گورنر مقرر کرنے سے مجھے کیا فائدہ ہوا۔ حالانکہ جو فوج میں نے ان کے ساتھ روانہ کی ہے اسے ماہ بماہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ ہر سال انھیں انعام و اکرام ملتے رہتے ہیں بلکہ اس مقررہ سالیانہ کے علاوہ بھی میں انھیں دیتا رہتا ہوں اور یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ خوارج اس کے علاقے کو طے کر کے مجھ پر بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے لیے ان کے پاس کوئی معقول عذر نہیں ہو سکتا۔ میں نے مزید امدادی فوج بھی اس کے پاس بھیجی ہے اگر عمر بن عبیداللہ نے خوارج سے جنگ کی ہوتی اور ان کے مقابلے سے بھاگ گئے ہوتے تو بھی ان کے پاس میرے سامنے پیش کرنے کے لیے ایک عذر ہوتا۔ حالانکہ میدان سے بھاگنا نہ تو کوئی اچھا فعل ہے اور نہ بطور عذر کے قبول کیا جا سکتا ہے۔

خوارج کی اہواز میں آمد:

خوارج زبیر بن الماحوز کے ساتھ بڑھتے بڑھتے اہواز تک پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ جاسوسوں نے انھیں اطلاع دی کہ عمر بن عبیداللہ تمہارے پیچھے چلے آ رہے ہیں اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ سے تمہارے مقابلے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس خطرے کو محسوس کر کے زبیر بن الماحوز خطبے کے لیے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد زبیر بن الماحوز نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا کہ دشمنوں کے درمیان واقع ہونا ہمارے لیے نہایت خطرناک ہے اس لیے ہمیں فوراً ایک طرف اپنے دشمن سے نپٹ لینا چاہیے۔

خوارج کا مدائن پر ظلم و ستم:

زبیر بن الماحوز اپنی فوج کو لے کر چلا۔ علاقہ جوخی کو طے کرتا ہوا نہروانات پر آیا۔ اور یہاں سے دریائے دجلہ کے کنارے کنارے مدائن پر آ دھمکا۔ کردم بن مرثد بن نجبۃ الفزاری مدائن کا حاکم تھا۔ خوارج نے مدائن میں سخت غارت گری کی۔ بچوں، عورتوں اور مردوں کو قتل کر ڈالا۔ اور حاملہ عورتوں کے رحموں کو چیر ڈالا۔ کردم نے راہِ فرار اختیار کی۔

بنانتہ بنت یزید کا قتل:

خوارج ساباط میں آئے اور تمام لوگوں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا انھوں نے ربیعہ ابن ناجد کی لونڈی کو جس کے بطن سے ان کا ایک لڑکا تھا قتل کر ڈالا۔ اسی طرح خارجیوں نے ابی یزید بن عاصم الازدی کی بیٹی بنانتہ کو بھی تہ تیغ کیا۔ یہ قرآن کی حافظ تھیں اور اپنے

زمانے میں سب سے زیادہ حسین عورت تھیں۔ جب خارجیوں نے تلوار سے ان پر حملہ کیا تو انھوں نے کہا کہ صد افسوس! کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ مردوں نے عورتوں کو قتل کیا ہو۔ تم انہیں قتل کر رہے ہو جو تم پر ہاتھ نہیں اٹھاتیں۔ تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں کرتیں۔ اور خود اپنے کو بھی وہ کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں جن کی نشو ونما زیوروں میں ہوئی اور جھگڑوں سے ہمیشہ علیحدہ رہی ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا اسے قتل کر ڈالو۔ اس میں سے ایک شخص نے کہا کیا ہی اچھا ہو کہ ان سب کو چھوڑ دو۔ اس پر دوسرے بولے اے خدا کے دشمن معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حسن کا جادو تم پر چل گیا ہے تو کافر ہو گیا۔ یہ شخص ان لوگوں کے پاس سے ہٹ آیا اور جب انہیں یقین آ گیا کہ وہ چلا گیا ہے پھر حملہ کیا اور اس خاتون کو قتل کر ڈالا۔

خوارج کا عورتوں پر حملہ:

ریطہ بنت یزید کہنے لگیں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو گا۔ تم عورتوں اور بچوں کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی قتل کر رہے ہو۔ ریطہ یہ کہہ کر ہٹ گئیں۔ خارجی ان پر ٹوٹ پڑے۔ رواع ایاس بن شریح کی بیٹی جوان کی اخیافی بھائی کی بیٹی تھی۔ سامنے آ گئیں۔ خارجیوں نے ان پر بھی حملہ کیا اور سر پر تلوار کا وار لگایا۔ تلوار کی دھار رداع کے سر پر پڑی اور یہ دونوں زمین پر گر پڑیں۔ ایاس بن شریح نے تھوڑی دیر خارجیوں کا مقابلہ کیا۔ مگر یہ بھی زیر کر لیے گئے۔ اور زمین پر گر پڑے خارجی انھیں مردہ سمجھ کر وہاں سے ہٹ گئے۔ رزین بن متوکل نامی ایک شخص قبیلہ بکر بن وائل کا اس جھڑپ میں زخمی ہوا۔ خارجی اس کے پاس سے ہٹ گئے۔ بنانۃ بنت یزید اور ربیعہ ابن ناجد کی ام ولید تو جان بحق ہو گئیں۔ باقی اور جانبر ہو گئے۔ ایک نے دوسرے کو پانی پلایا۔ اپنے زخموں کی مرہم پٹی کی۔ اور کرایہ کی سواریوں پر کوفہ چلے آئے۔

رواع بنت ایاس کا بیان:

رواع بنت ایاس نے کہا کہ میں نے اس شخص سے زیادہ کوئی بزدل آدمی نہیں دیکھا جو ہمارے ساتھ تھا اور اس کی بیٹی بھی اس کے ہمراہ تھی۔ جب ہم پر حملہ کیا گیا تو وہ ہمیں اور خود اپنی بیٹی کو ہمارے پاس چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اسی طرح میں نے اس شخص سے زیادہ بہادر نہیں دیکھا جو ہمارے ساتھ تھا۔ مگر ہم نہ اسے پہچانتے تھے اور نہ وہ ہمیں۔ مگر پھر بھی دشمن نے ہم پر حملہ کیا تو ہماری مدافعت میں لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ زمین پر زخمی ہو کر گر پڑا یہی رزین بن متوکل البکری تھا۔ اس واقعے کے بعد یہ اکثر ہم سے ملنے آتا تھا۔ اور دوستی رکھتا تھا۔ اس نے حجاج کے دورِ امارت میں انتقال کیا۔ تمام عربوں نے اس کی موت کا رنج کیا۔ یہ ایک نیک آدمی تھا۔

معرکہ کرخ:

مصعب نے ابوبکر بن مخنف کو استان عالی کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ جب حارث بن ابی ربیعہ آ گئے تو ابوبکر کو علیحدہ کر دیا۔ مگر ان کے بعد پھر دوسرے سال انھیں کو اس مقام کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب خارجی مدائن پر چڑھ آئے انھوں نے اپنی ایک جماعت کو ابوبکر کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ صالح بن مخراق اس خوارج کی جماعت کا سردار تھا۔ مقام کرخ پر دونوں کی جنگ ہوئی۔ تھوڑی دیر جنگ ہونے کے بعد ایک دوسرے نے پا پیادہ دست بدست جنگ کے لیے آمادگی ظاہر کی چنانچہ ابوبکر اور دوسری طرف خارجی گھوڑوں سے اتر پڑے۔ ابوبکر یباران کا آزاد غلام عبدالرحمٰن بن ابی بعال اور ایک اور شخص انہیں کے قبیلے کا میدان جنگ میں کام آئے اور ان کے تمام دوسرے ساتھی شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔

حارث بن ابی ربیعہ کی خوارج پر فوج کشی:

جب خارجیوں کے حملہ کی اطلاع کوفے والوں کو ہوئی وہ حارث ابن ابی ربیعہ کے پاس آئے۔ واویلا مچائی۔ اور ان سے کہا کہ آپ جنگ کے لیے جائیں۔ کیونکہ یہ خوارج ہمارے دشمن ہیں جو ہم پر مسلط ہو گئے ہیں۔ یہ رحم کا نام بھی نہیں جانتے۔ حارث مقابلے کے لیے بڑھے مگر نہایت آہستہ آہستہ چلے۔ نخیلہ پہنچے۔ کئی روز تک اسی مقام پر قیام پذیر رہے۔ اس پر ابراہیم بن الاشتر کھڑے ہوئے حمد وثنا کے بعد انھوں نے کہا کہ ہماری طرف ایسا دشمن بڑھا چلا آ رہا ہے جس میں رحم نہیں ہے۔ مرد وعورت اور بچوں کو قتل کر رہا ہے شاہراہوں کو خطرناک اور علاقے کو برباد کر رہا ہے اس لیے آپ ہمیں لے کر ان پر حملہ کیجیے۔ حارث نے پھر کوچ کا حکم دیا اور کچھ اور چل کر دیر عبدالرحمٰن پر ڈیرے ڈال دیئے۔ اس قیام کے دوران ہی میں شبث بن ربعی بھی آ ملے اور انھوں نے بھی ان سے وہی کہا جو ابن الاشتر پہلے کہہ چکے تھے مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ جب لوگوں نے محسوس کیا کہ یہ آگے بڑھنے میں جان بوجھ کر دیر لگا رہے ہیں تو ایک رجز یہ شعر میں طنزاً اس بات کو ظاہر کر دیا اور اس طرح انھیں مجبور کر دیا کہ اس مقام سے آگے بڑھیں۔ غرض کہ جہاں کہیں حارث قیام پذیر ہوتا تھا اس قدر دیر لگا تا کہ لوگ تنگ ہو جاتے اور اس خیمے کے گرد طنزیہ یہ جملہ کہتے۔ خدا خدا کر کے انیس روز میں صراۃ پہنچا۔ دشمن کی دیکھ بھال اور گرداوری کرنے والی جماعتیں پہلے ہی اس مقام تک پہنچ چکی تھیں۔ دشمن کے مخبروں نے انھیں خبر دی کہ ایک جماعت تمہارے مقابلے کے لیے آئی ہے انھوں نے اپنے اور مقابل فوج کے درمیان جو پل تھا اسے توڑ ڈالا۔

ام یزید کا قتل:

بنی سبیع کا ایک شخص سماک بن یزید نامی موضع جوبر میں سکونت پذیر تھا۔ یہ ذرا دیوانہ سا آدمی تھا۔ خارجی اس کے گاؤں میں آئے اسے اور اس کی بیٹی کو پکڑ لیا۔ اور اس کے سامنے اس کو قتل کر ڈالا ام یزید اس کا نام تھا اور اس نے خارجیوں سے کہا تھا کہ اے مسلمانو! میرا باپ دیوانہ ہے اسے قتل نہ کرو اور میں ابھی لڑکی ہوں۔ میں نے کبھی کوئی برا فعل نہیں کیا۔ نہ اپنے ہمسایہ کو کبھی اذیت پہنچائی' بلکہ بالا خانے پر بھی نہیں چڑھی۔ خارجی اسے سامنے لائے تاکہ قتل کر ڈالیں۔ اس نے پھر چلانا شروع کیا کہ بتاؤ تو سہی کہ میں نے کیا قصور کیا ہے؟ مگر خارجیوں نے ایک نہ سنی' تلواروں سے اس پر وار کرنے شروع کر دیئے۔ وہ زمین پر مردہ یا بیہوش ہو کر گر پڑی اور پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

سماک بن یزید کا قتل:

سماک بن یزید خوارج کے ہاتھوں میں قید تھے۔ جب صراۃ پر خوارج نے حملہ کیا تو یہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ان کے مقابل حکومتِ وقت کی فوج صف بستہ ہوئی تو سماک نے اپنی حمایتی فوج کی کثرت تعداد کو دیکھ کر چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ ان خوارج خبیثوں کی تعداد بہت کم ہے تم دریا عبور کر کے ان پر ٹوٹ پڑو۔ اس پر خارجیوں نے اس فوج کے سامنے ہی ان کی گردن مار دی اور سولی پر لٹکا دیا۔

رات کے وقت اس فوج کے دو شخص دریا کے اس پار پہنچے اور سماک کے لاشے کو سولی سے اتار کر سپردِ خاک کر دیا۔

ابراہیم بن الاشتر کا خوارج پر حملہ کرنے کا مشورہ:

ابراہیم بن الاشتر نے حارث سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں فوج کے ساتھ دریا عبور کر کے ان کتوں تک پہنچوں

اور تھوڑی ہی دیر میں ان کے سر کاٹ کر آپ کے سامنے لاتا ہوں ل اس پر شبث بن ربعی' اسماء بن خارجة' یزید بن الحارث' محمد بن الحارث اور محمد بن عمیر نے کہا کہ اللہ امیر کو نیک صلاح دے۔ بہتر ہے کہ آپ خارجیوں سے تعارض نہ کریں اور خود جارحانہ کارروائی نہ کریں۔ یہ لوگ ابراہیم سے حسد کرتے تھے' اس وجہ سے یہ رائے دی تھی۔

حارث بن ابی ربیعہ کا خطبہ:

خارجیوں کو صراة کے پل پہنچ کر معلوم ہوا کہ کوفے سے ایک فوج ان کے مقابلے کے لیے آئی ہے۔ انھوں نے فوراً پل توڑ ڈالا۔ حارث نے بھی اس فعل کو غنیمت سمجھا اور اپنی جگہ رُکا رہا۔ پھر بیٹھ کر خطبہ شروع کیا۔ حسبِ معمول حمد و ثنا کے بعد کہا کہ جنگ کی ابتداء تیراندازی سے کرنا پھر نیزہ بازی اور آخر میں تلواریں سونت کر دشمن سے دو دو ہاتھ کر لینا اور اس آخری مرحلے ہی میں وارا نیارا ہو جاتا ہے۔

خوارج پر حملہ:

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا خدا امیر کو نیک صلاح دے۔ آپ نے بیان تو خوب کیا ہے مگر ہم اس پر اس وقت تک عمل نہیں کر سکتے جب تک کہ یہ دریا ہمارے اور ان کے درمیان حائل ہے۔ ہمیں آپ حکم دیں کہ پھر پل بنائیں اس کے بعد آپ ہمیں لے کر دریا کہ عبور کر کے دشمن پر حملہ کر دیں پھر اللہ آپ کو ان کی وہ بری گت دکھائے گا جس کی آپ کو تمنا ہے۔ پل کی ساخت کا حکم دیا گیا۔ پل بنا اور فوج نے اسے عبور کر کے خوارج پر حملہ کیا۔ خارجی بھاگے' مدائن پہنچے مسلمان بھی ان کے تعاقب میں مدائن پہنچے۔ خارجیوں کے رسالے کا ایک دستہ مسلمانوں سے مقابلے کے لیے نکلا۔ اور پل کے قریب ایک معمولی سی جھڑپ ہوئی۔ خارجی مدائن سے پیچھے ہٹے۔

خوارج کی پسپائی:

حارث نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو چھ ہزار سوار دے کر ان کے تعاقب میں روانہ کیا تا کہ انھیں کوفے کے علاقے سے نکال دیں اور جب وہ بصرے کے علاقے میں داخل ہو جائیں ان کا تعاقب چھوڑ دیں۔ عبدالرحمٰن حسب الحکم ان کے تعاقب میں چلے اور جب خارجی کوفے کے علاقہ سے نکل کر اصبہان کی طرف چلے عبدالرحمٰن واپس چلے آئے نہ انھوں نے جنگ کی اور نہ کوئی جنگ ان خارجیوں کے درمیان اس تعاقب کے دوران میں ہوئی۔

خوارج کا اصبہان پر حملہ:

خوارجیوں نے چلتے چلتے عتاب بن ورقہ پر مقام جی[1] پر حملہ کر دیا اور محاصرہ کر لیا۔ عتاب نے قلعے سے نکل کر جنگ کی۔ مگر ان سے عہدہ برا نہ ہو سکے۔ خارجیوں نے عتاب کے ہمراہیوں پر شدید حملہ کر کے انھیں پھر شہر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ اصبہان اس زمانے میں اسماعیل بن طلحہ بن مصعب بن زبیر رضی اللہ کی جاگیر میں تھا۔ اور عتاب اس کے حاکم تھے۔ عتاب صبر و سکون سے خوارج کا مقابلہ کرتے رہے اور ہر روز شہر سے نکل کر دروازۂ شہر کے سامنے خوارج سے جنگ کرتے رہے اور فصیل پر سے تیر اور پتھروں کا منہ

---

[1] جی اصبہان سے دو میل کے فاصلے پر ایک قصبہ تھا جو ویران پڑا ہے اہل عجم اسے شہرستان بھی کہتے ہیں۔ (مترجم)

برساتے رہے۔

ابو ہریرہ بن شریح:

عتاب کی فوج میں حضر موت کا رہنے والا ایک شخص ابو ہریرہ بن شریح نامی تھا۔ یہ بھی عتاب کے ہمراہ شہر سے نکل کر خارجیوں سے نبرد آزمائی کرتا تھا۔ اور نہایت بہادر شخص تھا۔ جب حملہ کرتا تو رجز کے اشعار پڑھتا۔ جن میں خوارج پر طنز ہوتا۔ عرصہ تک اس کا یہی طریقہ رہا۔ آخرکار ایک خارجی جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عبیدہ ہلال تھا کمین گاہ میں چھپ کر اس کی تاک میں بیٹھ گیا۔ ابو ہریرہ حسب عادت رجز پڑھتا ہوا میدان جنگ میں نکلا۔ عبیدہ بن ہلال نے کمین گاہ سے جست کر کے اس کے مونڈھے پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ زمین پر آ رہا۔ ابو ہریرہ کے ساتھی دوڑ پڑے اور انھیں اپنی فرودگاہ میں اٹھا لائے۔ ان کا علاج کیا گیا۔ اس کے بعد خارجی طنزاً چلا چلا کر کہنے لگے کہ اے اللہ کے دشمنو! اے دشمنانِ خدا ابو ہریرہ ہزار (بھونکنے والے) پر کیا گزری۔ اس پر عتاب کے ہمراہی جواب دیتے کہ اے دشمنانِ خدا ابو ہریرہ کے لیے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

ابو ہریرہ اور خوارج:

چنانچہ ابو ہریرہ تھوڑے ہی عرصہ میں شفایاب ہو کر پھر بدستور سابق خوارج پر حملہ آور ہونے لگا۔ اس مرتبہ خوارج نے کہنا شروع کیا کہ اے دشمن خدا! ہم تو یہ امید لگائے ہوئے تھے کہ عنقریب تجھے تیری ماں کے پاس بھیج دیں گے۔ ابو ہریرہ نے جواب دیا کہ اے فاسقو! تم میری ماں کا کیوں ذکر کرتے ہو۔ خارجی کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ماں کا ذکر کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ بہت جلد اس کے پاس پہنچنے والا ہے ابو ہریرہ کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ افسوس تم سمجھے بھی کہ خارجی ماں سے کیا مراد لے رہے ہیں وہ جہنم کو ماں سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اب ابو ہریرہ ان کے فقرے کو سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ اے دشمنانِ خدا کس چیز نے تمہیں تمہاری ماں سے علیحدہ کر دیا ہے کہ اب تم اس سے منکر ہو؟ یاد رکھو کہ دوزخ ہی تمہاری ماں اور وہی تمہاری بازگشت ہے۔

عتاب بن ورقہ کا محاصرہ:

محاصرے کو کئی مہینے گزر گئے۔ شہر کے جانور ہلاک ہو گئے۔ سامان خوراک ختم ہو گیا۔ محاصرہ کی تکلیف نہایت سخت ہو گئی۔ عتاب نے اپنے ہمراہیوں کو بلایا تاکہ تقریر کریں۔ حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے کہ تم لوگ جانتے ہو جو تکلیف تمہیں اٹھانی پڑی ہے اب صرف یہی مرحلہ باقی ہے کہ اگر کوئی اپنے میں سے مر جائے تو اس کا بھائی آ کر اگر اس میں استطاعت ہے اسے سپرد خاک کر دے اور سزاوار یہ ہے کہ تم اس سے بھی زیادہ کمزور ہو جاؤ کہ اگر کوئی مرے تو اسے دفن کرنے والا یا نماز پڑھنے والا بھی نہ ملے۔ اللہ سے ڈرو تمہاری تعداد اتنی تھوڑی نہیں کہ جس کا اثر تمہارے دشمنوں پر نہ ہو۔ تم میں کوفے کے بڑے بڑے شہسوار ہیں اور ایسے لوگ ہیں جو اپنے قبائل اور خاندانوں میں سب سے زیادہ نیک و متقی ہیں۔ ہمارے ساتھ ان دشمنوں پر حملہ کرو اور جب تک تمہاری یہ حالت نہ ہو جائے کہ چلنے کی طاقت نہ رہے یا اس قدر ضعف نہ ہو جائے کہ اگر کوئی عورت بھی تم پر حملہ کرے تو تم اسے نہ روک سکو اس وقت تک تم میں قوت حیات موجود ہے ہر شخص کو چاہیے اپنی مدافعت کرے ثابت قدم رہے اور شجاعت دکھائے مجھے پوری توقع ہے کہ اگر تم بہادری سے لڑے تو ضرور اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح دے گا اور تمہیں غالب کرے گا۔ اس تقریر کو سن کر ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ امیر کی رائے صائب اور مناسب ہے آپ ہمیں لے کر دشمن پر حملہ کر دیجیے۔

عتاب کا خوارج پر حملہ:

رات کے وقت تمام لوگ امیر کے پاس جمع ہوئے۔ عتاب نے حکم دیا کہ تمام فوج والوں کے لیے بہت سا کھانا پکایا جائے۔ تمام فوج نے رات کا کھانا عتاب کے ساتھ کھایا اور صبح ہوتے ہی اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ خارجیوں پر انھیں کے کیمپ میں دھاوا کر دیا۔ خارجی اپنی جگہ بالکل بے خوف وخطر تھے۔ انھیں کبھی خیال بھی نہیں آتا تھا کہ محصور فوج خود ان کے کیمپ میں درانہ چلی آئے گی۔ عتاب کے ساتھیوں نے کیمپ کے ایک طرف سے حملہ کیا اور دشمنوں کو اس قدر نقصان پہنچایا کہ وہ فرودگاہ کے دروازے سے ہٹ گئے۔ عتاب کے ہمراہی زبیر بن الماحوز تک پہنچ گئے۔ ابن ماحوز ایک جماعت کے ساتھ جنگ میں نبردآزمائی کے لیے آیا' مگر کام آیا اپنے سردار کی موت کے بعد خارجی قطری کے پاس گئے ان کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی۔

خوارج کی پسپائی ومراجعت:

عتاب خارجیوں کے لشکر گاہ کو خوب اچھی لوٹ کر شہر میں واپس آ گئے قطری ان کے پیچھے پیچھے آیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جنگ کرنا چاہتا ہے۔ اورزبیر ابن الماحوز کے فرودگاہ پر آ کر یہ بھی قیام پذیر ہو گیا۔ خارجی یہ کہتے ہیں قطری کے ایک مخبر نے اس سے کہا کہ میں نے عتاب کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر خارجی خچروں پر سوار ہوں۔ گھوڑیوں کو جلو میں لے جائیں۔ آج ایک جگہ قیام کریں اور کل دوسرے مقام پر ڈیرے ڈالیں تب زندہ رہ سکتے ہیں۔ جب قطری کو اس بات کا علم ہوا وہاں سے چل دیا اور عتاب کے ساتھیوں نے بھی ان کی مزاحمت نہیں کی۔ ابوزہیر عبسی جو عتاب کے ساتھ تھے کہتے ہیں کہ دوسرے دن ننگی تلواریں لے کر قطری کی طرف بڑھے۔ مگر خارجی اپنے فرودگاہ سے کوچ کر چکے تھے۔ اس موقعے کے بعد پھر کبھی ان سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی۔

خوارج کی اہواز میں آمد:

اس کے بعد قطری اطراف کرمان پہنچا۔ کچھ عرصہ دم لیا۔ ایک بڑی جماعت اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر لی۔ غلے کی فصلیں ہضم کر ڈالیں۔ بہت سارو پیہ جمع کر لیا اور جب طاقت بڑھ گئی پھر مقابلے کے لیے سامنے آیا۔ اصبہان کا علاقہ طے کرتا ہوا ناشط کے درے سے ایذج آیا اور اہواز میں ٹھہر گیا۔ اس وقت حارث بن ابی ربیعہ مصعب کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے۔ ان واقعات کی اطلاع حارث نے انھیں کی اور یہ بھی لکھا کہ مہلب ہی ان خارجیوں کا کامیابی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مصعب نے مہلب کو جو اس وقت موصل اور جزیرے کے والی تھے۔ حکم بھیجا کہ تم خوارج سے نبردآزمائی کرو۔ اور مہلب کی جگہ ابراہیم بن الاشتر کو اس علاقے کی کارفرمائی کے لیے روانہ کیا۔

معرکہ سولاف:

مہلب بصرہ آئے اور منتخب بہادروں کو اپنے ہمرکاب لے کر خارجیوں کے مقابلے کو نکلے۔ مقام سولاف پر دونوں فوجوں میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ مسلسل آٹھ ماہ تک ایسی شدید جنگ ہوئی اور طرفین میں ایسا سخت رن پڑا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

شام میں قحط:

اسی ۶۸ ہجری میں شام میں شدید قحط پڑا۔ شدتِ قحط کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اسی وجہ سے اس سال کوئی جہاد نہیں ہو سکا۔ اسی سنہ میں عبدالملک بن مروان مقام بطنان حبیب واقع علاقہ قنسرین میں اپنی فوج کے ساتھ قیام پذیر رہا۔ جب بارش ہوئی

تو کیچڑ بہت زیادہ ہوئی۔ اسی وجہ سے اس کا نام بطنان الطین پڑ گیا۔ عبدالملک نے موسم سرما بھی اس مقام میں بسر کیا اور پھر وہاں سے دمشق کا رخ کیا۔

عبیداللہ بن الحر کے واقعات قتل:

نیز اسی سنہ میں عبیداللہ بن الحر بھی مقتول ہوا۔ یہ شخص باعتبار اپنی دانائی، علم وفضل، پابندی احکام شرعیہ اور اجتہاد کے اپنی قوم کے ممتاز افراد میں سے تھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلقات خراب ہوئے تو اس نے کہا کہ خدا خوب جانتا ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھتا ہوں اور وہ اگرچہ اس دار فانی سے رحلت کر گئے ہیں۔ مگر میں ان کی امداد کروں گا۔

عبیداللہ بن الحر کی کارگذاری:

عبیداللہ بن الحر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس مقیم تھا۔ مالک بن مسمع بھی چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حامی تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچا ابن الحر برابر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جنگ صفین میں بھی شریک ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو کوفہ آیا۔ اپنے عزیزوں اور ان لوگوں سے ملا جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے باہمی تنازعہ کی وجہ سے ہر قسم کے نقصانات برداشت کرنا پڑے تھے۔ اور ان سے کہا کہ عزلت گزینی کسی کے لیے مفید نہیں۔ میں شام میں رہ چکا ہوں مگر وہاں معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کی یہ کیفیت ہے۔ اسی طرح کوفہ والوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت کی برائی کی۔ ابن حر نے کہا اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ حکومت تمہارے ہاتھ میں آ جائے تو عذر لنگ چھوڑ کر اپنی سیادت اپنے ہاتھ میں لے لو۔ سب نے جواب دیا کہ ہم اس معاملے میں مشورہ کرنے کے لیے پھر ملیں گے اور اسی طریقہ کار کے اختیار کرنے کے لیے وہ آپس میں ساز باز بھی کرنے لگے۔

عبیداللہ بن الحر کی جماعت:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلافت کے خلفشار کے زمانے میں شورش پھر نمودار ہوئی۔ ابن حر کہنے لگے کہ میں نہیں سمجھتا کہ قریش عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کریں گے کہاں ہیں شریف نجیب ماؤں کے بیٹے۔ وہ میرے پاس آئیں۔ چنانچہ تمام قبائل کے چھٹے ہوئے سرکش سات سو شہسوار ابن حر کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اور سب نے استدعا کی کہ جدھر چاہیں ہمیں لے چلیں۔

جب عبیداللہ بن زیاد فرار ہو چکا۔ اور یزید ابن معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی انتقال کیا۔ ابن حر نے اپنے شہسواروں سے کہا کہ اب تمہارے لیے موقع ہے۔

عبیداللہ بن الحر کی مدائن میں آمد:

ابن حر اپنی جماعت کے ساتھ مدائن پہنچا اور یہ طریقہ اختیار کیا کہ جو خراج علاقہ جبل سے سلطان کے لیے بھیجا جاتا ہے یہ راستے میں زبردستی چھین لیتا۔ اس میں سے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا روزینہ وصول کر لیتا۔ ابن حر نے اپنے ہمراہیوں سے یہ بھی کہا کہ اس مال میں ہمارے ان بھائیوں کا بھی حق ہے جو کوفے میں ہیں اور انھیں بھی دینا ضروری ہے مگر وہ لوگ کب ایسی باتوں پر کان دھرنے والے تھے۔ اس مال میں سے انھوں نے ایک سال کا پیشگی وظیفہ حاصل کر لیا۔ ابن حر نے وزیر مال کو اپنے اس طرز عمل کی

صفائی لکھ بھیجی۔

عبید اللہ بن الحر کی شاعری:

غرضیکہ عرصے تک ابن الحر اسی قسم کی غیر آئینی زندگی بسر کرتا رہا۔ مگر کسی شخص کی ذاتی دولت یا تاجروں سے کسی قسم کا تعارض نہیں کرتا تھا بلکہ عورتوں کی عصمت و عزت کا جس قدر وہ محافظ تھا۔ کوئی عرب اس کے مقابل میں نہ تھا۔ اسی طرح تمام دوسری منہیات اور مسکرات سے ہمیشہ پرہیز کرتا تھا۔ لوگوں میں اس کے متعلق جو برے خیالات پیدا ہوئے اس کی وجہ اس کی شاعری ہے اور بے شک وہ اپنے ہمعصروں میں بہترین شاعر تھا۔

ام سلمہ زوجہ ابن حر کی گرفتاری:

ابن حر کا یہی رویہ مختار کے برسر اقتدار ہونے تک قائم رہا۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ ابن الحر نے مفصلات میں اس قسم کی شورش مچا رکھی ہے تو اس کی بیوی ام سلمہ کو قید کر لیا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ میں یا تو ابن حر کو قتل کروں گا یا اس کے اہل و عیال کو تہ تیغ کر دوں گا۔

عبید اللہ بن الحر کا کوفہ کے جیلخانہ پر حملہ:

ابن حر کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اپنے شہسواروں کے ساتھ رات کے وقت کوفے میں در آیا۔ جیل خانہ کا دروازہ توڑ ڈالا اور نہ صرف اپنی بیوی بلکہ جس قدر مرد اور عورتیں مقید تھیں سب کو آزاد کر دیا۔ مختار نے مقابلے کے لیے فوج روانہ کی۔ مگر یہ لڑتا بھڑتا کوفے سے صاف بچ کر نکل گیا۔ پھر اس نے مختار کے عاملوں اور طرفداروں کو سخت تنگ کرنا شروع کیا۔ ہمدانی مختار کے ساتھ ان کے مکان پر جھپٹ پڑے۔ اس کے مکان کو جلا کر خاک کر دیا اس کی تمام جائیداد کو جو جبۃ اور بدۃ میں تھی لوٹ لیا۔ اس کے بدلے میں ابن حر ماہ کی طرف چلا۔ عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس اور ہمدانیوں کی جس قدر املاک و جاگیریں وہاں تھیں سب لوٹ لیں پھر سواد کے علاقہ میں آیا اور یہاں بھی جس قدر املاک ہمدانیوں کی تھی سب پر قبضہ کر لیا۔

ابن حر کی گرفتاری:

اسی طرح کبھی مدائن کا رخ کرتا اور جوخی کے عاملوں پر حملہ کر کے ان کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیتا اور کوہستانی علاقے کی طرف چلا جاتا تھا۔ اب وہ زمانہ آیا کہ مختار مارے گئے اور مصعب دوبارہ گورنر کوفہ مقرر ہو کر آئے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ ابن حر نے زیاد اور مختار دونوں کو تنگ کر رکھا تھا اور اب ہمیں پھر خوف ہے کہ وہ علاقہ سواد پر پھر سابق کی طرح تاخت و تاج کرے گا۔ اس لیے مصعب نے ابن الحر کو قید کر دیا۔

ابن الحر کی بنی مذحج سے سفارش کی درخواست:

ابن الحر نے بنی مذحج کے بعض لوگوں سے درخواست کی کہ وہ مصعب کے پاس جا کر اس کی سفارش کریں۔ بنی مذحج کے سر برآوردہ لوگوں سے قاصد کے ذریعے درخواست کی کہ آپ لوگ مصعب کے پاس جائیں اور میرے متعلق خود ان سے گفتگو کریں۔ کیونکہ مصعب نے مجھے بغیر کسی جرم کے محض لوگوں کی شکایت پر قید کر دیا ہے اور میری جانب سے ایسی باتوں کا خوف دلایا ہے کہ نہ میں نے ان کا ارتکاب کیا اور نہ میری یہ شان ہے کہ میں انھیں کروں۔ اس کے ساتھ اس نے بنی مذحج کے شہسواروں کو لکھا کہ تم زرہ

بکتر سے مسلح، ہتھیار سج کر تیار رہو۔ میں نے بعض لوگوں کو مصعب کے پاس بھیجا ہے تا کہ وہ میرے متعلق ان سے گفتگو کریں۔ اگر ان کی سعی سفارش بارآور ہو تو تم کسی سے تعارض نہ کرنا۔ اپنے ہتھیاروں کو معمولی لباس کے نیچے چھپائے رکھنا۔

عبیداللہ بن الحر کی رہائی:

چنانچہ بنی مذحج کے بعض لوگ اس غرض کے لیے مصعب کے پاس آئے ان کی سفارش کارگر ہوئی۔ مصعب نے ابن حر کو چھوڑ دیا۔ ابن حر نے اپنے ہمراہیوں سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر یہ جماعت اپنے مقصد میں ناکامیاب ہو کر واپس آئے تو تم لوگ فوراً مجلس پر حملہ کر دینا۔ میں اندر سے تمہاری مدد کروں گا۔ جب ابن حر جیل سے نکلا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ اب ہتھیاروں کو ظاہر کر دو۔ سب نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ بغیر کسی تعارض کے ابن حر اپنے گھر واپس آ گیا۔

ابن حر کی رہائی پر مصعب کی پشیمانی:

مصعب ابن حر کے رہا کر دینے پر نادم ہوئے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس نے مخالفت شروع کر دی۔ لوگ اسے مبارکباد دینے آئے۔ کہنے لگا کہ حکومت صرف خلفائے ماضین کو زیبا تھی۔ آج کے لوگوں میں کسی کو بھی ان کے مماثل نہیں پاتا کہ اس کے ہاتھ میں ہم اپنی عنان حکومت تفویض کر دیں۔ یا خیر خواہی سے پیش آئیں۔ اس وقت محض غاصبوں نے تسلط کر لیا ہے۔ اس لیے ہم کیوں ان کی بیعت کے طوق سے اپنی گردنوں کو ذلیل و رسوا کریں۔ میدان جنگ میں وہ ہم سے دلیر نہیں اور نہ کسی سخت مشکل کے وقت میں وہ ہم سے زیادہ سودمند ہیں علاوہ بریں خود رسول اللہ ﷺ نے ہم سے یہ فرمادیا ہے کہ جو کوئی برے کام کرے تم اس کی اطاعت نہ کرو۔ خلفائے اربعہ کے بعد نہ ہم نے کسی امام صالح کو دیکھا اور نہ کسی وزیر کو جو متقی ہو۔ سب کے سب اللہ کی نافرمانی اور خلاف منشاء خداوندی کرنے پر آمادہ ہیں۔ دنیا کی محبت ان پر غالب ہے آخرت کا کچھ خیال نہیں ہماری عزتوں پر حملہ کرنا ان کے لیے کس طرح جائز ہے۔ ہم وہ مجاہد ہیں جنہوں نے نخیلہ قادسیہ، جلولاء اور نہاوند کے معرکے سر کیے۔ ہم نیزوں کے لیے اپنے سینے اور تلواروں کے لیے اپنی پیشانیاں پیش کر دیتے ہیں۔ مگر باوجود ان تمام خدمات و حقوق کے نہ ہمارا کوئی حق سمجھا جاتا ہے نہ افضلیت۔ اس لیے تمہیں چاہیے کہ تم اپنی عزت و حمیت کی حفاظت کے لیے تلوار نیام سے نکال لو۔ اب جس کی بھی حکومت ہو گی اس میں تمہارے حقوق سب پر افضل ہوں گے۔ میں نے تو اب مخالفت اور جنگ کا کھلم کھلا اظہار کر دیا ہے اور اللہ ہی میں تمام قدرتیں ہیں۔

مصعب کی ابن حر کو پیشکش:

ابن حر نے اپنے ہمراہیوں کی مدد سے جنگ اور لوٹ مار شروع کر دی۔ مصعب نے سیف بن ہانی المرادی کو اس کے پاس بھیجا سیف نے ابن حر سے کہا کہ اگر تم مصعب کی بیعت کر لو اور ان کی اطاعت قبول کر لو تو بادوریا کا خراج تمہیں دیا جایا کرے گا۔ ابن حر نے جواب دیا کہ کیا اب بادوریا اور دوسرے مقامات کا خراج میرے قبضہ قدرت میں نہیں ہے۔ نہ میں کچھ قبول کروں گا اور نہ کسی بات میں ان پر اعتماد کروں گا۔ مگر اے جوان میں تمہیں ایک عاقل آدمی سمجھتا ہوں (سیف اس وقت بالکل نوجوان تھا) اگر تم میری اتباع کرنے پر آمادہ ہو تو میں تمہیں دولت مند بنا دوں گا۔ سیف نے اس خواہش کو رد کر دیا۔ مصعب نے ابرد بن قرۃ الریاحی کو ابن حر کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ ابن حر نے اسے شکست دی اور اس کے چہرے پر ایک زخم بھی لگایا۔

حریث بن زید اور ابن حر کا مقابلہ:

اس کے بعد مصعب نے حریث بن زید (بایزید) کو مقابلے میں بھیجا۔ ان دونوں میں تنہا جنگ ہوئی۔ ابن حر نے حریث کو قتل کر ڈالا۔ پھر مصعب نے حجاج بن جاریۃ الخثعمی اور مسلم بن عمرو کو مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ نہر صرصر پر طرفین میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ ابن حر نے دونوں کو شکست دی۔

ابن حر اور یونس بن ہاعان کا مقابلہ:

اب مصعب نے ایک وفد ابن حر کے پاس بھیجا۔ اس نے ابن حر کو دعوت دی کہ تم کو امان عطا کی جائے گی۔ تمہاری عزت کی جائے گی اور جس علاقہ کی حکومت چاہو تمہارے سپرد کر دی جائے گی مگر اس نے قبول نہ کیا۔ اور مقام نرسی میں آیا یہاں تک کہ زمیندار مسمی طیز جشنس مقام فلوجہ کے خراج کا روپیہ لے کر بھاگ گیا۔ ابن حر اس کے تعاقب میں چلا۔ زمیندار عین التمر پہنچا۔ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرۃ الشیبانی اس جگہ حاکم تھے ان کے پاس پناہ لی۔ بسطام اپنی فوج کے ساتھ جو ایک سو پچاس سواروں پر مشتمل تھی' ابن حر کے مقابلے کے لیے نکلے۔ یونس بن ہاعان الھمدانی نے جب کہ ابن حر نے اسے پکارا کہ آؤ مجھ سے مقابلہ کرو۔ یہ بات کہی کہ سب سے بدتر زمانہ آخر عمر کا ہوتا ہے مجھے یہ خیال نہ تھا کہ میں اتنے دنوں تک بقید حیات رہوں گا کہ مجھے کوئی مقابلے کے لیے پکارے گا۔ ابن حر نے اپنے مقابل کے ایک کاری وار لگایا دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور اپنے گھوڑوں سے گر پڑے ابن حر نے یونس کا عمامہ لے لیا اور اسی سے اس کی مشکیں کس دیں اور پھر سوار ہو گیا۔

حجاج بن حارثہ کی گرفتاری:

حجاج بن حارثہ الخثعمی بھی پہنچ گئے۔ ابن حر نے حملہ کر کے انھیں بھی قید کر لیا پھر بسطام بن مصقلہ اور مجشر میں مقابلہ ہوا۔ اس طرح ایک نے دوسرے پر وار کیے کہ دونوں تنگ آ گئے۔ آخر کار بسطام مجشر پر غالب آ گئے۔ ابن حر یہ دیکھتے ہی بسطام پر جھپٹ پڑا بسطام اس سے لپٹ گئے اور دونوں زمین پر آ رہے مگر ابن حر بسطام کے سینے پر گرا۔ اور انھیں قید کر لیا۔ اس روز بہت سے لوگ اس نے قید کیے جس کا تذکرہ بعد تک لوگ کرتے رہے۔ جس قدر قیدی تھے سب کی یہی خواہش تھی کہ ہم آزاد کر دیئے جائیں۔

ابن حر نے اپنے شہسواروں میں سے ایک جماعت کو دلہم مرادی کے ماتحت زمیندار کی تلاش میں روانہ کیا یہ لوگ اسے پا گئے۔ مگر جنگ سے پہلے اس کے روپے پر قبضہ کر لیا۔

ابن حر کے خلاف فوجی دستوں کی روانگی و جنگ:

ابن حر تکریت پہنچا۔ مہلب کی طرف سے جو عامل مقرر تھا وہ خوف سے بھاگ گیا۔ ابن حر نے خراج وصول کرنا شروع کیا۔ مصعب نے پھر ابرد بن قرۃ الریاحی اور جون بن کعب الھمدانی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس کے مقابلے کو بھیجا۔ علاوہ بریں مہلب نے پانسو سوار بسر کردگی یزید بن المغفل ان کی امداد کے لیے روانہ کیے بنی جعفی کے ایک شخص نے ابن حر کو مشورہ دیا کہ اس قدر فوج کے مقابلے میں آپ نہ لڑیں۔ مگر وہ کب ماننے والا تھا۔ مجشر سے جنہیں اس نے اپنا جھنڈا دے دیا تھا کہا کہ حملہ کرو اور دلہم المرادی کو بھی اس کے ساتھ آگے بڑھایا۔ چنانچہ دو روز برابر صرف تین سو ہمراہیوں کے ساتھ ابن حر لڑتا رہا۔ جریر بن کریب زخمی ہوئے عمرو بن جندب الازدی اور اس کے شہسواروں کی ایک بڑی تعداد اس جنگ میں کام آئیں۔ شام کے قریب دونوں فوجیں ہٹ گئیں۔

ابن حر کی کوفہ میں آمد:

ابن حر تکریت سے روانہ ہوا۔ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ میں تمہیں عبدالملک بن مروان کے پاس لے جا رہا ہوں۔ چنانچہ لوگ آمادہ ہو گئے۔ پھر کہنے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ مبادا میں مصعب اور اس کے ساتھیوں کو قرار واقعی مزا چکھائے بغیر مر جاؤں۔ اس لیے پھر کوفہ چلو۔ کوفے کے ارادے سے کس کر پہنچا۔ اس کے عامل کو نکال دیا اور بیت المال میں جس قدر روپیہ تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ غرضیکہ اسی طرح کوفہ پہنچا اور قصابوں کے محلے میں فروکش ہوا۔

ابن حر پر حملہ و کوفہ سے خراج:

مصعب نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مقابلے کے لیے بھیجا۔ دونوں میں مقابلہ ہوا پھر ابن حر دیر الاعور کی طرف چلا۔ اس مرتبہ مصعب نے حجار بن ابجر کو اس کے مقابلے میں بھیجا پر بھی شکست کھا کر واپس آئے مصعب نے انھیں بہت کچھ برا بھلا کہا اور پھر مقابلے کے لیے بھیجا اور اس مرتبہ جون بن کعب الہمدانی اور عمر بن عبیداللہ بن معمر کو بھی مقابلے کے لیے بھیجا۔ یہ تمام سردار اپنی اپنی فوج کے ساتھ ابن حر پر ٹوٹ پڑے۔ ابن حر کے ساتھیوں میں سے اکثر زخمی ہوئے۔ ان کے گھوڑے پے کر ڈالے گئے۔ مجشر بھی جس کے پاس ابن حر کا جھنڈا تھا زخمی ہوئے مگر انہوں نے جھنڈا احمر طئی کے سپرد کر دیا۔ حجار بن ابجر پیچھے ہٹے مگر حجار نے جوابی حملہ کیا اور شام تک نہایت شدید جنگ ہوتی رہی۔ اور پھر ابن حر کوفے سے چل دیا۔

یزید بن الحارث کو ابن حر کا مقابلہ کرنے کا حکم:

مصعب نے یزید بن الحارث ابن رویم الشیبانی کو جو مدائن کا حاکم تھا حکم بھیجا کہ تم ابن حر کا مقابلہ کرو۔ یزید نے پہلے اپنے بیٹے حوشب کو مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ مقام باجسری پر دونوں میں معرکہ جنگ پیش آیا۔ ابن حر نے اپنے مقابل کو شکست دی اور کچھ لوگ بھی قتل کیے۔ ابن حر مدائن پہنچا۔ یہاں لوگ مقابلے کے لیے قلعہ بند ہو گئے۔ ابن حر یہاں سے بھی آگے بڑھا۔ جون ابن کعب الہمدانی اور بشر بن عبداللہ الاسدی اس کے مقابلے کے لیے چلے جون نے مقام حولایا پر مورچہ باندھا۔ اور بشر تامہر آیا اور ابن حر سے سرگرم پیکار ہوا۔

بشر بن عبداللہ کا قتل:

ابن حر نے بشر کو قتل کیا اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی ادھر سے نپٹ کر ابن حر نے جون کا مقابلہ کرنے کے لیے حولاء کا رخ کیا۔ اتنے میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ اس کے مقابل ہوئے مگر ابن حر نے انھیں بھی اپنے نیزے سے قتل کر ڈالا۔ اس کے ساتھیوں کو شکست دی اور ان کے تعاقب میں چلا۔ اب بشیر بن عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی اس کا مقابل ہوا مقام سورا پر دونوں میں مدید جنگ ہوئی پھر بشیر خود پیچھے ہٹ کر اپنے مستقر پر واپس چلا گیا۔ اور کہا کہ میں نے ابن حر کو شکست دی۔ جب اس کے اس دعوے کی خبر مصعب کو ہوئی۔ کہنے لگے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو چاہتے ہیں کہ ایسے کام کے لیے ان کی تعریف کی جائے جسے انہوں نے نہیں کیا۔ ابن حر نے علاقہ سواد میں قیام اختیار کیا۔ لوٹ مار کرنے لگا اور خود ہی خراج وصول کر لیتا۔

عبیداللہ بن حجر کا قتل:

ابن حر عبدالملک بن مروان کے پاس آیا۔ عبدالملک نے دس آدمیوں کے ساتھ اسے کوفہ روانہ کیا اور کہا کہ تم کوفہ روانہ ہو

جاؤ۔ ان کے علاوہ اور سپاہی تم سے ملیں گے۔ ابن حر اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا۔ جب انبار پہنچا' ایک شخص کو کوفہ اس لیے روانہ کیا کہ وہ اس کے آنے کی لوگوں کو خبر کر دے۔ اور لوگوں سے یہ بھی درخواست کرے کہ وہ میرے شریک ہو جائیں۔ اس کے آنے کی اطلاع بنی قیس کو ہوگئی۔ وہ حارث بن عبداللہ کے پاس جو ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفے کا عامل تھا آئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک لشکر ابن حر کے مقابلے کے لیے روانہ کیجیے چنانچہ ایک لشکر بھیجا گیا اور ابن حر سے مقابلہ ہوا تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد ابن حر کا گھوڑا غرق ہو گیا۔ ابن حر ایک کشتی پر سوار ہو گیا۔ یہ دیکھتے ہی ایک حبشی کشتی میں کود پڑا۔ اس نے ابن حر کے دونوں بازو پکڑ لیے اور دوسرے لوگوں نے اسے کشتی کے چپواروں سے مارنا شروع کیا۔ ان لوگوں نے چلا کر کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس کی امیر المومنین کو تلاش تھی۔ یہ دونوں لپٹ گئے اور دریا میں ڈوب گئے۔ بعد میں لوگوں نے ابن حر کو نکال لیا۔ اس کا سر جدا کر کے کوفہ سے اس سر کو بصرہ بھیج دیا۔

ابن حر کے قتل کی دوسری وجہ:

بعض لوگوں نے ابن حر کے مارنے کی اور وجہ لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن حر کوفے میں مصعب کے پاس آیا کرتا تھا اس نے دیکھا کہ اہل بصرہ کو ان پر تقدیم دی جاتی ہے اسے یہ بات ناگوار گزری۔ اس پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک قصیدہ لکھ کر بھیجا جس میں مصعب کی شکایت تھی اور یہ بھی دھمکی دی تھی کہ عبدالملک بن مروان سے جاملوں گا۔

عطیہ بن عمرو البکری اور ابن حر ایک ساتھ قید کیے گئے تھے۔ جب عطیہ رہا کر دیئے گئے تو اس موقع پر بھی ابن حر نے مصعب کو مخاطب کر کے بعض شکایت آمیز اشعار کہے۔

مصعب سوید بن منجوف کو جس کی چگی داڑھی تھی عزیز رکھتے تھے۔ ابن حر کو یہ بات بھی ناپسند ہوئی۔ اسی پر ایک قصیدہ لکھ ڈالا۔

قبیلہ قیس عیلان کی ہجو:

ایک قصیدہ قبیلہ قیس عیلان کی ہجو میں لکھا۔ اس پر زفر بن الحارث نے مصعب کو لکھا کہ ابن زرقا کے مقابلے میں میں ہی آپ کی جانب سے لڑا ہوں اور اب ابن حر نے بنی قیس کی ہجو لکھی ہے۔ آپ اس کا تدارک کیجیے اس پر بنی سلیم کے کچھ لوگوں نے ابن حر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ابن حر نے کہا کہ میں نے تو یہ شعر کہا تھا:

الم ترقیسا قیس عیلان اقبلت الینا و سارت بالقنا و القنابل

ترجمہ: ''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ قبیلہ قیس عیلان ہماری سمت نیزے اور رسالوں کے دستے لے کر آئے''۔

اور انھیں میں سے کسی نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس پر زفر بن حارث نے خوشی منائی اور فخریہ اشعار لکھے۔ اسی طرح عبداللہ بن ہمام نے بھی فخریہ قصیدہ لکھا۔

عرفات میں چار جھنڈے:

اس سال عرفات میں چار جھنڈے چار مختلف لوگوں کے آئے ابن الحنفیہ کا علم کوہ مشاۃ کے قریب نصب تھا۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا جھنڈا اس مقام پر نصب تھا جہاں عرفات کے اجتماع کے دن امام کھڑا ہوتا ہے۔ بعد میں ابن حنفیہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے مقام پر ٹھہر گئے۔ نجدۃ الحزوری ان دونوں کے پیچھے تھے اور بنی امیہ کا جھنڈا ان دونوں کے بائیں

جانب ایستادہ تھا۔ سب سے پہلے ابن حنفیہ کی جماعت منتشر ہوگئی۔ پھر نجدۃ اس کے بعد بنی امیہ اور سب کے آخر میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا جھنڈا اکھاڑا گیا۔ اور لوگوں نے ان کی پیروی کی۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ شام کو اس وقت تک عرفات سے روانہ نہیں ہوئے جب تک ابن زبیر رضی اللہ عنہ روانہ نہیں ہوئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے روانگی میں دیر کی۔ حالانکہ ابن الحنفیہ اور نجدۃ اور بنو امیہ روانہ ہو چکے تھے۔ اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ایام جاہلیت کے طریقے پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے ہی چل کھڑے ہوئے۔

محمد بن جبیر کا بیان:

محمد بن جبیر کہتے ہیں کہ اس موقع پر بھی مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں فتنہ وفساد نہ اٹھ کھڑا ہو۔ اس کی روک کے لیے میں ان چاروں سرداروں کے پاس گیا۔ سب سے پہلے میں محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اے ابوالقاسم اللہ سے ڈرو۔ ہم ایک مقدس فرض ادا کرنے محترم سرزمین میں جمع ہوئے ہیں۔ جس قدر آدمی یہاں جمع ہیں۔ یہ اللہ کا ایک وفد ہے جو اس بیت مبارک کی زیارت کو حاضر ہوا ہے۔ آپ کوئی بیت ایسی نہ کریں جس سے ان کا حج فاسد ہو جائے۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا ہرگز ایسا ارادہ نہیں۔ میں کسی کو بیت اللہ آنے سے نہیں روکوں گا۔ اور نہ میرے سبب سے کسی حاجی کو کوئی ضرر پہنچے گا۔ میں صرف ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور میرے خلاف جو ان کا ارادہ اس سے اپنی حفاظت کرنا چاہتا ہوں اور میں ریاست کی خواہش نہ کروں گا۔ جب تک دو شخص بھی میرے اختلاف رائے رکھیں۔ تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جا کر اس معاملے میں گفتگو کرو اور نجدہ کے پاس بھی جاؤ۔

محمد بن جبیر کی مصالحانہ کوشش:

محمد بن جبیر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان سے وہی گفتگو کی جو ابن حنفیہ سے کر چکے تھے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ میرے ساتھ پر تمام لوگوں نے بیعت کی ہے مگر یہ میرے معانذ ہیں۔ محمد بن جبیر نے عرض کی کہ اس وقت تو یہی بہتر ہے کہ آپ رکے رہیں انہوں نے کہا بہتر ہے میں ایسا ہی کروں گا اس کے بعد محمد ابن جبیر نجدہ کے پاس آئے۔ نجدۃ نے اپنے ساتھیوں سے جو ہم جلسہ تھے۔ عکرمہ ابن عباس کا غلام بھی وہاں موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہارے آقا سے ملنا چاہتا ہوں جاؤ اور اجازت طلب کرو۔ فوراً ہی وہ اجازت لے کر واپس آیا۔ یہ ان کے سامنے پہنچے ان کی تعظیم کی اور وہی گفتگو ان سے بھی کی جو پہلے دونوں سابق الذکر اصحاب سے کر چکے تھے۔ نجدہ نے جواب دیا کہ میں یہ تو نہیں کروں گا کہ خود کسی کے خلاف جنگ وجدل کی ابتداء کروں۔ البتہ اگر کوئی خود چھیڑے گا تو میں ضرور اس سے لڑوں گا۔ ابن جبیر نے اسے بتایا کہ ابن حنفیہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی آپ سے لڑنا نہیں چاہتے۔ اس کے بعد محمد بن جبیر طرفداران خاندان بنی امیہ کے پاس پہنچے اور حسب سابق ان سے بھی وہی گفتگو پیش آئی۔ ان لوگوں نے کہا کہ جب تک کوئی ہم پر حملہ نہ کرے گا ہم خود کسی سے نہیں لڑیں گے۔ محمد بن جبیر کہتے ہیں کہ اس موقع پر سب سے زیادہ امن وآشتی امیز طریقے پر محمد بن الحنفیہ کے طرفدار عرفات سے روانہ ہوئے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے عمال:

جابر بن اسود بن عوف الزہری اس سال ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے مدینہ کے عامل تھے۔ کوفہ اور بصرہ کے عامل ان کے بھائی مصعب تھے۔ خراسان کے حاکم عبداللہ بن خازم السلمی تھے اور شام میں عبدالملک بن مروان کی حکومت تھی۔

باب۲

عبدالملک بن مروان ۶۹ھ کے واقعات

عمرو بن سعید بن العاص:

جب عبدالملک بن مروان مقام عین وردہ کو گئے ۔ دمشق پر عمرو بن سعید بن العاص کو اپنا قائم مقام بنا گئے ۔عمرو بن سعید دمشق میں قلعہ بند ہو کر مقابلے کے لیے تیار ہو گیا۔عبدالملک کو اس کی خبر ہوئی ۔ دمشق واپس آئے اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔

بعض راویوں نے اس واقعے کے متعلق یہ بھی کہا ہے کہ عمرو بن سعید عبدالملک بن مروان کے ہمرکاب تھا۔ جب مقام بطنان حبیب پر عبدالملک فروکش ہوئے تو عمرو دمشق واپس آ کر قلعہ بند ہو گیا پھر عبدالملک بھی دمشق کو واپس ہوئے ۔

عمرو بن سعید کا دمشق پر قبضہ:

ایک یہ بھی روایت ہے کہ عبدالملک بطنان حبیب سے دمشق کو واپس آئے ۔ کچھ عرصہ قیام کر کے قرقیسیاء کا رُخ کیا۔ زفر بن حارث الکلابی اور ان کے ہمراہ عمرو بن سعید بھی اس مقام میں تھے ۔عمرو بن سعید ایک رات چپکے سے چل دیا۔حمید بن حریث بن بحدل الکلبی اور زہیر بن ابرد الکلبی ان کے ساتھ ہوئے ۔ یہ دمشق آئے ۔عبدالرحمٰن بن ام الحکم الثقفی دمشق پر عبدالملک کے قائم مقام تھے ۔انھیں جب معلوم ہوا کہ عمرو بن سعید واپس آ رہا ہے شہر کی حکومت ترک کر کے فرار ہو گئے ۔عمرو نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور جس قدر خزانے تھے ان پر بھی قبضہ کر لیا۔

اور لوگوں نے یہ بیان کیا کہ یہ واقعہ ۷۰ھ میں پیش آیا۔

عمرو بن سعید اور عبدالملک میں کشیدگی:

عبدالملک دمشق سے عراق کی جانب مصعب کے مقابلہ کے ارادے سے نکلے ۔عمرو بن سعید نے کہا کہ آپ خود عراق جا رہے ہیں حالانکہ آپ کے والد نے اپنے بعد مجھے خلافت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور اسی وجہ سے میں لڑتا رہا ہوں اور جس طرح میں نے ان کی خدمات انجام دی ہیں ان سے آپ ناواقف نہیں ہیں۔ بہتر ہے کہ اپنے بعد آپ مجھے اپنا جانشین نامزد فرمائیں۔ عبدالملک سن کر خاموش ہو گئے ۔عمرو بن سعید ناراض ہو کر دمشق پلٹا۔عبدالملک بھی اس کے پیچھے پیچھے دمشق آ گئے ۔

عمرو بن سعید کا اہل دمشق سے خطاب:

پہلے بیان کے مطابق عمرو بن سعید نے دمشق پر قبضہ کر لیا عبدالرحمٰن بن ام حکم الثقفی کو طلب کیا۔ جب یہ نہ ملے حکم دیا کہ ان کا مکان منہدم کر دیا جائے ۔اس کی تعمیل ہوگئی۔عمرو ایک بڑے مجمع کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا۔منبر پر چڑھا حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ مجھ سے پہلے قریش کا کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ جس نے منبر پر چڑھ کر یہ دعویٰ نہ کیا ہو کہ جنت اور دوزخ اس کے قبضہ تصرف میں ہے جو اس کی اطاعت کرے گا اسے جنت ملے گی اور جو نافرمانی کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔مگر میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ جنت دوزخ سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے میں اس معاملہ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہتا کہ یہ میرے فرائض میں ہے کہ آپ

لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کروں اور انعام واکرام دیتا رہوں۔

عمرو بن سعید اور عبدالملک میں جھڑپیں:

ادھر جب عبدالملک صبح کو بیدار ہوئے انھیں معلوم ہوا کہ عمرو بن سعید غائب ہے۔ دریافت حال پر اصل کیفیت معلوم ہوئی۔ عبدالملک دمشق کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ یہاں آ کر کیا دیکھتے ہیں کہ عمرو بن سعید نے تمام شہر پر کمبل اڑھا دیئے ہیں۔ چند روز تک دونوں میں جنگ ہوئی۔ عمرو بن سعید نے حمید بن حریث الکلبی کو رسالے پر سردار مقرر کر کے میدان جنگ روانہ کیا۔ اس کے مقابلے میں عبدالملک نے سفیان بن الابرد الکلبی کو بھیجا۔ اور جب عمرو نے زہیر الکلبی کو میدان جنگ میں روانہ کیا۔ اس مقابلے پر عبدالملک نے حسان بن مالک بن بحدل الکلبی کو بھیجا۔

ابن سراج اور عبدالرحمٰن بن سلیم کا مقابلہ:

ایک روز دونوں طرف کے سواروں میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ عمرو بن سعید کے ہمراہ بنی کلب کا ایک شخص رجاء ابن سراج تھا۔ انھوں نے عبدالرحمٰن بن سلیم کو تنہا مقابلے کے لیے پکارا۔ یہ عبدالملک کے ہمراہ تھا عبداللہ نے یہ ضرب المثل مصرع پڑھا ع

''قد انصف القارۃ من راماہا''

یعنی قبیلہ قارۃ کے قدر اندازوں کو جس نے تیر مارا بے شک اس نے تیر افگنی کی داد دی۔ دونوں میں مقابلہ شروع ہوا ایک دوسرے پر نیزے سے وار کرنے لگے عبدالرحمٰن کی رکاب ٹوٹ گئی اور اس طرح سے ابن سراج نے اپنی جان بچائی۔ اس پر عبدالرحمٰن نے کہا کہ اگر میری رکاب نہ ٹوٹ جاتی تو جتنے انجیر تو نے کھائے تھے سب پیٹ سے نکل پڑتے۔

بنی کلب کی جنگ سے علیحدگی:

ایک عرصہ تک عمرو اور عبدالملک میں مقابلہ رہا۔ آخر کار بنی کلب کے بچے اور عورتیں روتی ہوئی آئیں اور سفیان بن الابرد اور ابن بحدل سے کہا کہ بھلا تم کاہے کو قریش کی خاطر آپس میں لڑ رہے ہو۔ مگر کوئی بھی واپسی کے لیے تیار نہ تھا تاوقتیکہ اس کا مد مقابل واپسی کی ابتداء نہ کرے۔ بہر حال جب اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ ایک دوسرے کو مقابلے سے باز رہنا چاہیے تو لوگوں نے غور کیا کہ ابتداء کس کی جانب سے ہو۔ سفیان عمر میں حریث سے بڑے تھے لوگوں نے حریث سے مطالبہ کیا کہ پہلے تمہیں میدان جنگ سے واپس ہو جانا چاہیے چنانچہ حریث نے ایسا ہی کیا۔

عمرو بن سعید اور عبدالملک میں مصالحت:

پھر عبدالملک اور عمرو بن سعید کی صلح ہو گئی۔ ایک صلحنامہ پر دونوں کے دستخط ہو گئے۔ عبدالملک نے عمرو بن سعید کو امان دی۔ یہ واقع جمعرات کی شام کو وقوع پذیر ہوا۔ عمرو بن سعید اپنے شہسواروں کے ساتھ ایک سیاہ کمان حمائل کیے ہوئے عبدالملک کے کیمپ میں آیا' عبدالملک کے خیمے کی قنات کی طنابیں ان کے گھوڑے نے روند ڈالیں۔ جس کی وجہ سے سرادق گر پڑا عمرو گھوڑے سے اتر پڑا اور بیٹھ گیا۔ عبدالملک غصے میں بھرے ہوئے تھے عمرو کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ اے ابوامیہ کیا آپ نے سیاہ قوس اس لیے حمائل کی ہے کہ آپ بنی قیس کے مشابہ بننا چاہتے ہیں۔ عمرو نے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ میں اس شخص کے مماثل ہونا چاہتا ہوں جو ان میں سب سے بہترین تھا یعنی عاص بن امیہ۔

اس غیظ کی حالت میں عمرو بن سعید اٹھ کھڑا ہوا' اور اپنے سواروں کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا۔

عبدالملک کی دمشق میں آمد:

روز پنجشنبہ عبدالملک بھی دمشق میں داخل ہوئے۔ انھوں نے عمرو سے کہلا بھیجا کہ لوگوں کے واجبات انہیں دے دو۔ عمرو نے جواب دیا کہ آپ کو اس شہر میں داخل دینے کا کوئی حق نہیں آپ یہاں سے چلے جائیں۔ دمشق میں داخل ہونے کے چند روز بعد دو شنبہ کے دن عبدالملک نے حکم دیا کہ عمرو سامنے لایا جائے۔ عمرو اس وقت اپنی کلبیہ بیوی کے پاس تھا۔ اس سے پہلے عبدالملک نے کریب بن ابرہتہ بن الصباح الحمیری کو اس لیے اپنے پاس بلایا تھا کہ وہ عمرو کے معاملے میں مشورہ کریں کریب نے کہا کہ بنی حمیر اسی وجہ سے تو تباہ ہوئے۔ میں آپ کو اس معاملے میں مشورہ نہیں دیتا کیونکہ اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

عمرو بن سعید کی طلبی:

عبدالملک کا قاصد عمرو کو بلانے آیا۔ عبداللہ بن یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ بھی عمرو کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ عبداللہ نے عمرو سے کہا کہ بخدا میں اپنی جان سے بھی زیادہ تم کو عزیز رکھتا ہوں۔ عبدالملک نے تمہیں بلایا ہے۔ میری رائے نہیں کہ تم جاؤ۔ عمرو نے پوچھا کیوں۔ عبداللہ نے کہا اس لیے کہ تبیع کعب الاحبار کی بیوی کے بیٹے نے یہ پیشین گوئی کی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک سردار واپس آ کر دمشق کے دروازے بند کر لے گا۔ پھر وہ نکل جائے گا اور کچھ ہی عرصے کے بعد قتل کر ڈالا جائے گا۔ عمرو نے کہا بخدا اگر میں سوتا بھی ہوتا تو مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ ابن زرقاء مجھے جگا بھی سکے گا یا مجھ پر حملہ کرنے کی وہ جرأت کرے گا علاوہ بریں گزشتہ شب میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور آپ نے اپنا قمیض مجھے پہنا دیا۔ عبداللہ عمرو کا داماد تھا۔

عبدالملک سے ملاقات کی مخالفت:

عمرو نے عبدالملک کے قاصد سے کہا جا کر میرا اسلام کہہ دو اور کہہ دینا کہ میں ان شاء اللہ شام کے وقت آؤں گا۔ جب شام ہوئی عمرو نے ایک مضبوط زرہ پہنی جس کے اوپر قبائے قوہی اور نیچے قمیض قوہی اور تلوار حمائل کی۔ اس کے پاس کی بیوی اور حمید بن حریث بن بحدل الکلبی موجود تھے۔ جب عمرو نے اٹھ کر جانے کا ارادہ کیا۔ اس کا پاؤں فرش میں الجھ گیا اور وہ گر پڑا۔ حمید نے کہا کہ بخدا اگر تم میرا کہا مانتے ہو تو ہرگز نہ جاؤ۔ اس کی بیوی نے اس قول کی تائید کی۔ مگر عمرو نے ایک نہ سنی اور اپنے موالیوں میں سے سو آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر عبدالملک کی طرف چلا۔ عبدالملک نے بھی تمام خاندان بنی مروان کو اپنے پاس حاضر رہنے کا حکم دیا تھا۔

جب عبدالملک کو معلوم ہوا کہ عمرو دروازے تک آ پہنچا تو حکم دیا کہ جس قدر آدمی اس کے ساتھ ہیں وہیں روک دیئے جائیں۔

عمرو بن سعید کے ساتھیوں کی علیحدگی:

عمرو کو اندر آنے کی اجازت دی۔ اسی طرح عمرو کے تمام ساتھی ہر ایک دروازے پر روک دیئے جاتے تھے۔ عمرو محل کے صحن میں پہنچا تو اس کے ساتھ سوائے ایک خادم کے اور کوئی نہ تھا۔ عمرو نے عبدالملک کی طرف نظر دوڑائی تو دیکھا کہ تمام مروانی اس کے پاس جمع ہیں۔ ان میں حسان ابن مالک بن بحدل الکلبی اور قبیصہ بن ذوئب الخزاعی بھی ہیں۔ عمرو فوراً سمجھ گیا کہ اب خیر نہیں اپنے خادم کی طرف مڑ کر اس سے کہا کہ فوراً یحییٰ بن سعید کے پاس جا اور انہیں بلا کر میرے پاس لا۔ خادم نے بغیر مطلب کے سمجھے کہہ دیا

میں حاضر ہوں۔ اس پر عمرو نے غصہ میں کہا دور ہو جہنم میں جا۔

حسان اور قبیصہ سے عبدالملک کی گفتگو:

عمرو اب مکان میں آ چکا تھا عبدالملک نے حسان اور قبیصہ سے کہا کہ جب چاہو تم اٹھ کھڑے ہو اور عمرو سے جا کر ملو۔ عبدالملک نے اس خیال سے کہ عمرو کو کوئی شبہ نہ پیدا ہو اور وہ بالکل مطمئن رہے۔ مذاقاً ان دونوں شخصوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ بتاؤ تم دونوں میں کون زیادہ دراز قد ہے۔ حسان نے جواب دیا امیر المومنین قبیصہ مجھ سے اپنے عہدے کی وجہ سے زیادہ بڑے ہیں۔ اس وقت قبیصہ عبدالملک کی شاہی مہر کے محافظ تھے۔

عمرو نے پھر اپنے غلام سے مڑ کر کہا کہ تو یحییٰ کو میرے پاس بلا لا۔ غلام نے اس مرتبہ بھی بات سمجھے بغیر جواب دیا کہ حاضر۔ عمرو نے ڈانٹ کر کہا۔ چل ہٹ دور ہو۔

عمرو بن سعید اور عبدالملک کی گفتگو:

حسان اور قبیصہ کے باہر نکل جانے کے بعد عبدالملک نے حکم دیا کہ تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ چنانچہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ عمرو اب عبدالملک کے قریب پہنچ گیا۔ عبدالملک نے اس کے آنے پر مرحبا کہا اور کہا کہ یہاں آئیے اور اپنے ساتھ تختِ خلافت پر اسے بھی بٹھایا۔ دیر تک اس سے باتیں کرتا رہا۔ پھر غلام کو حکم دیا کہ ان کی تلوار لے لو۔ عمرو نے کہا: افسوس! کیا امیر المومنین مجھے مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔ عبدالملک نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میرے پاس بھی بیٹھو اور تلوار بھی باندھے رہو۔ غرض کہ تلوار لے لی گئی اور پھر دونوں کچھ عرصے تک باتیں کرتے رہے۔

عمرو بن سعید کی گرفتاری:

عبدالملک نے عمرو سے کہا کہ جب تم مجھ سے باغی ہو گئے تھے میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ اگر میں نے کبھی تمہیں دیکھا اور تم میرے دستِ قدرت میں آئے تو تمہیں بیڑیاں پہنا دوں گا۔ مروانی بولے اور پھر انہیں چھوڑ دیں گے۔ عبدالملک نے کہا کہ ''ہاں'' پھر میں انہیں چھوڑ دوں گا اور میں ابوامیہ کے ساتھ کر ہی کیا سکتا ہوں۔ مروانیوں نے کہا امیر المومنین کی قسم پوری کیجیے عمرو نے بھی کہا خدا امیر المومنین کی قسم پوری کرے۔ عبدالملک نے اپنی گدی کے نیچے سے ایک بیڑی نکالی اور اسے عمرو کی طرف پھینک دیا اور غلام کو حکم دیا کہ عمرو کو اس میں کس لو۔ چنانچہ غلام نے اٹھ کر حکم کی تعمیل کر دی۔

عمرو بن سعید کی عبدالملک سے درخواست:

عمرو نے کہا کہ میں امیر المومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے اس حیثیت سے لوگوں کے سامنے نہ نکالیں۔ عبدالملک نے کہا کہ اے ابوامیہ اس وقت جب کہ موت سر پر ہے تم اپنی مکاری سے باز نہیں آتے ہم ہرگز تمہیں اس حالت میں لوگوں کے سامنے نہیں نکالیں گے۔ اور یہ بیڑی تمہاری عذاب شدید کے بعد اتاری جائے گی۔ پھر عبدالملک نے ایسا جھٹکا دے کر اسے اپنی طرف کھینچا کہ اس کا منہ تخت سے ٹکرایا اور اگلا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ عمرو نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا خوف دلاتا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا دانت توڑنے کے بعد آپ اور سخت سزا مجھے دے بیٹھیں۔ عبدالملک نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارے اوپر رحم کرنے سے تم مجھ پر رحم کرو گے۔ اور قریش کی حالت درست ہو جائے گی تو تمہیں قطعی رہا کر دیتا۔ مگر ہماری سی حیثیت کے دو شخص کبھی ایک ملک

میں ایک طرح نہیں رہ سکتے۔ بلکہ یہ ضروری ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو دور کر دے۔ جب عمرو نے دیکھا کہ دانت تو ٹوٹ چکا ہے اور عبدالملک کے ارادہ کو وہ سمجھ گیا تو کہنے لگا اے ابن زرقا تو نے دھوکا دیا۔

عمرو بن سعید کے قتل کرنے کا فیصلہ:

عمرو کے قتل کا واقعہ اور لوگوں نے یوں بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک نے اسے اپنی طرف کھینچا اس کا ایک دانت گر پڑا عمرو اسے ٹٹولنے لگا۔ عبدالملک نے کہا کہ تمہارا دانت ایسے موقع پر گرا ہے کہ اب تم مجھ سے کبھی خوش نہیں رہو گے۔ چنانچہ عبدالملک نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور اس کی تعمیل ہو گئی۔

عبدالعزیز بن مروان سے سعید کی رحم کی درخواست:

(روایت سابقہ کے مطابق) جب مؤذن نے عصر کی اذان دی عبدالملک نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور عبدالعزیز بن مروان کو عمرو کے قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ عبدالعزیز تلوار لے کر عمرو کی طرف چلے۔ عمرو نے انہیں خدا کا خوف اور آپس کی قرابت کا واسطہ دلایا اور کہا۔ بھلا آپ میرے قتل کے لیے آئے ہیں۔ کوئی اور شخص جو قرابت میں دور ہوتا اس کے لیے متعین ہوتا تو مناسب تھا۔ عبدالعزیز نے تلوار پھینک دی اور بیٹھ گئے۔ عبدالملک نے مختصر سی نماز پڑھی۔ محل میں چلے آئے اور دروازے بند کر لیے گئے۔

یحییٰ بن سعید کا قصر عبدالملک پر حملہ:

عبدالملک جب نماز کے لیے محل سے نکلے تو لوگوں نے دیکھا کہ عمرو ان کے ہمراہ نہیں فوراً جا کر یحییٰ بن سعید کو اطلاع دی یحییٰ عمرو کے ایک ہزار غلاموں اور ان کے پیچھے اور بہت سے ان کے طرفداروں کے ساتھ آئے۔ عمرو کے طرفداروں نے چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ اے ابوامیہ آپ ہمیں اپنی آواز سنائیں۔

عبدالعزیز بن مروان اور عبدالملک:

یحییٰ بن سعید کے ہمراہ حمید بن حریث اور زہیر بن الابرد بھی آئے اور انھوں نے محل کا باب المقصورہ توڑ کر لوگوں پر شمشیر زنی شروع کی۔ عمرو بن سعید کے غلام مصقلہ نے ولید بن عبدالملک کے سر پر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا ابراہیم بن عربی میر منشی انھیں اٹھا کر منشی خانہ میں لے گئے۔ نماز کے بعد عبدالملک جب پھر محل میں واپس آئے تو دیکھا کہ عمرو زندہ موجود ہے۔ عبدالعزیز نے کہا کہ اس نے اللہ کا واسطہ دیا اور میرے صلہ رحم سے شفاعت کی درخواست کی۔ مجھے رحم آ گیا عبدالملک نے کہا خدا تیری ذلیل ماں کو رسوا کرے تو بھی اس کا سا ہے۔ عبدالملک کی ماں عائشہ بنت معاویہ ابن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھی اور عبدالعزیز کی ماں کا نام لیلیٰ تھا۔

عمرو بن سعید کا قتل:

عبدالملک نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ چھوٹا بھالا لے کر آؤ۔ وہ لایا۔ عبدالملک نے بھالے کو ہوا میں جنبش دے کر عمرو پر وار کیا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ دوبارہ وار کیا' یہ بھی کارگر نہ ہوا۔ ہاتھ سے ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ عمرو زرہ پہنے ہوئے ہے۔ عبدالملک کو ہنسی آ گئی۔ عمرو سے کہا کہ اے ابوامیہ تم زرہ بھی پہنے ہوئے ہو' گویا پہلے سے تیار ہو کر آئے تھے۔ پھر غلام کو حکم دیا کہ تلوار لاؤ۔ تلوار آئی۔ عبدالملک کے حکم سے عمرو پچھاڑا گیا۔ وہ عمرو کے سینے پر بیٹھ گیا اور اسے ذبح کر ڈالا۔ قتل کرنے کے بعد عبدالملک کانپنے اور تھرتھرانے لگا۔ لوگوں نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ جب کبھی کوئی شخص اپنے عزیز کو قتل کرتا ہے اس کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ بہر حال اور لوگوں نے عمرو

کے سینے پر سے اٹھا کر تخت پر بٹھایا۔

راوی کہتے ہیں کہ کسی دنیادار یا دیندار نے کبھی اس بے رحمی سے کسی کو قتل نہیں کیا۔

عمرو بن سعید کے سر کی حوالگی:

یحییٰ بن سعید اور ان کے ہمراہی محل میں گھس کر بنی مروان اور ان کے حوالی موالیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور اکثروں کو انھوں نے زخمی کر دیا۔ انھوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ اسی اثناء میں عبدالرحمٰن ام الحکم الثقفی آ گئے۔ عمرو کا سر ان کے حوالے کیا گیا۔ انھوں نے اسے لوگوں کے سامنے ڈال دیا۔ عبدالعزیز بن مروان نے اس موقع پر چال کی کہ تھیلیوں میں روپیہ بھر کر لوگوں کے سامنے ڈال دیں۔ انھوں نے جب یہ روپیہ دیکھا اور اس کے ساتھ عمرو کے سر کو بھی دیکھا۔ فوراً روپے کی تھیلیوں پر ٹوٹ پڑے اور لوٹ کر منتشر ہو گئے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عبدالملک نماز کے لیے جانے لگے تو اپنے غلام ابوزعیزعہ کو عمرو کے قتل کر دینے کا حکم دیتے گئے۔ ابوزعیزعہ نے عمرو کو قتل کر کے اس کے سر کو اس کے طرفداروں اور سب لوگوں کے سامنے ڈال دیا۔

جو روپیہ لوگوں کے سامنے ان کے بہلانے کے لیے ڈالا گیا تھا۔ اس کے متعلق بعد میں عبدالملک نے حکم دیا کہ سب واپس کیا جائے۔ چنانچہ وہ سب وصول کر کے بیت المال میں داخل کر دیا گیا۔

اس روز کے ہنگامے میں یحییٰ بن سعید کے سر میں ایک پتھر لگا۔

ولید بن عبدالملک:

عبدالملک نے حکم دیا کہ تخت باہر لایا جائے۔ چنانچہ مسجد کے قریب تخت بچھایا گیا اور وہیں عبدالملک نے جلوس کیا۔ دیکھا کہ ولید بن عبدالملک نہیں ہے۔ پوچھا کہ ولید کہاں ہے؟ اور ساتھ ہی قسم کھا کر یہ بھی کہا کہ اگر باغیوں نے ولید کو قتل کر ڈالا ہے تو وہ اپنا قصاص لے چکے۔ ابراہیم بن عربی الکنانی آگے بڑھے اور عرض کی کہ ولید میرے پاس ہیں آپ فکر نہ کریں۔ ایک اچھا سا زخم ان کے آ گیا ہے جس سے کوئی خطرہ نہیں۔

یحییٰ بن سعید کی اسیری:

یحییٰ بن سعید عبدالملک کے سامنے لایا گیا۔ عبدالملک نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ عبدالعزیز کھڑے ہوئے اور عرض کی خدا مجھے امیر المومنین پر سے قربان کر دے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ تمام بنی امیہ کو ایک ہی روز میں قتل کر ڈالیں۔ اس پر عبدالملک نے حکم دیا کہ اچھا یحییٰ کو قید کر دیا جائے۔

عنبسہ بن سعید کی اسیری:

اس کے بعد عنبسہ بن سعید سامنے لایا گیا۔ اس کے لیے بھی قتل کا حکم ہوا۔ پھر عبدالعزیز سفارش کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ کو بنی امیہ کے استیصال و ہلاک کرنے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں چنانچہ عنبسہ کے لیے بھی حکم ہوا کہ قید کر دیا جائے۔

عامر بن الاسود کی رہائی:

عامر بن الاسود الکلبی پیش کیے گئے عبدالملک کے ہاتھ میں بانس کی ایک لکڑی تھی۔ اس کے سر پر رسید کی اور کہا کہ کیوں جی تم

ہی عمرو کی حمایت میں مجھ سے جنگ کرنے آئے تھے؟ عامر نے کہا' بے شک! عمرو نے میرا اعزاز کیا اور تو نے میری توہین کی۔ اس نے مجھے اپنے سے قریب کیا اور تو نے دور کیا اس نے احسانات کیے اور تو نے برائی۔ اس لیے میں اس کے ہمراہ تیرے مقابلے کے لیے آیا۔ عبدالملک نے حکم دے دیا کہ قتل کر دیا جائے۔ عبدالعزیز کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ اے امیر المومنین یہ میرے ماموں ہیں آپ خدا کے واسطے ان کی جان بخشی کیجیے عامر کو عبدالعزیز کے حوالے کر دیا اور سعید کے بیٹوں کو قید کرنے کا حکم دیا۔ وہ سب قید کر لیے گئے۔

یحییٰ بن سعید کے متعلق عبدالملک کو مشورہ:

یحییٰ کو قید ہوئے ایک ماہ یا اس سے کچھ زیادہ ہوا ہوگا کہ عبدالملک منبر پر خطبے کے لیے کھڑے ہوئے۔ حمد وثنا کے بعد لوگوں سے یحییٰ کے قتل کے متعلق مشورہ لیا لوگوں کی طرف سے کوئی صاحب تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین سانپ سے ہمیشہ سنپولیا ہی پیدا ہوتا ہے ہماری رائے ہے کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں۔ وہ منافق اور دشمن ہے۔

پھر عبداللہ بن مسعدة الفزاری تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المومنین یحییٰ آپ کے چچا کا لڑکا ہے اور جو رشتہ داری آپ سے اور اس سے ہے آپ اس سے واقف ہیں۔ جو کچھ اس نے آپ کے ساتھ کیا گیا۔ اور جو آپ نے اس کے ساتھ طرز عمل اختیار کیا گیا۔ میں خود بھی ان کی طرف سے بے خوف نہیں ہوں۔ مگر میں آپ کو یہ رائے بھی نہیں دیتا کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں۔ اس کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ اسے اپنے دشمن کے مقابلے پر جنگ کرنے بھیج دیجیے۔ اگر وہ جنگ میں کام آیا تو اس کے قتل کی ذمہ داری سے آپ بچ جائیں گے۔ اگر وہ صحیح وسالم بچ گیا تو پھر جیسا آپ مناسب سمجھیں کیجیے۔

یحییٰ بن سعید کی روانگی:

عبدالملک نے اس رائے کو پسند کیا اور سعید کی اولاد کو مصعب کے لیے روانہ کیا۔ یہ خاندان مصعب کے پاس پہنچا۔ یحییٰ بن سعید مصعب سے ملنے گئے۔ مصعب نے ان سے کہا تم تو بچ کر نکل آئے مگر دم جھڑ گئی۔ یحییٰ نے جواب دیا کہ واقعی دم تو اپنے بالوں سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔

زوجہ عمرو بن سعید سے صلحنامہ کی طلبی:

عبدالملک نے عمرو کی کلبیہ بیوی کے پاس قاصد بھیجا اور مطالبہ کیا کہ وہ صلحنامہ مجھے دے دو جو میرے اور عمرو کے درمیان ہوا تھا۔ عمرو کی بیوی نے جواب دیا کہ میں نے اسے عمرو کے کفن میں لپیٹ دیا ہے۔ تاکہ خدا کے سامنے پیش کر کے تمہارے مقابلے میں دادخواہی کرے۔

عمرو بن سعید اور عبدالملک کی دیرینہ عداوت:

عمرو اور عبدالملک ایک ہی دادا کی اولاد تھے۔ امیہ پر جا کر دونوں مل جاتے تھے۔ عمرو کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن العاص عبدالملک کی پھوپھی تھیں۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ عمرو اور عبدالملک میں بچپن سے رنج چلا آتا تھا۔ سعید کے بیٹوں کی ماں ام البنین تھیں اور عبدالملک اور معاویہ مروان کے بیٹے تھے۔ یہ سب کے سب بچپن کے زمانے میں مروان بن حکم کی ماں کے پاس جو بنی کنانہ کی بیٹی تھی آیا کرتے

تھے اور آپس میں باتیں کرتے تھے۔ عبدالملک اور معاویہ کے ہمراہ ان کا غلام اسود بھی ہوتا تھا۔ ام مروان کا یہ دستور تھا کہ جب لڑکے اس کے پاس آتے ان کے لیے کھانا پکاتی اور ہر ایک کے سامنے علیحدہ علیحدہ رکابیں رکھ دیتی۔ معاویہ بن مروان اور محمد بن سعید عبدالملک بن مروان اور عمرو بن سعید میں جھگڑا کرادیتی۔ یہ لڑتے اور ہشت مشت کرتے اور پھر آپس میں بات چیت موقوف ہو جاتی تھی۔ ام مروان یہ بھی کہا کرتی تھی کہ اگر ان دونوں میں عقل نہ ہوگی تو ان دونوں میں تو ہوگی۔ غرض کہ یہ لوگ اپنے بچپن کے زمانے میں اس کے پاس آتے تھے۔ وہ ہمیشہ یہی طریقہ اختیار کرتی۔ اسی طرح شدہ شدہ ان کے دلوں میں عداوت بیٹھ گئی۔

عبداللہ بن یزید القسری:

عبداللہ بن یزید القسری ابو خالد یحییٰ بن سعید کے مسجد میں داخل ہونے کے وقت اس کے ساتھ تھا۔ اس نے باب المقصورہ کو توڑ ڈالا اور بنی مروان سے لڑتا رہا۔ جب عمرو قتل کر دیا گیا۔ اور اس کا سر لوگوں کے سامنے ڈال دیا گیا۔ یہ اور اس کا بھائی خالد دونوں عراق چلے گئے اور سعید کے بیٹوں کے ہمراہ جو مصعب کے پاس تھے۔ قیام پذیر ہو گئے۔ اور اس وقت تک وہیں رہے جب تک کہ ان کی جماعت پھر عبدالملک کے پاس نہ آئی۔ جب مرج میں عبداللہ کی ایک آنکھ بھی ضائع ہوگئی تھی۔ یہ مصعب کی حمایت میں بنی امیہ سے لڑتا رہا تھا۔ جب تمام لوگوں نے عبدالملک کی خلافت تسلیم کر لی۔ ان سب کے بعد عبداللہ عبدالملک کے پاس آیا۔ عبدالملک نے پوچھا۔ اے آل یزید تمہارا کیا حال ہے۔ عبداللہ نے جواب دیا (حربا حربا یا خربا خربا) یعنی جنگ نے یا جماعت بندی نے حالت خراب کر دی۔ عبدالملک نے اس کے جواب میں:

﴿ ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ ﴾ پڑھا

''یہ روز بد تم نے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے دیکھا اور اللہ تو ہرگز بھی بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں''۔

عبدالملک اور پسران عمرو بن سعید:

جب سب نے عبدالملک کی خلافت تسلیم کر لی تو اس کے بعد عمرو بن سعید کے چاروں لڑکوں امیہ سعید اسمٰعیل اور محمد عبدالملک کے پاس آئے عبدالملک نے ان کی طرف دیکھ کر کہا تم ایسے گھرانے کے رکن ہو جو ہمیشہ بغیر کسی استحقاق کے اپنے کو تمام قوم پر افضل سمجھتا رہا ہے۔ میرے اور تمہارے باپ کے درمیان کوئی نئی عداوت نہ تھی بلکہ ہمارے اباواجداد اور تمہارے بزرگوں میں جاہلیت کے زمانے سے چلی آتی تھی۔ عبدالملک نے اس تحکمانہ لہجے سے گفتگو کی ابتداء عمرو کے سب سے بڑے بیٹے امیہ سے کی۔

سعید بن عمرو کا عبدالملک کو جواب:

حالانکہ یہ اپنے سب بھائیوں میں زیادہ ہوشیار اور عقلمند تھا مگر جواب نہ دے سکا۔ اس پر سعید بن عمرو منجھلا بھائی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ امیرالمومنین نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ ایام جاہلیت کی باتیں ہیں۔ اسلام نے ان تمام باتوں کو اب محو کر دیا ہے اور ہم سے جنت کا وعدہ کیا ہے اور دوزخ سے ڈرایا ہے۔ عمرو اور آپ کے درمیان چاہے عداوت ہو مگر وہ آپ کے ابن عم تھے اسے آپ خوب جانتے ہیں اور جو سلوک آپ نے ان سے کیا اس سے بھی آپ واقف ہیں۔ عمرو واصل بحق ہو گئے اب اللہ ہی ان سے حساب کرنے کے لیے کافی ہے اگر آپ محض اس عداوت کی بنا پر جو آپ کے اور عمرو کے درمیان تھی ہمیں مستوجب سزا سمجھتے ہیں تو اس صورت سے تو ہمارے لیے پیوند زمین ہو جانا ہی بہتر ہے۔

پسران عمرو بن سعید کو معافی و اعزازات:

اس تقریر نے عبدالملک پر بہت اثر کیا۔ اس نے کہا کہ صورت ایسی واقع ہو چکی تھی کہ یا عمرو مجھے قتل کر دیتے یا میں انھیں۔ اس لیے میں نے ان کے قتل کر ڈالنے کو اپنے مقتول ہونے پر ترجیح دی اور اب رہے تم لوگ۔ تم لوگوں میں بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔ صلہ رحم کروں گا۔ تمہارے حقوق کی نگہداشت کروں گا۔ چنانچہ عبدالملک ان سے حق یگانگی ادا کرنے لگا اور دربار میں عزت دینے لگا۔ اور اس نے ان کے مناصب میں اضافہ کر دیا۔

خالد بن یزید اور عبدالملک کی گفتگو:

خالد بن یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک روز عبدالملک سے کہا مجھے تعجب ہے کہ کس طرح آپ نے عمرو کو بھلاوے میں پایا۔ جو اسے قتل کر ڈالا۔ عبدالملک نے جواب میں دو شعر پڑھے ۔

دانيتــه منــي ليسكن روعــه　　فـاصـول صولة حـازم مستمكن

غـضبـا و محـمية لـديـني انـه　　لـيس الـمسئ سبيلـه كالمحسن

ترجمہ: ''میں نے اسے اپنے قریب کر لیا کہ اس کا خوف جاتا رہے تاکہ پھر میں ایک مقتدر ہوشیار کی طرح دین کی خاطر غصہ اور جوش میں بھرا ہوا حملہ کروں اور یہ ظاہر ہے کہ بدکردار کا طریقہ عمل نیک کام کرنے والے کی طرح کبھی نہیں ہو سکتا''۔

ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں سعید بن عمرو سے ایک شخص ملا اور کہنے لگا کہ رب کعبہ کی قسم بنی امیہ میں تمہارے باپ کا سا کوئی شخص نہ تھا۔ مگر انھوں نے خاندان بنی امیہ سے حکومت حاصل کرنے کے لیے مخالفت کی اور ہلاک ہوئے۔

خیف منیٰ میں ایک خارجی کا قتل:

واقدی کہتے ہیں کہ عمرو بن سعید اور عبدالملک کے درمیان محاصرہ و مقابلے کا واقعہ ۶۹ھ میں پیش آیا۔ عمرو دمشق میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا اور عبدالملک نے بطنان حبیب سے واپس آ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ مگر عمرو کا قتل ۷۰ھ میں عبدالملک کے ہاتھوں واقع ہوا۔ اسی سال حج کے موقعے پر مقام خیف منیٰ میں ایک خارجی نے اپنا شعار ''لاحکم الا اللہ'' پکارا۔ مگر جمرہ کے پاس قتل کر دیا گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسے جمرہ کے پاس تلوار کھینچتے دیکھا۔ وہ اکیلا نہ تھا بلکہ خارجیوں کی ایک جماعت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ روک رکھے۔ یہ شخص ان میں سے آگے بڑھا اور اپنا شعار پکارنے لگا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر ڈالا۔

امیر حج ابن زبیر رضی اللہ عنہما:

اس سال بھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی زیر امارت لوگوں نے حج کیا۔ کوفے اور بصرے پر ان کے بھائی مصعب گورنر تھے شریح کوفے کے قاضی تھے۔ بصرے کے منصب قضا پر ہشام بن ہبیرہ تھے اور عبداللہ بن خازم خراسان کے گورنر تھے۔

۷۰ھ کے واقعات

عبدالملک کی شاہ روم سے مصالحت:

اس سال رومیوں نے جنگ کی تیاری کی اور شام میں جو مسلمان آباد تھے ان پر حملہ کر دیا۔ عبدالملک نے اس خوف سے کہ رومیوں کے ہاتھ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ بادشاہ روم سے ہزار دینار ہر جمعہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔

اسی سال مصعب بہت سا مال و متاع اور مویشی لے کر مکہ آئے۔ اپنے خاندان اور دوسرے لوگوں میں اسے تقسیم کیا۔ عبداللہ بن صفوان اور جبیر بن شیبہ اور عبداللہ بن مطیع کو بہت سا روپیہ وغیرہ دیا اور خوب قربانی کی۔

امیر حج ابن زبیر رضی اللہ عنہما:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ مختلف صوبجات پر ان کے گورنر اور قاضی وہی لوگ تھے جو سنہ سابق میں تھے۔

۷۱ھ کے واقعات

۷۱ھ میں عبدالملک مصعب کے مقابلے کے لیے عراق کی طرف چلے۔ اب تلک یہ ہوا تھا کہ جب عبدالملک بطنان حبیب پہنچتے اور مصعب مقام باجمیرا تک بڑھ آتے۔ موسم سرما شروع ہو جاتا۔ دونوں صاحب اپنے اپنے مستقر کو واپس ہو جاتے اور پھر آئندہ سال اسی طرح مقابلے کی تیاریاں کرتے۔

خالد بن عبداللہ کی روانگی بصرہ:

۷۰ھ میں عبدالملک شام سے مصعب کے ارادے سے چلے۔ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید بھی ان کے ہمراہ تھا۔ خالد نے عبدالملک سے کہا کہ اگر آپ مجھے کچھ سواروں کے ساتھ بصرہ بھیج دیں تو میں امید کرتا ہوں کہ اس پر قبضہ کرلوں گا۔ عبدالملک نے اس کی خواہش کے مطابق اسے روانہ کیا۔ خالد پوشیدہ طور پر اپنے موالی اور خاصے کے سواروں کے ساتھ بصرہ آیا اور عمرو بن اصمع الباہلی کے پاس فروکش ہوا۔ عمرو نے خالد کو پناہ دی۔ عباد بن الحصین ابن معمر کی پولیس کا افسر اعلیٰ تھا۔ مصعب نے اپنے مکے کی روانگی کے وقت عبید اللہ بن عبید اللہ ابن معمر کو بصرے پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔

عباد بن الحصین ابن معمر:

عمرو بن اصمع نے اس امید سے کہ عباد بھی خالد کے ہاتھ پر بیعت کرے گا عباد کو کہلا بھیجا کہ میں نے خالد کو پناہ دی میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اس بات کا علم ہو جائے تا کہ آپ میری پشت پناہ رہیں۔

عمرو بن اصمع کا قاصد ایسے وقت پہنچا جب کہ عباد گھوڑے سے اتر رہا تھا۔ اس نے پیام پہنچا دیا۔ عباد نے اس سے کہا کہ

اپنے آقا سے جا کر کہہ دے بخدا میں گھوڑے سے زین بھی نہیں اتاروں گا اور سواروں کو لے کر تیرے پاس ابھی پہنچتا ہوں۔ یہ خبر سنتے ہی عمرو نے خالد سے کہا کہ میں تمہیں دھوکہ نہیں دینا چاہتا۔ یہ قول عباد کا ہے وہ ابھی آتا ہی ہوگا اور میں تمہاری مدافعت کرنے سے قاصر ہوں۔ بہتر ہے کہ تم مالک بن مسمع کے پاس فوراً چلے جاؤ۔

خالد بن عبداللہ کو مالک بن مسمع کی امان:

ایک یہ بھی روایت ہے کہ خالد علی بن اصمع کے پاس مقیم ہوا تھا جب عباد کو اس کی خبر لگی اس نے کہلا بھیجا کہ میں ابھی تیرے پاس آتا ہوں۔ خالد ابن اصمع کے پاس سے اس بے سروسامانی میں نکل کر بھاگا کہ ایک باریک قوہی قمیض اس کے جسم پر تھا۔ دونوں رانیں کھلی ہوئی تھیں۔ پاؤں رکابوں سے نکلے ہوئے تھے مالک کے پاس پہنچا۔ اپنی روئیداد سنائی اور کہا کہ تم مجھے پناہ دو۔ مالک نے کہا بہتر ہے اور مالک اور اس کا بیٹا مقابلے کے لیے نکلے مالک نے ابوبکر بن وائل اور ازد کو اپنی حمایت کے لیے بلایا۔ سب سے پہلے بنی لشکر کا جھنڈا مالک کے پاس پہنچا۔ اور دوسری طرف عباد بھی سواروں کا دستہ لیے ہوئے آ موجود ہوا دونوں جماعتیں ٹھہری رہیں اور آپس میں جنگ وجدال نہیں ہوا۔

خالد بن عبداللہ سے بنی تمیم کا تعاون:

دوسرے دن صبح کو خالد نافع بن حارث کے جفرہ کی طرف چلا (یہ موضع اس کے بعد سے خالد ہی کی طرف منسوب کیا جانے لگا) خالد تمیم کے کچھ لوگ آ کر شریک ہو گئے تھے۔ ان میں صعصعہ بن معاویہ اور عبدالعزیز بن بشر اور مرہ بن محکان بھی بنی تمیم کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھے۔ خالد کے ساتھ جفریہ کہلاتے تھے اور ابن معمر کے سپاہی زبیریہ کہلاتے تھے۔ جفریہ میں عبیداللہ بن ابی بکرۃ حمران اور مغیرہ بن المہلب تھے زبیریوں کی جانب سے قیس بن ہیثم السلمی تھے یہ اُجرت دے کر لوگوں کو اپنے ساتھ بھرتی کر لیتے تھے۔ ایک شخص نے اُجرت کا تقاضا کیا۔ قیس نے کہا کل دوں گا۔ اس پر غطفان بن انیف قبیلہ بنی کعب بن عمرو کے ایک شخص نے طنز یہ اشعار کہے۔

قیس اپنے گھوڑے کی گردن میں گھونگرو ڈالے رہتا تھا۔ عمرو بن وبرۃ القحیفی بنی حنظلہ کے سواروں پر سردار تھا۔ ان کے جو خدمت گار تھے ان کی تنخواہ تیس درہم یومیہ مقرر تھی مگر یہ انھیں صرف دس ہی دیا کرتا تھا۔ ایک شعر میں ان کے اس طرز عمل کی بھی شکایت کی گئی۔ شعر یہ ہے۔

لبئس ما حکمت یا بن وبرہ تعطی ثلثین و تعطی عشرہ

ترجمہ: ''اے ابن وبرہ تمہارا یہ طرز عمل اچھا نہیں کہ تمہیں تو تیس ملیں اور تم صرف دس ادا کرو''۔

عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کی مراجعت دمشق:

مصعب نے زحر بن قیس الجعفی کو ابن معمر کی مدد کے لیے ایک ہزار سوار دے کر روانہ کیا۔ اس کے مقابلے میں عبدالملک نے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کو خالد کی مدد پر بھیجا۔ عبیداللہ نے بصرے میں داخل ہونا مناسب نہ سمجھا بلکہ مطر بن توام کو دریافت حال کے لیے روانہ کیا۔ مطر نے بصرے سے واپس جا کر عبیداللہ کو اطلاع دی کہ ہمارے ساتھی منتشر ہو گئے ہیں۔ عبیداللہ پھر پیچھے سے عبدالملک کے پاس چلا آیا۔

خالد بن عبداللہ کا بصرے سے اخراج:

مالک اور عباد میں چوبیس روز برابر جنگ ہوتی رہی۔ جب مالک کی ایک آنکھ ضائع ہوئی تو وہ جنگ سے باز آیا۔ یوسف بن عبداللہ بن عثمان بن ابی العاص نے بیچ میں پڑ کر دونوں میں صلح کرادی۔ شرط یہ ہوئی مالک خالد کو بصرے سے نکال دے اور خود اسے امان دی جاتی ہے چنانچہ خالد بصرے سے چلا گیا۔

مالک کو یہ خوف پیدا ہوا کہ ممکن ہے مصعب عبیداللہ کی اس امان دینے کی تصدیق نہ کریں۔ اس لیے وہ ثاج چلا گیا۔

فرزدق نے مالک کے قصہ بنی تمیم کے اس سے اور خالد سے مل جانے کے واقعے کو اپنے چند اشعار میں نظم بھی کر دیا ہے۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں آمد:

جب عبدالملک دمشق واپس ہو گئے مصعب کی پوری ہمت اس بات پر تھی کہ بصرہ پہنچ جائیں۔ انھیں خیال تھا کہ بصرہ پہنچ کر خالد کی سرکوبی کروں گا۔ مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ خالد یہاں سے امان پا کر نکل چکا ہے اور ابن معمر نے لوگوں کو امان دے دی ہے اکثر لوگ تو بصرے میں مقیم رہے اور کچھ مصعب کے خوف سے بصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ مصعب ابن معمر پر بہت خفا ہوئے اور کہا کہ اب میں تمھیں کوئی ذمہ دار عہدہ نہ دوں گا۔ اور جفریہ جماعت کو بلا بھیجا۔ انھیں گالیاں دیں اور ڈنڈے بھی مارے۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جفریہ جماعت کو سرزنش:

مصعب نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ سب ان کے سامنے لائے گئے۔ سب سے پہلے مصعب عبیداللہ بن ابی بکرہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ اے ابن مسروح تو اس کتیا کا بیٹا ہے جس سے باری باری کتوں نے اپنی خواہش بھی کو پورا کیا۔ اس نے مختلف رنگ کے سیاہ، سرخ اور زرد پلے کتوں کے سے جنے۔ تیرا باپ ایک غلام تھا اور جو طائف کے قلعے سے حضور رسالت مآب ﷺ کی جناب میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ تم نے ایک نیا شگوفہ چھوڑا اور ادعا کیا کہ ابوسفیان نے تمہاری ماں کے ساتھ زنا کیا ہے خدا کی قسم! اگر میں زندہ رہا تو تمہاری اصلیت سے تمہیں ملا دوں گا۔

حمران کی اہانت:

پھر حمران کو مخاطب کر کے کہا اے یہودیہ کے بیٹے تو ایک نبطی کافر ہے جنگ عین التمر میں اسیر کیا گیا۔ حکم بن منذر الجارود سے کہا اے خبیث تو جانتا ہے کہ تو کون ہے اور جارود کون تھا؟ جارود ایک کافر تھا جو جزیرۂ ابن کاوان واقعہ علاقہ فارس میں رہا کرتا تھا۔ پھر سمندر کے کنارے پہنچ کر قبیلہ عبدالقیس میں شامل ہو گیا اور نجدا میں جانتا ہوں کہ دنیا میں کوئی قبیلہ اس قبیلے سے زیادہ برائیوں میں مبتلا نہیں۔ بعد میں اس کی بہن سے مکعبر الفارسی سے شادی کر لی، یہ ہی اس کی انتہائے شرافت ہے اے ابن قباذ یہ ہی اس عورت کے جنے ہیں۔

عبداللہ بن فضالہ الزہرانی سامنے لایا گیا۔ مصعب نے کہا کہ کیا اہل ہجر اور پھر طماہج سے نہیں ہے۔ بخدا میں تجھے تیرے نسب کی طرف پلٹا دوں گا۔

علی بن اصمع سامنے لایا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا کہ کبھی تو بنی تمیم کا غلام ہوتا ہے اور کبھی جھوٹ موٹ اپنی نسبت باہلہ سے کرتا ہے۔

عبدالعزیز بن بشر کی تذلیل:

عبدالعزیز بن بشر بن حناط سامنے لایا گیا۔ مصعب نے کہا اے ابن مشتور کیا تیرے چچا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بکری نہیں چرائی تھی؟ جس کے پاداش میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔ بخدا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے بہنوئی نے تیری اعانت کی ہے (اس کی بہن مقاتل ابن مسمع کی بیوی تھی) ابی حاضر الاسدی پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا کہ اے اصطخر یہ کے بیٹے بھلا تو کہاں اور شرافت کہاں۔ تو تو اونٹ چرانے والے خانہ بدوشوں میں سے ہے۔ جھوٹ موٹ اپنے کو بنی اسد سے کہتا ہے۔ بنی اسد میں نہ کوئی تیرا رشتہ دار ہے اور نہ ہم نسب ہے۔

زیاد بن عمرو پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا اے ابن کرمانی! تو تو کرمانی کفاروں میں سے ہے۔ فارس پہنچ کر ملاح بن گیا۔ کجا تو اور کجا میدان جنگ وجدال۔ ہاں البتہ کشتی چلانے میں تو مشاق ہے۔

عبداللہ بن عثمان اور شیخ بن النعمان کی اہانت:

عبداللہ بن عثمان بن ابی العاص پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا۔ تیری یہ شان کہ تو مجھ پر چڑھائی کرے تو ہجر کے کفار میں سے ہے تیرا باپ طائف میں رو پڑا تھا۔ اہل طائف کا قاعدہ تھا کہ جو شخص ان میں ملنا چاہتا اسے شریک کر لیتے تھے اور اسے وہ اپنی عزت سمجھتے تھے۔ بخدا میں تجھے تیری اصلیت کی طرف پلٹا دوں گا۔ پھر شیخ ابن النعمان پیش کیا گیا۔ مصعب نے کہا اے ابن خبیث تو زندورد کے کفار میں سے ہے تیری ماں بھاگ گئی تھی اور تیرا باپ قتل کر دیا گیا تھا۔ پھر اس کی بہن سے بنی یشکر کے ایک شخص نے شادی کر لی تھی۔ جس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ انھوں نے تجھ کو اپنے نسب میں ملا لیا تھا۔

جعفریہ جماعت کو سرزنش:

اس کے بعد مصعب نے ان کو سو سو کوڑے لگوا دیئے اور داڑھیاں منڈوا دیں۔ ان کے مکانات منہدم کر دیئے گئے۔ تین روز تک دھوپ میں کھڑے رکھے گئے۔ ان سے ان کی بیویوں کی طلاق دلوائی گئی۔ ان کے لڑکے دشمن سے مقابلہ کرنے والی فوج میں بھرتی کر لیے گئے۔ تمام بصرہ میں انھیں پھرایا گیا اور ان سے قسم لی گئی کہ وہ کبھی کسی آزاد شریف عورت سے نکاح نہیں کریں گے۔

ہمراہیان خالد کا قتل:

خالد کے جو ہمراہی فرار ہو گئے تھے ان کے تعاقب میں مصعب نے خداش بن یزید الاسدی کو روانہ کیا۔ خداش مرہ بن محکان کے عقب میں جا پہنچا اور گرفتار کر لیا گیا۔ پھر اپنی طرف گھسیٹ کر قتل کر ڈالا۔ خداش اس وقت مصعب کے باڈی کا افسر اعلیٰ تھا۔

مالک بن مسمع کے مکان کا انہدام:

سنان بن ذہل (قبیلہ بنی عمرو بن مرثد کے ایک شخص کو) مصعب نے مالک بن مسمع کے مکان کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ سنان نے اس کے مکان کو منہدم کر دیا۔ اور جس قدر اثاثات البیت اس میں تھا اس سب پر مصعب نے قبضہ کر لیا۔ منجملہ اور چیزوں کے ایک لونڈی بھی تھی اس کے بطن سے مصعب کا لڑکا عمر بن مصعب پیدا ہوا۔

مصعب کوفہ جانے سے پہلے تک بصرہ ہی میں مقیم رہے۔ پھر اس وقت تک کوفہ میں قیام پذیر رہے جب تک کہ انہیں عبدالملک سے جنگ کرنے کے لیے نہ جانا پڑا۔

آلِ مروان سے عبدالملک کی خط و کتابت:

عبدالملک مقام مسکن میں فروکش تھے۔ خاندان مروان کے جس قدر افراد عراق میں بود و باش رکھتے تھے' سب کے نام عبدالملک نے خطوط لکھے۔ سب نے اس کی امداد کا وعدہ کیا اور یہ شرط کی کہ اصبہان کا صوبہ ہمیں دے دیا جائے۔ چنانچہ عبدالملک نے ایسا ہی کیا کہ تمام ولایت اصبہان ان لوگوں کی جاگیر میں دے دی۔ ان میں حجار بن ابجر' غضبان ابن القبعثری' عتاب بن ورقاء قطن بن عبداللہ حارثی' محمد ابن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس' زہر بن قیس اور محمد بن عمیر شامل تھے۔

عبدالملک نے اپنے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مروان کو' میمنہ پر عبداللہ بن یزید بن معاویہ' میسرے پر خالد بن یزید کو سردار مقرر کیا۔ مصعب بھی مقابلے کے لیے بڑھے۔ مگر حسب عادت قدیمہ اہل کوفہ نے ان کے ساتھ بے وفائی کی اور تنہا چھوڑ دیا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا عزم:

عروہ بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مصعب میدان جنگ کے لیے نکلے وہ اپنے گھوڑے کی پال پر سہارا لیے ہوئے تھے اور داہنے بائیں لوگوں کو غور سے دیکھتے جاتے تھے۔ مجھ پر نظر پڑی۔ مجھے قریب بلا کر کہا۔ حسین ابن علی علیہ السلام نے اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے کرنے سے انکار کیا اور جنگ پر اڑے رہے۔ بتاؤ ان کا یہ طرزِ عمل مناسب تھا یا نہیں۔ پھر خود ہی ایک شعر بھی پڑھا۔ جس سے میں سمجھ گیا کہ یہ آخر دم تک مقابلہ کریں گے۔

عبدالملک اور اہل شام میں اختلاف:

عمرو بن سعید کے قتل کر دینے کے بعد عبدالملک کو اب کچھ خوف نہ تھا۔ جس نے مخالفت کی اسے قتل کر ڈالا۔ تمام ملک شام بلاشرکت غیرے اس کا مطیع ہو چکا تھا۔ جب مصعب سے مقابلے کی ٹھہر گئی۔ عبدالملک خطبے کے لیے کھڑے ہوئے۔ لوگوں سے کہا کہ مصعب کے مقابلے کے لیے مستعد ہو جاؤ۔ شام کے عمائدین نے اس سے اختلاف کیا۔ اگرچہ ان کا اختلاف کیا۔ اگرچہ ان کا اختلاف اصل مقصد سے نہ تھا بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ عبدالملک وہیں قیام کریں۔ اور فوج مصعب کے مقابلے کے لیے بھیجی جائے۔ اگر کامیابی نصیب ہو تو فبہا ورنہ دوسری امدادی فوج سے اس کی مدد کی جا سکے۔ کیونکہ انھیں یہ خوف دامنگیر تھا کہ اگر عبدالملک مصعب کے مقابلے میں کام آئے تو ان کے بعد اہل شام کا کوئی بادشاہ نہ رہے گا۔ اس لیے انھوں نے درخواست کی کہ اے امیر المومنین کیا اچھا ہو کہ آپ خود نہ جائیں بلکہ فوجوں پر اپنے خاندان کے کسی شخص کو سردار مقرر کر کے مصعب کے مقابلے کو روانہ فرمائیں۔

عبدالملک کا آلِ زبیر رضی اللہ عنہ کی عظمت کا اعتراف:

عبدالملک نے جواب دیا کہ اس اہم خدمت کو صرف وہ قریشی اچھی طرح انجام دے سکتا ہے جو سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ ایسا شخص منتخب کر کے بھیج دوں جو بہادر ہو مگر صاحب عقل نہ ہو۔ البتہ میں اپنے کو اس کا مستحق سمجھتا ہوں۔ میں فنونِ جنگ سے اچھی طرح واقف ہوں اور ضرورت کے موقع پر تلوار کا بھی دھنی ہوں۔ میرے مقابلے میں مصعب ہیں' جن کا خاندان بہادر ہے اس شخص کے بیٹے ہیں جو تمام قریش میں سب سے بہادر تھا۔ مگر وہ فن حرب سے ناواقف ہیں۔ عیش و عشرت کو پسند کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ وہ لوگ ہیں جو دَر پردہ ان کے مخالف ہیں۔ میرے ساتھ وفادار اور مخلص ہیں۔

عبدالملک کے اہل عراق کے نام خطوط:

عبدالملک شام سے چل کر مسکن پر فروکش ہوئے۔ مصعب باجمیرا تک بڑھے۔ عبدالملک نے اپنے تمام طرفداروں کو جو عراق میں مقیم تھے خطوط لکھے تھے۔ ابراہیم بن الاشتر عبدالملک کا ایک سر بمہر لفافہ لیے ہوئے مصعب کے پاس آئے' جسے انھوں نے اس وقت تک نہ پڑھا تھا۔ یہ خط مصعب کو دے دیا۔ مصعب نے پوچھا اس میں کیا ہے ابراہیم نے کہا میں نے اسے اب تک نہیں پڑھا ہے۔ خود مصعب نے اس خط کو پڑھا۔ جس میں عبدالملک نے ابراہیم کو اپنا طرفدار بنانے کے لیے اس وعدہ پر انھیں دعوت دی تھی کہ عراق کی صوبہ داری ان کے کے تفویض کر دی جائے گی۔ ابراہیم نے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں سب سے زیادہ مایوسی انھیں میری طرف سے ہوگی۔ مجھے ہی نہیں بلکہ اسی طرح کے خط عبدالملک نے آپ کے اکثر طرفداروں کو لکھے ہیں۔ آپ میرے کہنے پر عمل کریں اور ان سب کو قتل کر ڈالیں۔

ابن الاشتر کا مصعب کو مشورہ:

مصعب نے کہا کہ اگر اس تجویز پر عمل کیا گیا تو ان کے تمام خاندان وقبیلہ والے ہم سے بگڑ جائیں گے۔ ابراہیم نے کہا اس کی دوسری سبیل بھی ہے' سب کو بیڑیاں پہنا کر ابیض کسریٰ کے جیل بھیج دیجیے اور جو نگران ہو اسے یہ ہدایت کر دی جائے کہ اگر آپ کو شکست ہو تو وہ ان سب کو قتل کر ڈالے اور اگر آپ فاتح ہوں تو انھیں رہا کر کے ان کے خاندانوں پر احسان کا بوجھ رکھ دیجیے گا۔ مصعب نے کہا اے ابونعمان میں اس پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اللہ ابو بحر پر رحم کرے وہ مجھے اہل عراق کی غداری سے ڈرا رہے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مصیبت کا ہمیں سامنا ہے وہ اس کے منتظر ہی تھے۔

قیس بن ہیثم کا اہل عراق کو مشورہ:

جب اہل عراق نے مصعب سے غداری کرنے کا قصد کیا' قیس بن ہیثم نے انہیں لعنت ملامت کی اور کہا کہ شامیوں کو ہرگز بھی فاتحانہ حیثیت سے اپنے شہر میں داخل نہ ہونے دینا۔ اگر وہ تمہارے اسباب معیشت میں شریک بن گئے تو تمہارے مکانات میں کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ یہ معلوم ہوگا کہ کسی نے جھاڑو پھیر دی ہے۔ بخدا میں نے خود ایک شامی سردار کو خلیفہ کے دروازے پر دیکھا جو اس آرزو پر خوش ہو رہا تھا کہ کاش وہ بھی کسی کام کے لیے عراق بھیج دیا جائے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں پیداوار کی کثرت ہے۔ ہر طرف سرسبزی و شادابی ہے۔ ہمارے یہاں ایک ایک شخص کے پاس ہزار ہزار اونٹ ہیں حالانکہ شام کے سرداروں کے پاس صرف ایک ہی گھوڑا ہوتا ہے جس پر وہ جنگ کے لیے جاتے ہیں اور اس پر اپنے پیچھے سامان خوراک وغیرہ رکھ لیتے ہیں۔

ابراہیم بن الاشتر کا خاتمہ:

مقام مسکن دیر جاثلیق کے قریب دونوں فوجوں میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ ابراہیم بن الاشتر نے آگے بڑھ کر محمد بن مروان پر حملہ کیا اور محمد کو اس جگہ سے ہٹا دیا۔ عبدالملک نے عبداللہ بن یزید کو آگے بھیجا۔ عبداللہ محمد بن مروان کے قریب پہنچ گیا۔ طرفین کی فوجیں درہم برہم ہو کے مل گئیں۔ مسلم بن عمرو الباہلی' یحییٰ بن مبشر (متعلقہ قبیلہ بنی ثعلبہ بن یربوع) اور ابراہیم بن الاشتر میدان جنگ میں کام آئے۔

عتاب بن ورقاء کا فرار:

یہ دیکھتے ہی عتاب بن ورقاء جو مصعب کے ہمراہ رسالہ کا سردار تھا' میدان سے فرار ہو گیا۔ مصعب نے قطن بن عبداللہ الحارثی سے کہا اے ابوعثمان اپنے سواروں کو آگے بڑھاؤ۔ قطن نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا۔ مصعب نے پوچھا کیوں؟ قطن نے جواب دیا کہ میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ تنہا بنی مذحج خواہ مخواہ قتل کر ڈالے جائیں۔

اہل عراق کی غداری:

مصعب نے حجار ابن ابجر سے کہا اے ابواسید تم اپنا نشان آگے بڑھاؤ۔ اس نے کہا ان نجس لوگوں کی طرف بڑھوں؟ مصعب نے کہا بخدا جس لیے تم پیچھے ہٹتے ہو وہ نہایت ہی مذموم اور قبیح فعل ہے۔ اس کے بعد مصعب نے محمد بن عبدالرحمٰن ابن سعید بن قیس کو اسی طرح کا حکم دیا۔ محمد نے جواب دیا کہ جب کسی اور نے آپ کے حکم کی پروا نہیں کی تو میں کوئی وجہ نہیں سمجھتا کہ اس کو بجالاؤں۔

ابن خازم والی خراسان:

اس وقت حالت یاس میں مصعب نے کہا اے ابراہیم اور آج ابراہیم میرے پاس نہیں ہے۔ (ابراہیم سے مراد ابراہیم بن الاشتر تھے) ابن خازم والی خراسان کو معلوم ہوا کہ مصعب عبدالملک کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ اس نے دریافت کیا کہ آیا ان کے ہمراہ عمر بن عبیداللہ بن معمر ہے۔ کہا گیا کہ وہ فارس پر مصعب کی جانب سے عامل ہے۔ پھر پوچھا کیا مہلب بن ابی صفرہ ان کے ساتھ ہے جواب ملا کہ وہ موصل کا عامل ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا عباد بن الحصین ان کے ہمراہ ہے معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کا عامل ہے۔ اس پر ابن خازم نے کہا اور میں خراسان میں ہوں۔ پھر ایک شعر پڑھا جس میں مصعب کی ناکامیابی کا اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا۔

عیسیٰ بن مصعب کا خاتمہ:

مصعب نے اپنے بیٹے عیسیٰ سے کہا کہ تم مع اپنے ہمراہیوں کے اپنے چچا کے پاس مکہ چلے جاؤ۔ اور ان سے اہل عراق نے جو غداری میرے ساتھ کی ہے اس کی اطلاع کرو۔ میری تم پرواہ نہ کرو۔ کیونکہ میں تو مارا ہی جاؤں گا۔

عیسیٰ نے جواب دیا کہ میں ہرگز کسی قریشی سے آپ کی خطرناک حالت کا اظہار نہ کروں گا۔ البتہ اگر آپ چاہتے ہیں تو بصرہ چلے جائیے کیونکہ یہاں ان کی ایک اچھی جماعت ہے یا امیر المومنین کے پاس چلے جائیے مصعب نے کہا بخدا میں قریش کو ہرگز یہ موقع نہ دوں گا کہ وہ بعد میں اس بات پر طعن آمیز گفتگو کریں کہ میں بنی ربیعہ کی ترک نصرت کرنے سے میدان جنگ سے فرار ہو گیا تاوقتیکہ میں خود حرم محترم میں شکست کھا کر نہ داخل ہوں۔ بلکہ میں برابر لڑتا رہوں گا۔ اگر میں مارا گیا تو میدان جنگ میں تلوار سے مارا جانا کوئی عار نہیں۔ بھاگنے کی میری عادت اور خصلت نہیں اگر تمہارا ارادہ بھی میدان جنگ میں واپس جانے کا ہے تو بہتر ہے جاؤ اور لڑو۔ چنانچہ عیسیٰ نے میدان جنگ کا رخ کیا' لڑا اور مارا گیا۔

عبدالملک کی مصعب کو امان کی پیشکش:

عبدالملک نے اپنے بھائی محمد بن مروان کے ذریعے مصعب کے پاس پیام بھیجا کہ میں آپ کو امان دیتا ہوں مصعب نے جواب دیا کہ مجھ سا شخص اس موقعے سے دو ہی صورتوں میں واپس ہٹ سکتا ہے کہ یا وہ غالب ہو یا مغلوب۔

اسمٰعیل بن طلحہ کو عبدالملک کی امان:

عین دوران جنگ میں زیاد بن عمرو نے عبدالملک کے پاس آ کر عرض کیا' اے امیرالمومنین اسمٰعیل بن طلحہ میرا مخلص ہمسایہ تھا۔ ایسا بہت کم ہوا ہے کہ مصعب نے میرے لیے کوئی برائی سوچی ہو اور اس نے اس کا توڑ نہ کر دیا ہو مہربانی فرما کر آپ اسے امان دیجیے۔ عبدالملک نے کہا ہاں اسے امان ہے زیاد دونوں مقابل صفوں کے درمیان آیا یہ ایک نہایت ہی قوی ہیکل جیم و شحیم آدمی تھا۔ زیاد نے چلا کر کہا ابوبختری اسمٰعیل بن طلحہ کہاں ہے اسمٰعیل سامنے آیا۔ زیاد نے کہا میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ اسمٰعیل اس قدر قریب ہو گیا کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں باہم مل گئیں۔ اس زمانے میں لوگ حاشیہ دار پٹکہ باندھتے تھے۔ زیاد نے اسمٰعیل کے پٹکے پر ہاتھ ڈال کر زین سے اکھاڑ دیا۔ اسمٰعیل نے کہا اے ابومغیرہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں تیرا کیا ارادہ ہے یہ تو مصعب سے وفاداری کے خلاف ہے۔ زیاد نے جواب دیا ہاں میں اس بات کو اس سے اچھا سمجھتا ہوں کہ کل تمہیں مقتول دیکھوں۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا امان قبول کرنے سے انکار:

جب مصعب نے امان قبول کرنے سے انکار کیا تو محمد بن مروان نے عیسیٰ بن مصعب کو آواز دی کہ اے میرے بھتیجے تو اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈال۔ تجھے امان ہے۔ مصعب نے بھی اس سے کہا کہ تیرے چچا نے مجھے امان دی ہے تو ان کے پاس چلا جا۔ عیسیٰ نے جواب دیا مبادا قریش کی عورتیں اس بات کا تذکرہ کریں کہ میں نے آپ کو قتل ہونے کے لیے سپرد کر دیا اور خود اپنی جان بچائی مصعب نے کہا اچھا پھر میرے سامنے آگے بڑھو اور جنگ کرو۔ عیسیٰ نے مقابل آ کر داد مردانگی دی اور کام آیا۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شجاعت و قتل:

تیروں نے مصعب کو چھلنی کر دیا تھا زایدہ بن قدامتہ نے یہ حالت دیکھ کر مصعب پر حملہ کر دیا اور نیزے سے ایک کاری وار کیا اور کہا یہ مختار کا بدلہ ہے۔ نیزہ کھا کر مصعب زمین پر گر پڑے۔ عبیداللہ بن ظبیان نے ان کے قریب گھوڑے سے اتر کر ان کا سر جدا کر دیا اور کہا کہ اس نے میرے بھائی نابی بن زیاد کو قتل کیا تھا۔ عبیداللہ سر لے کر عبدالملک پاس آیا۔ عبدالملک نے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔ اس نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے آپ کے حکم کی اطاعت میں انہیں قتل نہیں کیا ہے بلکہ ان سے مجھے اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لینا تھا اور محض سر اٹھا کر لانے کا میں کوئی معاوضہ نہیں چاہتا اور اس سر کو عبدالملک کے پاس چھوڑ دیا۔ انتقام کی وجہ یہ تھی کہ مصعب نے اپنے کسی صوبہ کی پولیس پر مطرف بن سیدان الباہلی (ثم احد بنی جاوۃ) کو افسر اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ نابی بن زیاد بن ظبیان اور قبیلہ بنی نمیر کا ایک اور شخص ڈکیتی کے مرتکب ہوئے تھے۔ یہ دونوں مطرف کے پاس لائے گئے۔ نابی قتل کر ڈالا گیا۔ دوسرے شخص کو کوڑے لگا کر چھوڑ دیا گیا۔

مطرف بن سیدان کا قتل:

اس وجہ سے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے جسے مصعب نے بصرہ کی ولایت سے برطرف کر کے اہواز کا والی مقرر کر دیا تھا۔ مطرف کے مقابلے کے لیے فوج جمع کی۔ دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔ کچھ دیر ٹھہرے رہے بیچ میں دریا حائل تھا۔ مطرف نے عبیداللہ کا مقابلہ کرنے کے لیے دریا عبور کیا۔ مگر اس سے پہلے ہی عبیداللہ آ پہنچا اور نیزہ کے ایک وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

عبیداللہ بن ظبیان:

مصعب نے مطرف کے بیٹے مکرم کو عبیداللہ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ مکرم بڑھتا بڑھتا اس مقام تک پہنچ گیا جواب اس کے نام سے عسکر مکرم پکارا جاتا ہے مگر ابن ظبیان کو نہ پا سکا۔ عبیداللہ ابن ظبیان اپنے بھائی کے قتل کے بعد عبدالملک سے جا ملا تھا۔

ایک مرتبہ ابن ظبیان بصرہ میں مطرف کی ایک بیٹی کے پاس سے گزرا۔ لوگوں نے کہا کہ یہی تیرے باپ کا قاتل ہے۔ لڑکی نے جواب دیا میرا باپ فی سبیل اللہ شہید ہوا۔ اس پر ظبیان نے یہ شعر پڑھا۔

فلا فی سبیل اللہ لاقی حمامہ ابوك و لكن فی سبيل الدراهم

ترجمہ: ''تیرا باپ خدا کی راہ میں شہید نہیں ہوا بلکہ روپے کے پیچھے اس نے اپنی جان دی''۔

عیسیٰ بن مصعب اور مصعب کی تدفین:

مصعب کے قتل کے بعد عبدالملک نے اہل عراق کو بیعت کرنے کے لیے بلایا۔ لوگوں نے آ کر بیعت کی مصعب دیر جاثلیق کے متصل دریائے قارون پر قتل کیے گئے۔ عبدالملک نے مصعب اور ان کے بیٹے عیسیٰ کو تجہیز و تدفین کا حکم دیا اور دونوں دفن کر دیئے گئے۔ جب مصعب قتل کر دیئے گئے تو عبدالملک نے حکم دیا کہ دونوں کو سپرد خاک کر دو۔ اور کہا کہ بخدا میری اور ان کی قدیم دوستی تھی' مگر کیا کیا جائے سلطنت ایک ایسی شے ہے جس میں ان باتوں کا مطلق لحاظ نہیں کیا جاتا۔

مصعب کے قتل پر عبدالملک کا اظہار افسوس:

عبداللہ بن شریک العامری کہتے ہیں کہ میں مصعب کے پہلو میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنی قبا سے ایک خط نکال کر انھیں دیا اور عرض کی کہ یہ عبدالملک کا خط ہے۔ مصعب نے کہا پھر تم کیا چاہتے ہو۔ اسی اثنا میں ایک شامی مصعب کے کیمپ میں آیا۔ اس نے ایک لونڈی کو باہر نکالا۔ اس نے چلا کر کہا۔ (واذلاہ) مصعب نے پہلے تو اس کی طرف دیکھا پھر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے لایا گیا۔ عبدالملک نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ قریش میں تمہارا مثل اب نہیں رہا۔

جبی کا مصعب کے متعلق عبدالملک سے استفسار:

یہ دونوں جب مدینہ میں رہتے تھے ایک عورت مسماۃ جبی کے پاس جایا کرتے تھے اور آپس میں باتیں کرتے تھے۔ جبی سے جب کہا گیا کہ مصعب قتل کیے گئے تو کہنے لگی اس کا قاتل ہلاک و برباد ہو۔ لوگوں نے بتایا کہ عبدالملک نے انھیں قتل کیا ہے۔ اس پر جبی نے کہا میرا باپ قاتل اور مقتول دونوں پر قربان ہو۔ اس واقعے کے بعد عبدالملک حج کرنے لگے۔ جبی ان سے ملنے آئی اور کہنے لگی کہ کیا تمہیں نے اپنے بھائی مصعب کو قتل کیا ہے۔ عبدالملک نے جواب دیا جو جنگ میں شریک ہوگا وہ ضرور اس کا مزہ چکھ کر رہے گا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ صعب اور عبدالملک کی جنگ اور مصعب کا قتل یہ واقعات ۷۲ھ میں پیش آئے۔ البتہ خالد بن عبداللہ بن اسید کا واقعہ اور عبدالملک کی جانب سے ان کا بصرہ جانا یہ واقعات ۷۱ھ کے ہیں۔

مصعب جمادی الآخر میں قتل کیے گئے اور اسی ۷۱ ہجری میں عبدالملک کوفہ آئے اور عراق اور ان دونوں شہروں کوفہ اور بصرہ کی اہم خدمات اپنے عاملوں کو سپرد کیں (یہ واقدی کا بیان ہے) ابوالحسن کا یہ بیان ہے کہ یہ واقعہ ۷۲ ہجری میں پیش آیا۔ ایک دوسری

روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصعب منگل کے دن ۳/ جمادی الآخر یا جمادی الاوّل ۷۲ ہجری میں قتل کیے گئے۔

بنی قضاعہ کی اطاعت:

پہلے بیان کے مطابق عبدالملک جب کوفہ آئے۔ نخیلہ پر فروکش ہوئے اور انھوں نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ سب سے پہلے بنی قضاعہ بیعت کرنے آئے۔ عبدالملک نے دیکھا ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کس طرح بنی مضر سے اب تک بچے رہے' حالانکہ تمہاری تعداد بھی بہت کم ہے عبداللہ بن یعلی النہدی نے جواب دیا کہ ہم ان سے زیادہ معزز اور بہادر ہیں عبدالملک نے پوچھا کن لوگوں کی وجہ سے تمہیں یہ رتبہ حاصل ہے۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ ان لوگوں کی وجہ سے جو ہمارے قبیلے کے امیر المومنین کے ساتھ ہیں۔

بنی مذحج اور بنی ہمدان کی اطاعت:

پھر بنی مذحج اور بنی ہمدان آئے۔ عبدالملک نے کہا ان لوگوں سے تعرض کرنے کی کوئی بات میں نہیں پاتا۔ میں نہیں دیکھتا کہ کوفہ میں ان میں سے کسی کو بھی کوئی خاص مرتبہ حاصل ہو۔

یحییٰ ابن سعید بن العاص کو امان:

ان کے بعد بنی جعفی پیش ہوئے۔ عبدالملک نے ان سے کہا کہ تم نے اپنے بھانجے کو چھپا رکھا ہے۔ اس سے عبدالملک کی مراد یحییٰ بن سعید بن العاص تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ایسا ہی ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا انھیں امان عطا کی گئی ہے۔ عبدالملک نے کہا کیا تم مجھ سے کوئی شرط بھی کرنا چاہتے ہو۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا ہمارا آپ کے ساتھ کسی معاملے کے لیے شرط کرنا اس وجہ سے نہیں کہ ہم آپ کے اختیار اور حق سے بے خبر ہیں بلکہ ہماری یہ جرأت اور گستاخی ایسی ہے جیسا کہ بیٹا اپنے باپ سے کرتا ہے۔ عبدالملک نے کہا بے شک تم اچھے لوگ ہو تم جاہلیت میں بھی اور شہسواروں میں شمار ہوئے۔ میں یحییٰ کو امان دیتا ہوں۔

یحییٰ بن سعید کی اطاعت:

چنانچہ بنی جعفی یحییٰ بن سعید کو عبدالملک کے پاس لے آئے۔ ابوایوب اس کی کنیت تھی۔ جب عبدالملک نے اس کی طرف دیکھا تو کہا اے ابوقبیح اب کس منہ سے تم اپنے رب کے سامنے جاؤ گے۔ تم نے تو مجھے خلافت سے معزول کر دیا تھا۔ یحییٰ نے جواب دیا اسی منہ سے جسے اس نے بنایا ہے پھر اس نے بیعت کی اور جب پشت پھیر کر جانے لگا۔ عبدالملک نے اس کی پشت کی طرف دیکھا کر کہا۔ خدا اس کا بھلا کرے کیسا زیرک آدمی ہے۔

معبد بن خالد الجدلی کہتا ہے کہ پھر ہم بنی عدوان عبدالملک کے سامنے آئے۔ سب کے آگے ہم نے ایک نہایت حسین وجمیل شخص کو کھڑا کیا اور میں پیچھے رہا۔ (معبد بدصورت تھا)

بنی عدوان کی عبدالملک کی بیعت:

عبدالملک نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں۔ معتمد نے کہا بنی عدوان۔ اس پر عبدالملک نے کچھ شعر پڑھے۔ پھر اس خوبصورت شخص کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا کہ کہو۔ اس نے جواب دیا میں نہیں جانتا۔ میں اس کے پیچھے سے بول اٹھا اور کچھ شعر

پڑھے۔ جس میں بعض افرادِ قوم کی کچھ خوبیاں بیان کی تھیں۔ عبدالملک مجھے چھوڑ کر پھر اس حسین آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا۔ یہ کس کا ذکر ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس پر میں نے اس کے پیچھے سے کہا۔ ذوالاصبع کا ذکر ہے۔ عبدالملک نے اسی سے دریافت کیا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میں نہیں جانتا۔ پھر میں نے اس کے عقب سے عرض کیا کہ سانپ نے اس کی انگلی میں کاٹ لیا تھا وہ قطع کر دی گئی اس لیے یہ نام ہوا۔ پھر اس حسین شخص کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا کہ اس کا نام کیا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا میں نے عرض کیا حرثان بن الحارث۔ اس مرتبہ پھر عبدالملک نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا کہ یہ تمہارے قبیلے کا شخص ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے عقب سے عرض کیا بنی ناج سے ہے۔ اس پر عبدالملک نے کچھ شعر پڑھے اور پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر مستفسر ہوا کہ تمہاری تنخواہ کتنی ہے۔ اس نے کہا سات سو۔ مجھ سے پوچھا تمہیں کتنا ملتا ہے۔ میں نے عرض کیا تین سو۔ اس پر عبدالملک نے اپنے دونوں معتمدوں کو حکم دیا کہ اس شخص کی تنخواہ سے چار سو کم کر کے اس کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا جائے۔ میں اپنی تنخواہ سات سو کرا کے واپس آیا اور اس کی کل تنخواہ تین سو رہ گئی۔

بنی کندہ کی اطاعت:

اس کے بعد بنی کندہ عبدالملک کے سامنے پیش کیے گئے۔ عبدالملک نے عبداللہ بن اسحٰق ابن الاشعث کی طرف نظر کی اور اس سے اپنے بھائی بشر بن مروان کے سپرد کر دیا اور ہدایت کی کہ اپنی مصاحبت میں انھیں بھی مقرر کر لو۔

داؤد بن قحذم کی اطاعت:

داؤد بن قحذم بنی بکر بن وائل کے دو سو آدمیوں کے ہمراہ عبدالملک کے سامنے آئے۔ یہ سب لوگ داؤدی قبائیں پہنے ہوئے تھے جو اسی داؤد کی طرف منسوب ہیں۔ داؤد عبدالملک کے پہلو بہ پہلو اس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ عبدالملک ان کی طرف متوجہ ہوا۔ کچھ ہی دیر کے بعد داؤد دربار سے اٹھا۔ اس کے ہمراہی بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور جانے لگے۔ اس کے پیچھے عبدالملک نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا اور کہا اگر ان کا سر میرے پاس نہ آیا ہوتا تو یہ فاسق کبھی میری اطاعت نہ کرتے۔

امارت کوفہ پر بشر بن مروان کا تقرر:

عبدالملک نے قطن بن عبداللہ الحارثی کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا مگر صرف چالیس روز قطن اس عہدے پر سرفراز رہے پھر عبدالملک نے انھیں موقوف کر کے ان کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مقرر کیا۔ عبدالملک خطبے کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر واقعی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں تو انھیں خود آ کر لوگوں کی خبر گیری کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ وہ حرم بیٹھے ہوئے اپنے گناہوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ میں نے بشر بن مروان کو تمہارا گورنر مقرر کیا ہے اور انھیں ہدایت کر دی کہ اطاعت شعار رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور نافرمانوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کریں۔ تمہیں چاہیے کہ جو کہیں اسے سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

ہمدان اور رے پر عمال کا تقرر:

محمد بن عمیر کو عبدالملک نے ہمدان کا حاکم مقرر کیا اور یزید بن رویم کو رے کا حاکم مقرر کیا۔ اسی طرح اور عامل مقرر کیے گئے مگر جس جس سے اصبہان کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کیا تھا وہ ایک سے بھی پورا نہیں کیا۔

شر پسندوں کی طلبی:

پھر عبدالملک نے کہا میرے پاس ان بدکرداروں کو لاؤ جنہوں نے شام اور عراق میں اودھم مچا رکھا تھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ ان لوگوں کو ان کے قبائل کے سرداروں نے اپنی پناہ میں رکھا ہے۔ عبدالملک نے کہا کیا میرے مقابلے میں کسی کو پناہ دی جا سکتی ہے؟ حالانکہ عبداللہ بن یزید بن اسد اور یحییٰ بن معیوف الہمدانی نے علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اور ہذیل بن زفر بن الحارث اور عمرو بن زید الحکمی نے خالد بن یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پناہ لی تھی۔ عبدالملک نے ان سب لوگوں کی خطا معاف کر دی اور یہ لوگ نکل آئے۔

حمران بن ابان کا بصرہ پر قبضہ:

اسی سال عبیداللہ بن ابی بکرۃ اور حمران بن ابان میں بصرہ کی حکومت کے متعلق تنازعہ ہوا۔ اس کی روئداد یہ ہے کہ مصعب کے قتل ہونے کے بعد یہ دونوں بصرہ پر سیادت حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں اس منصب کے مدعی ہوئے ابن ابی بکرہ نے حمران سے کہا۔ میں تم سے دولت و ثروت میں زیادہ ہوں۔ جنگ جفرہ کے موقع پر خالد کی فوج کا تمام خرچ میں نے ہی برداشت کیا تھا۔ اس پر لوگوں نے حمران کو صلاح دی کہ تم ابن ابی بکرہ کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تاوقتیکہ عبداللہ بن الاہتم کی امداد حاصل نہ کر لو۔ اس صورت میں پھر تمہارا پایہ زبردست ہو جائے گا۔ اور ابن ابی بکرہ تمہارے مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ حمران نے ایسا ہی کیا اور بصرہ پر اقتدار حاصل کر لیا اور ابن الاہتم کو بصرہ کی پولیس کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

بنی امیہ میں حمران کا مرتبہ:

حمران کو بنی امیہ میں ایک خاص رتبہ حاصل تھا اور وہ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ایک معمر اعرابی نے آ کر حمران کو پوچھا کہ یہ کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حمران ہے۔ اس معمر شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حمران کو دیکھا کہ ان کی چادر مونڈھے سے ڈھل گئی تھی۔ مروان اور سعید بن العاص دونوں لپکے تا کہ ایک سے پہلے دوسرا اس کی چادر درست کر دے۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حمران نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عامر دونوں نے مل کر دبانا شروع کیا۔ اسی سال عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔

امارت بصرہ پر خالد بن عبداللہ کا تقرر:

کچھ روز حمران بصرہ کے حاکم رہے اور ابن ابی بکرہ مصعب کے قتل کے بعد کوفہ میں عبدالملک کے پاس آئے۔ عبدالملک نے خالد بن عبداللہ ابن خالد ابن اسید کو بصرہ اور اس کے ماتحت علاقہ کا گورنر مقرر کیا۔ خالد نے عبداللہ ابن ابی بکرہ کو اپنا قائم مقام کر کے بصرہ کی گورنری پر روانہ کیا۔ عبیداللہ جب حمران کے پاس پہنچے تو حمران نے کہا تم آ گئے کاش نہ آتے۔ غرض ابن ابوبکرہ خالد کے بصرہ آنے تک ان کے قائم مقام کی حیثیت سے گورنری انجام دیتے رہے۔ واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال عبدالملک شام واپس چلے گئے۔

گورنر مدینہ جابر بن اسود کی معزولی:

اسی سنہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابن اسود بن عوف کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ طلحہ بن عبداللہ بن

عوف کو مقرر کیا۔ یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی جانب سے مدینہ کے آخری گورنر ہوئے۔ جب طارق بن عمرو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد غلام نے مدینہ پر تسلط کر لیا' طلحہ وہاں سے بھاگ گئے۔ طارق مدینہ ہی میں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ عبدالملک نے اسے خط لکھا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کرایا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا خطبہ:

جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مصعب کے قتل کی خبر ہوئی خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا۔ تمام تعریف اسی خدا کے لیے ہے جس نے پیدا کیا' جس کے ہاتھ میں حکومت ہے۔ جسے چاہتا ہے سلطنت عطا کرتا ہے' جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے' جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ جان لو حق وصداقت جس کے ساتھ ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا چاہے وہ تنہا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اسے کبھی عزت نصیب نہیں ہوتی جس کی دوستی شیطان اور اس کے گروہ سے ہو' چاہے اس کی امداد کے لیے تمام بنی نوع انسان ہی کیوں نہ ہوں۔ ہمیں عراق سے ایک خبر معلوم ہوئی ہے جس نے ہمیں رنجیدہ بھی کیا ہے اور خوش بھی اور وہ یہ کہ مصعب خدا کی رحمت ان پر نازل ہو) قتل ہو گئے ہیں۔ ہمیں خوشی اس لیے ہوئی ہے کہ انہیں درجہ شہادت نصیب ہوا۔ اور غم اس لیے کہ ایک محب صادق کی جدائی ایک سوزش نہانی ہے۔ جو اس کے دوست کو مصیبت کے وقت ستاتی ہے۔ مگر عقلاء ان تمام باتوں کے بعد صبر جمیل اختیار کرتے ہیں۔ اس وقت مجھے مصعب کی موت کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ حالانکہ اس سے پہلے زبیر رضی اللہ عنہ کی موت کا صدمہ سہ چکا ہوں۔ نیز حضرت عثمان کی موت کا رنج بھی ایسا نہیں جسے میں نے فراموش کر دیا ہو۔ مصعب بھی اللہ کے ایک بندے اور میرے دست و بازو تھے۔ مگر صدمہ اس بات کا ہے کہ اہل عراق نے ان سے بے وفائی کی۔ منافقت کی اور بہت تھوڑی قیمت کے عوض انہیں دشمن کے ہاتھوں فروخت کر دیا اور سپرد کر دیا۔ پس اگر وہ مارے گئے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں' کیونکہ ہم اپنے بستروں پر پڑے رہ کر مرنے کے عادی نہیں جیسا ابی العاص کی اولاد ہے۔

بخدا! ان کے خاندان کا کوئی شخص بھی زمانہ جاہلیت یا اسلام کی جنگ میں کام نہیں آیا اور ہم ہمیشہ نیزوں کا نشانہ بنائے اور تلواروں کے سائے میں جان دیتے رہے ہیں۔ رہی یہ دنیا یہ اس شہنشاہ اعلیٰ واعظم کی طرف سے صرف اسی کی حکومت وسلطنت کو بقائے دوام حاصل ہے ایک عاریت ہے اگر وہ سامنے آئے گی تو اسے غرور اور خوشی کے عالم میں سنبھالنے والا نہیں اور وہ پیٹھ پھیر لے گا تو ذلیل بے وقوفوں کی طرح میں رووں گا نہیں۔ یہ کہہ کر میں اپنے اور تمہارے لیے مغفرت مانگتا ہوں۔

عبدالملک کی اہل کوفہ کو دعوت:

مصعب کے قتل کرنے کے بعد عبدالملک کوفہ میں داخل ہوئے۔ حکم دیا کہ بہت سا کھانا پکایا جائے۔ چنانچہ کھانا تیار کیا گیا۔ حکم دیا کہ قصر خورنق میں کھانا چنا جائے تمام لوگوں کو عام دعوت دی۔ لوگ آ آ کر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ اتنے میں عمرو بن حریث المخزومی بھی آ گئے عبدالملک نے انہیں اپنے پاس بلایا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پوچھا کہ آپ کو کون سا کھانا زیادہ مرغوب ہے۔ عمرو بن حریث نے جواب دیا کہ سرخ رنگ کا بزغالہ جس میں خوب نمک لگا ہو اور اچھی طرح سے بھنا ہوا ہو۔ عبدالملک نے کہا یہ تو کچھ نہ ہوا۔ آپ بکری کے شیر خوار بچے کو کیوں بھول گئے' جس میں خوب مسالہ لگا ہوا ہو۔ اچھی طرح صاف کیا گیا ہو جس کی ران کبھی آپ کے ہاتھ میں ہو اور کبھی دست' اور جس کی پرورش دودھ اور گھی سے ہوئی ہو۔

اس کے بعد خوان چنے گئے اور سب نے کھانا کھایا۔

عبدالملک نے کہا کہ ہماری زندگی اس وقت کس قدر خوش آیند ہے۔ کاش! کسی شے کی بقا ہوتی' مگر ہماری تو یہ حالت ہے کہ ہر روز زوال کی طرف راستہ طے کر رہے ہیں۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد عبدالملک نے تمام قصر میں پھرنا شروع کیا۔ عمرو بن حریث سے پوچھتے جاتے تھے کہ کون اس مکان کا مالک ہے اور کس نے اسے بنایا تھا۔ عمرو انہیں بتاتے جاتے تھے۔ اور یہ شعر عبدالملک کے وردِ زبان پر تھا۔

و کل امرئ یوما یصیر الیٰ کان　　　و کم جدیدا أمیم الی بلی

ترجمہ: ''اے امیہ ہر نئی چیز پرانی ہونے والی ہے اور ہر شخص کے لیے ایک دن یہ کہا جائے گا کہ ''تھا''۔

اس کے بعد عبدالملک اپنی نشت گاہ میں آ گئے اور لیٹ گئے۔ واقدی کے قول کے مطابق اسی سنہ میں عبدالملک نے قیساریہ کو فتح کیا۔

باب۳

خوارج کی بغاوت

۷۲ھ کے واقعات:

خارجیوں کا خروج مہلب بن ابی صفرہ اور عبدالملک اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید کے واقعات۔

جماعت مہلب اور خوارج کی گفتگو:

مقام سولاف پر مہلب اور خارجیوں کے درمیان مسلسل آٹھ ماہ تک شدید جنگ ہوتی رہی۔ آٹھ ماہ گذرنے کے بعد مصعب کے قتل کی اطلاع انھیں ملی۔ اس خبر کا علم خارجیوں کو مہلب اور ان کے ہمراہیوں سے پہلے ہوگیا۔ خارجیوں نے ان سے دریافت کیا کہ مصعب کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ مہلب کی جماعت نے کہا' وہ ہمارے پیشوا ہیں۔ خارجیوں نے دریافت کیا کہ کیا وہ دنیا و عقبیٰ میں تمہارے آقا ہیں؟ مہلب کی جماعت نے جواب دیا بے شک۔ خارجیوں نے دریافت کیا کہ کیا تم زندگی اور موت دونوں حالتوں میں ان کے دوست ہو؟ انھوں نے جواب دیا بلاشبہ ہم ان کے سامنے اور ان کے بعد ان کے جاں نثار اور وفادار ہیں۔

پھر خارجیوں نے پوچھا کہ عبدالملک بن مروان کے متعلق کیا کہتے ہو؟ مہلب کے طرفداروں نے جواب دیا کہ وہ ملعون کا بیٹا ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں' اس کی جان ہمارے لیے تمہاری جانوں سے بھی زیادہ حلال ہے۔

خارجیوں نے دریافت کیا پھر تم اس کی زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اس کے دشمن ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم اس کے بھی ایسے ہی دشمن ہیں جیسے کہ ہم تمہارے ہیں۔

اس تمام گفتگو کے بعد خارجیوں نے کہا تمہارے امام مصعب کو عبدالملک بن مروان نے قتل کر ڈالا اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس عبدالملک سے تم آج بے تعلقی ظاہر کر رہے ہو اور اس پر لعنت بھیج رہے ہو کل اسی کو تم اپنا امام بنالو گے۔ مہلب کی جماعت والوں نے کہا اے دشمنانِ خدا تم جھوٹ بولتے ہو۔

جماعت مہلب کی عبدالملک کی اطاعت:

جب دوسرا دن ہوا تو مصعب کے قتل ہو جانے کی خبر معلوم ہوگئی۔ مہلب نے عبدالملک بن مروان کے لیے لوگوں کی بیعت لی۔ پھر خارجی آکر کہنے لگے کہ مصعب کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ مہلب کی جماعت والوں نے جواب دیا۔ اے دشمنانِ خدا! ہم تمہیں نہیں بتاتے کہ ان کے متعلق ہماری کیا رائے ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ اب وہ خارجیوں کے سامنے اپنی زبان سے اپنے آپ کو جھٹلانا نہیں چاہتے تھے۔

خارجیوں نے کہا کل تو تم نے ہم سے کہا تھا کہ مصعب دنیا و عقبیٰ میں تمہارے آقا و ولی ہیں اور تم لوگ زندگی اور موت سب میں ان کے شریک اور دوست ہو۔ اب بتاؤ عبدالملک کے متعلق کیا کہتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے امام اور خلیفہ ہیں۔

چونکہ عبدالملک کے لیے حلف وفاداری اٹھا چکے تھے' لہٰذا اس قول کے کہنے کے سوا اور کوئی چارہ ان کے لیے باقی نہ تھا۔

خارجیوں نے کہا اے دشمنانِ خدا کل تک تو تم اس سے اپنی دنیا و آخرت میں کامل بے تعلقی ظاہر کر رہے تھے اور مدعی تھے کہ تم

زندگی اور موت میں اس کے مخالف رہو گے اور یا آج ہی اسے تم نے اپنا امام اور خلیفہ بنا لیا۔ یہ وہی شخص تو ہے جس نے تمہارے امام کو جس کی دوستی کا تم دم بھرتے تھے قتل کر ڈالا۔ بتاؤ کہ ان میں سے کون سچا اور راہ راست پر ہے اور کون گمراہ ہے؟

مہلب کی جماعت والوں نے کہا: اے دشمنانِ خدا! جب ہماری قسمتوں کی باگ مصعب کے ہاتھ میں تھی ہم اس پر خوش تھے اور اب عبدالملک ہمارے معاملات کے سربراہ کار ہو گئے ہیں۔ ہم اس پر بھی خوش ہیں۔

خارجیوں نے کہا نہیں بات نہیں ہے بلکہ تم بدکردار ظالم اور دنیا کے بندے ہو۔

عبدالملک کے عمال:

عبدالملک نے بشر بن مروان کو کوفہ کا اور خالد بن عبداللہ بن خالد ابن اسید کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔ جب خالد بصرہ آئے انہوں نے اہواز کا خراج وصول کرنے اور اس کی حفاظت کے عہدے پر مہلب کو برقرار رکھا۔ عامر بن مسمع کو سابور کا' مقاتل ابن مسمع کو اردشیر خرہ کا۔ مسمع بن مالک بن مسمع کوفہ اور دارابجرد کا' اور مغیرہ بن المہلب کو اصطخر کا عامل مقرر کیا۔

عبدالعزیز بن عبداللہ پر خوارج کا حملہ:

خالد بن مقاتل کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ عبدالعزیز سے جا کر مل جاؤ۔ عبدالعزیز خارجیوں کی تلاش میں چلا۔ خوارج عبدالعزیز پر کرمان کی طرف سے دارابجرد میں اتر آئے' یہ ان کی طرف بڑھا۔ خارجیوں کے سردار قطری نے صالح بن مخراق کو نوسو سواروں کے ہمراہ مقابلے کے لیے بھیجا۔ صالح اس جماعت کو لے کر آگے بڑھا یہاں تک کہ عبدالعزیز بھی سامنے آ گیا۔ عبدالعزیز اپنی فوج کو لیے ہوئے رات کو چڑھ آ رہا تھا' فوج کو نہ جنگ کا خیال تھا اور نہ اس کام کے لیے تیار تھی کہ خارجیوں سے یکا یک مڈبھیڑ ہو گئی۔ اور انہیں شکست ہوئی۔ مقاتل میں مسمع گھوڑے سے اتر پڑا' لڑا اور کام آیا۔

بنت منذر بن جارود کا نیلام و قتل:

عبدالعزیز بن عبداللہ کو شکست ہوئی۔ اس کی بیوی جو منذر ابن جارود کی بیٹی تھی خارجیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئی۔ اس کو بذریعہ نیلام فروخت کیا جانے لگا اور ایک لاکھ درہم تک اس کی قیمت لگی یہ ایک خوبصورت عورت تھی۔ اس کا ہم قبیلہ ایک شخص ابوالحدید الشنی جو خارجیوں کے سرداروں میں سے تھا آگے بڑھا اور اس نے دوسروں سے کہا اس سے الگ ہو جاؤ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مشرکہ کے حسن و جمال کا جادو تم پر چل گیا ہے اور پھر اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ابوالحدید جب بصرہ آیا تو خاندان منذر کے لوگوں نے دیکھ کر کہا بخدا ہم نہیں جانتے آیا تیری تعریف کریں یا مذمت۔ ابوالحدید کہا کرتا تھا کہ میں نے یہ فعل عزت و حمیت قومی کے تقاضے سے کیا تھا۔

عبدالعزیز کا رام ہرمز میں قیام:

عبدالعزیز شکست کھا کر مقام رام ہرمز پہنچا۔ مہلب کو اس کے شکست کھانے کی خبر ہوئی۔ مہلب نے اس کے ہم قوم ایک معتبر بر برآوردہ شخص کو جو مہلب کے بہادر شہسواروں میں تھا عبدالعزیز کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ اگر واقعی اسے شکست ہوئی ہے تو تم اس کی عزت افزائی کرنا اور جتا دینا کہ تم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے جو تم سے پہلے لوگ نہ کر چکے ہوں۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ عنقریب اور فوج تمہاری مدد کے لیے آتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہیں عزت و نصرت دے گا۔

یہ شخص عبدالعزیز کے پاس آیا۔ عبدالعزیز صرف تیس ہمراہیوں کے ساتھ فروکش تھا۔ نہایت پژمردہ خاطر اور رنجیدہ۔ اس ازدی شخص نے اسے سلام کیا اور بتایا کہ میں مہلب کا فرستادہ قاصد ہوں اور جو پیام لایا تھا وہ حرف بحرف پہنچا دیا۔ یہ بھی کہا کہ تمہیں جو ضرورت ہو اس سے مطلع کرو۔

اس فرض کو انجام دینے کے بعد یہ شخص پھر مہلب کے پاس آیا اور روئیداد سنائی۔ مہلب نے اس سے کہا اب تم خالد کے پاس بصرہ جاؤ اور انھیں ان واقعات کی اطلاع کرو۔ اس نے کہا بھلا میں خالد کے پاس جاؤں اور ان سے جا کر کہوں کہ تمہارے بھائی کو شکست ہوئی بخدا میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔

اس پر مہلب نے کہا پھر تمہارے سواروں کے ساتھ کون شخص جائے تم بچشم خود اسے دیکھ چکے ہو اور میرے قاصد بن کر جا چکے ہو۔ اس پر اس شخص نے کہا اے مہلب پھر اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ اس مرتبہ کسی اور شخص کو تم خالد کے پاس بھیجو۔ یہ کہہ کر یہ شخص باہر نکل آیا۔ مہلب نے کہا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ تم میری جانب سے بالکل بے پرواہ ہو۔ اگر کسی اور شخص کے ساتھ ہوتے اور وہ تمہیں پیدل کہیں روانہ کرتا تو دوڑتے ہوئے جاتے۔ وہ شخص پھر سامنے آیا اور اس نے کہا کہ کیا آپ اپنی بردباری کا ہم پر احسان رکھتے ہیں۔ بخدا ہم آپ کے ہمسر ہیں بلکہ آپ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کی خاطر اپنی جانوں کو تلواروں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں اور آپ کے دشمنوں سے آپ کی مدافعت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر ہم کسی ایسے شخص کے ساتھ ہوتے جو ہماری پروانہ کرتا اور اپنی ضروریات کے لیے ہمیں پیدل بھیجتا اور پھر اسے جنگ میں ہماری امداد کی ضرورت ہوتو ہم اپنے اور دشمن کے درمیان اسے کر دیتے اور اس کی آڑ میں اپنی جانیں بچاتے۔

خالد بن عبداللہ کو عبدالعزیز کی شکست کی اطلاع:

مہلب نے کہا جو کچھ تم نے کہا بالکل درست ہے اور ایک دوسرے نوجوان ازدی کو جو اس کے ساتھ تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم خالد کے پاس جاؤ اور ان کے بھائی کی حالت سے انہیں مطلع کردو۔ یہ نوجوان خالد کے پاس آیا۔ خالد کے چاروں طرف لوگ حلقہ باندھے کھڑے تھے' خالد ایک سبز جبہ اور اس پر سبز ہی ریشمی چوبغلہ پہنے ہوئے تھے۔ اس نوجوان نے خالد کو سلام کیا۔ خالد نے سلام کا جواب دے کر دریافت کیا کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا کہ مجھے مہلب نے آپ کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بیان کردوں۔ خالد نے پوچھا کیا؟ اس نوجوان نے کہا کہ عبدالعزیز شکست کھا کر رام ہرمز میں مقیم ہے۔ خالد نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے مطلقاً جھوٹ نہیں کہا بلکہ سچا سچا واقعہ بیان کر دیا ہے اگر میں جھوٹا ثابت ہوں تو آپ میری گردن مار دیجیے گا۔ اگر میرا بیان سچا ہو تو آپ اپنا جبہ اور چوبغلہ دونوں مجھے عنایت کر دیجیے گا۔ خالد نے کہا تو نے بہت ہی چھوٹی شے مانگی۔ تیری صداقت ثابت ہونے کی شکل میں جو معمولی نقصان مجھے ہوگا اس کے مقابلے میں تیرے جھوٹا ثابت ہونے کی صورت میں جو نقصان عظیم ہوگا اس کے برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اس شخص کو قید کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اور جب اس کے بیان کی تصدیق ہوگئی وہ رہا کر دیا گیا۔

خالد بن عبداللہ کا عبدالملک کے نام خط:

پھر اس نے عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھا:

''حمد و ثناء کے بعد امیر المومنین کو مطلع کرتا ہوں کہ میں نے عبدالعزیز بن عبداللہ کو خارجیوں کی تلاش میں بھیجا تھا' فارس میں ان سے مڈبھیڑ ہوئی اور شدید جنگ ہونے کے بعد عبدالعزیز کو اس وجہ سے شکست ہوئی' جب ان کی فوج والے انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مقاتل بن مسمع میدانِ جنگ میں کام آئے یہ شکست خوردہ فوج اہواز میں مقیم ہے میں نے مناسب سمجھا کہ ان واقعات کی امیر المومنین کو اطلاع دے دوں تاکہ جناب والا اپنی رائے اور نیز مزید احکام سے مجھے ایما فرمائیں' تاکہ میں حسب الحکم عمل پیرا ہوں۔ ان شاء اللہ۔ آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت نازل ہو''۔

عبدالملک کا خط بنام خالد بن عبداللہ:

اس کے جواب میں عبدالملک نے حسب ذیل خط خالد کو لکھا:

''حمد و ثناء کے بعد' تمہارا قاصد تمہارا خط لے کر آیا جس سے معلوم ہوا کہ تم نے اپنے بھائی کو خارجیوں کے مقابلے میں بھیجا تھا نیز اس سے معلوم ہوا کہ اس نے شکست کھائی اور کون کون شخص میدان جنگ میں کام آیا۔ تمہارے قاصد سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مہلب تمہاری جانب سے اہواز کے عامل ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ نے تمہاری رائے کو ذلیل کیا کہ تم نے مکہ والوں میں سے اپنے ایک اعرابی بھائی کو جنگ کے لیے بھیجا اور مہلب کو اپنے قریب ہی خراج وصول کرنے پر مامور کیا۔ حالانکہ فتح مہلب کے ساتھ رہتی۔ سیاست کے وہ ماہر ہیں۔ فن جنگ سے خوب واقف تجربہ کار اور جنگی چالوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لیے تم اب اس بات کا انتظام کرو کہ خود فوج لے کر جاؤ اور اہواز یا اس کے اور آگے جہاں کہیں خارجی ملیں ان کا مقابلہ کرو میں نے بشر کو اطلاع دے دی ہے کہ وہ کوفے والوں کی فوج سے تمہاری امداد کریں۔ جب دشمن تمہارے مقابل آ جائے اس وقت تم کسی تجویز پر عمل نہ کرنا تاوقتیکہ مہلب اس میں موجود نہ ہوں اور تم نے ان سے مشورہ نہ لیا ہو ان شاء اللہ والسلام علیک ورحمۃ اللہ''۔

خالد کو یہ بات ناگوار گزری کہ عبدالملک نے ان کی اس کارروائی کو کہ انہوں نے مہلب کو چھوڑ کر اپنے بھائی کو خارجیوں کے مقابلے میں بھیجا احمقانہ خیال کیا اور نیز محض ان کی رائے کی کوئی وقعت نہیں تاوقتیکہ مہلب اس مشورہ میں شریک نہ ہوں۔

بشر بن مروان کو خوارج پر فوج کشی کا حکم:

عبدالملک نے بشر بن مروان کو لکھا کہ میں نے خالد کو خارجیوں کے مقابلے میں چڑھائی کرنے کا حکم دیا ہے تم پانچ ہزار فوج ان کی امداد کے لیے کسی ایسے شخص کی زیر قیادت جسے تم پسند کرو بھیج دو۔ جب یہ مہم ختم ہو جائے تم اس فوج کو رے بھیج دینا تاکہ وہاں یہ اپنے دشمنوں کے خلاف عمل کرے اور اپنی چھاؤنیوں میں اپنی مقررہ میعاد ملازمت تک مقیم رہے۔ جب ان کی واپسی کا وقت آئے انہیں واپس بھیجنا اور بجائے ان کے دوسری فوج بھیج دینا بشر نے پانچ ہزار سپاہی چنے اور عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی زیر سیادت انھیں روانہ کیا اور ان سے کہہ دیا کہ جب اس مہم سے تم فارغ ہو جاؤ تو رے واپس آ جانا اور اس بات کے لیے ایک تحریری وعدہ انھیں دے دیا گیا۔

مہلب کا کشتیوں پر قبضہ کرنے کا مشورہ:

خالد اہل بصرہ کے ساتھ اور عبدالرحمٰن کوفے والوں کے ساتھ اہواز آئے۔ دوسری جانب سے خارجی بھی بڑھے اور شہر اہواز

اوران فوجوں کے پڑاؤ کے قریب آ گئے۔مہلب نے خالد سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں بہت سی کشتیاں موجود ہیں تم فوراً انھیں اپنے قبضے میں کرلو ورنہ میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ خارجی ان میں آگ لگا دیں گے چنانچہ کچھ عرصہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ خارجیوں کی ایک جماعت کشتیوں کی طرف چلی اور انہیں جلا دیا۔

مہلب کا عبدالرحمٰن کو خندق کھودنے کا مشورہ:

خالد نے اپنے میمنے پر مہلب کو اور میسرے پر داؤد بن قحذم (متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ) کو سردار مقرر کیا۔مہلب عبدالرحمٰن کے پاس سے گزرے۔انہوں نے اس وقت اپنے گرد خندق نہیں بنائی تھی۔مہلب نے پوچھا اے میرے بھتیجے تم نے کیوں اب تک خندق نہیں کھودی۔عبدالرحمٰن نے کہا میں انہیں گوزشتر سے زیادہ نہیں سمجھتا۔مہلب نے کہا نہیں تم انہیں اس قدر حقیر و ذلیل نہ سمجھو۔وہ عرب کے درندے ہیں۔جب تک تم خندق نہ کھودو گے میں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔آخر کار عبدالرحمٰن نے مہلب کی رائے پر عمل کیا۔شدہ شدہ عبدالرحمٰن کے اس قول کی اطلاع کہ میں خارجیوں کو گوزشتر سے زیادہ نہیں سمجھتا خارجیوں کو پہنچی۔ان کے ایک شاعر نے اس پر چند شعر کہے۔

خالد بن عبداللہ کا خوارج پر حملہ:

دونوں فوجیں بیس روز تک ایک دوسرے کے مقابل جمی رہیں۔آخر کار خالد نے فوج لے کر ان پر حملہ کیا جب خارجیوں نے دیکھا کہ مقابل فوج کی تعداد اور ساز و سامان بہت زیادہ ہے انہوں نے محسوس کیا کہ اس طرح جنگ کرنا ہمارے لیے خطرناک ہے اور پیچھے ہٹنا شروع کیا۔اس طرح خالد کی فوج کے دل بڑھ گئے اور اس نے بڑھ کر حملے شروع کیے۔خارجی قاعدے کے ساتھ پسپا ہوئے۔ان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اس ٹڈی دل کا مقابلہ کرتے خالد نے داؤد بن قحذم کو بصرے کی فوج دے کر ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔اس کے بعد خود خالد تو بصرہ واپس آ گئے عبدالرحمٰن بن محمد رے چلے گئے اور مہلب نے اہواز میں قیام کیا۔

عبدالملک کو نوید فتح:

اس واقعے کے متعلق خالد نے عبدالملک کو یہ خط لکھا کہ: ''میں امیر المومنین کو مطلع کرتا ہوں کہ میں خارجیوں کے مقابلے کے لیے (جو دین سے اور مسلمانوں کی حکومت سے علیحدہ ہو گئے ہیں) روانہ ہوا۔شہر اہواز میں ہمارا اور ان کا مقابلہ ہوا۔دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔نہایت ہی شدید جنگ ہوئی۔بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا۔اس کے بعد مسلمانوں نے انہیں قتل کرنا شروع کیا نہ انہیں کوئی ہٹا سکتا تھا اور نہ وہ خود رکتے تھے۔علاوہ بریں جس قدر مال و متاع ان کے لشکر میں تھا وہ سب بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔پھر میں نے داؤد بن قحذم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا ہے اور اللہ نے اگر چاہا تو وہ خود انہیں ہلاک اور تباہ کر دے گا۔والسلام علیک''۔

عبدالملک کا خط بنام بشر بن مروان:

عبدالملک نے اس خط کو پڑھ بشر بن مروان کو لکھا کہ ''تم ایک بہادر جنگ کا تجربہ رکھنے والے شخص کو چار ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں کی تلاش میں فارس بھیجو۔چونکہ خالد نے مجھے لکھا ہے کہ اس نے داؤد بن قحذم کو اس فرض کی بجا آوری کے لیے بھیج دیا ہے۔اس لیے تم جس شخص کا انتخاب کر کے اس مہم کی تفویض کرو اسے یہ ہدایت کر دینا کہ جب تمہاری داؤد سے ملاقات ہو تو اس کے

مشورے کے خلاف کوئی کام نہ کرنا۔ کیونکہ تمہارے اختلاف سے دشمن کو تقویت پہنچے گی۔ والسلام علیک''۔

عتاب بن ورقا کی روانگی:

اس کی تعمیل میں بشر نے عتاب بن ورقا کو کوفے کے چار ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ جماعت روانہ ہوئی اور سرزمین فارس میں یہ اور داؤد بن قحذم مل گئے۔ پھر یہ سب متفقہ طور پر خارجیوں کی تلاش میں چلے۔ یہاں تک کہ اکثر سپاہیوں کے گھوڑے ہلاک ہو گئے۔ تکلیف سفر اور سامان خوراک کے ختم ہو جانے سے انہیں سخت مصیبت اٹھانی پڑی اور ان دونوں فوجوں کا بیشتر حصہ پیدل چل کر اہواز واپس آیا۔

عبدالعزیز کی شکست اور اپنی بیوی کو چھوڑ کر بھاگ جانے کے واقعہ کو ابن قیس الرقیات المخزومی نے اپنے چند اشعار میں نظم کر دیا ہے۔

اسی سال ابی فدیک الخارجی (جو بنی قیس بن ثعلبہ سے تھا) نے سر اٹھایا۔ بحرین پر قبضہ کر لیا۔ اور نجدہ بن عامر الحنفی کو قتل کر ڈالا۔

ابوفدیک کا خروج:

خالد بن عبداللہ کو قطری کے اہواز پر حملہ کرنے اور دوسری طرف ابی فدیک کے خروج کی خبریں دونوں ساتھ ہی پہنچیں۔ خالد نے اپنے بھائی امیہ بن عبداللہ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ ابی فدیک کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ ابوفدیک نے انہیں شکست دی اور ان کی لونڈی کو گرفتار کر کے اسے اپنے لیے مخصوص کر لیا' امیہ نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بصرے کا رخ کیا اور تین دن میں بصرہ پہنچے خالد نے عبدالملک کو امیہ کی شکست اور خارجیوں کی حالت سے بذریعہ خط مطلع کر دیا۔

حجاج بن یوسف:

اسی سنہ میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے مکہ روانہ کیا۔ اس مہم پر حجاج ہی کو بھیجنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب عبدالملک نے شام کی طرف واپس جانے کا قصد کیا حجاج نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے امیر المومنین میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کی کھال کھینچی ہے۔ اس لیے آپ مجھے ان کے مقابلے کے لیے بھیجیے۔ عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور شامیوں کی ایک زبردست فوج کے ساتھ حجاج کو روانہ کیا۔ حجاج مکہ پہنچا۔ عبدالملک نے اس سے پہلے مکہ والوں کو خط کے ذریعے مطلع کر دیا تھا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو تمہیں امان دی جاتی ہے۔

حجاج بن یوسف کی روانگی مکہ:

مصعب کے قتل کے بعد عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے مکہ روانہ کیا۔ حجاج شامیوں کی دو ہزار افواج کے ساتھ ماہ جمادی ۷۲ھ میں روانہ ہوا۔ مدینہ چھوڑتا ہوا عراق کے راستے سے طائف پہنچا اور وہیں خیمہ زن ہو گیا اس طرف سے حجاج مقام عرفہ پر جو حل[1] میں یعنی حرم مکہ کے باہر واقع ہے فوج بھیجتا۔ دوسری طرف ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کے

---

[1] حل ماسوائے حرم کو کہتے ہیں جہاں جنگ کرنا جائز ہے۔

مقابلے پر مہم روانہ کرتے۔ دونوں فوجوں میں اس مقام پر جنگ ہوتی ہر مرتبہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے سواروں کو شکست ہوتی اور حجاج کے سوار مظفر و منصور واپس آتے۔

طارق بن عمرو کی کمک:

یہ حالت دیکھ کر حجاج نے عبدالملک کو خط لکھ کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے اور حرم میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور انہیں بتایا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طاقت زائل ہو چکی ہے۔ ان کے اکثر ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور یہ بھی درخواست کی کہ مزید فوج سے میری امداد کی جائے۔ چنانچہ عبدالملک نے اس خط کے جواب میں حجاج کے ان معروضات کو منظور کر لیا اور طارق ابن عمرو کو حکم بھیجا کہ تم اپنی تمام فوج کے ساتھ حجاج سے جا ملو۔ طارق پانچ ہزار فوج کے ہمراہ حجاج کی امداد کے لیے آیا۔ شعبان ۷۲ھ میں حجاج طائف میں داخل ہوا تھا جب ماہ ذیقعدہ شروع ہوا حجاج طائف سے روانہ ہو کر بیر میمون پر فروکش ہوا' اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ حاجیوں نے اس سنہ میں اسی حالت میں حج کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ محصور تھے۔

طارق بن عمرو کی مکہ میں آمد:

طارق مکہ میں غرہ ذالحجہ کو داخل ہوا۔ نہ اس نے بیت الحرام کا طواف کیا اور نہ وہاں تک پہنچا اگرچہ وہ احرام باندھے تھا مگر مسلح رہتا تھا۔ البتہ عورتوں کی نزدیکی خوشبو سے پرہیز کرتا تھا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے تک اس کی یہی روش رہی۔ قربانی کے روز ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں قربانی کی مگر اس سال نہ وہ حج کر سکے اور نہ ان کے ساتھی' اس لیے کہ انہوں نے عرفات میں وقوف نہیں کیا تھا۔

شامی فوج میں رسد کی فراوانی:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ۷۲ھ میں حج کرنے گیا مکہ پہنچا اور ان لوگوں میں سے ہو کر جنہوں نے مکے پر چڑھائی کی تھی ہم مکہ پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ حجاج اور طارق کی فوجیں حجون سے لے کر بیر میمون تک پڑاؤ ڈالے پڑیں ہیں۔ ہم نے بیت الحرام کا طواف کیا اور صفا اور مروہ میں سعی کر لی۔ حجاج نے لوگوں کو حج کرایا۔ پھر میں نے اسے عرفات میں پہاڑ کی چٹانوں کے پاس اپنے گھوڑے پر سوار زرہ اور خود پہنے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد حجاج اس مقام سے اتر آیا اور میں نے اسے پھر بیر میمون کی طرف جاتے دیکھا۔ مگر حجاج نے کعبے کا طواف نہیں کیا' اس کی تمام فوج مسلح تھی بہت افراط سے سامان خوراک ان کے پاس تھا۔ سامان خوراک سے لدے ہوئے قافلے شام سے ان کے لیے آتے تھے۔ جس میں کھانا بسکٹ ستو آٹا بھرا ہوا تھا۔ ان کے سپاہی عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ میں نے ایک سپاہی سے ایک درہم کے بسکٹ خریدے۔ اس نے اتنے دیئے کہ جو ہم تین آدمیوں کے جحفہ پہنچنے تک بالکل کافی ہوئے۔

عبدالملک کی ابن خازم کو پیشکش:

ایک واقف حال کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ غرہ ماہ ذیقعدہ ۷۲ھ میں محصور کیے گئے۔ اسی سنہ میں عبدالملک نے عبداللہ بن خازم السلمی کو خط بھیج کر اپنی بیعت کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ سات سال تک خراسان تمہاری جاگیر میں رہے گا۔ ۷۳ھ میں مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے۔ عبداللہ بن خازم اس وقت ابر شہر میں بحیر ابن ورقا الصریمی (صریم بن الحارث) سے

مصروف پیکار تھے۔ عبدالملک بن مروان نے سورۃ بنی اشیم النمیری کو اپنا خط دے کر ان کے پاس بھیجا جس میں انہیں دعوت دی تھی کہ اگر تم میری بیعت کر لو گے تو سات سال تک خراسان تمہاری جاگیر میں رہے گا۔ خط پڑھ کر ابن خازم نے سورہ سے کہا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ بنی سلیم اور بنی عامر کے درمیان فساد برپا ہو جائے گا تو ضرور تمہیں قتل کر ڈالتا۔ مگر تم اس کو نگل جاؤ۔ چنانچہ سورہ نے اس خط کو کھا لیا۔

ابن خازم اور سوادہ بن عبیداللہ:

بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ اس کام کے لیے سوادہ بن عبیداللہ النمیری بھیجا گیا تھا۔ دوسرے کہتے ہیں کہ عبدالملک نے سنان بن مکمل الغنوی اپنے خادم کے پاس بھیجا تھا' اور خط میں لکھا تھا کہ خراسان تمہاری جاگیر میں رہے گا۔ ابن خازم نے سوادہ سے کہا کہ عبدالملک نے اس کام کے لیے تمہیں کو اس لیے بھیجا ہے کہ تم غنوی ہو اور انہیں معلوم ہے کہ میں بنی قیس کے کسی شخص کو قتل نہیں کرتا۔ لیکن میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اس خط کو نگل جاؤ۔

بکیر بن وشاح کی اطاعت:

عبدالملک نے بکیر بن وشاح (جو قبیلہ بنی عوف بن سعد سے تھا) کو جو ابن خازم کی گورنری میں خراسان میں ان کی جانب سے مرو پر قائم مقام تھا ایک خط لکھا جس میں ان سے بہت کچھ وعدے کیے اور امیدیں دلائیں۔ بکیر نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انحراف کر کے لوگوں کو عبدالملک کی اطاعت کرنے کی دعوت دی۔ اہل مرو نے اس دعوت پر لبیک کہی۔ ابن خازم کو اس صورتِ حال کی خبر ہوئی۔ خوف پیدا ہوا کہ مبادا بکیر اہل مرو کو لے کر مجھ پر حملہ کر دے اور اس صورت میں تمام اہل مرو اور اہالی ابرشہر میرے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اس لیے اس نے بحیر کا مقابلہ چھوڑ کر مرو کا رخ کیا' ان کا قصد یہ تھا کہ ترمذ میں اپنے بیٹے کے پاس چلے جائیں۔ بحیر نے ان کا تعاقب کیا اور ایک گاؤں میں جس کا نام شاہمیغد ہے انہیں جا لیا۔ اس موضع اور مرو کے درمیان آٹھ فرسخ کی مسافت ہے۔

ابن خازم اور بحیر کا مقابلہ:

ابن خازم نے بحیر کا مقابلہ کیا۔ بنی لیث کا ایک آزاد غلام جو معرکہ جنگ سے بالکل قریب تھا۔ بیان کرتا ہے کہ آفتاب طلوع ہوتے ہی دونوں فوجیں ذخار سمندروں کی طرح آپس میں گتھ گئیں۔ مجھے تلواروں کے کھٹا کھٹ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جوں جوں آفتاب بلند ہوتا جاتا تھا شور کم ہوتا جاتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ چونکہ اب دن زیادہ آ گیا ہے۔ اس وجہ سے شور کم سنائی دیتا ہے۔ نماز ظہر سے فراغت کے بعد یا کچھ پہلے میں باہر نکلا۔ بنی تمیم کا ایک شخص مجھ سے ملا۔ میں نے اس سے جنگ کی کیفیت دریافت کی۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے دشمن خدا ابن خازم کو قتل کر ڈالا اور یہ اس کی لاش موجود ہے۔

اس کا لاشہ ایک خچر پر جا رہا تھا۔ اس کے عضو تناسل میں ایک رسی اور پتھر بندھا ہوا تھا تا کہ خچر پر اس کا وزن برابر رہے۔

ابن خازم کا قتل:

وکیع بن عمیرہ القریعی نے جو دورقیہ کا بیٹا تھا' ابن خازم کو قتل کیا تھا' بحیر بن ورقاء' عمار بن العزیز الجشمی اور وکیع نے اس پر حملہ کیا' پھر نیزوں سے وار کیا اور پھر زمین پر گرا دیا۔ وکیع نے ابن خازم کی چھاتی پر سوار ہو کر اسے قتل کر ڈالا۔ کسی عہدہ دار نے وکیع سے

دریافت کیا کہ تو نے کس طرح ابن خازم کو قتل کیا تھا۔ وکیع نے کہا کہ پہلے تو اپنے بھالے کی انی سے میں نے اس پر کاری وار کیے جب وہ زمین پر چت گر پڑا میں اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اگر چہ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر نہ اٹھ سکا اور میں نے اس سے کہا اب بولو۔ میں دویلہ کا بدلہ لیتا ہوں (دویلہ وکیع کا ہم بطن بھائی تھا اور ان جنگوں میں نہیں بلکہ اس سے پہلے کسی اور لڑائی میں کام آیا تھا) ابن خازم نے وکیع کے منہ پر تھوک دیا اور کہا کہ خدا کی لعنت تجھ پر ہو' کیا تو عرب کے سردار کو اپنے ایک کافر بھائی کے بدلے قتل کرتا ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

وکیع کہتا ہے کہ میں نے کسی شخص کو اس کے سوا نہیں دیکھا کہ اس حال میں جب موت سر پر سوار تھی اس کے اس قدر تھوک نکلا ہو۔

ایک دن ابن ہبیرہ سے یہ قصہ بیان کیا گیا تو انہوں نے کہا ایسے وقت میں تھوک زیادہ نکلنا انتہائی شجاعت کی نشانی ہے۔

ابن خازم کے قتل ہوتے ہی بحیر نے بنی غدانہ کے ایک شخص کو عبدالملک کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ ابن خازم کی موت کی خوشخبری انہیں پہنچا دے۔ مگر ابن خازم کا سر اس کے ساتھ نہ بھیجا۔

ابن خازم کے سر کی روانگی:

بکیر بن وشاح اہل مرو کے ساتھ بحیر سے آ کر ملا۔ ابن خازم قتل ہو چکا تھا۔ بکیر نے چاہا کہ وہ ابن خازم کا سر لے لے۔ بحیر مانع ہوا۔ بکیر نے اسے ڈنڈے مارے سر پر قبضہ کر لیا اور بحیر کو قید کر دیا۔ اس سر کو عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ میں نے ابن خازم کو قتل کیا ہے۔ جب یہ سر عبدالملک کے پاس پہنچا تو اس نے بنی غدانت کے اس شخص کو جو بحیر کا قاصد بن کر آیا تھا بلایا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے اس نے جواب دیا میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ یہ جانتا ہوں کہ ابھی میں فوج سے روانہ بھی نہیں ہوا تھا کہ ابن خازم قتل کیا جا چکا تھا۔

عبدالملک کے عمال:

اس سال حجاج بن یوسف کے زیر اہتمام لوگوں نے حج کیا۔ عبدالملک کی جانب سے طارق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آزاد غلام مدینہ میں گورنر تھا اور بشر بن مروان کوفے کا گورنر تھا عبیداللہ بن عبداللہ بن مسعود کوفے کے منصب قضاء پر فائز تھا۔ خالد بن عبداللہ بن اسید بصرے کا گورنر تھا۔ اور ہشام بن ہبیرہ بصرے کے قاضی تھے بعض لوگوں کے بیان کے مطابق عبداللہ بن خازم اسلمی خراسان کے گورنر تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ بکیر بن وشاح گورنر خراسان تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا سر اور ابن خازم:

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ۷۲ھ میں عبداللہ بن خازم السلمی خراسان کے گورنر تھے' ان کا یہ بھی بیان ہے کہ ابن خازم حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل ہونے کے بعد قتل کیے گئے ہیں اور کہتے ہیں عبدالملک نے ابن خازم کو خط بھیج کر دعوت دی تھی کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو دس سال تک خراسان تمہاری جاگیر میں رہے گا۔ یہ خط اس وقت بھیجا تھا جب کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قتل ہو چکے تھے۔ عبدالملک نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا سر بھی ابن خازم کے پاس بھیجا تھا۔ جب یہ سر ابن خازم کے پاس پہنچا۔ ابن خازم نے قسم کھا کر کہا کہ میں اب تو کبھی بھی عبدالملک کی اطاعت نہیں کروں گا۔ پھر ایک طشت منگوایا۔ اس سر کو غسل دیا' خوشبو لگائی'

کفن پہنایا' نماز پڑھی اور اس سرکو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال کے پاس مدینہ منورہ واپس بھیج دیا۔ اور قاصد کو حکم دیا کہ عبدالملک کا خط نگل جاؤ اور کہا کہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے قتل ہی کر دیتا۔ بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابن خازم نے قاصد کے ہاتھ پاؤں قطع کرائے اور پھر گردن ماردی۔

اہل قلم مسلمانوں کا تذکرہ:

عربوں میں سب سے پہلے عربی حرب بن امیہ ابن عبدشمس نے لکھی۔ فارس کے اول کاتب کا نام بیوراسب ہے۔ یہ حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد میں گزرا ہے۔ سب سے پہلے لہراسب کا دغان بن کیموس نے اہل قلم کا تذکرہ تصنیف کیا اور ان کے درجے قائم کیے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابرویز نے اپنے میر منشی سے کہا کہ کلام کی چار قسمیں ہیں' کسی چیز کا پوچھنا' کسی چیز کی حقیقت دریافت کرنا' کسی چیز کا حکم دینا اور کسی بات کی خبر دینا۔ یہی چار باتیں گفتگو کی جان ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی پانچویں قسم نہیں ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بات کم کر دی جائے تو بات پوری نہ ہو۔ پس اگر تم کوئی بات پوچھے تو نرمی وشائستگی سے سوال کرنا چاہیے۔ اگر کسی شے کی حقیقت دریافت کرے تو اپنے اپنے مطلب کو واضح طور پر بیان کرنا چاہیے۔ جب تو حکم دے تو اس میں ایسی تاکید ہو جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ حکم ناطق ہے۔ اور جب کوئی بات تو بیان کرے تو سچ سچ کہنا چاہیے۔

لفظ امابعد! سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے استعمال فرمایا۔ یہ وہ جملہ ہے جہاں سے مقرر نفس مطلب کی طرف عود کرتا ہے۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت کلام پاک میں فرمایا۔

ایک صاحب یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس لفظ کو سب سے پہلے قیس بن ساعدۃ الایادی نے استعمال کیا۔

عہد رسالت کے اہل قلم اصحاب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وحی لکھا کرتے تھے اور اگر کسی وقت یہ حضرات نہ ہوتے تو پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وحی لکھتے۔ خالد ابن سعید بن العاص اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کے خانگی معاملات لکھا کرتے تھے۔ اور عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث رضی اللہ عنہ اور علاء بن عقبہ رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خانگی معاملات کے کاتب تھے۔ بسا اوقات عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دوسرے بادشاہوں کے نام خطوط بھی لکھے ہیں۔

خلافتِ راشدہ کے اہل قلم حضرات:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں کتابت کے فرائض حضرت عثمان' زید بن ثابت' عبداللہ بن ارقم' عبداللہ بن خلف الخزاعی اور حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہم انجام دیتے تھے۔

زید بن ثابت اور عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔ عبداللہ بن خلف الخزاعی ابوطلحۃ الطلحات رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے بصرہ کے دفتر کے میر منشی تھے۔ ابو جبیرہ بن ضحاک الانصاری رضی اللہ عنہ کوفہ کے دفتر کے میر منشی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کاتبوں سے فرمایا کہ تم کام پر اس طرح قابو رکھو کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ اس لیے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو کام اس قدر جمع ہو جائے گا کہ پھر تم حیران ہو جاؤ گے کہ کس کام کو پہلے کریں اور کسے بعد۔

ملک عرب عہد اہل اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اول شخص ہیں جنہوں نے دفتر قائم کیا۔

مروان بن الحکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کاتب تھا۔ مدینہ کے دفتر کے میر منشی عبدالملک' ابو جبیرۃ الانصاری کوفہ کے دفتر کے میر منشی تھے۔ ابوغطفان بن عوف بن سعد بن دینار (یعنی بنی دہمان یعنی قیس عیلان) اہیب اور حمران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد غلام بھی آپ کی پیشی کا کام کرتے تھے۔

سعید بن نمران الہمدانی جو بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے کوفہ کے قاضی بھی ہو گئے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیشی کے منشی تھے۔ اسی طرح یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے منشی تھے۔ عبیداللہ بن ابی رافع بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتبوں میں تھے۔ ابی رافع کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام ابراہیم تھا۔ بعضوں نے اسلم دوسروں نے سنان اور لوگوں نے عبدالرحمٰن بتایا۔

بنوامیہ کے کاتب:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خطوط لکھنے کا کام عبیداللہ بن اوس الغسانی کو تفویض تھا۔ اور محکمہ مال کے میر منشی سرجون ابن منصور الرومی تھے۔ ان کے آزاد غلام عبدالرحمٰن بن دراج بھی ان کے منشی تھے۔ اور عبیداللہ بن نصر بن الحجاج ابن علاء السلمی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعض اور دفاتر کے میر منشی تھے۔ ریان بن مسلم' معاویہ بن یزید رضی اللہ عنہ کے منشی تھے اور دفتر کے میر منشی سرجون تھے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابوزعیزعہ ان کے منشی تھے۔

عبدالملک کے میر منشی قبیصہ بن ذویب بن حلحلۃ الخزاعی تھے جن کی کنیت ابواسحاق تھی۔ اور عبدالملک کے آزاد غلام ابو زعیزعہ دفتر مراسلات کے میر منشی تھے۔

ولید کے منشی قعقاع بن خالد یا خلید العبسی تھے۔ دفتر مال وخزانہ کے میر منشی سلیمان بن سعد الخشنی تھے۔ محکمہ فرامین شاہی کے سیکرٹری شعیب العمانی تھے۔ دفتر مراسلامت کے میر منشی جناح ولید کے آزاد غلام تھے۔ اور محکمہ وصولی اجناس خام بطور لگان (محکمہ بٹائی) کے میر منشی نفیع بن ذویب ولید کے آزاد غلام تھے۔

سلیمان بن نعیم الحمیری سلیمان کے میر منشی تھے۔ مسلمۃ کا میر منشی ان کا آزاد غلام سمیع تھا۔ محکمہ مراسلات لیث بن ابی رقیہ ام الحکم بنت ابی سفیان کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ محکمہ مال سلیمان بن سعد الخشنی اور محکمہ فرامین شاہی نعیم بن سلامتہ کے متعلق تھا جو فلسطین کا باشندہ اور اہل یمن کا آزاد غلام تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رجا بن حیوۃ کے پاس شاہی مہر رہتی تھی' مغیرہ ابن ابی فروہ یزید بن المہلب کے میر منشی تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے منشی لیث بن ابی فروہ' ام الحکم بنت ابوسفیان کا آزاد غلام اور رجا بن حیوۃ تھے۔ اسمٰعیل بن ابی حکیم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے آزاد غلام ان کے میر منشی تھے۔ سلیمان بن سعد الخشنی محکمہ مال وخزانہ کے افسر اعلیٰ تھے۔ ان کے بعد صالح ابن جبیر الغسانی (یا غدانی) اور عدی بن الصباح بن المثنی اس عہدے پر فائز ہوئے۔ مؤخر الذکر کے متعلق ہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بڑے اہلکاروں میں تھے۔

یزید بن عبدالملک کے خلیفہ ہونے سے پیشتر ایک شخص یزید بن عبداللہ ان کا میر منشی تھا۔ پھر انہوں نے اسامۃ بن یزید السلیمی

کو اپنا منشی مقرر کیا۔

سعید بن الولید بن عمرو بن جبلۃ الکلبی الابرش جن کی کنیت ابومخاشع تھی' ہشام کے میر منشی تھے۔ نصر بن سیار ہشام کے جانب سے خراسان کے محکمہ مال وخزانہ کے افسر اعلیٰ تھے اور ہشام کی جانب سے رصافہ میں جو اہلکار تھے ان میں شعیب بن دینار بھی تھے۔

بکیر بن الشماخ ولید بن یزید کے میر منشی تھے' محکمہ مراسلات سالم' سعید بن عبدالملک کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ ان کے دوسرے اہلکاروں میں سے عبداللہ بن ابی عمرو یا عبدالاعلیٰ بن ابی عمرو بھی تھے۔ اوران کی خاص پیشی کا کام عمرو بن عتبہ کیا کرتے تھے۔

یزید بن ولید الناقص کے میر منشی عبداللہ بن نعیم تھے اور عمرو بن حارث بنی جمح کے آزاد غلام محکمہ فرامین شاہی اور مہر کے افسر تھے اور محکمہ مراسلات ثابت بن سلیمان بن سعد الخشنی کے تفویض تھا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ربیع بن عرعرۃ الخشنی اس خدمت پر مامور تھے محکمہ مال وخزانہ اور چھوٹے دارالانشا کے افسر اعلیٰ نضر بن عمرو ایک یمنی شخص تھے۔

ابراہیم بن الولید کے میر منشی ابن ابی جمعہ تھے' جو ان کے فلسطین کے دفتر کے بھی افسر اعلیٰ تھے۔ اہل حمص کے علاوہ تمام لوگوں نے ابراہیم بن الولید کے ہاتھ پر بیعت کی اور حمص والوں نے مروان بن محمد الجعدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عبدالحمید بن یحییٰ (علاء بن وہب العامری کے آزاد غلام) مصعب بن ربیع الخثعمی اور زیاد بن ابی وردمروان کے منشی تھے' محکمہ مراسلات عثمان بن قیس خالد القسری کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ مروان کے بڑے انشاء پردازوں میں مخلد بن محمد بن الحارث تھے جن کی کنیت ابوہاشم تھی اور مصعب بن ربیع الخثعمی تھے جن کی کنیت ابوموسیٰ تھی۔ عبدالحمید بن یحییٰ نہایت ہی بلیغ ونغز گو اہل قلم اور شاعر تھے۔

بنو عباس کے کاتب:

خالد برمکی ابوالعباس کے میر منشی تھے۔ ابوالعباس نے اپنی صاحبزادی ربطہ کو خالد برمکی کے حوالے کر دیا تھا اور خالد کی بیوی ام خالد بنت یزید نے خالد کی بیٹی ام یحییٰ کے ساتھ ابوالعباس کی بیٹی ربطہ کو بھی دودھ پلایا۔ اسی طرح ابوالعباس کی بیوی ام سلمۃ نے خالد کی بیٹی ام یحییٰ کو اپنی بیٹی ربطہ کے ساتھ دودھ پلایا تھا۔

محکمہ مراسلات صالح بن ہیثم ربطہ کے آزاد غلام کے سپرد تھا۔

ابوجعفر منصور کے میر منشی عبدالملک بن حمید حاتم بن نعمان الباہلی الخراسانی کے آزاد غلام تھے' ہاشم بن سعید الجعفی اور عبدالاعلیٰ بن ابی طلحہ التمیمی واسط میں منصور کے میر منشی تھے۔

یہ بھی بیان کیا گیا کہ سلیمان بن مخلد بھی منصور کے میر منشی تھے۔ اسی طرح ربیع بھی ان کے منشی تھے۔ اور عمارۃ بن حمزہ نہایت ہی فاضل لوگوں میں تھے۔ ابوعبیداللہ مہدی کے میر منشی تھے' ابان بن صدقہ محکمہ مراسلات کے افسر اعلیٰ تھے۔ محمد بن حمید الکاتب اور یعقوب بن داؤد محکمہ فوج کے افسر اعلیٰ تھے' یعقوب بن داؤد کو بعد میں مہدی نے اپنا وزیر بھی مقرر کر لیا تھا۔ مہدی کے بیٹے کے میر منشی عبداللہ بن یعقوب تھے۔ اور محمد اور یعقوب جو دونوں نہایت اچھے شاعر تھے وہ بھی اس کے منشیوں میں تھے۔

یعقوب بن داؤد کے بعد مہدی نے فیض بن ابی صالح کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ یہ ایک سخی شخص تھا۔

ہادی موسیٰ کے میر منشی عبیداللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ اور محمد بن حمید تھے۔ مہدی نے ایک روز ابوعبیداللہ سے کہا کہ عرب کے کچھ اشعار

پڑھو۔ اس پر انہوں نے اشعار عرب کی قسمیں اور خوبیاں بیان کیں۔ اور شعراء میں سے طرفہ۔ لبید۔ نابغہ۔ ہدبۃ خشرم۔ زیاد بن زید اور ابن مقبل کے اشعار پڑھ کر سنائے اور کہا کہ عرب کی شاعری کا یہ بہترین نمونہ ہے۔

یحییٰ بن خالد مہدی کا وزیر ہوا۔ ہارون الرشید کا وزیر جعفر بن یحییٰ بن خالد تھا۔ یہ جملہ اس کی انشا پردازی کا بہترین نمونہ ہے۔

الخط سمة الحكمة به تفصل شذورها و ينظم منثورها

ترجمہ: ''تحریر حکمت کی ایک لڑی ہے جس کے ذریعے سے حکمت کے نکتے واضح کیے جاتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی گوندھ لیے جاتے ہیں''۔

ثمامہ نے جعفر بن یحییٰ سے دریافت کیا کہ بیان کیا چیز ہے۔ یحییٰ نے کہا کہ بیان کی یہ تعریف کی ہے کہ جو لفظ بولا جائے وہ قائل کے مطلب کو پورے طور پر احاطہ کیے ہوئے ہو۔ اس کے مقصد کی خبر دے رہا ہو۔ کوئی اور مطلب اس کے سوا اس سے نہ سمجھا جا سکے اور بغیر غور و تفحص کے واضح کر دے۔

اصمعی کہتا ہے کہ میں نے یحییٰ کو یہ کہتے سنا ہے۔ دنیا ہمیشہ گردش میں ہے۔ دولت ایک عاریت ہے۔ ہمیں اپنے اسلاف کی پیروی کرنا چاہیے اور ہم خود اپنی آئندہ نسلوں کے لیے سبق آموز عبرت ہے۔

بنی عباس کے بقیہ اہل قلم اور انشا کا تذکرہ اور حال اس وقت بیان کیا جائے گا جب خلفائے بنی عباس کی تاریخ بیان ہو گی۔

باب ۴

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

۷۳ھ کے اہم واقعات:

حجاج اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان بطن مکہ میں چھ مہینے سترہ روز تک جنگ ہوتی رہی غرہ ذیقعدہ ۷۲ھ کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما محصور کیے گئے۔ اور بتاریخ ۱۰/ جمادی الاول ۷۳ھ مقتول ہوئے اس طرح آپ چھ ماہ سترہ روز محصور رہے۔

مکہ پر سنگباری:

محاصرے کی حالت میں جب منجنیقوں سے پتھر برسائے جاتے تھے' اس وقت آسمان پر گرج چمک شروع ہوئی۔ بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک نے ان پتھروں میں جو پھینکے جارہے تھے ارتعاش پیدا کر دیا تھا۔ شامی خوف زدہ ہو کر ٹھٹک گئے۔ حجاج نے اپنی قبا کا دامن اپنے کمر کے ٹپکے میں لپیٹ لیا اور خود پتھر اٹھا کر منجنیق میں رکھے اور فوج کو حکم دیا کہ پتھر برساؤ اور خود بھی اس عمل میں شریک ہوا۔

بجلی گرنے پر شامیوں میں دہشت و ہراس:

صبح کے وقت چمک اور کڑک پھر شروع ہوئی اور پے در پے بجلی گری۔ حجاج کی فوج کے بارہ آدمی نذر اجل ہو گئے۔ شامیوں پر اس واقعے سے ایک دہشت سی طاری ہوگئی۔ حجاج نے ان سے کہا کہ اس سرزمین تہامہ میں کوئی انوکھی بات نہیں ہے میں اسی سرزمین کا رہنے والا ہوں یہ تو یہاں کے معمولات میں ہے۔ بلکہ یہ ہماری فتح کی فال نیک ہے بس اب فتح حاصل ہوئی تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ تمہارے دشمنوں کو بھی ایسی ہی تکلیف پہنچے گی جیسی تمہیں پہنچی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دوسرے دن پھر بجلی گری اور اس مرتبہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی فوج کے چند آدمی ہلاک ہوئے۔ اس پر حجاج نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ہمارے دشمن ہلاک ہو رہے ہیں حالانکہ تم خلیفہ کی اطاعت کر رہے ہو اور وہ مخالفت۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں کی علیحدگی:

بہر حال اسی طرح دونوں میں جنگ ہوتی رہی اور وہ وقت آ گیا کہ اس کے بعد ہی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مقتول ہوئے۔ آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ کر جا چکے تھے۔ اور مکے کے اکثر باشندے وعدہ معافی لے کر حجاج کے پاس چلے گئے تھے۔

منذر بن جہم الاسدی کہتے ہیں کہ جس روز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قتل ہوئے ہیں اس روز میں نے آپ کو دیکھا تھا۔ آپ کے بیشتر ساتھی آپ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور تقریباً دس ہزار حجاج سے جا ملے تھے۔

حمزہ و حبیب پسران ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی علیحدگی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود منذر بن جہم نے بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اس طرح ان کے دولڑکے حمزہ اور حبیب بھی حجاج کے پاس چلے گئے اور اپنے لیے حجاج سے وعدہ امان لے لیا۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مشورہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لوگوں کی اس بے وفائی اور ترک نصرت کو دیکھ کر اپنی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ ان سے کہا کہ لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے' یہاں تک کہ میری اولاد اور رشتہ دار سب مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اب میرے ساتھ مٹھی بھر آدمی ہیں جن کی قوت مدافعت تھوڑی دیر کی مہمان ہے۔ میرے دشمن جو میں مانگوں مجھے دینے پر آمادہ ہیں۔ اب بتائیے کہ آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

انھوں نے کہا اے میرے بیٹے! بخدا خود تم ہی اپنے حال سے زیادہ واقف ہو۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم حق وصداقت پر ہو اور اس کی طرف دعوت دیتے ہو تو اسے پورا کرو' کیونکہ اسی بناء پر تمہارے طرفداروں نے اپنی عزیز جانیں تمہاری خاطر قربان کی ہیں' اپنی گردن پر دوسروں کو قبضہ نہ کرنے دو کہ بنی امیہ کے نوعمر لڑکے اس سے کھیلتے پھریں اور اگر تمہاری یہ تمام کوشش دنیا کے حاصل کرنے کے لیے ہے تو تم بدترین خلائق ہو۔ تم نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا اور جو تمہارے ساتھ مارے گئے ان کا خون بھی رائگاں گیا۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ اگرچہ میں ہوں تو صداقت وراستی پر مگر چونکہ میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر دشمنوں سے جا ملے اس لیے میں بھی اپنے میں کمزوری محسوس کرتا ہوں تو یہ شرفا یا نیک بندگانِ خدا کا مسلک نہیں' دنیا میں تم ہمیشہ تو رہ نہیں سکتے۔ اس لیے موت ہی تمہارے لیے بہتر ہے۔

اس گفتگو کو سن کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی ماں سے اور قریب ہو گئے۔ ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور عرض کی کہ بخدا میری بھی یہی رائے ہے۔ خدا کی قسم! میں نے نہ تو دنیا کی طرف میلان کیا اور نہ دنیا میں رہنا چاہتا ہوں۔ حکومت کے لیے میری جدوجہد اغراض ذاتی پر مبنی نہ تھی بلکہ بوجہ اللہ میں نے یہ مہم اپنے سر لی تھی۔ میں نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ حرم محترم کی حرمت مٹا دی جائے۔ مگر اس وقت میں نے مناسب یہ سمجھا کہ آپ کی رائے بھی لے لوں آپ نے میرے ارادے کو اور بھی مستحکم کر دیا۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیں میں آج مارا جاؤں گا مگر آپ مجھ سے رنج وغم نہ کریں اور مجھے اللہ کے سپرد کر دیجیے۔ میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ نہ میں نے کسی ایسے کام کے کرنے کا ارادہ کیا جس سے میری عزت پر دھبہ آئے اور نہ میں نے کوئی اور برا کام کیا' نہ خدا کے احکام کی تعمیل میں حد سے تجاوز کیا' نہ امان دے کر اسے توڑا' نہ کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کیا۔ جب کبھی کسی ماتحت افسر کے ظلم کی اطلاع مجھے ہوئی میں نے کبھی اسے پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اسے سرزنش کر دی۔ خدا کی خوشنودی میرے نزدیک سب سے بڑھ کر سفارش تھی۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس لیے نہیں کہ میں نے برے اعمال کیے ہیں' ان سے اپنے آپ کو علیحدہ کر رہا ہوں بلکہ اے خدا تو خوب مجھ سے واقف ہے کوئی شے تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اس بیان سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ میرے ان حالات کو معلوم کر کے میرے بعد میری ماں کو رنج نہ ہو بلکہ وہ میری خوبیوں سے ایک گونہ اطمینان وتسلی حاصل کر سکیں۔

ان کی ماں نے فرمایا کہ مجھے اللہ سے یہ توقع ہے کہ اگر تم مجھ سے پہلے اس جہان فانی سے رحلت کر گئے۔ تو میں ثبات و استقلال سے تمہاری موت پر صبر کروں گی اور اگر میں تم سے پہلے مر گئی تو میرے جی میں آتا ہے کہ کم از کم میں نکل کر دیکھ تو لوں کہ تمہاری اس جنگ کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی دعا:

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے والدہ محترمہ! خدا آپ کو اس کی جزائے خیر دے۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیشہ میرے لیے دعا فرماتی رہیں۔ انھوں نے کہا کہ نہیں میں ایسا ہرگز نہ کروں گی کہ تمہارے لیے دعا نہ کروں۔ کیونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ چاہے اور کسی شخص نے باطل کے لیے اپنی جان دی ہو مگر تم نے تو حق و صداقت کی راہ میں اپنی جان عزیز قربان کی ہے۔

اس کے بعد انہوں نے یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! تو اس کی شب ہائے دراز میں عبادت کے لیے شب بیداری' اور مکہ اور مدینہ کی دوپہریوں میں تیری عبادت میں آہ و بکا کرنے اور روزے میں شدت تشنگی کے برداشت کرنے اور اپنے باپ اور مجھ سے حسن سلوک کی وجہ سے اس پر رحم فرما۔ اے اللہ! اس کے معاملے کو میں نے تیرے سپرد کر دیا ہے اور جو کچھ تو نے فیصلہ کیا ہے میں اس پر خوش ہوں۔ میرے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے تو مجھے صبر و شکر کرنے والوں کا سا ثواب عطا فرما''۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ماں آپ کے قتل کے بعد صرف پانچ یا دس ہی دن اور زندہ رہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے آخری ملاقات:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس گئے تو زرہ اور خود پہنے ہوئے تھے' سامنے جا کر کھڑے ہو گئے سلام کیا اور آگے بڑھے اور اپنی والدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بوسہ دیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ آخری رخصت کا وقت ہے تم مجھ سے دور مت ہو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس جہان فانی میں قیام کا یہ آخری دن ہے۔ علاوہ بریں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میں ایک مضغہ گوشت ہوں گا۔ جو کچھ میرے ساتھ کیا جائے گا اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

ان کی ماں نے کہا اپنے ارادے کو تکمیل کرو اپنے آپ کو ابن ابی عقیل کے حوالے تک نہ کرو۔ میرے قریب آؤ تا کہ میں تمہیں رخصت کروں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو صبر کی تلقین:

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور قریب ہوئے۔ ان کے بوسے لیے اور گلے ملے۔ جب انہیں زرہ چبھی تو انہوں نے فرمایا کہ جو لوگ جان دینے پر آمادہ ہوتے ہیں وہ زرہ نہیں پہنا کرتے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے زرہ اس لیے پہنی ہے تا کہ آپ کو تسلی رہے کہ میں پورے طور پر مسلح مقابلے کے لیے جا رہا ہوں۔ اس پر ان کی ضعیف العمر ماں نے فرمایا کہ ان باتوں سے مجھے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زرہ اتار دی اور آستین چڑھائی۔ اپنی قمیص کے دامن سے اپنی کمر باندھ لی' اور ململ کا جبہ جو قمیص کے نیچے تھے اس کے نیچے کے حصے کو بھی کمر کے ٹپکے میں لپیٹ لیا۔ ان کی ماں کہتی جاتی تھیں کہ کپڑے ایسے پہنو جس سے چستی و چالاکی معلوم ہو۔ پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ یہ رجزیہ شعر پڑھتے ہوئے واپس آئے۔

انی اذا اعرف یومی اصبر　　　اذا بعضهم یعرف ثم ینکر

ترجمہ: ''میں جب اپنے معرکے کو پہچان لیتا ہوں تو صبر کرتا ہوں' حالانکہ بعض لوگ جانتے ہیں اور پھر ثابت قدم نہیں رہتے''۔

ان کی ضعیف ماں نے اس شعر کو سن کر کہا تم صبر کرو گے۔ کیونکہ خدا کی قسم تمہارے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور تمہاری ماں صفیہ عبدالملک کی بیٹی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی شجاعت:

اہل حمص کے ایک سردار نے جو خود اس واقعہ میں شریک تھا بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو منگل کے روز دیکھا تھا اور ہم حمص والے پانسو آدمیوں کے دستے کی صورت میں ان پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ داخلے کے لیے بھی ایک خاص دروازہ مقرر کر دیا گیا تھا کہ جس سے صرف ہم ہی کو داخل ہونے کا حکم تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تنہا ہمارے مقابلے میں آتے اور ہم سب شکست کھا کر پیچھے ہٹ جاتے اور وہ رجزیہ شعر جو اوپر لکھا جا چکا ہے اور یہ مصرع: اذا بعضهم يعوف ثم ينكر (جب کہ بعض دوسرے لوگ جان بوجھ کر ایسے وقت میں انجان ہو جاتے ہیں) پڑھتے۔ میں ان سے کہتا بلاشبہ آپ ایک شریف جوانمرد ہیں۔ میں نے انہیں ابطح میں کھڑے ہوئے دیکھا کسی شخص کو آپ کے پاس جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور اس سے ہمیں خیال ہوا کہ آپ مارے ہی نہ جائیں گے۔

مکہ کی ناکہ بندی:

غرض کہ منگل ہی کے دن حرم کے تمام دروازے شامیوں سے بھر گئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی فوج والوں نے مدافعت کے مقامات دشمن کے حوالے کر دیئے۔ دشمن کی تمام فوجیں ان میں سما گئیں۔ ہر دروازے پر خاص خاص جماعتیں' افسر اور کئی ایک دوسرے لوگ متعین کر دیئے گئے۔ چنانچہ جس دروازے پر حمص والے متعین کیے گئے تھے وہ بالکل کعبے کے سامنے تھا۔ اسی طرح دمشق والے باب بنی شیبہ پر' اہل اردن باب الصفا پر' اہل فلسطین باب بنی جمح پر' اور اہل قنسرین باب بنی سہم پر متعین کر دیئے گئے تھے۔ حجاج اور طارق بن عمرو دونوں کی فوجیں ابطح کی سمت میں مروہ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کبھی اس سمت میں دشمن کا مقابلہ کرتے اور کبھی دوسری جانب۔ اس وقت آپ کی مثال شیر نیستاں کی طرح تھی' کہ جب دشمن کی جماعتیں آپ پر حملہ آور ہوتیں آپ ان کے پیچھے جھپٹتے' حالانکہ وہ دروازے ہی پر کھڑی ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ آپ دروازے سے بھی باہر انہیں نکال دیتے اور رجزیہ شعر پڑھتے اور بآواز بلند کہتے ''اے ابن صفوان تیری والدہ کو فتح کی خوشخبری حاصل نہ ہو گی کاش! میرے ساتھی ہوتے''۔

لو كان قرني و احدا كفيته

''اگر میرا مد مقابل ایک شخص ہوتا تو میں اس کے لیے بس تھا''

اس کے جواب میں ابن صفوان کہتے بخدا! اگر ہزار بھی ہوتے تو آپ ان سے عہدہ برآ ہوتے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا اپنے ساتھیوں سے خطاب:

۱۷/ جمادی الاول ۷۳ھ بروز سہ شنبہ صبح کے وقت حجاج نے تمام ناکوں پر قبضہ کر لیا۔ اس تمام رات حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما عبادت الٰہی میں مصروف رہے پھر تلوار کے پرتلے سے کمر باندھ کر تھوڑی دیر سو گئے۔ بہت سویرے بیدار ہوئے' سعد سے کہا کہ اذان دو۔ سعد نے مقام ابراہیم کے پاس اذان دی۔ آپ نے وضو کیا۔ دو رکعت سنت فجر پڑھی۔ پھر آگے بڑھے' مؤذن نے اقامت کہی'

اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ دونوں رکعتوں میں سورۂ نون والقلم حرف بہ حرف تلاوت کی اور سلام پھیرا پھر خطبے کے لیے کھڑے ہوئے۔ حمد وثناء کے بعد فرمایا آپ لوگ اپنے چہرے کھول دیجیے تاکہ میں آپ کو دیکھوں (کیونکہ تمام لوگوں نے خود اور عماموں سے اپنے چہرے چھپا رکھے تھے) اس حکم کی تعمیل میں لوگوں نے اپنے چہرے کھول دیئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے آل زبیر رضی اللہ عنہ اگر تم نے میرے ساتھ خیر خواہی کی ہوتی تو عرب میں ہمارا وہ خاندان ہوتا کہ جس نے اللہ کے راستے میں اپنی جانیں قربان کی ہوتیں اور کبھی ہم پر یہ مصیبت نازل نہ ہوتی۔ اے آل زبیر رضی اللہ عنہ تم ہرگز تلواروں کے لڑنے سے خائف نہ ہونا۔ کیونکہ مجھے اس کا تجربہ ہے۔ کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی جس میں زخمی نہ ہوا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ زخم کے علاج کرنے کی تکلیف تلوار کے لگنے سے زیادہ سخت ہے جس طرح تم اپنے چہروں کو بچاتے ہو اسی طرح تلواروں کو بھی بچانا کیونکہ میں کسی ایسے شخص سے واقف نہیں ہوں کہ جس کی تلوار ٹوٹ گئی ہو اور وہ پھر زندہ باقی رہا ہو۔ کیونکہ مرد کے پاس ہتھیار نہ ہوں تو وہ عورت کی طرح تہتا ہے جب بجلی چمکے اپنی آنکھیں بند کر لینا یا تلواروں سے اپنی آنکھیں بچانا۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ صرف اپنے مقابل کا دھیان رکھے۔ میرے متعلق سوال تمہاری اپنی توجہ کو نہ بٹائے۔ اور یہ ہرگز نہ کہنا کہ میں کہاں ہوں۔ البتہ جو شخص دریافت کرے اسے بتا دینا۔ میں سواروں کے سب سے اول دستے میں کھڑا ہوں گا۔ اللہ کا نام لے کر حملہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دشمن پر حملہ کیا اور حجون تک انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ ایک اینٹ آپ کے چہرے پر لگی' جس کی وجہ سے آپ کو چکر آ گیا اور تمام چہرہ لہولہان ہو گیا۔ جب خون کی گرمی جو چہرے سے بہہ رہا تھا آپ کو محسوس ہوئی تو آپ نے یہ شعر پڑھا:

فلسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا و لکن علی اقدامنا تقطر الدما

ترجمہ: ''ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں کہ جو پشت پر زخم کھاتے ہیں اور ایڑیاں ان کے خون سے حنائی ہوتی ہیں بلکہ خون ہمارے پنجوں پر گرتا ہے''۔

اور پھر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

ایک مجنون لونڈی چلائی وا المیر المومنینا [1] کیونکہ جہاں آپ گرے تھے اس نے آپ کو دیکھ لیا تھا اور لوگوں کو بتانے کے لیے ان کی طرف اشارہ کیا۔ سفید ململ کا لباس آپ کے زیب تن تھا۔

طارق بن عمرو کا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق اعتراف:

حجاج کو جب اس کی خبر ہوئی' اس نے سجدۂ شکر ادا کیا اور طارق اور وہ دونوں آپ کی لاش پر آئے۔ طارق نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ ان سے زیادہ جواں مرد آج تک پیدا نہیں ہوا۔ حجاج نے سن کر کہا تم ایسے شخص کی تعریف میں رطب اللسان ہو جس نے امیر المومنین کی مخالفت کی۔ طارق نے جواب دیا بے شک ان کی یہی غیر معمولی بہادری اور شجاعت ہی تو ہمارے لیے باعث تسلی ہو سکتی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب تھا کہ ہم نے سات ماہ سے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا' نہ انہوں نے کوئی

---

[1] ترجمہ: افسوس امیر المومنین ہلاک ہو گئے۔

خندق کھودی نہ کوئی قلعہ تھا نہ کوئی اور بلند مقام تھا جو قدرتی طور پر مدافعت کا کام دیتا مگر پھر بھی لڑائی میں انہوں نے اپنا پلہ ہلکا نہ ہونے دیا بلکہ انہیں کا پلہ بھاری رہا۔ جب اس گفتگو کی خبر عبدالملک کو ہوئی اس نے طارق کے خیال کی تائید کی۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک حبشی غلام کو قتل کیا' پہلے اس پر تلوار کا وار کیا اور پھر پیچھے سے حملہ کر کے اس پر غالب آ گئے' اپنے حملے کے دوران کہتے جاتے تھے۔ اے حبشی صبر کر کیونکہ ایسے ہی موقعوں پر بہادر صبر کیا کرتے ہیں۔

اہل مکہ کی عبدالملک کی بیعت:

حجاج نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن عمرو بن حزم کے سروں کو مدینے بھیجا جہاں وہ کسی جگہ نصب کر دیئے گئے۔ پھر وہ عبدالملک کے سامنے لائے گئے۔ اس کے بعد حجاج مکہ داخل ہوا اور تمام اہل قریش سے عبدالملک کے لیے بیعت لے لی۔

اسی سنہ میں عبدالملک نے طارق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد غلام کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ طارق پانچ ماہ تک اس عہدے پر سرفراز رہا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں بشر بن مروان نے انتقال کیا۔ واقدی کے علاوہ اور لوگوں کے بیان کے مطابق بشر کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی۔

عمر بن عبیداللہ اور ابو فدیک خارجی کی جنگ:

اسی سال عبدالملک نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو ابی فدیک خارجی کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ دونوں شہروں کوفے اور بصرے کے جن جن لوگوں کو چاہو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ عمر پہلے کوفہ آئے' باشندوں کو جمع کیا اور اس طرح دس ہزار آدمی ان کے ساتھ ہوئے۔ اسی طرح بصرے سے اتنے ہی آدمی شریک ہوئے اس کے بعد اس تمام فوج کی تنخواہیں اور خوراک تقسیم کر دی گئی۔ اور اس لشکر جرار کو لے کر عمر روانہ ہوئے کوفے والوں کو انہوں نے اپنے میمنہ پر رکھا اور محمد بن موسیٰ بن طلحہ کو ان کا سردار مقرر کیا۔ بصرے والوں کو میسرہ پر رکھا اور اپنے بھتیجے عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ کو ان پر سردار مقرر کیا۔ رسالے کو قلب فوج میں متعین کیا۔ غرضیکہ اس ترتیب کے ساتھ عمر بحرین پہنچے۔ عمر نے فوج کی صف بندی کی۔ سب سے آگے پیدل سپاہ کو رکھا۔ ان کے پاس نیزے تھے جو انہوں نے زمین سے لگا رکھے تھے اور عرق گیروں سے ڈھانک رکھے تھے۔

ابو فدیک کا میسرہ پر شدید حملہ:

ابو فدیک اور اس کے ساتھیوں نے یک جان ہو کر حملہ کیا۔ اور عمر بن عبیداللہ نے میسرے کو چیر ڈالا اور یہ حصہ فوج شکست کھا کر بھاگا مگر مغیرہ بن المہلب' معن بن المغیرہ' مجاعۃ بن عبدالرحمٰن اور اسی طرح دوسرے شہسوار برابر مقابلہ کرتے رہے۔ سب لوگ اہل کوفہ کی صف کی طرف مڑے جو ابھی دیوار آہنی بنے اپنی جگہ ڈٹے ہوئے تھے۔

عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ ڈولی پر ڈال کر میدان جنگ سے اٹھائے گئے۔ یہ ان لوگوں میں جو میدانِ جنگ میں گرے پڑے تھے اور خون ان کے زخموں پر جم گیا تھا۔

اہل بصرہ کی شجاعت:

جب بصریوں نے دیکھا کہ اہل کوفہ بدستور اپنی جگہ پر ثابت قدم ہیں اور ایک انگل اپنی جگہ سے نہیں ہٹے' انہوں نے اپنے

او پر نفرین کی پھر میدان جنگ میں آئے اور لڑنا شروع کر دیا۔ اب ان پر کوئی سردار نہ تھا۔ یہاں تک کہ یہ بے سری فوج عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ کے پاس سے گذری جو زخمی پڑے تھے اور انہیں اٹھالیا اور خارجیوں کی فرودگاہ میں جا گھسے یہاں گھاس کا انبار لگا ہوا تھا اس میں آگ لگا دی۔ ہوا بھی ان کے خلاف چلنے لگی۔

ابوفدیک خارجی کا قتل:

اہل کوفہ اور بصرہ نے خارجیوں پر حملہ کیا اور انہیں سخت نقصان پہنچایا۔ ابوفدیک میدان جنگ میں کام آیا۔ اس فوج نے قلعہ مشقر میں خارجیوں کا محاصرہ کر لیا۔ خارجیوں نے اپنے آپ کو بلا کسی شرط کے حوالے کر دیا۔ عمر بن عبیداللہ نے چھ ہزار کو تہ تیغ کرا دیا اور آٹھ سو کو قیدی بنا لیا مال غنیمت میں امیہ بن عبداللہ کی لونڈی بھی جو ابوفدیک سے حاملہ تھی ملی۔ اور پھر یہ تمام لشکر بصرہ واپس آ گیا۔

خالد بن عبداللہ کی معزولی:

اسی سال عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو بصرہ کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مقرر کیا۔ اور اسی طرح کوفہ اور بصرہ دونوں کی صوبہ داری بشر ہی کے تفویض ہوگئی۔ بصرہ کے گورنر مقرر ہونے کے موقعے پر بشر عمرو بن حریث کو کوفے پر اپنا جانشین مقرر کر کے بصرہ آئے۔ اسی سال محمد بن مروان موسم گرما کی مہم لے کر رومیوں سے جہاد کرنے گئے اور رومیوں کو شکست دی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال عثمان بن الولید اور رومیوں کے درمیان آرمینا کے مضافات میں جنگ ہوئی۔ عثمان کے پاس کل چار ہزار فوج تھی حالانکہ ان کے مقابل رومیوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ مگر عثمان نے انھیں شکست دی اور شدید نقصان پہنچایا۔

امیر حج حجاج بن یوسف:

اس سال حجاج نے لوگوں کو حج کرایا۔ یہ مکہ، یمن اور یمامہ کا صوبہ دار تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق بصرہ اور کوفہ پر بشر بن مروان صوبہ دار تھا۔ دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں کہ بشر کوفہ کے گورنر تھے اور بصرہ کے حاکم خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے۔

شریح بن الحارث کوفہ کے قاضی تھے۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے اور بکیر بن وشاح خراسان کے گورنر تھے۔

باب ۵

حجاج بن یوسف

۷۴ھ کے واقعات

طارق بن عمرو کی معزولی:

اس سال عبدالملک نے طارق بن عمرو کو مدینہ طیبہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ حجاج کو مقرر کر دیا۔ حجاج مدینہ آیا ایک ماہ قیام کیا اور پھر عمرہ ادا کرنے روانہ ہو گیا۔

خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر:

حجاج بن یوسف نے کعبہ کی دیواروں کو جنھیں عبداللہ نے بنایا تھا منہدم کرا دیا۔ حضرت عبداللہ نے حجر کو بھی کعبہ میں شامل کر لیا تھا۔ اور اس کے دروازے بنا دیئے گئے تھے۔ مگر حجاج نے نے کعبہ کو پھر اس کی پہلی صورت پر بنا دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اہانت:

حجاج ماہ صفر میں پھر مدینہ واپس آ گیا اور اس مرتبہ تین ماہ مقیم رہا۔ اہل مدینہ کے ساتھ بے عزتی سے پیش آتا تھا' انھیں تکالیف پہنچاتا تھا۔ محلہ بنی مسلمہ میں ایک مسجد بنائی جو حجاج ہی کے نام سے مشہور ہے۔ اور تو اور حجاج کی توہین سے صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ بچے اور اس نے ان کی گردنوں میں داغ لگوا دیئے۔ چنانچہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں داغ لگائے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی گردن میں داغ لگائے۔ اس سے مقصد ان کی تذلیل و توہین تھی۔

حجاج نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور کہا تو نے کیوں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہانت کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ضرور ان کی مدد کی۔ حجاج نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو اور پھر سیسہ گرم کر کے ان کی گردن پر داغ لگائے۔

اسی سنہ میں عبدالملک نے ابوادریس الخولانی کو قاضی مقرر کیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسی سنہ میں بشر بن مروان کوفہ سے بصرہ گورنر مقرر ہوئے۔

خوارج کی مہم پر مہلب کا تقرر:

اس سنہ میں عبدالملک نے مہلب کو خارجیوں کے خلاف ایک مہم کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ واقعہ اس کا یہ ہے کہ جب بشر بصرہ آ گئے عبدالملک نے انھیں لکھا کہ مہلب کو ان کے وطن بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ خارجیوں کے مقابلے کے لئے بھیجو اور مہلب کو یہ اختیار دے دو کہ وہ خود اپنے شہر کے سربرآوردہ شہسواروں اور تجربہ کار لوگوں کو منتخب کر لیں۔ کیونکہ اہالی بصرہ سے وہی خوب واقف ہیں۔ جنگی معاملات میں ان کو بالکل آزادی دے دینا کیونکہ مجھے ان کے تجربے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے اخلاص پر اعتماد ہے اور کوفہ والوں کی بھی ایک زبردست جمعیت ان کے ساتھ بھیجنا۔ اس فوج پر مشہور معروف اور شریف و نجیب اور ایسے شخص کو

سردار مقرر کرنا جس کی شجاعت و بسالت اور امور جنگ میں اس کا تجربہ محتاج تعارف نہ ہو۔ ان دونوں شہروں کے منتخب لشکر کو خارجیوں کے مقابلے پر روانہ کرنا اور حکم دینا کہ جہاں خارجی جائیں یہ فوج بھی ان کے تعاقب میں اسی طرف جائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں بالکل نیست و نابود کر دے' والسلام علیک۔

بشر نے مہلب کو بلا کر خط سنایا اور حکم دیا کہ جسے چاہو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے منتخب کر لو۔ مہلب نے اپنے سالے جدیع بن سعید بن قبیصہ بن سراق الازدی کو اپنے سامنے بلا کر حکم دیا کہ فوج کا رجسٹر لے آؤ تا کہ اس میں سے لوگوں کا انتخاب کر لیا جائے۔

بشر بن مروان کا مہلب سے حسد:

بشر کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ مہلب کو اس مہم کی سرداری کی عزت براہ راست عبدالملک کی جانب سے حاصل ہوئی۔ اب ان کی طاقت نہ تھی کہ وہ سوائے مہلب کے کسی دوسرے شخص کا انتخاب کرتے۔ اور اس طرح ان سے جلنے لگے کہ گویا انھوں نے ان کے خلاف کوئی گناہ کیا ہے۔ بہرحال بشر نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو بلایا اور کوفہ کے لوگوں کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ وہ شہسواروں' دلیر اور شجاع لوگوں کو منتخب کریں۔

بشر بن مروان کا عبدالرحمٰن بن مخنف کو مشورہ:

عبدالرحمٰن بن مخنف کہتے ہیں کہ بشر نے بلا کر مجھ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمھاری کس قدر عزت و منزلت کرتا ہوں۔ اور کس قدر تمھیں چاہتا ہوں۔ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں تمھیں اس فوج کا چونکہ میں تمھاری شرافت و شجاعت دولتمندی اور سخاوت سے بخوبی واقف ہوں سردار بناؤں' یہ سمجھ لو کہ تمھارے متعلق نہایت اچھی رائے رکھتا ہوں مگر دیکھو کہ صورت معاملہ یہ واقع ہوئی ہے کہ مہلب اس کے سردار بنائے گئے ہیں اس لئے تمھیں چاہیے کہ تم ان کے مقابلے میں اپنے حکم پر سختی سے جمے رہو ان کی رائے اور مشورے کو قبول نہ کرو۔ اور ان کی تذلیل و تحقیر کرتے رہو۔

یہ باتیں تو کیں مگر یہ نہ کہا کہ فوج کا اس طرح انتظام کرنا دشمن سے لڑنا اور مسلمانوں کی خبر گیری کرنا بلکہ مجھے اپنے ایک عزیز دوست کی مخالفت پر آمادہ کیا کہ میں ایسا ہی بیوقوف نھا بچہ تھا جو ان کے داؤں میں آ جاتا میں نے کوئی ایسی مثال نہیں دیکھی کہ مجھ جیسے جہاں دیدہ بوڑھے اور صاحب مرتبہ سردار سے کسی نے ایسی خواہش کی ہو جیسی کہ اس کل کے لونڈے نے مجھ سے کی۔ اس نے وہ بات کی ہے جس کا انجام کو پہنچانا اس کی قابلیت و قدرت سے باہر تھا۔ جب بشر نے محسوس کیا کہ میں نے جواب دینے میں زیادہ دلچسپی کا اظہار نہیں کیا تو مجھ سے دریافت کیا کہو کیا کہتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ جواب دیا کہ بھلا میں آپ کے حکم سے سرتابی کر سکتا ہوں۔ میں تو اس امر پر مجبور ہوں کہ آپ کے ہر حکم کی چاہے اسے میں پسند کروں یا نہ کروں پوری طرح تعمیل کروں۔

مہلب کی خوارج پر فوج کشی:

مہلب نے اہل بصرہ کو لے کر رام ہرمز پر مورچہ لگایا اور خارجیوں سے مقابلہ شروع ہوا۔ مہلب نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی۔ اتنے میں عبدالرحمٰن بھی اہل کوفہ کے ہمراہ مقام مذکور پر آ پہنچے' ان کے ہمراہ اہل مدینہ کا جو دستہ تھا اس کے سردار بشر بن جریر تھے' بنی تمیم اور ہمدانیوں پر محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس' کندہ اور ربیعہ پر اسحاق بن محمد بن الاشعث اور مذحج اور بنی اسد پر زحر ابن قیس سردار تھے۔

بشر بن مروان کا انتقال:

عبدالرحمٰن نے مہلب سے میل یا ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایسی جگہ خیمہ لگایا جہاں سے دونوں فوجیں ایک دوسرے کو دیکھ سکتی تھیں۔ جنگ کو شروع ہوئے دس ہی روز گزرے تھے کہ خبر آئی بشر بن مروان نے بصرہ میں انتقال کیا۔ اب کیا تھا بصرہ اور کوفہ والوں میں سے اکثر فوج کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بشر نے اپنے بعد خالد بن عبداللہ بن اسید کو اپنا جانشین چھوڑا اور کوفہ پر عمرو بن حریث ان کے قائم مقام تھے۔

اہل کوفہ کا میدان جنگ سے فرار:

اہل کوفہ میں سے جو لوگ میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے' ان میں زحر بن قیس' اسحٰق بن محمد بن الاشعث اور محمد بن سعید بن قیس بھی تھے۔ عبدالرحمٰن بن مخنف نے اپنے بیٹے جعفر کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ چنانچہ اسحٰق اور محمد کو تو یہ واپس لایا اور البتہ زحر کو نہ پا سکا۔ عبدالرحمٰن نے اول الذکر دونوں صاحبوں کو دو روز تک قید رکھا اور پھر ان سے یہ وعدہ لے لیا کہ اب کبھی وہ ان سے جدا نہ ہوں گے۔ مگر ان دونوں نے ایک ہی دن کے قیام کے بعد پھر راہ فرار اختیار کی اور اس مرتبہ شاہراہ عام چھوڑ کر دوسرے راستے سے چلے' حسب سابق اس مرتبہ بھی ان کا تعاقب کیا گیا ان تک دسترس نہ ہو سکی اور وہ دونوں اہواز پہنچ کر زحر بن قیس سے جا ملے۔

خالد بن عبداللہ کا مفرور فوجیوں کے نام فرمان:

اہواز میں اور بھی بہت سے لوگ جو بصرہ جانا چاہتے تھے جمع ہو گئے۔ اس کی اطلاع خالد بن عبداللہ کو ہوئی۔ خالد نے ان لوگوں کے نام ایک فرمان لکھا اور ایک قاصد کو حکم دے کر بھیجا کہ فوج کے سرداروں کو جسمانی سزا دینا اور ان سب کو واپس لے آنا۔

خالد کا آزاد غلام ہی اس خط کا حامل بن کر قاصد بنا۔ تمام لوگ جمع ہوئے۔ اس نے خط پڑھ کر سنایا وہ خط یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط خالد بن عبداللہ کی جانب سے ہر اس مسلمان اور مومن کے نام ہے۔ جس تک یہ خط پہنچے آپ سب پر اللہ کی سلامتی ہو۔ میں اس معبود کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ بعدازیں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد مسلمانوں پر فرض کیا ہے اسی طرح ان حاکمان بالادست کی جو جہاد کا اہتمام کرتے ہیں اطاعت کرنا بھی فرض ہے۔ جو شخص جہاد کرتا ہے اس کا فائدہ خود اسی کو ہوگا' اور جو شخص جہاد نہ کرے گا اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں۔ اور جو شخص مسلمانوں کے اعلیٰ عہدہ دار اور سربراہ کاروں کی نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے ناخوش ہوگا اور وہ سزا کا بھی مستحق ہوگا' اس کا جسم' اس کی عزت' نفس اس کا مال تنخواہ سب ہی متاثر ہوں گی اور وہ دور دراز تکلیف دہ علاقوں میں خارج البلد کر دیا جائے گا۔ اے مسلمانو! تمہیں کچھ خبر بھی ہے کہ تم نے کس شخص کے خلاف یہ جرأت کی ہے اور کس کی نافرمانی کی ہے۔ وہ امیر المومنین عبدالملک بن مروان ہے جس کی یہ عادت نہیں کہ مجرم سے چشم پوشی کرے' اور نہ وہ نافرمانوں کو معافی دیتا ہے جو اس کے حکم کی اطاعت نہیں کرتا' اس کی خبر کوڑے سے لیتا ہے اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے اس کی تلوار سے خبر لیتا ہے' اس لیے میں تمہیں سمجھاتا ہوں کہ کوئی ایسی بات نہ کرو جس کی وجہ سے تمہارے خلاف کارروائی کی جائے۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنی اپنی فوجی بارکوں میں واپس چلے جاؤ۔ اپنے

خلیفہ کی اطاعت کرو۔ اور سرکش و نافرمان نہ بنو ورنہ تمہارے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا جسے تم اچھا نہیں جانتے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس خط کے بعد جس نافرمان پر میں نے قابو پایا میں اسے فوراً قتل کر ڈالوں گا اگر خدا نے چاہا۔ والسلام علیکم''۔

زحر کی خالد کے قاصد سے سخت کلامی:

قاصد نے اس خط کی ایک دو سطریں پڑھی ہوں گی کہ زحر بن قیس نے کہا کہ اس کا مختصر مضمون بتا دو۔ خالد کے آزاد غلام نے کہا خدا کی قسم! میں اس شخص کا کلام سن رہا ہوں جس کا منشا ہے کہ جو کچھ وہ سنتا ہے اسے نہ سمجھے اور میں بتائے دیتا ہوں کہ اس میں کوئی بات نہیں جو اس کو بھلی معلوم ہو۔ زحر نے کہا اے سرخ رنگ کے غلام جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے تو اس کی تعمیل کر اور اپنے گھر واپس چلا جا۔ تو نہیں جانتا کہ ہمارے ارادے کیا ہے۔

خط پڑھا جا چکا کسی نے اس پر التفات نہیں کیا۔ زحر اسحٰق بن محمد اور محمد بن عبدالرحمٰن کوفہ کے پہلو میں ایک گاؤں میں آ کر مقیم ہوئے جو اشعث کی اولاد کی ملک تھا' اور یہاں سے انھوں نے عمرو بن حریث کو لکھا۔

مفرور فوجیوں کا کوفہ میں قیام:

حمد و ثناء کے بعد جب لوگوں کو امیر مرحوم کے وفات کی خبر ہوئی وہ میدان جنگ سے منتشر ہو گئے اور ہمارے ساتھ کوئی نہیں رہا۔ اس وجہ سے اب ہم آپ کے پاس اور اپنے وطن کی طرف واپس آئے ہیں۔ مگر ہم نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے آپ چونکہ حاکم ہیں آپ کی اجازت لے لیں۔

عمرو بن حریث نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم نے اپنے فوجی اقامت گاہوں کو بلا اجازت چھوڑ دیا اور سرکش اور مخالف ہو گئے۔ اس لئے تمھیں شہر میں آنے کی اجازت دے سکتا ہوں نہ امان۔

جب یہ خط ان لوگوں کے پاس آیا یہ انتظار کرتے رہے اور رات کے پردہ میں اپنے اپنے مکانات میں چلے آئے اور حجاج بن یوسف کے کوفہ آنے تک بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے اقامت گزیں رہے۔

بکیر بن وشاح کی معزولی:

اسی سنہ میں عبدالملک نے بکیر بن وشاح کو خراسان کی صوبہ داری سے معزول کر کے ان کی جگہ امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ بکیر کی برطرفی اور امیہ کے تقرر کے واقعات یہ ہیں۔

ابوالحسن کے بیان کے مطابق بکیر دو سال تک خراسان کے گورنر رہے۔ کیونکہ ۷۲ھ میں ابن خازم قتل ہوئے اور ۷۴ھ میں امیہ نے خراسان آ کر اس عہدے کا جائزہ لیا۔

بکیر بن وشاح اور بحیر میں مصالحت:

بکیر کی برطرفی کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ابن خازم قتل کر ڈالے گئے تو ان کے سر کے بھیجنے کے متعلق بحیر اور وشاح میں اختلاف ہوا' اور اسی بناء پر بکیر نے بحیر کو قید کر دیا۔ اور جب تک امیہ خراسان کے گورنر مقرر ہو کر نہ آئے بحیر قید رہے۔

بکیر کو جب معلوم ہوا کہ عبدالملک نے ان کی جگہ امیہ کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا ہے' اس نے بحیر کے پاس پیام

بھیجا کہ میں آپ سے راضی نامہ کرنا چاہتا ہوں۔ مگر بجیر نے انکار کر دیا اور کہا کہ شاید بکیر نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تمام خراسان متفقہ طور پر ان کا طرف دار رہے گا۔ غرضیکہ کئی مرتبہ قاصد پیام لے کر گئے مگر بجیر انکار ہی کرتا رہا۔ آخر کار ضرار بن حصین الضبی بجیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم بالکل ہی بیوقوف ہو۔ تمہارا ایک بھائی تم سے معذرت کر رہا ہے حالانکہ تلوار اس کے ہاتھ میں ہے اور تم اس کی قید میں ہو مگر پھر انکار کر رہے ہو۔ اگر وہ تمہیں قتل کر ڈالے تو اس کا کیا کرو گے تمہاری حمایت میں کوئی چوں تک بھی نہیں کرے گا۔ اور جو چیز تمہیں مل رہی ہے تم اسے قبول نہیں کرتے۔ صلح کر لو اور پھر تمہیں بالکل آزادی ہے جہاں چاہے جانا۔ بجیر نے اس مشورے کو قبول کر لیا اور بکیر سے صلح کر لی۔ بکیر نے چالیس ہزار درہم اسے بھیجے اور یہ بھی شرط کر لی کہ میرے مقابلے پر کبھی نہ آنا۔

خراسان میں خانہ جنگی کا خطرہ:

اس وقت خراسان میں قبیلہ بنی تمیم تھا۔ ان میں خصومت ہو گئی تھی بنی مقاعس اور دوسرے تحت کے قبیلے والے بکیر سے تعصب کرنے لگے تھے اس سے قدرتی طور پر خراسانیوں کو یہ ڈر پیدا ہوا کہ صورت معاملات اگر یہی قائم رہی تو اس کا نتیجہ فساد ہوتا ہی ہے اور ہماری خانہ جنگی سے ہمارے مشرک دشمن ضرور فائدہ اٹھائیں گے اور اس طرح وہ ہمیں زیر کر لیں گے۔ ان تمام خیالات کی بناء پر انہوں نے عبدالملک کو ان واقعات کی اطلاع دی اور لکھا کہ بجیر اور بکیر کے جھگڑے کے بعد اس ملک کی حالت اسی وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی قریشی زادہ اس کا حاکم اعلیٰ نہیں مقرر کیا جائے جس سے نہ لوگ حسد کریں اور نہ تعصب۔

عبدالملک کا ارباب سیاست سے مشورہ:

عبدالملک نے ارباب سیاست کو مخاطب کر کے کہا کہ خراسان ہماری سلطنت کی مشرقی سرحد ہے اور جو کچھ وہاں فتنہ وفساد وہاں ہو چکا ہے وہ ہو چکا۔ اس وقت بنی تمیم کا ایک شخص اس پر گورنر ہے۔ لوگ اب اس سے تعصب کرتے ہیں اور انھیں یہ خوف دامنگیر ہے کہ مبادا پھر وہی فتنہ وفساد کی آگ مشتعل ہو اور یہ تمام سرحدی علاقہ اس کے نذر ہو جائے۔ اہل خراسان نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں ان پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنا دوں جو قریش سے ہو جس کی بات کو وہ سنیں اور جس کے احکام کی تعمیل کریں۔

عبدالملک اور امیہ بن عبداللہ کی گفتگو:

اس پر امیہ بن عبداللہ نے عرض کی کہ آپ اپنے قرابت داروں میں سے کسی شخص کو خراسان کا حاکم اعلیٰ مقرر فرمائیں۔
عبدالملک نے جواب دیا کہ اگر تم ابوفدیک کے مقابلے سے پسپا نہ ہوئے ہوتے تو میری نظر انتخاب تم ہی پر پڑتی۔
امیہ نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین میں نے اس وقت ان کے مقابلے سے عنان مراجعت پھیری تھی۔ جب کہ میرے ساتھ کوئی مقابلہ کرنے والا باقی نہیں رہا تھا۔ تمام لوگ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس وقت میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے گروہ کے پاس واپس جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ ایک مٹھی بھر فوج کے ساتھ میں دشمن کا مقابلہ کروں اور مفت میں سب کو ہلاکت میں ڈالوں۔ اس طرح میں نے مسلمانوں کو ہلاکت سے بچایا۔ مرار ابن عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اس سے خوب واقف ہیں اور خود خالد بن عبداللہ نے بھی جناب والا کو میری مجبوریوں سے پوری طرح آگاہ کر دیا۔

امارت خراسان پر امیہ بن عبداللہ کا تقرر:

اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ خالد بن عبداللہ نے عبدالملک کو اس واقعہ کے متعلق لکھ دیا تھا کہ چونکہ تمام لوگوں نے امیہ کا

ساتھ چھوڑ دیا تھا اس وجہ سے مجبوراً انہیں پلٹ آنا پڑا۔ مرار جو اس وقت موجود تھے انہوں نے عبدالملک کے سامنے امیہ کے بیان کی تائید کی۔ اس پر عبدالملک نے امیہ کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا۔

عبدالملک امیہ کو بہت چاہتے تھے اور اپنی اولاد کے برابر سمجھتے تھے۔ امیہ کے خراسان کے مقرر ہونے پر لوگ کہنے لگے کہ یہ خوب ہوا کہ ایک طرف تو ابی فدیک کے مقابلے میں شکست کھائی اور دوسری طرف اس کا معاوضہ یہ ملا کہ خراسان کے گورنر مقرر ہوئے۔

بحیر کی امیہ بن عبداللہ سے ملاقات:

بحیر اس وقت مقام سنج میں مقیم تھا اور پوچھتا رہتا کہ امیہ کب آتے ہیں۔ جب اسے معلوم ہوا کہ وہ ابرشہر کے قریب آ گئے ہیں تو اس نے ایک عجمی باشندے سے جس کا نام رزین یا زریر تھا کہا کہ تو مجھے ایک ایسے قریب کے راستے سے لے چل کہ میں ابرشہر امیہ کے پہنچنے سے پہلے پہنچ جاؤں تجھے انعام واکرام دیا جائے گا بلکہ میں اور بھی بہت کچھ تجھے دوں گا۔

یہ شخص راستے سے خوب واقف تھا۔ چنانچہ بحیر اس شخص کے ساتھ روانہ ہوا اور ایک ہی رات میں سنج سے سرزمین سرخس میں پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے نیسابور آیا اور امیہ سے ابرشہر میں جاملا۔ ملاقات کے وقت اس نے خراسان کی پوری حالت سے انھیں مطلع کیا اور بتایا کہ کیا تدابیر اختیار کی جائیں جس سے کہ باشندوں کی حالت درست ہو۔ وہ اچھی طرح سے اطاعت وفرمانبرداری کریں اور ان کے انتظام کی تکلیف گورنر کے لیے کم ہو جائے۔ علاوہ اس کے بحیر نے امیہ سے بکیر کے خلاف اس روپیہ کے لیے جس پر انھوں نے قبضہ کر لیا تھا مرافعہ بھی کیا اور کہا کہ بکیر ضرور بے وفائی کرے گا۔

امیہ کا بکیر سے حسن سلوک:

بہرحال بحیر بھی امیہ کے ہمراہ مرو آیا۔ امیہ ایک نہایت شریف سردار تھا۔ اس نے بکیر یا اس کے دوسرے عہدہ داروں سے کوئی تعارض نہیں کیا بلکہ بکیر سے کہا کہ تم میرے باڈی گارڈ کے سردار ہو جاؤ۔ اس نے قبول کرنے سے انکار کیا اور اس لیے یہ عہدہ بحیر کو دے دیا گیا۔

اس کے اس انکار کرنے پر بکیر کے ہم قوم چند لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہا "دیکھا تم نے اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بحیر اس پر مقرر ہو گیا اور تمہارے ان کے تعلقات جس قدر خراب ہیں اس سے تم بخوبی واقف ہو۔

بکیر نے جواب دیا کہ نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کل تک تو میں اس صوبہ کا حاکم اعلیٰ تھا کہ جب میں چلتا تھا تو دوسرے میرے نیزے کو اٹھا کر چلتے تھے' اب کیا آج میں اس ذلت کو گوارا کر لوں کہ دوسرے کے لیے نیزہ ہاتھ میں لے کر چلوں۔

امیہ نے بکیر سے کہا کہ خراسان کے علاقہ میں جس جگہ کو چاہو تم پسند کر لو وہ تمہاری جاگیر میں دے دیا جائے۔ بکیر نے کہا طخارستان۔ امیہ نے کہا بہتر ہے۔ طخارستان تمہاری جاگیر میں دے دیا جاتا ہے۔ بکیر نے اب روانگی کی تیاری شروع کی اور بے انتہا روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔

بحیر نے امیہ سے کہا کہ اگر بکیر طخارستان پہنچ گیا وہ ضرور تم سے دغا کرے گا۔ غرضیکہ بحیر ہمیشہ اسی طرح امیہ کے کان بکیر کی جانب سے بھرتا رہتا تھا۔ آخر کار بار بار کہنے کا اثر ہوا اور امیہ نے بکیر کو حکم دیا کہ تم میرے ہی پاس رہو۔

امیر حج حجاج بن یوسف:

اسی سنہ میں حجاج بن یوسف نے لوگوں کو حج کرایا۔ حجاج نے اپنے مدینہ آنے سے پیشتر عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کو مدینہ کا قاضی مقرر کر دیا۔

مکہ و مدینہ کا گورنر حجاج بن یوسف تھا۔ کوفہ اور بصرہ پر بشر بن مروان۔ خراسان پر امیہ بن عبداللہ بن اسید گورنر تھا۔

شریح بن الحارث کوفہ کے قاضی تھے۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اس سال عمرہ ادا کیا مگر اس سال کی صحت میں کلام ہے۔

۷۵ھ کے واقعات

اس سنہ میں محمد بن مروان نے موسم گرما کی مہم کے ساتھ رومیوں سے جہاد کیا' جب کہ رومی مرعش کی جانب سے آگے بڑھے تھے۔

امارت عراق پر حجاج بن یوسف کا تقرر:

اسی سنہ میں عبدالملک نے یحییٰ بن الحکم بن ابی عاص کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا اور اسی طرح حجاج بن یوسف کو تمام عراق کا سوائے خراسان اور بحستان کے گورنر مقرر کیا۔ اور اسی سنہ میں حجاج بن یوسف کوفہ آیا۔

حجاج مدینہ میں مقیم تھا کہ عبدالملک کا حکم ملا کہ عراق جاؤ۔ کیونکہ بشر کا انتقال ہو چکا تھا۔ حجاج بارہ سواروں کے ساتھ نہایت اعلیٰ اور تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر کوفہ پہنچا۔

حجاج بن یوسف کی کوفہ میں آمد:

جس وقت کوفہ پہنچا ہے تو دن اچھی طرح چڑھ گیا تھا مگر حجاج کا آنا دفعتۃً ہوا کیونکہ اس کے آنے کا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ مہلب بھی کوفہ میں نہ تھے۔ کیونکہ مہلب نے بشر کو خوارج بھیج دیا تھا۔

حجاج سب سے پہلے مسجد میں آیا اور منبر پر چڑھا۔

اس نے ایک سرخ باریک کپڑے کے عمامے سے اپنے چہرے کو چھپا رکھا تھا۔ لوگوں سے کہا کہ میرے سامنے آؤ تاکہ میں تقریر کروں۔ لوگوں نے پہلے تو اسے اور اس کے ساتھیوں کو خارجی خیال کیا اور اس کے قتل کرنے کی ٹھان لی۔ مگر جب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے اپنا چہرہ بے نقاب کر دیا اور یہ شعر پڑھا۔

انا ابن جلا و طلاع الثنایا   متی اضع العمامۃ تعرفونی

ترجمہ: ''میں وہ آفتاب ہوں جو پردۂ ظلمت کو چاک دیتا ہوں اور گھاٹیوں پر چڑھنے والا ہوں۔ جب میں اپنا عمامہ اتاروں گا تب تم مجھے پہچان لو گے''۔

حجاج بن یوسف کا خطبہ:

بخدا میں شر کو اس کے کجاوہ میں لاد دیتا ہوں اور اس کے ایسے ہی نعل لگاتا ہوں اور جو جیسا کرتا ہے ویسے ہی اس کا بدلہ دیتا

ہوں میں بہت سے سروں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ پک گئے ہیں اور ان کے توڑ لینے کا وقت قریب آ گیا ہے اور میں عماموں اور ڈاڑھیوں کو خون سے زعفرانی دیکھ رہا ہوں۔ اے عراق کے لوگو! جان لو کہ میں انجیر کی طرح دبایا نہیں جا سکتا اور نہ بوسیدہ خشک مشک سے میں ڈرایا جا سکتا ہوں۔ میرا تقرر نہایت دانائی سے کیا گیا ہے اور مجھے بڑے اہم فرائض انجام دینا ہیں۔ امیر المومنین عبدالملک نے اپنے ترکش سے تیر نکالے اور ان سب کی لکڑیوں کو دانت سے کاٹا اور مجھ ہی کو سب سے زیادہ مضبوط اور ٹوٹنے میں سخت پایا اور اس لیے انھوں نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کیونکہ عرصہ دراز سے فتنہ وفساد تمہارا شیوہ ہو گیا ہے اور بغاوت تمہارا دستور العمل۔ مگر اب سمجھ لو کہ میں تمہاری اس طرح کھال ادھیڑلوں گا جس طرح لکڑی سے چھال اتاری جاتی ہے اور اس طرح تمہیں قطع کر ڈالوں گا جس طرح کہ خشک خار دار درخت ببول کاٹ ڈالا جاتا ہے اور اس طرح تمہیں ماروں گا جس طرح ایک اجنبی اونٹ پیٹا جاتا ہے۔ بخدا! میں وعدہ کرتا ہوں اسے وفا کرتا ہوں اور جب میں کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اسے پورا کرتا ہوں۔ اس لیے مجھ سے اور ان جماعتوں سے ڈرو اور قیل وقال سے بچو اور جس حالت میں تم اب ہو اس سے اپنے آپ کو نکالو بخدا یا تو تم راہ راست پر آ جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ مہلب کی فوج میں سے جو لوگ بھاگ کر آئے ہیں وہ اگر آج سے تین دن کے بعد یہاں آ گئے تو انہیں قتل کر ڈالوں گا اور ان کی جائداد ضبط کر لوں گا۔ اس قدر خطبہ دینے کے بعد حجاج اپنے قیام گاہ کی طرف چلا گیا۔ جب حجاج دیر تک خاموش بیٹھا رہا تو محمد بن عمیر نے کچھ کنکریاں ہاتھ میں اٹھالیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ ارادہ کیا کہ اسے مارے اور یہ بھی کہا کہ خدا اسے ہلاک کرے یہ کس قدر کریہہ منظر اور بدشکل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو یہ کہے گا وہ بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ اس کی ظاہری شکل وصورت ہے۔

جب حجاج نے خطبہ شروع کیا تو اس کا اس قدر اثر ہوا کہ خود بخود یہ کنکر مٹھی سے گرنے لگے اور محمد بن عمیر کو خبر تک نہیں ہوئی۔

حجاج نے اپنے خطبہ میں یہ بھی کہا تھا شاھت الوجوہ. یعنی تمہارے منہ برے ہو جائیں گے اِنَّ اللّٰهَ ضَرَبَ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ. ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مثال اس قریہ سے دی ہے جو نہایت امن وسکون میں تھا۔ ہر جگہ سے نہایت اطمینان و صبر کے ساتھ ماکولات اسے پہنچا کرتی تھیں اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی' پس اللہ تعالیٰ نے اس قریہ کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا۔ انھیں کے اعمال اس کے ذمہ دار تھے''۔

تم لوگ بھی اس قریہ کے باشندوں کی طرح ہو۔ بہتر ہے کہ تم اپنی حالت درست کر لو اور راہ راست پر آ جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ تمہیں ایسی ذلت کا مزا چکھاؤں گا کہ تم باز آ جاؤ گے اور تمہیں خشک خاردار درخت ببول کی طرح قطع کروں گا پھر تم مطیع ومنقاد ہو جاؤ گے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یا تم میرے ہاتھوں انصاف قبول کرو' فتنہ وفساد اور جھوٹی افواہوں سے باز آ ؤ ورنہ معمولی قطع وبرید کیا شئے ہے۔ میں تلوار سے تمہاری ایسی قطع وبرید کروں گا کہ تمہاری عورتیں بیوہ اور تمہارے بچے یتیم ہو جائیں گے اور جب تک کہ تم ان غیر آئینی باتوں کو ترک نہ کرو گے اور ان باتوں سے باز نہ رہو گے' میں ہوں اور یہ جماعتیں ہیں۔ تم میں سے کوئی شخص سوار نہیں ہو سکتا مگر تنہا' یاد رکھو کہ اگر باغیوں کو ان کی بغاوت اور سرکشی راس آ گئی اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے تو نہ خراج وصول ہوگا اور نہ دشمنوں سے کوئی لڑنے والا ہوگا اور نہ سرحد کی حفاظت ہو سکے گی۔ اگر یہ لوگ زبردستی جہاد میں شریک نہ ہوں گی خوشی سے تو کبھی بھی نہ

ہوں گے۔ مجھے اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ تم لوگوں نے مہلب کو چھوڑ دیا اور عدول حکمی کر کے اپنے شہر واپس آ گئے ہو اور میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج سے تین دن کے بعد جس شخص کو میں یہاں دیکھوں گا اس کی گردن ماردوں گا۔

مفرور فوجیوں کی واپسی کا حکم:

اس کے بعد حجاج نے تمام سر برآوردہ لوگوں کو بلایا اور انھیں حکم دیا کہ تمام لوگوں کو مہلب کے پاس پہنچا دو اور مجھے تحریری ثبوت اس بات کا دو کہ یہ لوگ اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے۔ اس مدت کے ختم ہونے تک پل کے دروازے شب و روز کھلے رہیں۔

حجاج بن یوسف کا اہل کوفہ کو خطاب:

تیسرے دن حجاج نے بازار میں تکبیر کی آواز سنی گھر سے نکل کر منبر پر متمکن ہوا اور کہنے لگا اے باشندگان عراق باغیوں اور منافقو اور برے اخلاق والو۔ میں نے تکبیر کی ایک آواز سنی ہے مگر یہ وہ تکبیر نہیں جس سے اللہ کے راستے میں ترغیب و تحریص دلائی جاتی ہو۔ بلکہ اس کا مقصد لوگوں کو خوفزدہ کرنا ہے اور میں نے خوب جان لیا ہے کہ یہ ایک غبار ہے جس کے پردے میں سخت و تیز آندھی آنے والی ہے۔ اے بیوقوف! لونڈی کے جنوں اور بندگان سرکشی و نافرمانی اور اے بیوہ اور لاوارث عورتوں کے بیٹو کیا تم میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو اپنی کمزوری و ضعف کے باوجود خاموشی اور اطمینان سے بیٹھے اور اپنے خون کو مفت نہ بہائے اور پھونک پھونک کر قدم دھرے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ عنقریب میں تمہیں ایسی سخت سزا دوں گا جو اگلوں کے لیے عذاب اور آیندہ نسلوں کے لیے عبرت ثابت ہوگی۔

عمیر بن ضابی کا عذر:

اس تقریر کے بعد عمیر بن ضابی التیمی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ خدا امیر کے کاموں کی ہمیشہ اصلاح کرتا رہے۔ میں بھی اس مہم میں شریک تھا اور اس سے متعلق ہوں۔ مگر میں بیمار اور ضعیف سن رسیدہ شخص ہوں۔ یہ میرا لڑکا بالکل نوجوان ہے' یہ میرے بدلے حاضر ہے۔

حجاج نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ عمیر نے اپنا نام بتایا۔ حجاج نے پھر پوچھا کہ کیا تم نے میری کل کی تقریر سنی ہے عمیر نے کہا ہاں۔ حجاج نے کہا کہ کیا تم ہی وہ شخص نہیں ہو جس نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی۔ عمیر نے اس کا بھی اقرار کیا۔ حجاج نے پھر پوچھا کس بنا پر تم نے ایسا کیا۔ عمیر نے کہا کہ اگرچہ میرا باپ ایک بہت بوڑھا شخص تھا۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے جیل خانہ میں ڈال دیا تھا۔ حجاج نے پوچھا کہ کیا تم نے ہی یہ شعر کہا ہے:

هممت و لم افعل و كدت و ليتنى ترکت على عثمان تبكى حلائله

ترجمہ: ''میں نے قصد کیا مگر اسے عملی جامہ نہیں پہنایا۔ میں اس فعل کو کرنے ہی والا تھا اور کاش میں عثمان رضی اللہ عنہ کو ایسی حالت میں چھوڑتا کہ ان کی بیویاں ان پر نوحہ کر رہی ہوتیں۔ میں تو تمہارے قتل کر دینے میں دونوں شہروں کوفہ اور بصرہ کی بھلائی خیال کرتا ہوں''۔

اس کے بعد حجاج نے اپنے پہرہ دار کو عمیر کی گردن مار دینے کا حکم دیا اور ایک شخص نے اٹھ کر اس کے حکم کی تعمیل میں اسے قتل کر دیا اور حجاج نے اس کے تمام مال و دولت پر قبضہ کر لیا۔

عمیر کا قتل:

اس واقعہ کے متعلق ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ عنبسہ بن سعید نے حجاج سے پوچھا کہ آپ اس شخص کو جانتے ہیں۔ حجاج نے کہا نہیں۔ عنبسہ نے کہا کہ یہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے ہے۔ اس پر حجاج نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اے دشمن خدا تو نے امیر المومنین کے پاس اپنی طرف سے کیوں نہ کسی اور شخص کو بھیجا۔ اس وقت بھی اپنے معاوضہ میں کسی اور کو بھیج دیا ہوتا۔

اور پھر اس کے قتل کر ڈالنے کا حکم دیا اور بعد میں یہ اعلان کرا دیا کہ عمیر نے باوجود ہمارا حکم سن لینے کے اس کی تعمیل نہیں کی اور تین دن کے بعد حاضر ہوا۔ اس لیے ہم نے اسے قتل کر ڈالا اور اس لیے تمام لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو لوگ مہلب کی فوج میں تھے ان میں سے اگر کوئی شخص آج رات یہاں بسر کرے گا' وہ اپنی جان کو معرض خطر میں سمجھے۔

مفرور فوجیوں کی مراجعت:

اس اعلان کو سنتے ہی تمام لوگ پل پر جمع ہو گئے۔ تمام سر برآوردہ لوگ مہلب کے پاس پہنچے جو اس وقت رام ہرمز میں مقیم تھے اور وہاں جا کر ان سے اپنے پہنچنے کی باقاعدہ رسیدیں حاصل کیں۔ اس پر مہلب نے کہا کہ آج عراق میں وہ شخص آیا ہے جو اپنے زمانہ کا جوان مرد ہے۔ اب دشمن قتل ہو جائیں گے۔

ابو عبیدہ نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ اس شب صرف بنی مذحج کے چار ہزار آدمیوں نے پل کو عبور کیا۔ مہلب نے اس پر کہا اب عراق میں ایک جوان مرد آیا ہے۔

عبد الملک کا خط بنام اہل کوفہ:

جب عبد الملک کا خط لوگوں کے سامنے پڑھا جانے لگا تو پڑھنے والوں نے کہا: امابعد السلام علیکم! میں تمہارے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ اس پر حجاج نے کہا چپ رہ اے نافرمان غلام بھلا امیر المومنین تو تم پر سلامتی بھیجیں اور تم میں سے کسی شخص کو یہ توفیق نہ ہو کہ اس کا جواب دے۔ یہ اخلاق اموی عورت کے لونڈوں کا ہے۔ ٹھہرو بخدا اب میں تمہیں کچھ اور اخلاق سکھاؤں گا۔ اور جو شخص اس خط کو پڑھ رہا تھا اسے حکم دیا کہ پھر ابتدا سے پڑھے۔ چنانچہ جب پڑھنے والا امابعد السلام علیکم پر پہنچا تو سب نے بلا استثنا کہا وعلی امیر المومنین السلام ورحمۃ اللہ۔

عمیر کے قتل کا واقعہ:

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ جب حجاج کوفہ آیا تو اس نے لوگوں سے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ تم لوگ مہلب کی فوج میں سے چھوڑ کر بھاگ آئے ہو۔ اس لیے میں حکم دیتا ہوں کہ آج سے تیسرے دن کی صبح کو ان کی فوج کا کوئی شخص یہاں نہ رہے۔

تیسرے دن کے بعد ایک شخص لہولہان حجاج کے پاس آیا۔ دریافت کرنے پر اس نے بتلایا کہ میں نے عمیر بن ضابی البرجمی کو حکم دیا تھا کہ تم اپنی فوج میں چلے جاؤ مگر اس کے جواب میں اس نے مجھے مارا اور اس حکم کی تکذیب کی۔ حجاج نے عمیر کو بلایا' ایک پیر فرتوت سامنے لایا گیا۔ حجاج نے دریافت کیا کہ تم کیوں اپنے فوجی مرکز سے بھاگ کر چلے آئے؟ عمیر نے کہا میں ایک بڈھا ضعیف ہوں۔ حرکت تک نہیں کر سکتا اس لیے میں نے اپنے عوض اپنے بیٹے کو جو مجھ سے زیادہ طاقتور اور عمر میں میرے مقابلے میں بالکل جوان ہے۔ بھیج دیا ہے آپ میرے بیان کی تصدیق فرما لیجیے اگر میں سچا ہوں تو خیر ورنہ مجھے ضرور سزا دیجیے گا۔ اس پر عنبسہ بن سعید

نے کہا کہ یہ ہی وہ شخص ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقتول پڑے تھے یہ ان کے لاشہ کے پاس آیا ان کے طمانچے مارے' ان پر کود پڑا' جس سے آپ کی دو پسلیاں چور ہوگئیں۔ حجاج نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اس کی گردن ماردی گئی۔

عمر بن سعید کی روایت:

عمر بن سعید کہتے ہیں کہ میں کوفہ سے حیرہ جارہا تھا کہ اثناء راہ میں میں نے چند لوگوں کو رجز پڑھتے سنا۔ میں اس طرف چلا اور ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا خبر ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم پر قبائل عرب کے بدترین قبیلہ ثمود کا ایک شخص حاکم ہو کر آیا ہے' جس کی پنڈلیاں ٹیڑھی' جس کے چوتڑ خشک سوکھے ہوئے اور دن کا اندھا شپرہ چشم ہے۔ ہمارے قبیلے کا عمیر بن ضابی اس کے پاس گیا تو اس نے اسے قتل ہی کر ڈالا۔ حجاج اسی سنہ کے ماہ رمضان المبارک میں کوفے آیا۔

حکم بن ایوب کا امارت بصرہ پر تقرر:

حکم بن ایوب الثقفی کو بصرے کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ خالد بن عبداللہ پر تشدد کرنا۔ جب خالد کو اس کا علم ہوا وہ حکم کے بصرے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور مقام جلحاء میں قیام پذیر ہوا۔ اہل بصرہ اس کے ساتھ ہو لیے اور تاوقتیکہ اس نے ہر شخص کو ہزار ہزار درہم نہ دیئے وہ اس کے کمرے سے نہ گئے۔

اس سال عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اور اسی سال یحییٰ بن حکم عبدالملک کے پاس آیا اور مدینے پر ابان بن عثمان کو اپنا قائم مقام مقرر کرایا۔ عبدالملک نے یحییٰ بن حکم کو حکم دیا کہ تم بدستور سابق مدینے کے حاکم رہو گے۔ بصرے اور کوفے پر حجاج بن یوسف اور خراسان پر امیہ بن عبداللہ گورنر تھے۔ شریح کوفے کے' زرارہ بن اوفی بصرے کے قاضی تھے۔

اسی سنہ میں حجاج کوفے سے بصرہ گیا اور کوفے پر ابویعفور عروۃ بن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام کر دیا اور جب تک کہ حجاج جنگ رستقباذ کے بعد کوفے واپس نہ گیا ابویعفور برابر کوفے پر قائم مقام کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔

حجاج بن یوسف کی بصرہ میں آمد:

اور اسی سال بصرے میں لوگوں نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔

عمیر کے قتل کے بعد حجاج کوفے سے بصرے آیا اور جس قسم کی تہدید آمیز تقریر اس نے اہل کوفہ کے سامنے کی تھی اسی قسم کی یہاں بھی کی۔

بنی یشکر کا ایک شخص اس کے سامنے پیش کیا گیا کہ یہ شخص فوج سے بھاگ آیا ہے۔ اس نے کہا مجھے فتق کا عارضہ ہے۔ بشر نے خود دیکھا تھا اور میرے اس عذر کو قبول بھی کر لیا تھا۔ جو کچھ مجھے بیت المال سے تنخواہ ملتی ہے وہ یہ موجود ہے واپس کر لی جائے۔ حجاج نے اس کی ایک نہ سنی اور قتل کروا ڈالا۔ اہل بصرہ اس واقعہ سے بہت ہی پریشان ہوئے' اور بصرے سے روانہ ہو کر رام ہرمز کے پل پر فوجی معائنے کے لیے باقاعدہ طور پر آگے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ اس پر مہلب نے کہا اب لوگوں پر ایک جوان مرد شخص سردار مقرر ہو کر آیا ہے۔

عبداللہ بن جارود کی بغاوت:

ماہ شعبان ۷۵ھ کی ابتدائی تاریخوں میں حجاج بصرے سے روانہ ہو کر رستقباذ میں مقیم ہوا اور یہاں لوگوں نے اس کے خلاف

عبداللہ بن جارود کی زیر سیادت علم بغاوت بلند کیا۔ حجاج نے عبداللہ بن جارود کو قتل کر ڈالا اور اس نے اٹھارہ سر رام ہرمز میں نصب کرنے کے لیے روانہ کیے۔ اس ترکیب سے مسلمانوں کی حالت مضبوط ہوگئی۔ مگر دوسری طرف خارجیوں کو یہ بات بہت ناگوار گزری' کیونکہ انہیں توقع تھی کہ ہمارے دشمنوں میں پھوٹ اور نفاق پڑ جائے گا اس کے بعد حجاج بصرے واپس آ گیا۔

عبداللہ بن جارود کا قتل:

بصرے آ کر جب حجاج نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم مہلب سے جا کر مل جاؤ تو تمام لوگ روانہ ہو گئے۔ اب خود حجاج بھی بصرے سے چل کر آخر شعبان میں رستقباذ میں مقام دستوی کے قریب فروکش ہوا۔ اس کے ساتھ بصرے کے اکابر اور عمائدین بھی تھے مہلب اور اس کے درمیان اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ اس مقام پر حجاج لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ تمہاری تنخواہوں میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو اضافہ کیا تھا وہ ایک فاسق و منافق کا اضافہ ہے جسے میں کبھی جائز نہیں رکھ سکتا یہ سن کر عبداللہ بن جارود العبدی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یہ اضافہ کسی فاسق و منافق نے نہیں کیا ہے۔ بلکہ امیر المومنین عبدالملک نے اس کی توثیق کی ہے اور اس اضافے کو ہمارے لیے بحال رکھا ہے مگر حجاج نے اسے جھٹلایا اور دھمکایا اس پر عبداللہ بن جارود حجاج پر جھپٹ پڑا۔ جتنے عمائدین و اکابر تھے وہ بھی عبداللہ کے ساتھ ہوئے دونوں جماعتوں میں شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ حجاج نے عبداللہ اور اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا سر کاٹ کر مہلب کے پاس بھیج دیا اور خود بصرے آ گیا۔

مہلب اور ابن مخنف کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم:

مہلب اور عبدالرحمٰن بن مخنف کو خط لکھا کہ جس وقت میرا یہ خط تمہیں ملے تم فوراً خارجیوں پر حملہ کر دینا۔ اسی سنہ میں مہلب اور ابن مخنف نے خارجیوں کو رام ہرمز سے نکالا۔

۲۰/ شعبان یوم دوشنبہ ۷۵ھ میں حجاج کو تحریر حکم کی تعمیل میں مہلب اور ابن مخنف نے بمقام رام ہرمز خارجیوں پر حملہ کیا اور بغیر کسی شدید مقابلے کے انہیں وہاں سے نکال دیا۔ اگرچہ کوئی خونریز معرکہ کارزار گرم نہیں ہوا تاہم ان دونوں سرداروں نے خارجیوں پر حملہ کیا اور خارجی باقاعدگی سے پسپا ہو گئے اور مقام کازرون واقعہ علاقہ سابور میں جا کر مورچے لگائے۔ مہلب اور ابن مخنف بھی ان کے تعاقب میں چلے اور یکم رمضان کو انہیں جا لیا۔ مہلب نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی۔ اہل بصرہ کا یہ بیان ہے کہ مہلب نے عبدالرحمٰن بن مخنف سے بھی کہا تھا کہ میری یہ رائے ہے کہ تم بھی ضرور اپنے گرد خندق کھود لو' مگر ان کے ساتھی فوج والوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہماری تلواریں ہی ہماری خندقیں ہیں۔

خوارج کا مہلب پر شبخون:

خارجیوں نے مہلب پر شب خوں مارا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ظلمت شب میں ان کا قلع قمع کر دیں' مگر مہلب اس قسم کے اچانک حملہ کے لیے بالکل تیار تھے۔ چنانچہ جب خارجیوں کو معلوم ہو گیا کہ مہلب نے مدافعت کا پورا سامان پیشتر سے کر رکھا ہے تو وہ اس طرف سے ہٹ کر عبدالرحمٰن پر حملہ آور ہوئے۔

یہاں کوئی خندق نہ تھی کہ ان کے حملہ کو روکتی' خارجیوں نے ان سے جنگ شروع کی۔ ان کے ساتھی انہیں چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ عبدالرحمٰن گھوڑے سے اتر پڑے اور اپنی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ لڑتے لڑتے مارے گئے۔ اسی طرح جتنے لوگ اس'

وقت ان کے ساتھ تھے وہ سب بھی میدان جنگ میں ان کے گرد کام آئے۔

مہلب اور خوارج کی جنگ:

مگر کوفے والوں کا بیان ہے کہ جب حجاج کا خط مہلب اور عبدالرحمٰن بن مخنف کو ملا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ اس حکم کے دیکھتے ہی تم دونوں خارجیوں پر حملہ کر دینا۔ یہ دونوں سردار بروز چہارشنبہ ۲۰/ رمضان ۷۵ھ میں خارجیوں پر حملہ آور ہوئے اور اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اس سے پہلے خارجیوں سے جس قدر لڑائیاں لڑی گئی تھیں ان سب سے زیادہ یہ خونریز اور خوفناک تھی۔ یہ واقعہ ظہر کے بعد کا ہے۔ اب خارجی اپنی پوری قوت کے ساتھ صرف مہلب پر ٹوٹ پڑے اور مہلب کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے فوجی قیام گاہ کی طرف واپس چلے آئیں۔ جنگ کی اس حالت کو دیکھ کر مہلب نے چند نیک اور متقی لوگوں کو جو فوج میں تھے عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا۔ یہ لوگ عبدالرحمٰن کے پاس آئے اور کہا کہ مہلب نے آپ سے کہا ہے ہمارا اور آپ کا دشمن ایک ہی ہے۔ مسلمانوں پر اس وقت جو وقت ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں اس لیے آپ اپنے برادرانِ اسلام کی مدد فرمائیں۔ خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے۔

ابن مخنف کی مہلب کو امداد:

اب عبدالرحمٰن نے رسالے سے اور پیدل سپاہ سے جو یکے بعد دیگرے بھیجی جاتی تھی مہلب کو مدد دینا شروع کی۔ عرصے کے بعد جب خوارج نے یہ رنگ دیکھا کہ اس طرح عبدالرحمٰن کی فوج میں سے پیدل اور رسالہ برابر مہلب کی مدد کو آ رہا ہے انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب عبدالرحمٰن کی جمعیت کم ہو گئی ہوگی۔ اس لیے انہوں نے اپنی فوج کے پانچ دستوں کو تو مہلب کے مقابلے پر چھوڑا اور اپنی تمام طاقت کے ساتھ عبدالرحمٰن کا رخ کیا۔ عبدالرحمٰن نے جب یہ دیکھا کہ یہ میری طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ قرا لوگ جن کے سردار ابوالاحوص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قلبی دوست اور خزیمہ ابن نصر ابونصر بن خزیمہ العبسی جو زید بن علی کے ساتھ قتل اور کوفے میں دار پر کھینچے گئے تھے۔ میدان جنگ میں گھوڑوں سے اتر پڑے۔

عبدالرحمٰن بن مخنف اور خوارج کی جنگ:

اس طرح عبدالرحمٰن کے ساتھ خاص ان کے خاندان اور قبیلے کے اکہتر شہسوار بھی اتر پڑے۔ خارجیوں نے ان پر حملہ کیا اور سخت ترین جنگ ہوئی۔ اکثر لوگ عبدالرحمٰن سے علیحدہ ہو گئے اور اب اہل بصرہ کی ایک مختصر سی جماعت کے ساتھ جو برابر اپنی جگہ ڈٹی رہی عبدالرحمٰن رہ گئے۔

ان کا بیٹا جعفر ان لوگوں میں تھا جنہیں عبدالرحمٰن نے مہلب کی امداد کے لیے بھیج دیا تھا۔ اپنے باپ کو اس خطرے میں دیکھ کر اس نے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ چلو مگر صرف چند لوگ اس کے ساتھ آئے۔ جب یہ اپنے باپ سے قریب پہنچ گیا خارجی بیچ میں سدراہ ہوئے۔ یہ لڑا اور زخمی ہوا۔ خارجیوں نے اسے میدان جنگ سے اٹھا لیا۔

عبدالرحمٰن بن مخنف کا قتل:

عبدالرحمٰن بن مخنف اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر نصف سے زیادہ رات گئے تک لڑتے رہے اور پھر اسی جماعت میں مارے گئے۔ صبح کے وقت مہلب آئے۔ انہیں دفن کیا ان کے لیے دعا کی اور ان کی موت کی خبر حجاج کو لکھی۔ حجاج نے اس کی اطلاع عبدالملک کو دی۔ عبدالملک نے مقام منیٰ میں عبدالرحمٰن کی خبر مرگ کا اعلان کیا اور اہل کوفہ کی مذمت کی۔

ابن مخنف کا مہلب سے عدم تعاون:

حجاج نے عبدالرحمٰن بن مخنف کی فوج کا عتاب بن ورقا کو سردار مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب تم دونوں مہلب اور عتاب کسی جنگ میں شریک ہوں تو مہلب کے مشورے پر عمل کرنا اور ان کی اطاعت کرنا۔ عتاب کو یہ بات ناگوار ہوئی مگر کیا کرتا حجاج کے حکم کی تعمیل کے سوا چارہ نہ تھا۔ واپس جانے کی بھی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا ناچار آ کر اپنی فوج میں فروکش ہوا اور خارجیوں سے جنگ میں مصروف ہوا۔ خارجیوں کے مقابلے میں جنگ کرنے کی تمام ذمہ داری مہلب پر تھی مگر عتاب برابر اپنی صوابدید پر کام کرتا رہا اور کسی معاملے میں اس نے مہلب سے مشورہ نہ لیا۔

جب مہلب نے اس کا یہ طرز عمل دیکھا تو اہالی کوفہ میں بعض لوگوں کو جس میں بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ بھی تھے' انتخاب کر کے انہیں عتاب کے خلاف برانگیختہ کیا۔

مہلب اور ابن مخنف میں تلخ کلامی:

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ عتاب مہلب کے پاس آیا اور کہا کہ میری فوج والوں کی تنخواہ ادا کر دو۔ مہلب نے اسے اپنے پاس بٹھایا۔ مگر عتاب نے اپنی فوج والوں کی تنخواہ کی ادائی کا مطالبہ درشت اور تحکمانہ لہجے میں کیا۔ اس پر مہلب نے کہا کہ تو یہاں ہے اے ابن اللخناء (لخناء وہ عورت جس کے بدن سے بدبو آتی ہو)

اس کے متعلق بنی تمیم یہ کہتے ہیں کہ عتاب نے بھی لفظ کو مہلب کے لیے استعمال کیا مگر دوسرے لوگوں کا یہ بیان ہے کہ عتاب نے کہا کہ میری ماں تو بہت سے سخی اور شجاع ماموؤں اور چچاؤں والی ہے۔ کاش کہ خدا میرے اور تیرے درمیان تفریق کر دے اور میں تیری صورت نہ دیکھوں۔

غرض کہ اس قسم کی سخت گفتگو دونوں میں ہوتی رہی کہ مہلب اٹھ کر گئے اور چاہتے ہی تھے کہ ڈنڈا اٹھا کر عتاب کے رسید کریں کہ ان کے لڑکے مغیرہ نے ڈنڈا پکڑ لیا اور کہا کہ خدا امیر کو نیک صلاح دے عتاب عرب کے سربرآوردہ اور شریف لوگوں میں ہیں۔ اگر آپ نے کوئی بات خلاف طبیعت بھی ان سے سنی ہے تو آپ اسے برداشت کریں اور معاف کر دیں کیونکہ آپ ہی سے اس قسم کے تحمل کی توقع ہے۔ مہلب خاموش ہو گیا اور عتاب کو کچھ نہیں کہا۔ عتاب اٹھ کر چلا آیا مگر بسطام بن مصقلہ نے سامنے آ کر اسے گالیاں دینا شروع کیں اور سخت برا بھلا کہا۔

مہلب کے خلاف عتاب کی شکایت:

عتاب نے حجاج کو مہلب کی شکایت لکھی اور لکھا کہ مہلب نے کوفے کے چند جاہل بے وقوفوں کو میرے لیے برانگیختہ کیا اور ان سے میری توہین کرائی۔ آپ مجھے اپنے پاس بلالیں۔ چونکہ شبیب کے ہاتھوں کوفہ کے شرفا کو مصیبت اٹھانی پڑی تھی اس لیے اس کے تدارک کے لیے خود حجاج کو عتاب کی ضرورت پیش آ گئی اس لیے حجاج نے عتاب کو لکھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ اور فوج کا انتظام و انصرام مہلب کے سپرد کر دو۔ مہلب نے اس پر حبیب بن مہلب کو سردار مقرر کر دیا۔

صالح بن مسرح:

مہلب سابور میں ایک سال تک خارجیوں کے مقابلے میں مصروف رہے اسی سنہ میں صالح بن مسرح (متعلقہ بنی امرئ

القیس) نے شورش کے لیے سر اٹھایا۔ یہ شخص صفریہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ ہی پہلا شخص ہے جس نے اس فرقے والوں میں سے سر اٹھایا۔

اس شخص کی شورش کے اسباب اور وہ واقعات جو اس سنہ میں پیش آئے۔ حسب ذیل ہیں:

صالح بن مسرح کی گرفتاری کا حکم:

صالح بن مسرح ۷۵ھ میں حج کرنے گیا۔ اس کے ہمراہ شبیب بن یزید' سوید' بطین اور ایسے ہی اور لوگ بھی تھے اسی سنہ میں عبدالملک بن مروان کو قتل کرنا چاہا۔ عبدالملک کو بھی اس کی خبر پہنچ گئی جب حج کر کے واپس گیا تو حجاج کو لکھا کہ ان لوگوں کو کوشش کر کے گرفتار کر لو۔

صالح کوفے میں آتا تھا اور ایک ایک ماہ تک قیام کرتا تھا۔ اپنے ہمراز دوستوں سے ملتا جلتا اور وعدے وعید کرتا تھا۔ مگر کوفے میں صالح کی سازش بار آور نہ ہو سکی اور جب حجاج نے اسے پکڑنا چاہا تو کوفے والوں نے اس کی مطلق مخالفت نہیں کی۔

باب ۶

شبیب بن یزید خارجی

۷۶ھ کے واقعات

صالح بن مسرح کا کردار:

اسی سنہ میں صالح بن مسرح نے علم بغاوت بلند کیا۔ اس کے اسباب و واقعات یہ ہیں:

صالح بن مسرح التمیمی ایک نہایت عابد و زاہد شخص تھا۔ اپنے معبود کے سامنے ہمیشہ گڑگڑاتا تھا۔ اس کا چہرہ زرد تھا۔ مقام بدارا اور علاقہ موصل اور جزیرے میں بہت سے لوگ اس کے جاننے والے تھے جنہیں وہ قرآن پڑھاتا اور خطبے دیا کرتا تھا۔

قبیصہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے دوستوں سے بیان کیا کہ صالح میرے پاس خطبہ دیا کرتا تھا (خود یہ شخص انہیں کے خیالات و عقائد کا ماننے والا تھا)

صالح بن مسرح کا خطبہ:

صالح سے اس کے متبعین نے درخواست کی کہ آپ ہمارے پاس کوئی خط بھیجیں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا یہ اس کا خطبہ تھا جو دیا کرتا تھا:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ.

''تمام تعریفیں اسی ذات کے لیے ثابت ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیاں اور روشنی بنائی۔ اس پر بھی کافر اپنے پروردگار کے ساتھ دوسروں کو شریک بناتے ہیں''۔

اے خداوندا! ہم تیرے ساتھ کسی کو عدیل و شریک نہیں بناتے اور سوائے تیرے اور کسی کی طرف نہیں دوڑتے۔ صرف تیری ہی عبادت و پرستش کرتے ہیں' تو ہی نے پیدا کیا ہے۔ تیری ہی حکومت ہے' تو ہی نفع و نقصان دینے والا ہے اور تو ہی ہماری جائے بازگشت ہے۔ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ محمد ﷺ تیرے وہ بندے ہیں جنہیں تو نے برگزیدہ کیا تیرے رسول ﷺ جنہیں تو نے پسند فرمایا' تا کہ وہ تیرے احکام دنیا کو پہنچا دیں اور تیرے بندوں کے ساتھ خیر خواہی کریں۔ اور ہم اس بات پر بھی شاہد ہیں کہ انھوں نے پیغام خداوندی کو پہنچا دیا۔ قوم کی فلاح و بہبود میں پوری کوشش کی۔ حق کی دعوت دی' انصاف کیا' دین کی امداد کی' مشرکین سے جہاد کیا۔ آخر کار خدا نے انھیں اس دنیا سے اٹھا لیا۔

اے لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو۔ دنیا سے علیحدہ رہو۔ آخرت کی خواہش کرو۔ موت کو اکثر یاد کرتے رہو' فاسق لوگوں سے علیحدہ رہو' مومنین سے دوستی پیدا کرو۔ کیونکہ دنیا کی خواہش کم کرنے سے اللہ تعالیٰ کے پاس

نعمتیں ہیں ان کے حاصل کرنے کی آرزو پیدا ہوتی ہے اور مادی جسم کو عبادتِ خداوندی میں مشغول ہونے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے موت کو اکثر یاد کرنے سے بندہ اپنے رب سے ڈرنے لگتا ہے اس کے سامنے خضوع وخشوع کرتا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ فساق سے علیحدہ رہنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یہ فرمایا ہے۔

﴿ وَ لا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَمَا تُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴾

''(جو شخص ان میں مر جائے اس کے لیے تم اے محمدؐ!) کبھی دعا نہ کرنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ گنہگار تھے''۔

مومنین سے دوستی کرنا اس لیے ضروری ہے کہ اس ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی رحمت اور اس کا کرم ہمیں حاصل ہوگا اور جنت ملے گی۔ خدا مجھے اور تمہیں سچے اور صابر لوگوں میں کرے۔

ایمان والوں پر اللہ کی بڑی رحمت تھی کہ اس نے انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جس نے انھیں کتاب اللہ بتائی۔ عقل و حکمت سکھائی' ان کے قلوب میں نورِ ایمانی کی صفائی پیدا کر دی گناہوں سے انھیں پاک کیا اور ان کے مذہب میں ان کی امداد کی اور وہ مسلمانوں پر بے حد مہربان اور شفیق رہے۔ پھر اللہ نے انھیں اس جہان فانی سے اٹھا لیا۔ (صلوٰت اللہ علیہ) آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے متقی شخص تمام مسلمانوں کی خوشی سے سربراہ کار امور خلافت ہوئے جو بالکل آنحضرتؐ کے نقش قدم پر چلے اور انھیں کے طریق عمل پر آپ نے بھی کام کیا۔ آخر کار واصل بحق ہوئے (اللہ آپ پر اپنا رحم کرے)۔

اپنا جانشین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیا جن کے ہاتھ میں اللہ نے اس قوم کی باگ دی۔ آپ نے کلام خداوندی کے مطابق کام کیا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا' حق وصداقت کی راہ میں کبھی وہ ذاتی بغض وعداوت کو کام میں نہیں لائے اور نہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت پر کان دھرا۔ آخر کار یہ بھی واصل بحق ہو گئے۔ (اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے)

ان کے بعد مسلمانوں کی زمام قیادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی۔ انھوں نے مال غنیمت میں تصرف کیا۔ حدود شرعی موقوف کر دیئے۔ انتظام وسیاست ملک میں حد سے تجاوز کر گئے۔ مسلم کی تذلیل اور مجرم کی عزت افزائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں قتل کر ڈالا۔ پس اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نیک مومنین کو ان سے کوئی تعلق نہیں۔ بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے جانشین ہوئے مگر تھوڑے ہی زمانے بعد انہوں نے جہاں حکم خداوندی جاری کرنا چاہیے تھا وہاں انسانوں کو حکم بنا دیا۔ گمراہ لوگوں کے متعلق بھی شک کیا۔ جادۂ مستقیم سے ہٹ گئے اور تملق و چاپلوسی سے کام لیا اور اس لیے ہم علی رضی اللہ عنہ اور شیعانِ علی رضی اللہ عنہ سے بالکل علیحدہ ہیں۔

پس اے لوگو! اللہ تم پر اپنا رحم نازل فرمائے' ان حق سے برگشتہ فرقوں اور گمراہی وتاریکی کے گروہوں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے چلو۔ تاکہ ہم اس فانی دنیا سے عالم جاودانی میں چلے جائیں اور اپنے ان ایمان ویقین رکھنے والے

برادرانِ ملت سے جاملیں جنھوں نے آخرت کے عوض دنیا کو بیچ ڈالا اور عاقبت میں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال صرف کر ڈالا۔ قتل سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ میدانِ جنگ میں قتل ہونا موت سے زیادہ آسان ہے۔ اور موت تو ایک دن ضرور آنے والی ہے کہ تمہیں اس کا سان گمان بھی نہ ہوگا کہ وہ کب آئے گی اور پھر وہ تم میں اور تمہارے باپوں' بیٹوں اور بیویوں اور املاک و جائیداد کے درمیان جدائی کر دے گی اور بجائے اس کے کہ تم موت سے اس قدر ڈرو اور گھبراؤ۔ تمہیں نہایت خوشی سے اپنے جان و مال کو اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ تمہیں اس کے معاوضے میں جنت الفردوس ملے گی' خوبصورت حوروں سے تم بغل گیر ہو گے۔ خدا مجھے اور تمہیں ان نیک' اس کے شکر کرنے والے لوگوں میں بنا دے جو ہمیشہ صداقت کی ہدایت کرتے ہیں اور اسی پر انصاف کرتے ہیں''۔

صالح بن مسرح کی جماعت:

صالح کے پیرو ہمیشہ اس کے پاس آتے جاتے رہتے تھے کہ ایک دن اس نے ان سے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تم کس بات کے منتظر ہو اور کب تک منتظر رہو گے۔ ظلم تو اب کھلم کھلا ہو رہا ہے' اور عدل و انصاف کے حلق پر چھری پھیر دی گئی ہے ان عمال و حاکموں کا ظلم و تکبر روز بروز بڑھتا جا رہا ہے' یہ لوگ جادۂ حق سے دور ہوتے جاتے ہیں اپنے رب کے خلاف منشاء و افعال کرنے میں شیر ہو رہے ہیں۔ اس لیے تم جنگ کے لیے مستعد ہو جاؤ اور اپنے ان برادرانِ ملت کے پاس قاصد بھیجو جو باطل کے منکر اور حق کے داعی اور تمہارے اغراض و مقاصد سے ہمدردی رکھتے ہوں تا کہ پھر ہم ایک جا جمع ہوں۔ اپنی حالت کا اندازہ کریں کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور کس وقت ہمیں حق و انصاف کے لیے میدانِ جنگ میں نکل آنا چاہیے۔

شبیب بن یزید کی صالح کو پیشکش:

چنانچہ اس کے متبعین نے اس مقصد کے لیے آپس میں خط و کتابت کی اور پیامبر بھیجے اور آپس میں ملاقاتیں کیں۔ ابھی یہ ہی ادھیڑ بن ہو رہی تھی کہ محلل بن وائل الیشکری شبیب کا خط لے کر صالح کے پاس آیا۔ اس خط میں تحریر تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ جہاد کرنے کا ہے۔ اس غرض کے لیے آپ نے مجھے بھی دعوت دی ہے میں اس دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور اگر آپ آج کے دن کو مناسب سمجھتے ہیں تو آپ شیخ المسلمین ہیں۔ ہم میں سے کوئی شخص بھی کبھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا اور اگر آپ ایک دن تاخیر کرنا چاہتے ہوں تو مجھے بتائیں' زندگی کا اعتبار نہیں صبح ہے تو شام کا اعتبار نہیں اور شام ہے تو صبح کی خبر نہیں بہت ممکن ہے کہ موت آج ہی میری امیدوں کا خاتمہ کر دے اور میں گمراہوں سے جہاد نہ کر سکوں۔ یہ کتنا عظیم الشان نقصان ہوگا اور یہ کیسی فضیلت ہوگی جو مجھے ترک کرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان جیسا کر دے جو اپنے اعمال سے خدا اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اس دن کے متمنی ہیں کہ جنت میں خدا کا جلوہ دیکھیں گے اور نیک لوگوں کی صحبت میں رہیں گے۔ السلام علیک۔

صالح بن مسرح کا شبیب کے نام خط:

جب صالح کے پاس محلل شبیب کا یہ خط لے کر آیا اس نے اس کا یہ جواب دیا۔ حمد و ثناء کے بعد عرصے سے نہ تمہاری حالت معلوم ہوئی تھی اور نہ تمہارا کوئی خط آیا تھا جس نے مجھے غمگین کر دیا تھا۔ ایک مسلمان نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تم جنگ کے لیے آمادہ ہو اور آ رہے ہو۔ میں اپنے مالک کے اس فیصلے پر اس کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

قاصد خط لے کر آیا۔ جو کچھ اس میں مذکور تھا میں نے بخوبی اسے سمجھ لیا۔ ہم جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں۔ صرف تمہاری وجہ سے میں اب تک رکا ہوا ہوں۔ تم یہاں آؤ تا کہ جب تمہاری رائے ہو ہم سب ساتھ جنگ کے لیے نکلیں۔ کیونکہ تمہاری رائے اور مشورے کے بغیر چارہ نہیں اور کوئی معاملہ بغیر تمہاری رائے ومشورے کے طے نہیں پا سکتا۔ والسلام علیک۔

صالح بن مسرح سے شبیب کی ملاقات:

شبیب کے پاس جب یہ خط آیا اس نے اپنے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ ان میں اس کا بھائی مصاد بن یزید بن نعیم، محلل بن وائل الیشکری، صقر بن حاتم (قبیلہ بنی تیم شیبان سے) ابراہیم بن حجر ابوالصقیر (قبیلہ بنی محلم سے) اور فضل بن عامر (قبیلہ بنی ذہل بن شیبان سے) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بہر حال شبیب روانہ ہو کر دارا میں صالح کے پاس آیا۔ جب صالح سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے کہا' اب جہاد کے لیے چلیے اللہ آپ پر اپنا رحم نازل فرمائے کیونکہ سنت نبوی روز بروز مٹ رہی ہے اور مجرمین کی سرکشی و نافرمانی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ صالح نے اپنے پیروؤں میں قاصد بھیج دیئے اور ان سے وعدہ کیا کہ ماہ صفر کی چاند رات بروز چہارشنبہ (۷۶ھ) کو جنگ کے لیے کوچ کریں گے۔

اب لوگ جمع ہونے شروع ہوئے تا کہ شب میعاد کو میدانِ جنگ کا رُخ کریں اور ان کی پوری جماعت اس رات میں اس کے پاس اکٹھی ہوگئی۔

شبیب کی صالح بن مسرح سے درخواست:

شبیب کا بیان ہے کہ جب ہم نے جنگ کے لیے نکلنے کا ارادہ کیا تو سب کے سب صالح کے پاس جس رات کو جنگ کے لیے چلے ہیں جمع ہوئے۔ چونکہ اللہ کی زمین میں ہر طرف ظلم وعصیاں کا دور دورہ تھا اس لیے میری یہ رائے تھی کہ جو لوگ ان زیادتیوں کے مرتکب ہوئے ہیں ان پر حملہ کر دینا چاہیے۔ اس لیے میں نے صالح سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کی کیا رائے ہے۔ ہمیں اس پردۂ ظلمت میں جنگ کے لیے روانہ ہو جانا چاہیے اور قبل اس کے کہ ہم انہیں حق کی دعوت دیں یا انہیں قتل کر ڈالیں یا اتمام حجت کے لیے پہلے انہیں دعوت دیں۔ قبل اس کے کہ اس معاملہ میں آپ کوئی رائے دیں میں اپنی رائے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ہمارے عقائد وخیالات کو نہ مانے ہمیں اسے قتل کر ڈالنا چاہیے چاہے وہ ہمارا قریبی رشتہ دار ہو یا غیر ہو۔ کیونکہ بلاشبہ ہم ایسے گمراہوں کے خلاف جنگ کے لیے نکلے ہیں جنہوں نے احکام خداوندی کو پس پشت ڈال دیا ہے اور شیطان ان پر غالب ہے۔

صالح بن مسرح کی ہدایت:

اس پر صالح نے کہا نہیں پہلے ہم انہیں دعوت دیں گے۔ اس لیے کہ ہماری دعوت پر صرف وہی لبیک کہے گا جس کے عقائد مثل ہمارے ہوں گے اور جو ہمارے مخالف عقائد کو ماننے والے ہیں وہ ضرور ہمارا مقابلہ کریں گے مگر اتمام حجت کے لیے دعوت لابدی ہے تا کہ بعد میں کوئی شرعی عذر باقی نہ رہے۔

شبیب نے پھر دریافت کیا کہ اچھا جن لوگوں سے ہم جنگ کریں گے اور ان پر فتح پانے کی صورت میں ان کے جان و مال کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے صالح نے جواب دیا کہ اگر ہم نے انہیں تہ تیغ کر ڈالا اور مال غنیمت حاصل کیا تو وہ ہمارا ہے اور اگر ہم

نے درگزر کر دیا تو یہ بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے۔

شبیب نے کہا کہ آپ کی رائے۔ (خدا آپ پر اپنا رحم نازل فرمائے) صایب ہے۔

محمد بن مروان کے گھوڑوں پر قبضہ:

جس شب میں صالح جنگ کے لیے روانہ ہوا اس نے اپنے پیروؤں سے کہا۔ اے اللہ کے بندو! خدا سے ڈرو۔ صرف انھیں لوگوں کو قتل کرنا جو تمہارے مقابلے پر آئیں۔ ہر کس و ناکس پر ہاتھ نہ اٹھانا۔ اس لیے کہ یہ تمہارا جوش اور غیظ و غضب محض اللہ کی خاطر ہے کیونکہ اس کے محارم کو توڑ دیا گیا اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کی گئی بلا وجہ لوگوں کا خون بہایا گیا۔ بغیر کسی حق کے لوگوں کے مال و متاع پر قبضہ کر لیا گیا۔ تم دوسروں پر ہرگز وہ الزام نہ لگاؤ جس کے بعد میں تم خود مرتکب ہو جاؤ۔ خوب سمجھ لو کہ تم اپنے فعل کے جواب دہ ہو۔ تم میں زیادہ تر پیدل چلنے والے لوگ ہیں اس منڈی میں محمد بن مروان کے جانور موجود ہیں۔ سب سے پہلے ان پر حملہ کر کے قبضہ کر لو تا کہ جس قدر لوگ تمہارے ساتھ ایسے ہیں کہ ان کے پاس سواریاں نہیں ہیں وہ سوار ہو جائیں اور اس طرح تمہاری طاقت دشمن کے مقابلے میں زیادہ ہو جائے گی۔

چنانچہ اسی شب میں سب سے پہلے ان لوگوں نے جس قدر گھوڑے وہاں تھے ان سب پر قبضہ کر کے اپنی پیدل سپاہ کو سوار بنا دیا۔

صالح بن مسرح کا خروج:

تیرہ یوم تک خارجی علاقہ بدارا میں مقیم رہے۔ ان کے خوف سے باشندگان بدارا، نصیبین اور سنجار نے اپنے شہروں کے دروازے بند کر لیے اور قلعہ بند ہو گئے۔

جس شب صالح پہلی مرتبہ جنگ کے لیے نکلا ہے۔ اس کے ساتھ کل ایک سو بیس یا ایک سو دس شہسوار تھے۔

جب محمد ابن مروان کو جو اس وقت جزیرے کے حاکم تھے خارجیوں کے اس خروج کی اطلاع ہوئی انھوں نے اسے ایک معمولی سی بات سمجھی اور عدی بن عدی عمیرہ کو جو بنی الحارث بن معاویہ بن ثور سے تھا۔ پانسو فوج کے ساتھ ان کے مقابلے پر روانہ کیا۔ عدی نے عرض کیا۔ خدا امیر کو نیک ہدایت دے کیا آپ مجھے صرف پانسو فوج کے ساتھ خارجیوں کے سردار کے مقابلے پر بھیج رہے ہیں۔ حالانکہ آج بیس برس سے بنی ربیعہ کے کچھ ایسے لوگ اس کے ساتھ ہیں جو میری تاک میں ہیں اور ہم سے جنگ کر رہے ہیں۔ ان میں ہر شخص ایک سو شہسواروں سے بھی جو پانسو پیدل کے ساتھ ہو زیادہ بہادر اور کارآمد ہے۔

محمد بن مروان نے کہا' اچھا میں پانسو فوج اور تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں اور ایک ہزار فوج سے تم ان کا مقابلہ کرنے کے لیے جاؤ۔

عدی کی صالح پر فوج کشی:

غرض کہ عدی ایک ہزار سپاہ کے ساتھ حران سے روانہ ہوا۔ یہ پہلی فوج تھی جو صالح پر بھیجی گئی تھی۔ اگرچہ عدی صالح کے مقابلے پر روانہ ہو گیا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ عدی ایک عابد و زاہد شخص تھا۔ عدی اس مہم پر روانہ ہوا۔ دوغان آیا اور تمام فوج کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا۔ اور زیاد بن عبداللہ نامی ایک شخص جو قبیلہ بنی خالد بن الورثہ سے تھا چپکے

سے صالح کے پاس بھیجا۔

عدی اور صالح کی مراسلت:

اس شخص نے صالح سے جا کر کہا کہ عدی نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ چونکہ میں تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتا اس لیے تم اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر کا رخ کرو اور اس کے باشندوں سے جا کر لڑو۔

صالح نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر تم عقائد کو مانتے ہو تو مجھے بتا دو ہم رات کے وقت اس شہر سے تمہارا مقابلہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کا رخ کریں گے۔ اور اگر ظالموں اور سرکشوں اور برے لوگوں کے ہم خیال ہو تو اس وقت ہمیں اختیار ہوگا مناسب سمجھیں گے تو تمہیں سے جنگ کریں گے یا تمہارے علاوہ کسی دوسرے کے مقابلے کے لیے چلے جائیں گے۔ قاصد نے یہ پیام عدی کو دیا پھر عدی نے پیام بھیجا کہ صالح سے جا کر کہو کہ اگرچہ میں تمہارے مذہب کا قائل نہیں مگر میں تو سرے سے جنگ کو ہی اچھا نہیں سمجھتا' چاہے تم ہو یا کوئی اور۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ کسی اور کا جا کر مقابلہ کرو۔ صالح نے اسے مان لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ سوار ہو جاؤ چنانچہ سب کے سب تیار ہو گئے۔

خارجیوں نے اس درمیانی شخص کو تاوقتیکہ وہ روانہ ہو گئے اپنے پاس روکے رکھا۔

صالح بن مسرح کا عدی پر حملہ:

صالح اپنے ساتھیوں کو لے کر دوغان کے بازار میں عدی کے پاس آیا۔ عدی نماز میں مشغول تھا اسے کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا معاملہ ہے' حالانکہ رسالہ برابر اس پر بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ دشمن سر پر آ گیا تو چیخ و پکار شروع ہوئی۔

صالح نے اپنے میمنہ پر شبیب کو اور سوید بن سلیم الہندی الشیبانی کو میسرہ پر مقرر کیا تھا اور خود قلب فوج میں تھا۔ جب یہ لوگ اپنے مقابل دشمن کے بالکل قریب جا پہنچے تو دیکھا کہ وہ مطلقاً جنگ کے لیے تیار نہ تھے اور سخت ابتری اور افراتفری ان پر پڑی ہوئی ہے۔ صالح نے شبیب کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ شبیب نے حملہ کیا پھر سوید نے بھی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر لڑے بھڑے انہیں شکست نصیب ہوئی۔

خالد بن جزء السلمی اور حارث بن جعونہ کی روانگی:

عدی کی شکست خوردہ اور مفرور فوج محمد کے پاس پہنچی۔ محمد بہت خفا ہوا اور خالد بن جزء السلمی کو بلایا اور پندرہ سو فوج کے ساتھ خارجیوں کے مقابلے پر روانہ کیا۔ پھر حارث بن جعونہ کو جو بنی ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا بلایا اور اسے بھی پندرہ سو فوج کے ساتھ روانہ کیا اور دونوں کو حکم دیا کہ تم خارجیوں کی اس مٹھی بھر خبیث جماعت کی طرف جس قدر جلد ممکن ہو جاؤ' تم میں سے جو پہلے ان کے پاس پہنچے وہ ہی اپنے ہمعصر پر سردار سمجھا جائے گا۔

صالح کا محاصرہ آمد:

غرض کہ یہ دونوں سردار اپنی اپنی جمعیت کو لیے ہوئے خارجیوں کی تلاش میں امکانی سرعت کے ساتھ چلے۔ راستے میں صالح کی نقل و حرکت کے متعلق دریافت کرتے جاتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ آمد کی طرف گیا ہے۔ انھوں نے بھی اس سمت اپنی باگیں پھیر دیں اور آمد پہنچے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ صالح نے باشندگان آمد کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ یہ دونوں رات کے وقت اس مقام پر

پہنچے اور اپنے گرد خندق کھود کر محفوظ ہو گئے اور صالح کے پاس پہنچ گئے۔ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی فوج کے ساتھ مورچہ لگائے تھے۔ صالح نے شبیب کو حارث بن جعونۃ العامری کے مقابلے پر بھیجا اور خود خالد بن جزء السلمی کی طرف چلا۔

صالح بن مسرح اور جزء السلمی کی جنگ:

صالح کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ عصر کے ابتدائی وقت میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ صالح نے اپنی فوج کو نماز عصر پڑھائی اور پھر دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار کیا۔ معرکہ کارزار گرم ہوا اور ایسا شدید رن پڑا کہ جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اب ہماری ایسی حالت ہوگئی تھی کہ فتح بالکل ہمارے سامنے تھی۔ ہم میں سے ایک آدمی دشمن کے دس آدمیوں پر حملہ کرتا تھا اور انہیں شکست دیتا تھا اس طرح اگر بیس آدمیوں پر بھی اس نے حملہ کیا تو انہیں شکست دی۔ ہمارے مقابل کا رسالہ ہمارے رسالے کے سامنے نکلتا نہ تھا۔ جب ان کے سرداران فوج نے جنگ کا یہ نقشہ دیکھا گھوڑوں پر سے کود پڑے اور اپنی فوج کے بیشتر حصے کو حکم دیا کہ پا پیادہ ہو جاؤ۔ اب لڑائی کا رنگ دگرگوں ہو گیا اور اب ہم جس پر چاہتے تھے قابو نہیں پا سکتے تھے۔ جب ہم ان پر حملہ آور ہوتے ان کی پیدل سپاہ نیزوں سے ہمارا مقابلہ کرتی۔ ان کے قادر اندازوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ اور اس گھمسان میں ان کا رسالہ بھی ہمیں کچلے ڈالتا تھا۔ غرض کہ رات ہونے تک ہم برابر ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ظلمتِ شب نے ہمارے اور ان کے درمیان بیچ بچاؤ کرایا۔ ہم میں سے بہت سے لوگ زخمی ہوئے اور اسی طرح دشمن کے بہت سے زخمی ہوئے۔ ہمارے تیس آدمی کام آئے مگر اپنے مقابل دشمن کے ستر سے زیادہ بہادر ہم نے موت کے گھاٹ اتارے۔ بخدا جب شام ہوئی ہم انہیں اور وہ ہمیں لڑائی کا پورا پورا تلخ مزہ چکھا چکے تھے۔ اب ہم دونوں مقابل اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہے۔ نہ وہ ہم پر بڑھ کر آتے تھے اور نہ ان پر ہم بڑھتے تھے۔

صالح بن مسرح خارجی کی روانگی دسکرہ:

جب رات ہوگئی وہ اپنی فوجی قیام گاہ کو چلے گئے اور ہم اپنے۔ ہم نے نماز پڑھی آرام کیا اور ملیدہ کھایا اس کے بعد صالح نے شبیب اور اپنے دوسرے سرداروں کو بلایا اور کہا اے میرے دوستو بولو اب کیا رائے ہے۔ شبیب نے کہا کہ ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی ہم نے ان سے جنگ کی اور انھوں نے خندقوں سے اپنا بچاؤ کیا۔ اس لیے میری رائے میں ہم ان کے مقابل نہیں ٹھہر سکتے۔ صالح نے کہا بے شک میری بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ رات ہی رات وہ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ علاقہ جزیرہ سے گزرتے ہوئے موصل کے علاقے میں آئے۔ اسے بھی طے کیا دسکرہ آئے۔ اب حجاج کو بھی اس کی خبر معلوم ہوئی۔ اس نے حارث بن عمیرہ بن ذی المعشار الہمدانی کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اس تین ہزار فوج میں سے ایک ہزار تو اول درجے کی باقاعدہ لڑنے والی فوج تھی باقی کوفے کے رنگروٹ تھے جو اس وقت بھرتی کر لیے گئے تھے۔

صالح بن مسرح کی خانقین میں آمد:

حارث اس فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب دسکرہ پہنچا صالح یہاں سے بھی جلولا اور خانقین کی سمت چلا گیا۔ یہ بھی اس کے پیچھے ہوا یہاں تک کہ مدبج نامی ایک گاؤں میں پہنچا۔ یہ گاؤں علاقہ موصل میں دریائے تخوم پر واقع ہے اور اس کے اور علاقہ جوخی کے درمیان واقع ہے۔ صالح کے ساتھ اُس وقت کل نوے آدمی تھے۔

حارث بن عمیر کی صالح خارجی سے جنگ:

حارث بن عمیرہ نے اپنی فوج کی صف بندی اور اسلحہ بندی کی' اپنے میمنہ پر ابو رواغ الشاکری کو اور میسرے پر زبیر بن الاروح التیمی کو سردار مقرر کیا اور عصر کے بعد خارجیوں پر حملہ کر دیا۔

صالح نے اپنی جماعت کے تین حصے کر دیئے تھے' میمنے پر جو رسالے کا دستہ متعین تھا' اس کا شبیب کو اور میسرہ کا سوید بن سلیم کو سردار مقرر کیا اور خود بھی ایک دستے کی قیادت کرتا رہا اس طرح ہر دستے میں کل تیس آدمی تھے۔

جب حارث نے اپنی جمعیت کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو سوید کا قدم میدانِ جنگ سے اکھڑ گیا اور صالح بن مسرح اپنی جگہ پر ڈٹا رہا اور مارا گیا۔

صالح بن مسرح کا قتل:

شبیب لڑتا لڑتا اپنے گھوڑے سے دشمن کے پیدل دستے میں گھس گیا اور ایسا شدید حملہ کیا کہ وہ علیحدہ ہٹ گئے اور یہ اس جگہ پہنچا جہاں صالح کھڑا ہوا تھا۔ دیکھا کہ صالح مقتول پڑا ہے۔ شبیب نے اپنی فوج والوں کو اپنی طرف بلایا۔ اور سب کے سب اس کی آڑ میں آ گئے۔ شبیب نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی پیٹھ دوسرے سپاہی کی پیٹھ سے ملائے رکھے اور جب دشمن پر حملہ آور ہو تو نیزہ بازی کرتا رہے تاکہ جس طرح ہو سکے ہم اس قلعے میں داخل ہو جائیں' پھر وہاں اطمینان سے تصفیہ کریں گے کہ کیا کرنا چاہیے۔

سب نے ایسا ہی کیا اور داخل ہو گئے اور اب شبیب کے ساتھ کل ستر آدمی رہ گئے تھے۔

حارث بن عمیرہ کا محاصرۂ قلعہ:

حارث نے سرِ شام ہی قلعے کا محاصرہ کر لیا اور فوج کو حکم دیا کہ قلعے کا پھاٹک جلا دو۔ تاکہ جب یہ بالکل دہکتا ہوا انگارا ہو جائے اسے چھوڑ دو کیونکہ اس طرح یہ قلعے سے نکل نہ سکیں گے اور صبح ہوتے ہی ہم سب کو تہ تیغ کر ڈالیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حارث کی فوج والوں نے قلعے کے دروازے کو آگ لگا دی اور پھر اپنے لشکر میں آ گئے۔

حارث کے ساتھیوں سے خوارج کی سخت کلامی:

شبیب اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ قلعے کی فصیل پر آیا۔ اس پر حارث کی فوج میں جو نئی فوج بھرتی ہو کر آئی تھی اس میں سے کسی شخص نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ اے حرامیو! کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلیل اور رسوا نہیں کیا۔ انھوں نے جواب دیا اے فاسقو! تم ہمارے مقابلے میں لڑ رہے ہو اس لیے کہ ہم تم سے لڑ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس صداقت اور حق کی راہ سے اندھا کر دیا ہے جس پر ہم چل رہے ہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ تم نے ہماری ماؤں پر جو تہمت لگائی ہے خدا کے سامنے اس کا کیا جواب پیش کرو گے۔ ان میں جو متین اور سمجھدار لوگ تھے انہوں نے کہا کہ ہماری فوج کے چند چھچھورے نوعمر لونڈوں نے یہ بات کہی ہے' ان کی اس بیہودہ حرکت سے نہ ہم خوش ہوئے اور نہ ہم اسے جائز رکھتے ہیں۔

شبیب کی بیعت:

پھر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا رائے ہے۔ یہ اچھی طرح جان لو کہ اگر صبح کو انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو ہم سب

کے سب مارے جائیں گے۔ انہوں نے کہا پھر جیسا حکم دیں۔ شبیب نے کہا رات مصیبت کی بہترین پردہ پوشی ہے۔ چاہے میرے ہاتھ پر یا اپنے میں سے کسی اور شخص کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور پھر ہمارے ساتھ قلعے سے نکل کر دشمن پر خود اس کے لشکر گاہ میں پہنچ کر حملہ کردو۔ کیونکہ وہ اس بات سے بالکل بے خوف ہوں گے کہ ہم ان پر شب خوں ماریں گے اور مجھے توقع ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح دے گا۔ سب نے کہا بہتر ہے آپ اپنا ہاتھ پھیلایئے تاکہ ہم سب بیعت کریں چنانچہ سب نے بیعت کی اور اسے اپنا امیر مقرر کرلیا۔

حارث بن عمیرہ پر شبیب خارجی کا شبخون:

اب سب کے سب قلعے سے باہر نکلنے کے لیے چلے۔ دروازے پر پہنچ کر دیکھا کہ وہ انگارہ بنا ہوا ہے وہ اونی نمدے لائے۔ انہیں پانی سے بھگو کر آگ پر بچھا دیا اور اس طرح دروازے سے گذر آئے اس واقعے کا علم حارث اور اس کی فوج کو اس وقت تک مطلقاً نہ ہو سکا تاوقتیکہ شبیب کی فوج نے حارث کے لشکر گاہ کے وسط میں ان پر تلوار چلانی شروع نہ کردی حارث لڑتا ہوا میدان میں گر پڑا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے اٹھالیا اور شکست کھا کر بھاگے اور تمام لشکر اور اس میں جو کچھ تھا سب اپنے دشمن کے لیے چھوڑ کر چلتے ہوئے اور مدائن جا کر دم لیا۔

یہ پہلی فوج تھی جسے شبیب نے شکست دی۔ منگل کے دن ابھی ماہ جمادی الاول ۷۶ھ کے ختم ہونے میں تیرہ روز باقی تھے کہ صالح بن مسرح میدان جنگ میں مارا گیا۔

اسی سنہ میں شبیب اپنی بیوی غزالہ کے ساتھ کوفے میں داخل ہوا۔

شبیب خارجی اور سلامۃ بن سیار:

جب صالح جنگ مذبح میں مارا گیا تو اس کے ساتھیوں نے اب شبیب کو اپنا سردار مقرر کرلیا۔ شبیب نے علاقہ موصل کا رخ کیا۔ سلامتہ بن سیار بن المضاء التیمی (تیم شیبان) سے ملاقات ہوئی۔ شبیب نے اسے دعوت دی کہ تم بھی میرے ساتھ ہو جاؤ۔ شبیب اسے اس وقت سے جانتا تھا جب کہ وہ دفتر میں ملازم تھا اور غزوات میں شریک ہوتا تھا۔ سلامتہ نے یہ شرط پیش کی کہ میں اس فوج میں سے تیس سوار منتخب کیے لیتا ہوں اور انھیں لے کر جاتا ہوں صرف تین رات تم سے جدا رہوں گا پھر واپس آ جاؤں گا۔ شبیب نے یہ شرط مان لی۔ سلامتہ تیس سواروں کو منتخب کر کے انھیں بنی عنزہ کی طرف لے چلا۔ ارادہ اس کا یہ تھا کہ چونکہ بنی عنزہ نے اس کے بھائی فضالہ کو قتل کر ڈالا تھا یہ ان شہسواروں کی مدد سے اپنا بدلہ لے۔

فضالہ کے قتل کا واقعہ:

فضالہ کے قتل کا واقعہ یہ ہے کہ اس سے پہلے فضالہ اٹھارہ شہسواروں کی جمعیت کے ساتھ لوٹ مار کے لیے نکلا تھا۔ وہ علاقہ جال کے چشمہ آب پر پہنچا جس کا نام شجرہ تھا۔ اس چشمے پر جھاؤ کا ایک درخت تھا اور قبیلہ بنی عنزہ اس کے مالک تھے۔ جب بنی عنزہ نے فضالہ کو دیکھا تو ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے کہ ہم اسے قتل کر ڈالیں اور اس کا سر امیر کے پاس لے چلیں گے تو ہمیں انعام واکرام ملے گا۔ سب نے اس پر اتفاق کرلیا کہ ضرور اسے قتل کرنا چاہیے۔ مگر بنو نصر جو فضالہ کے ماموں ہوتے تھے۔ انھوں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ ہم اپنے عزیز کے قتل میں ہرگز تمہاری موافقت نہ کریں گے۔

بہرحال بنی عنزہ نے فضالہ کی جماعت پر حملہ کیا اور ان سب کو قتل کر کے سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس بھیج دیئے۔ اسی بنا پر عبدالملک نے ان لوگوں کو بانقیا میں وطن دار بنا دیا اور اگرچہ اس واقعے سے پہلے ان کی معاشیں تھوڑی تھیں انہیں اور جاگیریں عطا کیں۔

سلامتہ نے اپنے بھائی کے قتل اور اس کے ماموں کی ترک نصرت پر یہ شعر کہا:

و ما خلت اخوال الفتی یسلمونہ　　لوقع السلاح قبل ما فعلت نصر

ترجمہ: ''بنی نصر کی اس حرکت سے پہلے مجھے کبھی یہ خیال نہ تھا کہ کسی شخص کے ماموں اسے ہتھیاروں سے قیمہ ہونے کے لیے سپرد کر دیتے ہیں''۔

سلامتہ کے بھائی فضالہ نے صالح و شبیب کے مہم لے جانے سے پہلے حکومت وقت کے خلاف سر اٹھایا تھا۔

سلامتہ بن سیار کا انتقام:

غرض کہ جب سلامتہ نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی اس وقت یہ شرط کر لی کہ وہ تیس شہسواروں کو اپنے ساتھ لے جائے گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور بنی عنزہ کے قیام گاہ پر پہنچا اور ایک ایک محلے کو قتل کرتا ہوا ان کے اس فریق میں پہنچا جس میں اس کی خالہ بھی تھی۔ یہ اپنے بیٹے پر جو کہ بالغ نوجوان تھا اس کی جان بچانے کے لیے چھا گئی اور اپنی پستان سلامتہ کے سامنے کر دی اور کہا کہ میں تجھے اس قرابت کی قسم دلاتی ہوں کہ تو میرے بیٹے کو نہ مار۔

سلامتہ نے ایک نہ سنی اور کہا کہ بخدا جب سے کہ فضالہ چشمہ شجرہ پر اترا تھا میں نے اسے نہیں دیکھا۔ (اس سے مراد اس کا بھائی تھا)

تو اس سے علیحدہ ہو جا ورنہ میں تیرے پستان کو نیزہ سے پرو دوں گا۔ وہ اپنے بیٹے کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئی اور سلامتہ نے اسے قتل کر ڈالا۔

شبیب خارجی کی روانگی راذان:

اب شبیب اپنے ساتھیوں کے ساتھ راذان کی طرف چلا۔ بنی تیم بن شیبان کے ایک گروہ کو اس کے آنے کی خبر ہوگئی۔ وہ لوگ اس سے خوفزدہ ہو کر بھاگے اور دیر خرزاد پر جو حولایا کے پہلو میں واقع ہے۔ فروکش ہوئے۔ ان کے ہمراہ ان کے قبیلے والوں کے سوا اور لوگوں کی بھی تھوڑی سی تعداد تھی۔ اور اس طرح ان کی مجموعی تعداد تین ہزار کے قریب تھی۔ حالانکہ شبیب کے پاس کل ستر یا اس سے دو چار زیادہ شہسوار تھے۔ شبیب نے انھیں جالیا۔ یہ لوگ اس سے ڈر کر قلعہ بند ہو گئے۔

رات کے وقت شبیب بارہ سواروں کے ساتھ اپنی ماں کے پاس چلا جو کوہ ساتید ما کے پہلو میں عربوں کے ایک خیمے میں فروکش تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں اپنی والدہ کو لے آتا ہوں اور پھر ہمیشہ اسے اپنے ہی ساتھ لشکر میں رکھوں گا اور جب تک کہ موت ہمارے آپس میں جدائی نہ ڈال دے میں اسے اپنے پاس سے جدا نہ ہونے دوں گا۔

بنی تیم بن شیبان پر شبیب خارجی کا حملہ:

بنی تیم بن شیبان کے دو شخص اپنی جان بچانے کے لیے قلعے سے اترے اور اپنی قوم کے ان لوگوں سے جو اس وقت مقام جال

میں ان سے ایک گھڑی دن کی مسافت پر واقع تھا مقیم تھے' جا ملے۔ دوسری طرف سے شبیب بھی بارہ سواروں کے ساتھ اپنی ماں سے ملنے کے لیے جوسٹخ میں مقیم تھی روانہ ہوا۔ یکا یک اس کی مڈبھیڑ بنی تیم بن شیبان کی ایک جماعت سے ہوئی' جو مزے سے کھا پی رہی تھی اور اطمینان سے سکونت پذیر تھے۔ انہیں مطلقاً خبر نہ تھی کہ شبیب اس وقت ان کے جائے قیام سے گزر رہا ہے۔ یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ اسے ان کی خبر نہ ہو فوراً اس نے اپنی مٹھی بھر جماعت کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور ان کے تیس سرداروں کو قتل کر دیا۔ جس میں حوثرہ بن اسد اور وبرہ بن عاصم بھی تھے۔ یہ ہی دونوں قلعے سے اتر کر اس مقام جال میں آئے تھے۔

شبیب اپنی ماں کے پاس چلا گیا اور اسے سٹخ سے لے آیا۔

قلعے میں جو لوگ محصور تھے ان میں سے ایک شخص قبیلہ بکر بن وائل کا قلعے کی دیوار پر شبیب کے ساتھیوں کے سامنے آیا۔

سلام بن حیان کی مصالحت کی پیشکش:

اپنی غیبت میں شبیب اپنے بھائی مصاد بن یزید کو اپنا قائم مقام بنا گیا تھا جو شخص کہ قلعے کی دیوار پر آیا تھا اس کا نام سلام بن حیان تھا۔ اس نے شبیب کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو! ہم اپنے اور تمہارے درمیان قرآن کو حکم بناتے ہیں کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام نہیں سنا ہے:

﴿ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ﴾

''اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو تا کہ اللہ کے کلام کو سنے اور پھر اسے اس کی جائے پناہ پر پہنچا دے''۔

شبیب کے ہمراہیوں نے کہا بے شک ہم نے یہ کلام سنا ہے۔ اس پر اس نے کہا تو اچھا تم ہمارے خلاف جنگ کرنے سے باز آؤ۔ صبح کے وقت ہم تم سے امان لے کر تمہارے پاس آئیں گے تا کہ کوئی ایسی بات تمہاری جانب سے ہمیں پیش نہ آئے جو ہمیں ناگوار خاطر ہو۔ پھر تم اپنے شرائط پیش کرنا اگر ہم اسے قبول کر لیں گے تو ہماری جان اور ہمارا مال تم پر حرام ہو جائے گا۔ ہم تمہارے بھائی ہو جائیں گے اور اگر ہم ان شرائط کو قبول نہ کریں تو تم پہلے ہماری جائے پناہ کو واپس بھیج دینا اور پھر جو چاہے کرنا۔ خارجیوں نے کہا یہ درخواست منظور ہے۔

خوارج کی محصورین سے مصالحت:

صبح کے وقت قلعے میں جو لوگ محصور تھے وہ خارجیوں کے پاس چلے آئے۔ شبیب کے ساتھیوں نے ان کے سامنے اپنے شرائط پیش کیے جسے انھوں نے بالکلیہ منظور کر لیا۔ ان میں گھل مل گئے اور انہیں کے پاس چلے آئے جسے جس کے پاس جگہ' موقع ملا فروکش ہو گیا۔

یہ واقعہ شبیب کی عدم موجودگی میں پیش آیا تھا۔ جب شبیب واپس آیا تو ان کے ساتھیوں نے اسے اس صلح کی خبر کی۔ اس پر اس نے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا بہت ٹھیک کیا۔

شبیب خارجی کی روانگی آذربائیجان:

شبیب نے پھر کوچ شروع کیا۔ ایک جماعت اس کے ساتھ ہوئی اور ایک جماعت وہیں رہی۔

اس روز ان کے ہمراہ ابراہیم بن حجر المحلمی ابوالصقیر جو بنی تیم بن شیبان کے ساتھ مقیم تھا جنگ کے لیے روانہ ہوا۔

شبیب علاقہ موصل کے ملحقہ علاقہ اور تخوم علاقہ جوخی کو قطع کر کے آذربائیجان کی طرف چلا۔

سفیان بن ابی العالیہ:

راستے میں سفیان بن ابی العالیۃ الخثعمی سے جو رسالے کے ساتھ تھا آمنا سامنا ہوا۔ سفیان کو حکم دیا گیا تھا کہ اس رسالے کے ساتھ طبرستان جائے مگر چونکہ حاکم طبرستان سے صلح ہوگئی تھی۔ اس لیے اسے واپسی کا حکم دیا گیا تھا کہ واپس آ ؤ۔ چنانچہ یہ اب تقریباً ایک ہزار سواروں کے ساتھ طبرستان سے واپس آ رہا تھا کہ شبیب سے اس کا سامنا ہوگیا۔

ابن ابی العالیہ کو شبیب سے لڑنے کا حکم:

حجاج کا ایک خط سفیان کے پاس آیا تھا۔ جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ تم اپنی جمعیت کے ساتھ دسکرہ جا کر ٹھہرے رہو اور جب حارث بن عمیرہ الہمدانی بن ذی المشعار کی فوج جس نے کہ صالح کو قتل کیا تھا اور مناظرہ کا رسالہ تمہارے پاس پہنچ جائے تب تم شبیب کا رخ کرنا اور اس سے دو دو ہاتھ کر لینا۔

چنانچہ جب یہ خط آیا تو وہ روانہ ہوا اور دسکرہ میں آ کر فروکش ہوا۔

سورۃ بن ابجر التمیمی کی کمک:

دوسری طرف کرنے اور مدائن میں حارث بن عمیر کی فوج کے لوگ تھے۔ ان میں اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص کہ سفیان بن العالیہ کے پاس دسکرہ میں نہ جائے گا۔ اس کے تمام حقوق زائل ہو جائیں گے۔ بہر حال یہ تمام فوج سفیان کے پاس آئی۔ اسی طرح بنی مناظر کا رسالہ بھی پہنچا' ان کی تعداد پانسو تھی اور سورۃ بن ابجر التمیمی (از بنی ابان ابن دارم) ان کا سردار تھا۔ سوائے پچاس آدمیوں کے جو پیچھے رہ گئے تھے اور نہ آئے باقی تمام فوج سفیان کے پاس پہنچ گئی۔

سورۃ بن ابجر کا ابن ابی العالیہ کو پیغام:

سورۃ نے سفیان سے کہلا بھیجا تھا کہ جب تک میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں تم ہرگز اپنے فوجی قیام سے آگے نہ بڑھنا۔ مگر سفیان نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا جلدی کی اور شبیب کی تلاش میں روانہ ہوگیا اور خانقین میں پہاڑ کی چڑھائی پر شبیب کو جالیا۔

سفیان کا تعاقب خوارج:

سفیان نے خازم بن سفیان الخثعمی کو (بنی عمرو بن شہران سے) کو اپنے میمنہ پر اور عدی بن عمیرۃ الشیبانی کو اپنے میسرہ پر سردار مقرر کیا۔ پہلے تو شبیب ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ہموار میدان میں اتر آیا اور پھر پہاڑ پر چڑھنے لگا تا کہ اس سے یہ معلوم ہو کہ وہ سفیان سے جنگ کرنے سے کترا رہا ہے۔ شبیب کا بھائی مصاد سفیان کی تاک میں پچاس آدمیوں کے ساتھ زمین کے ایک غار میں گھات لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ جب سفیان کی فوج نے دیکھا کہ شبیب اپنی فوج جمع کر کے پہاڑ کی چڑھائی پر چلا جا رہا ہے تو سب نے کہا کہ دشمن خدا شکست کھا کر بھاگ گیا اور یہ سب اس کے پیچھے چلے۔

عدی بن عمیرہ کا ابن ابی العالیہ کو مشورہ:

عدی بن عمیرۃ الشیبانی نے یہ بات کہی کہ دیکھئے جلدی نہ کیجیے پہلے ہمیں پھر کر اس تمام میدان جنگ کی دیکھ بھال کر لینا چاہیے

کیونکہ اگر کوئی جماعت کمین گاہ میں پوشیدہ ہوگی تو ہم اسے ڈرا دیں گے اور وہاں سے نکال دیں گے اور اگر یہ صورت پیش نہ آئی تو یہ ہم سے بھاگ کے کہاں جائیں گے۔ مگر افسوس کہ کسی نے اس کی بات نہیں سنی اور خارجیوں کے تعاقب میں نہایت تیز رفتاری سے روانہ ہو گئے۔

شبیب خارجی کا ابن ابی العالیہ پر حملہ:

شبیب خارجی نے جب دیکھ لیا کہ یہ لوگ اس جگہ سے جہاد ہمارے ساتھی کمین گاہ میں چھپے بیٹھے ہیں آگے نکل آئے ہیں۔ وہ ایک دم ان پر پلٹ پڑا۔

دوسری طرف سے جب ان لوگوں نے جو کمین گاہ میں پوشیدہ تھے دیکھ لیا کہ یہ لوگ ہم سے آگے نکل گئے ہیں وہ بھی کمین گاہ سے نکل آئے غرض کہ اس طرح شبیب نے سامنے سے حملہ کیا اور کمین گاہ کے لوگوں نے ان کو پیچھے سے للکارا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ کسی شخص نے مقابلہ نہیں کیا اور سفیان کی فوج کو شکست ہوئی۔

مگر ابن ابی العالیہ تقریباً دوسو جوان مردوں کے ساتھ میدان کارزار میں جما رہا اور اس نے شدید ترین مقابلہ کیا اور خوب ہی دادِ مردانگی دکھائی بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس نے شبیب اور ان کے ساتھیوں کے مقابلے میں برابر کی جنگ کی اور دونوں کے پلے برابر رہے۔

سوید کا ابن ابی العالیہ کے قتل کا ارادہ:

سوید بن سلیم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا کوئی شخص تم میں سے ہمارے مدمقابل دشمن کے سردار ابن ابی العالیہ کو پہچانتا ہے۔ اگر مجھے اس کی شناخت ہوتی تو میں اسے قتل کرنے کی پوری کوشش کرتا۔ شبیب نے کہا کہ میں اسے سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ وہ دیکھو چاند تارے پیشانی والے گھوڑے پر وہ سوار ہے اور تیر اندازوں کے دستے کے سامنے ایستادہ ہے یہی ابن ابی العالیہ ہے۔ اگر تم ان کے مقابلہ پر جانا چاہتے ہو تو تھوڑی دیر دم لو۔

اس کے بعد شبیب نے قعنب کو حکم دیا کہ تم بیس سواروں کا دستہ اپنے ہمراہ لے کر جاؤ اور دشمن کی پشت پر سے حملہ آور ہو۔

ابن ابی العالیہ کی شکست:

قعنب بیس سوار لے کر پہاڑ کی بلندی پر چلا۔ ابن ابی العالیہ کی فوج والوں نے جب دیکھا کہ یہ ہمارے عقب سے ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو انہوں نے بھاگنا اور کھسکنا شروع کیا۔ سوید بن سلیم نے سفیان بن ابی العالیہ پر حملہ کیا اور نیزہ کا وار کیا مگر شہسواروں کے نیزے کچھ نہ بنا سکے۔ شمشیر زنی شروع ہوگئی اور پھر ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور اسی طرح گتھم گتھا زمین پر گر پڑے اور پھر دونوں علیحدہ ہو گئے۔ اب شبیب نے ان پر حملہ کیا اور دشمن سے میدان کو صاف کر دیا۔

ابن ابی العالیہ کے غلام غزوان کی جاں نثاری:

سفیان کے پاس ان کا غلام غزوان آیا اپنے سواری کے گھوڑے سے اتر پڑا اور عرض کی کہ اے میرے آقا آپ اس پر سوار ہو جائیں سفیان اس پر سوار ہو گیا۔ خارجیوں نے سفیان کو چاروں طرف سے حلقے میں لے لیا۔ غزوان نے اس کی جان بچانے کے لیے دادِ مردانگی دی اور میدان جنگ میں کام آیا۔ اس کے پاس سفیان کا علم بھی تھا۔

سفیان ابن ابی العالیہ کا حجاج کے نام خط:

سفیان اس معرکہ سے بھاگ کر بابل مہروذ پہنچا۔ اور یہ خط واقعے کے متعلق حجاج کو لکھا:

''حمد وصلوٰۃ کے بعد میں امیر کو (خدا ہمیشہ آپ کے کاموں کی اصلاح کرتا رہے) اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے ان خارجیوں کا تعاقب کیا اور خانقین میں انہیں جالیا۔ میں نے ان سے جنگ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت نقصانات عائد کیے اور ہمیں ان پر فتح عنایت کی۔ اسی اثناء میں ان کی مدد کے لیے ایک اور جماعت جو وہاں موجود تھی آ گئی اور اس نے ہماری فوج پر حملہ کیا اور شکست دی۔ میں خود چند دیندار اور ثابت قدم بہادروں کے ساتھ میدان میں اتر پڑا۔ اور لوگ میدان جنگ سے اٹھا کر مجھے یہاں بابل مہروز لائے اب میں یہاں مقیم ہوں۔

جو فوج آپ نے مجھے بھیجی تھی وہ سب پہنچ گئی مگر سورۃ ابن ابجر نہ میرے پاس اب تک آیا ہے اور نہ اس جنگ میں میرے ساتھ شریک ہوا ہے۔ اب جب کہ میں یہاں بابل مہروز پہنچ گیا سورہ میرے پاس آیا اس نے ایسی لامعنی باتیں بنائیں کہ جنہیں میں سمجھ نہ سکا اور جھوٹ موٹ کا بہانہ کر دیا۔ والسلام علیک''۔

حجاج نے اس خط کو پڑھ کر کہا کہ جس شخص نے اس طرح کی کارروائی کی اور لڑا اس نے ٹھیک کیا' وہ کسی طرح قابل الزام نہیں اور پھر یہ خط اسے لکھا:

''حمد وصلوٰۃ کے بعد' تم نے خوب داد شجاعت دی اپنے فرض منصبی کو پورے طور پر ادا کیا۔ جب تمہارے زخموں کی تکلیف میں افاقہ ہو تو تم خوشی خوشی اپنے اہل وعیال کے پاس چلے آنا۔ والسلام''۔

حجاج کا خط بنام سورۃ ابن ابجر:

اور حجاج نے سورۃ ابن ابجر کو حسب ذیل خط لکھا:

''حمد وصلوٰۃ کے بعد اے ام سورۃ کے بیٹے! تجھے ہرگز یہ زیبا نہ تھا کہ میرے عہد کے توڑنے کی جرأت کرتا اور میرے لشکر کی امداد کرنے سے باز رہتا۔ جب تجھے میرا یہ خط ملے تو فوراً اپنے میں سے ایک سخت اور جفاکش آدمی کو مدائن روانہ کرنا تاکہ وہ اس رسالے میں سے جو وہاں مقیم ہے پانسو سواروں کا انتخاب کر کے تیرے پاس لے آئے پھر تو اس فوج کے ہمراہ خارجیوں کے تعاقب میں روانہ ہو جانا' خوب دیکھ بھال اور سوچ سمجھ کر کام کرنا۔ دشمن کے ساتھ حیلہ اور تدابیر جنگ سے کام لینا۔ کیونکہ جنگ میں سب سے بہتر طریقہ کار چال ہے۔ والسلام''۔

عدی بن عمیرہ کی روانگی مدائن:

سورۃ کے پاس حجاج کا جب یہ خط پہنچا اُس نے اُسی وقت عدی بن عمیرہ کو مدائن روانہ کیا۔ مدائن میں ایک ہزار سوار تھے عدی نے اُس میں سے پانچ سو چن لئے اور عبداللہ بن عصیفیر حاکم مدائن کے پاس آیا (عبداللہ کا یہ پہلا زمانہ صوبہ داری تھا) عدی اُس کے پاس سے رخصت ہو کر اپنی جمعیت کے ساتھ سورۃ ابجر کے پاس بابل مہروز آیا اور اب سورۃ شبیب کی تلاش میں چلا۔

شبیب کا مدائن پر حملہ:

شبیب علاقہ جوخی میں گھومتا پھرتا تھا اور سورۃ اس کی تلاش میں جا رہا تھا کہ شبیبؒ آیا اور مدائن پہنچا۔ اہل مدائن نے اس کا

مقابلہ کرنے کے لیے قلعے کے دروازے بند کر لیے۔ اور دوسری مدافعت کی تدابیر اختیار کر لیں۔ مگر چونکہ مدائن قدیم کے استحکامات بوسیدہ ہو چکے تھے۔ اس وجہ سے شبیب مدائن میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ مالِ غنیمت میں فوج کے گھوڑے اور دوسرے جانوروں کی ایک بڑی تعداد اس کے ہاتھ آئی۔ جو شخص سامنے آیا خارجیوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ مگر لوگوں کے گھروں میں داخل نہیں ہوئے۔

شبیب خارجی کا نہروان پر قیام:

اسی اثناء میں قاصد نے آ کر شبیب کو خبر دی کہ سورۃ ابن ابجر آپ کے مقابلے کے لیے آ رہا ہے۔ شبیب اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے بھی روانہ ہوا۔ نہروان پہنچا پڑاؤ کیا' وضو کیا' نماز پڑھی اور پھر اس مقام پر آیا جہاں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ہم ملت پیشرووں کو قتل کیا تھا۔ خارجی یہاں پہنچے۔ اپنے بھائیوں کے لیے دعائے مغفرت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شیعان علی رضی اللہ عنہ سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا اور بہت دیر تک رونے دھونے کے بعد آگے بڑھے۔

نہروان کو عبور کر کے اس کے مشرق میں ڈیرے لگا دیئے۔ دوسری طرف سورۃ بھی پہنچا اور قطرآ ثار پر پڑاؤ ڈالا۔ اس کے مخبروں نے خبر دی کہ شبیب نہروان کے قریب خیمہ زن ہے۔

سورۃ ابن ابجر کا شبخون مارنے کا منصوبہ:

سورۃ نے سرداران لشکر کو جمع کر کے کہا کہ جب کبھی کھلے ہموار میدان یا پہاڑ کی گھاٹیوں میں خارجیوں نے تم سے جنگ کی اس میں یا تو دونوں فریقوں کے پلے برابر رہے ہیں یا انہوں نے تم پر فتح حاصل کی ہے۔ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کی تعداد سو سے کچھ اوپر ہی ہے اس لیے میں نے یہ سوچا کہ میں تم میں سے تین سو شہسوار ایسے منتخب کرلوں جو سب سے زیادہ تنومند اور بہادر ہوں اور انہیں لے کر اسی وقت دشمن پر حملہ کر دوں۔ کیونکہ انہیں بالکل یہ خیال نہ ہوگا کہ ہم ان پر شبخون ماریں گے بخدا اس ترکیب سے مجھے پوری توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ان کے ان بھائیوں سے جو اس سے پیشتر نہروان پر قتل کیے گئے تھے ملا دے گا۔ سب لوگوں نے کہا اگر آپ اسے بہتر سمجھتے ہیں تو ایسا ہی کیجیے۔

سورۃ بن ابجر کا شبخون:

سورۃ نے اپنے لشکر گاہ پر خازم بن قدامۃ الخثعمی کو اپنی جگہ نگران مقرر کیا۔ اپنی فوج میں سے تین سو قوی' دلیر اور بہادر سپاہیوں کا انتخاب کیا اور انہیں لے کر نہروان کی طرف بڑھا۔ دوسری طرف شبیب نے رات اس انتظام سے بسر کرنے کا انتظام کر لیا تھا کہ محافظ تمام رات جاگتے رہیں۔ چنانچہ جب سورۃ کی جماعت ان کے قریب پہنچی وہ فوراً بھانپ گئے' اپنے گھوڑوں پر آ جمے اور پورے طور پر مسلح ہو گئے۔ اب سورۃ مع اپنے ہمراہیوں کے ان کے قریب پہنچا معلوم ہوا کہ انہیں ان کے آنے کی خبر لگ چکی تھی اور وہ جنگ کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔

سورۃ بن ابجر کی پسپائی:

سورۃ اور اس کی جماعت نے ان پر حملہ کیا۔ خارجی آہنی دیوار کی طرح اپنی جگہ جمے رہے اور برابر شمشیر زنی کرتے رہے' یہاں تک کہ سورۃ اور اس کے ساتھیوں کو ان سے اپنا رخ پلٹنا پڑا۔ شبیب نے اپنی فوج والوں کو للکارا کہ ہاں دشمن جانے نہ پائے۔

سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں خارجیوں کے سامنے میدان چھوڑنا پڑا۔ تمام فوج نے شبیب کے ساتھ مل کر حملہ کیا۔ شبیب شمشیر زنی کرتا چلا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

من ینك العیر ینك نیاكا جندلتان اصطكتا اصطكاكا

ترجمہ: ''جو شخص کہ وحشی گدھے کو زخم لگائے گا وہ ایک بڑے زبردست دولتی جھاڑنے والے کو چھیڑے گا۔ دو بڑے گول پتھر ہیں کہ خوب ہی ایک دوسرے سے رگڑ کھا رہے ہیں''۔

سورۃ کو رائے کی مشقت برداشت کرنی پڑی اور وہ اس راستے سے بھی ہٹ گیا تھا۔ جس میں کہ شبیب تھا۔

شبیب خارجی کا تعاقب:

شبیب بھی اس کے تعاقب میں چلا۔ اور اسے یہ امید تھی کہ سورۃ تک پہنچ کر اس کے لشکر کو لوٹ لوں گا اور لشکر والوں کو شکست دوں گا۔ اس لیے وہ نہایت تیزی سے ان کے تعاقب میں جا رہا تھا۔ سورۃ کے ساتھی مدائن آئے اور شہر میں داخل ہو گئے۔ اب شبیب بھی مدائن پہنچا اور شہر کے مکانات کے قریب پہنچ گیا اور ان پر حملہ کر دیا۔ مگر وہ لوگ پہلے ہی شہر میں داخل ہو چکے تھے ابن ابی عصیفیر اہل مدائن کو لے کر شبیب کے مقابلے کے لیے نکلا۔ لوگوں نے شبیب کی فوج پر تیروں کا مینہ برسایا اور مکانات پر سے پتھر پھینکے۔

شبیب خارجی کی روانگی تکریت:

شبیب اپنے ساتھیوں کو لے کر مدائن سے چلتا ہوا اور مقام کلواذا پہنچا۔ یہاں حجاج کے بہت سے جانور تھے ان سب پر اس نے قبضہ کر لیا اور علاقہ جوخی کو طے کرتا ہوا تکریت کی جانب نکلا۔

سورۃ بن ابجر کی فوج کی مراجعت کوفہ:

دوسری جانب مدائن میں جو فوج تھی اس میں یہ پریشان کن خبر مشہور ہوئی کہ شبیب بالکل قریب آ گیا ہے۔ اور اس کا ارادہ ہے کہ آج ہی رات اہل مدائن پر شب خون مارے۔ پھر کیا تھا اس افواہ کے مشہور ہوتے ہی تمام فوج میں افراتفری پڑ گئی اور تمام فوج مدائن سے چل دی۔ اور کوفے آ گئی۔ جو لوگ مدائن سے بھاگے تھے انہوں نے اس بات کو بیان کیا کہ ہمیں یہ اطلاع پہنچی تھی کہ آج رات ہم پر شبخون مارا جائے گا اور شبیب تکریت پہنچ چکا ہے جب یہ شکست خوردہ فوج حجاج کے پاس آئی حجاج نے جزل بن سعید بن شرحبیل بن عمرو الکندی کو روانہ کیا۔

سورۃ بن ابجر کی گرفتاری و معافی:

اس فوج کے شکست کھا کر واپس آنے پر حجاج نے یہ بھی کہا کہ خدا سورۃ کا برا کرے اس نے چھاؤنی اور فوج دونوں کو تباہ کر ڈالا۔ آپ خارجیوں پر شبخون مارنے گئے تھے بخدا میں اسے ضرور سزا دوں گا۔ اسی بنا پر حجاج نے سورۃ کو قید کر دیا۔ مگر بعد میں اس کا قصور معاف کر دیا گیا۔

خوارج کی مہم پر جزل کا تقرر:

اس کے بعد حجاج نے جزل کو جن کا نام عثمان بن سعید تھا بلایا اور حکم دیا کہ خارجیوں کے مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جب تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو تو نہ تو ایک ناتجربہ کار کی سی جلدی کرنا اور نہ کاہل خوفزدہ کی سی سستی خدا کے لیے اے بنی عمرو بن معاویہ

کے بھائی تم میرے مطلب کو سمجھ گئے ہو۔ جزل نے کہا خدا امیر کے کاموں کی ہمیشہ اصلاح کرتا رہے میں آپ کے مفہوم کو سمجھ گیا ہوں۔ حجاج نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ اور دیرعبدالرحمن پر پڑاؤ کرو۔ تا کہ تمام فوج یہیں تمہارے پاس جمع ہو جائے۔

جزل کا حجاج کو مشورہ:

جزل نے عرض کی کہ میری اتنی گذارش اور ہے کہ اس ہزیمت خوردہ فوج کا کوئی آدمی آپ میرے ساتھ نہ بھیجیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں خارجیوں کی طرف سے رعب جاگزین ہے۔ ان میں سے کسی کی ذات سے بھی آپ کو یا مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

حجاج نے کہا یہ بھی منظور ہے اور اس میں شک نہیں ہے تمہاری یہ رائے قرین مصلحت اور دوراندیشی ہے۔

جزل بن سعید کی روانگی:

اس کے بعد حجاج نے منشیوں اور متصدیوں کو بلا کر حکم دیا کہ چار ہزار فوج کا انتخاب کرے۔ ہر دستہ فوج میں سے ایک ہزار جوان چن لو اس کام میں عجلت کرو۔ چنانچہ قبائل کے سربرآوردہ ممتاز اشخاص اور متصدیان دفتر جمع ہوئے اور اس مہم پر بھیجی جانے والی فوج کا انتخاب شروع ہوا۔ چار ہزار آدمیوں کا انھوں نے انتخاب کیا اور حکم دیا کہ فوجی چھاؤنی میں باقاعدہ طور پر تیار ہو جائیں۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور پھر انہیں کوچ کا اعلان دیا گیا اور وہ روانہ ہوئے۔

حجاج کی طرف سے ایک نقیب نے اعلان کیا کہ اس مہم کا اگر کوئی شخص پیچھے رہ جائے گا اور نہ جائے گا تو اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال باطل ہو جائیں گے۔ غرض کہ جزل بن سعید روانہ ہوا۔ عیاض بن ابی لینہ الکندی اس کے آگے آگے مقدمۃ الجیش پر تھا اور یہ مدائن پہنچا۔ تین روز تک وہاں مقیم رہا۔

شبیب خارجی کی تلاش:

ابن ابی عصیفر نے اسے ایک سواری کا گھوڑا اور ایک بارکش ٹٹو' دو خچر اور دو ہزار درہم بھیجے اور فوج کے لیے بھیڑوں اور چارے کا اس قدر انتظام کر دیا جو انہیں تین روز تک کافی ہوا۔ پھر یہ لوگ روانہ ہوئے اور جس نے چاہا وہ ان بھیڑوں کو اپنے ساتھ بھی لیتا گیا غرض کہ اب جزل شبیب کی تلاش میں روانہ ہوا' اور علاقہ جوخی میں اس کی تلاش کی۔

شبیب خارجی کی چال:

اب شبیب نے یہ طرز عمل اختیار کیا کہ اپنی ہیبت بٹھانے کے لیے آج اس منڈی پر حملہ کر دیا اور کل دوسری پر دھاوا بولتا۔ آج اس علاقے کو روند ڈالا اور کل دوسرے کو پامال کر دیا۔ مگر کسی ایک مقام پر ٹھہرتا نہیں تھا کیونکہ اس کی غرض یہ تھی کہ جزل کو اس کے ساتھیوں سے علیحدہ کر دے اور پھر جزل جلد بازی سے اس پر حملہ کرے تا کہ جب اس کے ساتھ جماعت تھوڑی ہو اس وقت اچانک اس پر ٹوٹ پڑے۔

جزل کی محتاط پالیسی:

جزل بھی اس ارادے کو تاڑ گیا تھا اور اب وہ بغیر پوری تیاری اور ساز و سامان کے آگے نہیں بڑھتا تھا۔ جہاں کہیں پڑاؤ کرتا اپنے چاروں طرف خندق کھود لیتا۔

اس ترکیب سے شبیب بھی اکتا گیا کیونکہ حملہ کرنے کا کوئی موقع جزل نے اسے ہدست ہونے نہ دیا۔ آخر کار اس نے اپنے ساتھیوں کوایک رات کوچ کا حکم دیا اور وہ رات ہی کوچل دیئے۔

شبیب خارجی کی فوج کی ترتیب:

ایک شخص جوشبیب کے ساتھیوں میں تھا بیان کرتا ہے کہ ہم دیر بیرما میں تھے کہ شبیب نے ہمیں بلایا۔ ہماری تعداد کل ایک سو ساٹھ نفوس پر مشتمل تھی۔ اس جماعت کواس نے پھر چار حصوں پر تقسیم کیا اور ہر چالیس آدمی کی جماعت پر ایک سردار مقرر کیا۔ خود شبیب نے چالیس آدمی اپنی زیر قیادت رکھے چالیس اپنے بھائی مصاد کے حوالے کیے۔ سوید بن سلیم اور محلل بن وائل کو بھی چالیس چالیس آدمی دیئے۔

شبیب کا شبخون مارنے کا منصوبہ:

اس کے مخبروں نے آکر خبر دی تھی کہ جزل بن سعید دیر یزدجرد پر فروکش ہے۔ اس لیے شبیب نے ہم سب کو بلا کر تیاری کے متعلق احکام دیئے اور حکم دیا کہ گھوڑوں کے توبرے چڑھا دیئے جائیں اور سب لوگ اس اثناء میں پیدل چلیں اور جب گھوڑے دانہ کھالیں اس وقت سوار ہو جائیں تم میں سے ہر شخص کو اپنے افسر کے ساتھ چلنا چاہیے اور دیکھتے رہو تمہارا افسر جو احکام دے فوراً اس کی تعمیل کرو۔

شبیب خارجی کے سرداروں کو ہدایت:

پھر سرداران فوج کو بلا کر کہا کہ میرا یہ ارادہ ہے کہ دشمن کے پڑاؤ پر آج ہی شب کو شبخون ماروں اپنے بھائی مصاد کو حکم دیا کہ پہلے تم دشمن پر حملہ کرنا۔ پھر وہاں سے ہٹ کر حلوان کی سمت سے ان کے عقب سے حملہ کرنا' میں ان کے سامنے سے کوفے کی سمت سے حملہ کروں گا اور دیکھو تم سوید مشرق کی طرف سے حملہ آور ہونا اور محلل تم مغرب کی جانب سے حملہ کرنا۔

ہر شخص کو اسی سمت سے حملہ آور ہونا چاہیے جو ان کے لیے مقرر کر دی گئی ہے اور ان پر اس وقت تک حملہ نہ کرنا اور نہ للکارنا جب تک کہ میں حکم نہ دوں غرضیکہ ہم نے پوری تیاری کر لی۔

شبیب خارجی کا شبخون:

راوی بیان کرتا ہے کہ میں خود اس جماعت میں تھا جوشبیب کے زیر قیادت تھی۔ جب ہمارے گھوڑوں نے دانہ کھالیا اور یہ ابھی بالکل اول شب تھی کہ ہم روانہ ہوئے اور دیر خرارہ کے قریب پہنچے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ دشمن کی ایک جماعت بیرونی چوکی پر دیکھ بھال کے لیے مستعد ہے۔ اور عیاض بن ابی لینۃ الکندی اس کا سردار ہے۔ پہنچنے کے ساتھ ہی شبیب کے بھائی مصاد نے چالیس آدمیوں کی جماعت سے عیاض پر حملہ کر دیا مصاد شبیب کے آگے تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ شبیب سے آگے پہنچ کر دشمن کی پشت پر سے حملہ کرے جیسا کہ شبیب نے اسے حکم دیا تھا۔

مگر جب اس جماعت سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی' اس نے ان سے جنگ شروع کر دی۔ دشمن تھوڑی دیر ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ پھر ہم سب ان کی طرف جھپٹ پڑے ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دی۔

دشمن نے شاہراہ اعظم پر راہ فرار اختیار کی۔ حالانکہ ان کے اور ان کی اصل فوج کے درمیان جو دیر یزدجرد پر ڈیرے ڈالے

پڑی تھی تقریباً ایک میل کا فاصلہ تھا۔

شبیب نے ہم سے کہا اے مسلمانوں کے گروہو! دشمن پر چڑھ دوڑ واوران سے اتصال قائم رکھو۔ تاکہ اگر تم سے ہو سکے تو تم انہیں کے ساتھ ان کے پڑاؤ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم نے ان کا بڑا ہی سخت تعاقب کیا۔ ان سے چمٹے رہے مطلقاً انہیں ڈھیل نہ دی اور وہ شکست کھا کر بھاگ رہے تھے ان میں مقابلے کی تاب نہ تھی اور چاہتے تھے کہ جس طرح ہو سکے اپنے پڑاؤ میں پہنچ جائیں۔

غرض کہ اہل کوفہ اپنے قیام گاہ تک پہنچے مگران کے ساتھیوں نے انہیں لشکر گاہ میں داخل ہونے سے باز رکھا اور ہم پر تیروں کی بارش کی۔

ان کے مخبروں نے انہیں پہلے سے ہماری نقل وحرکت کی اطلاع دے دی تھی۔

شبیب خارجی کا چوکی دیرخرارہ پر حملہ:

جزل نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی تھی اور حفاظت کی تمام تدابیر اختیار کر رکھی تھیں اور حفاظت کے لیے یہ بیرونی چوکی بھی قائم کر دی تھی جس سے دیرخرارہ پر ہمارا مقابلہ ہوا۔ اس طرح اور بھی چوکی تھی جو حلوان کے قریب راستے پر قائم کی گئی تھی۔ جب ہم نے دیرخرارہ والی چوکی پر حملہ کر کے اس کی جماعت کو ان کے اصل لشکر گاہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا تو دوسری چوکیوں والے بھی اپنے اپنے مقامات سے جہاں وہ متعین تھے واپس چلے آئے مگر انہیں بھی اصل لشکر گاہ والوں نے اپنے احاطے میں داخل ہونے سے روکا اور کہا کہ دشمن سے لڑو اور تیروں سے اپنی مدافعت کرو۔ جو چوکی کہ حلوان کے قریب متعین کی گئی تھی اس پر عاصم بن حجر اور ایک دوسری پر واصل بن حارث السکونی سردار تھے۔

جب یہ تمام جماعتیں ایک جگہ جمع ہو گئیں۔ شبیب نے ان پر حملہ کرنا شروع کیا اور خندق تک پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا مگر لشکر گاہ والوں نے خارجیوں پر اس قدر تیر برسائے کہ انہیں پیچھے ہٹا دیا۔

شبیب خارجی کی روانگی حلوان:

شبیب نے جب دیکھا کہ وہ دشمن تک نہیں پہنچ سکتا اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اب انھیں چھوڑ دو اور یہاں سے چلتے رہو۔ خارجی حلوان کی سمت چلے اور جب اس مقام کے قریب پہنچے جہاں کہ حسین ابن زفر (بنی بدر بن فزارہ سے تھا) کے قبے ایستادہ ہیں (یہ قبے اس واقعہ کے بعد بنائے گئے ہیں) شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر پڑو یہاں پڑاؤ کر دو۔ گھوڑوں کو دانہ کھلاؤ اپنے تیر و کمان ٹھیک کر لو۔ تھوڑی دیر آرام کر لو۔ دو رکعت نماز پڑھو اور پھر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔

شبیب کا اہل کوفہ کے فوجی پڑاؤ پر حملہ:

شبیب پھر انہیں لے کر اہل کوفہ کے فوجی پڑاؤ کی طرف چلا اور کہا کہ دیکھو انہیں ہدایات پر عمل کرنا جو میں نے اوّل شب میں مقام دیر بیرما پر تمہیں دی تھیں۔ ان کے لشکر گاہ کو چاروں طرف سے گھیر لینا جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے۔

غرضیکہ خارجی شبیب کے فوج کے پڑاؤ کی طرف بڑھے۔ اس اثنا میں اہل لشکر گاہ نے اپنے محافظ چوکیوں کے سپاہیوں کو

لشکر گاہ میں آنے کی اجازت دے دی تھی۔ اور وہ سب کے سب وہاں پہنچ چکے تھے اور ان کی طرف سے بالکل بے خوف تھے۔

جب خارجیوں کے گھوڑوں کے سموں کی آواز ان کے بالکل قریب انھیں سنائی دی تب انھیں محسوس ہوا کہ دشمن سر پر آ پہنچا ہے ورنہ اس سے پہلے انھیں کچھ خبر نہ تھی۔

غرض کہ صبح سے کچھ ہی پہلے خارجیوں نے انھیں جا لیا۔ انھیں گھیر لیا اور ہر جانب سے انھیں للکارنا شروع کیا۔

شبیب خارجی کی مراجعت کوفہ:

اہل کوفہ نے بھی چاروں طرف سے مقابلہ شروع کیا اور خوب تیر برسائے۔ شبیب نے اپنے بھائی مصاد کو جو کوفہ کی سمت سے اہل کوفہ پر حملے کر رہا تھا اپنے پاس بلایا اور کہا کہ دشمن کے لیے کوفہ کا راستہ چھوڑ دو۔ مصاد چلا آیا اور کوفے کے رخ کو اس نے ان کی پسپائی کے لیے چھوڑ دیا۔ اب بھی خارجی تین طرف سے برابر حملہ آور ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ بالکل صبح ہو گئی۔ انھوں نے پھر صبح کو نہایت شدید حملہ کیا مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی اور اہل کوفہ برابر جمے رہے۔

خارجی انھیں چھوڑ کر چلتے ہوئے۔ اس پر اہل کوفہ نے ان پر طنزیہ فقرے کسنے شروع کیے اور کہنے لگے کہ اے دوزخ کے کتو! اے خارجی گروہ مقابلے پر آؤ ہم تیار ہیں مگر خارجیوں نے ایک نہ سنی اور ان سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہٹ آئے یہاں پہنچ کر انھوں نے مختصر سا پڑاؤ کیا۔ نماز صبح پڑھی اور برازالروز کی سمت روانہ ہوئے پھر جرجرایا اور اس کے متصل علاقے کی طرف چلے اور اب اہل کوفہ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔

شبیب خارجی کی خراج کی وصولی:

ایک شخص جو بطور تاجر اس فوج کے ساتھ تھا جو خارجیوں کی تلاش میں بھیجی گئی تھی بیان کرتا ہے کہ جزل بن سعید ہمارا سردار تھا یہ خارجیوں کی جستجو میں روانہ ہوا۔ بغیر پورے انتظامات حفاظت کے آگے نہیں بڑھتا تھا۔ جس مقام پر پڑاؤ کرتا اس کے گرد خندق کھود لیتا تھا۔ شبیب کی یہ حالت تھی کہ وہ جزل سے کنائی کاٹتا تھا۔ اس کے مقابلے پر نہیں آتا تھا۔ علاقہ جوخی اور دوسرے علاقوں میں تخت و تاراج کر رہا تھا۔ خراج خود وصول کر لیتا تھا۔

حجاج کا جزل کے نام تنبیہہ آمیز خط:

حجاج اس حالت کو اب زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے جزل کو ایک خط لکھا جو تمام فوج کے سامنے سنایا گیا۔ وہ خط یہ ہے:

''حمد و ثنا کے بعد میں نے تمہیں کوفہ کے شہسواروں اور سربرآوردہ منتخب لوگوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا ہے، تمہیں حکم دیا تھا کہ اس گمراہ خارجی گروہ کا تعاقب کرو جب تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو تو جب تک انہیں تباہ نہ کر دو اور انہیں پورے طور پر ان کے کیفر کردار کو نہ پہنچا دو ہرگز ان سے اپنا منہ نہ موڑنا مگر اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دیہات میں مزے سے راتیں بسر کرتے ہو۔ خندقوں کی اوٹ میں جوب کھاتے ہو اور بجائے اس کے کہ تم میرے حکم کی تعمیل کرتے، دشمن پر حملے کرتے اور قلع قمع کر دیتے۔ یہ آرام طلبی تمہیں زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے''۔

جزل کی خوارج کے تعاقب میں روانگی:

ہم مقام قطراثا اور دیرابی مریم میں تھے کہ یہ خط پڑھا گیا۔ جزل کو یہ ڈانٹ ناگوار گزری۔ فوج کو فوراً کوچ کا حکم دیا چنانچہ بہت شتاب روی سے اب فوج خارجیوں کے تعاقب میں روانہ ہوئی۔ ہم نے اپنے امیر سے سرکشی کی اور یہ کہا کہ معزول کر دیا جائے۔

مہم خوارج پر سعید بن مجالد کا تقرر:

چنانچہ حجاج نے سعید بن مجالد کو اس مہم کا سردار بنا کر بھیجا۔ اور یہ شرط کی کہ جب خارجیوں کا تمہارا مقابلہ ہو تم فوراً بلا توقف اور انتظار ان پر حملہ کر دینا اللہ سے طالب امداد رہنا۔ جزل کا طرز عمل اختیار نہ کرنا۔ ان کا اس طرح پیچھا کرنا جس طرح درندہ جانور اپنے شکار کا تعاقب کرتا ہے اور اس طرح ان کے اچانک حملے سے بچنا جس طرح کہ سوسمار وار بچاتی ہے۔

جزل شبیب کی تلاش میں روانہ ہوا۔ نہروان پہنچا اور یہاں اس نے خارجیوں کو جالیا مگر اپنے لشکر گاہ میں بیٹھا رہا اور اپنے چاروں طرف خندق کھود لی۔

سعید بن مجالد کا فوج سے خطاب:

اسی مقام پر سعید بن مجالد حجاج کی جانب سے اس لشکر کا امیر مقرر ہو کر آیا۔ لشکر گاہ میں داخل ہوا اور خطبہ دینے کھڑا ہوا۔ سب سے پہلے اس نے اللہ کی حمد کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور پھر کہا:

> ''اے کوفے والو! تم کمزور و بزدل ہو گئے ہو۔ تم اپنے فرض کو پورا کرنے سے قاصر رہے اور اپنے حاکم اعلیٰ کو ناراض کر لیا۔ غضب خدا کا۔ دو ماہ سے تم ان دبلے پتلے بدویوں کی تلاش میں ہو۔ انہوں نے تمہارے شہروں کو برباد کر ڈالا۔ تمہاری مال گزاری کو خود وصول کر لیا اور تم خوفزدہ ہو کر خندقوں میں دبکے ہوئے ہو۔ اس وقت تک خندقوں سے نکلتے ہی نہیں جب تک تمہیں یہ نہ معلوم ہو جائے کہ خارجی تم سے ہٹ کر کسی اور جانب چلے گئے ہیں یا تمہیں مقام کے علاوہ کسی اور مقام پر انہوں نے دھاوا کیا ہے۔
>
> اللہ کا نام لے کر دشمن کی طرف چلو''۔

جزل کا سعید بن مجالد کی پالیسی سے اختلاف:

غرض کہ سعید اور تمام فوج خندقوں سے باہر نکلی سعید نے جس قدر رسالہ تھا اسے ایک جا جمع کیا۔ اس پر جزل نے دریافت کیا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں سعید نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس رسالے کے ساتھ شبیب پر بڑھ کر حملہ کروں۔ جزل نے کہا نہیں یہ ٹھیک نہیں آپ اپنی تمام فوج پیدل اور رسالے کے ساتھ ایک جا رہیں البتہ ان کے سامنے آ جائیں کیونکہ شبیب خود ہی تم پر حملہ کرے گا اس لیے آپ اپنی جمعیت کو منتشر نہ کیجیے۔ فوج اگر سب یک جا رہی تو اس سے انہیں نقصان اور آپ کو فائدہ پہنچے گا۔ مگر سعید نے جزل سے کہا کہ تم فوج کی صف میں کھڑے رہو۔

جزل نے کہا اے سعید جو کچھ تم کر رہے ہو اس کی ذمہ داری سے میں بالکل بے تعلق ہوں اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان جو موجود ہیں اسے سن رہے ہیں سعید نے کہا ہاں میری یہ رائے ہے اگر یہ راست آئی تو گویا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا

کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اگر میں اپنی اس چال میں ناکام رہا تو تم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

جزل اب اہل کوفہ کے ساتھ جنہیں وہ خندق سے باہر نکال لایا تھا ٹھہرا رہا۔ ان کے میمنے پر عیاض بن لبینۃ الکندی اور میسرے پر عبدالرحمٰن بن عوف کو سردار مقرر کیا اور خود ان کی اصل فوج میں ٹھہرا رہا۔

سعید بن مجالد کا شبیب خارجی کا محاصرہ:

سعید بن مجالد آگے روانہ ہوا اور اس کے ساتھ فوج بھی چلی۔ اس اثنا میں شبیب براز الروز کی طرف چلا۔ قطیطیا میں جا کر اس نے پڑاؤ کیا۔ اس مقام کے زمیندار کو حکم دیا کہ ہماری ضروریات کی اشیا خرید دے اور صبح کا کھانا تیار کرائے۔ زمیندار نے اس فرمائش کو منظور کر لیا۔ شبیب شہر میں داخل ہوا۔ دروازے بند کر لیے گئے۔ ابھی کھانے سے فارغ بھی نہیں ہوا تھا کہ سعید بن مجالد اپنی فوج کے ساتھ آ دھمکا۔

زمیندار نے شہر کی فصیل پر چڑھ کر دیکھا کہ فوج بڑھتی ہوا آ رہی ہے اور قلعے کے قریب پہنچنا چاہتی ہے وہ فصیل پر سے اتر آیا اس کا رنگ فق تھا۔ شبیب نے اس سے پوچھا کہ کیوں تمہارے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔

زمیندار نے بیان کیا کہ ہر طرف سے آپ کو فوجوں نے گھیر لیا ہے۔ اس پر شبیب نے کہا کچھ پرواہ نہیں' ہاں یہ تو بتاؤ کہ ہمارا ناشتہ بھی تیار ہے یا کہ نہیں۔ زمیندار نے کہا ہاں تیار ہے۔ شبیب نے کہا اچھا لاؤ۔

شہر کے دروازے پہلے ہی بند تھے غرض کہ کھانا لایا گیا' شبیب اور ان کے ساتھیوں نے ناشتہ کیا اور دو رکعت نماز پڑھی' پھر اپنا خچر منگایا اور اس پر سوار ہوا۔

تمام خارجی شہر کے دروازے کے نزدیک جمع ہوئے۔ شبیب نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ اور اپنے خچر پر سوار ہو کر نکلا' دشمن پر حملہ آور ہوا اور کہنے لگا کہ حکومت اللہ ہی کو زیبا ہے۔[۱] میں ابو مدلہ ہوں اگر چاہتے ہو تو ثابت قدم رہو۔

سعید نے اپنی فوج اور رسالے کو ایک جا جمع کرنا شروع کیا اور پھر انہیں لے کر شبیب کے پیچھے چلا اور کہنے لگا کہ خارجی صرف ایک حملے کے ہیں۔

شبیب خارجی کا سعید بن مجالد پر حملہ:

شبیب نے دیکھا کہ دشمن علیحدہ علیحدہ اور متفرق ہو گیا ہے اپنے رسالے کو ایک جا جمع کر کے انہیں کنائی کاٹ کر حملہ کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ ان کے سردار کو پیش نظر رکھو کیونکہ بخدا یا تو میں اسے قتل کر ڈالوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے۔

چنانچہ حسب ہدایت خارجیوں نے ایک جانب کو بچتے ہوئے اہل کوفہ پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ سعید ابن مجالد اپنی جگہ پر جما رہا اور اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہا کہ میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ۔ میں ذی مران کا بیٹا ہوں۔ سعید نے اپنی ٹوپی اتار کر زین کے ہرنے پر رکھ دی تھی۔

---

[۱] لا حکم الا اللہ ترجمہ ہے جو خارجیوں کا شعار تھا۔

سعید بن مجالد کا قتل:

شبیب نے اس پر حملہ کر کے سر پر تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی جو دماغ تک اتر گئی اور سعید زمین پر مردہ گر پڑا۔ فوج شکست کھا کر بھاگی۔ بہت سے لوگ مارے گئے۔ بقیۃ السیف جزل کے پاس پہنچے۔ جزل گھوڑے پر سے اتر پڑا اور لوگوں سے کہا کہ میرے پاس آؤ۔

جزل کی مراجعت مدائن:

عیاض بن ابی لینۃ نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ اگر تمہارا اگلا سردار میدان جنگ میں کام آیا تو کیا ڈر ہے۔ یہ تمہارا دوسرا سردار مبارک و میمون نصیبے والا زندہ موجود ہے جزل نے پوری داد مردانگی دی اور زخمی ہو کر گر پڑا اور ڈولی میں ڈال کر مدائن اٹھا کر لایا گیا۔ اس فوج کے شکست خوردہ مفرورین کوفہ آئے۔

اس جنگ میں خالد بن نہیک (بنی زہل بن معاویہ سے) اور عیاض بن ابی لینۃ نہایت بہادری سے لڑے اور انہیں دونوں نے جزل کو دشمن کے نرغے سے نکالا' جو زخمی ہو چکا تھا۔

مذکورہ بالا بیان ایک جماعت کا ہے دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ یہ جنگ دیر ابی مریم اور براز الروز کے درمیان ہوئی تھی۔ پھر جزل نے اس واقعے کی پوری کیفیت حجاج کو لکھ بھیجی۔

شبیب خارجی کی سوق بغداد کو امان:

شبیب نے کرخ کے قریب دجلہ کو عبور کیا۔ سوق بغداد کو قاصد بھیجے اور انھیں امان دی۔ بات یہ تھی کہ اس روز بغداد کے بازار کا دن تھا۔ شبیب کو معلوم ہوا تھا کہ لوگ اس سے خوفزدہ ہیں کہ مبادا بازار کے دن ان پر ٹوٹ پڑے اور لوٹ لے۔ مگر چونکہ شبیب اور اس کے ساتھی بازار سے کپڑے سواری کے جانور اور دوسری مایحتاج چیزیں خریدنا چاہتے تھے اس لیے اس نے مناسب سمجھا کہ ان کے خوف کو امان کا وعدہ کر کے دور کر دے۔

شبیب خارجی کی کوفہ کی جانب روانگی:

شبیب اپنی فوج کو لے کر کوفے کی طرف چلا۔ تمام لشکر اوّل شب میں روانہ ہوا' اور مقام عقرالملک پر جو قصر ابن ہبیرہ کے قریب واقع ہے پڑاؤ کیا۔ پھر صبح سے تیزی کے ساتھ کوچ کرنا شروع کیا اور حمام عمر بن سعید اور قبین کے درمیان رات بسر کی۔

سوید بن عبدالرحمٰن کو شبیب خارجی پر حملہ کا حکم:

جب حجاج کو ان کی نقل و حرکت اور قیام کا علم ہوا اس نے سوید بن عبدالرحمٰن السعدی کو دو ہزار شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اور سوید کو حکم دیا کہ تم شبیب کے مقابلے کے لیے جاؤ اس پر حملہ کرو۔ میمنہ و میسرہ مقرر کر لینا۔ اور پھر پوری جمعیت کے ساتھ اس پر بڑھنا۔ اگر شبیب تمہارے مقابلے سے ہٹ جائے تم اسے جانے دینا اس کا تعاقب نہ کرنا۔

غرض کہ سوید اس مہم پر روانہ ہوا۔ مقام سخہ پر آ کر اس نے اپنے لشکر کی صف بندی شروع کی۔ اسے معلوم ہوا کہ شبیب سامنے آ رہا ہے یہ بھی اس کے مقابلے پر روانہ ہوا' مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا موت اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

حجاج نے عثمان بن قطن کو بھی روانگی کا حکم دیا۔ اس نے بھی سنجہ پر لشکر کشی کی تیاری کی اور اعلان کر دیا گیا کہ اس لشکر کا جو آج رات کوفے میں بسر کرے گا اور عثمان کے پاس نہ پہنچے گا اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال زائل ہو جائیں گے۔

سوید کا زرارہ میں قیام:

حجاج نے سوید کو حکم دیا کہ تم اپنے دو ہزار سواروں کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ دریا عبور کر کے زرارہ پہنچا ابھی فوج کی ترتیب اور انہیں جنگ کی تحریص ہی دلانے میں مصروف تھا کہ اس سے کہا گیا کہ شبیب تمہارے بالکل قریب آ گیا ہے سوید گھوڑے پر سے اتر پڑا' اس کی فوج کے اکثر لوگ اس کے ساتھ اتر پڑے' جھنڈا سامنے لایا گیا اور یہ سب کے سب زرارہ کی انتہائی حد تک پہنچ گئے یہاں آ کر معلوم ہوا چونکہ شبیب کو تمہارے قیام گاہ کا علم ہو چکا تھا اس لیے اس نے تمہارا رخ چھوڑ دیا اور چونکہ دریا یہاں پایاب نہ تھا اس لیے اس نے تمہاری سمت کے علاوہ اور دوسری سمت سے دریا عبور کیا ہے اور وہ کوفے کی طرف جا رہا ہے پھر کسی نے اس سے کہا دیکھیے وہ جا رہا ہے۔

سنجہ میں کوفی افواج کا اجتماع:

سوید نے اپنی تمام فوج میں اعلان کر دیا اور یہ سب کے سب سوار ہو کر اس کے پیچھے چلے۔ شبیب بڑھتے بڑھتے دارالرزق پہنچا۔ یہاں آ کر اسے معلوم ہوا کہ تمام اہل کوفہ مقابلے کے لیے سنجہ میں تیاری کر رہے ہیں۔ سنجہ میں جو فوج جمع ہو رہی تھی انہیں جب معلوم ہوا کہ شبیب قریب آ گیا' ان میں پریشانی پھیل گئی۔ ایک نے دوسرے کو آواز دینا شروع کیا وہ پلٹے اور ارادہ کیا کہ شہر کوفہ میں چلے آئیں۔ مگر جب ان سے کہا گیا کہ شبیب بن عبدالرحمٰن شبیب کے پیچھے چلا آ رہا ہے بلکہ اس تک پہنچ چکا ہے تو انہیں قرار آیا اور اپنی اپنی جگہ قائم رہے۔

شبیب خارجی کی محصوری و اطمینان قلبی:

شبیب نے جب دیر میں تھوڑا قیام کیا حکم دیا کہ ایک بکری اس کے لیے بھونی جائے۔ زمیندار فصیل پر چڑھا اور اترا اور اس کے چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ شبیب نے پوچھا کیا ہوا۔ اس نے کہا بخدا ایک بڑی فوج نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ شبیب نے کہا کیا ابھی تک بکری بھنی نہیں۔ جواب دیا گیا کہ نہیں۔ شبیب نے کہا اچھا اسے چھوڑ دو۔

زمیندار پھر دوسری مرتبہ شہر کی فصیل پر دیکھنے کے لیے چڑھا اور آ کر اس نے کہا کہ بخدا فوج نے قلعے کا محاصرہ کر لیا ہے۔ شبیب نے کہا اچھا وہ بھنا ہوا گوشت تو لاؤ اور بغیر کسی تردد یا پریشانی کے کھانے لگا۔ اور اس سے فراغت کرنے کے بعد وضو کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی' زرہ پہننے کے بعد دو تلواریں حمائل کیں اور ایک لوہے کا گرز لیا اور حکم دیا کہ میرے لیے خچر پر زین کسا جائے۔ اس کے بھائی مصاد نے کہا بھی کہ بھلا آج بھی آپ خچر پر زین کسوا رہے ہیں۔ سبیب نے کہا ہاں! آج اسی پر زین رکھو۔ اور سوار ہوا۔ پھر کہا فلانے تم میمنے پر رہو اور فلانے تم میسرے پر اور مصاد سے کہا کہ تم قلب فوج میں رہو۔

شبیب خارجی کا کوفی فوج پر حملہ:

اس کے بعد اس نے زمیندار کو شہر کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ چنانچہ کوفہ والوں کے روبرو ہی دروازہ کھولا گیا اور اپنے اشعار

کہتا ہوا سعید کی طرف چلا۔ سعید اور اس کے ساتھیوں نے رجعت قہقہری شروع کر دی اور اس دیر سے ایک میل کے قریب فاصلے پر پیچھے ہٹ گئے۔

سعید کہتا جاتا تھا اے ہمدانیو میں ذی مران کا بیٹا ہوں میرے پاس آؤ۔

سعید نے ایک دستہ فوج کو اپنے بیٹے کے ساتھ روانہ کیا کیونکہ اسے یہ محسوس ہوگیا تھا کہ دشمن مجھ پر غلبہ کرلے گا۔ شبیب یہ دیکھ کر اپنے بھائی مصاد کی طرف دیکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے تیری موت کا سوگوار بنائے اگر میں اسے قتل کر کے اس کے بیٹے کو اس کا سوگوار نہ بناؤں اور پھر گرز لے کر سعید پر چڑھ دوڑا۔ سعید مارا گیا اور زمین پر گر پڑا۔ فوج نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔ مگر سوائے ایک مقتول کے اور کوئی اس روز اہل کوفہ میں مقتول نہیں ہوا۔

جزل کی شجاعت:

سعید کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کر جزل کے پاس آئی۔ جزل نے انہیں اپنی طرف بلایا۔

عیاض بن ابی لینۃ نے کہا اے لوگو! اگر تمہارا اوّل درجے والا سردار ہلاک ہوگیا ہے تو کوئی ہرج نہیں یہ تمہارا دوسرا مبارک نصیب امیر موجود ہے اس کے پاس آؤ اور اس کے زیر قیادت لڑو۔

یہ سن کر کچھ لوگ تو جزل کی طرف آئے اور بعض نے سیدھے کوفہ کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ جزل نہایت بہادری سے لڑتا رہا' آخر کار زخمی ہو کر گرا۔ خالد بن نہیک اور عیاض بن ابی لینۃ دونوں اسے بچاتے رہے اور بڑی مشکل سے جزل کو دشمن کے نرغے سے نکالا۔ اور وہ ڈولی میں ڈال کر لایا گیا۔ فوج شکست کھا کر کوفہ میں داخل ہوئی۔

جزل کا حجاج بن یوسف کے نام خط:

جزل کو لوگ اٹھا کر مدائن لے آئے اور یہاں سے اس نے تمام واقعے کی کیفیت حجاج کو لکھی۔ جزل کا وہ خط یہ ہے:

''حمد و ثنا کے بعد میں امیر کو مطلع کرتا ہوں کہ میں اس لشکر کے ساتھ جسے آپ نے میرے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا تھا' دشمن کے مقابلے کے لیے نکلا۔ آپ نے دشمن کے متعلق جو ہدایات مجھے دی تھیں میں ان پر پوری طرح کاربند رہا' اس لیے جب میں موقع دیکھتا تھا دشمن پر نکل کر حملہ آور ہوتا تھا اور جب کبھی خطرے کا خوف ہوتا تھا میں فوج کو خارجیوں کے مقابلے پر جانے سے باز رکھتا تھا۔

میں برابر اسی طریقہ کار پر عمل پیرا رہا۔ دشمن نے تمام تدبیریں مجھ پر ختم کر دیں مگر وہ مجھے دھوکا نہ دے سکا اور نہ اچانک غفلت کی حالت میں مجھ پر حملہ کر سکا اتنے میں سعید بن مجالد رحمۃ اللہ علیہ آئے' میں نے ان سے کہا کہ سوچ سمجھ کر کام کیجیے عجلت نہ کیجیے' اور میں نے یہ بھی انہیں ہدایت کی تھی کہ پوری فوج کے ساتھ دشمن سے جنگ کی جائے مگر انہوں نے میری بات نہ مانی اور رسالہ کو لے کر دشمن پر حملہ آور ہو گئے۔

میں نے اس معاملے میں اہل کوفہ اور بصرہ کو گواہ کر لیا کہ میں ان کی رائے سے بالکل بے تعلق ہوں۔ اور جو کچھ انھوں نے کیا وہ ہرگز میرا منشا نہ تھا۔

سعید نے اپنا ارادہ پورا کیا اور شہید ہوئے خدا ان کی خطاؤں کو معاف کرے۔ پھر فوج میری طرف آئی۔ میں گھوڑے سے اتر پڑا۔ انھیں اپنی طرف بلایا اور ان کے لیے اپنا جھنڈا بلند کیا۔ لڑا اور زخم کھا کر گر پڑا۔ مجروحین میں سے لوگوں نے مجھے اٹھایا' جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے ہاتھوں پر مجھے لے جا رہے ہیں اور ہم میدان کارزار سے ایک میل کے فاصلے پر نکل آئے ہیں۔ اب میں مدائن میں مقیم ہوں۔ میرے زخم اس قدر شدید ہیں کہ اگر ان سے کم بھی کسی کو آئے ہوتے تو وہ یقیناً ہلاک ہو جاتا یا مجھ ایسا شخص زخمی ہوتا اس کی خطائیں درگزر کی جاتیں۔ جس دیانتداری اور خلوص سے میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری اور فوج کے ساتھ سلوک کیا ہے اور دشمن کے مقابلے پر جو چالیں اختیار کیں اور جنگ میں کس طرح لڑا۔ یہ تمام باتیں آپ خود دریافت فرما سکتے ہیں۔ اس سے جناب والا پر وہ صداقت اور خیر خواہی جو میں نے کی ہے اچھی طرح ظاہر و روشن ہو جائے گی''۔

حجاج کا خط بنام جزل:

حجاج نے اس کے جواب میں یہ خط لکھا:

''حمد وثنا کے بعد تمہارا خط مجھے ملا میں نے اسے پڑھا' اور جو کچھ تم نے اس میں بیان کیا تھا میں بخوبی سمجھ گیا۔ میری خیر خواہی اہل کوفہ پر تمہارا اقتدار اور انضباط' دشمن پر تمہارا حملہ' ان تمام امور کے متعلق جو کچھ تم نے اپنے لیے لکھا ہے میں اسے سچ سمجھتا ہوں۔

سعید کی کارروائی اور دشمن پر حملہ کرنے میں اس نے جس عجلت کا اظہار کیا اس کے متعلق جو کچھ تم نے بیان کیا اسے بھی سمجھا ہے۔

میں اس کی جلد بازی اور تمہاری تاخیر دونوں کو پسندیدہ نگاہ سے دیکھتا ہوں اس کی جلد بازی نے تو اسے جنت الفردوس پہنچا دیا۔ رہی تمہاری تاخیر اور ڈھیل اس سے یہ فائدہ ہوا کہ جب تمہیں کوئی موقع ہمدست ہوا تم نے اسے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور جب انسان کسی موقع کو اس لیے چھوڑ دے کہ وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہ تدبیر اور احتیاط ہے۔ تمہارا طرز عمل قرین صواب ہے۔ تم خوب لڑے تم نے میرے احکام کی پوری تعمیل کی۔ میرے نزدیک تم ان لوگوں میں ہو جن کی بات کو سنا جائے' اسے مانا جائے اور ان کی خیر خواہی پر اعتماد کیا جائے۔ میں تمہارے پاس حیان بن ابجر کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ تمہارا علاج کریں۔ دو ہزار درہم میں نے تجھے بھیجے ہیں انہیں تم اپنی ضروریات اور دوسرے غیر معمولی اخراجات میں خرچ کرو۔ والسلام''۔

چنانچہ حیان بن ابجر (بنی فراس سے۔ جو داغ دے کر یا دوسرے طریقے سے علاج کیا کرتے تھے) جزل کے پاس آئے اور اس کا علاج کرنے لگے۔

عبداللہ بن ابی عصیفر نے بھی جزل کو ہزار درہم بھیجے۔ خود عیادت کرنے جاتا تھا۔ علاوہ ازیں تحفے تحائف بھی بھیجا کرتا تھا۔

شبیب خارجی کا کرخ میں قیام:

اب شبیب مدائن پہنچا' مگر یہاں آ کر اسے معلوم ہوا' کہ باشندوں اور شہر پر کسی طرح اس کا دسترس نہیں ہو سکتا' اس لیے

مدائن سے کوفہ کی سمت چلا۔ کرخ پہنچا' دریائے دجلہ کو عبور کر کے کرخ آیا۔ شبیب خود کرخ ہی میں مقیم تھا کہ اس نے بغداد کے بازار والوں سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ اپنی اپنی جگہ اطمینان سے کاروبار کرتے رہو تمہیں آنچ تک نہیں آئے گی۔ اس اطمینان دلانے کی وجہ یہ تھی کہ شبیب کو خبر پہنچی تھی کہ بازار والے اس سے خوفزدہ ہیں کہ مبادا غارت گری کرے۔

شبیب خارجی کا سوید پر حملہ:

سوید جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ اس نے بنی مزینہ اور بنی تمیم کے مکانات کو اپنے اور اپنے ساتھیوں کی پشت پر چھوڑا۔

شام کے وقت شبیب نے ان پر نہایت شدید حملہ کیا مگر اسے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اب شبیب نے حیرہ کی طرف رخ کر کے کوفے کے مکانات پر حملہ کرنا شروع کیا۔ سوید نے بھی پیچھا نہ چھوڑا بلکہ برابر لگا ہوا چلا آیا۔ یہاں تک کہ شبیب کوفے کی تمام آبادی قطع کر کے حیرہ پہنچا۔ سوید بھی اس کے تعاقب میں حیرہ آیا۔ مگر یہاں آ کر اس نے دیکھا کہ شبیب نے جاتے جاتے پل توڑ ڈالا ہے۔ اس لیے اس نے شبیب کا تعاقب چھوڑ دیا اور صبح تک وہاں ٹھہرا رہا۔

حجاج نے سوید کو حکم دیا کہ شبیب کے پیچھے جاؤ۔ یہ اس کے تعاقب میں چلا مگر شبیب وہاں سے نکل آیا اور دریائے فرات کے نیچے کے علاقے میں اس کا ہم قوم جو ملتا اسے لوٹ لیتا۔

شبیب خارجی کا بنی ورثہ پر حملہ:

مقام خفان کی پشت پر سے اس نے صحرا سے ایک اور پہاڑی علاقے کی طرف جس کا نام غلطہ تھا چڑھنا شروع کیا۔ یہاں بنی ورثہ کے کچھ لوگوں سے اس کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ شبیب نے ان پر حملہ کیا اور انہیں مجبور کر دیا کہ وہ زمین کے گڑھوں میں پناہ لیں۔ یہاں سے انھوں نے شبیب اور اس کی فوج والوں پر چکی کے سخت پتھر جو ان کے چاروں طرف پڑے ہوئے تھے برسانے شروع کیے۔

آخر کار یہ پتھر کب تک چلتے ختم ہو گئے۔ شبیب نے انہیں جالیا اور ان میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر ڈالا جس میں حنظلہ بن مالک' مالک بن حنظلہ اور حمران بن مالک بھی تھے یہ سب قبیلہ بنی ورثہ سے تھے۔

شبیب خارجی کا فزر بن الاسود پر حملہ:

اب شبیب اپنے ہی خاندان والوں اور یک جدی عزیزوں پر غارت گری کرنے کے لیے صلت پہنچا (صلت اس کے قبیلے کا چشمہ ہے) یہ چشمہ فزر بن الاسود کے جو صلب کی اولاد میں سے تھا زیرِ نگیں تھا اور یہ وہی شخص تھا جو شبیب کو اس طرزِ عمل سے روکتا تھا اور اس بات سے منع کرتا تھا کہ وہ خود اپنے ہی قبیلے اور قریبی عزیزوں پر ہاتھ صاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

شبیب کو اس کی نصیحت ناگوار گزرتی اور کہا کرتا تھا کہ بخدا اگر سات سوار بھی میرے زیرِ اقتدار ہوتے تو میں فزر پر ضرور غارت گری کروں گا۔

جب اس مقام پر شبیب نے حملہ کیا تو پوچھا کہ فزر کہاں ہے۔

فزر نے اپنے آپ کو اس سے بچالیا اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر کہ جس کے پیچھے کوئی خارجی مکانات کی اوٹ ہونے کی وجہ

سے گھوڑا نہ دوڑا سکا' اس نے جنگل کا راستہ لیا۔ تمام لوگ شبیب سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے۔ اس لیے یہ واپس آیا۔

شبیب نے تمام مفصلات کے لوگوں میں اپنی دہشت بٹھا دی۔ مقام قطقطانہ پر حملہ کیا۔ پھر مقاتل کے محل پر دھاوا بولا وہاں سے دریائے فرات کے کنارے پر جو علاقہ تھا اس پر جھپٹا' یہاں سے حصاصہ اور انبار ہوتا ہوا دقوقا میں گھس آیا' اور یہاں سے آذربائیجان کے ملحقہ علاقہ کی طرف روانہ ہوا۔

حجاج کی روانگی بصرہ:

حجاج نے اس کا خیال چھوڑ دیا۔ اور کوفے پر عروہ بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر خود بصرے چلا آیا۔

اس درمیان میں لوگوں کو شبیب کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا کہ اتنے میں ماز رواسب بابل مہروذ کے زمیندار اور رئیس نے عروہ کو خط لکھا کہ انبار کے ایک تاجر نے جو میرے علاقے کا رہنے والا ہے مجھ سے آ کر بیان کیا کہ شبیب کا ارادہ ہے کہ اس آیندہ ماہ کی ابتدائی تاریخوں میں وہ کوفہ میں گھس آئے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو اس کی اطلاع کر دوں تا کہ آپ اس کے متعلق کچھ سوچیں اس بیان کو ابھی ایک گھنٹے کا عرصہ نہ گزرا ہوگا کہ میرے دو خراج وصول کرنے والے ملازم آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ شبیب خانجار پہنچ چکا ہے اور وہاں مقیم ہے۔

عروہ نے اس خط کو ایک دوسرے اپنے خط کے ساتھ منسلک کر کے فوراً حجاج کے پاس بصرے روانہ کیا۔ حجاج اس خط کو پڑھتے ہی نہایت تیزی سے کوفے روانہ ہوا۔

شبیب خارجی کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

دوسری جانب سے شبیب بڑھتے بڑھتے دجلہ کے کنارے ایک گاؤں میں آیا جس کا نام حربی تھا اس مقام سے اس نے دجلہ کو عبور کیا اور پوچھا کہ اس گاؤں کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا اس کا نام حربی ہے۔

شبیب نے کہا حرب ہے۔ اس کی آگ سے تمہارے دشمن تاپیں گے اور حرب تمہیں ان کے مکانات کا قابض بنا دے گا جو شخص واقف کار ہوتا ہے اور پرہیزگار رہتا ہے وہ اچھی ہی فال لیتا ہے۔

پھر شبیب نے اپنا جھنڈا بلند کیا اور اپنے ساتھیوں کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ بڑھتے بڑھتے مقام عقرقوفا پر پڑاؤ کیا۔

سوید بن سلیم نے عرض کی کہ اے امیر المومنین کاش! آپ ہمیں اس منحوس نام والے گاؤں سے لے کر نہ گزرتے بلکہ کسی دوسرے راستے سے آتے۔

شبیب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی فال لی ہے۔ بخدا میں ہرگز اس مقام سے رخ نہ موڑوں گا بلکہ اس میں سے ہو کر دشمن کے مقابلے پر جاؤں گا۔ ان شاء اللہ اس کی نحوست تمہارے دشمنوں پر ہوگی۔ اسی موضع میں تم ان پر حملہ کرو انھیں کو تباہی اور شکست نصیب ہوگی۔

اس کے بعد شبیب نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اے لوگو! حجاج اس وقت کوفے میں نہیں ہے اور اب کوفے تک ان شاء اللہ کوئی مزاحمت نہ کرے گا۔ اس لیے بڑھے چلو۔ شبیب نہایت شتاب روی سے کوفے کی طرف چلا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ حجاج سے

پہلے کوفہ پہنچ جائے۔

حجاج کی کوفہ میں آمد:

دوسری جانب عروہ نے حجاج کو لکھا کہ شبیب نہایت سرعت سے کوفے پر بڑھا آ رہا ہے اور قریب رہ گیا ہے۔ اس لیے آپ آنے میں بہت جلدی کیجیے۔

حجاج منزلوں کو جلد جلد طے کرتا ہوا چلا۔ دونوں چاہتے تھے کہ اپنے مقابل سے پہلے کوفہ پہنچ جائیں۔ حجاج ظہر کے وقت کوفہ میں داخل ہو گیا اور شبیب نماز مغرب کے وقت سنجہ پہنچا۔ یہاں اس نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر کچھ تھوڑا بہت کھانا کھایا اور خارجی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر کوفے میں داخل ہوئے۔

شبیب خارجی کا قصر کوفہ پر حملہ:

شبیب بڑھتا ہوا بازار تک پہنچا۔ پھر قلعے پر حملہ آور ہوا اور قصر کے دروازے کو گرز سے مارنا شروع کیا۔

ابومنذر کہتے ہیں کہ میں نے شبیب کے گرز کے نشان کو قصر کے دروازے پر دیکھا ہے۔ اس ضرب نے دروازے میں بہت کچھ اثر کیا تھا۔

شبیب وہاں سے ہٹ کر چبوترہ پر کھڑا ہوا' اور یہ دو شعر پڑھے:

و كأن حافرها بكل خميلة　　كيل يكيل به شحيح معدم

عبد دعيى من ثمو اصله　　لابل يقال ابو ابيهم يقدم

''گویا گھوڑے کا سم جو نرم ریتلی زمین پر پڑتی ہے وہ ایک پیمانہ ہے جس سے بخیل اور فقیر آدمی وزن کرتا ہے میرا مدمقابل ایک جھوٹے نسب کا مدعی غلام ہے جس کی اصل ثمود سے ہے' نہیں بلکہ کہا جاتا ہے کہ ان کا جد اعلیٰ یقدم تھا''۔

خوارج کی مسجد میں غارت گری:

اس کے بعد خارجی بڑی مسجد میں گھس آئے جس میں اکثر نمازی جمع رہتے تھے۔ ان میں سے شبیب نے عقیل بن مصعب الوادی' عدی بن عمرو الثقفی اور ابولیث بن ابی سلیم عنبسہ بن ابی سفیان کے آزاد غلام کو قتل کر ڈالا۔

دوسرے خارجیوں نے ازہر بن عبداللہ العامری کو قتل کر ڈالا۔

خارجی حوشب کے مکان پر پہنچے۔ یہ پولیس کے افسر اعلیٰ تھے۔

حوشب کے غلام میمون کا قتل:

خارجی ان کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ امیر حوشب کو بلا رہے ہیں۔ حوشب کے غلام نے خچر باہر نکالا تا کہ حوشب اس پر سوار ہو جائیں۔ اس اثنا میں میمون نے بھانپ لیا کہ دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ خارجیوں نے خیال کیا کہ اب یہ ہمارا بھانڈا پھوڑ دے گا۔

میمون نے چاہا کہ پھر مکان میں چلا جائے مگر خارجیوں نے کہا کہ تم اس وقت تک یہیں رہو جب تک کہ تمہارے آقا یہاں باہر نہ آ جائیں۔

حوشب نے اس گفتگو کو سنا اور سمجھ لیا کہ دشمن آ گیا مگر باہر نکل آیا۔ جب دیکھا کہ ایک جماعت کی جماعت موجود ہے اس نے یقین کر لیا کہ ضرور یہ دشمن ہیں اور پلٹ کر جانے لگا' خارجی اس کی جانب لپکے مگر وہ گھر میں گھس گیا اور اس نے دروازہ بند کر لیا۔

سوید اور بجاف کی گفتگو:

سوید نے اس سے کہا کہ یہاں اتر آؤ۔ بجاف نے کہا میرے آنے سے تمہیں فائدہ۔ سوید نے کہا' اس جوان اونٹنی کی قیمت ادا کرنا چاہتا ہوں جو میں نے آپ سے فلاں علاقے میں خریدی تھی۔

بجاف نے کہا واہ اچھے وقت قیمت ادا کرنے آئے۔ کیا یہ ہی وقت اور جگہ ادائیگی کے لیے رہ گئی تھی۔ کیا ایسے وقت میں جب کہ رات اندھیاری اور تم گھوڑے کی پشت پر ہو اس امانت کی ادائیگی کرنی تھی۔ اے سوید اللہ اس ملت کا برا کرے جس کی تکمیل اور اصلاح بغیر عزیزوں کے قتل کے اور اپنی ہی قوم کے خون بہانے کے ہو ہی نہیں سکتی۔

ذہل بن الحارث کا قتل:

یہاں سے پلٹ کر خارجی مسجد بنی ذہل پر پہنچے۔ یہاں انھوں نے ذہل بن الحارث کو دیکھا۔ یہ اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے اور عادت تھی کہ بہت لمبی نماز پڑھتے تھے۔ جب یہ اپنے گھر واپس جانے لگے' خارجیوں نے انہیں جا لیا اور حملہ کیا کہ انہیں قتل کر ڈالیں۔

ذہل نے کہا اے خداوند! ان لوگوں کے ظلم اور جہل کی میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ اے خداوندا میں کمزور ہوں۔ ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا تو ان سے میرا بدلہ لے۔ مگر اس پر خارجیوں نے ان پر وار کیے اور قتل کر ڈالا۔ پھر کوفہ سے نکل کر مردمہ کی سمت روانہ ہوئے۔

نضر بن قعقاع:

نضر بن قعقاع بن شور الذہلی اور اس کی ماں ناجیۃ بنت ہانی بن قبیصہ ہانی الشیبانی شبیب کے سامنے آئے۔ جب نضر سامنے آیا تو شبیب نے اسے بہت گھور کر غور سے دیکھا۔ نضر نے کہا السلام علیکم ایہا الامیر ورحمۃ اللہ۔ اس پر سوید نے فوراً کہا کہ افسوس ہے تجھ پر امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کر۔ پھر نضر نے ''امیر المومنین'' کہا۔ خارجی کوفہ سے باہر نکل آئے اور مردمہ کی سمت روانہ ہو گئے۔

کوفہ میں منادی:

حجاج نے حکم دیا کہ ایک اعلان کر دیا جائے۔ چنانچہ منادی نے اعلان کیا کہ اے اللہ کے سوارو! اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ اور تمہیں خوشخبری ہو' اس وقت تک خود حجاج قلعے کے دروازے پر موجود تھا۔ اس کے پاس ایک غلام بھی کھڑا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں چراغ تھا۔

سب سے پہلے عثمان بن قطن بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ آزاد غلاموں اور اپنے خاندان اور قبیلے کی ایک معتد بہ جماعت کے ساتھ آموجود ہوا' اس نے کہا امیر سے اطلاع کردی جائے کہ عثمان حاضر ہے' جو حکم ہو اس کی تعمیل کی جائے۔

اس غلام نے جو چراغ لیے کھڑا ہوا تھا کہا کہ آپ اپنی جگہ پر ٹھہریں اور امیر کی ہدایت کے منتظر رہیں۔

اب ہر جانب سے لوگ جمع ہونے شروع ہوئے۔عثمان نے تمام رات ان لوگوں کے ساتھ جو جمع ہو گئے تھے اسی مقام پر بسر کی۔

شبیب خارجی کے تعاقب میں فوجی دستوں کی روانگی:

پھر حجاج نے بشر بن غالب الاسدی (بنی ذالبہ) کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور زایدہ بن قدامۃ الثقفی کو دو ہزار فوج کے ساتھ۔ ابوالضریس بنی تمیم کے آزاد غلام کو ایک ہزار آزاد غلاموں کے ساتھ اور اعین کو جو حمام اعین کا مالک تھا اور بشر بن مروان کا آزاد غلام تھا ایک ہزار فوج کے ساتھ خارجیوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔

محمد بن موسیٰ ناظم سجستان:

عبدالملک نے محمد بن موسیٰ بن طلحہ کو سجستان کا ناظم مقرر کیا تھا۔اور اس کے لیے باقاعدہ وثیقہ بھی لکھ دیا تھا۔اس طرح حجاج کو یہ خط لکھا تھا:

''حمد وثناء کے بعد جب محمد بن موسیٰ تمہارے پاس پہنچے ان کے ہمراہ سجستان جانے کے لیے دو ہزار کا بندوبست کردینا اور انھیں جلد روانہ کردینا''۔

عبدالملک نے محمد بن موسیٰ کو حکم دیا کہ تم حجاج سے خط وکتابت کرتے رہنا۔

محمد بن موسیٰ اور حجاج:

جب محمد بن موسیٰ آئے تو حجاج نے اس فوج کی تیاری اور درستی میں جو ان کے ہمراہ جانے والی تھی دیرلگانی شروع کی۔ محمد کے دوستوں نے اسے سمجھایا کہ آپ تو مہربانی کر کے فوراً اپنی منزل مقصود کو جایئے اور اپنی ذمہ دار خدمت کا جائزہ لیجیے۔کیونکہ معلوم نہیں حجاج کا اس جنگ میں کیا حشر ہو۔

مگر محمد بدستور قائم رہا اور شبیب کے مقابلے کا جو واقعہ پیش آیا وہ اس کے سامنے پیش آیا۔اس کے بعد حجاج نے محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ سے کہا کہ تم شبیب اور خارجیوں سے لڑلو اور پھر اپنی منزل مقصود کو چلے جانا۔

حجاج نے ان امراء کے ساتھ جو شبیب کے تعاقب میں بھیجے گئے تھے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر بن کریز القرشی اور زیاد بن عمرو العتکی کو بھی بھیج دیا۔

نضر بن قعقاع کا قتل:

شبیب کوفہ سے نکل کر مردمہ پہنچا۔یہاں خراج وصول کرنے کے لیے ایک حضرموت کا باشندہ ناجیہ بن مرثد الحضرمی نامی

مقرر تھا‘ یہ شخص ڈر کر حمام میں چھپ گیا۔ شبیب وہاں پہنچا حمام سے اسے باہر نکالا اور قتل کر ڈالا۔

نضر بن قعقاع بن شور شبیب کے سامنے آیا۔ یہ شخص حجاج کے ہمراہ تھا۔ جب حجاج بصرے سے آ رہا تھا مگر جب حجاج نے نہایت سرعت سے کئی کئی منزلوں کو ایک ایک دن میں طے کرنا شروع کیا تو اسے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

جب شبیب نے اسے دیکھا اور اس کے ساتھ جمعیت بھی دیکھی پہچان گیا اور اس سے کہا اے نضر بن قعقاع صرف خدا ہی کا حکم نافذ ہے اس کے کہنے سے مطلب یہ تھا کہ وہ نضر کو (بطور خود) راہ راست پر آنے کی ہدایت کرنا چاہتا تھا۔

نضر اس جملے کے مفہوم کو سمجھ نہ سکا اور اس نے جواب دیا اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَ اِنَّـا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ. ہم خدا ہی کے لیے ہیں اور اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اس پر شبیب کے ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنین معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اس کہنے سے اس نے یہ سمجھا کہ آپ اسے اپنے مذہب کی تلقین کر رہے ہیں۔

پھر کیا تھا سب نے اس پر حملہ کر دیا اور قتل کر ڈالا۔

شبیب خارجی کی روانگی قادسیہ:

یہ تمام سردار دریائے فرات کے نیچے کے علاقے میں جمع ہوئے مگر اب شبیب نے اپنا رخ ہی بدل دیا اور بجائے اس کے کہ وہ ان سرداروں کی طرف آتا‘ اس نے قادسیہ کا رخ کیا۔

حجاج نے زخر بن قیس کو اٹھارہ سو منتخب شہسواروں کے ساتھ شبیب کے تعاقب کا حکم دیا۔ اور کہہ دیا کہ جہاں کہیں تم اسے پا سکو فوراً حملہ کر دینا۔ البتہ اگر وہ اپنی راہ چلا جائے تم اس کا تعاقب کرنا بلکہ جب تک وہ تم پر پلٹ کر خود حملہ آور نہ ہو تم اس سے مزاحم نہ ہونا۔ اور اگر وہ کسی مقام پر پڑاؤ کر دے اور تمہارے مقابلے پر جما رہے تو تم بھی اس جگہ سے نہ ہلنا جب تک کہ اس سے دو دو ہاتھ نہ کر لو۔

زحر بن قیس کی مہم:

زحر اس مہم پر روانہ ہوا سیلحین پہنچا۔ شبیب کو بھی معلوم ہوا کہ زحر میرے مقابلے کے لیے آ رہا ہے۔ اس نے بھی اس طرف کوچ کیا۔ غرض کہ دونوں ایک دوسرے کے مقابلے میں آ گئے۔ زحر نے اپنے میمنہ پر عبداللہ بن کناز النہدی کو مقرر کیا جو ایک نہایت ہی بہادر شخص تھا اور اپنے میسرے پر عدی بن عمیرۃ الکندی ثم الشیبانی کو مقرر کیا۔

زحر اور شبیب خارجی کی جنگ:

شبیب نے بھی اپنے تمام سواروں کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ ایک دم سے مجتمع حالت میں دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ چنانچہ وہ اپنے سواروں کو لے کر دشمن کی صف پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا‘ آندھی کی طرح چلا اور تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کا دَہ دینے کے بعد زحر بن قیس تک پہنچ گیا۔

زحر بن قیس کی شکست و مراجعت کوفہ:

زحر گھوڑے سے اتر پڑا' لڑا اور زخم کھا کر گر پڑا' اس کی فوج شکست کھا کر بھا گی' خارجیوں نے سمجھا کہ ہم نے اسے قتل کر دیا۔ مگر جب صبح ہوئی اور اسے سردی محسوس ہوئی۔ اٹھا اور خود اپنے پیروں سے چل کر گاؤں میں آیا' یہاں اس نے رات بسر کی اور پھر یہاں سے اسے لوگ کوفہ لے گئے اس کے چہرے اور سر پر تلوار اور نیزوں کے سترہ اٹھارہ زخم آئے تھے' کچھ عرصہ تک اپنی جائے قیام سے نہیں ہلا۔ پھر حجاج کے پاس آیا اور تمام چہرہ اور زخموں پر روئی کے پھائے رکھے ہوئے تھے۔ حجاج نے اسے اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور جو لوگ اس وقت اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے انہیں مخاطب کر کے کہا جس کسی کو ایک جنتی کے دیکھنے سے خوشی حاصل ہوتی ہو جو چلتا پھرتا بھی ہے حالانکہ وہ شہید ہے۔ اسے چاہیے کہ زحر بن قیس کو دیکھ لے۔

شبیب خارجی کی نجران میں آمد:

چونکہ شبیب کے ساتھیوں کو اپنی جگہ خیال تھا کہ ہم نے زحر کو قتل کر دیا ہے۔ اس لیے انھوں نے شبیب سے کہا کہ ہم نے دشمن کے لشکر کو شکست دی۔ ان کے ایک بڑے سردار کو قتل کر دیا اس لیے بہتر یہ ہے کہ اپنی عزت و آبرو کو بچا کر آپ ہمیں یہاں سے کسی دوسری طرف لے چلئے۔

شبیب نے کہا کہ ہم نے چونکہ اس امیر کو قتل کیا اور اس لشکر کو شکست دی اس لیے وہ تمام سردار اور فوج جو تمہاری تلاش میں بھیجی گئی تھی تم سے مرعوب ہے' اب تم میرے ساتھ ان کی طرف بڑھو بخدا اگر ہم نے انھیں قتل کر لیا تو ان شاء اللہ حجاج کے قتل کرنے اور کوفہ پر قبضہ کرنے میں اب کوئی شئے ہماری سدراہ نہ ہوگی۔

سب نے کہا اب ہم آپ کی رائے پر چلنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے دل و جان سے حاضر ہیں۔ ہم آپ کی مرضی پر ہیں جیسا آپ کہیں گے ویسا ہم کریں گے۔

شبیب نے سب کو لے کر تیزی سے کوچ شروع کیا نجران پہنچا (یہ نجران وہ ہے جو عین التمر کے اطراف میں کوفہ کے قریب واقع ہے)۔

روذبار میں کوفی افواج کا اجتماع:

یہاں آ کر اس نے دشمن کی نقل و حرکت دریافت کی معلوم ہوا کہ مقام روذبار واقعہ زیریں فرات علاقہ بھقباذ اسفل میں جو کوفہ سے چودہ فرسخ کے فاصلے پر ہے تمام سردار جمع ہو رہے ہیں۔

حجاج کو بھی خبر ہوگئی کہ شبیب ان سواروں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس نے عبدالرحمن بن الغرق ابن ابی عقیل کے آزاد غلام کو جس کی حجاج بہت تکریم و تعظیم کیا کرتا تھا۔ حکم دیا کہ تم ان سرداروں کے پاس جا کر انہیں مطلع کر دو کہ خارجی تمہاری طرف بڑھے آ رہے ہیں اور یہ بھی کہہ دینا کہ اگر ایک ہی جگہ میں تم سب جمع ہو جاؤ تو زایدہ بن قدامہ تم سب کے سردار ہوں گے۔

ابن الغرق آیا جو پیغام تھا وہ پہنچا دیا اور پھر واپس چلا گیا۔

سپہ سالار زایدہ بن قدامہ:

غرض کہ شبیب اس جرار فوج تک پہنچا جس میں سات سردار تھے اور زایدہ بن قدامہ سب کے افسر اعلیٰ تھے۔

ہر سردار نے اپنی اپنی جمعیت کو علیحدہ علیحدہ ترتیب دیا تھا۔ میمنہ پر زیاد ابن عمرو العتکی اور میسرے پر بشر بن غالب الاسدی سردار تھا۔ ہر سردار اپنے دستہ فوج میں ایستادہ تھا۔

اب شبیب بھی اس موقع پر پہنچا۔ ایک ایسے ٹیلے پر چڑھ کر کھڑا ہوا جہاں سے وہ اپنے مقابل کی فوج کو دیکھ سکتا تھا۔

شبیب ایک کمیت رنگ کے گھوڑے پر جس کی پیشانی پر سفید داغ تھا سوار تھا۔ شبیب نے اپنے دشمن کی ترتیب و آراستگی کو دیکھا۔ پھر اپنی فوج میں چلا گیا۔

اب شبیب اپنی فوج کو تین دستوں میں منقسم کر کے تیزی سے حملہ آور ہوا اور اہل کوفہ کی فوج کے قریب آ گیا۔ وہ دستہ جو سوید بن سلیم کی زیر قیادت تھا سامنے سے گزر کر اہل کوفہ کے میمنہ کے مقابل کھڑا ہو گیا اور وہ دستہ جس کی کمان مصاد کر رہا تھا وہ بھی اس طرح اہل کوفہ کے میسرے کے مقابل کھڑا ہو گیا۔ خود شبیب اپنے دستے کے ساتھ اس فوج کے قلب کے مقابلے میں صف آرا ہوا۔

زایدہ بن قدامہ کا فوج سے خطاب:

زایدہ بن قدامہ اپنی فوج میں میسرہ سے میمنہ تک جاتے تھے اور لوگوں کو جنگ میں ثابت قدم رہنے کی تحریص دلاتے تھے' کہتے تھے' 'اے اللہ کے بندو! تم پاک ہو اور تمہاری تعداد بھی کثیر ہے۔ یہ ناپاک مٹھی بھر آدمی تمہارے مقابل ہوئے ہیں خدا کرے کہ وہ تم پر سے قربان ہونے کے لیے بنائے گئے ہوں تم دو یا تین حملوں میں ثابت قدم رہو اور پھر ان پر جوابی حملہ کرو فتح سامنے ہے' اور یقینی ہے آپ لوگ نہیں دیکھتے کہ ان کی تعداد دو سو بھی نہ ہوگی۔ وہ صرف ایک حملے کے ہیں وہ چور ہیں۔ صراط مستقیم سے نکل گئے ہیں تم پر اس لیے حملہ آور ہوئے کہ تمہارا خون بہائیں' تمہاری مالگزاری کو وصول کر لیں۔ اس لیے کسی شئے کے حاصل کرنے میں وہ اس قدر طاقتور نہ ہوں گے جس قدر کہ تم اس کی مدافعت کرنے کی حالت میں ہوں گے۔ ان کی تعداد کم ہے' تمہاری زیادہ ہے۔ وہ ایک ہی خاص فرقے سے تعلق رکھتے ہیں' حالانکہ تم اہل جماعت ہو۔ اپنی آنکھیں بند کر لو۔ اور نیزے لے کر ان پر ٹوٹ پڑو۔ مگر ابھی جب تک میں حکم نہ دوں حملہ نہ کرنا۔ یہ کہہ کر زایدہ پھر اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

آغازِ جنگ:

جنگ شروع ہو گئی۔ سوید نے زیاد بن عمرو پر حملہ کیا ان کی صفیں درہم برہم ہو گئیں مگر زیاد اپنی نصف جماعت کے ساتھ اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ سوید تھوڑی دیر کے لیے ہٹ گیا اور پھر دوبارہ حملہ آور ہوا اور دونوں فریق تھوڑی دیر تک نیزہ زنی کرتے رہے فروہ بن لقیط جو خود اس جنگ میں موجود تھا بیان کرتا ہے کہ ہم نے تھوڑی دیر نیزہ زنی کی مگر اہل کوفہ برابر ہمارے مقابلے میں جمے رہے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں گے۔ زیاد بن عمرو نہایت دلیری سے لڑا اور خوب لڑا۔ اپنے سواروں کے دل اپنی آواز سے بڑھاتا جاتا تھا اور برابر تلوار مارتا چلا جاتا تھا۔ اور اس طرح بے جگری سے لڑ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ سوید بن سلیم جیسا بہادر ترین عرب اور

بڑا ہی سخت تلوار یا بھی اس روز اس کے مقابلے سے کنائی کاٹ رہا تھا' اور سامنے نہیں آتا تھا۔

پھر ہم دوبارہ پیچھے ہٹ آئے۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے دشمنوں کی صفیں درہم برہم ہو رہی ہیں اس پر خارجیوں نے شبیب سے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ دشمن کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا ہے آپ ان پر حملہ آور ہوں۔

شبیب نے کہا ذرا ٹھہرو انہیں اپنی اپنی جگہ سے ہٹ جانے دو' ان کے پاؤں اکھڑنے دو۔ خارجی تھوڑی دیر تو خاموش رہے اور سہ بارہ حملہ آور ہوئے۔

اہل کوفہ کی شکست و پسپائی:

اہل کوفہ شکست کھا کر بھاگے۔ میں نے زیاد بن عمرو کو دیکھا کہ وہ برابر تلوار مار رہا ہے مگر جو تلوار اس پر پڑتی تھی اچٹ جاتی تھی اور کچھ کارگر نہیں ہوتی تھی' حالانکہ اس نے اپنی زرہ بھی اتار کر اپنے گھوڑے کی زین پر رکھ دی تھی۔

میں نے دیکھا کہ بیس تلواریں اس پر پڑیں مگر اس کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ مگر آخر کار یہ بھی بھاگا کچھ تھوڑا سا زخمی ہو گیا تھا مگر یہ واقعہ شام کا ہے۔ پھر ہم نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر پر حملہ کر کے اسے بھی شکست دی مگر آدمی کچھ زیادہ نہیں مارے گئے اور شمشیر زنی بھی تھوڑی ہی دیر ہوئی۔ مجھے یہ اطلاع ہوئی تھی کہ عبدالاعلیٰ بھی زخمی ہوا تھا۔ یہ بھی زیاد بن عمرو سے جاملا۔ اور ان دونوں نے راہ فرار اختیار کیا۔

مغرب کے وقت ہم محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے اور اس سے بھی نہایت شدید جنگ ہوئی مگر محمد اپنی جگہ جما رہا۔

بشر بن غالب کا خاتمہ:

شبیب کے بھائی مصاد نے بشر بن غالب پر جو اہل کوفہ کے میسرہ پر سردار تھا حملہ کیا۔ بشر نے خوب ہی داد مردانگی دی اور اپنی جگہ جما رہا۔ آخر کار وہ اور اس کے پچاس دوسرے بہادر اپنے گھوڑوں سے زمین پر اتر پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے۔

ان مقتولین میں عروہ بن زہیر بن ناجذ الازدی بھی تھا۔ اس کی ماں کا نام زرارہ تھا اور یہ عورت بنی ازدہی میں پیدا ہوئی تھی' اس وجہ سے اس قبیلے کو بنی زرارہ بھی کہتے تھے۔

خارجیوں نے بشر کو قتل کر ڈالا۔ اس کی فوج شکست کھا کر فرار ہو گئی۔ خارجی اب ابی الضریس بنی تمیم کے آزاد غلام پر جو بشر کے متصل ہی تھا ٹوٹ پڑے اور اسے پیچھے دھکیل دیا۔ ابی الضریس اس جگہ تک پیچھے ہٹا جہاں کہ اعین متعین تھا۔ خارجیوں نے ان دونوں پر حملہ کیا اور دونوں کو شکست دی اور انہیں دبائے ہوئے زایدہ بن قدامہ تک پہنچ گئے۔

شبیب خارجی کا زائدہ پر حملہ:

جب خارجی زائدہ تک پہنچ گئے۔ زائدہ زمین پر اتر پڑے اور پکارنے لگے' اے مسلمانو اپنی جگہ ڈٹے رہو اور میرے پاس آؤ۔ تمہارے دشمن کافر ہیں' تم مومن ہو۔ اس لیے وہ تم سے زیادہ ثابت قدم نہیں رہ سکتے۔

زایدہ صبح ہونے تک خارجیوں سے لڑتے رہے۔ پھر شبیب نے اپنی فوج کے دستے کے ساتھ زایدہ پر حملہ کیا۔ زایدہ اور اس کے تمام ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اور تمام میدان بہادروں کی لاشوں سے پاٹ دیا۔

اس شب زایدہ بلند آواز سے اپنی فوج والوں سے کہہ رہے تھے:

''اے لوگو! اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور دوسروں کو بھی ثابت قدم رہنے کی ترغیب دو اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا''۔

زایدہ بن قدامہ کا قتل:

غرض کہ زایدہ اس طرح سینہ سامنے کیے ہوئے برابر دشمنوں سے لڑتے رہے' خوب جوہر شجاعت دکھائے اور آخر کار کام آئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابوالصقیر الشیبانی نے زایدہ کو قتل کیا تھا۔ مگر اس کے اس دعوے میں ایک دوسرے شخص فضل بن عامر نے حجت کی اور خود ان کے قتل کا مدعی ہوا۔ شبیب نے زایدہ کو قتل کر ڈالا' اور ابوالضریس اور اعین ایک زبردست قلعے میں جا گھسے۔

شبیب کی بیعت کی دعوت:

شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اب تلوار نیام میں کر لو کسی کو قتل نہ کرو بلکہ لوگوں کو بیعت کی دعوت دو۔ چنانچہ صبح کے وقت لوگوں کو بیعت کی دعوت دی گئی۔ عبدالرحمٰن بن جندب کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو شبیب کے ہاتھ پر بیعت کرنے آئے تھے۔ شبیب اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے دوسرے سردار اس کے سامنے ایستادہ تھے۔ جو کوئی بیعت کرنے آتا اس کے شانے سے تلوار لی جاتی اس کے ہتھیار بھی لے لیے جاتے پھر وہ شبیب کے قریب پہنچتا اور امیر المومنین کے لقب سے اسے مخاطب کرتا اس کے بعد اسے جانے کی اجازت ہو جاتی اور کوئی تعارض اس سے نہ کیا جاتا۔

محمد بن موسیٰ کی شجاعت:

ابھی میں بیعت کرنے ہی گیا تھا کہ صبح ہوگئی' محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ معرکہ کارزار کے انتہائی کنارے پر اب تک اپنی جگہ جمے ہوئے تھے۔ جب صبح ہوئی ان کے حکم سے مؤذن نے اذان دی۔ شبیب نے اذان کی آواز سن کر پوچھا کہ یہ کیا ہے کسی نے جواب دیا کہ یہ محمد بن موسیٰ بن طلحہ ہے جو اب تک اپنی جگہ پر جما ہوا ہے۔

شبیب نے کہا ہاں میرا بھی یہی خیال تھا کہ اس کی حماقت اور تکبر ضرور اسے مجبور کرے گا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے' اچھا ان لوگوں کو ہم سے علیحدہ لے جاؤ۔ گھوڑوں سے اتر پڑو تا کہ نماز پڑھ لیں۔

شبیب خارجی کا محمد بن موسیٰ پر حملہ:

شبیب گھوڑے سے اتر پڑا۔ خود ہی اذان دی پھر آگے بڑھا اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ پہلی رکعت میں وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ اور دوسری رکعت میں اَرَاَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ تلاوت کی اور سلام پھیرا۔ پھر سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ محمد پر حملہ آور ہوئے۔ کچھ لوگ میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور کچھ لوگ اپنی جگہ جمے رہے۔

فرد کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جب ہم نے محمد پر حملہ کیا اور چاروں طرف سے اسے گھیر لیا' وہ برابر شمشیر زنی کرتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا:

﴿ الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ هُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴾

''الم۔ کیا لوگوں کا یہ گمان ہے کہ انھیں چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ یہ کہیں گے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور حالانکہ انہیں کسی مصیبت میں امتحان کے لیے نہیں بھیجا گیا ہم نے ان سے اگلے لوگوں کو اس لیے مصیبت میں ڈالا تا کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اپنے ایمان میں سچا اور کون جھوٹا ہے''۔

محمد شمشیر زنی کرتا ہوا مارا گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے سنا ہے کہ شبیب ہی نے اسے قتل کیا تھا۔ اس کے بعد ہم اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے اور محمد کے قیام گاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔

جن لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان میں سے اب کوئی بھی باقی نہیں رہا تھا سب بھاگ گئے تھے۔

محمد بن موسیٰ کو شبیب خارجی کی پیش کش:

محمد بن موسیٰ بن طلحہ کے متعلق جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے یہ ابومخنف کی روایت ہے۔ ان کے علاوہ اور لوگوں نے یہ بیان کیا کہ جب عبدالملک بن مروان نے محمد بن موسیٰ کو سجستان کا حاکم مقرر کیا' حجاج نے محمد کو لکھا کہ جس جس مقامات سے آپ کا گزر ہوا ان سب پر آپ ہی حاکم ہیں البتہ شبیب آپ کے راستے میں ہے۔

محمد بن موسیٰ شبیب کی طرف پلٹا۔ شبیب نے اس سے کہلا بھیجا کہ تمہیں دھوکہ دیا گیا ہے تمہاری آڑ میں حجاج نے اپنے آپ کو بچالیا۔ تم میرے پڑوسی ہو تمہارا مجھ پر حق ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ جو احکام آپ کو ملے ہیں ان کے مطابق آپ اپنی منزل مقصود کو چلے جایئے' اور میں تم سے خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

محمد بن موسیٰ اور شبیب خارجی کا مقابلہ:

مگر محمد ایسی باتوں پر کب کان دھرتا' اسی ضد پر اڑا رہا کہ میں تو شبیب سے لڑوں گا۔ شبیب نے ٹالنا چاہا اور پھر دوبارہ قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ تم مجھ سے مت لڑو۔ مگر اس بار بھی اس نے نہ مانا اور دعوت دی کہ میں تم سے مبارزت کرنا چاہتا ہوں۔[1] بطین تعنب اور سوید یکے بعد دیگرے مقابلے کے لیے بڑھے مگر محمد بن موسیٰ نے کہا کہ میں صرف شبیب ہی سے تنہا لڑنا چاہتا ہوں۔

ان لوگوں نے شبیب سے کہا کہ وہ ہم سے تو لڑنا نہیں چاہتا آپ ہی سے لڑنا چاہتا ہے۔

شبیب نے کہا خیر' کیا حرج ہے وہ اشراف ہے بہر حال شبیب مقابلہ کے لیے محمد بن موسیٰ کی طرف بڑھا اس سے کہا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیرا خون بہانا میرے لیے حرام ہے۔ تجھے میرا حق ہمسائیگی حاصل ہے۔ محمد نے اب بھی نہ مانا اور اس پر اڑا رہا کہ میں تو لڑوں گا۔

محمد بن موسیٰ کا قتل:

غرض کہ اب شبیب نے اس پر حملہ کیا اور ایک گرز سے جس کی شام پر بارہ رطل لوہا لگا ہوا تھا اس کے سر پر ایسی شدید ضرب

---

[1] مبارزت وہ جنگ جس میں صرف ایک شخص صرف ایک کا مقابل ہوتا ہے۔ مترجم

لگائی کہ خود کے ٹکڑے ہو گئے اور سر بھی پاش پاش ہو گیا' اور محمد مردہ ہو کر گر پڑا۔

شبیب نے باقاعدہ اس کی تجہیز و تکفین کی۔ اس کے لشکر گاہ سے جو مال و متاع اس کے ہاتھ آیا تھا اس کی قیمت لگا کر اس کے اہل و عیال کو بھیج دی اور اپنے ساتھیوں سے معذرت کی کہ چونکہ محمد بن موسیٰ کوفہ میں میرا ہمسایہ تھا اس لیے میرا یہ فرض تھا کہ جو کچھ غنیمت میرے ہاتھ آئی ہے میں اسے اس کے ورثا کو دے دوں۔

اس سے پہلے محمد بن موسیٰ، عمر بن عبیداللہ بن معمر کے ہمراہ فارس میں تھا۔ اور اس کے ساتھ ابو فدیک کے مقابلے میں اس کے میمنہ کا سردار تھا۔ اس جنگ میں اس نے اپنی بہادری اور شجاعت کی وجہ سے شہرت اور ناموری حاصل کی تھی۔ عمر بن عبیداللہ نے اپنی بیٹی ام عثمان اس کے نکاح میں دے دی تھی۔ عبدالملک اس کا بہنوئی تھا۔

جب عبدالملک نے اسے بجستان کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا۔ یہ کوفہ آیا۔ یہاں کسی نے حجاج سے کہا کہ اگر یہ شخص جو اس قدر بہادر اور پھر عبدالملک کا سالہ بھی ہے بجستان چلا گیا اور پھر اس کے پاس اگر کسی ایسے شخص نے پناہ لی جس کی تمہیں تلاش ہو تو ہرگز اس شخص کو تمہارے حوالے نہیں کرے گا۔

حجاج نے کہا اچھا پھر کیا کیا جائے' مشورہ دیا گیا کہ تم خود اس سے ملنے جاؤ سلام کرو اس کی شجاعت و بسالت کی تعریف و توصیف کرو اور کہو کہ شبیب آپ کے راستے میں ہے میرا تو اس نے ناک میں دم کر دیا ہے مجھ سے اب کچھ نہیں ہو سکتا' اب صرف آپ سے میری تمام اُمیدیں وابستہ ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے اس کی طرف سے مطمئن کر دے گا۔ یہ کارنامہ آپ کی شہرت میں چار چاند لگا دے گا۔

یہ بات محمد کی سمجھ میں آ گئی۔ شبیب کی طرف مڑا۔ شبیب اس سے دوچار ہوا اور کہنے لگا کہ میں حجاج کی چال کو سمجھ گیا ہوں۔ اس نے تمہیں دھوکا دیا ہے اور اس طرح اس نے تمہاری آڑ میں اپنے آپ کو بچایا ہے اور میں گویا تمہارے ساتھیوں کے ہمراہ ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جب طرفین میں مقابلہ ہو گا یہ تمہیں چھوڑ دیں گے اور تم بھی اوروں کے ساتھ مارے جاؤ گے۔ میری بات مانو اور اپنا راستہ لو۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری جان ضائع ہو۔

مگر محمد نے ایک نہ سنی۔ شبیب نے اس سے تنہا جنگ کی اور قتل کر ڈالا۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ:

اس رات جن لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان میں ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ شبیب نے کہا کہ کیا تم ابو بردہ نہیں ہو۔ اس نے کہا ہاں!

شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے میرے دوستو! اس کا باپ منجملہ دو سرپنچوں کے تھا[1]

سب نے کہا کہ کیوں نہ اسے قتل کر ڈالیں۔ شبیب نے کہا کہ اس کے باپ نے جو کچھ کیا تھا۔ اس کا یہ ذمہ دار نہیں۔ سب نے کہا بے

---

[1] جنگ صفین کے بعد ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے حکم بنائے گئے تھے۔

شک آپ کا فرمانا درست ہے۔ صبح کے وقت شبیب اس قلعے کی طرف بڑھا۔ جس میں ابوالضریس اور اعین پناہ گزیں تھے۔ انہوں نے شبیب پر تیر برسائے اور قلعہ بند ہو گئے۔

شبیب خارجی کا خانجار میں قیام:

شبیب اس روز تمام دن وہاں قیام کر کے انہیں چھوڑ کر چلتا ہوا۔

اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اب کوفہ تک راستہ صاف ہے کوئی مزاحم نہیں۔

شبیب نے نظر جو دوڑائی تو دیکھا کہ اس کے ساتھی روانہ ہو گئے ہیں۔ شبیب نے کہا جو کچھ ابھی تمہیں کرنا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے جو اب تک تم کر چکے ہو۔

غرض کہ یہ انہیں لے کر نضر' صراط اور بغداد پر دھاوے کرتا ہوا خانجار آیا اور یہاں ٹھہر گیا۔

عثمان بن قطن کا امارت مدائن پر تقرر:

جب حجاج کو معلوم ہوا کہ شبیب نضر کی جانب بڑھا ہے اس نے خیال کیا کہ اس کا ارادہ مدائن پر حملہ کرنے کا ہے جو کوفہ کا دروازہ ہے اور جو شخص مدائن پر قبضہ کر لے گا تو کوفہ کا بیشتر علاقہ اس کے قبضہ اقتدار میں آ جائے گا۔ اس سے حجاج کو سخت تشویش ہوئی۔ اس نے عثمان بن قطن کو بلایا اور مدائن جانے کا حکم دیا اور کہا کہ خطبہ اور نماز پڑھانے کا بھی تم ہی کو حق ہے۔ تمام علاقہ جوخی اور استان کا خراج سب تمہارے لیے ہے۔

عثمان بن قطن اور جزل:

عثمان روانہ ہوا۔ تیزی سے منزلوں کو طے کرتا ہوا مدائن پہنچا' حجاج نے عبداللہ بن عصیفیر حاکم مدائن کو موقوف کر دیا۔ جزل بھی کئی ماہ سے یہاں مقیم تھا اور اپنے زخموں کا علاج کرا رہا تھا۔ ابن ابی عصیفیر جزل کی عیادت کو آتا تھا اور بہت کچھ سلوک کرتا رہتا تھا۔ جب عثمان مدائن آیا اس نے اس کی خبر گیری نہ کی اور نہ کبھی ملنے ہی جاتا تھا اور نہ کبھی سوغات بھیجتا۔

اس پر جزل نے کہا اے اللہ! تو ابن عصیفیر کی سخاوت و شرافت میں دن دونی رات چوگنی ترقی دے اور عثمان بن قطن کے بخل میں اضافہ ہو۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث:

حجاج نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو بلایا اور حکم دیا کہ فوج کا انتخاب کر لو۔ اور اس دشمن کے تعاقب میں جاؤ۔ چھ ہزار شہسوار منتخب کر لو۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے شہسواروں اور ان کے سرداروں کو منتخب کر لیا اور اپنی قوم کے بھی چھ سو کندی اور حضرمی بہادر چنے۔ حجاج نے عبدالرحمٰن کو مشورہ دیا کہ ایک جگہ فوج کو جمع کر کے اس کی ترتیب کر لو۔ عبدالرحمٰن نے مقام دیر پر لشکر آرائی شروع کی۔

حجاج کا فوج کے نام پیغام:

جب حجاج نے ارادہ کیا کہ اب اس فوج کو روانہ کیا جائے اس نے حسب ذیل خط تمام فوج کے نام لکھا:

''حمد و ثناء کے بعد تم نے ذلیل اور کمینے لوگوں کی سی عادت اختیار کی ہے۔ جنگ میں تم نے پشت موڑی حالانکہ یہ کفار کا وتیرہ ہے۔

میں نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار تم سے درگزر کیا ہے مگر اب میں تم سے خدا کی سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اب کے پھر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں ایسی سخت سزا دوں گا اور ایسی مصیبت میں مبتلا کروں گا کہ جو تمہیں اس دشمن کے ہاتھوں ابھی جن کے لیے تم وادیوں اور گھاٹیوں میں دریاؤں میں پہاڑوں میں بھاگتے پھرتے ہو تمہیں اٹھانی نہ پڑی ہوگی جس شخص میں عقل ہوگی وہ تو اس تنبیہ سے متاثر ہو جائے گا اور اپنے خلاف کوئی موقعہ شکایت نہ آنے دے گا۔ جس نے آگاہ کر دیا وہ تو اب بالکل بری الذمہ ہے جس میں حیات ہے اگر انہیں پکارا جائے تو سن لیتے ہیں مگر جنہیں اس وقت پکارا جا رہا ہے ان میں تو حیات ہی نہیں۔ والسلام علیکم''۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی روانگی:

طلوع آفتاب کے وقت حجاج نے اپنے مؤذن ابن الاصم کو عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اسی وقت روانہ ہو جائیں اور تمام فوج میں اعلان کر دینا کہ اس مہم کے جو شخص ساتھ نہ جائے گا اور پیچھے رہ جائے گا اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال ساقط ہو جائیں گے۔

عبدالرحمٰن روانہ ہوا' مدائن آیا' ایک دن ایک رات یہاں قیام کیا۔ اس کی فوج والوں نے ضروریات زندگی خریدیں اور پھر کوچ کا اعلان کیا گیا۔

ابن الاشعث کو جزل کا مشورہ:

غرض کہ یہاں سے لاؤ لشکر روانہ ہوا۔ عثمان بن قطعن کے پاس پہنچا اور پھر جزل کے پاس آیا۔ اس کی خیریت اور زخموں کی حالت دریافت کی اور ایک گھنٹہ اس کی خیریت مزاج پوچھتا رہا اور دوسری باتیں کرتا رہا۔

جزل نے اثنائے گفتگو میں کہا اے میرے عزیز دوست! ایسے لوگوں کے مقابلے پر جا رہے ہو جو عرب کے بہادر ترین لوگ ہیں۔ جنگ و جدال ان کی گھٹی میں پڑا ہے۔ ان کا بچھونا گھوڑوں کی پیٹھ ہے۔ بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ گھوڑوں کی پسلیوں میں سے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی پشتوں پر انھوں نے پرورش پائی ہے وہ شیر نیستان ہیں ان کا ایک بہادر سو پر بھاری ہے۔ اگر تم جنگ کی ابتداء کرو گے تو وہ بھی لڑنا شروع کر دیں گے اور اگر للکارا اور ڈانٹ ڈپٹ کی جائے تو بھی آگے بڑھ کر حملہ آور ہوں گے۔ میں ان سے لڑ چکا ہوں ان کا مزا چکھ چکا ہوں۔ جب کھلے میدان میں میں نے ان سے جنگ کی وہ مجھ سے برابر کیا بلکہ فائق رہے اور جب خندق میں نے اپنے گرد کھود لی اس طرح ایک محدود جگہ میں ان سے لڑا تو البتہ مجھے ان کے مقابلے میں کچھ تفوق حاصل ہوا اور میں نے ان پر فتح بھی پائی۔ اس لیے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ جب تک پوری طرح تیار نہ ہو یا خندق کی آڑ نہ لے لو اس وقت تک حتی الامکان ان کے مقابلے پر نہ آنا۔

اس کے بعد جزل نے رخصت کیا اور کہا میری گھوڑی الفسیفسا ہے اسے لے جا کبھی دھوکہ دینے والی نہیں۔

ابن الاشعث کا تخوم میں قیام:

عبدالرحمٰن نے گھوڑی لے لی اور اب اپنی فوج کو لے کر شبیب کی طرف چلا۔ جب شبیب کے قریب پہنچا شبیب اس سے ہٹ کر دقوقا اور شہرزور کی طرف چل دیا۔

عبدالرحمٰن اس کے تعاقب میں چلا اور تخوم جا کر منزل کی اور کہا کہ شبیب اب علاقہ موصل میں ہے تو اب ہمیں چاہیے کہ یا اپنے شہروں کو اس کے دست برد سے بچائیں یا اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں۔

حجاج کا ابن الاشعث کو حکم:

اس پر حجاج نے اسے لکھا کہ شبیب کا تعاقب کرو۔ جہاں وہ جائے تم اس کے پیچھے جاؤ۔ یہاں تک کہ تم اسے جالو اسے قتل کر ڈالو اور صفحہ ہستی سے نابود کر دو کیونکہ یہ تمام حکومت امیر المومنین کی ہے۔ اور تمہارے ساتھ جو فوج ہے یہ امیر المومنین کی فوج ہے۔ والسلام۔

شبیب کی تلاش:

عبدالرحمٰن نے جب اس خط کو پڑھا وہ پھر شبیب کی جستجو میں نکلا۔ یوں تو شبیب اس کے مقابلے سے بچتا رہتا تھا۔ مگر رات کے وقت شبخون مارتا مگر جب یہاں آ کر دیکھتا کہ چاروں طرف خندق ہے اور حفاظت کی تمام تدابیر موجود ہیں۔ بے نیل و مرام واپس چلا جاتا اور عبدالرحمٰن اس کے پیچھے ہوتا۔

جب شبیب کو معلوم ہوتا کہ عبدالرحمٰن اپنے مورچوں سے باہر نکل آیا ہے اور میری طرف آ رہا ہے تو پھر عبدالرحمٰن کی طرف مڑتا مگر یہاں آ دیکھتا کہ تمام رسالہ اور با قاعدہ صف بستہ ہیں۔ مقابلے کے لیے آمادہ ہیں۔ قادر انداز بھی تیر لیے حکم کے منتظر ہیں۔ کوئی موقع یا کمزوری ہمدست نہ ہوتی کہ حملہ کرے۔ مجبوراً اپنا راستہ لیتا اور چلا جاتا۔

جب شبیب نے دیکھا کہ وہ عبدالرحمٰن پر کسی طرح دھوکے سے حملہ آور نہیں ہو سکتا اور نہ اس تک پہنچ سکتا ہے اس نے یہ ترکیب شروع کی کہ پسپا ہونا شروع کیا اور جب عبدالرحمٰن اپنے رسالے کے ساتھ اس کے قریب پہنچا اس نے بیس فرسخ کے فاصلے پر جا کر منزل کی اور پھر ایک پتھریلے دشوار گزار بے آب و گیاہ مقام پر پڑاؤ کیا۔

عبدالرحمٰن تعاقب کرتا ہوا یہاں بھی پہنچا۔ شبیب نے یہاں سے روانہ ہو کر بیس یا پندرہ فرسخ اور دور جا کر اور ایک دسوار گزار اور پتھریلے مقام پر منزل کی اور یہاں بھی اتنے ہی عرصہ قیام کیا کہ جتنے عرصہ میں عبدالرحمٰن یہاں بھی پہنچ گیا۔

غرضیکہ اس طرح شبیب نے اس فوج کو سخت تکالیف میں مبتلا کیا' ان کے گھوڑوں کی نعلیں گر پڑیں جس سے انہیں سخت تکلیف ہوئی۔ اگر چہ اور بھی تمام مصائب و شدائد اس فوج کو برداشت کرنے پڑے مگر عبدالرحمٰن برابر تعاقب کرتا رہا۔ خانقین پہنچا' جلولا آیا' تامرا آیا۔ یہاں سے چل کر موضع بت پر جو موصل کا ایک گاؤں دریائے موصل پر واقع ہے اور اس موضع اور کوفے کے درمیان صرف ایک ندی حولایا نامی پڑتی ہے آ کر منزل کی۔

فریقین میں التوائے جنگ کا معاہدہ:

عبدالرحمٰن نے دریائے حولایا کے بطن میں اور راذان اعلیٰ واقعہ علاقہ جوخی میں پڑاؤ کیا۔ اس دریا کے ایسے مقامات میں اس نے قیام کیا جو بہت ہی محفوظ ہے اور جہاں عبدالرحمٰن فروکش ہوا تھا وہ جگہ اسے بہت ہی پسند آئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا قدرتی طور پر خندق اور قلعہ بنا ہوا تھا۔

شبیب نے عبدالرحمٰن کے پاس ایک قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ آج کل ہماری اور آپ کی عید کا زمانہ ہے اگر آپ مناسب

سمجھیں تو عید کے جتنے دن ہیں ان کے گزرنے تک جنگ بندی کر دی جائے تو مناسب ہے۔

عبدالرحمٰن تو دل ہی سے چاہتا تھا کہ جنگ میں ڈھیل اور دیر ہو۔ اس نے اس تجویز کو خوشی سے منظور کر لیا۔

عثمان بن قطن کی عبدالرحمٰن کے خلاف شکایت:

عثمان بن قطن نے حجاج کو عبدالرحمٰن کی شکایت میں حسب ذیل خط لکھا:

''حمد و ثنا کے بعد میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ عبدالرحمٰن نے تمام علاقہ جوخی کو کھود کر ایک خندق بنا دیا ہے۔ شبیب کو تو چھوڑ دیا ہے۔ مگر اس علاقے کی مال گزاری اپنے خرچ میں لا رہا ہے اور باشندوں کو کھائے جاتا ہے۔ والسلام''۔

حجاج نے اس کے جواب میں لکھا:

''عبدالرحمٰن کے متعلق جو کچھ تم نے لکھا ہے میں اسے بخوبی سمجھ گیا اور مجھے اپنی جگہ یقین ہے کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اس نے ایسا ہی کیا ہے' اب تم خود وہاں جاؤ اور فوج کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لو۔ تم ہی تمام فوج کے سردار مقرر کیے جاتے ہو۔ خارجیوں کے تعاقب میں تیزی کے ساتھ روانہ ہونا تاکہ تم انہیں جا لو اور ان شاء اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح دے گا۔ والسلام''۔

حجاج نے مطرف بن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو مدائن بھیجا۔

امیر لشکر عثمان بن قطن:

عثمان روانہ ہوا عبدالرحمٰن اور جو اہل کوفہ اس کے ہمراہ تھے ان کے پاس پہنچا' یہ لوگ دریائے حولایا پر مقام بت کے متصل پڑاؤ ڈالے پڑے تھے۔ عثمان منگل کی رات کو وہاں پہنچا اور ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ تھی۔

عثمان ایک خچر پر سوار تھا۔ جاتے ہی اس نے اعلان کیا کہ اے لوگو! تمہیں اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہونا چاہیے۔

تمام لوگ اس کی طرف دوڑ پڑے اور عرض کی کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دلاتے ہیں آپ یہ کیا کر رہے ہیں' رات ہو چکی ہے۔ فوج جنگ کے لیے آمادہ نہیں آج رات تو آپ بسر کیجیے اور پھر پوری تیاری کے ساتھ دشمن پر حملہ کیجیے۔

مگر عثمان نے نہ مانا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اسی وقت ان سے نپٹ لوں یا میں اس موقع سے فائدہ اٹھا لوں اور یا وہی فائدہ حاصل کر لیں۔

عبدالرحمٰن اور عقیل کی فوری حملہ کی مخالفت:

اتنے میں عبدالرحمٰن بھی آ گیا۔ اس نے اس کے خچر کی لگام پکڑ لی اور جب وہ اتر پڑا اسے خدا کا واسطہ دلایا' عقیل بن شداد السلولی نے عثمان سے کہا کہ آپ اسی وقت دشمن پر جو حملہ آور ہونا چاہتے ہیں یہ آپ کل بھی کر سکتے ہیں اور کل جنگ کرنا آپ کے اور فوج کے دونوں کے لیے اچھا ہے۔ اس وقت آندھی اور غبار بہت چھایا ہوا ہے' شام بھی ہو چکی ہے آج رات آپ قیام کیجیے اور تڑکے ہی ہم سب کو لے کر دشمن پر حملہ کر دیجیے گا۔ غرض کہ عثمان رات بسر کرنے پر راضی ہو گیا۔

نہایت ہی تیز آندھی چل رہی تھی اور وہ غبار سے اٹ گیا تھا۔ تحصیلدار نے بیگار کے مزدوروں کو بلایا۔ انھوں نے اس کے لیے ایک کوٹھری بنائی اس میں عثمان نے رات گذاری۔

اہل بیت کی شبیب خارجی سے درخواست:

اب چہار شنبہ کی صبح ہوئی باشندگان بت شبیب کے پاس آئے۔ شبیب نے یہاں ان کے گرجا میں قیام کیا۔ ان لوگوں نے شبیب سے عرض کی کہ آپ کمزور اور جزیہ دینے والے پر رحم فرماتے ہیں۔ جس شخص پر جزیہ وصول کرنے میں سختی کی جاتی ہے وہ خود آپ سے دادخواہ ہوتا ہے اور جو تکلیف ہمیں پیش آتی ہے وہ ہم سب آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ آپ ان پر غور فرماتے ہیں اور اس کے انسداد کی کوشش کرتے ہیں۔

اور یہ ظالم لوگ نہ کسی کو بات کرنے دیتے ہیں نہ کسی کا عذر سماعت کرتے ہیں۔ بخدا! اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ آپ گرجے میں مقیم ہیں اور پھر آپ اپنے لیے یہ فیصلہ کرلیں کہ یہاں سے کوچ کر کے چلے جائیں تو یہ یقینی ہے کہ وہ ہم سب کو تہ تیغ کر ڈالیں گے۔ اس لیے کہ آپ مناسب سمجھیں تو اس موضع کی ایک جانب یہاں سے ہٹ کر آپ اپنا پڑاؤ ڈالیں تاکہ ہمارے خلاف کوئی بہانہ انھیں نہ ملے۔

شبیب نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ وہ اس گاؤں سے ہٹ کر ایک جانب مقیم ہو گیا۔

اس تمام رات عثمان اپنی فوج کو جنگ کی ترغیب و تحریص دیتا رہا اور بدھ کے دن صبح کو فوج لے کر خارجیوں کی طرف بڑھا تھا کہ سامنے سے نہایت ہی تند و تیز آندھی اور غبار کا طوفان ان پر چھا گیا۔

تمام فوج نے عرض کیا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آج تو آپ ہمیں لے کر حملہ آور نہ ہوں۔ کیونکہ آندھی کا رخ ہمارے خلاف ہے۔

عثمان اس روز بھی ٹھہر گیا۔

دوسری جانب سے شبیب اس فوج سے مقابلے کے لیے بالکل تیار تھا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان جنگ میں بھی آ گیا تھا۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ خود دشمن ہی آگے نہیں بڑھا وہ بھی اپنی جگہ رکا رہا۔

عثمان بن قطن کی سرداروں کو ہدایت:

پنجشنبہ کی رات کو عثمان جنگ کے لیے آمادہ ہوا۔ فوج کے مختلف دستوں پر سردار مقرر کیے اور ہر دستے کو لشکر گاہ کے ایک جانب متعین کر دیا اور کہا کہ اسی ترتیب کے ساتھ دشمن سے نبرد آزمائی کرنا۔

پھر پوچھا کہ میمنہ پر کون ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ خالد بن نہیک بن قیس الکندی اور میسرہ پر عقیل بن شداد السلولی ہیں۔

ان دونوں کو بلایا اور حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو وہاں سے ہٹنا نہیں۔ میں نے تمہیں دونوں پہلو سپرد کر دیئے ہیں' اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا ایک دم نہ ہٹنا اور نہ بھاگنا اور میں خود بقسم کہتا ہوں کہ اپنی جگہ سے کبھی نہ ہٹوں گا۔ دونوں نے عرض کی کہ ہم اس معبود کی قسم کھا کر عرض کرتے ہیں جس کے سوا اور کوئی دوسرا معبود نہیں کہ ہم میدان جنگ سے ہرگز نہ بھاگیں گے یا فتح حاصل کریں گے یا جان دے دیں گے۔

عثمان نے کہا اللہ تم دونوں کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ عثمان نے صبح کی نماز پڑھائی اور میدان جنگ کا رخ کیا۔ مدینہ کے بنی تمیم اور ہمدانیوں کا جو دستہ تھا اسے اپنے میسرہ میں دریائے حولایا پر متعین کیا اور بنی کندہ' ربیع' مذحج اور بنی اسد کے دستے کو میمنے

پر متعین کیا اور خود گھوڑے سے اتر کر فوج کے ہمراہ پیدل چلنے لگا۔

خوارج پر حملہ:

دوسری طرف شبیب بھی مقابلہ کے لیے بڑھا' آج اس کے ساتھ کل ایک سو اکاسی بہادر تھے۔ شبیب دریا کو عبور کر کے اہل کوفہ کے مقابلہ ہوا۔

شبیب خود اپنی فوج کے میمنے پر تھا۔ سوید بن سلیم میسرہ پر تھا اور اس کا بھائی مصاد قیادت کر رہا تھا۔ خارجیوں نے مجتمعہ طور پر حملہ کیا اور وہ ایک دوسرے کو پکار پکار کر ہمت بندھاتے جاتے تھے۔

عثمان بار بار یہ آیت پڑھتے جاتے تھے:

﴿ لَنْ يَّنفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾

''اگر تم نے راہ فرار اختیار کی تو تمہارا یہ فعل تمہیں موت یا قتل سے بچا نہیں سکتا اور پھر نہ جیو گے مگر بہت کم۔ کہاں ہیں اپنے دین کے مخالفین اپنے خراج کے بچانے والے''۔

اس پر عقیل بن شداد بن حبشی السلولی نے کہا غالباً میں بھی منجملہ ان لوگوں کے ہوں گا جو اس جنگ میں روز بار میں مارے جائیں گے۔

شبیب کا میسرہ پر حملہ:

شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا' دیکھو میں دشمن کے میسرہ پر جو دریا کے قریب متعین ہے حملہ کرتا ہوں۔ اگر میں اسے شکست دے دوں تو میرے میسرے کے سردار کو چاہیے کہ اس وقت وہ دشمن کے میمنہ پر ٹوٹ پڑے۔ البتہ میری فوج کے قلب کا سردار تاوقتیکہ اسے میرا حکم نہ ملے اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

غرض کہ شبیب نے اپنے میمنہ کو لے کر دشمن کے میسرہ پر حملہ کیا اور وہ شکست کھا کر پیچھے ہٹے عقیل بن شداد گھوڑے سے اتر پڑا' لڑا اور مارا گیا۔ اس روز مالک بن عبداللہ الہمد انی ثم المرہبی جو عیاش بن عبداللہ بن عیاش المنتوف کا چچا وہ بھی مارا گیا۔ ابن شداد دشمن سے لڑتا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا:

لا ضربن بالحسام الباتر ضرب غلام من سلول صابر

ترجمہ: ''بے شک میں ایک قاطع تلوار سے بنی سلول کے ایک بہادر نوجوان کی طرح شمشیر زنی کرتا ہوں''۔

شبیب اس فوج کے لشکر گاہ میں بھی داخل ہو گیا۔

سوید کا خالد بن نہیک پر حملہ:

سوید بن سلیم نے جو شبیب کے میسرے پر سردار تھا عثمان بن قطن کے میمنہ پر جس کا سردار خالد بن نہیک بن قیس الکندی تھا' حملہ کیا۔ خالد زمین پر اتر پڑا اور نہایت بے جگری سے لڑا۔

اس اثناء میں شبیب نے اس کے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اور اگر چہ بنی کندہ اور بنی ربیعہ کا دستہ اس کے زیر قیادت تھا' مگر شبیب کہیں نہ رکا اور تلوار لے کر خالد پر حملہ آور ہوا اور اسے قتل کیا۔ عثمان اور اس کے ساتھ اور بڑے شریف و نجیب لوگ زمین پر اتر پڑے

تھے یہ شبیب کے فوج کے قلب پر حملہ کرنے کے لیے بڑھے۔

اس فوج پر شبیب کا بھائی مصاد سردار تھا اور کل ساٹھ سپاہی پیدل اس کے ہمراہ تھے۔

عثمان بن قطن کا مصاد پر حملہ:

عثمان اس دستہ کے قریب پہنچا اور اس کے ساتھ جو منتخب شرفا اور سربرآوردہ لوگ تھے انہیں ساتھ لیے ہوئے مصاد پر حملہ آور ہوا اور ایسی شمشیر زنی کی کہ ان کی ترتیب باقی نہ رہی مگر پھر شبیب نے عقب سے سواروں کے ساتھ ایسا اچانک حملہ کیا کہ وہ سنبھل ہی نہ سکا۔ خارجیوں نے اہل کوفہ کے شانوں پر نیزوں سے حملہ کر کے انہیں منہ کے بل گرانا شروع کیا۔

سوید ابن سلیم بھی اپنے رسالہ کے ساتھ اسی طرف پلٹ پڑا' بلکہ خود مصاد اور اس کے ساتھی واپس آئے۔

بات یہ تھی کہ شبیب نے انہیں حکم دیا تھا کہ تم پیدل لڑو' اس وجہ سے تھوڑی دیر کے لیے ان میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔

عثمان بن قطن کا خاتمہ:

عثمان بن قطن نہایت جوانمردی سے لڑا مگر پھر خارجیوں نے اس پر چاروں طرف سے حملہ کر کے اسے محاصرے میں لے لیا۔

مصاد اس پر حملہ آور ہوا' اور تلوار کا ایک ہی وار ایسا کیا کہ عثمان چکر کھا گیا اور اس نے کہا وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا. (اور خدا کا حکم پورا ہوا) اس کے بعد اور لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

ابن الاشعث کی مراجعت دیر ابی مریم:

اس جنگ میں ابرد بن ربیعۃ الکندی بھی مارا گیا۔ یہ ایک ٹیلہ پر تھا' اس نے اپنے ہتھیار اپنے غلام کو دے دیئے اور گھوڑا بھی اسے دے دیا اور لڑتا ہوا مارا گیا۔ عبدالرحمٰن اپنے گھوڑے سے گر پڑا ابن ابی سبرۃ الجعفی نے جو ایک خچر پر سوار تھا اسے دیکھا اور پہچانا' اس کے پاس خچر سے اتر پڑا۔ اپنا نیزہ اس کے حوالہ کر دیا کہا کہ سوار ہو جائیے۔

عبدالرحمٰن بن محمد نے کہا کہ پیچھے کون سوار ہوگا۔ ابن ابی سبرہ نے کہا سبحان اللہ بھلا آپ ہی کو آگے سوار ہونا چاہیے۔

عبدالرحمٰن سوار ہو گیا اور ابن ابی سبرہ سے کہا کہ لوگوں کو حکم عام دے دو کہ سب کے سب دیر ابی مریم پر جمع ہو جائیں۔ ابن ابی سبرہ نے اعلان کر دیا اور یہ دونوں چل دیئے۔

واصل بن حارث کو ابن الاشعث کی تلاش:

واصل بن حارث السکونی نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن کا وہ گھوڑا جو اسے جزل نے دیا تھا بغیر سوار کے میدان کارزار میں چکر لگاتا پھرتا ہے اتنے میں اس گھوڑے کو شبیب کی فوج والوں نے پکڑ لیا۔ واصل کو اب اپنی جگہ گمان غالب ہو گیا کہ عبدالرحمٰن میدان جنگ میں کام آیا۔ اس لیے جو لوگ مقتول پڑے تھے ان میں تلاش کرنا شروع کیا مگر نہ پایا اور لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ خود اپنی سواری سے اتر پڑا اور عبدالرحمٰن کو سوار کر دیا۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ عبدالرحمٰن ہی تھا۔ رہا ان کا گھوڑا اسے دشمنوں نے زبردستی پکڑ لیا۔

واصل اور ابن الاشعث کی ملاقات:

یہ سن کر واصل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے پیچھے چلا۔ واصل کے ہمراہ اس کا غلام بھی ایک خچر پر سوار ہو کر ساتھ ہوا۔

جب یہ دونوں عبدالرحمٰن اور ابن ابی سبرہ کے قریب پہنچے محمد بن ابی سبرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ دو سوار ہمارے پیچھے آ رہے ہیں۔

عبدالرحمٰن نے پوچھا دو کے سوا بھی کوئی اور ہے ابن ابی سبرہ نے کہا نہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا تو پھر کچھ خوف نہیں دو دو کے مقابلے میں کمزور نہیں۔ ابن ابی سبرہ نے اب اس طرح باتیں کرنا شروع کیں کہ گویا اسے ان دونوں سواروں کی مطلقاً پرواہی نہیں۔ یہاں تک کہ یہ دونوں سوار ان کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ ابن ابی سبرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ دو شخصوں نے ہمیں آ لیا ہے عبدالرحمٰن نے کہا اچھا اتر پڑو۔

غرضیکہ دونوں سواری سے اتر پڑے اور تلواریں کھینچ کر ان کی طرف بڑھے۔ جب واصل نے ان دونوں کو دیکھا اس نے شناخت کر لیا اور کہا کہ جب میدان جنگ میں اتر کر لڑنے کا موقع تھا۔ تو آپ لوگ نہ اترے اور اب اپنی بہادری جتانا چاہتے ہیں' اب اس وقت آپ کو اترنے کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد اس نے اپنے چہرے سے عمامہ ہٹایا۔ تب ان دونوں نے شناخت کیا۔ خوش آمدید کہا۔

واصل نے ابن الاشعث سے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ تمہارا گھوڑا بغیر سوار کے میدان کارزار میں گھومتا پھرتا ہے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ تم پیدل ہی چلے آئے ہو اس لیے میں اپنا گھوڑا ابھی تمہارے لیے لایا ہوں تاکہ تم اس پر سوار ہو جاؤ۔

ابن الاشعث نے خچر تو صرف ابن ابی سبرہ کے لیے چھوڑ دیا اور خود اس گھوڑے پر سوار ہو گیا اور وہاں سے روانہ ہو کر دیر الیعار آ کر قیام کیا۔

شبیب کی جانب سے بیعت کی دعوت:

ادھر شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اب تلوار نیام میں کر لو۔ چنانچہ اس کے ساتھیوں نے ہاتھ قتل سے کھینچ لیا اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ اور پھر پیدل سپاہ میں سے جو لوگ باقی تھے وہ شبیب کے پاس آئے اور انہوں نے بیعت کی۔

مقتولین کی تعداد:

ابوالصقیر المحلمی نے شبیب سے کہا کہ میں نے سات کوفیوں کو دریا کے پیٹے میں قتل کیا ہے۔ ان میں کا جو آخری آدمی تھا وہ میرے کپڑوں سے چمٹ گیا۔ اور چیخ پکار شروع کی اور مجھے ڈرانے لگا۔ میں بھی اس سے ڈر گیا تھا۔ مگر پھر میں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔

اس روز بنی کندہ کے ایک سو بیس آدمی کام آئے اور تمام فوج میں سے ایک ہزار یا چھ سو آدمی مارے گئے۔ اور جس قدر سر برآوردہ لوگ تھے ان میں سے بیشتر مارے گئے۔

قدامۃ بن خازم بن سفیان الخثعمی نے اس روز ایک جماعت کو قتل کیا۔

ابن الاشعث کی مراجعت کوفہ:

عبدالرحمٰن نے وہ رات دیر الیعار میں بسر کی' دو سوار آئے اور ان کے پاس کوٹھے پر چڑھ کر چلے گئے' ایک شخص تو علیحدہ کھڑا ہو گیا اور ایک بہت دیر تک عبدالرحمٰن سے تنہائی میں باتیں کرتا رہا۔ پھر وہ اتر آیا اور اس کے دوسرے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ بعد میں لوگوں نے بیان کیا کہ جو شخص عبدالرحمٰن سے باتیں کرتا رہا وہ شبیب تھا اور عبدالرحمٰن میں اور اس میں پہلے سے مراسلت ہوا کرتی

تھی۔ پچھلی رات عبدالرحمٰن یہاں سے روانہ ہوکر دیرابن مریم آئے۔ یہاں آ کر دیکھا کہ رسالے کے تمام سردار بھی موجود ہیں اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ نے اس کے لیے جو کی روٹیاں تیار کیں جو تہ بہتہ ایک دوسرے پر اس طرح رکھی ہوئی ہیں کہ قصر معلوم ہوتے ہیں اوران کے لیے بھیڑیں بھی ذبح کی ہیں۔

وہ دن تو انہوں نے کھانے پینے اوراپنے گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کو چارہ کھلانے میں صرف کیا۔ تمام لوگ جمع ہوکر عبدالرحمٰن کے پاس آئے اور کہا کہ سنا گیا ہے کہ شبیب تمہارے پاس آیا تھا۔ اور گویا تم بھی اس کے قیدی تھے۔ تمام فوج منتشر ہوگئی اور جو بہترین جوانمرد تھے وہ مارے گئے۔ اس لیے اب آپ کوفہ واپس چلیے۔

غرض کہ عبدالرحمٰن کوفے کی طرف روانہ ہوا' تمام فوج بھی چلی۔ یہ کوفہ آئے اور حجاج کے سامنے نہ آتے تھے مگر اس کے بعد انہیں وعدہ معافی دے دیا گیا۔

اسلامی سکہ کا اجرا:

اسی ۷۶ھ میں عبدالملک نے درہم و دینار مضروب کرائے اور مسلمانوں میں یہ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان سکوں کو مضروب کرایا ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ مثقال جس کے مطابق عبدالملک نے یہ سکے مضروب کرائے تھے ایام جاہلیت کا مثقال تھا اوراس کا وزن ایک حبہ کم بارہ قیراط تھا۔ اوراس کے دس مثقال ایام جاہلیت کے ساتھ مثقال کے برابر تھے۔

ہلال بن اسامۃ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ کتنے دیناروں پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سعید نے کہا جس کے پاس بیس مثقال وزن شامی سے سونا ہو اسے آدھی مثقال زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ شامی اور مصری میں فرق کیا ہے۔ سعید نے کہا شامی وہ وزن ہے جس کے مطابق دینار مضروب ہوئے ہیں اوران دیناروں کے مضروب ہونے سے پہلے یہ ہی دینار کا وزن تھا اور وہ ایک حبہ کم بارہ قیراط تھا۔

سعید نے یہ بھی کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ اس وزن کے دینار دمشق بھیجے گئے تھے اور پھر اسی کے مطابق وہ مضروب ہوئے۔

متفرق واقعات:

اسی سنہ میں یحییٰ بن الحکم عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اوراس سنہ کے ماہ رجب میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔

ابان بن نوفل بن مساحق بن عمرو بن خداش (قبیلہ بنی عامر) بن لوی کو منصب قضا پر سرفراز کیا۔ اسی سال مروان بن محمد بن مروان پیدا ہوا۔ ابان بن عثمان نے جو مدینہ کا حاکم تھا اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

کوفہ اور بصرہ کا حاکم حجاج بن یوسف تھا۔ خراسان پر امیہ بن عبداللہ ابن خالد حاکم تھا۔ شریح کوفے کے اور زرارہ ابن اوفی بصرہ کے قاضی تھے۔

باب ۷

شبیب بن یزید خارجی (۲)

۷۷ھ کے واقعات

حر بن عبداللہ بن عوف:

شبیب نے اس فوج کو جو اس کے مقابلے کے لیے حجاج نے زیر سرکردگی عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث روانہ کی تھی' شکست فاش دی' اور عثمان بن قطن کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ نہایت ہی سخت موسم گرما میں پیش آیا۔ شبیب اور اس کے ہمراہیوں کو گرمی کی شدت نے بے تاب کر دیا تھا اس لیے وہ مقام ماہ بہزاذان چلا آیا۔ یہاں اس نے تین ماہ گرمی کے بسر کیے اور بہت سے دنیا کے حریص اس کے پاس جمع ہو گئے۔ ایسے لوگ بھی آ ملے جن پر کوئی مطالبہ سرکاری باقی تھا یا جنہوں نے کوئی جرم کیا تھا' اور حجاج ان کی تلاش میں تھا۔ ایسے ہی لوگوں میں ایک شخص حر بن عبداللہ بن عوف بھی تھا۔

حر بن عبداللہ کا جرم:

اس کا واقعہ یہ ہے کہ دریائے درقیط کے علاقہ کے دو زمینداروں نے اس پر سختی کی تھی' اس سے بری طرح پیش آئے تھے۔ اس نے دونوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر ڈالا اور شبیب کے پاس چلا گیا۔ اور ماہ میں اسی کے ساتھ تھا اور شبیب کے ساتھ اس کے قتل ہونے تک اس کی تمام لڑائیوں میں شریک رہا۔ شبیب کے قتل کے بعد حجاج نے ان تمام لوگوں کو وعدہ معافی اور امان دے دیا جو شبیب سے جا ملے تھے اور جن پر کسی قسم کا سرکاری مطالبہ باقی تھا یا جو کسی جرم کے مرتکب ہوئے تھے۔ یہ اعلان جنگ سخہ کے بعد کیا۔

حر بن عبداللہ کو معافی:

الغرض اس کے شائع ہوتے ہی حر بھی اپنے ہی طرح کے اور لوگوں کے ہمراہ کھلے بندوں نکلا۔ ان دونوں زمینداروں کے متعلقین جنہیں اس نے قتل کیا تھا آئے اور حجاج کے سامنے اس کے خلاف مستغیث ہوئے۔

حر حجاج کے سامنے لایا گیا۔ چونکہ یہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا اس لیے اس نے وصیت بھی کر دی تھی۔

حجاج نے اس سے دریافت کیا' اے دشمن خدا! تو نے دو سرکاری خراج وصول کرنے والے زمینداروں کو قتل کر ڈالا۔

حر نے جواب دیا' خدا آپ کو نیک توفیق دے۔ اس سے بڑھ کر بھی ہو گیا۔ حجاج نے پوچھا کیا؟

حر نے جواب دیا کہ یہ ہی میرا امیر المومنین کی اطاعت سے نکل جانا اور عام جماعت مسلمانوں سے علیحدہ ہو جانا۔ مگر اس کے بعد آپ نے ان تمام لوگوں کو وعدہ معافی دے دیا ہے جو آپ کے پاس چلے آئیں' ملاحظہ فرمائیے یہ آپ کا اعلان امان ہے' یہ آپ کا خط ہے جو مجھے آپ نے بھیجا تھا۔

حجاج نے کہا اچھا بہتر ہے جاؤ بے شک میں نے وعدۂ معافی تو ضرور دے دیا ہے' اور پھر اسے چھوڑ دیا۔

جب گرمی کی شدت کم ہوگئی شبیب ماہ سے تقریباً آٹھ سو سپاہ کی جماعت کے ساتھ مدائن کی طرف آیا۔ مطرف بن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس وقت مدائن کا عامل تھا۔

حجاج بن یوسف کا اہل کوفہ کو انتباہ:

شبیب قناطر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے قریب آ کر خیمہ زن ہوگیا۔ ماذرواسپ بابل مہروذ کے رئیس اعظم نے حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ نہیں معلوم کہ شبیب کا ارادہ کہاں کا ہے۔ حجاج نے اس خط کو پڑھا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا۔ اے لوگو! یا تم لوگ اپنے شہروں اور خراج کی مدافعت کرو ورنہ میں اب مجبوراً ایسے لوگوں کو اس کام کے لیے بلاتا ہوں جو تم سے زیادہ اطاعت شعار فرماں بردار اور مصائب و شدائد جنگ میں زیادہ صابر اور برداشت کرنے والے ہیں۔ وہ تمہارے دشمنوں کا مقابلہ کریں گے اور تمہاری آمدنی کو اپنے مصارف میں خرچ کریں گے۔

اس پر ہر جانب سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم دشمن کے مقابلے کے لیے تیار ہیں اور اپنے امیر کی ناراضی کو دور کر دیں گے' آپ ہمیں دشمن کے مقابلے پر جانے کا حکم دیجیے' آپ جہاں حکم دیں گے ہم جائیں گے۔

زہرہ بن حویہ کا حجاج کو مشورہ:

زہرہ بن حویہ نے جو ایک پیر فرتوت تھا اور جس سے بغیر سہارے اچھی طرح کھڑا بھی ہوا نہیں جاتا تھا کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے سردار! خدا آپ کو نیک توفیق دے' اس وقت جس قدر مہمیں آپ نے دشمن کے مقابلے پر روانہ کی ہیں وہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں پر مشتمل تھیں۔ اب آپ یہاں کی پوری مخلوق کو دشمن کے مقابلے پر بھیج دیجیے اور ایسے شخص کو جو بہادر' صابر' تجربہ کار' میدان جنگ سے بھاگنے والے کو ذلت و عار سمجھنے والا اور ثابت قدم رہنے کو عزت و بزرگی سمجھنے والا ہو' اسے اس مہم کا سردار مقرر فرمایئے۔

حجاج نے کہا بس تم ہی اس کام کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہو۔

اہل کوفہ کی روانگی:

زہرہ نے جواب دیا کہ ایسے شخص کی ضرورت ہے جو نیزہ اٹھا سکے' زرہ کے بوجھ کو سنبھال سکے' تلوار چلا سکے' اور گھوڑے پر بیٹھ سکے پس ان میں سے میں کسی بات کو بھی پورا نہیں کر سکتا۔ میری بصارت کمزور ہے اور میں خود بھی بہت ضعیف ہو گیا ہوں' ہاں آپ بڑے شوق سے مجھے اس مہم کے ہمراہ بھیج دیجیے۔ میں سواری میں بیٹھ جاؤں گا اور جو اس فوج کا سردار ہوگا اس کے فوجی قیام گاہ میں رہوں گا اسے مشورہ دیتا رہوں گا۔

حجاج نے کہا خدا تمہیں اوّل اور آخر اسلام میں اس کی جزائے نیک عطا فرمائے' تم نے نہایت ہی مخلصانہ بات کہی اور سچ کہا اور میں اس تمام مخلوق کو دشمن کے مقابلے پر بھیجتا ہوں۔ اے لوگو! تم سب کے سب روانہ ہو جاؤ۔ تمام لوگ واپس پلٹے اور اب مہم پر روانہ ہو گئے۔ مگر کسی کو معلوم نہیں تھا کہ ان کا سپہ سالار کون ہے۔

حجاج کی عبدالملک سے امداد طلبی:

حجاج نے عبدالملک کو اس حالت کے متعلق حسب ذیل خط لکھا:

''حمد و ثناء کے بعد میں امیر المومنین (خدا آپ کی عزت بڑھائے) کو اطلاع دیتا ہوں کہ شبیب مدائن کے سامنے آ گیا

ہے اور کوفہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ باشندگان کوفہ اکثر جنگوں میں اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہے جتنی لڑائیاں ہوئیں ان سب میں فوج کے سپہ سالار کو اس نے قتل کر دیا اور فوج کو شکست دی' اس لیے اگر امیر المومنین اسے مناسب خیال فرمائیں تو شامیوں کو بھیج دیں تا کہ وہ ان کے دشمنوں کا مقابلہ کریں اور تمام آمدنی اپنے مصرف میں لے آئیں۔ والسلام''۔

سفیان بن الابرد کی روانگی:

یہ خط عبدالملک کے پاس پہنچا' اس نے سفیان بن الابرد کو چار ہزار فوج کے ساتھ اور حبیب بن عبدالرحمٰن الحکمی کو بنی مذحج کے دو ہزار شہسواروں کے ساتھ حجاج کے پاس بھیج دیا۔

اب کوفے والوں کا یہ حال ہے کہ مارا مار شبیب کی طرف چلے جا رہے ہیں مگر کوئی نہیں جانتا کہ امیر جیش کون ہے۔ مختلف چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کوئی کہتا ہے فلاں شخص سردار ہے اور کوئی دوسرے کا نام لیتا ہے۔

عتاب بن ورقا اور مہلب میں کشیدگی:

حجاج نے عتاب بن ورقا کو حکم بھیج دیا تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔

عتاب اس وقت مہلب کے ہمراہ کوفے والوں کے رسالے کے سردار تھے اور یہ وہی فوج تھی جسے بشر بن مروان نے قطری کے مقابلے پر روانہ کیا تھا۔ عبدالرحمٰن تقریباً دو ماہ تک اس فوج کے سردار رہے' حجاج کے عراق آنے کے بعد صرف ماہ رجب اور شعبان میں یہ فوج ان کے ماتحت رہی' آخر ماہ رمضان المبارک میں قطری نے عبدالرحمٰن کو قتل کر ڈالا اور حجاج نے اس فوج کی قیادت کے لیے جس میں کوفے ہی کے باشندے تھے اور جس میں عبدالرحمٰن قتل ہوئے تھے' عتاب بن ورقا کو بھیج دیا تھا' اور انہیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ تم مہلب کے احکام کی تعمیل کرنا۔ یہ بات عتاب کو ناگوار گزری اور پھر مہلب میں اور عتاب میں جھگڑا ہوا۔ عتاب نے حجاج کو اس عدہ سے اپنا استعفیٰ دے دیا اور درخواست کی کہ آپ مجھے اپنے ہی پاس بلالیں۔

عتاب کی کوفہ میں طلبی:

اب جب کہ حجاج کا خط عتاب کے پاس پہنچا کہ تم چلے آؤ' اس سے وہ بہت خوش ہوئے' حجاج نے کوفے کے تمام عمائدین کو جس میں زہرہ بن حویہ العبدی (بنی اعرج) اور قبیصہ بن والق التغلبی بھی تھے اپنے پاس بلالیا اور کہا کہ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے' میں کس شخص کو اس مہم کا سردار بناؤں۔ لوگوں نے کہا اے امیر آپ ہی کی رائے سب سے اعلیٰ واولیٰ ہے۔

حجاج نے کہا میں نے عتاب بن ورقا کو بلایا ہے اور وہ آج ہی یا کل رات کو یہاں آ جائیں گے اور یہی اس مہم کو لے کر دشمن کے مقابلے پر جائیں گے۔ زہرہ بن حویہ نے کہا اللہ نے امیر کو نیک صلاح دی۔ آپ نے ٹھیک نشانہ پر تیر لگایا ہے۔ بخدا! یہ وہ شخص ہے کہ بغیر فتح حاصل کیے واپس نہیں آئے گا اور یا اپنی جان دے دے گا۔

قبیصہ بن والق کا حجاج کو مشورہ:

قبیصہ بن والق نے عرض کیا کہ میں امیر المومنین کو کچھ مشورہ دینا چاہتا ہوں اگر یہ غلط ہو تو یہ سمجھئے گا کہ میں نے امیر المومنین آپ اور عامہ مسلمین کی خیر خواہی میں حد سے زیادہ احتیاط سے کام لیا اور اگر ٹھیک سمجھا جائے تو میں خیال کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس

کی توفیق مجھے عطا فرمائی۔

ہم نے سنا ہے کہ شام سے ایک فوج آپ کو بھیجی گئی ہے اور کوفہ والوں نے ہر جگہ شکست کھائی راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیے گئے۔ جنگ کے نازک موقعوں پر ثابت قدم نہیں رہے' بھاگنے کو عار نہ سمجھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پہلو میں دل ہی نہیں رہا بلکہ وہ اور لوگوں کے سینوں میں جا گزین ہو گیا ہے۔

اس لیے اگر جناب والا مناسب تصور کریں تو اس فوج کی طرف جو شام سے آپ کی امداد کے لیے آ رہی ہے قاصد بھیج دیجیے تا کہ وہ پوری تدابیر حفاظت اختیار کریں اور ہرگز ایسی جگہ رات بسر نہ کریں جہاں انہیں خیال ہو کہ یہاں ان پر شبخون مارا جائے گا۔ خود آپ نے ایسا کیا ہے کیونکہ جنگ کے وقت آپ خود نہایت مستعد' ہوشیار اور تدابیر جنگ سے کام لینے والے ہیں' کبھی آپ پلٹ جاتے ہیں اور کبھی کجاوہ کس کے چل دیتے ہیں اور سر دست آپ نے شبیب کے مقابلے پر اہل کوفہ کو روانہ کیا ہے حالانکہ ان پر آپ کو پورا اعتماد نہیں ہے اور یہ ان کے برداران ملت جو ملک شام سے ان کی امداد کے لیے آ رہے ہیں انہیں معلوم ہوا کہ شبیب کا طرز عمل یہ ہے کہ آج وہ اس علاقہ پر حملہ دھاوا کرتا ہے اور کل دوسری جگہ تاخت کرتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ شبیب اس شام سے آنے والی فوج پر جب کہ وہ بے خبر اپنے گھوڑوں کی باگیں اٹھائے اڑے آ رہے ہوں گے اچانک حملہ کر دے گا۔ خدانخواستہ اگر یہ فوج تباہ ہو گئی تو ہم بھی تباہ ہو جائیں گے اور تمام عراق برباد ہو جائے گا۔

حجاج نے کہا بخدا! تم نے نہایت عمدہ رائے اور مشورہ دیا ہے اور پھر عبدالرحمٰن بن الغرق ابن عقیل کے آزاد غلام کو اس فوج کی طرف روانہ کیا جو شام کی طرف سے آ رہی تھی۔

شامی فوج کو حجاج کا پیغام:

عبدالرحمٰن حجاج کا خط لے کر اس فوج کے پاس پہنچا جو اس وقت مقام (ہیت) میں فروکش تھی۔ اس خط میں مستور تھا:

''حمد و ثنا کے بعد جب تم ہیت پہنچ جاؤ تو پھر دریائے فرات اور انبار کا راستہ چھوڑ دینا اور عین التمر کے راستے سے کوفہ آؤ۔ حفاظت کی پوری تدابیر اختیار کرنا اور کوشش کرو کہ یہاں جلد پہنچ جاؤ۔ والسلام''۔

چنانچہ اس فوج نے اپنی رفتار بہت تیز کر دی۔

عتاب بن ورقا کی سپہ سالاری:

عتاب بن ورقا اسی رات جیسا کہ حجاج نے بیان کیا تھا کوفہ پہنچ گئے۔ حجاج نے انھیں سپہ سالاری کا حکم دیا۔ عتاب لوگوں کو لے کر چلے اور حمام اعین پر فوج کی آراستگی اور ترتیب کرنے لگے۔

شبیب خارجی کی کلواذا میں آمد:

دوسری جانب سے شبیب بڑھتا ہوا کلواذا آیا۔ یہاں سے اس نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے قریب کے شہر بھرسیر میں آ کر قیام کیا۔ اب مطرف بن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور شبیب کے درمیان صرف دریائے دجلہ کا پل رہ گیا تھا۔

جب شبیب بھرسیر میں فروکش ہوا۔ مطرف نے پل توڑ ڈالا اور شبیب کے پاس قاصد کے ذریعہ پیام بھیجا کہ آپ اپنے ہمراہیوں میں سے چند سر برآوردہ شخصوں کو میرے پاس بھیج دیجیے تا کہ میں کلام پاک کے ذریعہ ان سے گفتگو کروں اور غور کروں کہ

آپ کا مذہب کیا ہے جس کی آپ دعوت دیتے ہیں۔

شبیب خارجی اور مطرف میں مراسلات:

شبیب نے چند سر برآوردہ آدمیوں کو جن میں قعنب' سوید اور محلل تھے اس غرض سے روانہ کیا۔ جب انھوں نے چاہا کہ کشتی میں سوار ہوں' شبیب نے حکم بھیجا کہ جب تک میرا قاصد مطرف کے پاس سے واپس نہ آ جائے کشتی میں سوار نہ ہونا۔ چنانچہ وہ قاصد واپس آ گیا۔ شبیب نے پھر مطرف سے کہلا بھیجا کہ جس قدر آدمی میرے تمہارے پاس آئے ہیں اتنے ہی تم بھی میرے پاس بھیج دو تا کہ یہ بطور یرغمال میرے پاس اس وقت تک رہیں جب تک کہ میرے آدمی واپس نہ آ جائیں۔

مطرف نے شبیب کے قاصد سے کہا کہ جاؤ اور کہہ دو کہ جب ابھی میں نے اپنے آدمی تمہارے پاس بھیجے تھے اس وقت کس طرح میں نے تم پر اعتماد کر لیا تھا اور اب کیوں تم مجھ پر بھروسہ نہیں کرتے۔

قاصد نے واپس آ کر شبیب سے یہ پیام کہہ دیا۔

شبیب نے پھر قاصد بھیجا اور کہا کہ مطرف سے کہہ دینا کہ تم جانتے ہو کہ ہمارے مذہب میں عہد کا توڑنا حرام ہے جو برخلاف اس کے تم لوگ عہد شکنی کرتے ہو اور اسے جائز بھی رکھتے ہو۔

اس پر مطرف نے ربیع بن یزید الاسدی' سلمان بن حذیفہ بن ہلال بن مالک المزنی اور یزید بن ابی زیاد اپنے آزاد غلام اور محافظ دستہ کے افسر اعلیٰ کو بطور یرغمال شبیب کے پاس بھیج دیا۔

جب یہ لوگ شبیب کے پاس پہنچ گئے تب اس نے اپنے لوگوں کو مطرف کے پاس بھیجا۔ لوگ مطرف کے پاس آئے اور اس طرح چار روز تک برابر آتے جاتے رہے مگر کسی بات پر دونوں فریقوں کا اتفاق نہیں ہوا' اور جب شبیب کو معلوم ہو گیا کہ مطرف نہ میرا مطیع ہوتا ہے اور نہ میرے مذہب کو اختیار کرتا ہے اس نے عتاب بن ورقاء اور اہل شام کی طرف روانہ ہونے کا قصد کیا۔

شبیب خارجی کا عتاب پر حملے کا ارادہ:

شبیب نے اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ آج چار روز سے اس ثقفی شخص نے مجھے اس تجویز پر عمل کرنے سے باز رکھا ہے جو میں نے سوچی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ محض رسالے دستے کو لے کر جاؤں اور اس فوج پر جو شام سے آ رہی ہے حملہ کر دوں۔ مجھے امید یہ تھی کہ اس طرح یا تو میں اچانک انھیں جا لوں گا یا انہیں حفاظت کی تدبیریں اختیار کرنے پر مجبور کر دوں گا اور مجھے کچھ ڈر نہیں' اگر میں ان سے ایسی حالت میں مقابلہ کروں جب کہ وہ اس شہر سے دور ہوں جس پر حجاج سا شخص امیر ہو جس پر وہ بھروسہ کریں اور یا کوفے کا سا شہر ہو جس کی حفاظت میں وہ اپنے آپ کو بچا سکیں' آج ہی میرے مخبروں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ فوج کی اگلی جماعتیں مقام عین التمر میں پہنچ گئی ہیں۔ اور اب وہ کوفے سے اس قدر قریب رہ گئے ہیں کہ وہاں سے کوفہ نظر آ رہا ہے۔ عتاب کی سمت سے جو میرے مخبر آئے ہیں' انہوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ عتاب اہل کوفہ کی جماعت کے ساتھ مقام صراۃ میں فروکش ہوا ہے اور یہ جگہ ہم سے بہت ہی قریب ہے اس لیے ہم سب کو عتاب کی طرف چلنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔

مطرف کی روانگی مدائن:

مطرف کو اپنی جگہ یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا میں نے شبیب سے جو نامہ و پیام کیا ہے اس کی خبر حجاج کو ہو جائے اس لیے وہ

پہاڑی علاقے کی طرف چل دیا اور یہ ارادہ کیا کہ جب تک شبیب اور عتاب کے مقابلے کا نتیجہ نہ نکلے' اس علاقے میں قیام کروں گا۔

شبیب نے مطرف کو لکھا کہ اگر چہ تم نے میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی مگر میں تمہیں اپنے برابر سمجھتا ہوں اور مساویانہ سلوک کے لیے تیار ہوں۔

اس پر مطرف نے اپنی جماعت والوں سے کہا کہ اپنی عزت اور طاقت کو بچا کر ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیے کیونکہ حجاج ضرور ہم سے لڑے گا مگر اس وقت ہمارے پاس بھی کافی طاقت ہوگی۔

غرض کہ مطرف وہاں سے روانہ ہوا مدائن پہنچا۔ شبیب نے پھر دریا پر پل باندھا اور اپنے بھائی مصاد کو مدائن کی طرف روانہ کیا۔

عتاب کا سوق حکمۃ میں قیام:

دوسری جانب سے عتاب شبیب کی طرف بڑھتے بڑھتے سوق حکمۃ پر آ کر فروکش ہوا تھا۔

حجاج نے اس مہم کے لیے کوفہ سے دو قسم کے لوگ روانہ کیے تھے' ایک تو باقاعدہ جنگجو سپاہی اور دوسرے نوجوان رضا کار۔ اس طرح باقاعدہ فوج کی تعداد چالیس ہزار تھی اور دس ہزار نوجوان رضا کار اس کے علاوہ تھے اور اسی طرح سوق حکمۃ پر عتاب کے ساتھ یہ دونوں طرح کی جماعتیں شامل ہوگئی تھیں اور اب کی مجموعی تعداد پچاس ہزار تھی۔ کوفے میں عربوں کے جس قدر خاندان آباد تھے ان میں سے حجاج نے کسی شخص کو نہیں چھوڑا' اور نہ کسی قریشی کو بلکہ سب کو اس مہم پر روانہ کر دیا تھا۔

حجاج کا باشندگان کوفہ سے خطاب:

حجاج نے جس وقت عتاب کو شبیب کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ خطبہ دینے منبر پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا' اے باشندگان کوفہ تم سب کے سب عتاب کے پاس جاؤ' سوائے ان لوگوں کے جو سرکاری ملازم ہیں۔ کسی شخص کو اجازت نہیں کہ وہ گھر بیٹھا رہے اور اس مہم پر نہ جائے' یہ خوب سمجھ لو کہ اس مجاہد کے لیے جو شدائد جنگ میں صابر رہے عزت و بزرگی ہے' جو شخص میدان جنگ سے فرار ہو جائے' اس کے لیے ذلت و بے رحمی ہے۔ اس معبود کی قسم ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ اگر اس موقع پر بھی تم نے وہی کیا جیسا کہ تم پہلے کرتے آئے ہو تو یاد رکھو کہ تمہیں نہایت ہی سخت سزا دوں گا۔

اس تقریر کے بعد حجاج منبر سے اتر آیا اور تمام لوگ سوق حکمۃ میں عتاب کے پاس پہنچ گئے۔

شبیب خارجی کا فوج سے خطاب:

دوسری جانب شبیب نے اپنی فوج کا معائنہ کیا' اس کی کل تعداد ایک ہزار تھی۔ اور پھر خطبہ دینے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا:

> ''اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے آج تک تمہیں دشمنوں پر فتح دی ہے حالانکہ تمہاری تعداد سو اور دو سو اس سے زیادہ یا کبھی کچھ کم رہی ہے' اور آج تم سیکڑوں کی تعداد میں ہو۔ خیر مجھے پہلے ظہر کی نماز پڑھنا چاہیے اس کے بعد تمہیں لے کر جنگ کی طرف روانہ ہوں گا۔ چنانچہ شبیب نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اعلان کر دیا کہ اے اللہ کے فوج والو! سوار ہو جاؤ اور تمہیں خوش خبری ہو''۔

غرضیکہ شبیب اپنی اس جماعت کے ساتھ روانہ ہوا۔ مگر اب اس کی فوج والوں کا یہ حال تھا کہ آگے بڑھنے سے ہچکچاتے تھے۔

مگر جب مقام ساباط سے یہ لوگ گزر گئے تو سب کے سب شبیب کے ساتھ اتر پڑے۔

شبیب نے ان سے پرانے قصص و حکایات بیان کیے اور جہاد کے واقعات سنائے اور عرصہ تک اپنی فوج کو دنیا کی نفرت اور آخرت کی رغبت وتحریص کی تلقین کرتا رہا۔ پھر اپنے مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ مؤذن نے اذان دی' شبیب نے خود آگے بڑھ کر سب کو نماز عصر پڑھائی اور پھر روانہ ہوا' اور اب عتاب اور اس کی فوج کے سامنے پہنچ گیا۔

جب شبیب کی نظر اپنے دشمن پر پڑی اسی وقت اپنے گھوڑے سے اتر پڑا' اور پھر مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ مؤذن نے اذان دی اور شبیب نے آگے بڑھ کر اپنے ساتھیوں کو مغرب کی نماز پڑھائی۔ سلام بن سیار الشیبانی اس کا مؤذن تھا۔

شبیب خارجی کی عتاب کی طرف پیش قدمی:

جب عتاب بن ورقا کو مخبروں نے اطلاع دی کہ شبیب آ پہنچا ہے' عتاب تمام فوج کے ساتھ میدان جنگ میں نکلا اور انہیں جنگ کے لیے باقاعدہ طور پر مرتب کیا۔

پہلے روز جب عتاب اس مقام پر پہنچا تھا اس نے اپنے لشکر کے چاروں طرف خندق کھود لی تھی اور روزانہ یہ ظاہر کرتا تھا کہ اس کا ارادہ ہے کہ خود مدائن جا کر شبیب کا مقابلہ کرے۔

شبیب کو اس بات کی اطلاع ہوگئی' اس نے کہا کہ میں اسے زیادہ اچھا سمجھتا ہوں کہ خود اس کی طرف جاؤں بجائے اس کے کہ وہ میری طرف آئے اور اس لیے اب خود شبیب اس کے مقابلے پر چل کر آیا۔

عتاب کی صف بندی:

جب عتاب نے فوج کی صف بندی کی' محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کو اپنے میمنہ کا افسر مقرر کیا اور اس سے کہا' اے میرے بھائی کے بیٹے تم شریف ہو' جنگ میں ثابت قدم و صابر رہنا اور دوسروں کو ثابت قدم رکھنا۔

محمد نے کہا بخدا میں اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک ایک آدمی بھی میرے ساتھ رہے گا۔

قبیصہ بن والق کا عذر:

عتاب نے قبیصہ بن والق سے جو بنی تغلب کے دستہ فوج کا افسر تھا کہا کہ تم میرے میسرہ پر رہو۔ اس پر قبیصہ نے کہا۔ میں تو بہت ہی ضعیف و بڈھا ہوں مجھ سے زیادہ سے زیادہ صرف یہ ہوسکتا ہے کہ اپنے جھنڈے تلے بیٹھا رہوں گا کیونکہ جب تک کوئی دوسرا آدمی مجھے کھڑا نہ کرے میں کھڑا تو ہو ہی نہیں سکتا' مگر یہ عبیداللہ بن الحلیس اور نعیم بن علیم دونوں تغلبی موجود ہیں (یہ دونوں سردار بھی بنی تغلب کے دستوں پر افسر تھے) بڑے تجربہ کار' محتاط' مستقل ارادے والے اور بہادر ہیں' ان میں سے جس کسی کو چاہیں آپ یہ خدمت سپرد کر دیں۔

چنانچہ عتاب نے نعیم بن علیم کو اپنے میسرہ کا سردار مقرر کیا۔

عتاب کی پیدل سپاہ:

اور حنظلہ بن الحارث الیربوعی اپنے چچازاد بھائی کو جو اپنے خاندان کا شیخ تھا پیدل فوج پر سردار مقرر کیا اور تمام فوج کو تین صفوں پر تقسیم کیا' ایک صف پیدل سپاہ کی تھی جو تلواروں سے مسلح تھی۔ دوسری ان لوگوں کی جن کے پاس نیزے اور بھالے تھے اور

ایک صف تیراندازوں کی تھی۔

عتاب اپنے میمنہ اور میسرہ میں گھومتا پھرتا تھا اور ہر ایک علمبردار اور اس کی فوج کے پاس جاتا انہیں خوفِ الٰہی اور صبر و استقامت کی تلقین کرتا اور قصص و حکایات بیان کرتا۔

عتاب کا کوفی فوج سے خطاب:

تمیم بن الحارث الازدی بیان کرتے ہیں کہ عتاب ہمارے پاس آ کر ٹھہرا اور بہت سے قصے بیان کیے' منجملہ ان کے مجھے تین کلمے یاد رہ گئے ہیں۔

عتاب نے کہا اے مسلمانو! جنت میں سب سے بڑا درجہ شہداء کا ہے۔ خداوند عالم اپنے مخلوقات میں سے کسی اور کو اس قدر زیادہ پسند نہیں فرماتا جتنا کہ وہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو جہاد میں صابر رہتے ہیں' کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے فرمایا ہے: اِصۡبِرُوۡا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیۡنَ. (صبر کرو کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اب سمجھ لو کہ جس کے فعل کی خدا تعریف کرے اس کا درجہ کتنا بڑا ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ باغیوں سے دشمنی رکھتا ہے اور کیا نہیں دیکھتے کہ یہ تمہارے دشمن اندھا دھند تلواروں سے مسلمانوں کا گلا کاٹتے ہیں اور اسے قربت خداوندی کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اس زمین کے رہنے والوں میں یہ سب سے بدترین لوگ ہیں اور اہل دوزخ کے کتے ہیں کہاں ہیں قصہ گو؟

راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے کسی شخص نے اس تقریر پر لبیک نہیں کہا۔ یہ دیکھ کر عتاب نے کہا کہ کوئی شخص ہے جو عنترہ کا شعر پڑھے۔ اس کا کسی نے جواب نہیں دیا۔

اب عتاب نے غصہ ہو کر کہا۔ بخدا! میں خوب جانتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے اور اس حالت میں چھوڑ جاؤ گے کہ ہوا مجھ پر خاک اڑا رہی ہوگی۔

عتاب سامنے آ کر قلب فوج میں بیٹھ گیا۔ زہرہ بن حویہ' عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث' ابوبکر بن محمد ابی جہم العدوی بھی اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

شبیب خارجی کی فوجی ترتیب:

شبیب بھی صرف چھ سو آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا۔ ایک ہزار میں سے چار سو آدمی پیچھے رہ گئے اور اس کے ساتھ نہ آئے۔ اس پر شبیب نے کہا اچھا ہوا کہ ایسے لوگ پیچھے رہ گئے جن کو میں چاہتا بھی نہ تھا کہ اپنی فوج میں دیکھوں۔ شبیب نے سوید بن سلیم کو دو سو سواروں کے ساتھ اپنے میسرہ پر اور محلل بن وائل کو دو سو سواروں کے ساتھ اپنے قلب میں متعین کر دیا' اور خود بھی دو سو سواروں کے ساتھ مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں جب کہ چاند اچھی طرح روشن ہو گیا تھا اپنے میمنہ کی طرف چلا آیا شبیب نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کس کے نشان و علم ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ بنی ربیعہ کے نشانات ہیں۔ اس پر شبیب نے کہا ہاں یہ وہ جھنڈے ہیں جنھوں نے اکثر حق کی امداد کی ہے۔[1] اور باطل کی بھی امداد کی ہے۔[2] تمام جنگوں میں ان جھنڈوں کا حصہ

---

[1] اسلام [2] کفر یا زمانہ جاہلیت

ہے۔تمہارے اس جہاد میں میں بھی حق وخیر کے لیے پوری طرح تمہارے ساتھ صعوبتوں اور تکلیفوں میں شریک رہوں گا۔تم بنی ربیعہ ہو اور میں شبیب ہوں۔ میں ابوالمدلہ ہوں۔حکومت اسی کو زیبا ہے جس میں حکومت کرنے کی صلاحیت ہو' دیکھو ثابت قدم رہنا۔

شبیب خارجی کا میسرہ پر حملہ:

اس کے بعد شبیب نے اپنے دشمنوں پر حملہ کیا (یہ اس وقت خندق کے سامنے ایک ٹیلے پر ایستادہ تھا) انہیں منتشر کر دیا۔مگر قبیصہ بن والق عبیداللہ بن الحسیس اور نعیم بن علیم کے نشان بردار اپنی جگہ جمے رہے' اور سب مارے گئے' اور تمام میسرہ کو شکست ہوئی۔بعض تغلبیوں نے شور مچادیا کہ قبیصہ بن والق مارے گئے۔

قبیصہ بن والق کا قتل:

اس پر شبیب نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا کہ اے معشر المسلمین تم نے قبیصہ کو قتل کر ڈالا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيْ اٰتَيْنَاهُ اٰيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِيْنَ ﴾

''اور تو اس شخص کا قصہ ان سے بیان کر کہ ہم نے اسے اپنی نشانیاں دیں۔پھر وہ اس سے علیحدہ ہو گیا پھر پیچھے پڑ گیا اس کے شیطان اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا''۔

یہی حالت تمہارے بھائی قبیصہ بن والق کی ہوئی کہ یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوا۔اور پھر اب کفار کی حمایت میں تم سے لڑنے آیا۔

شبیب اس کے لاشہ پر ٹھہر گیا اور کہنے لگا کہ اگر تو اپنے پہلے اسلام پر قائم رہا ہوتا تو نجات پاتا۔

شبیب خارجی کا عتاب بن ورقا پر حملہ:

پھر اپنے میسرہ کو لے کر عتاب بن ورقاء پر حملہ آور ہوا سوید بن سلیم نے اہل کوفہ کے میمنہ پر جس کی قیادت محمد بن عبدالرحمٰن کو تفویض تھی حملہ کیا۔

محمد بن تمیم اور ہمدانیوں کے کچھ لوگوں کے ساتھ برابر لڑتا رہا اور ان لوگوں نے خوب ہی جوہر شجاعت دکھائے۔ابھی لڑائی کا یہی رنگ تھا کہ انہیں معلوم ہوا کہ عتاب بن ورقا میدان جنگ میں کام آئے۔اب کیا تھا اس خبر کے سنتے ہی ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور تتر بتر ہو گئے۔

عتاب بن ورقا اور ابن حویہ کی گفتگو:

عتاب قلب فوج میں ایک چٹائی پر بیٹھے تھے اور زہرہ بن حویہ بھی ان کے ہمراہ تھے کہ شبیب نے ان پر حملہ کیا۔اس وقت عتاب نے زہرہ سے کہا کہ آج کے دن ہماری فوج کی تعداد تو بہت زیادہ ہے مگر ان میں شجاعت واستقلال کی کمی ہے۔کاش کہ اس تمام فوج کے مقابلے میں میرے پاس اس وقت صرف پانچ سو تمیمی بہادر ہوتے تو پھر میں دشمنوں کو مزا چکھاتا کیا ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہے' کیا ایک بھی اپنی جان کی قربانی کے لیے تیار نہیں۔

مگر کسی نے اس پر لبیک نہیں کہا اور اسے دشمن کے نرغے میں چھوڑ دیا۔

زہرہ نے کہا اے عتاب تم نے خوب کیا' وہی کیا جو تم سے اولوالعزم کو کرنا چاہیے تھا۔ بخدا اگر دشمن کے سامنے سے تم اپنی پیٹھ پھیرتے تو بھی کے دن کی زندگی تھی تمہیں خوش ہونا چاہیے مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری موت کے وقت ہمیں درجہ شہادت دینے والا ہے۔

عتاب نے کہا خدا تمہیں اس کی ایسی جزائے خیر عطا فرمائے۔ جیسی کہ نیک کام پر ہدایت کرنے کی ملا کرتی ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کو صبر وتقویٰ کی نصیحت کی۔

عبدالرحمٰن بن محمد کا فرار:

جب شبیب اس کے بالکل قریب آ گیا تو اگر چہ اور لوگ تو دہنے بائیں کائی کی طرف پھٹ گئے تھے' مگر ایک مٹھی بھر جماعت اب بھی اس کے ساتھ لڑنے مرنے کے لیے موجود تھی۔ یہ انہیں لے کر مقابلے کے لیے جھپٹا۔ عمار بن یزید الکلبی (بنی المدینہ) نے کہا ''خدا امیر کو نیک ہدایت دے عبدالرحمٰن بن محمد آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بہت سے لوگ بھی ان کے ساتھ فرار ہو گئے۔ عتاب نے سن کر کہا ہاں یہ کوئی انوکھی بات نہیں وہ اس سے پہلے بھی بھاگ چکا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ شخص اس قسم کی حرکت کرتا ہے اور ذرا برابر اس کی پروا نہیں کرتا۔

عتاب بن ورقا کا قتل:

عتاب تھوڑی دیر تک مقابلہ کرتے رہے اور کہتے جاتے تھے کہ اس سے پہلے کبھی میں نے ایسی جنگ میں شرکت نہیں کی جیسی کہ یہ ہے کہ لڑنے والے تو بہت کم ہیں اور بھاگنے والے بہت زیادہ۔

اس اثنا میں بنی تغلب کے قبیلہ بنی زید بن عمرو کے ایک شخص نے عتاب کو دیکھا جس کا نام عامر بن عبد عمرو تھا۔ اس نے اپنی قوم میں ایک خون کیا تھا اور اس وجہ سے بھاگ کر شبیب سے جا ملا تھا مگر تھا شہسوار۔ اس شخص نے شبیب سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ یہ شخص جو بول رہا ہے یہ عتاب ہے اور پھر حملہ کر کے نیزہ کا ایسا وار کیا کہ عتاب زمین پر گر پڑا۔ اور یہی شخص عتاب کا قاتل تسلیم کیا گیا۔

زہرہ بن حویہ کا خاتمہ:

رسالے نے زہرہ بن حویہ کو روندنا شروع کیا۔ زہرہ تلوار سے اپنی مدافعت کرتا رہا' مگر کہاں تک لڑتا۔ نہایت ضعیف تھا۔ اچھی طرح کھڑا بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ فضل بن عامر الشیبانی نے حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ شبیب بھی اس کے پاس پہنچا۔ یہ زمین پر مردہ پڑا تھا۔ شبیب نے دیکھ کر پہچان اور پوچھا کس نے اسے قتل کیا۔ فضل نے کہا میں نے اسے قتل کیا۔ اس پر شبیب نے کہا یہ زہرہ ابن حویہ ہے اگر یہ اب ضلالت وگمراہی کی راہ میں مارا گیا ہے مگر مسلمانوں کی بہت سی لڑائیاں ایسی تھی جس میں اس نے خوب ہی داد مردانگی دی' نہایت شجاعت سے لڑا اور مشرکین کی بہت سی جماعتوں کو اس نے شکست دی' رات کے پردہ میں بھی وہ لشکر لے کر آئے مگر اس نے انہیں بھی ان کے کیفر کردار کو پہنچایا۔ مشرکین کے بہت سے آباد قصبوں کو اس نے فتح کیا مگر اب کیا ہوسکتا ہے اللہ کے علم میں تو یہ تھا کہ یہ ظالموں کی اعانت میں اپنی جان دے گا۔

زہرہ بن حویہ کے قتل پر شبیب کا اظہار غم:

فروہ بن لقیط بیان کرتا ہے کہ زہرہ کی موت کا شبیب کو سخت رنج وقلق ہوا اور اس پر بکر بن وائل کے ایک نوجوان نے کہا کہ

امیر المومنین شب گذشتہ سے ایک کافر کی موت پر اس قدر رنج وغم کر رہے ہیں۔

شبیب نے کہا کہ مجھ سے زیادہ تو ان کی ضلالت سے واقف نہیں۔ مگر میں عرصہ سے ان سے واقف تھا۔ اگر یہ اپنی اسی حالت پر قائم رہتے تو آج ہمارے بھائی ہوتے۔

میدان جنگ میں عمار بن یزید بن شبیب الکلبی مارے گئے اور اس روز ابوخیثمہ بن عبداللہ بھی مارے گئے۔

شبیب خارجی کی بیعت:

شبیب نے اہل لشکر اور فوج پر قابو پالیا۔ اپنی فوج کو حکم دیا کہ اب تلوار نیام میں کرلو اور لوگوں کو بیعت کے لیے دعوت دی۔ اس وقت تو سب نے بیعت کر لی مگر رات ہی کو فرار ہوگئے۔

شبیب جب ان سے بیعت لے رہا تھا ساتھ ہی کہتا جاتا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ دوسرے ہی وقت تم بھاگ جاؤ گے۔ اہل کوفہ کے فوجی پڑاؤ میں جس قدر مال واسباب تھا سب پر شبیب نے قبضہ کرلیا اور اپنے بھائی کو مدائن سے بلایا اور جب وہ شبیب کے پاس آ گیا تو شبیب نے کوفہ کا رخ کیا۔

دو روز بیت قرہ میں اپنی فوج کے ساتھ منزل کی اور پھر اسی سمت چلا جدھر کہ اہل کوفہ گئے تھے۔

شامی فوج کی آمد پر حجاج کا خطبہ:

اب سفیان بن ابرد الکلبی اور حبیب ابن عبدالرحمٰن الحکمی (بنی مذحج) اپنے ساتھی شامیوں کے ساتھ کوفہ پہنچ چکے تھے اس سے حجاج کو تقویت ہوگئی اور اب اسے کوفہ والوں کی کوئی پروا نہیں رہی۔

حجاج خطبہ کے لیے منبر پر کھڑا ہوا۔ حمد وثنا کے بعد یوں گویا ہوا:

> ''اے کوفے والو! جس نے تمہیں عزت دینا چاہی اللہ نے اسے عزت نہیں دی جس نے کوشش کی کہ تمہیں فتح حاصل ہو۔ اللہ نے اسے فتح نہیں دی۔ مجھ سے دور ہو جاؤ اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہو جاؤ حیرہ چلے جاؤ اور یہود ونصاریٰ کے ساتھ جا کر آباد ہو جاؤ اور سوائے اس شخص کے جو ہمارا عامل ہو یا جو عتاب بن ورقا کے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوا ہو اور کوئی شخص ہمارے ساتھ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلے کے لیے نہ جائے''۔

فروہ بن لقیط کا بیان:

فروہ بن لقیط (یہ شخص خارجی ہے) بیان کرتا ہے کہ اب ہم دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور میں عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث اور محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس الہمدانی کے قریب پہنچ گیا۔ یہ دونوں پیدل چل رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ عبدالرحمٰن کا سر خاک آلود تھا۔ میں ان سے باز رہا اور میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اچانک ان پر حملہ کروں حالانکہ اگر میں شبیب کے ساتھیوں کو ان کے قتل کی اجازت دے دیتا تو وہیں دونوں مار ڈالے جاتے مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دونوں میرے ہم قوم ہیں۔ ایسے شخصوں کو قتل کرنا میرے لیے مناسب نہیں۔

عامل سورا کا قتل:

شبیب بڑھتے بڑھتے صراۃ پہنچا۔

شبیب کا ارادہ کوفے پر حملہ کرنے کا تھا جب مقام سورا پہنچا اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے کہا کہ تم میں کون شخص عامل سورا کا سر میرے پاس لاسکتا ہے۔ بطین' قعنب' سوید اور دو اور شخص اس کام کے لیے آمادہ ہو گئے۔

یہ لوگ نہایت تیز رفتاری سے چلے اور مال گذاری کے دفتر پہنچے۔ سرکاری عہدہ دار خراج وصول کرنے میں مصروف تھے' خارجی مکان میں در آئے اور لوگوں کو دھوکا دیا اور کہا کہ امیر کا استقبال کرو۔ لوگوں نے پوچھا کون امیر آئے ہیں۔ خارجیوں نے کہا حجاج نے جن کو فاسق شبیب کی سرکوبی کے لیے مقرر کر کے روانہ کیا ہے وہ ہیں۔

عامل بیچارہ دھوکے میں آ گیا اور جب خارجی اس کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے تلواریں نکال لیں اور ڈانٹ ڈپٹ شروع کی' عامل کو قتل کر ڈالا اور جس قدر روپیہ تھا سب پر قبضہ کر لیا اور شبیب کے پاس چلے آئے۔

شبیب خارجی کی دولت سے نفرت:

جب شبیب کے پاس پہنچے اس نے دریافت کیا کہ کیا لائے ہو انہوں نے کہا کہ اس فاسق کا سر اور جو روپیہ ہمیں ملا لائے ہیں۔ روپیہ تھیلیوں میں بھرا ہوا ایک بارکش گھوڑے پر لدا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر شبیب نے کہا ہاں تم میرے پاس وہ شے لائے ہو جس سے مسلمانوں میں فتنہ پیدا ہوتا ہے۔

غلام میرا چھوٹا بھالا لانا۔ شبیب نے اپنے بھالے سے تھیلیوں کو چاک کر ڈالا اور حکم دیا کہ بارکش گھوڑا ہانکا جائے۔ روپیہ تھیلیوں میں سے بکھرتا جاتا تھا اس طرح وہ صراۃ پہنچا۔ یہاں آ کر اس نے کہا دیکھو اب بھی کچھ باقی ہو تو اسے پانی میں پھینک دو۔

سفیان بن الابرد کی پیش قدمی:

اب سفیان بن الابرد حجاج کے ہمراہ شبیب کے مقابلے کے لیے بڑھا۔ سفیان اس سے پہلے ہی حجاج کے پاس آ چکا تھا اور اس نے حجاج سے کہا تھا کہ تم مجھے آگے بھیج دو تا کہ قبل اس کے کہ وہ تم تک پہنچے میں اس کا مقابلہ کروں مگر حجاج نے کہا میں نہیں چاہتا کہ قبل اس کے میں شبیب سے تمہاری جماعت کے ساتھ مقابلہ کروں جب کہ کوفہ ہماری پشت و پناہ ہو اور قلعہ ہمارے قبضے میں ہو کہ تم سے علیحدہ ہو جاؤں۔

سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف:

جب شام کی فوج کوفہ آ گئی تو سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف دسکرہ سے کوفہ آیا۔ مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حجاج کو لکھا تھا کہ شبیب نے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے آپ مزید کمک روانہ کیجیے۔ اس پر حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف کو دو سو شہسواروں کے ساتھ مطرف کے پاس بھیج دیا۔ جس وقت مطرف نے پہاڑوں میں جا کر پناہ لینے کا ارادہ کیا وہ اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس نے اپنے منشا سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دیا تھا مگر سبرہ سے یہ بات پوشیدہ رکھی تھی۔ جب مطرف دسکرۃ الملک پہنچا سبرہ کو بلایا اور اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور کہا کہ تم بھی میرے ساتھ ہو جاؤ۔ سبرہ نے اس وقت حامی بھر لی مگر جب اس کے پاس سے چلا آیا اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے وہاں سے روانہ ہو گیا۔

اتنے میں اسے یہ خبر معلوم ہوئی کہ عتاب مارے گئے اور شبیب کوفے کی طرف روانہ ہوا ہے یہ بیطری نامی ایک گاؤں میں پہنچا۔ اس وقت شبیب مقام حمام عمر پر فروکش ہوا۔

سبرہ بن عبدالرحمٰن کی سفیان ابن الابرد سے گفتگو:

سبرہ اس گاؤں سے بھی روانہ ہوا۔ اور قریۂ شاہی کے پاس دریائے فرات کو عبور کر کے سواریوں پر سوار ہو کر حجاج کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں آ کر اس نے دیکھا کہ اہل کوفہ پر سخت عتاب ہے۔ وہ سفیان بن الابرد کے پاس گیا اپنا پورا قصہ سنایا اور کہا کہ میں امیر کا مطیع ہوں۔ مطرف کو چھوڑ آیا ہوں۔ عتاب کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوا بلکہ آج تک کسی ایک جنگ میں بھی جس میں باشندگان کوفہ کو ہزیمت اٹھانی پڑی ہے میں نے شرکت نہیں کی۔ اور میں ہمیشہ سے امیر کا (حجاج) عامل رہا ہوں۔ میرے ساتھ ایسے دو سو شہسوار ہیں جو کبھی ایسی جنگ میں میرے ساتھ شریک نہیں ہوئے جس میں شکست کھانا پڑی ہو۔ یہ سب اپنے عہد وفاداری پر اب تک قائم ہیں کسی بغاوت یا سازش میں شریک نہیں ہوئے۔

سفیان یہ تمام باتیں سن کر حجاج کے پاس گیا اور جو کچھ سبرہ نے اپنی کہانی سنائی تھی' وہ سب کچھ کہہ سنائی۔ حجاج نے کہا کہ سبرہ سچا ہے اور اس کا طرز عمل ٹھیک رہا ہے اچھا اس سے کہہ دو کہ وہ بھی ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے میں جنگ میں شریک ہو۔

سفیان نے آ کر سبرہ کو اطلاع کر دی۔

شبیب خارجی کا حمام اعین میں قیام:

اب شبیب حمام اعین پر آ کر فروکش ہوا' حجاج نے حارث بن معاویہ بن ابی زرعہ بن مسعود الثقفی کو بلایا اور مسلح پولیس کے ساتھ جو عتاب کے ساتھ شریک جنگ نہیں ہوئی تھی شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی جو عامل تھے تقریباً دو سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ اس طرح حارث بن معاویہ تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ زرارہ پہنچا۔

حارث بن معاویہ کا قتل:

اس مہم کی آمد کی شبیب کو بھی خبر ہوئی۔ شبیب فوراً ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حارث کی طرف بڑھا اور اس تک پہنچتے ہی حملہ کر دیا اور حارث کو قتل کیا۔ اور اس کی فوج کو شکست دی۔

یہ شکست خوردہ فوج کوفہ واپس چلی آئی۔

شبیب بڑھتے بڑھتے فرات کے پل تک پہنچا۔ پل کو عبور کر کے دریا کے اس کنارے کوفے کے سامنے خیمہ زن ہو گیا۔

شبیب تین روز تک اپنے فوجی پڑاؤ میں مقیم رہا' پہلے دن اس نے حارث بن معاویہ کو قتل کیا۔ دوسرے روز حجاج نے اپنے تمام آزاد غلاموں اور غلاموں کو زرہ بکتر سے مسلح کر کے شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا یہ ڈر کے مارے کوفے کے قریب ہی قریب سڑکوں کے ناکوں پر کھڑے رہے اور آگے نہیں بڑھے۔

جنگِ سبخہ:

اب کوفے والے بھی میدان جنگ کے لیے نکلے اور اپنے اپنے راستوں پر متعین ہو گئے۔ کیونکہ انہیں خوف تھا کہ اگر وہ مقابلے پر نہ جائیں گے تو حجاج اور عبدالملک ناراض ہوں گے۔ شبیب نے سبخہ کی آخری حد پر ایوان کے قریب جہاں کہ خبر رساں کھڑے ہوتے تھے ایک مسجد بنوائی جو آج تک اسی جگہ قائم ہے۔ تیسرے روز حجاج نے اپنے آزاد غلام ابوالورد کو جو زرہ بکتر پہنے ہوئے تھا اور دوسرے غلاموں کو جو زرہ بکتر سے آراستہ تھے مقابلے کے لیے میدان جنگ میں روانہ کیا۔ خارجیوں نے ابوالورد کو دیکھ کر کہا کہ یہی

حجاج ہے۔ شبیب نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر ڈالا اور کہا کہ اگر یہ ہی حجاج تھا تو میں نے اسے قتل کر کے تمہیں راحت دے دی۔

غلام طہمان کا قتل:

پھر حجاج نے اپنے غلام طہمان کو اسی ساز و سامان اور اسی وضع ولباس میں مقابلے کے لیے بھیجا۔ شبیب نے حملہ کر کے اسے بھی قتل کر ڈالا' اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ اگر یہ شخص حجاج تھا تو میں نے اسے بھی قتل کر کے تمہیں آرام وخوشی پہنچائی۔

حجاج کی سبخہ کی طرف پیش قدمی:

جب آفتاب عالمتاب اچھی طرح بلند ہوگیا' حجاج اپنے محل سے برآمد ہوا' اور حکم دیا کہ میرے لیے خچر لاؤ اس پر سوار ہو کر میں یہاں سے سبخہ تک جاؤں گا۔ چنانچہ ایک پچ کلیان خچر لایا گیا۔ اس پر لوگوں نے کہا خدا امیر کو نیک صلاح دے یہ عجمی آج ایسے دن میں ایسے خچر پر سوار ہونے کو شگون بد سمجھتے ہیں مگر حجاج نے اس کی کچھ پروا نہیں کی اور خچر کو قریب لانے کا حکم دیا اور کہا کہ ''آج کا دن بھی روشن پیشانی اور پچ کلیان ہے''۔ یہ کہہ کر خچر پر سوار ہو کر شامیوں کے ساتھ میدان جنگ کی طرف روانہ ہوا۔ اور جس راستہ سے پتہ جاتا تھا' اس راہ سے روانہ ہوا' اور سبخہ کے بلند ترین حصہ تک پہنچ گیا۔

حجاج کا سبرہ بن عبدالرحمٰن کو حکم:

جب حجاج نے شبیب اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا' خچر سے اتر پڑا۔ آج شبیب کے ہمراہ چھ سو سوار تھے۔ جب اسے معلوم ہوا کہ حجاج مقابلے کے لیے آ گیا ہے وہ بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر سامنے آیا۔

سبرہ بن عبدالرحمٰن نے حجاج کے پاس آ کر کہا کہ آپ مجھے کہاں متعین فرماتے ہیں۔ حجاج نے کہا کہ تم راستوں کے ناکوں پر کھڑے رہو اگر دشمن تمہاری طرف آئے اور لڑے تو مقابلہ کرنا۔

سبرہ یہ حکم سنتے ہی اپنے ساتھیوں کی جماعت میں جا کر ٹھہر گیا۔

حجاج کا شامی فوج سے خطاب:

حجاج نے ایک کرسی منگوائی اور اس پر بیٹھ گیا۔ شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگ فرمانبردار' اطاعت شعار' جنگ میں ثابت قدم رہنے والے اور ایمان والے ہو' ایسا نہ ہو کہ ان ناپاکوں کی گمراہی تمہاری صداقت پر غالب ہو جائے۔ آنکھیں نیچی کر لو اور گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ۔ اور اس طرح اپنے نیزوں کے پھلوں سے دشمن کا مقابلہ کرو۔

تمام شامی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے' اپنے نیزے علم کر لیے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک پتھریلی سیاہ آتش فشاں زمین کا قطعہ ہے۔

سوید اور محلل کا شامی فوج پر حملہ و پسپائی:

دوسری طرف سے شبیب بھی ان پر بڑھا' اور جب قریب آ گیا اس نے اپنی جماعت کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا ایک دستہ خود لے لیا' ایک سوید کے سپرد کیا اور ایک محلل بن وائل کے حوالے کر دیا' اور سب سے پہلے سوید کو حملے کا حکم دیا۔ سوید نے حملہ کیا' شامی اپنی جگہ جمے رہے۔ جب دونوں طرف سے نیزوں کے پھل آپس میں مل گئے' شامی سوید اور اس کے ہمراہیوں پر سامنے کے رخ سے جھپٹ پڑے اور بڑھ بڑھ کر نیزہ زنی کرنے لگے۔ سوید کو واپس پلٹنا پڑا۔ یہ دیکھتے ہی حجاج نے للکارا۔

''اے اطاعت شعار اور فرمانبردار لوگو! شاباش اس طرح بہادر لڑتے ہیں لڑتے جاؤ۔ غلام میری کرسی آگے بڑھا''۔

اب شبیب نے محلل کو حملے کا حکم دیا۔ محلل حملہ آور ہوا مگر اس کے ساتھی بھی شامیوں نے وہی کیا جو سوید کے ساتھ کر چکے تھے۔

اس مرتبہ پھر حجاج نے ان کے طرز عمل کی اسی طرح داد دی اور غلام کو حکم دیا کہ ''کرسی اور آگے بڑھا''۔

شبیب کا حملہ و پسپائی:

یہاں تک کہ اب شبیب حملہ آور ہوا۔ پہلے تو شامی اسی طرح اپنی جگہ پر کھڑے رہے' مگر جب نیزوں کے پھل ایک دوسرے سے مل گئے' وہ اپنی اپنی جگہ سے آگے جھپٹ کر شبیب کے بالکل سامنے سے حملہ آور ہوئے۔

عرصہ تک شبیب ان سے لڑتا رہا مگر آخر شامیوں نے آگے بڑھ بڑھ کر ایسی نیزہ زنی کی کہ شبیب کو اس کی فوج تک پیچھے ہٹا دیا۔

شبیب کا سوید کو عقب سے حملہ کا حکم:

شبیب نے جب دیکھا کہ یہ تو اس قدر صبر و استقلال سے لڑ رہے ہیں' سوید کو حکم دیا کہ تم لحام جریر کی سڑک پر حملہ کرو۔ کیونکہ شاید اس کے مدافعین کو تم ہٹا سکو اور اس طرح حجاج پر عقب سے حملہ کرنا اور ہم سامنے سے حملہ آور ہوں گے۔

سوید اپنی جماعت کو ساتھ لے کر علیحدہ چلا گیا اور اس راستہ کے ناکے پر جو لوگ متعین تھے ان پر حملہ آور ہوا۔ مگر لوگوں نے مکانات پر سے اور سڑک سے اس قدر تیر برسائے کہ سوید کو واپس ہونا پڑا۔

حجاج نے پہلے ہی سے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو تقریباً تین سو شامیوں کے ساتھ اپنے پیچھے اسی لیے متعین کر رکھا تھا تا کہ خارجی عقب سے حملہ نہ کر سکیں۔

شبیب کا خوارج سے خطاب:

فروہ بن لقیط راوی ہے کہ اس جنگ کے روز شبیب نے ہم سے کہا: اے اہل اسلام! ہم نے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور جس کسی نے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالا ہو اسے اللہ کی راہ میں چاہے کیسی تکلیف اور مصیبت کیوں نہ اٹھانا پڑے اسے اس کی پرواہ نہ کرنا چاہیے۔ صبر کرو اور ایک ہی ایسا شدید حملہ کرو جیسا کہ تم نے ان لڑائیوں میں حملے کیے ہیں جن میں تمہیں فتح سے سرخروئی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد شبیب نے اپنے تمام ساتھیوں کو ایک جا کیا۔

حجاج نے جب دیکھا کہ شبیب حملہ کرنا چاہتا ہے اس نے اپنی فوج سے کہا کہ اے اطاعت شعار اور فرمانبردارو! اس ایک حملے کے مقابلے میں ثابت قدم رہنا۔ اس کے بعد میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہمارے اور فتح کے درمیان کوئی شے حائل نہیں رہے گی۔

تمام شامی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔

شبیب خارجی کا دوسرا حملہ:

شبیب نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ حملہ کیا اور جب بالکل شامیوں سے بھڑ گیا حجاج نے بھی اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا اور ان لوگوں نے آگے بڑھ بڑھ کر خوب ہی نیزہ زنی اور شمشیر زنی شروع کی اور شبیب اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے ڈھکیلتے رہے اور وہ بھی ان سے برابر لڑتا رہا' یہاں تک کہ موضع بستان زایدہ پہنچا۔ یہاں پہنچ کر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اے اللہ کے دوستو!

گھوڑوں سے اتر پڑو اور خود بھی گھوڑے سے اتر پڑا۔

شبیب نے اپنے ساتھیوں کو اترنے کا حکم دیا۔ آدھے تو گھوڑوں سے اتر گئے اور آدھے سوید بن سلیم کے ساتھ چھوڑ دیئے گئے۔

حجاج بڑھتے بڑھتے شبیب کی مسجد تک پہنچا اور شامیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا:

''اے اطاعت شعارو! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں حجاج کی جان ہے یہ پہلی فتح ہے جو ہمیں حاصل ہوئی''۔

حجاج مسجد پر چڑھ گیا۔ اس کے ساتھ تقریباً بیس آدمی اور بھی چڑھ گئے جن کے پاس تیر تھے حجاج نے ان سے کہا کہ اگر خارجی ہمارے قریب آئیں تو تیروں سے ان کی خبر لینا۔

غرض کہ اس طرح اس تمام دن نہایت ہی شدید جنگ ہوتی رہی کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی شجاعت و بسالت کے قائل تھے۔

خالد بن عتاب کا خوارج پر حملہ:

خالد بن عتاب نے حجاج سے کہا کہ آپ مجھے خارجیوں سے لڑنے کی اجازت دیجیے۔ کیونکہ میرے باپ کو انہوں نے مارا ہے۔ میں اس کا بدلہ لوں گا' اور آپ مجھے جانتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو بے اعتبار ہوں۔

حجاج نے کہا اچھا میں نے اجازت دی۔ خالد نے کہا میں ان کے عقب سے ان پر حملہ کرتا ہوں۔ تا کہ ان کی قیام گاہ پر غارت گری کروں۔ حجاج نے کہا اچھا جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔ خالد اہل کوفہ کی ایک جماعت کے ساتھ چل دیا۔ خارجیوں کے عقب سے ان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہوا۔

مصاد کا قتل:

خالد نے شبیب کے بھائی مصاد کو قتل کیا اور اس کی بیوی غزالہ کو فروہ بن دفان الکلبی نے قتل کیا ان کے لشکر گاہ میں آگ لگا دی۔

اس واقعہ کی خبر شبیب اور حجاج دونوں کو ہوئی۔ حجاج اور اس کی فوج نے تو خوشی میں نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور شبیب اور اس کے ساتھ جس قدر خارجی اپنے اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے تھے وہ سب کے سب ایک دم اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

شامی سپاہ کا شبیب پر حملہ:

یہ دیکھ کر حجاج نے شامیوں سے کہا کہ چونکہ انہیں ایسی خبر ملی ہے جس سے وہ مرعوب ہو رہے ہیں۔ اس لیے اب تم ان پر حملہ کرو۔ شامی ان پر حملہ آور ہوئے اور انھیں شکست دی' صرف شبیب ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ میدان جنگ میں باقی رہا۔

شبیب خارجی کی شکست و پسپائی:

ایک شخص راوی ہے جو خود شبیب کے ہمراہ تھا۔ جب شبیب کی فوج کو شکست ہوئی تو پل پر سے گزر کر آیا۔ حجاج کے رسالے نے اس کا تعاقب کیا۔ شبیب اپنا سر ہلاتا جاتا تھا۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنین ذرا مڑ کر دیکھئے آپ کے پیچھے کون آ رہا ہے۔

شبیب نے بالکل بے پروائی سے مڑ کر دیکھا اور پھر گردن جھکا لی اور سر ہلانے لگا۔ جب حجاج کا رسالہ ہمارے قریب آ گیا۔ ہم نے عرض کی امیر المومنین دشمن آپ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ شبیب نے پھر پیچھے مڑ کر دیکھا مگر بخدا ذرا بھی پروانہیں کی اور پھر سر کو ہلانے لگا۔ اس کے بعد حجاج نے اپنے اس رسالے کو حکم بھیجا کہ شبیب کا تعاقب نہ کرو اور اسے اللہ کی آگ میں جلنے کے لیے چھوڑ دو۔ چنانچہ دشمن ہمیں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

جس وقت شبیب نے پل کو عبور کر لیا اسے توڑ ڈالا۔

فروہ کہتا ہے کہ جب ہم شکست کھا کر بھاگے میں شبیب کے ہمراہ تھا جب تک کہ پل سے گزر نہ آئے کسی نے اسے چھیڑا نہ کسی نے ہمارا تعاقب کیا۔

حجاج کی مراجعت کوفہ:

حجاج کوفہ آیا۔ منبر پر خطبہ کے لیے کھڑا ہوا۔ حمد وثنا کے بعد اس نے کہا کہ اس سے پہلے کبھی شبیب سے ایسی جنگ نہیں ہوئی' بخدا وہ میدان جنگ سے بھاگ گیا اور اپنی بیوی کو اس حال میں چھوڑا کہ اس کے چوتڑ میں نیزے کا بانس توڑا گیا ہے۔

حجاج کی مجلس مشاورت:

اس جنگ کے متعلق مزاحم بن زحر بن جساس التیمی کا یہ بیان ہے۔ کہ جب شبیب نے ہر معرکہ میں حجاج کی فوج کو شکست دی۔ حجاج نے ہم سب کو اپنے پاس بلایا۔ ہم سب لوگ اس کے دیوان خانہ میں جہاں وہ رات کو رہا کرتا تھا پہنچے' حجاج ایک تخت پر متمکن تھا اور لحاف اوڑھے ہوئے تھا۔

حجاج نے کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک ایسی بات کے لیے بلایا ہے جس میں سلامتی بھی ہے اور غور وفکر بھی۔ آپ لوگ مجھے اس معاملے میں مشورہ دیجیے۔ شبیب نے آپ کی تمام فصلوں پر قبضہ کر لیا' آپ کے گھروں میں گھس آیا' آپ کے سپاہیوں کو اس نے قتل کر ڈالا۔ اب بتائیے کہ کیا کیا جائے سب لوگوں نے سوچنے کے لیے گردنیں نیچے کر لیں۔

قتیبہ کی حجاج پر تنقید:

پھر ایک صاحب اپنی کرسی سے صف سے آگے بڑھے اور عرض پرداز ہوئے کہ اگر امیر مجھے بولنے کی اجازت دیں تو میں عرض کروں۔ حجاج نے کہا فرمائیے۔ وہ صاحب کہنے لگے کہ سچ تو یہ ہے کہ آپ نے نہ تو اللہ کے احکام کی نگہداشت کی' نہ امیر المومنین کی حفاظت کی اور نہ رعیت کی خیر خواہی۔ یہ کہہ کر پھر صف میں اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ یہ شخص قتیبہ تھا۔ حجاج یہ سن کر برہم ہوا۔ لحاف اتار دیا اور اپنے پاؤں تخت سے لٹکا دیئے جو مجھے نظر آ رہے تھے اور پوچھا کس شخص نے یہ باتیں کیں۔

قتیبہ کا حجاج کو جنگ میں شریک ہونے کا مشورہ:

قتیبہ پھر صف میں سے اپنی کرسی سے اٹھے اور جو کچھ کہہ چکے تھے اسے دہرایا۔ حجاج نے کہا اچھا اب کیا کرنا چاہیے:

قتیبہ نے کہا یہ چاہیے کہ آپ خود اس کے مقابلے پر جائیں اور آخری فیصلہ کر لیں۔

حجاج نے کہا اچھا میرے لیے فوجی قیام گاہ کے لیے جگہ تجویز کرو اسے درست کرو اور پھر صبح کو میرے پاس آؤ۔

راوی کہتا ہے کہ ہم قتیبہ بن سعید کو برا بھلا کہتے ہوئے مجلس مشاورت سے نکلے کیونکہ انہیں حضرات نے حجاج سے قتیبہ کی سفارش کی تھی

اور اسی بنا پر حجاج نے قتیبہ کو اپنا مشیر دوست بنالیا تھا۔

حجاج اور قتیبہ کی ملاقات:

ہمیں احکام تو دے ہی دیئے گئے تھے۔صبح ہوتے ہی ہم ہتھیاروں سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے' حجاج نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر محل میں چلا گیا۔اس کے بعد تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس کا حاجب آتا تھا اور دریافت کرتا تھا کیا اب بھی آئے اب بھی آئے۔ ہم جانتے نہ تھے کہ کسے دریافت کر رہا ہے۔اور تمام دیوان خانہ شاہی لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔اس کے بعد پھر حاجب نے آ کر پوچھا کہ کیا اب بھی آئے۔دیکھتے کیا ہیں کہ قتیبہ مسجد میں ٹہل رہے ہیں اور ایک ہرات کی بنی ہوئی سبز قبا زیب تن ہے۔سرخ باریک ململ کا عمامہ سر پر بندھا ہوا ہے۔ایک چوڑی چکلی تلوار حمائل ہے۔جس کا پرتلہ تنگ اور چھوٹا تھا۔ معلوم ہوتا تھا بغل میں دبائے ہیں۔اپنی قبا کے دامن کو کمر کے پٹکہ میں لپیٹ دیا تھا زرہ دونوں پنڈلیوں تک لٹکی ہوئی تھی۔ان کے لیے دروازہ کھولا گیا۔قتیبہ محل میں داخل ہوئے کسی نے انہیں روکا نہیں اور یہ سیدھے حجاج کے پاس اس کے خاص کمرے میں چلے گئے۔دیر تک وہاں رہے' پھر برآمد ہوئے اب ان کے ساتھ جھنڈا بھی تھا جو ہوا میں بل کھا رہا تھا۔

قتیبہ کی پیش قدمی:

حجاج نے دو رکعت نماز پڑھی' پھر کھڑا ہوا اور باتیں کرنے لگا' اور اس جھنڈے کو باب الفیل سے باہر نکالے جانے کا حکم دیا۔ خود حجاج بھی اس کے پیچھے ہی باہر نکلا' دروازہ پر ایک بھورے رنگ کا چاند تارے والا پچکلیان خچر موجود تھا۔حجاج اس پر سوار ہوا پیش دست خدمت گاروں نے اور گھوڑے بھی پیش کیے' مگر حجاج نے اور سب پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور اس خچر پر سوار ہو گیا۔اور باقی تمام لوگ بھی سوار ہوئے۔قتیبہ ایک کمیت رنگ کے چاند تارے والے گھوڑے پر سوار ہوئے۔کاٹھی اس قدر بڑی تھی کہ جب قتیبہ اس پر بیٹھے تو معلوم ہوتا تھا کہ زین میں ایک انار رکھا ہوا ہے۔یہ تمام لاؤلشکر دار السقایۃ کے راستہ پر ہولیا اور سبخہ کی طرف چلا۔ سبخہ میں شبیب کا لشکر پڑا ہوا تھا۔یہ بدھ کا دن تھا۔دونوں فریق اس روز تو اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہے اور جمعرات کی صبح کو جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔اور پھر جمعہ کے دن صبح کو لڑنے گئے۔اور نماز جمعہ کے وقت خارجیوں کو شکست ہوئی۔

حجاج بن قتیبہ راوی ہے کہ شبیب بڑھا۔حجاج نے اس کے مقابلے پر ایک امیر کو بھیجا۔شبیب نے اسے قتل کر دیا۔پھر دوسرے کو بھیجا۔شبیب نے اسے بھی قتل کر ڈالا۔ان دونوں میں سے ایک اعین حمام اعین کا مالک تھا۔

غزالہ زوجہ شبیب کی منت:

شبیب کوفے میں درآیا۔اس کے ساتھ اس کی بیوی غزالہ بھی تھی۔اس نے منت مانی تھی کہ مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گی جس کی ایک رکعت میں سورۂ بقرا اور دوسری میں آل عمران تلاوت کروں گی۔چنانچہ اس نے اپنی منت پوری کی اور شبیب نے اپنے لشکرگاہ میں جھونپڑے بنالیے۔

حجاج اور قتیبہ میں سخت کلامی:

حجاج نے کھڑے ہو کر اپنی تقریر میں کہا اے باشندگانِ عراق! میں نہیں دیکھتا کہ تم دشمنوں سے لڑنے میں خلوص اور دلچسپی کا اظہار کرتے ہو۔میں امیر المومنین کو لکھے دیتا ہوں کہ آپ اہل شام کو میری امداد کے لیے بھیجئے۔

اس پر قتیبہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ تم خود خارجیوں سے جنگ کرنے میں اللہ اور امیر المومنین سے مخلصانہ برتاؤ نہیں کر رہے۔ اس پر حجاج نے قتیبہ کے عمامہ ہی سے ان کا بہت سختی سے گلا گھونٹا۔

(اب یہاں سے پھر حجاج اور قتیبہ کی گفتگو شروع ہوتی ہے) حجاج نے پوچھا کہ یہ تم کس طرح کہتے ہو۔ قتیبہ نے کہا کہ تم ایک شریف و جوانمرد شخص کو خارجیوں کے مقابلہ میں بھیجتے ہو۔ اس کے ساتھ معمولی لوگ ہوتے ہیں جو بھاگ جاتے ہیں اور زندہ رہتے ہیں اور بیچارہ وہ بہادر لڑتا ہے اور اپنی جان دیتا ہے۔ حجاج نے کہا اچھا اب کیا کیا جائے؟

قتیبہ نے کہا تم خود میدان جنگ میں چلو اور تمہارے ساتھ یہ تمہارے تمام حالی موالی بھی چلیں' جب یہ لوگ اچھی طرح سے اپنی جانیں لڑا دیں گے۔

اس پر جس قدر لوگ وہاں موجود تھے سب نے قتیبہ پر لعن طعن کی۔

حجاج نے کہا بخدا کل میں صبح کو شبیب کے مقابلے پر جاؤں گا۔

جب دوسرے دن صبح ہوئی تمام لوگ حاضر ہوئے۔ قتیبہ نے پھر اس وقت حجاج سے کہا کہ آپ اپنی کل کی قسم یاد رکھیں اس پر پھر تمام لوگوں نے انھیں برا بھلا کہا۔ حجاج نے ان سے کہا کہ تم جاؤ اور میرے فوجی قیام گاہ کے لیے جگہ کا انتخاب اور اس کی درستی اور صفائی کرو۔

حجاج کی میدان جنگ میں آمد:

قتیبہ حجاج کے پاس سے چلے گئے۔ حجاج اور ان کے ساتھیوں نے روانگی کی تیاری کی اور چل کر ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں گھوڑا تھا اور کوڑا پڑا ہوا تھا۔ حجاج نے کہا کہ بس اسی جگہ میرا خیمہ نصب کرو۔ لوگوں نے کہا بھی کہ یہاں کثافت ہے اس پر حجاج نے کہا کہ جس طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ اس کوڑے کرکٹ سے بھی زیادہ بدتر ہے' زمین تو اس کے نیچے پاک ہے۔ آسمان اس کے اوپر پاک ہے۔ غرض کہ حجاج اس جگہ اتر پڑا اور لوگوں کو ترتیب سے کھڑا کیا۔

خالد بن عتاب بن ورقا کی حکمت عملی:

خالد بن عتاب بن ورقا چونکہ معتوبین میں سے تھا' اس لیے وہ اس فوج میں شریک نہیں تھا' دوسری طرف سے شبیب مع اپنی فوج کے سامنے آیا۔ خارجیوں نے اپنے گھوڑے قریب کر لیے اور پاپیادہ آگے بڑھنے لگے۔

شبیب نے ان سے کہا کہ اب تیراندازی تو چھوڑ دو اور ڈھالوں کی آڑ میں آہستہ آہستہ چلو اور جب دشمن کے نیزوں کو ڈھالوں کے نیچے کر لینا تاکہ تم اپنی جگہ جمے رہو اور پھر دشمنوں کے قدم قطع کر دینا۔ اور اللہ کے حکم سے بس تمہیں فتح ہوگی۔ چنانچہ خارجی اسی طرح آہستہ آہستہ اہل کوفہ کی طرف بڑھنے لگے۔

خالد بن عتاب اپنے ملازم اور خدمت گاروں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا اور خارجیوں کے لشکر گاہ میں عقب سے آ کر ان کی جھونپڑیوں کو آگ لگا دی۔

خارجیوں نے جب آگ کی روشنی اور اس کی آواز سنی تو مڑ کر دیکھتے کیا ہیں کہ ان کے گھروں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ فوراً اپنے اپنے گھوڑوں کی طرف بھاگے' اہل کوفہ ان کے پیچھے چلے اور خارجیوں کو شکست ہوگئی۔

حجاج خالد سے خوش ہو گیا اور اسی کو خارجیوں سے لڑنے کے لیے سردار مقرر کر کے روانہ ہوا۔

حجاج کے مخبر کی گرفتاری و رہائی:

جب شبیب نے عتاب کو قتل کر ڈالا تو اس نے دوسری مرتبہ کوفہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور بالکل کوفے کے سامنے تک چلا آیا۔

حجاج نے سیف بن ہانی اور ایک اور شخص کو شبیب کے پڑاؤ کی طرف خبریں لینے کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں شبیب کے لشکر گاہ میں آئے۔ خارجی تاڑ گئے کہ مخبر ہیں' ایک شخص کو تو وہیں تہ تیغ کر ڈالا البتہ سیف بن ہانی بھاگا۔ ایک خارجی بھی اس کے پیچھے چلا۔ سیف نے اپنے گھوڑے کو ایک نالے پر سے کدایا اور پھر اس شخص سے درخواست کی کہ تو مجھے امان دے میں سچ سچ سارا واقعہ بتائے دیتا ہوں۔

خارجی نے امان دے دی۔ سیف نے بتایا کہ مجھے اور میرے دوسرے ساتھی کو حجاج نے اس لیے بھیجا تھا کہ شبیب کی خبر لائیں۔ اس پر خارجی نے کہا کہ حجاج سے کہہ دو کہ دوشنبہ کے دن ہم حملہ کریں گے۔

سیف نے حجاج کے پاس آ کر اطلاع دی۔ حجاج نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا اور پھر آنکھ ماری۔

شبیب کا بطین کو دارالرزق جانے کا حکم:

غرضیکہ دوشنبہ کے دن خارجی کوفہ کی طرف چلے۔ حجاج نے حارث بن معاویۃ الثقفی کو مقابلے کے لیے بھیجا۔ زرارہ پر اس کی شبیب سے مڈبھیڑ ہوئی' شبیب نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو شکست دی اور کوفہ کے اور قریب آ گیا۔ شبیب نے بطین کو دس شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا کہ دارالرزق میں دریائے فرات کے کنارے میرے ٹھہرنے کے لیے کسی مکان کا انتظام کرو۔ بطین اس کام کے لیے روانہ ہوا۔

بطین اور حوشب بن یزید میں مقابلہ:

حجاج نے حوشب بن یزید کو تمام اہل کوفہ کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ یہ لوگ تمام راستوں کے ناکوں پر کھڑے ہو گئے' بطین ان سے لڑا مگر ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ شبیب سے امداد طلب کی' شبیب نے اور شہسوار اس کے پاس بھیج دیئے۔ انھوں نے حوشب کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور اسے شکست دی مگر حوشب بچ گیا۔ غرض کہ بطین اس طرح دارالرزق پہنچ گیا اور دریائے فرات کے کنارے خیمہ لگایا۔ اب شبیب بھی آ کر پل کے اس طرف ٹھہر گیا۔ مگر حجاج نے کسی شخص کو اس کے مقابلے پر نہیں بھیجا۔ شبیب یہاں سے اور آگے بڑھ کر مقام سبخہ میں کوفہ اور فرات کے درمیان خیمہ زن ہوا۔ تین روز یہاں ٹھہرا مگر حجاج نے کسی شخص کو مقابلے کے لیے نہیں بھیجا۔ پھر حجاج کو مشورہ دیا گیا کہ تم خود مقابلے پر جاؤ۔

اہل کوفہ کو روانگی کا حکم:

حجاج نے قتیبہ ابن مسلم کو آگے بھیجا۔ قتیبہ لشکر گاہ کو ٹھیک ٹھاک کر کے واپس چلے آئے اور حجاج سے کہا کہ جس جگہ سے میں آ رہا ہوں۔ وہ جگہ بالکل ہموار اور مسطح ہے۔ آپ اب نیک فال لیتے ہوئے تشریف لے چلئے۔

تمام اہل کوفہ کو روانگی کا حکم دے دیا گیا چنانچہ سب روانہ ہوئے۔ حجاج کے ساتھ تمام سر برآوردہ لوگ بھی چلے اور یہ تمام فوج

اس لشکر گاہ میں آ کر فروکش ہوئی اور دونوں فریق اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے۔

شبیب کے میمنہ پر بطین' میسرہ پر قعنب بنی ربیعہ بن ذہل کا آزاد غلام دو سو شہسواروں کے ساتھ متعین تھا۔ حجاج نے اپنے میمنہ پر مطر بن ناجیۃ الریاحی کو' میسرہ پر خالد بن عتاب بن ورقاء الریاحی کو تقریباً چار ہزار فوج کے ساتھ متعین کیا تھا۔

حجاج سے کہا گیا کہ جہاں تم کھڑے ہو وہ جگہ شبیب کو معلوم نہ ہونے پائے۔ اس لیے حجاج نے اپنی ہیئت بدل لی۔ اپنے کھڑے ہونے کی جگہ کو پوشیدہ رکھا۔ ابوالورد حجاج کا آزاد غلام بالکل حجاج کے مشابہ تھا۔ اسے دیکھتے ہی شبیب نے اس پر حملہ کیا اور ایک گرز سے جس کا وزن پندرہ رطل تھا اسے ہلاک کر ڈالا۔

اعین' حمام اعین کا مالک اور بکر بن وائل کا آزاد غلام بھی حجاج کے بالکل مشابہ تھا۔ شبیب نے اسے بھی قتل کر ڈالا۔

حجاج ایک چاند تارے والے پچکلیان خچر پر سوار ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا مذہب بھی ایسا ہی ہے اور پھر ابو کعب سے کہا کہ اپنا جھنڈا آگے بڑھاؤ۔ میں ابو عقیل کا بیٹا ہوں۔

شبیب نے خالد بن عتاب پر حملہ کیا اور رجتہ تک اسے پیچھے ہٹا دیا۔

خارجیوں نے مطر بن ناجیۃ پر حملہ کیا اور پیچھے ہٹا دیا۔ اس وقت حجاج خچر پر سے اتر پڑا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اتر پڑیں۔ چنانچہ سب اترے۔ حجاج ایک کمبل پر بیٹھ گیا۔ حجاج کے ہمراہ عنبسہ بن سعید بھی تھا۔

مصقلہ خارجی اور شبیب خارجی میں اختلاف:

یہ لوگ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ مصقلہ بن مہلل الضبی نے شبیب کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور پوچھا کہ بتاؤ صالح بن مسرح کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے اور تم اس کے متعلق کیا کہو گے۔ شبیب نے کہا کہ بھلا یہ موقع اس قسم کے سوال کا ہے کہ خونریز جنگ ہو رہی ہے اور حجاج سامنے بیٹھا ہوا ہے۔

پھر شبیب نے کہا کہ میں صالح سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ مصقد نے کہا کہ اللہ کو تجھ سے کوئی علاقہ نہیں۔ تمام خارجی شبیب کو چھوڑ کر چلتے ہوئے۔ البتہ چالیس آدمی باقی رہ گئے جو کہ کٹے خارجی اور سب سے بہادر لوگ تھے۔ باقی تمام خارجی دارالرزق کی طرف پسپا ہو گئے۔

غزالہ زوجہ شبیب کے سر کی تدفین:

اس پر حجاج نے کہا کہ اب خارجی متفرق ہو گئے ہیں اور خالد کو بذریعہ قاصد اس کی اطلاع کر دی۔ خالد نے ان پر حملہ کیا' غزالہ ماری گئی۔ ایک شہسوار اس کا سر لے کر حجاج کی طرف چلا۔ شبیب نے اس سر کو شناخت کر لیا اور علوان کو حکم دیا کہ مزاحمت کرے۔ علوان نے اس شخص پر حملہ کر کے اسے تہ تیغ کر ڈالا' اور وہ سر لا کر شبیب کے حوالے کر دیا' اسے غسل دیا گیا اور سپرد خاک کر دیا گیا۔ شبیب نے اس سر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ تمہاری قریب کی عزیز تھی۔

خوارج کی پسپائی:

خارجی ترتیب سے پسپا ہو گئے۔ خالد نے حجاج کے پاس آ کر اسے خارجیوں کی پسپائی کی اطلاع دی۔ حجاج نے اسے شبیب پر حملہ کرنے کا حکم دیا' اور خالد خارجیوں پر حملہ آور ہوا۔ آٹھ شخصوں نے جس میں قعنب۔ بطین۔ علوان' عیسیٰ۔ مہذب۔ ابن عویمر اور

سنان تھے خالد کا پیچھا کیا اور اسے رحبہ تک دباتے ہوئے لے گئے۔

خوط بن عمیر السد وسی کی رہائی:

جس جگہ شبیب کھڑا تھا وہیں خوط بن عمیر السد وسی اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ شبیب نے اس سے کہا اے خوط! اللہ ہی کو تمام حکومت سزاوار ہے۔ خوط نے کہا۔ بے شک اللہ ہی کو حکومت سزاوار ہے۔ اس پر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ خوط تم میں سے ہے مگر یہ ڈرتا تھا۔ اس وجہ سے اس نے اب تک اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا۔ شبیب نے خوط کو آزاد کر دیا۔

عمیر بن القعقاع کا قتل:

عمیر بن القعقاع بھی پیش کیا گیا۔ شبیب نے اس سے بھی کہا کہ حکومت صرف اللہ ہی کو سزاوار ہے مگر عمیر اس کے مطلب کو نہیں سمجھا اور اس نے کہا۔ اللہ کی راہ میں میری جوانی قربان ہے۔ شبیب نے مکرر کہا کہ حکومت اللہ ہی کو سزاوار ہے۔ تاکہ اسے چھوڑ دے' مگر اب بھی عمیر نہ سمجھا۔ اس پر شبیب نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

شبیب کا بھائی مصاد بھی اس جنگ میں کام آیا۔

شبیب خارجی کی مراجعت دارالرزق:

شبیب ان لوگوں کا جو خالد کے تعاقب میں گئے تھے انتظار کرنے لگا' مگر انھیں آنے میں دیر ہوگئی۔ شبیب اونگھ گیا اور حبیب بن خدوہ نے اسے بیدار کیا۔ اب حجاج کی فوج کی یہ حالت تھی کہ مارے خوف کے شبیب پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ شبیب دار الرزق چلا گیا۔ یہاں آ کر اس نے ان لوگوں کے مال واسباب کو جمع کیا جو اس معرکہ میں مارے گئے۔

وہ آٹھوں آدمی جو خالد کے تعاقب میں گئے تھے وہ پھر اس جگہ واپس آئے جہاں کہ شبیب پہلے کھڑا ہوا تھا۔ جب یہاں آ کر دیکھا کہ شبیب نہیں ہے انھیں خیال پیدا ہوا کہ دشمنوں نے شبیب کو قتل کر ڈالا۔

خالد بن عتاب اور مطر کا خوارج کا تعاقب:

خالد اور مطر دونوں حجاج کے پاس واپس چلے آئے حجاج نے ان دونوں کو حکم دیا کہ اس آٹھ شخصوں کی جماعت کا تعاقب کرو۔ اب یہ دونوں تو ان آٹھوں کے تعاقب میں چلے اور وہ آٹھوں شخص شبیب کے پیچھے روانہ ہوئے۔ غرض یہ کہ اس طرح دونوں فریقوں نے مدائن کے پل کو عبور کیا۔ یہاں ایک گڈھی تھا' یہ آٹھوں خارجی اس میں داخل ہو گئے۔ خالد ان کے پیچھے ہی لگا ہوا تھا اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

خالد بن عتاب کی دلیری:

خارجی اس گڑھی سے بھی نکل کر بھاگے اور تقریباً دو فرسخ تک بھاگتے چلے گئے اور جاتے جاتے دریائے دجلہ میں اپنے گھوڑوں سمیت کود پڑے۔ ان کے ساتھ ہی خالد بھی مع اپنے گھوڑے کے دریا میں کود پڑا۔ اور گھوڑا لے کر پار نکل گیا اس کا جھنڈا اس کے ہاتھ میں تھا۔

شبیب نے اس بہادری اور جرات کو دیکھ کر کہا خدا اس شہسوار اور اس کے گھوڑے کو ہلاک کر دے یہ بہادر ترین شخص ہے اور تمام روئے زمین میں اس کا گھوڑا بھی سب سے زیادہ طاقتور گھوڑا ہے۔ لوگوں نے شبیب سے کہا کہ یہ ہی تو خالد بن عتاب ہے اس پر

شبیب نے کہا ہاں شجاعت تو اس کی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ بخدا اگر میں پہلے سے اسے جانتا تو میں بھی اس کے پیچھے کود پڑتا چاہے وہ آگ ہی میں کیوں نہ جاتا۔

جب شبیب کو شکست ہوئی حجاج کوفے میں داخل ہوا‘ اور منبر پر چڑھ کر کہنے لگا کہ شبیب کو اس سے پہلے ایسی جنگ سے سابقہ نہیں پڑا تھا۔ خدا کی قسم ہے کہ اس نے تو راہ فرار اختیار کی اور اپنی بیوی کو مردہ چھوڑ کر چلا گیا۔

حبیب بن عبدالرحمٰن کو تعاقب کا حکم:

اس کے بعد حجاج نے حبیب بن عبدالرحمٰن الحکمی کو تین ہزار شامیوں کے ہمراہ شبیب کے تعاقب میں روانہ کیا اور حبیب سے کہہ دیا کہ اس کے شبخوں سے بچتے رہنا اور جہاں کہیں تمہاری اس سے مڈبھیڑ ہو جائے فوراً اس پر حملہ کر دینا۔ اس لئے کہا اللہ تعالیٰ نے اب جوش و خروش کو ٹھنڈا کر دیا ہے اور ان کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں۔

حبیب بن عبدالرحمٰن شبیب کے تعاقب میں روانہ ہو کر انبار پہنچا۔

شبیب کے ساتھیوں کو امان کی پیشکش:

حجاج نے ایک یہ بھی چال چلی کہ اپنے تمام عاملوں کو ہدایت کر دی کہ تم چپکے چپکے شبیب کے ساتھیوں کو یہ پیام پہنچاؤ کہ جو شخص اس کا ساتھ چھوڑ کر حجاج کی طرف آ جائے گا اسے امان دی جائے گی۔ افسوں کارگر ہوا اور بہت سے لوگ شبیب کو چھوڑ کر حجاج کی طرف آ گئے۔ شبیب کو معلوم ہوا کہ حبیب انبار میں مقیم ہے‘ یہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حبیب کی طرف روانہ ہوا اور جب اس کے پڑاؤ کے قریب پہنچا تو خود بھی ٹھہر گیا اور خارجیوں کو نماز مغرب پڑھائی۔

شبیب خارجی کا حبیب پر شبخوں:

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جب اس رات کو شبیب آیا ہے میں شامیوں کے ہی ساتھ تھا اور پھر اس نے ہم پر شبخوں مارا جب بالکل شام ہو گئی تو حبیب بن عبدالرحمٰن نے ہم سب کو جمع کر کے چار دستوں پر تقسیم کیا اور ہر دستے کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سمت کی نگرانی رکھو‘ اس لئے کہ اگر ایک دستہ جنگ میں مصروف ہو جائے تو دوسرا دستہ اس کی امداد کرے‘ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ خارجی ہم سے بالکل قریب پڑے ہوئے ہیں ذرا اپنے آپ کو مطمئن اور ثابت قدم رکھنا کیونکہ آج رات میں تم پر ضرور شبخوں مارا جائے گا۔

شبیب خارجی کا حبیب کی سپاہ پر حملہ:

بہرحال ہم تو پوری طرح تیار ہی تھے اور برابر دیکھ بھال کرتے رہے کہ شبیب نے آ کر حملہ کیا۔ سب سے پہلے اس نے اس دستہ فوج پر حملہ کیا جو عثمان بن سعید العذری کے ماتحت تھا۔ بہت دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی مگر کسی شخص کے قدم کو جنبش تک نہیں ہوئی سب اپنی اپنی جگہ جمے رہے۔ خارجی مجبور ہو کر اس دستہ سے ہٹ گئے۔ اب انھوں نے اس دستہ پر حملہ کیا جو سعید بن مجالد العامری کے تحت تھا‘ ان سے بھی خوب مقابلہ ہوا مگر کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ٹلا۔ خارجیوں نے انھیں بھی چھوڑا اور اس دستے پر بڑھے جو نعمان سعد الحمیری کے ماتحت تھا‘ مگر اس کا بھی کچھ نہ بگاڑ سکے۔

اس کے بعد چوتھے دستے پر جو قیصر الخثعمی کے ماتحت تھا حملہ آور ہوئے اور بہت دیر تک جنگ ہوتی رہی مگر یہاں بھی کچھ نہ کر سکے۔ اس کے بعد خارجیوں نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر لیا اور حملہ شروع کیا۔ اب تین پہر رات گزر چکی تھی اور خارجی برابر ہم

سے لڑ رہے تھے۔ ہم نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ہمیں نہ چھوڑیں گے۔ پھر بہت دیر تک پیدل لڑتے رہے یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے ہاتھ شل ہو گئے کہ اٹھ نہیں سکتے تھے۔ آنکھیں گرد و غبار سے خیرہ ہو گئی تھیں۔ بہت سے لوگ مارے جا چکے تھے۔ ہم نے ان کے تیس آدمی مارے۔ اور انھوں نے ہمارے تقریباً سو آدمی ہلاک کئے۔

شبیب خارجی کی مراجعت:

حالانکہ ان کی تعداد سو تھی اور اگر وہ کبھی اس سے زیادہ ہوتے تو بخدا وہ ہم سب کو ضرور ہلاک کر ڈالتے مگر پھر بھی باوجود اس قلت تعداد کے اس وقت تک انھوں نے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا جب تک کہ ہم نے انھیں اور انھوں نے ہمیں پورا پورا مزہ نہ چکھا دیا۔ میں نے خود دیکھا کہ ہم میں کا ایک شخص ان کے کسی شخص پر تلوار سے وار کرنا چاہتا تھا مگر ضعف اور تھکن کی وجہ سے دشمن پر اس کے وار کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ ہم میں سے ایک اور شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ بیٹھ کر لڑ رہا ہے اپنی تلوار ادھر ادھر پھراتا ہے مگر اس قدر تھک کر چور ہو گیا تھا کہ کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔

جب خارجی ہم سے مایوس ہو گئے تو شبیب گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اپنے ان ساتھیوں کو بھی سوار ہونے کا حکم دیا جو گھوڑوں سے اتر پڑے تھے' اور جب اچھی طرح گھوڑوں کی پشتوں پر جم گئے ہم سے پلٹ کر چلتے ہوئے۔

فروہ بن لقیط کہتا ہے کہ جب ہم اہل کوفہ سے پلٹ کر واپس چلے تو ہم بہت تھک گئے تھے۔ ہمارے زخم یوں ہی کھلے ہوئے بغیر مرہم پٹی کے تھے' اس وقت شبیب نے ہم سے کہا کہ اگر ہم نے دنیا کی خاطر یہ مصیبت مول لی ہوتی تو یہ زخم اور تکالیف نہایت ہی تکلیف دِہ ہوتیں مگر چونکہ یہ بوجہ اللہ اختیار کی گئی ہیں اس لئے ان کا برداشت کرنا نہایت ہی سہل ہو رہا ہے۔ اس پر اس کے تمام ہمراہیوں نے کہا' امیر المومنین آپ بالکل سچ فرماتے ہیں۔

شبیب خارجی اور سوید خارجی کی گفتگو:

مجھے اب تک یاد ہے کہ شبیب' سوید بن سلیم کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے کل دو شخصوں کو قتل کیا ہے ان میں ایک تو بڑا بہادر اور دوسرا نہایت ہی بزدل تھا۔

شب گزشتہ میں دیکھ بھال کرنے کے لئے نکلا۔ تین شخص مجھے ملے جو ایک گاؤں میں اپنی ضروریات خریدنے چلے گئے۔ ایک شخص اپنی مایحتاج خرید کر اپنے ساتھیوں کی طرف روانہ ہوا۔ میں بھی اس کے ساتھ چلا۔ اس شخص نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے چارہ وغیرہ نہیں خریدا۔ میں نے جواب دیا کہ میرے اور ساتھیوں نے میرے لئے بھی خرید لیا ہے۔ پھر اس نے اس سے پوچھا کہ تمھیں معلوم ہے کہ ہمارے دشمن کا پڑاؤ کہاں ہے؟ اس نے کہا ہاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ہم سے قریب ہی فروکش ہوئے ہیں اور بخدا میں چاہتا ہوں کہ کاش شبیب سے میرا مقابلہ ہو جاتا۔ میں نے کہا واقعی تم ایسا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا ہاں بے شک میں نے کہا اچھا تو تیار ہو جاؤ۔ خدا کی قسم میں ہی شبیب ہوں' اور یہ کہتے ہی میں نے اپنی تلوار کھینچ لی۔ اس کے ساتھ ہی وہ شخص گر پڑا اور فوراً مر گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ لعنت ہے تجھ پر اٹھ۔ میں آگے بڑھا کہ دیکھوں تو سہی کیا ہوا۔ دیکھتا ہوں کہ روح جسم عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ میں یہاں سے واپس ہوا۔ ایک دوسرے شخص سے مڈبھیڑ ہوئی جو گاؤں سے واپس آ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا' یہ وقت تو لشکر گاہ میں واپس چلے جانے کا ہے تم اس وقت کہاں جاتے ہو۔ میں نے اس سے بات نہیں کی بلکہ گذرا چلا گیا میرا گھوڑا مجھے

اڑائے ہوئے لے جا رہا تھا۔ اس شخص نے میرا پیچھا کیا اور مجھے آ لیا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ آخر بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم تو ہمارے دشمنوں میں سے ہے۔

میں نے کہا ہاں صحیح ہے۔ اس پر اس نے کہا مجھے بھی خدا کی قسم ہے۔ آگے نہ بڑھنا تا آنکہ تو مجھے قتل کر ڈالے یا میں تجھے قتل کر ڈالوں۔ میں نے اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ ایک گھنٹہ تک ہم دونوں تلوار چلاتے رہے' اور حقیقت یہ ہے کہ میں نہ تو بہادری میں اور نہ جرات میں اس سے کسی طرح زیادہ رہا۔ البتہ چونکہ میری تلوار اس کی تلوار کے مقابلے میں زیادہ تیز تھی اس لئے میں نے اسے قتل کر ڈالا۔

شبیب خارجی کا کرمان میں قیام:

ہم یہاں سے روانہ ہو کر دجلہ کو عبور کرتے ہوئے علاقہ جوخی میں پہنچے۔ یہاں سے ہم نے دوبارہ واسط کے قریب دجلہ کو عبور کیا اور پھر اہواز کی سمت ہو لئے اور فارس ہوتے ہوئے کرمان کے پہاڑوں میں چلے آئے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں شبیب ہلاک ہوا۔ اور دوسروں کے بیان کے مطابق ۷۸ھ میں شبیب کی ہلاکت واقع ہوئی۔

سفیان بن الابرد کو شبیب کے تعاقب کا حکم:

ابو یزید السکسکی بیان کرتا ہے کہ جب ہمیں حجاج نے شبیب کی طرف پلٹ کر جانے کا حکم دیا تو بہت کچھ انعام و اکرام تقسیم کیا اور جس قدر لوگ زخمی ہوئے تھے یا جنھوں نے داد شجاعت دی تھی۔ ان سب کو انعام دیا۔ پھر سفیان بن الابرد کو حکم دیا کہ تم شبیب کے تعاقب میں جاؤ۔ سفیان نے روانگی کی تیاری شروع کی۔ حبیب بن عبدالرحمٰن الحکمی کو یہ بات ناگوار گذری اور اس نے حجاج سے شکایتاً کہا کہ میں نے تو شبیب کو شکست دی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا اور آپ اب سفیان کو اس کے تعاقب میں روانہ فرما رہے ہیں۔

سفیان دو ماہ کے بعد اس مہم پر روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شبیب کرمان ہی میں مقیم رہا اور جب اس کے ساتھی ٹھیک ٹھاک ہو گئے ان کے زخم مندمل ہو گئے اور پھر ان میں جنگ کی قوت پیدا ہو گئی تو شبیب مع اپنے ساتھیوں کے پھر اس جانب پلٹا اور اہواز کے نیچے دریائے دجیل کے پل پر سفیان اس کے سامنے آ گیا۔

حجاج نے حکم ابن ایوب بن حکم بن ابی عقیل اپنے داماد کو جو بصرہ کا عامل تھا خط کے ذریعہ یہ ہدایت کر دی تھی کہ بصرہ والوں میں سے کسی شریف و بہادر شخص کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ کر دو اور جو شخص افسر ہو اسے حکم دے دینا کہ سفیان سے جا ملے اور ان کے احکام کی تعمیل کرے۔

حکم بن زیاد بن عمرو العتکی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ مگر قبل اس کے کہ زیاد سفیان کے پاس پہنچے' دریائے دجیل کے پل پر شبیب اور سفیان کا آمنا سامنا ہو چکا تھا۔ شبیب پل کو عبور کر کے سفیان کی جانب چلا آیا۔ یہاں آ کر دیکھا کہ سفیان اور لوگوں کے ساتھ گھوڑے سے اتر کر کھڑا ہوا ہے۔

سفیان کی صف بندی:

سفیان نے محاصر بن صفی العذری کو رسالے کا افسر مقرر کر کے میدانِ جنگ میں روانہ کیا۔ اپنے میمنہ پر بشر بن حسان الفہری

کو اور میسرہ پر عمر بن ہبیرۃ الفزاری کو سردار مقرر کیا تھا۔
شبیب نے اپنی فوج کو تین دستوں پر منقسم کر دیا تھا۔ ایک دستہ سوید کے ماتحت' ایک قعنب المحلمی کے ماتحت اور ایک خود اس کے ماتحت تھا اور محلل بن وائل الیشکری کو لشکر گاہ میں چھوڑ آیا تھا۔ 40

شبیب خارجی کا حملہ:

جب سوید نے شبیب کے میمنہ سے سفیان کے میسرہ پر اور قعنب نے شبیب کے میسرہ سے سفیان کے میمنہ پر حملہ کیا تو خود شبیب سفیان پر حملہ آور ہوا۔ بہت دن چڑھے تک ہم دونوں فریق لڑتے رہے۔ آخر کار خارجی اس مقام کی طرف واپس چلے گئے جہاں کہ پہلے ایستادہ تھے اور پھر ہم پر شبیب اور اس کے ساتھیوں نے تیس سے زیادہ حملے کیے مگر ہم میں سے کسی شخص کے پاؤں اپنی صف سے نہیں اُکھڑے۔ سفیان نے ہم سے کہا کہ علیحدہ علیحدہ نہ ہونا۔ بلکہ ساری فوج کو ایک ہی مرتبہ خارجیوں پر ٹوٹ پڑنا چاہیے۔

چنانچہ ہم عرصے تک اسی طرح نیزوں اور تلواروں سے لڑتے بھڑتے رہے مگر پھر ہم نے خارجیوں کو پل تک پیچھے ہٹا دیا۔

جب شبیب پل تک پہنچا تو گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کے ساتھ تقریباً سو آدمی اور بھی اتر پڑے ہم نے شام تک ان سے نہایت ہی شدید جنگ کی اب تک ایسی لڑائی نہیں لڑی گئی تھی۔ اور واقعہ یہ ہے کہ خارجیوں نے بھی ایسی سخت نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی کہ اس سے پہلے ہمیں سابقہ نہیں پڑا۔

سفیان نے جب دیکھا کہ کسی طرح ان پر میرا بس نہیں چلتا اور اس کے ساتھ وہ خارجیوں کی فتح کے امکان سے بھی بے خوف نہ تھا' اس نے قادر اندازوں کو سرِ شام خارجیوں پر تیر اندازی کا حکم دیا۔

خوارج پر تیر اندازی:

نصف النہار سے دونوں فریق گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ تیر اندازوں نے شام کے وقت ان پر تیر برسائے۔ سفیان نے تیر اندازوں کو ذرا علیحدہ ایک صف میں کھڑا کر دیا تھا۔ اور ایک شخص کو ان پر سردار مقرر کر دیا تھا۔

جب یہ تیر انداز کچھ دیر خارجیوں پر تیر برساتے رہے خارجیوں نے ان پر حملہ کیا۔ یہ دیکھتے ہی ہم نے بھی خارجیوں پر حملہ کیا اور اس طرح ہم نے خارجیوں کو تیر اندازوں کے قریب پہنچنے سے روک دیا۔

جب تھوڑی دیر اسی طرح ان پر تیر اندازی کی گئی۔ شبیب اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انہوں نے ہمارے تیر اندازوں پر ایسا شدید حملہ کیا کہ تیس سے زیادہ آدمی ہلاک کر ڈالے۔

خوارج کی مراجعت کوفہ:

اس کے بعد شبیب نے اپنے سواروں کے ساتھ ہمارا رخ کیا اور جب ہماری طرف شبیب آیا ہم نے نیزوں سے اس کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ ظلمت کا پردہ ہمارے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا اور شبیب ہمیں چھوڑ کر پلٹ گیا۔

اس پر ابو سفیان نے اپنی فوج سے کہا کہ ان کا تعاقب نہ کرو بلکہ جانے دو۔ صبح ہوتے ہی ہم ان پر حملہ کریں گے۔

چنانچہ ہم سب لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہے اور خارجیوں کے تعاقب میں نہیں گئے کیونکہ ہم تو خدا سے چاہتے تھے کہ خارجی واپس چلے جائیں۔

فروہ بن لقیط کا بیان:

فروہ بن لقیط راوی ہے کہ جب ہم پل کے قریب پہنچے شبیب نے ہم سے کہا کہ اے معشر مسلمین اس وقت تو پل کے پار آ جاؤ اور کل صبح تڑکے ہی ہم دشمن پر حملہ کریں گے۔

ہم سب کے سب شبیب کے آگے تھے اور اس طرح ہم نے پل کو عبور کیا۔ البتہ شبیب پچھلے لوگوں کے ساتھ تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار پل سے گذر رہا تھا کہ ایک گھوڑی سامنے آ گئی۔ شبیب کے گھوڑے نے اس پر جست کی۔ گھوڑی بھڑکی شبیب کے گھوڑے کا سم پل کی کشتی سے باہر نکل گیا۔ شبیب دریا میں گر پڑا۔ اور اس وقت اس نے یہ آیت پڑھی:

﴿ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ﴾

''اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کو پورا کر کے چھوڑے گا جس کے لیے کیے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے''۔

شبیب نے پانی میں غوطہ کھایا اور پھر ابھرا' اس وقت اس نے کہا:

﴿ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴾

''یہ غالب اور جاننے والے کا فیصلہ تھا''۔

شبیب خارجی کی ہلاکت کی وجہ:

شبیب خارجی کی ہلاکت کا واقعہ جو مذکور ہوا دو راویوں نے بیان کیا ہے ایک تو ابو یزید السکسکی نے جو شامیوں کے خلاف نبرد آزما تھا دوسرے فروہ بن لقیط نے جو شبیب کے تمام معرکوں میں اس کے شریک حال رہا ہے مگر خود شبیب کے قبیلہ بنی مرہ بن ہمام کے ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ خود اس کے خاندان والوں کی ایک جماعت شبیب کے ہمراہ تھی جو اس کے ساتھ اس کے دشمنوں سے نبرد آزما تھی۔ اگر چہ یہ لوگ اس کے عقائد پر نہ تھے۔ شبیب نے ان لوگوں کے اکثر خاندان والوں اور عزیز و اقربا کو تہ تیغ کیا تھا' اس سے ان کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا تھا اور ان کے سینوں میں کینہ کی آگ مشتعل تھی۔

مقاتل تیمی:

بنی تیم بن شیبان کا ایک شخص مقاتل نامی تھا۔ جب شبیب نے اسی قبیلے کے بہت سے افراد کو قتل کر ڈالا تو اس شخص نے شبیب کے قبیلہ بنی مرہ بن ہمام پر غارت گری کی اور اس قبیلے کے کچھ لوگ قتل کر ڈالے۔ اس پر شبیب نے اس سے سوال کیا کہ تم نے بغیر میری اجازت کے کیوں ان لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

اس شخص نے جواب دیا کہ خدا امیر کو نیک ہدایت دے' آپ نے جو میرے خاندان میں کافر تھے انھیں قتل کیا اور اسی طرح میں نے آپ کے خاندان میں جو لوگ کافر تھے انھیں قتل کر ڈالا۔

شبیب خارجی اور مقاتل کی گفتگو:

شبیب نے اس پر سوال کیا کہ اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ آپ میرے حاکم ہیں کہ بغیر میرے آپ ایسی اہم باتوں کا خود تصفیہ فرما لیتے ہیں۔

مقاتل نے جواب دیا: آپ ہی بتایئے کہ کیا یہ ہمارا مذہب نہیں ہے کہ جو شخص ہمارے عقائد کے خلاف عقیدہ رکھنے والا ہو

چاہیے وہ اپنا ہو یا غیر اسے قتل کر ڈالنا چاہیے۔شبیب نے کہا ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔

مقاتل نے کہا تو پھر جو کچھ میں نے کیا وہ جائز تھا اور بخدا اے امیر المومنین جس قدر اشخاص آپ نے میرے قبیلے کے قتل کیے ہیں اس کے دسویں حصہ کے برابر بھی میں نے آپ کے قبیلے والوں کو قتل نہیں کیا۔اور آپ کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ کفار کے قتل کیے جانے پر اندوہ وملال کریں۔

شبیب نے کہا: نہیں مجھے ہرگز اس کا رنج نہیں۔

شبیب خارجی کی غرقابی:

شبیب کے ہمراہ اور بھی بہت سے لوگ ایسے تھے کہ شبیب نے ان کے خاندان والوں کو قتل کیا تھا۔لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس موقع پر شبیب سب سے پیچھے رہ گیا تو ان لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ہم اسی وقت پل کو توڑ ڈالیں۔اور فوراً ہی اپنا بدلہ لے لیں گے۔چنانچہ انہوں نے اسی تجویز پر عمل کیا۔پل کو توڑ ڈالا۔کشتیاں ایک طرف جھک گئیں۔اس کی وجہ سے گھوڑا پریشان ہو کر بھڑکا اور پانی میں گر کے غرق ہو گیا۔یہ بیان قبیلہ مرہ بن ہمام کے اس شخص کا اور شبیب کے اور دوسرے اہل قبیلہ کا ہے۔مگر عامۃ الناس اس کی روایت اس کے ہلاک ہونے کے بارے میں وہ ہے جو پہلے مذکور ہوئی۔

ابو یزید السکسکی کہتا ہے کہ ہم واپسی کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ پل کا محافظ آیا اور اس نے پوچھا کہ تمہارے افسر اعلیٰ کہاں ہیں۔ہم نے بتا دیا کہ وہ ہیں۔یہ ان کے پاس پہنچا اور بیان کیا کہ خارجیوں کا ایک شخص دریا میں گر پڑا اور اس پر تمام خارجیوں میں شور مچ گیا کہ امیر المومنین غرق ہو گئے اور اس کے بعد خارجی یہاں سے چلے گئے اپنے لشکر گاہ کو بھی چھوڑ گئے۔اور اب اس میں ایک بھی متنفس باقی نہیں ہے۔

خوارج کا فرار:

سفیان نے اس خبر کو سن کر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ہم لوگوں نے بھی ان کی شرکت کی اور پھر وہاں سے چل کر پل پر آئے۔محاصر بن صیفی کو حکم دیا کہ تم خارجیوں کے لشکر گاہ کو جا کر دیکھو۔محاصر پل کو طے کر کے وہاں پہنچے اور جب دیکھا کہ وہاں چڑیا تک نہیں وہیں فروکش ہو گئے۔یہ فرودگاہ باعتبار اپنی ترتیب اور قرینہ کے اکثر فوجی قیام گاہوں بہتر تھی۔

شبیب خارجی کا دل:

صبح کو ہم نے شبیب کی تلاش شروع کی اور اسے دریا سے نکال لیا۔شبیب کے جسم پر زرہ تھی۔لوگ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ اس کا پیٹ شق ہو گیا تھا اور اس کا دل نکال کر دیکھا گیا تو وہ پتھر کی طرح نہایت ہی سخت اور ٹھوس تھا۔جب زمین پر مارتے تھے تو سختی کی وجہ سے گیند کی طرح انسان کے قد کے برابر اچھل جاتا تھا۔اس پر ابو سفیان نے کہا کہ اس خدائے پاک کا شکر ادا کرو جس نے تمہاری اعانت کی۔

پھر اس کے لشکر گاہ پر ہم نے قبضہ کر لیا۔

شبیب خارجی کی والدہ کا بیان:

جب شبیب کی ماں سے اس کی موت کی خبر بیان کی جاتی اور کہا جاتا تھا کہ شبیب قتل کر ڈالا گیا تو وہ مانتی ہی نہ تھی مگر اس مرتبہ

اس سے کہا گیا کہ شبیب غرق ہو گیا تو اسے یقین آ گیا اور کہنے لگی کہ جب شبیب پیدا ہوا تھا اسی وقت میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شہاب نار مجھ سے نکلا ہے۔ اسی وقت میں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ بغیر پانی کے نہیں بجھے گا۔

شبیب خارجی کے والدین:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے ولید بن عقبہ نے سلمان بن ربیعہ کو اہل شام کی مدد کے لیے رومیوں کے علاقے میں روانہ کیا تو شبیب کا باپ یزید بن نعیم بھی سلمان کی فوج میں شریک ہو گیا تھا۔ جب سلمان وہاں سے واپس آئے لونڈیاں ہراج کی گئیں۔ یزید بن نعیم نے ایک نہایت ہی سرخ و سفید' سرو قد' حسین و جمیل عورت کو دیکھا کہ جس پر خود بخود آنکھ پڑتی تھی۔

یزید اس عورت کو خرید لایا۔ یہ واقعہ اوائل ۲۵ھ کا ہے۔

جب اس عورت کو یزید کوفہ لے آیا اس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے انکار کیا۔ یزید نے اسے مارا بھی مگر اس کی سرکشی اور انکار اور زیادہ ہو گیا۔ جب یزید نے دیکھا کہ یہ تو کسی طرح مانتی ہی نہیں اس نے اسے قتل کر ڈالنے کا حکم دے دیا۔ اس سے اس کے ہوش و حواس ذرا بجا ہو گئے اور وہ صلاحیت پر آ گئی۔ پھر اسے اپنے پاس بلایا اور مجامعت کی۔ استقرار حمل ہوا' اور عین قربانی کے دن بروز شنبہ ماہ ذی الحجہ ۲۵ھ میں اس طرح شبیب پیدا ہوا۔ یہ لونڈی اپنے آقا سے حد درجہ محبت کرتی تھی۔ اور اس سے اکثر باتیں کیا کرتی تھی۔

ایک روز اس نے اپنے آقا سے کہا کہ آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی تھی۔ اب اگر آپ چاہیں تو میں مسلمان ہونے کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گئی اور جب شبیب پیدا ہوا تو یہ اس سے پہلے ہی مسلمان ہو چکی تھی۔

شبیب خارجی کی والدہ کا خواب:

اس نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے بدن سے ایک شہاب نکلا ہے جو بلند ہوتے ہوتے آسمان اور آسمان کے تمام کناروں تک پہنچا ہے۔ ابھی وہ شہاب اسی حالت میں تھا کہ یکا یک وہ ایک دریائے ذخار میں گر پڑا اور بجھ گیا' اور شبیب اس روز پیدا ہوا تھا۔ جس دن مسلمان قربانی کرتے ہیں اور اسی طرح خون بہاتے ہیں۔ اس لیے میں نے اپنے خواب کی تعبیر یہ لی کہ یہ میرا لڑکا ایک دن ایسا ہو گا' کہ بہت سا خون اس کے ہاتھوں بہے گا اور اس کے اقبال اور نصیبہ میں بہت جلد غیر معمولی ترقی ہو گی۔

اس کا باپ اسے اور اس کی ماں کو اپنے ساتھ اپنے قبیلے کے علاقے میں لے جایا کرتا تھا اور ایک چشمہ آب لقف نامی تھا وہاں یہ خاندان قیام کرتا تھا۔

شامی فوج کا عہد:

اہل شام کی اس فوج کے سپاہی جو شبیب کے مقابلے پر آئے تھے' اپنے ساتھ ایک وزنی پتھر بھی اٹھا لائے اور کہنے لگے کہ ہم ہرگز شبیب کے مقابلے سے راہ فرار نہیں اختیار کریں گے تاوقتیکہ یہ پتھر بھاگ نہ جائے۔ شبیب کو بھی ان کے اس دعوے کی اطلاع پہنچی۔ اس نے ارادہ کیا کہ ان سے ایک چال چلے۔ چار گھوڑے منگوائے ہر گھوڑے کی دم میں دو دو ڈھالیں بندھوائیں اور اپنے ساتھیوں میں آٹھ شخصوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔

شبیب خارجی کی جنگی چال:

شبیب کے ہمراہ اس کا غلام حیان بھی تھا۔ شبیب نے اسے حکم دیا کہ پانی کی ایک چھاگل بھی ساتھ لے لو اور پھر لشکر گاہ کی ایک سمت نکل آیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی حکم دیا کہ تم اس لشکر گاہ سے ادھر ادھر ہو جاؤ۔ دو شخص ایک ایک گھوڑا لے لیں اور اسے لوہے کے ہتھیار سے رگڑیں۔ جب لوہے کی گرمی گھوڑوں کو محسوس ہونے لگے اسے دشمن کے لشکر گاہ میں چھوڑ دیں۔

لشکر گاہ کے قریب ہی ایک ٹیلہ تھا۔ اپنے ساتھیوں کو شبیب نے حکم دیا تھا کہ جو شخص تم میں سے بھاگ کر آ سکے وہ اس ٹیلے پر آ جائے۔

شامی فوج میں افراتفری:

مگر اس کے ساتھی اس حکم کی تعمیل کرنے سے ہچکچائے' یہ دیکھ کر خود شبیب گھوڑے سے اتر پڑا اور خود اس نے وہی کیا جس کے کرنے کا اس نے دوسروں کو حکم دیا تھا۔ گھوڑے دشمن کے لشکر گاہ میں گھس پڑے۔ شبیب بھی ان کی باگوں کو تھامے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ للکار رہا۔ دشمن پر اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ ایک دوسرے پر گرنے لگے' اس پر اس کے افسر اعلیٰ حبیب بن عبدالرحمٰن الحکمی نے ان سے للکار کر کہا کہ محض ایک دھوکا ہے جو تمہارے ساتھ کیا گیا ہے۔ زمین پر بیٹھ جاؤ اور دیکھو کیا ہوتا ہے چنانچہ سب کے سب زمین پر بیٹھ گئے۔

غلام حیان کا شبیب کو قتل کرنے کا ارادہ اور ناکامی:

جب شبیب نے دیکھا کہ ان کی گڑبڑ اور بے چینی مٹ گئی ہے اور یہ خود بھی اس وقت ان کے لشکر گاہ کے احاطہ میں تھا' یہ بھی زمین پر دبک گیا۔ گرزوں کی مار بھی اسے پڑی تھی۔ جس کی وجہ سے یہ سست ہو گیا تھا۔ جب لوگوں کی گڑبڑ مٹ گئی اور وہ اپنے اپنے مقامات میں واپس چلے گئے۔ شبیب ان کے بیچ میں سے گزرتا ہوا اسی ٹیلہ پر آیا۔ یہاں حیان اس کا غلام موجود تھا۔ شبیب نے حیان سے کہا کہ تو میرے سر پر پانی ڈال' اور جب شبیب نے پانی ڈالنے کے لیے اپنا سر آگے بڑھایا' حیان کا ارادہ ہوا کہ اسے قتل کر ڈالے اور اپنے دل میں اس نے سوچا کہ اگر میں نے اسے قتل کر ڈالا تو اس سے بڑھ کر میری عزت اور شہرت کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا' اور میرا یہ فعل حجاج کے نزدیک بھی نہایت مستحسن ہوگا گویا مجھے پروانہ امان اس طرح حاصل ہو جائے گا۔ مگر جب اس نے شبیب کے قتل کا ارادہ کیا وہ کانپنے لگا اور جب چھاگل سے پانی ڈالنے میں دیر ہوگئی تو شبیب نے اس کی وجہ دریافت کی اور پھر اپنے جوتے میں سے چھری نکال کر اسے دی۔ حیان نے چھری سے اس پانی کی چھاگل کو قطع کیا اور پانی اس کے سر پر بہا دیا اور پھر وہ چھری شبیب کو دے دی۔

حیان کہا کرتا تھا کہ ''میری بزدلی اور رعشہ نے مجھے اس کے قتل کرنے سے باز رکھا''۔ پھر شبیب اپنے لشکر گاہ میں اپنے ساتھیوں سے آ ملا۔

باب ۸
مطرف بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

آل مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے اعزازات:
اسی سال مطرف بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حجاج سے بگڑ کر بغاوت کی۔ عبدالملک کی اطاعت چھوڑ دی' اور کوہستانی علاقے میں جا کر پناہ لی۔ اس کے بعد قتل کیا گیا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے علاوہ اپنے باپ کی عزت و ناموری کے خود باعتبار اپنی ذاتی وجاہت اور شخصیت کے اپنے خاندان میں ایک خاص منزلت اور عزت کے مرتبے پر فائز تھے۔

جب حجاج عراق آیا تو یہ لوگ اس سے ملے اور اس سے گفتگو کی تو اسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ اس کے خاندان والے بلکہ ایک ہی مورث کی اولاد ہیں۔

اس وجہ سے حجاج نے عروہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا عامل مقرر کیا اور مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کو مدائن کا اور حمزہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ہمدان کا عامل مقرر کیا۔

مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا اہل مدائن کو خطبہ:
مطرف نے مدائن پہنچ کر خطبہ پڑھا' اور حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے کہا کہ امیر حجاج نے مجھے تمہارا حاکم مقرر کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ میں راست بازی کے ساتھ حکومت کروں۔ میرا طرز عمل انصاف پر مبنی ہو۔ اگر ان ہدایات پر میں نے پوری طرح عمل کیا تو میں بہترین آدمی ہوں گا۔ اور اگر میں ان ہدایات پر عمل نہ کر سکا تو میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنے آپ کو برباد کیا اور اپنی زندگی رائگاں کی۔ میں ظہر اور عصر کے درمیان مسجد میں بیٹھا کروں گا آپ لوگ اپنی ضروریات مجھ سے بیان کیا کیجیے اور مجھے ایسی تدبیروں کا مشورہ دیجیے جس سے آپ کی اور آپ کے ملک کی بھلائی اور بہتری ہو' اور ان شاء اللہ میں اپنے حتی المقدور کبھی آپ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے سے دریغ نہیں کروں گا۔

اس خطبہ کے بعد مطرف منبر پر سے اتر آیا۔

جب مطرف مدائن آیا اس وقت مدائن میں کوفے کے اکثر شرفا اور دوسرے خاندانوں کے اکثر سربرآوردہ لوگ موجود تھے اور کچھ فوج بھی تھی مگر ان کے پاس ساز و سامان اس قدر نہ تھا کہ اگر علاقہ جوخی یا انبار میں کوئی واقعہ ہو جائے تو اس کے لیے کافی ہو سکے۔

حکیم بن الحارث کی مطرف سے گفتگو:
جب مطرف منبر سے اتر کر ایوان شاہی میں لوگوں کے پاس آ کر بیٹھا' حکیم بن الحارث الازدی جو قبیلہ ازد کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا' مطرف کی طرف بڑھا (اس کے بعد حجاج نے اسے خزانے کا افسر اعلیٰ بھی مقرر کر دیا تھا)

حکیم نے مطرف سے کہا خدا آپ کو نیک ہدایت دے جس وقت آپ نے تقریر کی تھی میں آپ سے دور تھا اور اب میں اس لیے آپ کے قریب آیا تھا کہ آپ کی تقریر کا جواب دوں مگر اسی اثنا میں آپ منبر سے اتر آئے۔ بہرحال جو کچھ آپ نے بیان کیا ہم نے اس کے مفہوم کو سمجھ لیا اور یہ کہ حجاج نے آپ سے انصاف ومساوات سے حکومت کرنے کا عہد لیا ہے۔ خدا عہد لینے والے اور عہد کرنے والے دونوں کو کامیاب کرے۔

آپ کی یہ آرزو ہے کہ آپ انصاف کریں اور حق کی اعانت کریں۔ خداوند عالم آپ کی نیت کی تکمیل میں آپ کی اعانت کرے۔

جس طرح کہ آپ کے والد ماجد کی سرشت میں تھا کہ وہ خدا اور بندگانِ خدا کی خوشنودی ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے اسی طرح آپ بھی اس مقصد کے حصول میں ان کے مشابہ ہیں۔

مطرف نے ان سے کہا کہ یہاں میرے پاس تشریف لائیے' ان کے لیے جگہ نکالی۔ حکیم مطرف کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

حصین بن یزید کہتے ہیں کہ مطرف ان تمام عاملوں میں جو مدائن آئے سب سے بہتر عامل تھے۔ مجرمین کو کو سخت ترین سزائیں دیتے تھے اور سرکاری عہدہ داروں کے ظلم کو مطلقاً روا نہیں رکھتے تھے۔

بشر بن الاجداع الہمدانی (ثم الثوری) جو شاعر بھی تھا' مطرف کے پاس آیا اور ان کی تعریف میں اشعار کہے۔ مطرف نے سن کر کہا: افسوس! تیرا مقصد یہ ہے کہ ہم فضول باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔

مطرف کی حجاج سے امداد طلبی:

جب شبیب ساتید ما سے مدائن کی طرف بڑھا۔ مطرف نے حسب ذیل خط حجاج کو لکھا:

''حمد وثنا کے بعد میں امیر کو اطلاع دیتا ہوں کہ شبیب کا رخ ہماری طرف ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری امداد کے لیے اور فوج بھیج دیجیے تا کہ میں اس فوج کی امداد سے مدائن کی حفاظت کروں کیونکہ مدائن کوفے کا پھاٹک اور اس کا قلعہ ہے''۔

اس پر حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف کو دو سو سواروں کے ساتھ اور عبداللہ بن کناز کو دو سو کے ساتھ مطرف کی امداد کے لیے مدائن بھیجا۔

شبیب نے بڑھتے بڑھتے قناطر حذیفہ پر پڑاؤ کیا' اور پھر یہاں سے اور آگے بڑھ کر مقام کلواذا آیا۔ دجلہ کو عبور کیا اور قصبہ بہرسیر میں آ کر فروکش ہو گیا۔

مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ اور شبیب خارجی:

مطرف اس شہر عتیقہ میں تھا۔ جہاں منزل کسریٰ اور قصر ابیض واقع ہیں۔ جب شبیب نے بہرسیر میں اپنا پڑاؤ کیا تو مطرف نے دریا کے پل کو توڑ ڈالا اور شبیب کے پاس قاصد بھیجا کہ آپ اپنے ساتھیوں میں سے چند معزز اور نیک لوگوں کو میرے پاس بھیج دیجیے تا کہ میں قرآن کریم سے ان سے بحث کروں اور ان عقائد پر غور کروں جس کی آپ دعوت دیتے ہیں۔

شبیب نے سوید بن سلیم' قعنب اور محلل بن وائل کو مطرف کی طرف روانہ کیا۔ جب کشتی ان کے قریب لائی گئی اور انھوں نے

اس میں اترنا چاہا۔شبیب نے حکم بھیجا کہ جب تک میرا قاصد مطرف کے پاس سے واپس جواب لے کر نہ آ جائے تم لوگ کشتی میں سوار نہ ہوں۔

شبیب نے مطرف کے پاس قاصد کے ذریعہ سے کہلا بھیجا تھا کہ جس قدر اشخاص میرے آپ کے پاس آ رہے ہیں اتنے ہی آپ میرے پاس بھیج دیجیے تاکہ جب تک کہ میرے آدمی آپ سے مل کر واپس نہ آ جائیں۔ یہ لوگ بطور یرغمال میرے پاس رہیں۔

مطرف نے قاصد سے کہا کہ تو جا اور شبیب سے کہہ دے کہ جب میں نے اپنے آدمی آپ کے پاس بھیجے تھے اس وقت کیونکر میں نے آپ پر اعتماد کر لیا تھا اور اب آپ کیوں مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔

پھر شبیب نے قاصد کو واپس کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مذہب میں دھوکہ یا وعدہ خلافی جائز نہیں مگر آپ لوگ دھوکہ دیتے ہیں اور اسے معمولی بات سمجھتے ہیں۔اس پر مطرف نے ربیع بن یزید الاسدی' سلیمان بن حذیفہ بن ہلال بن مالک المزنی اور یزید بن ابی زیاد مغیرہ کے آزاد غلام کو جو مطرف کے محافظ دستے کا سردار تھا۔شبیب کے پاس بھیج دیا۔

جب یہ لوگ شبیب کے پاس پہنچ گئے' تب شبیب نے اپنے آدمیوں کو مطرف کے پاس بھیجا۔

مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ اور سوید کی گفتگو:

ابومخنف کہتے ہیں کہ نضر بن صالح نے مجھ سے بیان کیا کہ میں مطرف بن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا مگر مجھے معلوم نہیں کہ آیا راوی نے یہ کہا کہ میں اس فوج میں تھا جو مطرف کے ہمراہ تھی یا یہ کہا کہ میں اس وقت موجود تھا کہ جب شبیب کے قاصد مطرف کے پاس آئے۔

مطرف میرے اور میرے بھائی کے عزیز دوست تھے ہم سے کسی بات کو پوشیدہ نہیں رکھتے تھے جب شبیب کے قاصدان کے پاس آئے اس وقت سوائے میرے اور میرے بھائی حلام بن صالح کے اور کوئی ان کے پاس موجود نہ تھا۔

شبیب کے قاصدوں کی تعداد چھ تھی اور ہم تین شخص تھے وہ سب کے سب تمام ہتھیاروں سے مسلح تھے اور ہمارے پاس صرف تلواریں تھیں۔

جب یہ قریب پہنچے سوید نے کہا: ''سلامتی ہو اس پر جو اپنے رب سے ڈرا اور جس نے راہ ہدایت کو پہچانا''۔

مطرف نے کہا ''بے شک'' اور پھر ان پر اللہ کی سلامتی بھیجی۔ جب یہ لوگ بیٹھ گئے مطرف نے ان سے پوچھا کہ اب فرمائیے کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور کس طرف دعوت دے رہے ہیں۔

سوید نے پہلے خدا کی حمد اور پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء کی اور یوں گویا ہوا۔جس شئے کی طرف ہم آپ کو دعوت دینا چاہتے ہیں وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ہم اپنے قوم والوں سے اس لیے عداوت رکھتے ہیں کہ وہ تمام خراج ذاتی مصارف میں خرچ کر رہے ہیں۔انھوں نے خداوند عالم کے احکام پس پشت ڈال دیئے ہیں زبردستی اپنا تسلط جما لیا ہے۔

یہ سن کر مطرف نے کہا کہ آپ جس شئے کی دعوت دے رہے ہیں وہ تو عین حق ہے اور آپ کھلم کھلا ظلم کی مخالفت کر رہے ہیں۔میں ان امور میں آپ کا پیرو ہوں۔اب میں جس چیز کی طرف آپ کو دعوت دوں آپ اس میں میری متابعت کیجیے تاکہ میری اور آپ کی کوشش کا ایک ہی مطمح نظر ہو اور میری اور آپ کی طاقت متحد ہو جائے۔

خارجیوں نے کہا کہ آپ فرمایئے آپ کیا چاہتے ہیں۔ اگر جس بات کی آپ دعوت دیں گے' وہ حق ہوگی تو ہم آپ کی دعوت کو قبول کرلیں گے۔

مطرف کی خوارج کو دعوت:

مطرف نے کہا کہ آیئے ہم آپ مل کران ظالم سرکشوں کے خلاف ان کی بدعتوں کی وجہ سے جوانھوں نے ایجاد کی ہیں جہاد کریں اور انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلائیں اور اس معاملہ کی تصفیہ مسلمانوں کے باہمی سمجھوتہ سے ہو جائے تاکہ ایک ایسے شخص کو وہ اپنا امیر بنالیں جسے وہ پسند کریں جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک مسلمانوں میں ہوا کرتا تھا اور جب عربوں کو معلوم ہوگا کہ انتخاب امیر المومنین کا مطلب یہ ہے کہ قریش میں سے کسی شخص کو منتخب کرلیا جائے وہ اس تجویز کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور ان میں سے اکثر آپ کے ساتھ ہو جائیں گے اور آپ کے دشمنوں کے خلاف آپ کی امداد کریں گے اور اس طرح آپ کی تجویز درجہ تکمیل کو پہنچ جائے گی۔

یہ سنتے ہی خارجی چراغ پا ہو گئے اور مجلس اٹھ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اس بات کو تو ہم حشر تک منظور کرنے کے لیے تیار نہیں۔

خارجی وفد کی واپسی:

یہ کہہ کر خارجی وہاں سے روانہ ہوئے اور مکان کے چبوترے سے نکلنے ہی والے تھے کہ سوید بن سلیم مطرف کی طرف مڑا' اور کہنے لگا: اے ابن المغیرہ رضی اللہ عنہ اگر میرے ساتھی دشمنی یا بدعہدی کرنے والے ہوتے تو وہ تمہیں قتل کر ڈالتے' کیونکہ تم نے تو اپنے آپ کو خود ہی ان کے حوالے کر دیا تھا۔

یہ سن کر مطرف گھبرایا اور کہنے لگا بے شک خداوند عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی قسم ہے تم ٹھیک کہتے ہو۔

خارجی شبیب کے پاس واپس آئے اور جو کچھ مطرف نے کہا تھا بیان کیا۔ شبیب کو اس سے اس بات کا اور بھی خیال پیدا ہوا کہ مطرف کو اپنا طرف دار بنایا جائے۔ اس نے ان سے کہا کہ صبح کے وقت تم میں سے ایک شخص پھر مطرف کے پاس جائے۔

سوید خارجی کی مطرف سے ملاقات:

جب صبح ہوئی شبیب نے سوید کو مطرف کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جا کر انہیں سمجھاؤ۔ سوید مطرف کے دروازے پر آیا۔ میں نے ہی اسے اندر جانے کی اجازت دی۔ جب سوید مطرف کے پاس اندر پہنچ کر بیٹھ گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے اٹھ کر چلا آؤں۔ مگر مطرف نے مجھ سے کہا کہ تم بیٹھے رہو کیونکہ تم سے کسی بات کا پردہ نہیں ہے چنانچہ میں بھی بیٹھ گیا۔ میں اس وقت بالکل نوجوان تھا۔

سوید نے مطرف سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں کہ جن سے آپ کا کوئی راز راز نہیں۔ مطرف نے کہا کہ یہ نہایت ہی شریف و نجیب شخص ہیں۔ یہ مالک بن زہیر بن جذیمہ کے صاحبزادے ہیں۔

سوید نے ان سے کہا کہ تم نے ایک اچھے شخص کی عزت افزائی کی ہے۔ اگر ان کا مذہب بھی ان کے حسب و نسب کی طرح اعلیٰ ہو تو یہ پھر کامل فرد ہیں۔

شبیب خارجی کو مطرف کا پیغام:

اس کے بعد سوید مطرف کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ جو کچھ آپ نے مجھ سے کہا تھا وہ میں نے امیر المومنین سے بیان کر دیا۔ اس پر امیر المومنین نے ہمیں حکم دیا کہ پھر اس معاملہ میں آپ سے ملاقات کریں اور کہہ دیں کہ کیا آپ اس سے ناواقف ہیں کہ مسلمان اپنے میں سے جسے چاہے جس شخص کو مناسب سمجھ کر اپنا امیر مقرر کریں وہی سب سے زیادہ مناسب بات ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد یہی طریقہ جاری رہا۔ اگر آپ اس بات کو تسلیم کریں گے تو اس کے بعد ہمیں آپ سے اس بات کے کہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم نے اپنے میں سے جو بہترین شخص تھا اور جو مصیبت کے بوجھ کو اٹھانے کی اپنے سینہ میں طاقت رکھتا تھا' اسے ہم نے اپنا امیر مقرر کر لیا ہے' جب تک کہ اس میں کوئی تغیر یا تبدیلی نہیں ہوئی اس کا ہاتھ ہماری زمام حکومت کا حامل ہے اور رہے گا۔

اور آپ نے جو مشورہ کے متعلق بیان فرمایا تھا اور کہا تھا کہ جب عربوں کو معلوم ہوگا کہ ہم کسی قریشی زادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں تو اکثر ہمارے تابع فرمان ہو جائیں گے۔ اس معاملے کے متعلق مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کو بتا دوں کہ جو لوگ حق اور راستی پر ہوتے ہیں ان کی قلت تعداد خداوند عالم کے سامنے ان کی تذلیل یا تنقیص کا باعث نہیں ہوتی اور اگر ظالموں کی تعداد زیادہ ہو تو اس سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

اگر ہم اس حق کو جس کے لیے لڑنے نکلے ہیں چھوڑ کر تمہاری دعوت اور مشورہ کو قبول کر لیں تو یہ ہماری خطا کمزوری اور ضعف ہوگا اور اس کے یہ معنی ہوں گے کہ گویا خود ہم نے ظالموں کی اعانت کے لیے راستہ صاف کر دیا کیونکہ ہمیں اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کہ تمام عربوں کے سوا قریشی ہی اس منصب امارت کے زیادہ مستحق ہیں۔

اگر آپ اپنے اس دعوے پر اصرار کریں تو ہم سوال کریں گے کہ کیوں ایسا ہونا چاہیے اگر آپ کہیں اس لیے کہ قریشیوں کو رسول اللہ ﷺ سے قرابت حاصل ہے تو اس کا جواب بھی سن لیجیے کہ پھر ایسی صورت میں جو ہمارے آباء و اجداد مہاجرین تھے انہیں یہ سزاوار نہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان کیا بلکہ ابی لہب کی اولاد پر بھی حکومت کرتے اگر چہ ان کے سوا کوئی اور باقی بھی نہ رہا ہوتا اور شاید انہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہی شخص ہے جو سب سے زیادہ خداوند عالم سے ڈرتا ہو اور حکومت کا سزاوار بھی وہی ہے جو زیادہ خدا سے ڈرنے والا سب سے افضل ہو۔ تمام سخت سے سخت ذمہ داریوں کے اٹھانے کی اس میں طاقت ہو جب تک کہ وہ مخلوقات کے امور کا سربراہ کار رہے۔

ہم نے سب سے پہلے مظالم کے خلاف آواز بلند کی۔ جور و زیادتی کو بدلا' اور ان ظالمین کی جماعت سے جنگ کی۔ اگر آپ ہمارے ساتھ ہو جاتے ہیں تو آپ ہمارے تمام فوائد و نقصانات میں برابر کے شریک رہیں گے اور ہم آپ کو مسلمان سمجھیں گے۔ ورنہ آپ بھی منجملہ ہمارے دشمنوں کے ایک دشمن تصور کیے جائیں گے اور جس طرح ہم مشرکین سے جہاد کرتے ہیں اسی طرح آپ سے بھی لڑیں گے۔

اس تقریر کو سن کر مطرف نے کہا کہ جو کچھ آپ نے بیان کیا میں اسے بخوبی سمجھ گیا ہوں۔ آج تو آپ واپس تشریف لے جائیں تاکہ ہم اس معاملہ پر غور و خوض کر لیں۔ سوید واپس چلا آیا۔

مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا ساتھیوں سے مشورہ:

مطرف نے اپنے خاص معتمد علیہ اور خیر خواہوں کو بلوایا۔ جس میں سلیمان بن حذیفۃ المزنی اور ربیع یزید الاسدی بھی تھے' نضر بن صالح کہتا ہے کہ میں اور یزید بن ابی زیاد مغیرہ کا آزاد غلام دونوں تلواریں لیے ہوئے مطرف کے سر پر کھڑے ہوئے تھے' یزید بن ابی زیاد مطرف کے دستہ کا سردار تھا۔

مطرف نے ان سربرآوردہ لوگوں سے کہا آپ لوگ میرے دوست اور بہی خواہ ہیں۔ آپ کے حسن مشورہ اور رائے پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔ بخدا! میں ان ظالموں کے افعال کو ہمیشہ سے دل ہی دل میں ناپسند کرتا رہا ہوں اور جہاں تک مجھ سے ہوسکا میں نے اپنے فعل وقول سے ان افعال کو بدلا ہے مگر جب ان کی خطائیں حد سے متجاوز ہوگئیں اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ خارجی ان سے جہاد کررہے ہیں تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ اگر مجھے ان کے خلاف مددگار مل جائیں تو مجھے ضرور ان کے خلاف جنگ کرنا چاہیے۔

میں نے خارجیوں کو دعوت دی تھی اور یہ تمام باتیں تفصیل سے ان سے کہہ دیں۔ انھوں نے بھی یہ ہی اس کے جواب میں کہا' اس لیے اب میری رائے نہیں ہے کہ ان کے خلاف جنگ کی جائے۔

اور اگر وہ ان باتوں کو جو میں نے ان کے سامنے پیش کی ہیں تسلیم کرلیں تو پھر میں عبدالملک اور حجاج کو چھوڑ دوں گا اور ان کے خلاف چڑھائی کروں گا۔

مزنی اور ابن ابی زیاد کا مدائن چھوڑنے کا مشورہ:

مزنی نے کہا کہ نہ تو خارجی آپ کے ساتھ ہوسکتے ہیں اور نہ آپ ہی ان کی اقتدا کرسکتے ہیں ان خیالات کو آپ اپنے ہی تک محدود رکھیں کسی شخص پر ظاہر نہ کریں۔ دوسرے شخص اسدی نے بھی یہی رائے دی اس پر مطرف کا آزاد غلام ابن ابی زیاد اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور عرض پرداز ہوا کہ خدا کی قسم! جو گفتگو آپ کے اور سوید کے درمیان ہوئی ہے اس کی اطلاع لفظ بہ لفظ حجاج کو پہنچے گی اور ایک بات کی دس بات کہی جائیں گی۔ اور آپ کے تمام ساتھی ہلاک کرڈالے جائیں گے' اس لیے جہاں تک ممکن ہو اس مقام سے بھاگ جانا چاہیے کیونکہ ہر طرف باشندگان مدائن پھیلے ہوئے ہیں اور شبیب کی فوج والے اس گفتگو کا جو آپ کے اور اس کے قاصد سوید کے درمیان ہوئی ہے تذکرہ کررہے ہیں رات نہ ہونے پائے گی کہ اس واقعہ کی من وعن خبر حجاج کو پہنچ جائے گی۔ اس لیے مدائن کے علاوہ کسی اور مقام کو اپنا مستقر بنائیے۔ مطرف کے دونوں ساتھیوں نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔ مطرف نے ان سے پوچھا کہ فرمائیے آپ کا طرزِ عمل اب کیا ہوگا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم ہر طرح سے آپ کے ساتھ ہیں' حجاج وغیرہ کے خلاف اپنی جانیں آپ پر سے قربان کردیں گے۔

اس کے بعد مطرف نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ آپ کے کیا ارادے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کے دشمن سے لڑوں گا۔ آپ کے ساتھ تمام شدائد پر صابر رہوں گا جب تک آپ صابر رہیں گے۔

مطرف نے اس پر کہا کہ ہاں! آپ کی جانب سے مجھے ایسا ہی ظن بھی تھا۔

مطرف کی مدائن سے روانگی:

تیسرے دن قعنب مطرف کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر ہماری پیروی کرتے ہیں تو آپ ہم سے ہیں ورنہ ہمارا آپ سے

کوئی تعلق نہیں۔

مطرف نے جواب دیا کہ اس قدر عجلت نہ کیجیے کہ ایسے اہم مسئلہ کو آج ہی آپ طے کر دیں ابھی ہم غور کر رہے ہیں۔

مطرف نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آج ہی رات سب کے سب یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور میرے ساتھ دسکرہ چلو کیونکہ وہاں ایک واقعہ پیش آ گیا ہے۔

مطرف رات کو روانہ ہوا' اس کے ساتھی بھی اس کے ہمراہ چلے اور مقام دیر یزدجرد پہنچے اور یہاں منزل کی۔

قبیصہ بن عبدالرحمٰن کی اطاعت:

یہاں قبیصہ بن عبدالرحمٰن القحافی الخثعمی سے مطرف کی ملاقات ہوئی۔ مطرف نے اس سے کہا کہ تم میرے ساتھ ہو جاؤ۔ قبیصہ نے اسے منظور کر لیا۔ مطرف نے اسے خلعت دیا گھوڑا دیا اور نقد رقم بھی عطا کی اور یہاں سے روانہ ہو کر دسکرہ آیا اور جب یہاں سے بھی کوچ کا ارادہ کیا تو اب اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ اپنے ارادے سے اپنے ساتھیوں کو مطلع کر دے۔

مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

چنانچہ اس نے تمام سر برآوردہ لوگوں کو جمع کیا اور حمد و ثناء کے بعد ان سے کہا:

''اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر جہاد اور انصاف اور احسان کرنا فرض کیا ہے اور کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾

''نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی اعانت کرو مگر گناہ اور ظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے''۔

میں خدا کو گواہ کر کے اعلان کرتا ہوں کہ میں نے عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف کا ساتھ چھوڑ دیا ہے جو صاحب میرے ساتھ رہنا چاہتے ہوں اور میرے ہم خیال ہوں وہ میرے ساتھ ہو جائیں ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کیا جائے گا اور جو صاحب اس پر آمادہ نہ ہوں انہیں آزادی ہے جہاں جی چاہے چلے جائیں کیونکہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسا شخص میرے ساتھ ہو جس کی خود نیت ظالموں کے خلاف جہاد کرنے کی نہ ہو۔

میں آپ لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ظالموں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے دعوت دیتا ہوں۔ جب ہمارے ارادے یہ ہیں ہمیں ضرور کامیابی ہوگی۔ اس وقت ہم امارت کے لیے باہم مسلمانوں میں مشاورت کریں گے اور جسے تمام مسلمان پسند کریں وہی ہمارا امیر ہوگا''۔

مطرف کے تمام ساتھیوں نے فوراً ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور وہ اپنے فرودگاہ میں چلے گئے۔

سبرہ بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن کناز کی علیحدگی:

مطرف نے سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف اور عبداللہ بن کناز النہدی کو تخلیہ میں بلایا اور ان دونوں کو بھی اسی طرح دعوت دی جس طرح کہ اور تمام لوگوں کو اس نے دعوت دی تھی اس وقت تو ان دونوں نے اظہار رضامندی کیا مگر جب مطرف وہاں سے کوچ کر

گیا یہ دونوں مع ان لوگوں کے جو مطرف کا ساتھ چھوڑ کر ان سے آ ملے تھے۔ حجاج کے پاس واپس آ گئے' یہاں آ کر دیکھا کہ حجاج شبیب کے مقابلہ میں نبرد آزما ہے۔ یہ دونوں بھی شبیب کی جنگ میں شریک ہوئے۔

مطرف اپنے ہمراہیوں کو لے کر دسکرہ سے روانہ ہوا اور حلوان کی سمت چلا۔

سوید بن عبدالرحمٰن عامل حلوان کی حکمت عملی:

حجاج نے اس سال سوید بن عبدالرحمٰن السعدی کو حلوان اور وماسبذان کا عامل مقرر کر کے بھیجا تھا جب اسے اطلاع ہوئی کہ مطرف اس کے علاقہ کی جانب آنے والا ہے اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر میں نے اس معاملے میں ملایمت یا مداہنت سے کام لیا تو حجاج اسے کبھی پسند نہ کرے گا۔ اس لیے سوید نے مطرف کے مقابلے کے لیے اہالی اور کردوں کو جمع کیا۔ کردوں نے وہ حلوان کا راستہ مطرف پر مسدود کر دیا۔ سوید مطرف کے مقابلے کے لیے چلا مگر اس کا دلی منشا یہ تھا کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے کہ ایک طرف تو وہ مطرف سے جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا اور اس کے ساتھ یہ بھی چاہتا تھا کہ حجاج بھی کوئی اعتراض نہ کرے' اس لیے اس کا اس طرح مقابلہ کے لیے روانہ ہونا محض دکھاوے کے طور پر تھا تاکہ اس پر الزام نہ آئے۔

حجاج بن جاریۃ الخثعمی:

حجاج بن جاریۃ الخثعمی کو جب معلوم ہوا کہ مطرف مدائن سے کوہستانی علاقہ کی طرف چل دیا ہے وہ خود اپنی قوم کے تیں آدمی اپنے ہمراہ لے کر اس کے شریک ہونے کے لیے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن علقمہ الخثعمی کہتا ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو مطرف کی امداد کے لیے آئے تھے۔ ہم حلوان جا کر اس سے مل گئے اور سوید کے مقابلے میں اس کی طرف سے شریک معرکہ ہوئے۔

نضر نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

جب ہم مطرف کے پاس پہنچے تو ہمارے آنے سے اسے بہت خوشی ہوئی اور اس نے حجاج بن جاریۃ الخثعمی کو اپنے برابر جگہ دی۔

نضر اور عبداللہ بن علقمہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ جب سوید ہمارے مقابلے پر آیا خود تو پیدل سپاہ کے ساتھ کھڑا رہا بلکہ انہیں مکانات سے باہر بھی نہیں نکالا۔ البتہ اس کا بیٹا قعقاع سواروں کے ساتھ سامنے آیا۔ اس کے سواروں کی تعداد اس روز کچھ زیادہ نہ تھی۔

نضر کا بیان ہے کہ سواروں کی تعداد کوئی دو سو تھی اور ابن علقمہ یہ کہتا ہے کہ ان کی تعداد تین سو تھی۔

سوید اور مطرف میں مصالحت:

مطرف نے حجاج بن جاریۃ کو بلا کر حکم دیا کہ تم اس جماعت کے مقابلہ میں جاؤ اور جتنی تعداد کہ مقابل فوج کی تھی اتنے ہی سوار ان کے ساتھ میدان جنگ میں بھیجے۔ یہ فوج قعقاع کے سامنے آئی اور چونکہ یہ شہسوار مشہور و معروف بہادر تھے' انھوں نے نہایت بہادری سے قعقاع سے جنگ کرنی شروع کی۔

سوید نے جب دیکھا کہ یہ جماعت میرے بیٹے قعقاع کی طرف گئی ہے۔ اس نے اپنے غلام رستم کو (جو اس واقعہ کے بعد ایک اور معرکہ میں سوید کے ہمراہ دیر الجماجم میں مارا گیا جب کہ بنی سعد کا جھنڈا اس کے پاس تھا) بلایا اور حکم دیا کہ حجاج کے پاس جائے۔

رستم نے حجاج بن جاریہ سے آ کر کہا کہ اگر ہمارے علاقے کو چھوڑ کر کسی اور طرف جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ کیونکہ ہم لوگ تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے' اور اگر تمہارا ارادہ ہمیں سے لڑنے کا ہے تو پھر ہمارے لیے اس کے سوا چارہ نہیں کہ جس علاقہ پر ہم متصرف ہیں اس کی حفاظت کریں۔

حجاج نے اس پر یہ کہا کہ تم ہمارے افسر اعلیٰ کے پاس چلو اور جو کچھ تم نے مجھ سے کہا ہے یہ ہی ان سے چل کر کہو۔

رستم مطرف کے پاس آیا اور جو کچھ اس نے حجاج بن جاریہ سے کہا تھا اس سے بھی کہہ دیا۔ اس پر مطرف نے کہا کہ نہ ہم تم سے لڑنا چاہتے ہیں اور نہ تمہارے علاقے پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

رستم نے کہا اچھا تو پھر آپ اس راستے سے چلے جائیے اور ہمارے علاقے سے نکل جائیے اور ہمارے لیے یہ تو ضروری ہے کہ ہم لوگوں پر یہ بات ظاہر کر دیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم آپ کے مقابلے کے لیے تیار ہو کر نکلے تھے۔

مطرف کی کردوں سے مڈبھیڑ:

مطرف نے حجاج کو بلا بھیجا جب حجاج آ گیا تو پھر سب وہاں سے روانہ ہو گئے۔ جب پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے کردوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ مطرف اور ان کی تمام فوج گھوڑوں سے اتر پڑی۔

دہنی جانب سے حجاج بن جاریہ اور بائیں سے سلمان ابن حذیفہ کردوں کی سمت بڑھے۔ انھیں شکست دی اور ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

مطرف اور اس کے ساتھیوں کو کوئی نقصان اٹھانا نہیں پڑا۔ یہ چلتے چلتے جب ہمدان کے قریب آئے تو چونکہ ہمدان کا عامل مطرف کا بھائی حمزہ بن المغیرہؓ تھا' اس لیے مطرف نے ہمدان چھوڑ کر ماہ دینار کا رخ کیا۔

مطرف کی حمزہ بن مغیرہؓ سے امداد طلبی:

مطرف نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ہمدان میں داخل ہو اور اس طرح اس کا بھائی حجاج کی نظر میں متہم ہو جائے البتہ جب وہ علاقہ ماہ دینار میں داخل ہو گیا تو اس نے اپنے بھائی حمزہ کو لکھا کہ چونکہ اخراجات بہت زیادہ ہیں اور سخت تکلیف ہے اس لیے تم روپیہ اور ہتھیاروں سے حتی المقدور میری مدد کرو۔

مطرف نے یزید ابن ابی زیاد مغیرہؓ بن شعبہ کے آزاد غلام کو حمزہ کے پاس بھیجا تھا۔ رات کے وقت یزید مطرف کا خط لے کر حمزہ کے پاس آیا۔

جب حمزہ نے اسے دیکھا تو کہا:

''خدا کرے کہ تیری ماں کو تیری موت کا صدمہ اٹھانا پڑے تو نے ہی مطرف کو تباہ کیا''۔

یزید نے جواب دیا میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں میں نے ہرگز ہرگز انہیں تباہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنے

پیروں میں کلہاڑی ماری ہے بلکہ اپنے ساتھ مجھے بھی ہلاک کر ڈالا اور اب مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں ان کی وجہ سے آپ نہ تباہ ہو جائیں۔

حمزہ نے کہا اچھا پھر کس نے انہیں یہ تجویز سمجھائی۔

یزید نے کہا خود ان کے دل نے۔ اس کے بعد یزید بیٹھ گیا اور پوری روئداد ان سے بیان کی اور مطرف کا خط جو ان کے نام تھا وہ انہیں دیا۔ حمزہ نے خط پڑھا اور کہا بہت اچھا' میں ضرور روپیہ اور ہتھیار ان کے پاس بھیج دوں گا۔ مگر یہ بتاؤ کہ کیا یہ بات چھپی رہے گی۔

یزید نے کہا کہ میری رائے میں تو یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی۔

اس پر حمزہ نے کہا اچھا اگرچہ میں ان کی ایسی مدد تو نہیں کر سکتا جس سے انہیں بہت زیادہ فائدہ پہنچتا یعنی کھلم کھلا انہیں امداد نہیں دے سکتا مگر اس سے آسان یعنی خفیہ طور پر ان کی مدد کرنے سے باز نہیں رہوں گا۔

حمزہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کی مطرف کو امداد:

حمزہ نے یزید کے ہمراہ روپیہ اور ہتھیار بھیج دیئے' یزید اسے مطرف کے پاس اس وقت لائے جب کہ ہم ماہ دینار کی منڈیوں میں ایک منڈی سامان متاخم نامی میں جو علاقہ اصبہان میں واقع ہے مقیم تھے۔ یہ ایک ایسی منڈی تھی جہاں خوبصورت عورتیں بکنے کے لیے آیا کرتی تھیں۔

مطرف کا قاشان میں قیام:

نضر بن صالح بیان کرتا ہے کہ جیسے ہی یزید روانہ ہوا میں نے لوگوں کو باتیں کرتے سنا کہ مطرف نے اپنے بھائی سے روپیہ اور ہتھیاروں کی امداد طلب کی ہے۔ یہ سن کر میں مطرف کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے مطرف نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ جب پہلی ہی بات مخفی نہیں رہی تو اب کون سی بات ہوگی جو افشا نہ ہو جائے گی۔

اتنے میں یزید بن ابی زیاد بھی آ گیا اور مطرف اپنے ساتھیوں کو لے کر قم' قاشان اور اصبہان کی طرف چل دیا۔

مطرف جب قم اور قاشان پہنچ گیا اور اسے ہر طرف سے اطمینان ہو گیا۔ اس نے حجاج بن جاریہ کو بلایا اور کہا۔ جنگ سبخہ میں شبیب کو جو شکست ہوئی اس کا حال بیان کرو اور کیا تم اس معرکہ میں شریک تھے یا اس سے پہلے ہی چلے آئے تھے۔

حجاج بن جاریہ نے کہا ہاں! میں اس معرکہ میں شریک تھا۔

شبیب خارجی کے قتل پر مطرف کا اظہار افسوس:

مطرف نے کہا تو اچھا اس کا قصہ بیان کرو۔ حجاج نے پورا واقعہ بیان کیا۔ مطرف نے سن کر کہا کہ کاش! شبیب کو فتح حاصل ہوئی ہوتی۔ اور اگرچہ وہ خود گمراہ تھا مگر وہ دوسرے گمراہ کو تو قتل کر ڈالتا۔

مطرف کی یہ آرزو اس لیے تھی کہ اگر حجاج ہلاک ہو جاتا تو جس مقصد کے لیے وہ کوشاں تھا وہ پورا ہو جاتا۔

پھر مطرف نے اپنے عمال روانہ کیے۔

نضر بن صالح کہتا ہے کہ اگر قسمت ہی مخالف نہ ہوتی تو مطرف نے تدبیر تو بڑی دور اندیشی سے اختیار کی تھی۔

مطرف کا خط بنام سوید بن سرحان وبکیر بن ہارون:

مطرف نے حسب ذیل خط ربیع بن یزید کے ہاتھ سوید بن سرحان الثقفی و بکیر بن ہارون البجلی کے نام ارسال کیا:

''حمد وثنا کے بعد میں آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دیتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے خلاف جہاد کیجیے جو حق سے منحرف ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے خراج کو صرف اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے اور کلام پاک کے احکام کو ترک کر دیا ہے جب حق وصداقت کی فتح ہو جائے گی اور باطل مٹ جائے گا اور حق کو غلبہ حاصل ہو جائے گا تو پھر ہم انتخاب امیر کے معاملے کو مسلمانوں کے باہمی مشورہ سے طے کر لیں گے' جسے وہ پسند کریں گے وہی ہمارا امیر ہوگا۔

جو شخص ہماری اس دعوت کو قبول کرے گا وہ ہمارا دینی بھائی اور موت وزیست کا ہمارا شریک رہے گا اور اس دعوت کو جو رد کر دے گا ہم اس کے خلاف جہاد کریں گے اور اس کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔ ہمارے لیے اس شخص کے خلاف اللہ کی شہادت کافی ہے اور اسے سب سے بڑا نقصان تو یہی ہوگا کہ وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کے فوائد سے متمتع نہ ہوگا اور اس سے زیادہ اس کی ذلت ہوگی کہ خدائی حکم کے خلاف وہ ظالموں سے مداہنت کے ساتھ پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد کو مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جہاد ایک ایسی شئے ہے جو لوگوں پر ناگوار ہے۔

اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے کہ اس کے حکم کو ماننے میں چون وچرا نہ کرے اور خدا کے دشمنوں سے جہاد کرے۔

اس کے لیے خدا آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آپ لوگ اس حق کی دعوت کو قبول فرمایئے اور ان لوگوں کو بھی دعوت دیجیے جن کے متعلق آپ کو یہ خیال ہو کہ وہ اس پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہوں گے اور جن امور کو وہ نہ مانتے ہوں انھیں بتا دیجیے۔

جو شخص میری رائے سے اتفاق کرے اور ہماری اس دعوت کو قبول کرے اور اپنے دشمن کو ہمارا دشمن سمجھے اسے چاہیے کہ میرے پاس آ جائے۔ خدا ہمیں اور آپ کو ہدایت دے اور ہماری اور آپ کی توبہ قبول فرمائے اس لیے کہ وہی سب سے بڑا توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ والسلام''۔

سوید بن سرحان اور بکیر کی اطاعت:

جب یہ خط ان دونوں شخصوں کے پاس آیا' یہ دونوں اہل رے کی ایک جماعت کے ساتھ چپکے سے نکل کھڑے ہوئے اور دوسرے ان لوگوں کو بھی جو ان کے ساتھ ہو لئے انھوں نے دعوت دی اور اس طرح تقریباً اہل رے کے سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ یہ چپکے سے روانہ ہو گئے اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ ان کا مقصد کہاں جانے کا ہے۔ اور مطرف کے پاس آ گئے۔

براء بن قبیصہ کی حجاج کو اطلاع:

براء بن قبیصہ حجاج کی جانب سے اصبہان کا امیر تھا' ان واقعات کی اس نے حجاج کو اطلاع دی اور لکھا کہ اگر آپ کو علاقہ

اصبہان وغیرہ کی ضرورت وحفاظت منظور ہے تو فوراً مطرف کے مقابلے کے لئے ایک ایسی زبردست فوج بھیجے جو اس کا اور اس کے ساتھیوں کا استیصال کر دے۔ کیونکہ جس مقام پر وہ اب ہے وہاں اکثر مقامات سے لوگوں کی جماعتیں جا جا کر اس کے ساتھ شامل ہو رہی ہیں۔ اس کے متبعین اور فوج کی تعداد کثیر ہوگئی ہے والسلام''۔

حجاج کا ابن قبیصہ کے نام خط:

حجاج نے اس کے جواب میں لکھا کہ جس وقت میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تم اس فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے جنگ کی تیاری کرو اور جب عدی بن وتاد تمھارے پاس آ جائیں تم ان کی سرکردگی میں اپنی جمعیت کے ساتھ میدان جنگ کا رخ کرنا۔ ان کے احکام کی تعمیل کرنا اور ان کے مشورہ پر کاربند رہنا۔ والسلام''۔

براء بن قبیصہ کی جنگی تیاری:

براء نے اس خط کو پڑھتے ہی فوج کی ترتیب اور آراستگی شروع کر دی۔ حجاج نے بیس بیس' پندرہ پندرہ اور دس دس آدمیوں کی جماعتیں ڈاک لے جانے والے گھوڑوں کے ذریعہ سے براء بن قبیصہ کے پاس بھیجنا شروع کیں۔ اس طرح پانسو کی جمعیت اس کے پاس پہنچ گئی' اور دو ہزار پہلے سے اس کے پاس تھے۔

حمزہ بن مغیرہ کی معذرت خواہی:

جب جنگ سبخہ میں حجاج کو شبیب کے خلاف فتح ہوئی اسود بن سعد الہمدانی اس فتح میں شریک ہونے کے اثناء راہ میں رے آئے تھے۔ ان کا گزر ہمدان اور جبال میں بھی ہوا' اور یہ حمزہ کے پاس بھی آئے۔ حمزہ نے ان سے اپنے بھائی کی امداد کرنے کے معاملے میں معذرت چاہی۔ اسود نے اس واقعہ کو حجاج سے بیان کیا۔ حجاج نے کہا کہ مجھے بھی اس کا علم ہو چکا ہے۔

حمزہ بن مغیرہ کی معزولی و اسیری:

حجاج نے حمزہ کو موقوف کر دینے کا ارادہ کیا۔ مگر پھر اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا حمزہ میرے حکم کو ٹال جائے اور میرے خلاف ہو جائے۔ قیس بن سعد العجلی حمزہ کے محافظ دستہ کا افسر اعلیٰ تھا۔ بنی عجل اور بنی ربیعہ کی معتدبہ جماعت اس وقت ہمدان میں موجود تھی۔

حجاج نے قیس کو لکھا کہ تم ہمدان کے عامل مقرر کئے جاتے ہو' اور حکم دیا کہ اپنے سامنے حمزہ کو گرفتار کر کے بیڑیاں ڈال دو اور جب تک میرا حکم نہ آئے وہ چھوڑا جائے۔

قیس کے پاس جب حجاج کا یہ فرمان تقرر اور حکم پہنچا' وہ اپنے قبیلہ والوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حمزہ کی طرف آیا۔

جب مسجد میں داخل ہوا تو نماز عصر کی اقامت ہو رہی تھی' اس نے حمزہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد جب حمزہ مسجد سے واپس ہوا تو قیس بھی ساتھ ہوا۔ حجاج کا خط اسے پڑھ کر سنایا اور اپنے تقرر کا فرمان اسے دکھایا۔

حمزہ نے کہا کہ میں اس حکم کی تعمیل کے لئے بلا چون وچرا حاضر ہوں۔ قیس نے حمزہ کو گرفتار کر کے محبوس کر دیا اور ہمدان کی نظامت کا جائزہ لے لیا۔ اپنی قوم کے عمال کو مضافات پر بھیج دیا۔

قیس بن سعد العجلی کا حجاج کے نام خط:

اور حجاج کو حسب ذیل خط کے ذریعہ اس تمام کاروائی کی اطلاع کر دی۔

''حمد وثنا کے بعد میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حمزہ بن المغیرہ کو بیڑیاں پہنا کر جیل خانے میں قید کر دیا ہے۔ اپنے عاملوں کو خراج وصول کرنے کے لئے مقرر کر دیا ہے۔

اور خراج وصول کرنا شروع کر دیا ہے۔ اب اگر جناب والا کی رائے ہو تو مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی قوم اور اپنے علاقہ کے ان لوگوں کے ساتھ جو میرے ساتھ ہوں مطرف کے مقابلے پر جاؤں تا کہ اس سے جہاد کروں اور مجھے یقین ہے کہ خراج وصول کرنے سے زیادہ جہاد کا ثواب ہوگا۔ والسلام''۔

حجاج اس خط کو پڑھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ اس سمت سے ایسی خبریں موصول ہو رہی ہیں جس کی ہمیں توقع نہ تھی۔

دنیا میں سب سے زیادہ حجاج اس وقت حمزہ کے اصبہان پر حاکم رہنے سے خائف تھا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ حمزہ ضرور روپیہ اور اسلحہ سے اپنے بھائی کی امداد کرے گا اور یہ بھی خیال تھا کہ اگر میں نے کوئی فوری کاروائی اس کے خلاف کی تو ممکن ہے کہ وہ میرے ہی مقابلے کے لئے آمادہ ہو جائے اور عدول حکمی کرے اس لئے حجاج برابر سے نبھائے چلا گیا اور موقع پا کر اسے معزول کر دیا۔ جب اس طرف سے اسے اطمینان ہو گیا تو اب اس نے مطرف توجہ مبذول کی۔

حجاج کا قیس کی معزولی کا فیصلہ:

حجاج نے جب قیس بن سعد عجلی کا خط پڑھا اور یہ جملہ سنا کہ اگر جناب والا پسند فرمائیں تو میں مطرف کے مقابلے پر اپنی قوم کے ساتھ جانے کے لئے اور اس سے جہاد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حجاج نے کہا مجھے سب سے زیادہ یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ عربوں کی تعداد سیر حاصل علاقۂ خراج میں زیادہ ہو جائے۔ ابن المعراق کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ الفاظ حجاج کی زبان سے سنے مجھے معلوم ہو گیا کہ جب مطرف کے قضیہ سے فارغ ہو جائے گا قیس کو برطرف کر دے گا۔

عدی بن وتاد کو مطرف پر فوج کشی کا حکم:

حجاج نے عدی بن وتاد الایادی عامل رے کو حکم دی کہ مطرف بن مغیرہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور براء بن قبیصہ سے جا کر ملو۔ جب تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ تو تم ہی فوج کے سپہ سالار مقرر کئے جاتے ہو۔

عبداللہ بن سلیم الازدی بیان کرتا ہے کہ جب حجاج کا خط عدی بن وتاد کے نام آیا۔ اس وقت میں رے میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ عدی نے اس خط کو پڑھا اور پھر وہ خط مجھے دے دیا اور میں نے اسے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا کہ جس وقت تم میرے اس خط کو پڑھو فوراً اہل رے کے جو تین دستے فوج کے جو تمہارے ساتھ ہیں انھیں لے کر روانہ ہو جاؤ اور جی میں جا کر براء بن قبیصہ سے ملو اور پھر دونوں مطرف کے مقابلے کے لئے جاؤ۔ جب تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ تو تم ہی تمام فوج کے سردار مقرر کئے جاتے ہو تا آنکہ اللہ تعالٰے مطرف کو ہلاک کر دے اور جب اللہ تعالیٰ مومنین کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دے۔ تم اللہ کی نگہبانی اور حفاظت میں اپنے مستقر کی طرف پلٹ آنا۔ جب میں نے خط پڑھ لیا عدی نے مجھ سے کہا اٹھو اور تیاری کرو۔ عدی برآمد ہوا' فوج کے اجتماع کا حکم دیا۔ متصدیان فوج کو حکم دیا کہ تین دستے فوج کے منتخب کر لو۔

عدی کی پیش قدمی:

ابھی جمعہ کا دن نہ گزرا تھا کہ ہم روانہ ہو گئے جی پہنچے۔ قبیصۃ القہانی بھی نو سو شامیوں کے ساتھ یہاں آ کر مل گئے۔ ان

شامیوں میں عمر بن ہبیرہ بھی تھا۔ ہم صرف دو روز جی میں ٹھہرے۔ عدی بن وتاد اپنے تابع فرمان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ اہل رے کے تین ہزار جنگجو سپاہی تھے اور براء بن قبیصہ کے ساتھ ایک ہزار سپاہی تھے۔ جنھیں حجاج نے کوفہ سے ان کے ہمراہ روانہ کیا تھا۔ سات سو شامی تھے اور تقریباً ایک ہزار اصبہانی اور کرد اس کے علاوہ تھے۔ اس طرح تقریباً کل چھ ہزار سپاہی تھے۔

عدی روانہ ہوا اور مطرف کے قریب پہنچ گیا۔

عدی کی صف بندی:

جب مطرف کو معلوم ہوا کہ اتنا بڑا لشکر میرے مقابلے کے لئے آ رہا ہے اس نے اپنی فوج کے چاروں طرف خندق کھود لی اور دشمن کے آنے تک خندق کی حفاظت میں یہ تمام فوج پڑی رہی۔

یزید عبداللہ بن زہیر کا آزاد غلام راوی ہے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ اس وقت اپنے آقا کے ساتھ تھا۔

عدی نے میدان مقابلہ میں آتے ہی فوج کی ترتیب شروع کی۔ اپنے میمنہ پر عبداللہ بن زہیر کو متعین کیا اور براء بن قبیصہ سے کہا کہ تم میسرہ میں ٹھہرو۔

عدی اور براء بن قبیصہ میں کشیدگی:

براء اس حکم سے چڑ گئے اور کہنے لگے کہ آپ مجھے میسرہ میں کھڑے رہنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ میں بھی آپ کا ہم مرتبہ سردار ہوں۔

یہ میرے شہسوار میسرہ میں متعین ہیں میں نے ان پر طفیل بن عامر بن واثلہ کو جو عرب کے مشہور بہادر ہیں افسر اعلیٰ مقرر کر دیا ہے۔

جب اس کی اطلاع عدی کو ہوئی انھوں نے ابن اقیصر الخثعمی کو حکم دیا کہ تم جا کر سواروں کی کمان کرو اور براء سے جا کر کہو کہ تمھیں میرے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ آپ کو میمنہ سے غرض اور نہ میسرہ سے نہ رسالہ نہ پیادہ فوج پر کوئی حکومت حاصل ہے۔ آپ صرف اسی لئے ہیں کہ میرے ہر حکم کی تعمیل کریں اور کوئی ایسی بات نہ کریں جسے میں ناپسند کروں اور اس طرح میرے اور آپ کے ذاتی تعلقات میں فرق آ جائے۔

عدی براء کی بہت عزت وتوقیر کرتا تھا۔

اس کے بعد عدی نے عمر بن ہبیرہ کو میسرہ پر روانہ کیا اور سو شامی سواروں کے ساتھ انھیں حکم دیا کہ تم جا کر اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ۔

طفیل بن عامر کی علیحدگی کا حکم:

عمر بن ہبیرہ آئے اور اپنے جھنڈے کے قریب کھڑے ہو گئے ان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے طفیل بن عامر سے کہا کہ اپنا جھنڈا چھوڑ دو اور ہم سے علیحدہ چلے جاؤ کیونکہ اس جگہ ہم متعین کئے گئے ہیں۔

طفیل نے کہا کہ میں تم سے جھگڑا کرنا نہیں چاہتا۔ یہ جھنڈا براء بن قبیصہ نے جو ہمارے افسر ہیں میرے سپرد کیا تھا۔ اب ہمیں معلوم ہوا کہ تمہارے افسر اعلیٰ اس حصہ فوج کے سردار مقرر لئے گئے ہیں اور اب اگر یہ جھنڈا تمہارے سردار کے سپرد کیا گیا ہے تو خدا انھیں مبارک کرے ہم ہر طرح ان کے احکام کو سننے اور ان کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اس پر عمر بن ہبیرہ نے اپنے ساتھیوں کو ڈانٹا اور کہا الگ ہو جاؤ۔ یہ بھی تمہارے بھائی اور عزیز ہیں اور پھر طفیل سے کہا کہ ہمارا

جھنڈا آپ ہی کا جھنڈا ہے اگر آپ کی خوشی ہو تو ہم اسے آپ ہی کے سپرد کر دیتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ ان دونوں شخصوں نے اس موقع پر جس حلم و بردباری کا ثبوت دیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔

پھر عدی گھوڑے پر سے اتر پڑا اور مطرف پر حملہ آور ہوا۔

مطرف کی صف بندی:

دوسری طرف مطرف نے حجاج بن جاریہ کو اپنے میمنہ پر اربیع بن یزید الاسدی کو اپنے میسرہ پر اور سلیمان بن صخر المزنی کو محافظ دستہ پر سردار مقرر کیا اور خود پاپیادہ سپاہ کے دستہ کے ساتھ ہو گیا۔ اور یزید بن ابی زیاد (مطرف کے والد مغیرہ بن شعبہ کا غلام) اس کا علم بردار تھا۔

بکیر بن ہارون کا مخالفین سے خطاب:

جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کی طرف بڑھیں اور قریب آ گئیں۔ مطرف نے بکیر بن ہارون البجلی سے کہا کہ تم جاؤ اور مقابل فوج کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دو اور ان کی بداعمالیوں پر انہیں سرزنش کرو۔

چنانچہ بکیر اپنے ایک مشکی گھوڑے پر جس کی دم مقطوع تھی سوار زرہ خود سے مسلح کلائیوں پر فولادی دستانے ہاتھ میں نیزہ۔ زرہ کو مینی شالی چادروں کے سرخ کناروں سے باندھے میدان جنگ میں آئے اور بآواز بلند دشمن سے یوں مخاطب ہوئے:

''اے ہمارے ہم قبیلہ ہم مذہب اور ہم ملت لوگو! میں آپ سے اس ذات کا واسطہ دے کر کہ جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے جس پر تمہاری پوشیدہ اور علانیہ تمام باتیں یکساں منکشف ہیں درخواست کرتا ہوں جب کہ تم ہمارے ساتھ انصاف اور صداقت کے سلوک کے مدعی ہو اور یہ تمہاری تمام خیر سگالیاں مخلوقات کو چھوڑ کر صرف اللہ ہی کے لیے ہیں اور تم ان تمام باتوں کے لیے جنہیں خداوند عالم اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے گواہ ہو تو مجھے عبدالملک اور حجاج کے متعلق اپنی رائے سے آگاہ کرو کہ وہ کیسے ہیں۔ کیا آپ لوگ اس سے ناواقف ہیں کہ یہ لوگ سخت ظالم خودغرض نفسانی خواہشوں کے بندے ہیں محض شبہ کی بنا پر لوگوں کو زندان بلا میں ڈالتے ہیں' غصہ کے جوش و خروش میں بندگانِ الٰہی کو قتل کر ڈالتے ہیں''۔

ہر طرف سے آوازیں آئیں کہ اے دشمن خدا ایسا نہیں ہے۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ بکیر نے کہا افسوس:

﴿ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴾

''اللہ پر جھوٹ تہمت نہ لگاؤ' مبادہ وہ تمہیں کسی عذاب سے بالکل تباہ کر ڈالے اور بے شک جس نے تہمت لگائی وہ محروم رہا''۔

کیا تم اللہ کو سبق دینا چاہتے ہو' میں نے تو تم سے شہادت طلب کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے شہادت کے اخفا کے بارہ میں فرمایا ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ﴾

''جو شہادت کا اخفا کرے گا تو ضرور اس کا دل گناہ گار ہوگا''۔

عدی کے آزاد غلام صارم کا قتل:

صارم عدی بن وتاد کا آزاد غلام جو اس روز اس کا علم بردار بھی تھا بکیر کے مقابلہ پر نکلا اور اس پر حملہ آور ہوا۔ دونوں بہادر اپنی اپنی تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے مگر عدی کا آزاد غلام بکیر کا بال بھی بیکا نہ کر سکا۔

بکیر نے تلوار کے ایک ہی ہاتھ میں اس کا کام تمام کر دیا اور آگے بڑھ کر کہا کہ ایک ایک شہسوار مقابلے پر آ جائے مگر جب کوئی مقابلہ پر نہیں آیا۔ بکیر یہ شعر پڑھنے لگا۔

صـارم قـد لا قـيـت سيفًا صـارمًا وا ســــــدًا ذالـــــبدة ضبـارمًا

ترجمہ: ''اے صارم تو نے ایک شمشیر براں اور ایک بالدار دلیر و خونخوار شیر سے مقابلہ کیا''۔

حجاج بن جاریہ کا میسرہ پر حملہ:

حجاج بن جاریہ نے جو میمنہ پر متعین تھا' عمر بن ہبیرہ پر جو عدی کے میسرہ پر تھا حملہ کیا۔ اسی میسرہ میں طفیل بن عامر بن واثلہ بھی تھا' حجاج اور طفیل مقابل ہوئے' یہ دونوں آپس میں بڑے دوست تھے اور برادرانہ تعلقات رکھتے تھے جب انہوں نے ایک دوسرے کو شناخت کیا تو اگرچہ وار کرنے کے لیے تلواریں اٹھا چکے تھے مگر پھر اپنے ہاتھ روک لیے۔ دونوں فوجوں میں دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ عدی بن وتاد کا میسرہ تھوڑی دیر میں پیچھے ہٹ گیا اور حجاج پھر اپنی جگہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔

ربیع بن یزید کا عبدالرحمٰن بن زہیر پر حملہ:

اس کے بعد ربیع بن یزید نے عبداللہ بن زہیر پر حملہ کیا۔ عرصہ تک جنگ ہوتی رہی پھر کچھ لوگوں نے اسدی پر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس لیے مطرف بن المغیرہ رضی اللہ عنہ کے میسرہ کو شکست ہوئی اور یہ پیچھے ہٹ کر مطرف کے پاس چلا آیا' اس کے بعد عمر بن ہبیرہ نے حجاج بن جاریہ اور اس کی فوج پر حملہ کیا اور دیر تک ان میں مقابلہ رہا۔ حجاج بھی اس سے بچ کر مطرف کے پاس چلا آیا۔

سلیمان بن صخر المزنی کا قتل:

ابن اقیصر الخثعمی نے رسالے کے ساتھ سلیمان بن صخر المزنی پر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ ان کا رسالہ پسپا ہوا اور مطرف کے پاس چلا آیا اور مطرف کے قریب دونوں طرف ایسا سخت رن پڑا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ابن اقیصر بڑھتے بڑھتے مطرف تک جا پہنچا۔

مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا قتل:

نضر بن صالح راوی ہے کہ مطرف اس وقت اپنے دشمنوں کو مخاطب کر کے کہہ رہے تھے کہ:

﴿ یَآ اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴾

''اے اہل کتاب اس بات کی طرف آ ؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی شئے کو اس کا شریک نہ گردانیں' اور سوائے اللہ کے اور کسی کو اپنا آقا نہ بنائیں۔ اگر وہ اس سے روگردانی کریں تو تم (اے مسلمانو!) ان سے کہہ دینا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں''۔

مطرف لڑتا رہا اور مارا گیا۔ عمر بن ہبیرہ نے اس کا سر کاٹ لیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابن اقیصر نے اسے قتل کیا تھا' اور کئی مرتبہ دوڑ دوڑ کر اس کی جانب حملہ آور ہوا تھا۔ البتہ اس کے سر کو ابن ہبیرہ نے کاٹا اور عدی بن وتاد کے پاس لے کر آیا اور انعام و

اکرام حاصل کیا۔

عمر بن ہبیرہ کی شجاعت:

اس جنگ میں عمر بن ہبیرہ نہایت بہادری سے لڑا اور اس نے خوب جوہرِ شجاعت دکھائے۔

کلیم بن ابی سفیان الازدی نے یزید بن ابی زیاد مغیرہ کے آزاد غلام کو جو اس جنگ میں مطرف کا علم بردار تھا قتل کیا۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ کا قتل:

اب یہ فوج مطرف کے فوجی پڑاؤ میں داخل ہوئی۔ مطرف نے اپنے فوجی پڑاؤ پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عفیف الازدی کو سردار مقرر کیا تھا۔ یہ بھی مارا گیا۔ یہ ایک نہایت نیک اور عابد و زاہد آدمی تھا۔

زید ان لوگوں کا غلام جو عدی بن وتاد کے ساتھ تھے راوی ہے کہ میں نے اس کے سر کو ابن اقیصر کے پاس دیکھا۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اس سے کہا کہ تو نے بڑے مجاہد نمازی پرہیز گار کو جو ہمیشہ ذکر و شغل میں رہتا تھا قتل کیا۔

ابن اقیصر میری طرف آیا اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ میرے مالک نے اس سے کہا کہ یہ میرا غلام ہے۔ پھر عدی کے ساتھ رے واپس چلے آئے۔

عدی نے ان لوگوں کو جنھوں نے جنگ میں نمایاں بہادری دکھائی تھی حجاج کی خدمت میں بھیجا حجاج نے ان کی تکریم و تحریم کی اور انہیں انعام وغیرہ دیا۔

مطرف کے ساتھیوں کو امان:

جب عدی رے واپس چلا آیا۔ بنی بجیلہ اس کے پاس آئے اور بکیر بن ہارون کی معافی کے خواستگار ہوئے۔ عدی نے اسے معافی دے دی۔

بنی ثقیف نے سوید بن سرحان الثقفی کے لیے امان طلب کی۔ عدی نے اسے بھی امان دے دی۔ اسی طرح جس قدر آدمی مطرف کے ساتھ تھے ان کے خاندان والوں نے عدی سے ان کے لیے امان کی درخواست کی اور یہ خوب کیا۔

مطرف کے کچھ ساتھی مطرف کے لشکر گاہ میں گھیر لیے گئے' ان لوگوں نے چلانا شروع کیا ''اے براء! ہمارے لیے امان حاصل کرو۔ اے براء! ہماری شفارس کرو''۔ براء نے ان کی سفارش کی اور وہ لوگ چھوڑ دیئے گئے۔ عدی نے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ مگر پھر سب کو رہا کر دیا۔

نضر بن صالح راوی ہے کہ عدی حلوان میں سوید بن عبدالرحمٰن کے پاس آیا۔ سوید نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی اور خلعت و انعام دیا۔ اس کے بعد وہ کوفہ واپس چلا آیا۔

حجاج بن جاریہ کو امان:

حجاج بن جاریہ اس جنگ کے ختم ہونے کے بعد رے آ گیا یہیں اس کی تعیناتی تھی۔ لوگوں نے عدی سے اس کی بھی سفارش کی مگر عدی نے کہا کہ یہ تو مشہور آدمی ہے اور اس کی شہرت مطرف کے ساتھ رہنے کی وجہ سے بھی ہو چکی ہے اور حجاج کا خط اس کے بارے میں آ چکا ہے۔

عبداللہ بن زہیر راوی ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنھوں نے حجاج بن جاریہ کی سفارش کی تھی مگر عدی نے ہمیں حجاج کا خط نکال کر دکھایا جس میں مسطور تھا کہ اگر حجاج بن جاریہ مارا گیا تو بہت ہی اچھا ہوا کیونکہ میں بھی یہی چاہتا ہوں اور اگر وہ اب تک زندہ ہے تو اسے اپنے سامنے پکڑ لو اور بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیج دو۔ عدی نے کہا اس کے بارے میں یہ خط میرے پاس آ چکا ہے میں مجبور ہوں کہ اس کی تعمیل کروں۔ اگر حجاج نے یہ احکام نہ دیئے ہوتے تو میں ضرور اسے امان دے دیتا اور چھوڑ دیتا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر ہم خاموش ہو رہے اور اس کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے تاوقتیکہ عدی بن وتاد معزول نہ کر دیئے گئے۔ حجاج بن جاریہ برابر خائف رہا۔ مگر جب عدی کے برطرف ہونے کے بعد خالد بن عتاب بن ورقاء ان کی جگہ مقرر ہوئے تو میں ان کے پاس گیا اور حجاج بن جاریہ کی ان سے سفارش کی اور خالد نے اسے امان دے دی۔

باب ۹

قطری بن الفجارۃ خارجی

قطری بن الفجارۃ کی مخالفت:

اسی سنہ میں قطری بن الفجارۃ کے پیرو خارجیوں میں اختلاف پیدا ہوا' بعض خارجیوں نے قطری کی مخالفت کی' اسے چھوڑ دیا اوراس کی جگہ عبدرب کبیر کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اور بعض بدستور قطری ہی کے طرف دار رہے۔

اس واقعہ کی تفصیل اور اسباب کہ کیوں خارجیوں میں اختلاف پیدا ہوا' جس کی وجہ سے وہ آخر میں تباہ ہوئے' حسب ذیل ہیں:

جنگِ بستان:

جب حجاج نے عتاب بن ورقاء کومہلب کی فوج سے واپس بلالیا' مہلب سابور میں مقیم رہے۔ اور تقریباً ایک سال تک برابر خارجیوں کا مقابلہ کرتے رہے پھر مہلب اور خارجیوں کے درمیان بستان پر جنگ ہوئی' جس میں مہلب نے انہیں سخت نقصان پہنچایا۔

کرمان پر خارجیوں کا قبضہ تھا اور فارس پر مہلب کا قبضہ تھا۔ چونکہ علاقہ فارس سے انہیں سامانِ خوراک بہم نہیں پہنچتا تھا اور اپنے شہروں سے وہ بہت دور ہو گئے تھے۔ اس لیے وہ سخت دقت میں مبتلا تھے اوراب ان کی حالت ناقابل برداشت ہوگئی تھی۔ اس لیے مجبوراً انہیں کرمان آنا پڑا۔

مہلب اور خوارج کی جنگ:

مہلب ان کے تعاقب میں روانہ ہوا اور جیرفت میں آ کر پڑاؤ کیا (جیرفت کرمان کا ایک قصبہ ہے) اوراس مقام پر وہ ایک سال سے زیادہ برابر خارجیوں سے نہایت ہی شدید جنگ کرتا رہا۔ اور فارس کے تمام علاقہ سے انہیں نکال دیا' جب یہ تمام علاقہ مہلب کے قبضہ میں آ گیا۔ حجاج نے اس کومہلب سے نکال کر اپنے عامل اس پر بھیج دیے اس قضیے کی اطلاع عبدالملک کو ہوئی۔

کوہستانی علاقہ کی مہلب کو حوالگی:

عبدالملک نے حجاج کولکھا کہ فارس کے علاقہ کوہستانی کا خراج بالکل مہلب کے ہاتھ میں دے دو۔ کیونکہ فوج کے لیے اخراجات کی بھی ضرورت ہے۔ اور سپہ سالارِ فوج کی بھی اسی طرح امداد کرنا ضروری ہے' علاوہ بریں پرگنہ فساوردابجرد اور پرگنہ اصطخر بھی ان کی جاگیر میں دے دیئے جائیں۔ حجاج نے اس حکم کی تعمیل میں یہ تمام علاقے مہلب کے حوالے کر دیئے' مہلب نے اپنے عامل ان مقامات پر بھیج دیئے۔ اور یہ دونوں پرگنے دشمن کے مقابلہ کے لیے ان کی تمام ضروریات مہیا کرتے تھے۔ اسی کے متعلق ایک ازدی شاعر نے یہ کہا تھا۔ اوراس میں مہلب پر طنز بھی کیا ہے۔

نقاتل عن قصور در ابجرد و نحبی للمغیرة و لرقاد

ترجمہ: ''ہم دراہجرد کے قلعوں کی مدافعت میں لڑتے ہیں اور مغیرہ اور رقاد کے لیے خراج وصول کرتے ہیں''۔

رقاد بن زیاد بن ہمام بن عتیک کا ایک شخص تھا جس کی مہلب بہت زیادہ عزت وتکریم کیا کرتا تھا۔

حجاج کا مہلب کے نام خط:

حجاج نے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس بھیجا۔ اور حسب ذیل خط انہیں لکھا:

''حمد وثنا کے بعد میرا یہ خیال ہے کہ اگر تم چاہتے تو اب تک خارجیوں کو ان کے کیفر کردار کو پہنچا دیتے۔ مگر تم چاہتے ہو کہ وہ زیادہ عرصے تک زندہ رہیں تا کہ تم اس تمام علاقہ کو جو تمہارے گرد ہے کھا جاؤ میں نے براء بن قبیصہ کو تمہارے پاس اس غرض سے بھیجا ہے تا کہ یہ تمہیں خارجیوں کے مقابلے کے لیے تیار کریں۔ اس لیے جب براء تمہارے پاس پہنچیں تم تمام مسلمانوں کے ساتھ خارجیوں پر حملہ کرنا اور اپنی تمام طاقت اور کوشش ان کے مقابلہ میں صرف کرنا اور حیلے بہانے اور مہملات اور ایسی باتوں سے جن کا کرنا تمہارے لیے سزاوار نہیں ہے' باز آؤ' ایسے امور کو میں تم ایسے شخص کی جانب سے اچھا نہیں سمجھتا بچو اور انہیں چھوڑ دو۔ والسلام''۔

مہلب کا خوارج پر حملہ:

اس خط کے پڑھتے ہی مہلب نے اپنے تمام بیٹوں کو ایک ایک دستہ فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے روانہ کیا اور اسی طرح تمام فوج کو بھی اپنے اپنے جھنڈوں اور فوجی ترتیب اور دستوں پر منقسم کر کے میدان جنگ میں بھیجا۔

براء بن قبیصہ بھی آئے' مہلب نے انہیں ایک قریب کے ٹیلے پر کھڑا کر دیا۔ جہاں سے کہ وہ تمام فوج کی نقل وحرکت اور معرکہ کارزار کا بچشم خود معائنہ کر سکتے تھے۔ اب رسالے کے دستوں نے رسالے کے دستوں پر پیدل سپاہ نے پیدل سپاہ پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ اور صبح کی نماز سے لے کر نصف النہار تک ایسی شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ دوپہر کے وقت یہ فوجیں بھی واپس پلٹ آئیں۔

پسرانِ مہلب کی شجاعت:

براء بن قبیصہ مہلب کے پاس آئے اور کہنے لگے بخدا میں نے تمہارے بیٹوں کی مثل بہادر کبھی نہیں دیکھے۔ اور نہ تمہارے شہسواروں کے سے شہسوار دیکھے۔ اور نہ ان لوگوں کے مثل جن سے تمہارا مقابلہ تھا۔ میں نے کسی کو ثابت قدم اور شجاع دیکھا۔ بخدا تم بالکل معذور ہو تمہارا کوئی قصور نہیں۔

اب مہلب اپنی تمام فوج کے ساتھ واپس پلٹ آئے۔ اور عصر کے وقت پھر تمام فوج کو لے کر خارجیوں کے مقابلے پر چلے ان کے بیٹے حسب سابق اپنے اپنے دستہ کی کمان کر رہے تھے اور انہوں نے اس وقت بھی صبح کی طرح خارجیوں سے نہایت ہی شدید جنگ کی۔

ابی طلحہ کا بیان:

ابی طلحہ راوی ہے کہ خارجیوں کے ایک رسالے کے دستہ کا ہمارے ایک دستہ سے مقابلہ ہوا۔ اور ان میں نہایت ہی شدید معرکہ' جدال وقتال گرم ہوا۔ کوئی فریق بھی مقابلہ سے ہٹنا نہیں چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ ظلمت شب ان کے درمیان حائل ہوگئی تو ایک

نے دوسرے سے سوال کیا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم بنی تمیم ہیں۔ دوسرے فریق نے کہا کہ ہم بھی بنی تمیم ہیں اور اس طرح شام کے وقت دونوں فریق علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

براء بن قبیصہ کی روانگی کوفہ:

مہلب نے براء سے پوچھا فرمائیے آپ نے کیا دیکھا۔ براء نے کہا بخدا! میں نے ایسے لوگوں کو تمہارے مقابل پایا کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے جو ان کے خلاف تمہیں کامیاب کر رہی ہے۔

مہلب نے براء کی بہت کچھ خاطر مدارات کی اور انہیں نذرانہ دیا' خلعت دیا اور گھوڑا اور دس ہزار درہم دیئے۔

براء حجاج کے پاس واپس چلے آئے' اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا۔ اور مہلب کی معذوری ظاہر کی مہلب نے حجاج کو یہ خط لکھا۔

مہلب کا حجاج کے نام خط:

''میرے پاس جناب والا کا خط آیا۔ جس میں آپ نے خارجیوں کے معاملہ میں مجھ پر الزام عائد کیا تھا اور مجھے حکم دیا کہ میں ان پر حملہ کروں۔ اور یہ تمام کارروائی آپ کے فرستادہ شخص کے سامنے ہو۔ چنانچہ میں نے آپ کے احکام کی تعمیل کر دی۔ اب آپ اپنے قاصد سے جو کچھ انہوں نے بچشم خود دیکھا ہے دریافت فرمالیں۔ اگر ان کا تباہ کرنا یا ان کے مقام سے انہیں نکال دینا یہ میری قدرت میں ہوتا اور پھر میں ایسا نہ کرتا تو تب یقیناً اس کے یہ معنی ہوتے کہ نہ امیر المومنین سے میں نے وفا کی نہ آپ کی خیر خواہی۔ بلکہ مسلمانوں کو دھوکے میں رکھا' معاذ اللہ میرا ہرگز یہ طرزِ عمل نہیں اور نہ اس طرح میں خدا کو منہ دکھا سکتا ہوں۔ والسلام''۔

مقعطر الضبی کے قتل کا مطالبہ:

غرضیکہ مہلب اسی طرح مسلسل آٹھ ماہ تک خارجیوں سے برسر پیکار رہے۔ ان کے خلاف کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جب کبھی خارجیوں نے مہلب اور ان کے ساتھی اہل عراق پر کمین گاہ سے حملہ کرنے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے ہمیشہ انہیں تیروں اور تلواروں سے زک دی اور اپنی حفاظت کی' ایک مقعطر الضبی نامی تھا جو قطری کی طرف سے کرمان کی ایک سمت کا عامل تھا۔ یہ ایک فوج کی جماعت اپنے ساتھ لے کر نکلا اور خارجیوں کے ایک بڑے بہادر شخص کو اس نے قتل کر ڈالا۔ تمام خارجی قطری کے پاس دوڑے آئے اور یہ واقعہ بیان کیا اور مطالبہ کیا کہ اس شخص کو جو قبیلہ بنی ضبہ سے تعلق رکھتا ہے ہمارے حوالے کر دیا جائے تاکہ ہم اسے اپنے ساتھی کے بدلہ میں قتل کر ڈالیں۔

قطری خارجی اور خوارج میں اختلاف:

قطری نے کہا میری رائے تو یہ ہے نہیں کہ میں ایسا کروں اس شخص نے کلام پاک کے معنے بیان کرنے میں غلطی کی تھی۔ اور میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تم اسے قتل کر ڈالو۔ کیونکہ وہ بہت ہی نیک اور بزرگ شخص ہے۔

خارجیوں نے کہا ہاں اسے ضرور قتل کر ڈالنا چاہیے۔ قطری نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ غرضیکہ یہی واقعہ ان کے اختلاف کی بنیاد ہوا۔ خارجیوں نے عبد ربّ کبیر کو اپنا سردار بنالیا اور قطری کو چھوڑ دیا۔

قطری خارجی اور مخالف خوارج کی شب و روز جنگ:

ایک مختصر سی جماعت نے قطری کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جو تقریباً خارجیوں کی مجموعی تعداد کی ایک چوتھائی یا پانچواں حصہ ہو گی۔ قطری اس جماعت کے ساتھ اپنے مخالف خارجیوں سے تقریباً ایک ماہ تک دن رات لڑتا رہا۔ اس واقعہ کی اطلاع مہلب نے حجاج کو دی اور لکھا:

''اللہ تعالیٰ نے خارجیوں کے جوش و خروش کو ان کے جھگڑے ہی میں ٹھنڈا کر دیا۔ خارجیوں کی ایک بڑی جماعت نے تو قطری کا ساتھ چھوڑ کر عبدرب کبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی' ایک چھوٹی سی جماعت اب بھی اس کے ساتھ رہی۔ اور ان دونوں فریقوں میں رات دن معرکہ کارزار گرم ہوا اور مجھے توقع ہے کہ ان شاء اللہ یہی واقعہ ان کی تباہی کا سبب ہوگا۔ والسلام''۔

حجاج کا مہلب کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم:

حجاج نے اس کے جواب میں مہلب کو لکھا:

''تمہارا خط آیا' خارجیوں کی باہمی پھوٹ کے متعلق جو کچھ تم نے تذکرہ کیا ہے میں نے اسے پڑھا' جب میرا خط تمہیں ملے تو تم اسی حالت میں کہ ان کے آپس میں اختلاف اور دشمنی پڑ گئی ہے قبل اس کے کہ پھر ان میں یک جہتی اور اتفاق ہو جائے ان پر حملہ کر دو اور اس وقت تمہارے حملہ کر دینے سے انہیں شدید ترین نقصان پہنچے گا۔ والسلام''۔

مہلب کی خوارج کی خانہ جنگی میں خاموشی:

مہلب نے اس کے جواب میں لکھا:

''جناب والا کا مراسلہ مجھے ملا۔ جو کچھ اس میں مذکور تھا میں اسے سمجھ گیا۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ جب تک وہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں اور اس طرح اپنی تعداد گھٹا رہے ہیں میں تماشہ دیکھتا رہوں گا اور ان سے کچھ نہ بولوں گا اگر اسی طرح وہ ختم ہو گئے تو فہو المراد اور اسی میں ان کی مکمل تباہی ہے اور اگر ان میں پھر اتحاد ہو گیا تو اس وقت وہ اس خانہ جنگی سے بہت کمزور ہو چکے ہوں گے۔ میں فوراً ہی ان پر حملہ کر دوں گا۔ اس وقت ان کی یہ طاقت و شوکت باقی نہیں رہے گی۔ اور ان شاء اللہ ان کا تباہ کرنا بہت ہی آسان ہوگا''۔

قطری کی روانگی طبرستان:

حجاج خاموش ہو گیا۔ اور مہلب بھی چپ بیٹھے ہوئے دور سے تماشہ دیکھتے رہے۔ خارجی اسی طرح ایک ماہ تک خانہ جنگی میں مصروف رہے۔ اس کے بعد قطری ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی طبرستان کی طرف چلا۔

خوارج کی عبدرب کبیر کی بیعت:

اور باقی تمام خارجیوں نے عبدرب کبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی' پھر فوراً ہی مہلب نے خارجیوں پر حملہ کر دیا۔ خارجیوں نے بھی مہلب کا نہایت سختی سے مقابلہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ کر دیا۔ اور بہت تھوڑے ان میں سے بچ سکے' باقی تمام کے تمام وہیں کھیت رہے۔

ان کی قیام گاہ پر قبضہ کر لیا گیا اور جو کچھ اس میں ساز و سامان تھا وہ سب لے لیا گیا۔ اور سب کو قید کر کے لونڈی غلام بنایا۔ کیونکہ خارجی بھی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے تھے۔

جب کرمان میں خارجیوں کے درمیان اختلاف ہوا۔ جس کا ذکر ہم اوپر بیان کر چکے ہیں تو خارجی عبدرب کبیر کے ساتھ ہوئے۔ اور کچھ قطری کے ساتھ ہو گئے۔ مگر اس سے قطری کی طاقت کو بہت ضعف پہنچا۔ اور اب اس نے طبرستان کا رخ کیا۔

سفیان بن الابرد کا قطری خارجی کا تعاقب:

حجاج کو قطری کی حالت کی اطلاع ہوئی۔ اس نے اہل شام کے ایک زبردست لشکر کو بسر کردگی سفیان بن الابرد قطری کے تعاقب میں روانہ کیا۔ سفیان روانہ ہو کر رے پہنچا۔ اور اب یہاں سے اس نے خارجیوں کا پیچھا کیا۔

طبرستان میں اہل کوفہ کی جو جماعت تھی اسحٰق محمد بن الاشعث اس کے سپہ سالار تھے۔ حجاج نے انہیں حکم دیا کہ تم سفیان کے احکام کی تعمیل کرو۔ اور وہی تمہارے افسر ہیں۔

اسحاق بھی سفیان سے آ ملے اور اب یہ دونوں سردار قطری کی تلاش میں روانہ ہوئے اور طبرستان کے پہاڑوں کی ایک گھاٹی میں اس سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اور پہنچتے ہی سختی سے جنگ شروع کر دی۔ قطری کے ساتھی اس سے علیحدہ ہو گئے۔ اور وہ اپنے گھوڑے یا خچر پر سے پہاڑ کے کھڈ کی تہہ میں لڑھکتا ہوا چلا گیا۔

ایک ضعیفہ کا معاویہ بن محصن پر حملہ:

معاویہ بن محصن الکندی کا بیان ہے کہ جب وہ وہ گرا میں نے اسے دیکھا مگر اسے پہچانتا نہ تھا۔ میں نے پندرہ عربی عورتیں دیکھیں جو اپنے حسن و جمال اور شکل و صورت میں قدرتِ خدا کا ایک نمونہ تھیں۔ سوائے ایک بڑھیا کے کہ وہ بھی ان میں تھی۔ وہ اپنی آپ ہی مثال تھیں۔ میں نے ان پر حملہ کیا اور انہیں سفیان بن الابرد کی طرف کھڈ پر لایا۔ جب میں انہیں سفیان کے قریب لے آیا تو اس بڑھیا نے تلوار نکال کر مجھ پر حملہ کیا۔ اور ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار میرا خود کاٹ کر میرے حلق کی کھال کو کاٹتی ہوئی الجھ گئی۔ اس پر میں نے اس کے سر پر تلوار کا ایک ہی ہاتھ رسید کیا کہ اس کا خاتمہ ہو گیا اور زمین پر گر پڑی۔

اب میں ان نوجوان عورتوں کو لے کر آگے بڑھا اور انہیں میں نے سفیان کے حوالے کر دیا۔ سفیان اس بڑھیا کی جرأت پر ہنس رہا تھا اور پھر اس نے مجھ سے کہا کہیے آپ نے اسے کیوں قتل کر ڈالا میں نے عرض کیا کہ جناب والا نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ اس نے تو مجھ پر تلوار کا ایسا وار کیا تھا کہ قریب تھا کہ مجھے قتل ہی کر ڈالے۔

قطری خارجی اور ایک گنوار:

سفیان نے کہا کہ ہاں بے شک میں نے خود اس واقعہ کو دیکھا ہے میں تمہیں اس فعل پر الزام نہیں دیتا اس علاقے کا ایک گنوار اس جگہ آیا جہاں کہ قطری پہاڑ کی گھاٹی سے گرا پڑا ہوا تھا۔ چونکہ اسے سخت پیاس معلوم ہو رہی تھی اس نے گنوار سے کہا کہ مجھے پانی پلا۔ گنوار نے کہا کچھ دلوائیے تو پلاؤں۔ قطری نے کہا تجھے مانگتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ یہاں میرے پاس سوائے ان ہتھیاروں کے اور کیا ہے اور اگر تو مجھے پانی پلا دے گا تو یہ ہتھیار میں تجھے دے دوں گا۔

گنوار نے کہا نہیں جناب ابھی دے دیجیے۔ قطری نے کہا کہ تاوقتیکہ تم پانی لا کر نہ پلاؤ۔ میں نہیں دے سکتا۔

قطری خارجی کا قتل:

غرض کہ وہ گنوار وہاں سے چلا آیا اور پہاڑ پر چڑھ کر بہت اونچی جگہ سے ایک بڑا بھاری پتھر لڑھکا دیا۔ پتھر لڑھکتا ہوا قطری تک پہنچا اور اس کے سرین پر لگا جس سے اس کا حال اور بھی سقیم ہوگیا پھر اس گنوار نے اور لوگوں کو آواز دے کر اپنی طرف بلایا۔ اسے اس وقت تک معلوم نہ تھا کہ یہ ہی قطری ہے۔ البتہ اس کی ذاتی وجاہت اور پورے اسلحہ سے جو وہ سجائے ہوئے تھا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ خارجیوں کا کوئی بڑا شخص ہے۔

قطری خارجی کے قتل کے مدعی:

قطری کو دیکھتے ہی کئی ایک کوفے والے اس کی طرف لپکے۔ اور اس کا کام تمام کیا۔ ان لوگوں میں سورہ بن الجرا تمیمی، جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف، صباح بن محمد بن الاشعث، باذام بنی اشعث کا آزاد غلام اور عمر بن ابی صلت بن کنار بنی نصر بن معاویہ کا آزاد غلام جوز میندار بھی تھا۔ شریک تھے یہ سب کے سب قطری کے قتل کا دعویٰ کرتے تھے۔

جب کہ ان میں ہر شخص اس کے قتل کرنے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ ابوالجہم بن کنانۃ الکلبی ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ لائیے یہ سر تو میرے حوالے کر دیجیے اور آپ لوگ آپس میں تصفیہ کر لیجیے۔

ابوالجہم بن کنانہ کا اعزاز:

ابوالجہم اس سر کو اسحٰق بن محمد کے پاس لایا یہ اہل کوفہ کی فوج کے افسر تھے۔ جعفر میں اور ان میں کسی وجہ سے رنجش تھی۔ جعفر ان کے پاس آتا بھی نہ تھا۔ اور نہ ان کی آپس میں بول چال تھی۔ جعفر سفیان کے ساتھ تھا اور اسحٰق کے ہمراہ نہ تھا اور اہل مدینہ کا جو دستہ فوج رے میں مقیم تھا اس کا افسر تھا۔

سفیان نے باشندگان رے میں سے حسب الحکم حجاج بہادروں کا انتخاب کیا۔ اور انہیں اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوا تھا۔

بہر حال جب یہ لوگ قطری کا سر لے کر آئے تو اس کے متعلق جھگڑنے لگے۔ ابوالجہم بن کنانۃ الکلبی سر کو اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔ سفیان نے اسے حکم دیا۔ کہ تم اس سر کو لے کر چلے جاؤ اور ان لوگوں کو آپس میں جھگڑنے دو۔

ابوالجہم اس سر کو لے کر حجاج کے پاس آیا۔ اور پھر عبدالملک کے پاس لایا۔ عبدالملک نے اسے دو ہزاری منصب داروں میں کر دیا۔ اور اس کے گھر کے اس بچے تک کا منصب مقرر کر دیا۔ جس کا دودھ چھوٹا ہو۔

جعفر کا قتل قطری پر دعویٰ:

جعفر سفیان کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ قطری نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ اور اس کا مجھے نہایت ہی صدمہ تھا آپ میرا ان لوگوں سے سامنا کرائیے جو اس کے قتل کرنے کے مدعی ہیں۔ اور ان سے دریافت کیجیے کہ کیا میں ان سب کے آگے نہ تھا۔ اور سب سے پہلے پہنچ کر میں نے ہی اس کے ایک کاری ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اور اسے پچھاڑا تھا۔ جب میں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس وقت اور لوگ آئے اور پھر انہوں نے بھی تلواریں مار کر اپنے حوصلے نکالنے شروع کیے۔ اگر وہ لوگ میرے بیان کی تصدیق کریں تو سچے ہیں اور اگر منکر ہوں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ہی اسے قتل کیا ہے ورنہ وہ لوگ قسم کھا کر کہیں انہوں نے قتل کیا ہے۔ اور کہہ دیں کہ جو کچھ میرا بیان ہے اس سے وہ واقف نہیں اور نہ میرا اس کے قتل کرنے میں کوئی حق ہے۔ تو میں خاموش ہو جاؤں گا۔

سفیان نے کہا کہ اب آپ آئے ہیں جب کہ میں نے سر کو حجاج کے پاس بھیج دیا ہے۔ جب جعفر واپس چلا آیا تو سفیان نے لوگوں سے کہا کہ بے شک اگر جعفر نے قطری کو قتل کیا ہے تو وہی سب سے زیادہ اہل بھی تھا۔

عبیداللہ بن ہلال خارجی کا قتل:

اس کے بعد سفیان نے عبیداللہ بن ہلال کی فوج کا رخ کیا عبید نے قلعہ قومس میں پناہ لی تھی۔ سفیان نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ اور کچھ روز لڑتا رہا۔ پھر سفیان اپنی فوج کو قلعہ کے بالکل نزدیک لے آیا۔ اور چاروں طرف سے خارجیوں کو گھیر لیا۔

سفیان نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ اعلان کر دو کہ خارجیوں میں سے جو شخص اپنے سردار کو قتل کر کے ہمارے پاس چلا آئے گا اسے امان دی جائے گی۔

خارجیوں پر محاصرہ کی تکلیف روز بروز بڑھتی گئی۔ کھانے کو کچھ نہ رہا۔ جس قدر جانوران کے پاس تھے ان سب کو کھا گئے اور جب یہ بھی نہیں رہے تو قلعہ سے نکل کر سفیان کے مقابلہ پر آئے۔ سفیان نے ان سب کو قتل کر دیا اور ان کے سر حجاج کے پاس بھیج دیئے۔

سفیان بن الابرد کی معزولی:

سفیان اس جنگ سے فارغ ہو کر دنباوند اور طبرستان چلا آیا اور ابھی طبرستان ہی میں مقیم تھا کہ جنگ جماجم سے پہلے ہی حجاج نے اسے معزول کر دیا۔

امیہ بن عبداللہ ناظم خراسان:

اسی سنہ میں امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے بکیر بن وشاح السعدی کو قتل کیا۔

باب ۱۰

اُمیہ بن عبداللہ، بکیر بن وشاح

امیہ بن عبداللہ نے جو عبدالملک کی طرف سے خراسان کا ناظم تھا' بکیر بن وشاح کے علاقہ ماوراء النہر میں جہاد کے لیے منتخب کیا۔ اس سے پہلے بھی امیہ نے بکیر کو طخارستان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور جب بکیر نے روانگی کا انتظام شروع کیا اور کچھ روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔ اس وقت بحیر بن ورقاء الصریمی نے امیہ سے اس کی چغلی کھائی۔ جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اس پر امیہ نے بکیر کو حکم دے دیا تھا کہ تم ابھی یہیں رہو۔

اب اس مرتبہ جب امیہ نے اسے ماوراء النہر کے علاقہ میں جہاد کرنے کے لیے مقرر کیا۔ اس نے تیاری شروع کی۔ ساز و سامان اور اسلحہ فراہم کیا۔ اور سعد کے بعض آدمیوں اور تاجروں سے روپیہ بھی قرض لیا۔ اب کی پھر بحیر نے امیہ سے کہا کہ اگر بکیر دریا کے اس پار چلا گیا۔ اور ماوراء النہر کے علاقے کے رؤساسے ملا یہ ضرور خلیفۃ المسلمین کا ساتھ چھوڑ دے گا۔ اور خود دعویدار سلطنت بن جائے گا۔

امیہ اور بکیر میں کشیدگی:

امیہ نے بکیر سے کہلا بھیجا کہ تم بھی ٹھہرے رہو۔ شاید میں خود ہی جہاد کے لیے چلوں اور تم میرے ساتھ ہی رہنا۔

بکیر کو اس پر بہت طیش آیا اور اس نے کہا کہ اس کے تو یہ معنی ہوئے۔ کہ وہ مجھے دق کر رہے ہیں۔

عتاب اللقوہ الغدانی نے اس بھروسہ پر کہ میں تو بکیر کے ساتھ جہاد میں چلا جاؤں گا۔ کچھ قرض لیا تھا اب جب کہ بکیر کا جانا ملتوی ہو گیا تو عتاب کے قرض خواہوں نے اسے پکڑ لیا اور وہ قید کر دیا گیا مگر بکیر نے اس کی طرف سے روپیہ ادا کر دیا۔ اور پھر یہ رہا ہوا۔

اب امیہ بھی جہاد کے لیے جانے پر آمادہ ہوا۔ اور حکم دیا کہ بخارا پر فوج کشی کی تیاری کی جائے۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ بخارا ہوتا ہوا ترمذ میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم پر حملہ آور ہو۔

امیہ کی فوج کا کشماہن میں اجتماع:

لوگوں نے ساز و سامان درست کرنا شروع کیا اور روانگی کی تیاری کرنے لگے۔ امیہ نے اپنے بیٹے زیاد کو خراسان پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا امیہ روانہ ہوا۔ بکیر بھی اس کے ہمراہ تھا اور مقام کشماہن پر انہوں نے فوج کا اجتماع اور ترتیب کی۔ چند روز یہاں قیام کرنے کے بعد کوچ کا حکم دیا گیا اس مرتبہ پھر بحیر نے امیہ سے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ بہت لوگ اس مہم کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں گے۔ اس لیے آپ بکیر کو حکم دیں کہ وہ اہل فوج کے بالکل عقب میں رہیں تاکہ کوئی شخص پیچھے نہ رہ جائے۔

بکیر بن وشاح کی مراجعت مرو:

غرضیکہ امیہ نے حسب بکیر کو حکم دیا کہ تم سب کے پیچھے رہو اسی ترتیب سے چلتے چلتے یہ تمام لشکر دریائے جیحون پہنچا۔ امیہ نے

بکیر سے کہا کہ تم سب سے پہلے دریا کو عبور کرو۔ مگر عتاب اللقوہ نے عرض کیا کہ آپ سپہ سالار ہیں۔ سب سے پہلے آپ عبور کریں۔ بعدہ دوسرے لوگ عبور کریں گے چنانچہ امیہ نے دریا کو عبور کیا۔ اور ان کے پیچھے تمام فوج نے عبور کیا۔ جب دریا کے اس پار پہنچ گئے تو امیہ نے بکیر سے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ چونکہ میرا لڑکا بھی بالکل نوجوان اور ناتجربہ کار ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ وہ انتظام ملک کو ٹھیک نہ رکھ سکے۔ اور اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام نہ دے سکے اس لیے تم مرو واپس چلے جاؤ میری قائم مقامی کرو۔ میں نے تمہیں اس کا والی مقرر کیا۔ میرے لڑکے کو انتظام مملکت سکھاؤ اور اس فرائض کو تم انجام دو۔

بکیر نے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے خراسان کے ایسے شہسوار منتخب کیے۔ جنہیں وہ خوب جانتا تھا اور جن پر بھروسہ کرتا تھا ان کے ساتھ اس نے پلٹ کر مرو کا رخ کیا۔ اور پھر دریائے جیحوں کو عبور کیا۔

امیہ بن عبداللہ کی پیش قدمی:

امیہ نے بخارا کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ ابو خالد ثابت خزاعہ کا آزاد غلام ان کی فوج کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا۔ جب امیہ بخارا کی طرف چلا آیا اور بکیر نے دریا عبور کر لیا تو عتاب اللقوہ نے بکیر سے کہا کہ ہم نے اور ہمارے خاندان والوں نے اپنی جانیں دے کر خراسان پر قبضہ کیا تھا۔ اور اس کا انتظام کیا۔ ہم نے درخواست کی تھی کہ قریش میں سے کوئی ایسا شخص ہمارا امیر بنایا جائے۔ جو ہم میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرے۔ اور انتظام درست رکھے۔ مگر ایسا شخص ہمارا امیر مقرر کیا گیا ہے جس نے ہمیں کھلونا بنا رکھا ہے کبھی اس جیل خانہ میں رکھتا ہے کبھی دوسرے میں بدل دیتا ہے۔

عتاب اللقوہ کا بکیر کو مشورہ:

بکیر نے کہا اچھا پھر کیا صلاح ہے۔ عتاب نے کہا کہ صلاح یہ ہے کہ ان کشتیوں کو تو آگ کی نذر کر دو۔ مرو چلو۔ امیر کی اطاعت کا جوا گلے سے اتار دو اور چل کے وہاں رہو۔ اور جب تک ہو سکے عیش کرو۔ احنف بن عبداللہ العنبری نے بھی عتاب کی رائے کی تائید کی۔ مگر بکیر نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ یہ میرے بہادر ساتھی تباہ ہو جائیں گے۔

عتاب نے کہا کہ آپ ان لوگوں کی عدم موجودگی سے خائف ہیں۔ اگر یہ مٹ گئے تو میں اہل مرو میں سے جس قدر آدمی آپ چاہیں گے آپ کے پاس لے آؤں گا۔

بکیر نے کہا کہ اس حرکت سے مسلمان تباہ ہو جائیں گے۔ عتاب نے کہا کہ اس کی ایک بڑی آسان صورت یہ ہے کہ آپ صرف اس بات کا اعلان کر دیجیے گا کہ جو شخص مسلمان ہو جائے گا اس سے خراج نہیں لیا جائے گا۔ پھر دیکھئے کہ پچاس ہزار مسلح افراد شہسوار آپ کے پاس آ جائیں گے جو ان لوگوں سے زیادہ اطاعت شعار اور فرمانبردار ہوں گے۔

بکیر نے کہا کہ امیہ اور اس کے تمام ساتھی تباہ ہو جائیں گے۔ عتاب نے جواب دیا کہ وہ کیوں ہلاک ہونے لگے ان کے پاس تو ہر طرح کا سامان ہے۔ ہتھیار ہیں۔ ان کی تعداد کثیر ہے اور وہ بہادر ہیں۔ ان کے پاس تو اس قدر سامان ہے کہ وہ اپنی مدافعت کرتے ہوئے چین تک جا سکتے ہیں۔

زیاد بن امیہ کی اسیری:

غرض کہ اب بکیر نے کشتیاں جلا دیں۔ مرو واپس آیا۔ امیہ کے بیٹے کو پکڑ کر قید کر دیا اور لوگوں کو دعوت دی کہ تم امیہ کا ساتھ

چھوڑ دو۔لوگوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا امیہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔اس نے معمولی جنگ تاوان قبول کر کے بخارا والوں سے مصالحت کر لی اور واپس پلٹا۔

امیہ کا بکیر کے متعلق ساتھیوں سے مشورہ:

امیہ نے حکم دیا کہ کشتیاں بنائی جائیں۔کشتیاں مہیا کی گئیں امیہ نے بنی تمیم کے ان معزز اشخاص کو جو اس کے ہمرکاب تھے۔ مخاطب کر کے کہا کہ آپ لوگوں کو بکیر کی حرکتوں پر تعجب نہیں ہوتا۔

جب میں خراسان آیا مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں بکیر سے ہوشیار رہوں۔اس کے خلاف میرے پاس شکایتیں کی گئی ہیں اور بیان کیا گیا کہ اس نے مال غنیمت میں تصرف بے جا کیا ہے مگر میں نے ان تمام باتوں پر چشم پوشی کی۔نہ کسی بات کی تحقیق و تفتیش کی اور نہ اس کے مقرر کردہ عہدہ داروں سے کوئی تعارض کیا میں نے اس کے سامنے اپنے محافظ دستہ کی سرداری پیش کی۔اس نے قبول نہیں کی۔میں نے اسے بھی معاف کر دیا۔پھر میں نے اسے گورنر مقرر کیا۔اس پر لوگوں نے مجھے اس کی جانب سے ڈرایا۔پھر میں نے حکم دیا کہ وہ ابھی یہیں مقیم رہیں۔اور اس کی غرض صرف اتنی تھی کہ میں دیکھوں کہ ان کا رنگ ڈھنگ کیا رہتا ہے۔اس کے بعد میں نے انہیں مرو واپس بھیج دیا۔تاکہ وہاں کے معاملات کی زمام اپنے ہاتھ میں لے لیں۔میرے ان تمام احسانات کو انھوں نے پس پشت ڈال دیا۔اور ان تمام مراعات کا مجھے یہ صلہ دیا جو آپ کے سامنے ہے۔

ان لوگوں نے بکیر سے کہا کہ امیہ کا طرز عمل یہ نہیں ہے۔یہ اصل میں عتاب اللقوہ کی شرارت ہے اسی نے بکیر کو کشتیاں جلا ڈالنے کا مشورہ دیا تھا۔

امیہ بن عبداللہ کی مراجعت مرو:

امیہ نے کہا کہ عتاب کی کیا حقیقت ہے' وہ تو ایک ہرجائی مرغی ہے جب اس بات کی اطلاع عتاب کو ہوئی تو اس نے چند شعروں موزوں کر کے اپنے دل کا بخار نکالا۔

کشتیاں تیار ہو گئیں۔امیہ نے دریا کو عبور کر کے مرو کا رخ کیا۔اور موسیٰ بن عبداللہ کا خیال بھی ترک کر دیا اور کہنے لگا' اے خداوند میں نے بکیر کے ساتھ احسان کیا تھا' اس نے میرے احسان کا بدلہ برائی سے دیا اور جو حرکت اس نے کی ہے وہ سب پر روشن ہے۔

اے خداوند! اب تو ہی اس سے میرا بدلہ لینے والا ہے۔شماس بن دثار نے جو ابن خازم کے قتل کے بعد بجستان سے واپس آ کر اس مہم میں امیہ کے ساتھ تھا کہا کہ ان شاء اللہ میں اس سے آپ کی طرف اسے بھگت لوں گا۔

بکیر کا شماس پر شبخون:

امیہ نے شماس کو آٹھ سو فوج کے ساتھ آگے بڑھا۔شماس مقام باسان پر جو بنی نصر کی ملکیت میں تھا آ کر فروکش ہوا۔بکیر بھی اس کی طرف چلا۔مدرک بن انیف بھی اس کے ساتھ تھا۔جس کا باپ شماس کے ہمراہ تھا۔

بکیر نے شماس سے کہلا بھیجا کہ کیا تیرے سوا بنی تمیم میں اور کوئی شخص نہ تھا جو میرے مقابلہ پر آتا اور اسے لعنت ملامت بھی کی۔

شماس نے کہلا بھیجا تو مجھ سے زیادہ قابل ملامت اور باعتبار اپنی حرکتوں کے مجھ سے کہیں زیادہ بدتر ہے تو نے امیہ سے وفاداری نہیں کی اور جو احسانات تیرے ساتھ اس نے کیے اس کا احسان نہیں مانا۔ جب وہ خراسان آیا۔ اس نے تیری عزت کی نہ تجھ سے اس نے کوئی تعارض کیا اور نہ تیرے مقرر کردہ عہدیداروں کو چھیڑا۔ مگر تو نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ اس کے مقابلہ پر آیا ہے بکیر نے شماس پر شب خون مارا اور اس کی فوج کو منتشر کر دیا۔ اپنی فوج کو حکم دیا کہ دشمن کے کسی شخص کو قتل نہ کرو اور البتہ اس کے اسلحہ چھین لو۔ چنانچہ جب وہ کسی شخص کو پکڑتے تھے تو اس کے ہتھیار چھین لیتے اور اسے چھوڑ دیتے تھے غرض کہ اسی طرح شماس کی تمام جماعت تتر بتر ہوگئی۔

شماس موضع بوینہ میں جو قبیلہ بنی طے کی جاگیر میں تھا آ کر فروکش ہوا۔ امیہ بھی کشماہن میں آ کر قیام پذیر ہوا اب شماس بن ورقا بھی امیہ کے پاس واپس آ گیا۔

ثابت بن قطبہ کی گرفتاری ورہائی:

اس مرتبہ امیہ نے ثابت بن قطبہ بنی خزاعہ کے آزاد غلام کو بکیر کے مقابلہ کے لیے آگے بڑھایا۔ بکیر اس سے مقابل ہوا اور اسے گرفتار کر لیا اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور چونکہ ثابت نے کوئی احسان بکیر کے ساتھ کیا تھا اس لیے بکیر نے اسے چھوڑ دیا۔

امیہ اور بکیر کی جنگ:

ثابت امیہ کے پاس واپس آ گیا اور اب خود امیہ اپنی فوج کے ساتھ بکیر کے مقابلہ پر آیا۔ بکیر نے اس کا مقابلہ شروع کیا ابو رستم الخلیل بن اوس العبشمی بکیر کے محافظ دستہ کا سردار تھا اس دن یہ خوب بہادری سے لڑا اس پر امیہ کی فوج والوں نے طنزاً اسے ''اے عارمہ کے شوہر کے محافظ دستہ کے سردار'' کہہ کر پکارا' عارمہ بکیر کی لونڈی تھی۔ ابورستم یہ الفاظ سن کر ذرا جھجکا۔ بکیر نے اس سے کہا کہ ان لوگوں کی بکواس کا تم مطلقاً خیال نہ کرو۔ اور بے شک عارمہ کا شوہر ایک ایسا بہادر شخص ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اپنا جھنڈا آگے بڑھاؤ۔

بکیر کی پسپائی اور سوق عتیقہ میں قیام:

دونوں فوجوں میں پھر جنگ شروع ہوئی اور دیر تک لڑتے رہے آخر کار بکیر پسپا ہوا۔ اور مقام حائط میں داخل ہوا اور سوق عتیقہ میں فروکش ہوا۔

امیہ نے باسان میں ڈیرے ڈالے اور اب یہ دونوں مدمقابل میدان یزید میں سرگرم کارزار ہوتے رہے۔

میدان یزید میں بکیر وامیہ کے معرکے:

پہلے دن بکیر کی فوج کے پاؤں اکھڑ چکے تھے۔ مگر بکیر نے انہیں سنبھال لیا۔ پھر دوسرے روز اسی میدان میں جنگ ہوئی۔ بنی تمیم کے ایک شخص نے بکیر کے پاؤں پر تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ بکیر گھسیٹتا ہوا چلنے لگا۔ اور ہریم اسے بچاتا جاتا تھا۔

اس تمیمی شخص نے دعا مانگی کہ اے اللہ تو ہماری مدد کر اور فرشتے امداد کے لیے بھیج دے۔ ہریم نے اس سے کہا کہ تو اپنی جان بچا۔ فرشتوں کو تیری کچھ پروا نہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ مگر اس شخص نے پھر دعا مانگی کہ اے اللہ تو فرشتوں کو ہماری مدد کے لیے بھیج دے۔

ہریم نے کہا کہ یا تو مجھ سے علیحدہ رہ۔ ورنہ میں تجھے قتل کر کے فرشتوں کے پاس چھوڑ جاؤں گا۔

ہریم نے بکیر کو بچایا اور اسے اپنی فوج میں لے آیا۔ بنی تمیم کے ایک شخص نے چلا کر کہا۔ ''اے امیہ! اے قریش کے رسوا کرنے والے'' یہ سن کر امیہ نے قسم کھائی کہ اگر یہ شخص میرے قابو میں آ گیا تو میں اسے حلال کر ڈالوں گا۔ چنانچہ یہ شخص پکڑا گیا۔ اور امیہ نے اسے شہر کی فصیل کے دونوں دمدموں کے درمیان ذبح کر ڈالا۔

حریث بن قطبہ کا بکیر پر مہلک وار:

دوسرے دن پھر مقابلہ ہوا۔ آج بکیر بن وشاح نے ثابت بن قطبہ کے سر پر تلوار کا ہاتھ مارا۔ اور فخریہ لہجہ میں کہا کہ میں ابن وشاح ہوں۔ فوراً ہی حریث بن قطبہ ثابت کے بھائی نے بکیر پر حملہ کیا۔ بکیر پسپا ہوا۔ اس فوج کے پاؤں بھی اکھڑ گئے۔ حریث بکیر کے پیچھے چلا اور جب پل کے قریب پہنچے تو حریث نے بکیر کو للکارا۔ بکیر نے پلٹ کر حریث پر حملہ کر دیا۔ مگر حریث نے اس کے سر پر ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار خود کو کاٹ کر اس کے سر پر بیٹھی۔ بکیر گر پڑا۔ مگر اس کے ساتھی اس کو شہر میں اٹھا کر لے آئے۔ غرض کہ اسی طرح ان دونوں میں مقابلہ ہوتا رہا۔

امیہ کا بکیر کا محاصرہ:

بکیر کے ساتھی خوب زرق برق رنگین لباس وزرد رنگ کی عبائیں اور پائجامے پہن کر صبح کو نکلتے تھے اور شہر کی فصیل پر بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک شخص امیہ کی فوج والوں کو مخاطب کر کے اعلان کر دیتا تھا کہ اگر کسی شخص نے ہم پر ایک تیر بھی چلایا تو ہم اس کے عوض تمہارے اہل وعیال میں ایک شخص کا سر کاٹ کر فصیل سے پھینک دیں گے اس وجہ سے کوئی شخص ان پر تیر نہیں چلاتا تھا۔

بکیر اور امیہ میں مصالحت:

بکیر کو اب یہ خوف ہوا کہ اگر محاصرہ نے اور طول کھینچا تو لوگ میرا ساتھ چھوڑ دیں گے اس لیے اس نے صلح کی درخواست کی۔ امیہ کی فوج والے بھی صلح کے خواہش مند تھے۔ کیونکہ ان کے اہل وعیال شہر میں تھے۔ انہوں نے بھی درخواست کی کہ آپ صلح کر لیجیے۔ اور وہ خود بھی صلح وآشتی کو اچھا سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس شرط پر صلح ہوئی کہ امیہ چار لاکھ درہم بکیر کو دے۔ اور اسی طرح اس کے ساتھیوں کو بھی انعام دے۔ اور خراسان کے جس ضلع کو بکیر پسند کرے امیہ اسے اس ضلع کا حاکم مقرر کر دے۔ اور بحیر جو کچھ اس کے بارے میں کہے۔ اس پر اعتماد نہ کرے۔ اور اگر امیہ کو اس کی طرف سے کچھ شبہ ہو تو چالیس روز تک بکیر کو امان دی جائے۔ اس کے بعد وہ مرو سے چلا جائے گا۔

امیہ اور بکیر میں معاہدہ:

امیہ نے بکیر کے لیے عبدالملک سے وعدہ امان حاصل کر لیا۔ اور باب سنجار پر بکیر کو عہد نامہ لکھ کر دے دیا۔ اور پھر امیہ شہر میں داخل ہوا۔ بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ بکیر امیہ کے ہمراہ جہاد کے لیے گیا ہی نہیں۔ بلکہ جب امیہ جہاد کے لیے جانے لگا تو اس نے مرو پر بکیر کو اپنا قائم مقام کر دیا۔ امیہ کے جاتے ہی بکیر نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ امیہ واپس آیا۔ بکیر سے لڑا اور پھر اس سے صلح کر کے مرو میں داخل ہوا۔

امیہ نے بکیر سے جو جو وعدے کیے تھے۔ وہ سب ایفا کیے۔ ہمیشہ اسے انعام واکرام دیتا رہتا تھا اور اس کی عزت کرتا تھا۔

امیہ کا عتاب اللقوة سے حسن سلوک:

امیہ نے عتاب اللقوة کو بلا کر کہا کہ تو نے ہی بکیر کو بغاوت کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ عتاب نے کہا جی ہاں۔ امیہ نے کہا کیوں؟ عتاب نے کہا میں بالکل مفلس اور نادار ہو گیا تھا۔ مجھ پر قرضہ بہت زیادہ ہو گیا تھا اور قرض خواہ مجھے ستا رہے تھے۔

امیہ نے کہا افسوس صرف اتنی بات کی وجہ سے تو نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈال دی۔ اور جب کہ مسلمان دشمنانِ ملت سے برسرِ جہاد تھے۔ تو نے دریا کے پل کی کشتیاں جلا ڈالیں۔ اور تجھے اللہ کا خوف نہیں آیا۔

عتاب نے کہا بے شک ہوا تو یہی ہے اب میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں۔

امیہ نے پوچھا کہ تم پر کس قدر قرضہ ہے عتاب نے کہا۔ بیس ہزار۔ امیہ نے کہا کہ تم اس قسم کی حرکتوں سے آئندہ اجتناب کرو۔ جس سے مسلمانوں میں فتنہ وفساد پیدا ہو۔ اور میں تمہارے قرضہ کو ادا کر دیتا ہوں۔

عتاب نے کہا بہتر ہے میں اب آپ کے حکم کے مطابق عمل کروں گا۔ امیہ نے کہا مگر مجھے امید نہیں کہ تم جیسا کہہ رہے ہو ویسا کرو گے۔ خیر میں عنقریب تم پر جو قرضہ ہے اسے ادا کروں گا۔ چنانچہ امیہ نے حسب وعدہ اس کے قرضہ کو ادا بھی کر دیا۔

امیہ ایک نرم طبیعت سخی اور بامروت آدمی تھا' جس قدر انعام واکرام اس نے دیے ہیں خراسان کے کسی حاکم نے اتنے نہیں دیئے۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے اس نے خراسان پر بڑی سختی سے حکومت کی سخت متکبر تھا۔ کہا کرتا تھا کہ تمام خراسان اور سجستان میرے باورچی خانہ کے لیے کافی نہیں۔

بحیر کی معزولی:

امیہ نے بحیر کو اپنے محافظ دستہ کی سرداری سے معزول کر دیا اور اس جگہ عطا بن ابی السائب کو مقرر کیا اور بکیر کے ساتھ جو جنگ ہوئی اور پھر اس کی معافی وغیرہ اس نے یہ تمام واقعات عبدالملک کو لکھ بھیجے۔

عبدالملک نے حکم دیا کہ ایک فوج امیہ کے پاس خراسان بھیجی جائے اس حکم کے ہوتے ہی لوگوں نے اپنی اپنی تنخواہیں چونکہ جانا نہیں چاہتے تھے دوسروں کو منتقل کرنا شروع کیں۔ چنانچہ شقیق بن سلیل الاسدی نے اپنی تنخواہ بنی جرم کے ایک شخص کے حوالے کر دی۔

امیہ نے لوگوں سے خراج وصول کرنا شروع کیا اور ان پر سختی شروع کی۔

بکیر بن وشاح کے خلاف شکایت:

بکیر ایک دن مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے۔ ان لوگوں نے امیہ کے تشدد کی شکایت کی اور اسے برا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ خراج وصول کرنے کے لیے ان دیہاتی زمینداروں کو امیہ نے ہم پر مسلط کر دیا ہے۔

بحیر ضراء بن حصین اور عبدالعزیز بن جاریہ بن قدامہ بھی اسی وقت مسجد میں موجود تھے۔

بحیر نے یہ واقعہ امیہ کے سامنے بیان کیا۔ امیہ نے اسے جھٹلایا۔ بحیر نے کہا کہ فلاں فلاں لوگ اور مزاحم بن ابی مجشر السلمی اس کے گواہ ہیں آپ ان سے دریافت فرمالیں۔

امیہ نے مزاحم بلا کر واقعہ پوچھا مزاحم نے کہا کہ بکیر محض مذاق کر رہا ہے امیہ خاموش ہو رہا۔

اس کے بعد بحیر پھر امیہ کے پاس آیا اور اس نے قسم کھا کر کہا۔ بکیر نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ کا ساتھ چھوڑ دوں گا اور اس نے یہ بھی کہا کہ اگر تم نہ ہوتے تو امیہ کو میں قتل کر ڈالتا اور خراسان کو ہضم کر لیتا۔ مگر امیہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ میں تمہارے بیان کو سچ نہیں سمجھتا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا وہ کیا۔ پھر میں نے اسے امان دے دی۔ اور رابطہ اتحاد قائم کر لیا اب میں اس کے خلاف کچھ کرنا نہیں چاہتا۔

بحیر، ضراء بن حصین اور عبدالعزیز بن جاریۃ کو بلا لایا۔ ان دونوں نے شہادت دی کہ بکیر نے ہم سے کہا تھا کہ اگر تم دونوں میرے ساتھ ہو جاؤ تو میں اس مخفت سرخ قریشی (امیہ) کو قتل کر ڈالوں اور ہم سے یہ بھی خواہش کی تھی کہ آپ کو دھوکے سے ہلاک کر ڈالیں۔

بکیر بن وشاح کی گرفتاری:

امیہ نے کہا کہ جس واقعہ کی تم نے شہادت دی ہے اس کو تم ہی خوب جانتے ہو اس کے متعلق میں ایسا گمان نہیں رکھتا مگر اب جب کہ تم نے اس بات کی شہادت دی ہے اس کے باوجود میرا خاموش رہنا میری کمزوری پر محمول ہوگا۔

امیہ نے اپنے صاحب اور محافظ دستہ کے سردار عطاء بن ابی السائب کو حکم دیا کہ جب بکیر اور اس کے دونوں بھتیجے بدل اور شمر دل میرے پاس آئیں اور میں دربار سے اٹھ جاؤں۔ تم ان سب کو گرفتار کر لینا۔

امیہ نے دربار منعقد کیا۔ بکیر اور اس کے دونوں بھتیجے بھی آئے جب وہ بیٹھ گئے امیہ اپنے تخت سے اٹھ کر اندر چلا گیا۔ لوگ باہر جانے لگے۔ بکیر بھی باہر جانے لگا۔ لوگوں نے حسب الحکم امیہ بکیر اور اس کے دونوں بھتیجوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

امیہ نے بکیر کو بلا کر پوچھا کہ کیا تو نے یہ باتیں کی تھیں۔ بکیر نے کہا کہ آپ ان سے ثبوت لیجیے۔ اور فیصلہ میں جلدی نہ کیجیے اور مخلوقہ کے بیٹے کی باتوں پر نہ جائیے۔

امیہ نے اسے قید کر دیا۔ اور اس کی لونڈی عارمہ کو بھی گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور احنف بن عبداللہ العنبری کو قید کیا اور کہا کہ تو نے بکیر کو میرے خلاف بغاوت کرنے کا مشورہ دیا۔

بکیر کے خلاف گواہی:

دوسرے دن بکیر کو قید خانہ سے باہر نکالا۔ بحیر، ضرار اور عبدالعزیز بن جاریۃ نے اس کے خلاف اس بات کی شہادت دی کہ اس نے ہم سے کہا تھا کہ ہم آپ کو قتل کر ڈالیں۔

اب بھی بکیر نے کہا کہ ان سے ثبوت لیجیے۔ ان کی شہادت کافی نہیں کیونکہ یہ میرے دشمن ہیں۔

امیہ نے زیاد بن عقبہ (جو اہل نجد کے سردار تھے) ابن ولان العدوی جو اس وقت بنی تمیم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے اور یعقوب بن خالد الذہلی سے کہا کیا آپ اسے قتل کریں گے۔ کسی نے حامی نہیں بھری۔ امیہ نے بحیر سے کہا کہ کیا تم اسے قتل کرتے ہو۔ بحیر نے کہا جی ہاں! چنانچہ امیہ نے بکیر کو بحیر کے حوالے کر دیا۔

یعقوب بن قعقاع کی سفارش:

یعقوب بن قعقاع بن اعلم الازدی جو بحیر کا دوست تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور امیہ سے چمٹ گیا اور نہایت لجاجت سے عرض

پرداز ہوا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں آپ بکیر کو چھوڑ دیجیے کیونکہ جو عنایتیں آپ نے اس پر کی ہیں وہ خود بخود آپ نے کی ہیں۔ امیہ نے کہا یعقوب! خود اس کی قوم والے ہی اسے قتل کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس کے خلاف شہادت دی ہے میرا کیا قصور ہے؟

عطاء بن ابی السائب نے نے جو امیہ کے دستہ کا سردار تھا۔ یعقوب سے کہا کہ امیہ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور عطاء نے اپنی تلوار کے قبضے کی طرف سے یعقوب کو مارا۔ جس سے اس کی ناک زخمی ہو گئی۔

یعقوب باہر چلا آیا اور اس نے بجیر سے کہا کہ دیکھو صلح کے وقت تمام لوگوں نے بکیر سے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ تم بھی اس عہد میں شریک تھے۔ تمہارے لیے یہ زیبا نہیں کہ اس عہد کو توڑو۔ بجیر نے کہا اے یعقوب! میں نے اس سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔

بکیر بن وشاح کا قتل:

بجیر نے بکیر سے وہ تلوار لے لی جس سے بکیر نے اسوار الترجمان سے جو ابن خازم کا ترجمان تھا چھین لی تھی۔ اس پر بکیر نے بجیر سے کہا کہ اگر تم نے اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کیا تو بنی سعد میں پھوٹ پڑ جائے گی اس لیے تم الگ ہو جاؤ اور امیہ پر چھوڑ دو جو اس کا دل چاہے میرے ساتھ کرے۔ بجیر نے کہا اے اصبہانی لونڈے کے بیٹے جب تک میں اور تو دونوں زندہ ہیں ہمارے قبیلہ کی حالت کسی طرح نہیں سنبھل سکتی۔ بکیر نے کہا اے محلوقہ کے بیٹے اچھا پھر تم اپنا کام کرو۔ اس کے بعد بجیر نے بکیر کو قتل کر ڈالا۔ امیہ نے اس کی لونڈی عارمہ بجیر کو دے دی۔

احنف بن عبداللہ کو معافی:

لوگوں نے احنف بن عبداللہ العنبری کی امیہ سے سفارش کی۔ امیہ نے اسے جیل خانہ سے بلوایا اور کہا کہ اگرچہ تو نے ہی بکیر کو میرے خلاف بھڑکایا اور مشورہ دیا تھا مگر میں ان لوگوں کی خاطر تیری خطا معاف کرتا ہوں۔

امیہ نے بنی خزاعیہ کے ایک شخص کو موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے مقابلہ پر بھیجا۔ عمرو بن خالد بن حصین الکلابی نے اسے دھوکے سے قتل کر ڈالا۔ اس کی فوج کے بعض لوگوں نے موسیٰ سے امان حاصل کر لی اور اس کے ساتھ ہو لیے۔ اور بعض لوگ امیہ کے پاس چلے آئے۔

امیہ کا جہاد و پسپائی:

اسی سال امیہ نے دریائے بلخ کو عبور کیا تاکہ کفار سے جہاد کریں مگر کسی مقام پر اس کا محاصرہ کر لیا گیا اور امیہ اور اس کی فوج کی ایسی بری گت ہوئی کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے۔ مگر کسی نہ کسی طرح اس آفت سے انہیں نجات ملی اور امیہ اپنی فوج کو لے کر مرو واپس چلے آئے۔ اس موقع پر عبدالرحمٰن بن خالد العاص بن ہشام بن مغیرہ نے امیہ کو ہجو میں چند شعر کہے۔

امیر حج ابان بن عثمان و عمال:

اسی سال ابان بن عثمان نے جو مدینہ کے حاکم تھے۔ لوگوں کو حج کرایا۔ کوفہ اور بصرہ کا گورنر حجاج بن یوسف تھا اور خراسان کے گورنر امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے دونوں سالوں یعنی ۷۶ھ، ۷۷ھ میں لوگوں کو حج کرایا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ شبیب' قطری' عبیدہ بن ہلال اور عبدرب الکبیر کی ہلاکت ۷۸ھ میں ہوئی۔

باب ۱۱

مہلب بن ابی صفرہ

۷۸ھ کے واقعات:

اسی سنہ میں ولید موسم گرما کی مہم لے کر رومیوں سے جہاد کرنے گیا۔

امیہ بن عبداللہ کی برطرفی:

اور اسی سال عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان کی گورنری سے برطرف کر دیا۔ اور خراسان اور سجستان بھی حجاج بن یوسف کے ماتحت کر دیے۔ جب یہ دونوں صوبے بھی حجاج کے ماتحت ہو گئے۔ اس نے اپنے عامل ان پر مقرر کر دیئے۔

مہلب کی عزت افزائی:

جب حجاج کو شبیب اور مطرف کے قضیہ سے نجات ملی۔ اس نے کوفہ سے روانہ ہو کر بصرہ کی راہ لی۔ اور کوفہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حجاج نے پہلے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر الحضرمی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا مگر پھر اسے معزول کر کے اس کی جگہ مغیرہ بن عبداللہ کو سرفراز کیا۔

مہلب جو خارجیوں کے قضیہ سے فارغ ہو چکے تھے۔ وہ اب کوفہ ہی میں حجاج کے پاس چلے آئے۔

مہلب کے ساتھیوں کو اعزازات:

مہلب خارجیوں کے قضیہ سے فراغت پا کر اسی ۷۸ھ میں حجاج کے پاس چلے آئے حجاج نے انہیں اپنے برابر تخت پر جگہ دی۔ اور حکم دیا کہ مہلب کے ساتھیوں میں جن جن لوگوں نے دشمن کے مقابلہ میں نمایاں اور قابل قدر خدمات انجام دی ہوں۔ میرے سامنے پیش کیے جائیں۔ مہلب لوگوں کو پیش کرتے جاتے تھے۔ اور جس شخص کی شجاعت کی تعریف کرتے۔ حجاج اس کی تصدیق کرتا جاتا تھا۔ حجاج نے ان لوگوں کو سواریاں دیں۔ انعام دیا اور ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا۔ اور کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے عمل کے طور پر سلطنت کی حمایت کی ہے یہ اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں انعام واکرام دیا جائے۔ یہ سرحدوں کے محافظ ہیں اور وہ بہادر ہیں جن سے دشمن جلتے اور خار کھاتے ہیں۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ کا امارت سجستان پر تقرر:

جب حجاج نے مہلب کو خراسان کے ساتھ سجستان کا بھی ناظم مقرر کیا تو مہلب نے عرض کی کہ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو سجستان کے حالات سے مجھ سے زیادہ واقف ہے اور جو کابل اور زابل کا عامل رہ چکا ہے۔ ان صوبوں کا افسر مال تھا۔ ان سے لڑ بھی چکا ہے۔ اور صلح بھی کر چکا ہے۔

حجاج نے کہا' کہیے وہ کون شخص ہے؟ مہلب نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کا نام لیا۔ حجاج نے ان کی تجویز منظور کر لی۔

مہلب کا امارتِ خراسان پر تقرر:

مہلب کو خراسان کا اور عبیداللہ بن ابی بکرہ بجستان کا عامل مقرر کر دیا۔ اس وقت تک خراسان اور بجستان کے عامل امیہ بن خالد بن اُسید بن ابی العیص بن امیہ تھے۔ یہ براہ راست عبدالملک کے ماتحت تھے۔ حجاج کو جب عراق پر بھیجا گیا۔ اسے ان علاقوں کے معاملات میں کچھ دخل نہ تھا۔ اب اسی سال میں عبدالملک نے امیہ کو برطرف کر دیا اور خراسان اور بجستان کو بھی حجاج ہی کے ماتحت کر دیا۔ غرض کہ مہلب خراسان اور عبیداللہ بن ابی بکرہ بجستان روانہ ہوگئے۔ البتہ عبیداللہ اس ۷۸ھ کے آخر تک وہیں رہے۔

امارت خراسان کے لیے مہلب کی خواہش:

اس بیان کی روایت یہ ہے کہ ابی مخنف نے ابی المخارق سے یہ واقعات سنے۔ اس کے علاوہ علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ ۷۸ھ کے اوائل ہی میں خارجیوں کی تباہی کے بعد یہ دونوں صوبے حجاج کے ماتحت کیے گئے۔ تو حجاج نے مہلب کو بجستان کا اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ مگر مہلب بجستان کو ناپسند کرتے تھے۔ اور وہاں جانا نہیں چاہتے تھے۔ اس معاملہ کے متعلق انہوں نے حجاج کے محافظ دستہ کے افسر اعلیٰ عبدالرحمٰن بن عبید بن طارق سے ملاقات کی۔ اور کہا کہ امیر نے مجھے تو بجستان کا عامل مقرر کیا ہے اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا ہے۔ حالانکہ خراسان سے میں بہ نسبت ان کے بہت زیادہ واقف ہوں۔ میں خراسان کے حالات سے حکم بن عمرو الغفاری کے زمانہ سے واقف ہوں۔ اور اسی طرح عبیداللہ بن ابی بکرہ بجستان سے مجھ سے زیادہ واقف ہیں آپ امیر سے عرض کریں کہ وہ مجھے خراسان بھیج دیں۔ اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو بجستان بھیج دیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ اچھا میں عرض کروں گا۔ مگر تم زاذان فروخ سے بھی کہہ دو۔ کہ جب یہ بات میں امیر سے کہوں وہ میری تائید کریں۔ مہلب نے ان سے بھی تذکرہ کیا۔ زاذان فروخ نے وعدہ کر لیا کہ میں تائید کروں گا۔

عبدالرحمٰن بن عبیداللہ کی مہلب کی سفارش:

چنانچہ عبدالرحمٰن نے حجاج سے کہا کہ جناب والا نے مہلب کو بجستان کا عامل مقرر فرمایا ہے۔ حالانکہ اس خدمت کے لیے عبیداللہ بن ابی بکرہ مہلب سے زیادہ موزوں ہیں اور بجستان پر ان کا زیادہ اثر ہے۔ زاذان فروخ نے بھی اس قول کی تائید کی۔ مگر حجاج نے کہا میں نے تو اب اس تقرر کے لیے پروانہ لکھ دیا ہے۔ اس پر زاذان فروخ نے کہا کہ اس پروانہ کا بدلنا کون مشکل کام ہے۔ غرض کہ حجاج نے ابن ابی بکرہ کو بجستان بدل دیا۔ اور مہلب کو خراسان کا عامل مقرر کر دیا۔

مہلب سے اہواز کی مال گزاری کی طلبی:

مہلب سے دس لاکھ درہم اہواز کی مال گزاری کے طلب کیے گئے۔ خالد بن عبداللہ نے اہواز پر مہلب کو عامل مقرر کیا تھا۔

مہلب نے اپنے بیٹے مغیرہ سے کہا کہ خالد نے مجھے اہواز کا عامل مقرر کیا تھا۔ اور تمہیں اصطخر کا۔ اب حجاج نے مجھ سے دس لاکھ درہم کا مطالبہ کیا ہے۔ اس میں سے نصف میں ادا کروں گا اور نصف تم ادا کرو۔

مہلب کے پاس کچھ روپیہ نہ تھا اور جب وہ معزول کر دیے گئے تھے تو انہیں قرض لینا پڑا تھا مہلب نے قرض لینے کے لیے ابو ماویہ عبداللہ بن عامر کے آزاد غلام سے جوان کا خزانچی تھا۔ گفتگو کی اور ابو ماویہ نے تین لاکھ درہم مہلب کو قرض دے دیئے۔

مہلب کی بیوی خیرۃ القشیریہ نے کہا کہ اس رقم سے تو مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس نے خود اپنے زیورات اور دوسرا

خانگی سامان فروخت کر کے پانچ لاکھ روپے پورے کیے۔ اور پانچ لاکھ مغیرہ اس کا بیٹا لایا۔ اس طرح یہ دس لاکھ کی رقم مہلب نے حجاج کو ادا کر دی۔

حبیب بن مہلب کی روانگی خراسان:

مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو اپنے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا۔ حبیب رخصت ہونے کے لیے حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے اسے خدا حافظ کہا اور دس ہزار درہم اور ایک سبز رنگ کی مادہ خچر اسے عطا کی۔ حبیب روانہ ہوا اور اسی خچر پر سوار خراسان پہنچا۔ حالانکہ اس کے اور تمام ساتھی گھوڑوں پر سفر کر رہے تھے۔ جن کی برابر ڈاک بیٹھی ہوئی تھی۔ بیس روز کی منزل کے بعد یہ جماعت خراسان پہنچی۔ مگر جیسے ہی یہ شہر میں داخل ہو رہے تھے کہ جلانے کی لکڑی کے گٹھے لوگ بار کیے لے جا رہے تھے۔ یہ مادہ خچر انہیں دیکھ کر چمکی۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ باوجودیکہ اس قدر مسافت طے کر کے یہ آئی ہے مگر اب بھی اس میں یہ دم باقی ہے۔ غرض کہ حبیب مرو میں داخل ہوا۔ اور امیہ سے کسی قسم کا تعارض کیے بغیر مسلسل دس ماہ تک مقیم رہا۔ ۷۹ھ میں مہلب مرو آئے۔

امیر حج ولید بن عبدالملک:

اسی سنہ میں ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابان بن عثمان مدینہ کے گورنر تھے۔ کوفہ' بصرہ' خراسان' سجستان اور کرمان کا گورنر حجاج بن یوسف تھا۔ حجاج کی طرف سے مہلب خراسان کے اور عبیداللہ بن ابی بکرہ سجستان کے عامل تھے۔ شریح کوفہ کے اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔

اس سال عبدالملک نے یحییٰ بن الحکم کو کفار سے جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا۔

۷۹ھ کے واقعات

اسی سال شام میں مرض طاعون شدت سے پھیلا' قریب تھا کہ پوری آبادی فنا ہو جائے اسی وجہ سے اس سنہ میں کوئی مہم جہاد پر نہیں بھیجی گئی۔

اسی سال رومیوں نے باشندگانِ انطاکیہ پر حملہ کر کے انہیں لوٹا اور تباہ و برباد کیا۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ کی سجستان میں آمد:

اسی سال عبیداللہ بن ابی بکرہ نے رتبیل پر جہاد کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جب حجاج نے مہلب کو خراسان اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا عامل مقرر کر کے بھیجا تو یہ دونوں عہدہ دار اپنے اپنے مستقر پر ۷۸ھ میں آ گئے۔ اس سال کے ختم ہونے تک عبیداللہ اپنے مستقر میں رہے۔ اور پھر رتبیل سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے۔

رتبیل کی عہد شکنی:

رتبیل سے مسلمانوں کی صلح تھی۔ اس سے پہلے عرب اس سے خراج وصول کیا کرتے تھے۔ اکثر اوقات وہ خراج دینا بند کر دیا کرتا اور نہیں دیتا تھا۔ اس کے اس طرزِ عمل کی وجہ سے حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو حکم دیا کہ تمہارے پاس جس قدر فوج ہے اسے لے کر رتبیل کی سرکوبی کو جاؤ۔ اور جب تک اس کے علاقہ کو پامال' اس کے قلعوں کو مسمار' اس کی فوج کو تہ تیغ اور اس کے دوسرے

متعلقین کو لونڈی غلام نہ بنالو واپس نہ آنا۔

عبیداللہ کی رتبیل پر فوج کشی:

غرض کہ عبیداللہ بن ابی بکرہ کوفہ اور بصرہ کے جس قدر مسلمان ان کے پاس تھے۔ انہیں ساتھ لے کر جہاد کے لیے روانہ ہوئے شریح بن ہانی الحارثی اہل کوفہ کی جماعت کے سردار تھے اور خود عبیداللہ بصرہ والوں کے سردار تھے اور یہ ہی ان دونوں فوجوں کے سر عسکر بھی تھے۔

عبیداللہ اس مہم کو لے کر روانہ ہوئے۔ رتبیل کے علاقہ میں در آئے۔ اور جس قدر مویشی اور دوسرے مال ومتاع پر ان کا ہاتھ پڑا اس پر قبضہ کرلیا۔ قلعوں اور قلعہ بند شہروں کو مسمار کر دیا اور رتبیل کے اکثر علاقہ پر قبضہ کرلیا۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ کی پیش قدمی:

رتبیل کی فوج نے جس میں ترک تھے۔ یہ طرز عمل اختیار کیا کہ مسلمانوں کے علاقہ میں مسلسل پیچھے ہٹتے چلے گئے اور علاقہ پر علاقہ خالی کرتے گئے۔ اس طرح جب مسلمانوں کی فوج بہت دوران کے اندرون ملک میں ایسے مقام تک چلی گئی۔ جہاں سے ترکوں کا دارالحکومت صرف اٹھارہ فرسخ کے فاصلہ پر تھا تو اب ترکوں نے مسلمانوں کو پہاڑوں کے دروں میں اور پر پیچ گھاٹیوں میں گھیر لیا۔ اور تمام تجارتی منڈیاں اور قصبات مسلمانوں کے رحم پر چھوڑ دیئے۔ اور ان تمام قصبات نے مسلمانوں کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ کی رتبیل سے صلح کی پیش کش:

مگر اب مسلمانوں کو خیال پیدا ہوا کہ ہم ان پہاڑوں میں گھر چکے ہیں اور ہماری تباہی یقینی ہے اس خطرہ کو محسوس کر کے عبیداللہ نے شریح بن ہانی سے کہلا بھیجا کہ میں ترکوں سے اس شرط پر صلح کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں کچھ روپیہ دے دیا جائے اور ہمیں اس حصار سے نکل جانے دیں۔

شریح بن ہانی کی صلح کی مخالفت:

چنانچہ عبیداللہ نے سات لاکھ درہم دے کر صلح کر لی۔ جب شریح سے ملاقات کی تو شریح نے ان سے کہا کہ جس قدر زرتاوان تم نے ادا کیا ہے۔ امیر المومنین اسے تم سب لوگوں کی تنخواہوں سے وضع کرلیں گے۔

عبیداللہ نے کہا اگر تمہاری تنخواہیں بند ہو جائیں گی تو ہم زندہ نہیں رہیں گے۔ ہم تنخواہوں کے بند ہو جانے کو اپنی تباہی پر ترجیح دیتے ہیں۔

اس پر شریح نے کہا کہ میری عمر پوری ہو چکی ہے۔ میرے لیے اب زندگی کا کوئی مزہ باقی نہیں رہا جو گھڑی پیش آتی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ہی میری ساعت واپسی ہے میں عرصہ دراز سے شہادت کا طالب ہوں اور اگر آج کے دن بھی مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی تو میں سمجھوں گا کہ پھر یہ درجہ مجھے کبھی حاصل نہ ہوگا۔

اس کے بعد شریح نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے للکارا کہ دشمن پر حملہ کرو۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے کہا کہ تم تو بڈھے ہو گئے ہو۔ سٹھیا گئے ہو۔

شریح نے کہا کہ بس آپ نہ بولیے۔ آپ کو تو یہ پسند ہے کہ لوگ تذکرہ کریں۔ کہ عبیداللہ کا باغ ہے اور یہ ان کا حمام ہے۔

شریح بن ہانی کی شہادت:

اس کے بعد شریح نے تمام مسلمانوں کو متوجہ کر کے کہا کہ تم میں سے جو لوگ درجہ شہادت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ میری طرف آ جائیں۔ کچھ رضا کار کچھ سوار اور کچھ غیرت مند لوگ ان کے ساتھ ہو گئے اور دشمن سے سرگرم کارزار ہوئے تقریباً تمام مسلمان جنگ میں کام آئے' تھوڑے سے بچے۔ شریح نہایت بہادری سے رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے دشمن سے لڑتے رہے اور شہید ہوئے۔ ان میں سے جو بچے وہ اس علاقہ کو چھوڑ کر فرار ہوئے اور جب اس علاقہ سے مسلمانوں کے علاقہ میں آ گئے تو اور مسلمان اس شکست خوردہ فوج کے لیے کھانا لے کر آ گئے۔ ان لوگوں کی بھوک اور تھکن کی وجہ سے یہ حالت تھی کہ جس کسی نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا مر گیا۔ اس لیے لوگ اب انہیں کھانا کھلاتے ہوئے بھی ڈرنے لگے تھے اور جب تک کہ ان کی قوت ہاضمہ پورے طور پر عود کر نہ آئی۔ تھوڑا تھوڑا مکھن انہیں کھلاتے رہے۔

رتبیل کے متعلق حجاج کا عبدالملک کے نام خط:

حجاج کو ان تمام واقعات کی اطلاع پہنچی اسے رتبیل کی اگلی پچھلی حرکتیں یاد آ گئیں اور یہ واقعہ تو حد ہی کو پہنچ گیا تھا۔ اس لیے حجاج نے عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھا۔

حمد ثناء کے بعد میں جناب والا کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ کی جس قدر فوج سجستان میں تھی وہ سب تباہ ہو گئی۔ بہت تھوڑے آدمی اس میں سے بچے ہیں۔ دشمن کو جو فتح حاصل ہوئی۔ اس کی وجہ سے اس کے حوصلے مسلمانوں کے خلاف اور بڑھ گئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے علاقہ میں گھس آیا ہے اور اس نے مسلمانوں کے تمام قلعوں اور مستحکم قصروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ اہل بصرہ اور کوفہ کی ایک زبردست فوج اس کی سرکوبی کے لیے بھیج دوں۔ مگر میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے جناب والا کی رائے معلوم ہو جائے۔ پس اگر آپ مہم بھیجنے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اپنی رائے پر عمل کروں گا۔ اور اگر جناب والا کا منشا مزید مہم بھیجنے کا نہ ہو تو آپ اپنی فوج کے مالک و مختار ہیں۔ کسی کو دخل دینے کا کیا موقع ہو سکتا ہے۔ مگر مجھے یہ خوف ہے کہ اگر رتبیل اور اس کے ساتھ جو اور مشرکین کی جماعت ہے ان کی سرکوبی کے لیے زبردست مہم نہ بھیجی گئی تو وہ اس مقام علاقہ پر قبضہ کر لیں گے۔

امیر حج ابان بن عثمان وعمال:

اسی سنہ میں مہلب خراسان کے گورنر بنا کر مقرر ہو کر آئے اور امیہ واپس گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے قاضی شریح نے منصب قضا سے استعفا دے دیا۔ اور اس معاملہ میں انہوں نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تھا۔ حجاج نے استعفا منظور کر لیا اور ابو بردہ کو قاضی مقرر کر دیا۔ واقدی اور دوسرے اصحاب سیر کے بیان کے مطابق اس سال ابان بن عثمان نے جو عبدالملک کی جانب سے مدینہ کے گورنر تھے لوگوں کو حج کرایا۔

حجاج عراق اور تمام ممالک مشرقیہ کا گورنر تھا اور حجاج کی طرف سے مہلب خراسان کے عامل تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس علاقہ میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں ان کی سربراہی تو مہلب کے ذمہ تھی اور لگان وصول کرنے کا کام ان کے بیٹے مغیرہ کے تفویض تھا۔

ابو بردہ بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ کے اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔

۸۰ھ کے واقعات

مکہ میں سیلاب سے تباہی:

اس سال مکہ میں ایک زبردست سیلاب آیا جو تمام حجاج کو بہالے گیا اور مکہ کے تمام مکانات غرق ہو گئے اسی وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے عام الجحاف[1] رکھا۔ کیونکہ جہاں تک اس کی رسائی ہوئی وہ ہر شے کو بہالے گیا۔

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ بطن مکہ میں ایسا خوفناک سیلاب آیا کہ حاجیوں کو بہالے گیا اور اسی وجہ سے اس سنہ کا نام لوگوں نے عام الجحاف رکھا۔ میں نے اونٹ دیکھے جن پر سامان اور مرد عورتیں سوار تھیں۔ اور پانی انہیں بہائے لیے جارہا تھا اور ان کے بچنے کی کوئی تدبیر نہ تھی پانی بڑھتے بڑھتے رکن کعبہ[2] تک پہنچ گیا تھا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال بصرہ میں شدت سے مرض طاعون پھیلا۔

مہلب کی کس پر فوج کشی:

اسی سال مہلب نے دریائے بلخ کو عبور کیا اور کس پر فوج کشی کی۔ جس وقت مہلب نے کس پر چڑھائی کی۔ ابوالادہم زیاد بن عمر والزمانی مہلب کے مقدمۃ الجیش کے افسر تھے۔ ان کے ماتحت تین ہزار فوج تھی حالانکہ ان کے مقابلہ میں دشمن کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ مگر اپنی شجاعت خیر خواہی اور عقل مندی کی وجہ سے یہ اکیلے دو ہزار فوج کے مساوی تھے۔

مہلب کا محاصرہ کس:

جس وقت مہلب کس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ ختل کے بادشاہ کا چچیرا بھائی ان کے پاس آیا اور اس نے بادشاہ ختل سے لڑنے کی استدعا کی مہلب نے اپنے بیٹے یزید کو اس شہزادہ کے ساتھ روانہ کیا۔

یزید ایک مقام پر خیمہ زن ہو گیا اور ختل کے بادشاہ کا جس کا نام سبل تھا۔ چچیرا بھائی ایک اور مقام پر فروکش ہوا۔

سبل نے اپنے چچیرے بھائی پر شب خون مارا۔ اور اس کے فرودگاہ میں آکر تکبیر کہنا شروع کی۔ چونکہ تکبیر مسلمانوں کا نعرۂ جنگ ہے۔ اس وجہ سے سبل کے چچیرے بھائی کو خیال ہوا کہ عربوں نے میرے ساتھ دھوکا کیا۔ حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ جب اس شہزادہ نے عربوں کی فوج سے علیحدہ اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اس وقت سے خود عربوں کو اس کی جانب سے دھوکے کا خطرہ تھا۔

سبل اپنے چچیرے بھائی کو گرفتار کر کے قلعہ میں لے آیا اور تہ تیغ کر ڈالا۔

یزید بن المہلب نے سبل کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر چند روز کے بعد کچھ روپیہ بطور تاوان جنگ کے لے کر محاصرہ اٹھالیا' اور یزید مہلب کے پاس واپس چلا آیا۔

---

[1] لغوی معنی بہالے جانا۔

[2] وہ مقام جہاں حجر الاسود رکھا ہے۔

جب اس شہزادہ کی ماں کو جسے سبل نے قتل کیا تھا۔ اپنے بیٹے کے قتل کی خبر ہوئی۔ اس نے سبل کی ماں سے کہلا بھیجا کہ یاد رکھو اب سبل کی بھی خیر نہیں ہے۔ جس شخص کو سبل نے قتل کیا ہے۔ اس کے ساتھ بھائی ہیں جو سب کے سب درپے انتقام ہیں اور تیرا بیٹا تنہا ہی ہے۔

سبل کی والدہ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ شبر کے بچے کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ بخلاف اس کے سور کے بچے بہت کثرت سے ہوتے ہیں۔

حبیب بن مہلب کی رنجن پر فوج کشی:

مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو مقام رنجن پر فوج کشی کرنے کے لیے روانہ کیا اس کے مقابلہ کے لیے بخارا کا رئیس چالیس ہزار فوج لے کر بڑھا۔ کفار میں سے ایک شخص نے مسلمانوں سے مبارز طلب کیا۔ حبیب کا آزاد غلام جبلہ اس سے نبرد آزما ہوا۔ جبلہ نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس کی اصل فوج پر حملہ کر کے اس میں سے بھی تین آدمیوں کو تہ تیغ کر کے واپس چلا آیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی تمام فوج واپس پلٹ آئی۔ دشمن بھی اپنے علاقہ کی طرف پسپا ہو گیا۔

مہم محترقہ:

دشمن کی ایک جماعت نے ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا۔ حبیب چار ہزار فوج لے کر ان پر ٹوٹ پڑا۔ انہیں سخت نقصان پہنچایا اور شکست دی۔ اور اس گاؤں کو جلا کر پھر لشکر کے پاس واپس چلا آیا۔

اسی وجہ سے اس مہم کا نام لوگوں نے محترقہ رکھ دیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس گاؤں کو حبیب کے آزاد غلام جبلہ نے آگ لگائی تھی۔

مہلب دو سال کس پر پڑے رہے۔ بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ اگر آپ سغد اور اس سے اور آگے کے علاقہ پر فوج کشی کرتے تو زیادہ مناسب تھا۔ مہلب نے جواب دیا کہ میرے لیے یہ ہی بہت ہے کہ میں اپنی اس فوج کو صحیح و سالم مرد بچا کر لے جاؤں۔

ہریم بن عدی کی شجاعت:

ایک روز دشمن کی فوج کا ایک شخص تنہا جنگ کے لیے نکلا۔ مسلمانوں کی جانب سے اس کے مقابلہ پر ہریم بن عدی خالد بن عدی کے باپ نکلے۔ ہریم اپنے خود عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ یہ ایک نہر کے قریب پہنچے وہ مشرک کچھ دیر تک کا وادے دے کر ان پر حملہ کرتا رہا۔ مگر آخر کار ہریم نے اسے قتل کیا۔ اور اس کے تمام ہتھیار اور لباس پر قبضہ کر لیا۔ اس پر مہلب نے ان سے کہا کہ اگر تم مارے جاتے۔ اور تمہارے عوض دشمن کے ایک ہزار سپاہی بھی قتل کر دیئے جاتے تو میرے خیال میں وہ ایک ہزار تمہارا خون بہا نہ ہوتے۔

مہلب کی تاوان پر مصالحت:

اسی مقام کس پر مہلب نے بنی مضر کے بعض لوگوں پر کچھ الزام لگایا اور انہیں قید کر دیا۔

جب مہلب دشمن سے صلح کر کے واپس پلٹے تو انہوں نے انہیں رہا کر دیا۔

حجاج کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو حجاج نے مہلب کو لکھا کہ اگر تم نے ان لوگوں کو کسی جرم پر قید کیا تھا تو ان کا رہا کر دینا خلافِ مصلحت ہے اور اگر بلا وجہ قید کیا تھا تو یہ ظلم ہے۔

مہلب نے جواباً لکھا کہ جب مجھے ان کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا میں نے قید کر دیا۔

مہلب نے جن لوگوں کو قید کیا تھا ان میں عبدالملک بن ابی الشیخ القشیری بھی تھے۔

جب مہلب نے اہل کس سے کچھ رقم تاوان پر صلح کر لی۔ تو یہ اسے وصول کرنے کھڑے ہوئے۔ اسی اثنا میں ابن الاشعث کا خط ان کے پاس آیا۔ جس میں مہلب سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ حجاج کا ساتھ چھوڑ دیجیے۔ اور اس کے خلاف میری مدد کیجیے۔ مہلب نے اس خط کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔

عبدالملک کا رتبیل کے خلاف جہاد کا فرمان:

اسی سنہ میں حجاج نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو ترکوں کے بادشاہ رتبیل سے لڑنے کے لیے بجستان بھیجا۔

حجاج کے ابن الاشعث کو اس مہم پر بھیجنے کی وجہ اہل سیر نے مختلف طور سے بیان کی ہے۔ اسی طرح اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ اس وقت جب کہ حجاج نے ابن الاشعث کو اس مہم پر مقرر کیا ہے۔ وہ کہاں تھے ایک روایت تو یہ ہے کہ جب حجاج کا خط جس میں اس نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کے رتبیل کے علاقہ میں بڑھنے اور پھر ان کی فوج کی تباہی کی اطلاع پائی تھی۔ عبدالملک کے پاس پہنچا۔ عبدالملک نے اس کا حسب ذیل جواب دیا۔

حمد وثنا کے بعد میرے پاس تمہارا خط پہنچا۔ جس میں تم نے علاقہ بجستان میں مسلمانوں کی تباہی کی اطلاع دی ہے۔ اس کے متعلق سنو۔ مسلمانوں پر تو جہاد فرض ہی ہے۔ وہ اپنی خواب گاہوں کو چلے گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اجر دینے والا ہے اور تم نے اس علاقہ کی طرف جو مزید فوج بھیجنے کے متعلق میری رائے دریافت کی ہے کہ آیا وہ بھیجی جائے اس کے متعلق مجھے تمہاری رائے سے اتفاق ہے کہ تم ضرور بھیج دو۔

حجاج اور عبدالرحمٰن بن محمد ابن الاشعث کی عداوت:

حجاج تمام ملک عراق میں سب سے زیادہ ابن الاشعث سے عداوت رکھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ جب میں عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو دیکھتا ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اسے قتل کر ڈالوں۔

نمیر بن وعلۃ الہمدانی ثم الیناعی بیان کرتے ہیں کہ میں حجاج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ابن اشعث آئے۔ حجاج نے انہیں دیکھتے ہی کہا کہ میں اس کی چال کو دیکھتا ہوں تو دل میں آتا ہے کہ میں اسے قتل کر ڈالوں۔

جب عبدالرحمٰن حجاج کے پاس سے اٹھے تو نمیر بھی اٹھے اور ان سے پہلے ہی سعید بن قیس السبیعی کے دروازہ پر آ کر ان کے انتظار میں کھڑے رہے۔ جب عبدالرحمٰن دروازہ سے باہر نکلنے لگے تو نمیر نے ان سے کہا کہ ذرا دروازہ کے اندر چلئے مجھے آپ سے ایک نہایت راز کی بات کہنا ہے مگر اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ جب تک حجاج بقید حیات ہے آپ اس کا ہرگز تذکرہ نہ کریں۔

عبدالرحمٰن نے کہا بہتر ہے آپ فرمائیں۔

نمیر نے کہا کہ حجاج تیرے متعلق یہ کہہ رہا تھا۔ اس پر عبدالرحمٰن نے کہا کہ جب تک میں اور حجاج زندہ ہیں۔ میں برابر اس کی تباہی کی

کوشش میں لگا رہوں گا۔ اور اگر میں ایسا نہ کروں تو واقعی پھر میں اس سزا کا مستحق ہوں۔ جس کا اظہار حجاج نے کیا ہے۔

حجاج کا فوج کا معائنہ:

اب حجاج نے بیس ہزار فوج اہل کوفہ کی اور بیس ہزار اہل بصرہ کی تیاری کرنی شروع کی۔ اس فوج کی ترتیب اور آراستگی میں پوری کوشش کی۔ تمام لوگوں کو پوری پوری تنخواہ دے دی۔ خوبصورت گھوڑے اور پورے ہتھیار دیئے۔ حجاج نے تمام فوج کا باقاعدہ معائنہ شروع کیا۔ جس شخص کی شجاعت کی تعریف اس کے سامنے بیان کی جاتی تھی۔ حجاج اسے انعام واکرام دیتا تھا۔

عباد بن الحصین کو حجاج کا انعام:

عباد بن الحصین الحبطی اور حجاج دونوں فوج کا معائنہ کر رہے تھے۔ عبیداللہ بن ابی مجن الثقفی' عبدالرحمٰن بن ام الحکم الثقفی کے پاس جاتے ہوئے عباد کے سامنے سے گذرے۔ عباد نے انہیں دیکھتے ہی کہا کہ میں نے ان کے گھوڑے سے زیادہ کوئی گھوڑا حسین و جمیل نہیں دیکھا اور گھوڑا بھی سپاہی کی بڑی قوت اور اس کا ہتھیار ہے۔ اور یہ مادہ خچر بھی بڑی مضبوط ہے اس پر حجاج نے انہیں پانچ سو پچاس درہم زیادہ دیئے۔

عطیہ العنبری حجاج کے پاس سے گذرا۔ حجاج نے انہیں دیکھ کر عبدالرحمٰن سے کہا کہ تم ان کا خیال رکھنا اور انہیں انعام و اکرام دینا۔

رتبیل کی مہم پر عبدالرحمٰن بن الاشعث کی تقرری:

جب یہ دونوں فوجیں پوری طرح کیل کانٹے سے لیس ہوگئیں تو حجاج نے عطارد بن عمر التیمی کو اس فوج کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ عطارد نے اہواز آ کر پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد حجاج نے عبیداللہ بن حجر بن ذی الجوشن العامری کو بھیجا۔ پھر اسے بھی موقوف کر کے اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو بھیجا۔

جب حجاج نے عبیداللہ بن حجر کو اس خدمت سے سبکدوش کر دیا اور اس کی جگہ عبدالرحمٰن کو مقرر کیا عبدالرحمٰن کا چچا اسمٰعیل بن الاشعث حجاج کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آپ عبدالرحمٰن کو اس مہم کا سردار نہ بنائیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ بغاوت کر بیٹھے گا۔ آج تک اس کا طرز عمل یہی رہا ہے کہ جب اس نے دریائے فرات کے پل کو عبور کیا پھر کسی حاکم کی تعمیل نہیں کی۔

حجاج نے جواب دیا کہ وہاں صرف عبدالرحمٰن ہی میرے لیے خطرناک اور مجھ سے بغاوت اور سرکشی پر آمادہ نہیں ہے بلکہ اور بھی ہیں۔

عبدالرحمٰن کا سجستان میں خطبہ:

بہر حال حجاج نے عبدالرحمٰن کو اس لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے اس فوج کے ساتھ ۸۰ ہجری میں سجستان پہنچا۔ سجستان پہنچ کر تمام باشندوں کو خطبہ سننے کے لیے بلایا۔ اور منبر پر چڑھ کر حسب ذیل تقریر کی۔

اے لوگو! حجاج نے تمہارے سرحدی علاقوں کی حفاظت اور تمہارے دشمنوں سے جنہوں نے تمہارے شہروں کو لوٹا۔ تمہارے افراد کو تہ تیغ کیا ہے' جہاد کرنے کے لیے مقرر کیا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیے کہ آپ میں سے کوئی بھی اہل فوج سے پیچھے نہ رہ جائے۔ ورنہ مستوجب سزا ہوگا۔ آپ سب اپنی فوجی قیام گاہوں میں حاضر ہو جائیں۔

رتبیل کی عبدالرحمٰن کو خراج کی پیش کش:

چنانچہ تمام لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ ان کے لیے بازار لگا دیئے گئے اور اب لوگوں نے جنگ کے لیے تیاری شروع کی۔ ہتھیار وغیرہ درست کرنے لگے۔ اس تیاری کی اطلاع رتبیل کو ہوئی۔ اس نے خوف زدہ ہو کر عبدالرحمٰن کو ایک خط لکھا۔ جس میں اس نے مسلمانوں کی پچھلی مرتبہ کی تباہی پر معذرت کی اور لکھا کہ مسلمانوں نے مجھے جنگ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ میں آپ سے صلح کی درخواست کرتا ہوں اور خراج دینے کے لیے آمادہ ہوں۔

عبدالرحمٰن نے اس کی درخواست منظور نہیں کی اور نہ خراج لینا پسند کیا۔ بلکہ اپنی زبردست فوج کے ساتھ اس کے علاقہ میں دھاوا شروع کر دیا۔

عبدالرحمٰن کی رتبیل پر فوج کشی:

جب عبدالرحمٰن رتبیل کے علاقہ کے پہلے شہر میں داخل ہوئے تو رتبیل نے اپنی تمام فوج اپنے پاس بلالی۔ اور تمام علاقہ تجارتی منڈیاں اور قلعے عبدالرحمٰن کے لیے چھوڑ دیئے۔

عبدالرحمٰن جس شہر پر قبضہ کرتے تھے۔ اس پر اپنا عامل مقرر کر کے بھیج دیتے تھے۔ اس کی حفاظت کے لیے فوج دستے بھی بھیج دیتے تھے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر تک ڈاک کا سلسلہ بھی قائم کر دیا۔ پہاڑی دروں اور گھاٹیوں میں پہرے قائم کر دیئے اور ایسی جگہوں پر جہاں سے خطرہ کا احتمال تھا فوجی چوکیاں قائم کی۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی فتوحات:

جب عبدالرحمٰن نے اس کے بڑے وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا اور مویشیوں اور بہت سا مال غنیمت قبضہ میں کر لیا۔ اپنی فوج کو مزید پیش قدمی سے روک دیا اور کہا کہ اس سال یہ ہی ہمارے لیے کافی ووافی ہے جو ہمیں مل چکا ہے اب ہمیں، چاہیے کہ خراج وصول کریں اور لگان مشخص کریں۔ تا کہ اس اثناء میں مسلمان یہاں کے راستوں سے نڈر ہو جائیں اور پھر آئندہ سال آگے بڑھیں۔ ہر سال رتبیل کے علاقہ پر رفتہ رفتہ قبضہ کرتے جائیں اور اسی طرح ایک دن اس کے تمام خزانوں اور اہل وعیال پر قبضہ کر لیں گے ان کے بعید ترین شہروں اور مضبوط ترین قلعوں پر قابض ہو جائیں گے اور پھر جب تک کہ اللہ ان کفار کو بالکل تباہ نہ کر دے گا ہم یہاں سے نہ ٹلیں گے۔

پھر عبدالرحمٰن نے ان تمام فتوحات کی اطلاعیں جو مسلمانوں کو دشمن کے علاقہ میں حاصل ہوئیں اور ان احسانات کی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیے حجاج کو خط کے ذریعہ سے اطلاع کر دی اور اپنی وہ رائے بھی لکھ دی جس پر آئندہ عمل کرنے کا انہوں نے ارادہ کیا تھا۔

ہمیان کی بغاوت وشکست:

دوسرے لوگوں نے ابن الاشعث کے بجستان کا عامل مقرر کیے جانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ حجاج نے پہلے ہمیان بن عدی السدوسی کو اس لیے کرمان بھیجا کہ یہ اس علاقہ کی حفاظت کریں اور عاملان سند اور بجستان میں سے جس کسی کو امداد کی ضرورت ہو یہ اسے امداد دیں۔ مگر ہمیان اور اس کی فوج حجاج سے باغی ہو گئی۔ حجاج نے ابن الاشعث کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ ابن

الاشعث نے ہمیان کو شکست دی اور حجاج نے انہیں ہمیان کی جگہ مقرر کر دیا۔

امارتِ سجستان پر عبدالرحمٰن کا تقرر:

اسی درمیان میں سجستان کے عامل عبید اللہ بن ابی بکرہ کا انتقال ہو گیا۔ حجاج نے ابن الاشعث کو ان کی جگہ سجستان کا عامل مقرر کر دیا اور اس کے لیے باقاعدہ طور پر فرمان لکھ دیا۔

اس کے علاوہ حجاج نے ایک اور فوج سجستان بھیجنے کے لیے تیار کی۔ علاوہ معمولی تنخواہوں کے بیس لاکھ درہم اس فوج پر خرچ کیے۔ لوگ اسے جیش الطواویس[1] کہنے لگے۔ اور ابن الاشعث کو رتبیل پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔

امیر حج ابان بن عثمان:

ابان بن عثمان نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ مگر بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبد الملک نے اس سال حج کرایا۔ مدینہ کے حاکم ابان بن عثمان تھے۔ عراق اور تمام مشرقی ممالک کا گورنر حجاج تھا۔ اور حجاج کی جانب سے خراسان کے عامل مہلب تھے۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔ اس سنہ میں عبد الملک نے اپنے بیٹے یزید کو جہاد کے لیے بھیجا۔

۸۱ھ کے واقعات

فتح قالیقلا:

اسی سنہ میں شہر قالیقلا مسلمانوں سے فتح کیا۔ عبد الملک نے اپنے بیٹے عبید اللہ کو جہاد کے لیے بھیجا اور اس نے شہر فتح کیا۔

بحیر بن ورقاء:

اسی سال بحیر بن ورقاء الصریمی خراسان میں مارا گیا۔ اس کا تفصیلی بیان حسب ذیل ہے:

بحیر نے امیہ بن عبد اللہ کے حکم سے بکیر کو قتل کیا تھا اس پر عثمان بن رجاء بن جابر بن شداد۔ متعلقہ بنی عوف بن سعد نے جو ابناء میں سے تھا چند شعر کہے جس میں خاندان بکیر کے افراد کو بکیر کا بدلہ لینے کے لیے ابھارا تھا۔

جب بحیر کو معلوم ہوا کہ مجھے دھمکی دے رہے ہیں اس نے بھی دو فخریہ شعروں میں اپنے دل کا غبار نکالا۔

شمردل کا بحیر پر حملہ:

قبیلہ بنی عوف بن کعب بن سعد کے سترہ آدمیوں نے بکیر کے خون کا قصاص لینے کے لیے عہد کیا۔ چنانچہ شمردل نامی ایک شخص صحرا سے روانہ ہو کر خراسان پہنچا جب اس کی نظر بحیر پر پڑی جو اس وقت کھڑا ہوا تھا۔ شمردل نامی ایک شخص صحرا سے روانہ ہو کر خراسان پہنچا جب اس کی نظر بحیر پر پڑی جو اس وقت کھڑا ہوا تھا۔ شمردل نے فوراً اس پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر اسے گرا دیا اور اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ میں نے بحیر کا کام تمام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں لوگوں نے کہا کہ یہ خارجی ہے اور گھوڑا دوڑاتے ہوئے اس کے

---

[1] طواویس۔ طاؤس کی جمع ہے جس کے معنی مور کے ہیں۔

تعاقب میں چلے۔ شمر دل گھوڑے سے گر گیا اور مارا گیا۔

صعصعہ بن حرب العوفی کی سجستان میں آمد:

جب اس کوشش میں ناکامی ہوئی تو صعصعہ بن حرب العوفی متعلقہ بنی جندب صحرا سے اسی خیال سے روانہ ہوا۔ اس نے اپنا تمام سامان فروخت کر کے اس کے بجائے ایک گدھا خرید لیا۔ صعصعہ سجستان آیا اور بجیر کے رشتہ داروں کے پڑوس میں آ کر ٹھہرا۔ ان سے نہایت ہی نرمی اور اخلاق سے پیش آنے لگا اور کہا کہ میں اہل یمامہ کے قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتا ہوں۔

یہ شخص ہمیشہ بجیر کے عزیزوں کے پاس آتا جاتا تھا اور ان میں بیٹھنے اور اٹھنے لگا تھا۔ جب وہ لوگ اچھی طرح مانوس ہو گئے تو ایک دن کہنے لگا کہ خراسان میں میری کچھ میراث تھی۔ اس پر دوسرے لوگوں نے غاصبانہ طریقہ سے قبضہ کر لیا۔ اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ خراسان میں بجیر کا بہت کچھ اثر اور دخل ہے آپ لوگ ان کے نام ایک سفارشی خط مجھے لکھ دیجیے تاکہ وہ اس معاملہ میں میری اعانت کریں۔ چنانچہ بجیر کے رشتہ داروں نے بجیر کے نام خط لکھ کر دے دیا۔

صعصعہ کی بجیر سے ملاقات:

صعصعہ سجستان سے روانہ ہو کر مرو پہنچا اس وقت مہلب کفار سے جہاد میں مصروف تھے مرو میں بنی عوف کے جو لوگ تھے ان کی ایک جماعت سے اس کی ملاقات ہوئی۔ صعصعہ نے انہیں اپنے مرو آنے کی غرض و غایت بتائی۔ بکیر کے آزاد غلام صیقل نے جوش انبساط میں صعصعہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

صعصعہ نے اس سے خنجر کی فرمائش کی۔ صیقل نے اسے خنجر بنا دیا اور اسے خوب تپا کر کئی مرتبہ گدھی کے دودھ میں غوطے دیے۔

صعصعہ مرو سے روانہ ہو کر دریا کو عبور کر کے مہلب کی لشکر گاہ میں پہنچا (مہلب اس روز مقام اخرون میں فروکش تھے) بجیر سے ملا اور سفارشی خط انہیں دیا اور کہا کہ میں قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ ابن ابی بکرہ کے ساتھیوں میں تھا۔ سجستان میں میری جو جائیداد تھی وہ تو جاتی رہی۔ مرو میں کچھ باقی ہے اسے بیچنے کے لیے آیا ہوں۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد یمامہ واپس چلا جاؤں گا۔

بجیر کا صعصعہ سے حسن سلوک:

اس پر بجیر نے حکم دیا کہ اخراجات ضروری کے لیے کچھ روپیہ اسے دے دیا جائے۔ اپنے پاس ہی اسے ٹھہرایا اور کہا کہ جس معاملے میں چاہو تم میری امداد لے سکتے ہو۔

صعصعہ نے کہا کہ اس فوج کی واپسی تک میں یہیں آپ کے پاس ٹھہرا رہوں گا۔ چنانچہ صعصعہ ایک ماہ یا قریب ایک ماہ کے بجیر کے ساتھ مقیم رہا۔ بجیر کے ساتھ مہلب کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا اور اس طرح اور لوگوں سے اس کی جان پہچان بھی ہو گئی۔

بجیر کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ مبادا کوئی شخص اچانک مجھ پر حملہ کر دے۔

اسی وجہ سے وہ کسی شخص پر اعتماد نہیں کرتا تھا مگر جب صعصعہ بجیر کے رشتہ داروں کا سفارشی خط لے کر اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں قبیلہ بکر بن وائل سے تعلق رکھتا ہوں۔ بجیر اس کی جانب سے بے خطر ہو گیا تھا۔

صعصعہ کا بجیر پر حملہ:

ایک روز بجیر مہلب کے دیوان خانہ میں معمولی قمیص چادر اور جوتے پہنے ہوئے بیٹھا تھا کہ صعصعہ بھی آیا اور اس کے پیچھے بیٹھ

گیا پھر اس سے اور قریب ہو گیا اور اس طرح اس پر جھک پڑا کہ گویا کوئی بات کہنا چاہتا ہے اور پھر یکا یک اس کی پشت پر سے کمر میں خنجر بھونک دیا جو پیٹ تک اتر گیا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ یہ خارجی ہے۔ مگر اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں نے بکیر کا بدلہ لیا ہے۔

ابوالعجفاء بن ابی الخرقاء نے جو آج کل مہلب کے محافظ دستہ کا افسر تھا اسے گرفتار کر کے مہلب کے سامنے پیش کیا۔ مہلب نے اس سے کہا کہ تیرا مقصد پورا نہیں ہوا اور تو نے مفت میں اپنی جان ہلاکت میں ڈالی۔ بحیر کی حالت خطرناک نہیں ہے۔

بحیر بن ورقاء کا خاتمہ:

صعصعہ نے کہا: میں نے ایسا کاری وار لگایا ہے کہ وہ بچ نہیں سکتا۔ خنجر پیٹ تک اتر گیا ہے۔ اس کے پیٹ کی بدبو میرے ہاتھوں میں آتی ہے۔

مہلب نے اسے قید کر دیا۔ ابناء کے کچھ لوگ جیل خانہ میں اس سے جا کر ملے۔ اور انہوں نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

دوسرے روز چاشت کے وقت بحیر نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ جب صعصعہ کو بحیر کے مرنے کی خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ اب جو چاہو میرے ساتھ سلوک کرو مجھے کچھ پروا نہیں۔ اب بنی عوف کی عورتوں کی نذریں پوری ہو گئیں میں نے اپنا بدلہ لے لیا ہے۔ اب جو کچھ میرا حشر ہو مجھے اس کی پروا نہیں۔

کئی مرتبہ تنہائی میں مجھے موقع حاصل ہوا تھا کہ میں اس کا کام تمام کر دیتا۔ مگر میں نے اس طرح چپکے سے مارنا بزدلی خیال کیا۔

مہلب نے ان باتوں کو سن کر کہا کہ میں نے اس جیسا شخص موت سے نڈر اور صابر کبھی نہیں دیکھا۔

صعصعہ کا قتل:

بعد ازاں مہلب نے بحیر کے چچازاد بھائی ابوسویقہ کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ انس بن طلق نے اس سے کہا کہ بحیر تو اب قتل ہی ہو چکا ہے۔ وہ تو واپس آ ہی نہیں سکتا اس لیے تم صعصعہ کو قتل نہ کرو۔

ابوسویقہ نے ایک نہ سنی صعصعہ کو قتل کر ڈالا۔ اس پر اس نے اسے بہت کچھ برا بھلا کہا۔

دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ بحیر ابھی زندہ تھا کہ مہلب نے صعصعہ کو بحیر کے پاس بھیج دیا۔ اس پر انس بن مطلق العبشمی نے بحیر سے کہا کہ تم نے بکیر کو قتل کیا تھا اس کا بدلہ اس شخص نے تم سے لیا ہے تم اسے چھوڑ دو۔

مگر بحیر نے ایک نہ سنی لوگوں سے کہا کہ اسے میرے قریب لاؤ اور صعصعہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک تو زندہ ہے۔

لوگوں نے صعصعہ کو بحیر کے قریب کر دیا۔ بحیر نے اس کے سر کو اپنے دونوں پیروں کے درمیان رکھا اور کہا: ''اے کمینے صبر کر تو بدترین مخلوق ہے'' ابن طلق نے بحیر سے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے میں تو تجھ سے اس کی سفارش کر رہا ہوں اور تو میرے سامنے ہی اسے قتل کیے ڈالتا ہے۔

قبیلہ عوف وابناء کی شورش:

مگر بحیر نے اسے اپنی تلوار سے قتل کر ڈالا۔ پھر بحیر بھی مر گیا اس پر مہلب نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون یہ جہاد تو منحوس ہوا

کہ بجیر اس میں قتل کیے گئے۔ صعصعہ کے قتل کیے جانے کی وجہ سے قبیلہ عوف بن کعب اور ابناء بگڑ بیٹھے اور کہنے لگے کہ صعصعہ کو کیوں قتل کیا گیا۔ اس نے تو بکیر کا بدلہ لیا تھا۔ قبیلہ مقاعس اور دوسرے تحت کے قبیلے ان کے مقابلے پر اٹھ کھڑے ہوئے۔

صعصعہ کی دیت:

جب لوگوں نے دیکھا کہ اس طرح فتنہ وفساد بڑھ جائے گا تو ان میں جو ارباب عقل اور دانش مند تھے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بجیر کی جان تو بکیر کے معاوضہ میں سمجھ لی جائے۔ البتہ صعصعہ کی جان کی دیت دے دی جائے۔ چنانچہ قبیلہ مقاعس والوں نے صعصعہ کی جان کے عوض دیت ادا کر دی۔ قبیلہ ابناء والوں میں سے ایک شخص نے صعصعہ کی تعریف میں دو شعر بھی کہے۔

عبدر بہ الکبیر ابو وکیع جو صعصعہ کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا وہ صحرا میں بکیر کے قبیلے والوں کے پاس آیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ چونکہ صعصعہ نے بکیر کی موت کا بدلہ لینے کے لیے اپنی جان قربان کی ہے اس لیے آپ لوگ اس کی جان کے عوض دیت ادا کیجیے۔

چنانچہ بکیر کے قبیلہ نے صعصعہ کی دیت ادا کی' اس طرح اس کی دو دیتیں دی گئیں۔

عبدالرحمٰن کی حکمتِ عملی سے حجاج کا اختلاف:

ابو مخنف کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث اور اس کے ساتھ عراق کی جو فوج تھی اس نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور حجاج سے جنگ کرنے کے لیے اس کی طرف بڑھے۔ مگر واقدی یہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۸۲ھ کا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل باب نمبر ۱۲ میں دیکھیے۔

باب۱۲

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو علاقہ رتبیل میں جو کچھ کامیابی ہوئی اور اب آئندہ وہ جس طرزِ عمل پر کاربند ہونا چاہتے تھے ان تمام باتوں کی اطلاع انہوں نے حجاج کو کر دی اس کا بیان ہم پہلے ۸۰ھ کے واقعات میں کر چکے ہیں۔ البتہ ۸۱ھ کے واقعات جو ان سے متعلق ہیں ان کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

حجاج کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار:

حجاج نے ابن الاشعث کے خط کے جواب میں انہیں لکھا: حمد و ثنا کے بعد' تمہارا خط مجھے ملا جو کچھ تم نے لکھا تھا میں نے اسے سمجھا مگر تمہارے خط کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط ایک ایسے شخص نے لکھا ہے جو صلح و آشتی کا بدل و جان متمنی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسے ذلیل و حقیر دشمن سے تعلقات پیدا کر لیے ہیں جس نے مسلمانوں کی ایک جرار اور بہادر فوج کو ہلاک کیا تھا۔

اے عبدالرحمٰن کی ماں کے بیٹے یاد رکھو اگر تم نے میری فوج اور میرے صریح احکام کی موجودگی میں دشمن سے اجتناب کیا تو تمہارا حشر وہی ہوگا جیسا کہ اور مسلمانوں کا ہو چکا ہے میں تمہاری اس رائے کو جسے تم فوجی چال سمجھتے ہو ہرگز ایسا خیال نہیں کرتا بلکہ یہ محض تمہاری کاہلی اور بزدلی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے اس لیے اب میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم میری پہلی ہدایت پر عمل کرو۔ دشمن کے ملک میں بڑھتے چلے جاؤ اس کے تمام قلعوں کو مسمار' جنگ جو سپاہیوں کو تہ تیغ اور اہل و عیال کو متعلقین کو لونڈی غلام بنالو۔

حجاج کا دوسرا خط بنام عبدالرحمٰن:

اس خط کے بعد ہی حجاج نے حسبِ ذیل دوسرا خط ابن الاشعث کے نام لکھا ''حمد و ثنا کے بعد جو مسلمان تمہارے پاس ہیں انہیں احکام دے دو کہ تاوقتیکہ اس تمام علاقہ کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمان فتح نہ کر لیں تم برابر اس مفتوحہ علاقہ میں مقیم رہو اور زراعت شروع کر دو۔

حجاج کا عبدالرحمٰن کے نام تیسرا خط:

اس خط کے بعد ہی پھر ایک تیسرا خط حجاج نے ابن الاشعث کو لکھا: ''حمد و ثنا کے بعد میں نے دشمن کے علاقہ میں بڑھنے کے لیے تمہیں جو حکم دیا ہے تم اس کی فوراً تعمیل کرو' ورنہ تم علیحدہ ہو جاؤ اور اسحٰق بن محمد تمہارے بھائی تمہاری جگہ سپہ سالار مقرر کیے جاتے ہیں۔

عبدالرحمٰن اور اسحٰق میں گفتگو:

خط پڑھ کر ابن الاشعث نے کہا کہ میں خود ہی اسحٰق کے بوجھ کو اٹھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن اسحٰق سے ملا۔ اسحٰق نے اس سے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ مگر اس پر عبدالرحمٰن نے اسے دھمکی دی کہ اگر تم نے کسی سے اس بات کا تذکرہ کیا تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا اسحاق نے خیال کیا کہ شاید عبدالرحمٰن میرے مارنے کے لیے تلوار اٹھانا چاہتے ہیں اس لیے اس نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ دھر دیا۔

عبدالرحمٰن بن الاشعث کا فوج سے خطاب:

عبدالرحمٰن نے تمام فوج کو خطبہ سنانے کے لیے بلایا اور حمد وثنا کے بعد کہا آپ لوگ واقف ہیں کہ میں آپ کا بہی خواہ ہوں ایسا کام کرنے کے لیے تیار ہوں جس سے آپ کو نفع پہنچے دشمن کے مقابلے کے لیے میں نے جو طرزِ عمل آپ کے لیے تجویز کیا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں آپ کے ارباب عقل اور تجربہ رکھنے والے لوگوں سے مشورہ لے لیا تھا۔ اس میری رائے کو ان صاحبوں نے آپ کے لیے اس وقت اور آیندہ کے لیے بھی مناسب سمجھا تھا اس معاملہ کی اطلاع میں نے آپ کے امیر حجاج کو بھی کر دی تھی۔ اس کے جواب میں حجاج نے مجھے یہ خط لکھا ہے۔ جس میں مجھے بزدل اور کمزور بتایا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں فوراً آپ لوگوں کو لے کر دشمن کے ملک میں بڑھتا چلا جاؤں۔ یہ وہی علاقہ ہے جس میں حال ہی میں آپ کے دوسرے بھائی تباہ ہو چکے ہیں۔ مگر پھر بھی چونکہ میں بھی آپ کا ایک فرد ہوں اس لیے اگر آپ اس حکم پر عمل کرنا چاہتے ہوں تو میں بھی تیار ہوں۔ اور اگر آپ اس پر عمل پیرا نہیں ہونا چاہتے تو بھی میں آپ کے شریک حال ہوں۔

عامر بن واثلہ الکنانی کی تقریر:

مطرف بن عامر بن واثلہ الکنانی نے بیان کیا ہے کہ اس موقع پر سب سے پہلے میرے باپ نے جو شاعر تھے اور مقرر بھی تھے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد وثنا کے بعد کہنے لگے حجاج کی مثال اس شخص کی ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بھائی سے کہا تھا کہ تو اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کر۔ اگر یہ ہلاک ہو جائے' تو ہلاک ہو جائے۔ تجھے کیا پروا' اور اگر زندہ بچ گیا تو بھی تو ہی اس کا مالک ہے۔ حجاج شمہ برابر بھی تمہاری پروانہیں کرتا۔ اسی وجہ سے اس نے تمہیں ایسے پر خطر ممالک میں بھیجا ہے' اگر تمہیں فتح ہوئی تو مال غنیمت تم حاصل کرو گے مگر اس علاقہ کی آمدنی اس کی ہے اس طرح اس کی طاقت و دبدبہ میں اضافہ ہوگا اور اگر دشمنوں نے تم پر فتح پائی تو اس وقت حجاج کے نزدیک تم ایسے قابل عداوت دشمن ہو جاؤ گے جن کی تکالیف کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا اور جس پر مطلقاً رحم نہیں کیا جاتا۔

اس لیے آپ لوگوں دشمن خدا حجاج کو چھوڑ دیجیے۔ اور عبدالرحمٰن کو اپنا امیر بنا لیجیے۔ اور میں ہی اس کی ابتدا کرتا ہوں اور آپ سب کو اس پر گواہ بناتا ہوں۔

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی ہر طرف سے صدائیں آئیں' ہم آپ کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔ اور دشمن خدا حجاج کو چھوڑ دیتے ہیں۔

عبدالمومن بن شبث کا فوج سے خطاب:

اس کے بعد عبدالمومن بن شبث بن ربعی التمیمی جو عبدالرحمٰن کے اس مہم پر روانہ ہونے کے بعد سے محافظ دستہ کا سردار تھا تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا۔

اے اللہ کے بندو! خوب سمجھ لو اگر تم نے حجاج کے احکام کی تعمیل کی تو وہ حکم دے گا کہ تا بہ زندگی تم اس علاقہ کو اپنا وطن سمجھو اور جس طرح فرعون نے فوجوں کو دشمن کے علاقہ میں عرصہ تک مقیم رکھا تھا اسی طرح یہ بھی تمہیں یہیں رکھے گا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ حجاج ہی نے سب سے پہلے اس فوج کو جو مہم پر بھیجی جاتی ہے مستقل طریقہ پر دشمن کے ملک میں حکماً اور جبراً رہنے کا حکم دیا۔ اس طرح

تمہیں کبھی موقع نہیں ملے گا کہ اپنے اعزا و احباب سے مل سکو اور یوں ہی اس دنیا سے چل بسو گے۔ بہتر ہے کہ اپنے اس امیر کے ہاتھ پر جو یہاں موجود ہیں بیعت کر لو اور پھر اپنے دشمن پر پلٹ پڑو اور اپنے ملک سے اسے نکال دو۔

عبدالرحمٰن بن الاشعث کی بیعت:

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی تمام لوگ بیعت کرنے کے لیے عبدالرحمٰن کی جانب بڑھے اور بیعت کرنے لگے۔ عبدالرحمٰن بن الاشعث نے کہا کہ آپ لوگ میرے ہاتھ پر ان مقاصد کے حصول کے لیے بیعت کیجیے۔ سب سے پہلے یہ کہ ہمیں دشمن خدا حجاج سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کے مقابلے میں آپ اگر میری امداد و حمایت کریں تاکہ ہم اسے سرزمین عراق سے نکالیں۔

غرض کہ انہیں امور کے لیے لوگوں نے ابن الاشعث کے ہاتھ پر بیعت کی مگر اس موقع پر ابن الاشعث نے عبدالملک کی ترک اطاعت وغیرہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

ذر القاص سے ابن الاشعث کی مصالحت:

عمر بن ذر القاص راوی ہے کہ میرا باپ اس وقت وہاں موجود تھا اور چونکہ ابن الاشعث کے بھائی قاسم بن محمد کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اس لیے ابن الاشعث نے اسے مارا پیٹا تھا اور قید کر دیا تھا مگر اس موقع پر جب ابن الاشعث نے حجاج کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ انہوں نے میرے باپ کو جیل سے بلایا انہیں خلعت و انعام دیا۔ اور پھر وہ بھی ابن الاشعث کے ساتھ ہو گئے ذر القاص زبردست مقرر تھا۔

عبدالرحمٰن اور رتبیل میں مصالحت:

عبدالرحمٰن جب سجستان سے روانہ ہونے لگے تو انہوں نے مقام بست پر عیاض بن ہمیان البکری (متعلقہ بنی سدوس بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ) کو اور زرنج پر عبداللہ بن عامر التمیمی کو رئیس مقرر کر دیا اور پھر رتبیل کے پاس صلح کرنے کے لیے سفیر بھیجا۔ اور اس شرط پر دونوں میں صلح ہو گئی کہ اگر اس کشمکش میں ابن الاشعث کامیاب ہوں تو رتبیل آیندہ سے خراج نہ دے۔ اور اگر ابن الاشعث کو شکست ہو اور وہ رتبیل کے پاس آ جائیں تو رتبیل انہیں پناہ دے۔

عبدالرحمٰن اور رتبیل کی مراجعت عراق:

بہرحال جب عبدالرحمٰن سجستان سے عراق کی طرف روانہ ہوئے تو اعشی بھی ان کے آگے آگے گھوڑے پر سوار چلتا جاتا تھا۔ اور اپنے اشعار پڑھتا جاتا تھا۔ عبدالرحمٰن نے عطیہ بن عمرو العنبری کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا تھا۔ حجاج نے بھی اس کے مقابلہ کے لیے رسالہ بھیجا۔ جب کبھی عطیہ کی حجاج کے رسالے سے جنگ ہوئی اس نے شکست دی۔ اس پر حجاج نے دریافت کیا کہ کون شخص ہمارے مقابل ہے لوگوں نے اس سے کہا کہ عطیہ ہے اس موقع پر بھی اعشی نے دو شعر کہے۔

غرض کہ عبدالرحمٰن نے اس فوج کے ہمراہ عراق کا رخ کیا اس سے پہلے اس نے ابو اسحٰق السبیعی کو دعوت دی تھی کہ تم میرے ساتھ ہو جاؤ اور عبدالرحمٰن اس سے کہا کرتا تھا کہ تم میرے ماموں ہو اس لیے اس نے دریافت کیا کہ ابو اسحٰق آئے یا نہیں۔

ابو اسحٰق سے لوگوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن آپ کو پوچھ بھی رہے تھے مگر آپ ان کے پاس نہیں گئے مگر ابو اسحٰق نے عبدالرحمٰن کے پاس جانا کچھ اچھا نہیں سمجھا اور نہیں گیا۔

عبدالرحمٰن بڑھتا ہوا کرمان پہنچا۔ حجاج نے خرشہ بن عمرا لتمیمی کو رسالہ کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا ابواسحٰق بھی کرمان پر فروکش ہوا۔ مگر جنگ جماجم تک عبدالرحمٰن کی اس بغاوت کے جھگڑے میں شریک نہیں ہوا۔

عبدالملک کی اطاعت سے انحراف:

جب یہ تمام فوجیں سرزمین فارس میں داخل ہو گئیں تو لوگوں نے آپس میں صلاح ومشورہ کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ جب ہم نے حجاج کے خلاف جو عبدالملک کا عامل ہے۔ علم بغاوت بلند کیا ہے تو گویا ہم نے عبدالملک سے بھی بغاوت کر دی ہے۔

یہ سب لوگ اس مشورہ کے بعد عبدالرحمٰن کے پاس جمع ہوئے۔ سب سے پہلے تیحان بن ابجر متعلقہ بنی یتم اللہ بن ثعلبہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں جس طرح اپنا کرتا اتار ڈالتا ہوں اسی طرح میں نے آج سے عبدالملک کی اطاعت کے جوئے کو اپنی گردن سے اتار دیا۔

تھوڑے سے لوگوں کے سوا باقی تمام لوگوں نے اس کی تقلید کی اور عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

عبدالرحمٰن اتباع قرآن پاک، سنت رسول اللہ ﷺ، گمراہی اور فسق وفجور کے سرغنوں کی ترک نصرت اور ایسے لوگوں کے خلاف جنہوں نے منہیات شرعیہ کو جائز قرار دے لیا تھا۔ جہاد کی آمادگی کے لیے لوگوں سے بیعت لینا شروع کی۔ جو شخص ان باتوں کو تسلیم کر لیتا تھا اس سے بیعت لے لی جاتی تھی۔

جب حجاج کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی اس نے عبدالرحمٰن کے باغیانہ طرز کی عبدالملک کو خط کے ذریعہ اطلاع دی اور درخواست کی کہ آپ فوراً میری امداد کے لیے فوج روانہ فرمایئے۔

اس کارروائی کے بعد حجاج بصرہ آ گیا۔

مہلب کا عبدالرحمٰن کے نام خط:

دوسری طرف مہلب کو عبدالرحمٰن کی اس بغاوت کا علم اسی وقت ہو چکا تھا جب کہ عبدالرحمٰن ابھی سجستان ہی میں تھا اس پر مہلب نے ابن الاشعث کو لکھا، حمد وثنا کے بعد۔ اے عبدالرحمٰن! تم نے رسول اللہ ﷺ کی امت کے خلاف اپنا پاؤں سخت گمراہی و ضلالت کی رکاب میں رکھا ہے۔ دیکھو خواہ مخواہ اپنی جان عزیز کو ورطہ ہلاکت میں نہ ڈالو۔ مسلمانوں کے قیمتی خون کو نہ بہاؤ۔ اتحاد امت میں تفرقہ نہ ڈالو اور اپنے عہد واطاعت و وفاداری کو نہ توڑو۔ اگر تم یہ کہو کہ میں اپنے ساتھیوں سے خوفزدہ ہوں کہ مبادا وہی میری جان کے درپے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مقابلہ میں اس کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ اس لیے خون بہا کر یا محرمات کو حلال سمجھ کر تم اپنی جان کو اللہ کے سامنے مجرم نہ بناؤ۔ والسلام علیک۔

مہلب کا حجاج کو مشورہ:

اسی طرح مہلب نے حجاج کو حسب ذیل خط لکھا:

''حمد وصلوٰۃ کے بعد، اہل عراق آپ کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں ان کی مثال ایک ایسے سیلاب کی ہے جو بلندی سے پستی کی طرف آ رہا ہو۔ اور جب تک کہ وہ ہموار سطح تک نہیں پہنچ جاتا کوئی شے اس کی روانی کو نہیں روک سکتی۔ بعینہٖ یہی مثال اہل عراق کی ہے کارروائی کی ابتداء میں ان میں بہت زیادہ جوش وخروش ہوتا ہے اور اپنے اہل وعیال سے ملنے کا

جنون ان کے سروں پر سوار ہوتا ہے اس جوش کی حالت میں کوئی چیز انہیں روک نہیں سکتی۔ البتہ جب وہ اپنے اہل وعیال میں پہنچ جائیں اور ان میں گھل مل جائیں اس وقت آپ ان کے خلاف کارروائی کریں اور ان شاء اللہ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کو ان پر فتح دینے والا ہے''۔

حجاج نے اس خط کو پڑھ کر کہا اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے وہی ہوتا ہے اس کے ماسوا کچھ نہیں۔ اگرچہ میں ان کا ہم خیال تو نہیں ہوسکتا مگر اس میں شبہ نہیں کہ ان کا مشورہ خیر خواہانہ ہے۔

عبدالملک کا اہل شام سے خطاب:

جب حجاج کا خط عبدالملک کے پاس پہنچا۔ اسے سخت تشویش پیدا ہوئی' تخت پر سے اتر پڑا۔ خالد بن یزید بن معاویہ کو بلوا بھیجا اور خط کو پڑھوایا۔

خالد نے عبدالملک کے اس خوف و ہراس کو دیکھ کر عرض کی کہ امیر المومنین اگر یہ فتنہ بجستان کی سمت سے رونما ہوا ہے تو آپ ہرگز خوف نہ کریں۔ البتہ اگر یہ فتنہ خراسان سے اٹھا ہوتا تو آپ کے لیے محل تشویش تھا عبدالملک اپنے قصر امارت سے برآمد ہوکر رعایا کے سامنے تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور حمد وصلوٰۃ کے بعد کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل عراق پر میری زندگی دوبھر ہوگئی ہے اور انہوں نے میری طاقت کا اندازہ لگانے میں جلد بازی سے کام لیا ہے۔ اے خداوند! تو ان پر اہل شام کی تلواروں کو مسلط کردے تاکہ وہ پھر تیری خوشنودی کے حلقہ میں آجائیں اور جب وہ تیری خوشنودی حاصل کرلیں تو پھر کوئی ایسا فعل نہ کریں جو تیری ناراضی کا باعث ہو اس تقریر کو ختم کر کے عبدالملک منبر سے اتر آئے۔

حجاج اور عبدالملک میں مراسلت:

حجاج اب تک بصرہ ہی میں اقامت گزیں رہا اور عبدالرحمٰن کے مقابلہ کی تیاریاں کرنے لگا۔ اور مہلب کی رائے پر عمل کرنے کا خیال ترک کردیا۔

ملک شام سے عبدالملک کی طرف سے روزانہ حجاج کے پاس سو سو پچاس پچاس دس وبیس اور اس سے کم کی تعداد میں شہسوار ڈاک کے ذریعہ سے پہنچنا شروع ہوئے۔

اور اسی طرح حجاج نے بھی عبدالملک کے پاس روزانہ خطوط کی ڈاک لگادی۔ جس میں عبدالرحمٰن کی گھڑی گھڑی کی نقل و حرکت کہ آج وہ کس پرگنہ میں مقیم ہوا اور کہاں سے اس نے کوچ کیا اور کون کون سی جماعتیں اس کے ساتھ شامل ہوتی جاتی ہیں مندرج ہوتی تھیں۔

حجاج کی پیش قدمی:

فضیل بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ ہماری چھاؤنی اس وقت کرمان میں تھی۔ اور اس میں چار ہزار کوفہ اور بصرہ کے سوار متعین تھے۔ جب ابن محمد بن الاشعث کا اس مقام سے گذر ہوا تو یہ تمام فوج اس کے ہمراہ ہوگئی۔ حجاج نے اپنی ہی رائے پر عمل کرنے کا فیصلہ کرلیا کہ وہ خود آگے بڑھ کر ابن الاشعث کا مقابلہ کرے۔ اسی غرض سے وہ شامی فوج کو لے کر مقام تستر آیا۔ مطہر بن حر العکی یا جذامی اور عبداللہ بن رمیثۃ الطائی کو اپنے آگے کیا اور مطہر ہی ان دونوں جماعتوں کے افسر اعلیٰ تھے۔

مطہر اور عبدالرحمٰن کی جھڑپ:

یہ دونوں سردار آتے آتے دریائے قارون تک پہنچے' دوسری جانب عبدالرحمٰن ابن محمد نے اپنے سواروں میں سے ایک دستہ علیحدہ کر کے جن کی تعداد تین سو تھی۔ عبدالرحمٰن بن ابان الحارثی کے ماتحت کر دیا تھا۔ تا کہ وہ عبدالرحمٰن اور اس کی اصل فوج کے لیے بیرونی فوجی چوکی کے فرائض انجام دے۔

جب مطہر بن حراس دستہ کے قریب پہنچا اس نے عبداللہ بن رمیثۃ الطائی کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ عبداللہ نے اپنا رسالہ آگے بڑھا دیا۔ مگر اسے شکست ہوئی اور وہ واپس ہو کر عبداللہ کے پاس آ گیا۔

اس جھڑپ میں اس کے ساتھی زخمی ہوئے۔

ابوزبیر الہمدانی جو اس وقت ابن محمد کے ساتھ تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ابن محمد نے اپنی فوج کو اپنے پاس جمع کر کے حکم دیا کہ اسی جگہ سے دریا کو عبور کرو۔

تمام لوگوں نے اپنے گھوڑے اسی مقام سے جہاں سے عبور کرنے کا حکم دیا گیا تھا دریا میں ڈال دیئے اور پلک مارتے ہی ہمارے رسالہ کے بیشتر حصہ نے دریا کو عبور کر لیا۔ ابھی پوری فوج نے عبور بھی نہیں کیا تھا کہ ہم نے مطہر بن حرا اور عبداللہ بن رمیثۃ الطائی پر حملہ کر دیا اور یوم الاضحیٰ ۸۱ھ میں ہم نے ان دونوں کو شکست دی' ان کو سخت جانی نقصان پہنچائے اور ان کے تمام لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

حجاج کی روانگی بصرہ:

حجاج تقریر کر رہا تھا کہ اس شکست کی خبر ابوکعب بن عبید بن سرجس نے اسے دی۔ اس پر حجاج نے لوگوں سے کہا کہ آپ یہاں سے بصرہ چلئے کیونکہ وہاں فوجی صدر مرکز ہے۔ مورچے میں اور تمام ضروریاتِ زندگی مہیا ہیں۔ کیونکہ یہ مقام جس میں ہم مقیم ہیں اتنی بڑی فوج کے بار کو برداشت نہیں کر سکتا۔ حجاج نے بصرہ کا رُخ کیا۔ اہل عراق کا رسالہ اس کے تعاقب میں چلا۔ حجاج کی فوج والوں میں سے جس کسی کو اکا دکا یہ پا جاتے اسے قتل کر ڈالتے اور جو کچھ ان کے پاس ہوتا اس پر قبضہ کر لیتے۔

حجاج کا زاویہ میں قیام:

حجاج کی یہ کیفیت تھی کہ کسی طرف توجہ نہیں کرتا تھا بلکہ سیدھا بصرہ کا رخ کیے چلا جاتا تھا۔ جب اس نے زاویہ جا کر قیام کر لیا تو حکم دیا' کہ محلہ کلاء میں تاجروں کے پاس جس قدر غلہ ہے اس پر قبضہ کر لیا جائے۔ چنانچہ لوگ غلہ پر قبضہ کر کے زاویہ لے آئے اور بصرہ کو اہل عراق کے لیے چھوڑ دیا۔ اس وقت حجاج کی جانب سے حکم ابن ایوب بن الحکم بن عقیل الثقفی بصرہ کا عامل تھا۔

اب اہل عراق بصرہ میں داخل ہوئے۔

حجاج بن یوسف کی پشیمانی:

جب ان باغیوں کے مقابلہ میں پہلی مرتبہ حجاج کو زک اٹھانی پڑی اور اس نے پسپائی شروع کی تو مہلب کے خط کو منگوا کر پڑھا اور کہنے لگا کہ مہلب جو ایک نہایت تجربہ کار اور فوجی افسر ہیں انہوں نے ہمیں یہ مشورہ دیا تھا کہ ہم بھی اہل عراق کی مزاحمت نہ کریں مگر افسوس ہے کہ ہم نے نہ مانا۔ ابومخنف کے علاوہ اور راویوں کا یہ بیان ہے۔ اس زمانہ میں حکم بن ایوب بصرہ کے میر بخشی تھے اور عبداللہ بن عامر بن مسمع پولیس کے افسر اعلیٰ تھے۔

ابن الاشعث کا تستر میں قیام:

حجاج اپنی فوج کو لے کر رستقباذ میں فروکش ہوا (یہ مقام اہواز کے پرگنہ دستوی میں شامل ہے) اور مقابلہ کے لیے فوجی انتظامات کیے۔ دوسری طرف ابن الاشعث نے تستر میں آ کر پڑاؤ کیا۔ ان دونوں کے درمیان صرف ایک دریا حائل تھا۔

حجاج کی پہلی شکست:

حجاج نے مطہر بن حرالعکی کو دو ہزار فوج کے ساتھ حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اس فوج نے ابن الاشعث کی ایک چوکی پر چھا پا مارا۔ مگر ابن الاشعث فوراً مقابلہ کے لیے جھپٹا۔ یہ واقعہ ۸۱ھ کے عرفہ کی شام کو پیش آیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل عراق نے شامیوں کے پندرہ سو آدمی قتل کیے۔ بقیۃ السیف شکست کھا کر حجاج کے پاس واپس آ گئے۔

اس روز حجاج کے پاس ڈیڑھ لاکھ فوج تھی۔ حجاج نے اس فوج کو تقسیم کر کے اپنے سرداروں کے زیر قیادت کر دیا۔ اور ان افسروں کو مختلف دستوں پر مقرر کر کے بصرہ کی طرف پسپائی شروع کی۔

حجاج کی بصرہ میں آمد:

ابن الاشعث نے اپنی فوج کے سامنے تقریر کرنا شروع کی اور کہا کہ حجاج تو کوئی چیز نہیں ہے ہم تو عبدالملک سے لڑنا چاہتے ہیں۔ بصرہ کے باشندوں کو جب معلوم ہوا کہ حجاج کو شکست ہوئی تو عبداللہ بن عامر بن مسمع نے چاہا کہ اس کی واپسی کا راستہ روک دینے کے لیے دریا کے پل کو توڑ ڈالے' مگر حکم بن ایوب نے ایک لاکھ درہم رشوت دے کر اسے اس منصوبہ سے باز رکھا۔

جب حجاج بصرہ پہنچ گیا تو اس نے ابن عامر کو بلایا اور وہ ایک لاکھ درہم واپس لے لیے۔

ابی زبیر الہمدانی کی روایت:

غرض کہ ابی زبیر الہمدانی کی پہلی روایت کے مطابق جب عبدالرحمٰن بن محمد بصرہ میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ پر حجاج کے مقابلہ میں لڑنے اور عبدالملک کی اطاعت سے نکلنے کے لیے بصرہ کے تمام باشندوں نے جس میں عابد و زاہد اور ادھیڑ عمر کے تمام لوگ شریک تھے' بیعت کی۔

بنی ازد کے قبیلہ جہاضم کے ایک شخص عقبہ بن عبدالغافر نامی جو صحابی تھے عبدالرحمٰن بن محمد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے جھپٹے اور حجاج کے خلاف لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔

حجاج نے اپنے گرد خندق کھود لی اور عبدالرحمٰن نے بھی بصرہ کے چاروں طرف خندق کھودی۔

۸۱ھ آخر ماہ ذی الحجہ میں عبدالرحمٰن بصرہ میں داخل ہوئے۔

امیر حج سلیمان بن عبدالملک:

اس سال سلیمان بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اور اسی سنہ میں ابن ابی ذئب پیدا ہوا۔

ابان بن عثمان مدینہ کے عامل تھے۔ عراق اور رستمان دوسرے مشرقی صوبجات کا ناظم اعلیٰ حجاج بن یوسف تھا۔

اور حجاج کی جانب سے مہلب خراسان کے فوجی گورنر تھے اور ان کا بیٹا مغیرہ بن مہلب خراسان کا افسر مال تھا۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ اور عبدالرحمٰن بن اُذینہ بصرہ کے قاضی تھے۔

۸۲ھ کے واقعات

جنگ زاویہ:

مقام زاویہ پر حجاج اور عبدالرحمٰن بن محمد کے معرکے اور اُن کی تفصیل:

عبدالرحمٰن آخر ماہ ذی الحجہ ۸۱ھ میں بصرہ میں داخل ہوا۔ ماہ محرم الحرام ۸۲ھ میں حجاج اور اس کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔

ایک دن دونوں فریق میں شدید ترین معرکہ جدال وقتال گرم ہوا۔ مگر آخر کار عراقیوں نے شامیوں کو شکست دی۔ شامی پسپا ہو کر حجاج کے قریب آ گئے۔ عراقی پیش قدمی کر کے ان کی خندقوں تک جا پہنچے' یہاں بھی جنگ ہوئی۔ تمام قریش اور بنی ثقیف شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس موقع پر حجاج کے آزاد غلام عبید بن موہب نے جو حجاج کا میر منشی بھی تھا یہ شعر کہا۔

فـرالبـراء و ابـن عـمـه مـصـعـب و فـرت قـريـشٌ غير آل سعيد

ترجمہ: ''براء اور ان کا چچیرا بھائی مصعب میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔ اور سعید کے خاندان والوں کے علاوہ تمام قریش والوں نے بھی راہ فرار اختیار کی''۔

اسی طرح پھر دونوں فریقوں میں آخر ماہِ محرم الحرام میں ایک اور مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں عراقیوں نے شامیوں کو شکست دی۔ شامیوں کا میمنہ اور میسرہ الٹ گیا۔ ان کے نیزے منتشر ہو گئے اور تمام صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ دشمن بڑھتے بڑھتے اس جگہ پر پہنچ گیا جہاں کہ ہم لوگ حجاج کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

حجاج لڑائی کا یہ رنگ دیکھتے ہی اپنے دونوں گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور تقریباً بالشت اس نے اپنی تلوار بھی نیام سے کھینچ لی تھی اور کہنے لگا کہ سخت خطرہ اور مصیبت کے وقت مصعب نے کس دلیری اور بہادری ظاہر کی۔ اللہ ہی کے لیے ان کی خوبیاں ہیں۔

عراقیوں کی پسپائی:

راوی کہتے ہیں کہ اس جملہ سے میں نے یہ سمجھ لیا کہ حجاج کا ارادہ بھاگنے کا نہیں ہے میں نے اپنے والد کی جانب آنکھ ماری کہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں اس کا خاتمہ کر دوں مگر انہوں نے اس طرح آنکھ کا اشارہ میری جانب کیا کہ میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے سختی سے منع کرتے ہیں۔ میں خاموش ہو رہا میں نے مڑ کر دیکھا کہ سفیان بن ابرد الکلبی نے عراقیوں پر حملہ کر کے دشمن کو اس موقع سے پیچھے ہٹا دیا ہے۔

میں نے حجاج سے کہا کہ جناب والا کو خوش خبری ہو کہ دشمن پیچھے ہٹ گیا ہے اس پر حجاج نے مجھ سے کہا کہ کھڑے ہو کر دیکھو' میں نے کھڑے ہو کر دیکھا اور عرض کی بے شک اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ہزیمت دی۔ پھر حجاج نے زیاد کو حکم دیا کہ تم کھڑے ہو کر دیکھو۔ زیاد کھڑے ہوئے اور دیکھ کر کہنے لگے کہ بلاشبہ دشمن کو شکست ہوئی۔ یہ سنتے ہی حجاج سجدہ میں گر پڑا۔

جب میں واپس پلٹا تو میرے باپ نے مجھے بہت کچھ برا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ تو نے تو میری اور میرے خاندان کی تباہی کا ارادہ کیا تھا۔

مقتولین معرکہ زاویہ:

اس معرکہ میں عبدالرحمٰن بن عوسجۂ ابوسفیان النہمی ' اور عقبہ بن عبدالغافر الازدی ثم الجہنمی ان قاریوں میں جو ایک دستہ میں کھڑے ہوئے تھے مارے گئے۔

عبداللہ بن رزام الحارثی' منذر بن الجارود اور عبداللہ بن عامر بن مسمع بھی مقتول ہوئے' عبداللہ بن عامر کا سر حجاج کے سامنے پیش کیا گیا' حجاج نے دیکھ کر کہا کہ مجھے تو یہ خیال نہ تھا کہ ہم دونوں میں کبھی جدائی ہوگی۔ حالانکہ اب تو ان کا سر میرے سامنے لایا گیا ہے۔

سعید بن یحییٰ کی شجاعت:

اس معرکہ میں سعید بن یحییٰ بن العاص نے ایک شخص سے مبارزت کی اور اسے تہہ تیغ کیا۔ اس مقتول کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا نام نصیر تھا اور یہ مفضل بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالملک کا آزاد غلام تھا اور دلیر شخص تھا اس سے پہلے حجاج سعید کی تکبر آمیز چال پر اسے ملامت کیا کرتا تھا مگر جب آج اسے فوج کی صفوں کے درمیان اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ میں اب آیندہ کبھی ان کی چال کی وجہ سے انہیں برا بھلا نہیں کہوں گا۔

طفیل بن عامر کا قتل:

طفیل بن عامر بن واثلہ بھی اس معرکہ میں مارا گیا اس شخص نے عبدالرحمٰن کے ہمراہ کرمان سے آتے ہوئے فارس میں چند شعر کہے تھے۔ جس میں حجاج کی موت کی آرزو کی گئی تھی اس کے قتل ہونے کے بعد حجاج نے کہا کہ تو نے میرے لیے ایسی تمنا کی تھی کہ خدا کے علم میں تو اس کا زیادہ مستحق تھا۔ دنیا ہی میں اس نے فوراً ہی تجھ کو کیفر کردار کو پہنچا دیا۔ اور آخرت میں وہی تجھے عذاب بھی دینے والا ہے۔

دشمن نے شکست کھائی اور عبدالرحمٰن نے کوفہ کا رخ کیا اور جو کوفی ان کے ساتھ تھے وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیے اسی طرح بصرہ کے جو طاقت ور شہسوار تھے وہ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔

عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ:

جب عبدالرحمٰن کوفہ چلے گئے تو دوسرے بصریوں نے عبدالرحمٰن ابن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

عبدالرحمٰن بن عباس اس بصریوں کی جماعت کے ہمراہ پانچ روز تک حجاج سے اس قدر شدید جنگ کرتا رہا کہ جس کی نظیر دیکھنے کا لوگوں کو کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا مگر پھر یہ بھی پلٹا اور ابن الاشعث سے جا ملا۔ بصریوں کی ایک جماعت بھی اس کے پیچھے ہو گئی اور اس سے جا ملی۔

حریش بن ہلال السعدی متعلقہ بنی انف الناقۃ جو جنگ میں مجروح ہوا تھا۔ سفوان آیا اور زخموں کی وجہ سے مر گیا۔

مقاتل بن مسمع کا قتل:

اس جنگ میں زیاد بن مقاتل بن مسمع از بنی قیس بن ثعلبہ بھی کام آیا یہ شخص عبدالرحمٰن کے ہمراہ بکر بن وائل کے رسالہ کے

دستہ اور پیدل سپاہ کا سردار تھا اس کی بیٹی حمیدہ نے اس پر نوحہ کرنا شروع کیا اور یہ شعر پڑھنے لگی۔

حامی زیادٌ علی رایتیہ وفر جدی بنی العنبر

ترجمہ: ''زیاد نے اپنے دونوں جھنڈوں کی حفاظت کی۔ اور بنی العنبر کے سوار بھاگ گئے''۔

بلتع السعدی نے جو بصرہ کے محلہ مربد میں گھی کی تجارت کرتا تھا۔ حمیدہ کو یہ شعر پڑھتے سنا کہ وہ اس طرح اپنے باپ پر نوحہ کر رہی ہے اور بنی تمیم پر الزام لگا رہی ہے۔ بلتع نے اپنا گھی تو اپنے ساتھیوں کے حوالے کیا اور خود اس کے مکان کے نیچے آ کر کھڑا ہوا اور چند شعر اس کے جواب میں کہے۔

بقیہ ایام ماہ محرم اور ماہ صفر کا ابتدائی زمانہ حجاج نے بصرہ میں بسر کیا اور پھر ایوب بن الحکم بن ابی عقیل کو بصرہ کا عامل مقرر کر دیا۔

ابن الاشعث کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

ابن الاشعث پہلے ہی کوفہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ حجاج کوفہ پر عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر الحضرمی حرب بن امیہ کے حلیف کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے آیا تھا۔

ایک روایت کے مطابق چار ہزار شامی فوج عبدالرحمٰن کے پاس تھی اور دوسری روایت میں مذکور ہے کہ ان کی تعداد صرف دو ہزار تھی۔

مطر کی حوالگی قلعہ پر ابن الحضرمی سے مصالحت:

اس زمانہ میں حنظلہ بن الورادمتعلقہ بنی ریاح بن یربوع التمیمی اور ابن عتاب ابن ورقاء مدائن کے حاکم تھے اور مطر بن ناجیۃ الیربوعی مہتمم کوتوالی تھے۔ مطر کو جب عبدالرحمٰن کا حال معلوم ہوا تو یہ بھی کوفہ کی طرف روانہ ہوئے ابن الحضرمی ان کے مقابلہ کے لیے قلعہ بند ہو گئے تمام اہل کوفہ نے مطر بن ناجیہ کے ہمراہ ابن الحضرمی اور ان کی شامی فوج پر دھاوا کر دیا اور ان کا قلعہ میں محاصرہ کر لیا مگر پھر اس شرط پر مطر نے ابن الحضرمی سے صلح کر لی کہ وہ قلعہ سے نکل جائے اور قلعہ کو اس کے حوالے کر دے۔

ابن الحضرمی نے اس شرط کو مان لیا اور صلح کر لی۔

یونس بن ابی اسحٰق بیان کرتا ہے کہ میں نے شامیوں کو قلعہ پر سے کھجور کے درخت کے تنے کی سیڑھی کے ذریعہ اترتے ہوئے دیکھا۔ قلعہ کا دروازہ مطر بن ناجیہ کے داخل ہونے کے لیے کھول دیا گیا' دروازہ پر لوگوں کا ہجوم ہو گیا اور اس ہجوم میں مطر گھر گیا۔ مطر نے اپنی تلوار میان سے باہر نکالی اور شامیوں کے خچروں کی ایک ٹولی کو جو قلعہ سے نکل رہے تھے ہلاک کیا اور اس طرح راستہ نکال کر قلعہ میں داخل ہو گیا تمام لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے دو دو سو درہم انہیں دیئے۔

یونس کہتے ہیں کہ میں نے مطر کو روپیہ تقسیم کرتے ہوئے دیکھا۔ ابو سقر بھی ان لوگوں میں تھے۔ جنہیں روپیہ دیا گیا تھا۔

ابن الاشعث کا کوفہ میں استقبال:

ابن الاشعث شکست کھا کر کوفہ کی طرف آیا اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ کوفہ آئے' بعض راویوں کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالرحمٰن اور حجاج کے درمیان دیر جماجم کی جنگ ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اسی سنہ کے ماہ شعبان میں یہ جنگ ہوئی اور

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ۸۳ ہجری میں یہ واقعہ پیش آیا۔

ابوالزبیر الہمدانی ثم الارحبی بیان کرتے ہیں کہ پہلی جنگ میں مجھے کچھ زخم آئے تھے جب ہم کوفہ پہنچے ہیں تو میں ابن الاشعث کے ہمراہ تھا۔

جب ابن الاشعث کوفہ کے قریب پہنچ گئے تو اہل کوفہ ان کے استقبال کو آئے اور زبارا کے پل کو عبور کرنے کے بعد اہل کوفہ نے ان کا استقبال کیا جب ابن الاشعث بھی ان کے قریب پہنچ گئے تو مجھ سے کہنے لگے کہ چونکہ آپ زخمی ہیں میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ پہلی ہی مرتبہ اہل کوفہ زخمی سے ملیں اس لیے اگر آپ مناسب سمجھیں تو راستہ سے ذرا ہٹ جائیں چنانچہ میں راستہ سے ایک طرف کو ہو گیا اور اہل کوفہ آ پہنچے' جب ابن الاشعث کوفہ میں داخل ہو گئے تو بلا استثناء تمام باشندے ان کے پاس آئے مگر سب سے پہلے بنی ہمدان ان کے پاس آئے۔ عمرو بن حریث کے مکان کے قریب لوگوں نے ابن الاشعث کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

مطر کی گرفتاری ورہائی:

بنی تمیم کے کچھ لوگ البتہ ایسے تھے جو مطر کے پاس پہنچے اور اس کی حمایت وحفاظت میں ابن الاشعث سے لڑنے کے لیے تیار ہوئے' مگر کثرت تعداد کے مقابلہ میں ان کی پیش نہ گئی۔

عبدالرحمٰن نے سیڑھیاں منگوائیں' قلعہ کی دیواروں پر نصب کیں' لوگ قلعہ پر چڑھ گئے اور مطر کو گرفتار کر لائے۔

مطر نے عبدالرحمٰن سے درخواست کی کہ آپ مجھے پر رحم کریں اور مجھے قتل نہ کریں اور کیونکہ میں آپ کے تمام شہسواروں میں افضل ہوں اور جنگ کے موقع پر ان سب سے زیادہ کارآمد ہوں۔

عبدالرحمٰن نے مطر کو قید کر دیا مگر بعد میں معافی دے دی۔ اور رہا کر دیا۔

مطر نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بصری بھی عبدالرحمٰن کے پاس آ گئے۔

اسی محرم میں وہ تمام فوجیں جو بیرونی چوکیوں اور سرحدی ناکوں پر متعین تھیں۔ وہ بھی عبدالرحمٰن کی طرف دار ہو گئیں اور ان کے پاس چلی آئیں۔

عبدالرحمٰن بن عباس کی اطاعت:

اہالی بصرہ میں سے جو لوگ عبدالرحمٰن کے پاس آئے تھے ان میں عبدالرحمٰن بن العباس ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بھی تھا۔ اس شخص نے اسی جنگ میں شہرت حاصل کی اور ابن الاشعث کے کوفہ چلے آنے کے بعد تین دن تک حجاج سے بصرہ میں لڑتا رہا۔

جب اس واقعہ کی اطلاع عبدالملک کو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اللہ عبدالرحمٰن کو ہلاک کرے۔ اس نے تو راہ فرار اختیار کی اور قریش کا ایک لونڈا اس کے بعد تین دن تک لڑتا رہا۔ حجاج نے بصرہ سے خشکی کے راستے کوچ شروع کیا۔ قادسیہ اور عذیب کے درمیان گزرا' مگر دشمن نے اسے قادسیہ پر پڑاؤ کرنے سے روکا' ابن الاشعث نے عبدالرحمٰن کو کوفہ اور بصرہ کے سواروں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ حجاج کی مزاحمت کے لیے روانہ کیا اور اس فوج نے حجاج کو قادسیہ پر ٹھہرنے نہیں دیا۔

حجاج کا دیر قرۃ میں قیام:

عراقی بھی حجاج کے ساتھ ساتھ بڑھتے گئے اور وادی سباع کی طرف بڑھے' پھر دونوں فوجوں نے ساتھ ساتھ کوچ شروع

کیا۔ حجاج نے دیر قرۃ[1] میں آ کر پڑاؤ کیا اور عبدالرحمٰن بن العباس نے دیر جماجم پر ڈیرے ڈالے پھر ابن الاشعث بھی دیر جماجم آ گئے اور حجاج دیر قرۃ پر مقیم تھا۔

ابن الاشعث کا دیر جماجم میں قیام:

بعد میں حجاج کہا کرتا تھا کہ کیا یہ بات سچ نہیں کہ جب کبھی ابن الاشعث مجھے دیکھتا تھا تو وہ پرندوں کو اڑا کر میرے متعلق شگون لیا کرتا تھا۔ میں دیر قرۃ پر فروکش ہوا۔ اور ابن الاشعث نے دیر جماجم پر قیام کیا۔

حجاج بن یوسف کی مخالفت و دشمنی:

تمام کوفی 'بصری' کوفہ اور بصرہ کے قرا اور وہ فوجیں جو مختلف چوکیوں اور سرحدی علاقہ میں متعین تھیں۔ دیر جماجم پر یکجا ہو گئیں۔ اور سب کی سب حجاج کے ساتھ لڑنے پر تلی ہوئیں تھیں۔ اس مخالفت کی وجہ صرف حجاج کی ذات تھی۔ جس سے یہ تمام بغض و عداوت رکھتے تھے اور نفرت کرتے تھے۔

صرف اس فوج کی تعداد جسے باقاعدہ تنخواہیں ملتی تھیں۔ ایک لاکھ تھی اور اسی قدر آزاد غلام ان کے ہمراہ تھے۔

شامی فوج کی کمک:

دیر قرۃ پر فروکش ہونے سے پہلے ہی حجاج کی امداد کے لیے عبدالملک کی فرستادہ امداد پہنچ چکی تھی۔ اس مقام پر قیام کرنے سے پہلے حجاج کا ارادہ یہ تھا کہ وہ ہیت اور ملک جزیرہ کی جانب چلا جائے۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ میں شام اور جزیرہ کے قریب رہوں تا کہ شام سے امدادی فوجیں جلد جلد اسے پہنچتی رہیں اور ملک جزیرہ کے سامان خوراک کی ارزانی اور افراط سے وہ متمتع ہوتا رہے۔

مگر دیر قرۃ پہنچ کر حجاج کہنے لگا کہ اس مقام سے بھی امیر المومنین سے بعد نہیں ہے۔ علاوہ بریں فلالیج اور عین التمر بھی ہمارے قریب ہی واقع ہیں۔ غرض کہ پھر اسی مقام پر اس نے پڑاؤ کر دیا۔

حجاج اور ابن الاشعث میں جھڑپیں:

ابن الاشعث اور حجاج دونوں نے اپنی فوجوں کے گرد خندق کھود لی اور مورچہ لگا دیئے۔ دونوں فریق اپنی اپنی خندقوں سے نکل کر جنگ کرتے تھے۔ اور جب ایک فریق اپنی خندق کو آگے بڑھاتا تھا تو دوسرا بھی اسے دیکھ کر اپنی خندق آگے بڑھاتا تھا۔ غرض کہ اسی طرح دونوں مقابل فوجوں میں روز بروز معرکہ جدال و قتال زیادہ سخت ہوتا جا رہا تھا۔

حجاج کی برطرفی کی تجویز:

جب اس کیفیت کی اطلاع اہل شام اور قریش کے سربرآوردہ لوگوں کو ہوئی تو وہ اور دوسرے موالی عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تجویز پیش کی کہ اگر حجاج کی موقوفی سے اہل عراق خوش ہو جائیں تو ہمارے خیال میں حجاج کا برطرف کر دینا ان سے لڑنے کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے۔ اس لیے جناب والا حجاج کا عراق کی گورنری سے برطرف کر دیجیے۔ اہل عراق پھر سابق کی طرح آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں گے۔ اور ہماری اور ان کی جانیں بھی سلامت رہیں گی۔

---

[1] قرۃ سکون اور اطمینان کو کہتے ہیں اور جماجم جمع ہے جمجمہ کی۔ جس کے معنی کاسہ سر کے ہیں۔

عبدالملک کی اہل کوفہ کو مراعات کی تجویز:

عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو جو اس وقت موصل میں تھا بلا بھیجا' یہ دونوں اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ دربارِ امارت میں حاضر ہوئے۔ عبدالملک نے انہیں حکم دیا کہ تم دونوں جاؤ اور اہل عراق کے سامنے یہ بات پیش 4
کرو کہ ہم حجاج کو برطرف کرتے ہیں اور تمہیں بھی اسی طرح باقاعدہ وظیفے ملا کریں گے۔ جس طرح کہ شامیوں کو ملتے ہیں۔ ابن الاشعث عراق کے جس شہر کو پسند کریں وہاں چلے جائیں اور جب تک وہ زندہ رہیں اور میں خلیفہ ہوں وہ اس شہر کے حاکم رہیں گے اگر اہل عراق ان شرائط کو قبول کر لیں تو حجاج کو موقوف کر دیا جائے اور اس کی جگہ محمد بن مروان کے عراق گورنر ہوں اور اگر عراقی ان مراعات کو نامنظور کر دیں تو حجاج ہی اہل شام کی جماعت کا افسر رہے اور وہی مہمات جنگ کا انصرام کرتا رہے۔ اور پھر تم دونوں بھی اس کے ماتحت رہنا۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرنا۔

حجاج کی تجویز سے مخالفت:

اس سے زیادہ نازک اور تکلیف دہ موقع حجاج کو کبھی مدت العمر میں پیش نہیں آیا تھا۔ کیونکہ اسے ڈر لگا ہوا تھا کہ مبادا اہل عراق ان تجاویز پر لبیک کہہ دیں تو میں ان کی ولایت سے علیحدہ کر دیا جاؤں گا۔ انہیں خطرات کی بنا پر اس نے عبدالملک کو لکھا کہ اگر آپ نے میری برطرفی کا معاملہ اہل عراق کے سپرد کر دیا تو یہ اس وقت تو خاموش ہو جائیں گے مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گے اور آپ کے خلاف کارروائی کرنے کی انہیں اور پیش از بیش جرأت ہوگی۔ کیا جناب والا کو معلوم نہیں کہ عراقی اشتر کے ہمراہ ابن عفان پر جا دوڑے اور جب ان سے پوچھا گیا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو تو انہوں نے سعید بن العاص کی برطرفی کا مطالبہ کیا۔

آپ اسے خوب سمجھ لیں کہ فولاد ہی لوہے کو نرم کرتا ہے جو کچھ جناب والا نے سوچا ہے کہ خدا کرے کہ اس میں بھلائی ودیعت ہو۔ والسلام۔

اہل کوفہ کو مراعات کی پیش کش:

مگر اس خط نے عبدالملک کے فیصلہ پر کچھ اثر نہیں ڈالا اور چونکہ وہ لڑائی سے بچنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے سابقہ تجویز پر عمل درآمد کر لینے کا فیصلہ کر لیا۔

جب عبدالملک کا بیٹا اور بھائی دونوں حجاج کے پاس آ گئے۔ تو عبداللہ ابن عبدالملک نے میدان میں نکل کر اہل عراق کو مخاطب کر کے کہا کہ میں عبداللہ امیر المومنین کا بیٹا ہوں اور امیر المومنین آپ کو یہ مراعات دینا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد محمد بن مروان نے بڑھ کر کہا کہ میں امیر المومنین کا قاصد ہوں جسے انہوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور پھر وہی مراعات اور تجویزیں ان کے سامنے پیش کیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

ابن الاشعث کا اہل کوفہ کو مشورہ:

چنانچہ بلا استثناء اہل عراق رات کے وقت ابن الاشعث کے پاس ان شرائط پر غور و خوض کرنے کے لیے جمع ہوئے ابن الاشعث تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اور حمد و ثناء کے بعد انہوں نے کہا کہ تمہیں آج ایک ایسا موقع ملا ہے کہ فوراً اس سے

فائدہ اٹھانا چاہیے اور اگر اس زریں موقع کو ہاتھ سے جانے دیا تو مجھے خوف ہے کہ اہل الرائے کل اس پر کف افسوس وحسرت ملیں گے۔ آج ہمارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان برابری پر فیصلہ ہو رہا ہے۔ اگر آپ لوگوں کو جنگ زاویہ میں نقصان اٹھانا پڑا۔ تو جنگ تستر میں آپ کے دشمن سخت نقصان برداشت کر چکے ہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ جو شرائط آپ کے سامنے پیش کیے گئے ہیں آپ انہیں قبول کر لیں۔ اخلاقی نقطہ نظر سے اس وقت آپ ہی کی حالت ان سے زیادہ اچھی ہے۔ اور آپ ہی لوگ فتح مند تسلیم کیے جاتے ہیں۔ آپ کے دشمن آپ سے خوف زدہ ہیں۔ آپ انہیں نقصانات پہنچا چکے ہیں۔ اس لیے اگر آپ نے ان شرائط کو اس وقت قبول کر لیا تو پھر تا بہ حیات آپ ہی ان پر دلیر رہیں گے۔ اور آپ ہی کی بات ان کے مقابلہ میں وزنی رہے گی۔

ابن الاشعث کی رائے سے مخالفت:

اس پر ہر جانب سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا ہے قحط' تنگی' افلاس' بھوک' قلت' سامان خوراک اور ذلت ان کے مفرین ہے۔ ہم تعداد میں زیادہ مرفہ الحال ہیں۔ ہمارے پاس سامان خوراک کثرت سے موجود ہے۔ ہم کبھی ان شرائط کو قبول نہیں کریں گے اور اس کے بعد اب کے پھر دوسری مرتبہ انہوں نے عبدالملک سے اپنی بغاوت اور مخالفت کا اعلان کیا۔

عبداللہ بن ذواب السلمی اور عمیر بن تیجان نے سب سے پہلے اٹھ کر عبدالملک سے اپنی بغاوت کا اعلان کیا۔ بلکہ اس مرتبہ ان کے اس ارادہ بغاوت میں فارس کے مقابلہ میں اور بھی استحکام اور تاکید کا اظہار رہا۔

جنگ کا افسر اعلیٰ حجاج:

محمد بن مروان اور عبداللہ بن عبدالملک حجاج کے پاس آئے اور کہا کہ آپ جائیں اور اپنی فوج پر آپ کو اپنی صوابدید پر عمل کرنے کا پورا پورا اختیار ہے کیونکہ ہمیں بارگاہ خلافت سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم آپ کے احکام کی تعمیل کریں۔

اس پر حجاج نے کہا میں نے آپ حضرات سے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ ابن الاشعث کی اس بغاوت کا اصل مقصد آپ کے خاندان کو برباد اور تباہ کرنا ہے پھر اس کے بعد حجاج نے کہا کہ میں جو اپنی جان اس جنگ میں کھپا رہا ہوں یہ آپ ہی لوگوں کی خاطر ہے جو کچھ عروج اور اقتدار حاصل ہے یہ حقیقت میں آپ ہی کا ہے۔

یہ دونوں سردار جب حجاج سے ملتے تھے تو اسے امیر کے خطاب کے ساتھ سلام کرتے تھے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ خود حجاج بھی ان دونوں سرداروں کو امیر کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا۔

غرض کہ ان دونوں نے جنگ کا تمام انتظام اور ذمہ داری حجاج کے سپرد کر دی اور حجاج جنگ کا افسر اعلیٰ ہو گیا۔

ابن الاشعث کا دعویٰ:

محمد بن السائب کہتے ہیں کہ جب تمام لوگ مقام دیر جماجم پر جمع ہوئے تو میں نے سنا کہ عبدالرحمٰن بن محمد کہہ رہے تھے کہ بنی مروان کی نسبت عار دلانے کے لیے زرقاء کی طرف جاتی ہے اور اس پر شبہ نہیں کہ یہی ان کا صحیح ترین نسب ہے باقی رہے بنی العاص' تو یہ صفوریہ کے کفار میں سے ہیں اب اگر امارت کے دعوے کے لیے قریش کھڑے ہوں تو میں نے انہیں بالکل نامرد ہی بنا دیا۔ اور ان کا تمام کس بل نکال دیا ہے اور اگر عرب اس کے مدعی ہوں تو اس کا مستحق ہوں میں ابن الاشعث بن قیس کا فرزند ہوں۔

ان الفاظ کو اس نے بلند آواز سے ادا کیا تا کہ سب لوگ سن لیں۔

حجاج کی فوجی ترتیب:

اب دونوں فریق جنگ کے لیے بڑھے۔ حجاج نے اپنے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی کو میسرہ پر عمارۃ تمیم الحمی کو رسالہ پر سفیان بن ابرد الکلبی کو اور پیدل سپاہ پر عبدالرحمٰن بن حبیب الحکمی کو سردار مقرر کیا۔

ابن لاشعث کی صف بندی:

اسی طرح ابن الاشعث نے اپنے میمنہ پر حجاج بن جاتیہ الخثعمی کو میسرہ پر ابرد بن قرۃ التمیمی کو رسالہ پر عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن الحاث الہاشمی کو پیدل سپاہ محمد بن سعد بن ابی وقاص کو اپنے آہن پوش رسالہ پر عبداللہ بن رزام الحارثی کو اور قاریوں کی جماعت پر جبلۃ بن زہر بن قیس الجعفی کو سردار مقرر کیا۔

ابن الاشعث کے ہمراہ پندرہ قریشی بھی تھے جن میں عامر الشعبی 'سعید بن جبیر' ابوالبختری الطائی اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی شامل تھے۔

حجاج اور ابن الاشعث کے معرکے:

غرض یہ کہ روزانہ دونوں فوجوں میں معرکہ جدال وقتال گرم ہونے لگا۔ عراقیوں کو کوفہ اور اس کے مضافات سے تمام ضروریات زندگی برابر پہنچ رہی تھیں۔ اور وہ بڑے مزے میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ بلکہ بصرہ والے بھی انہیں امداد پہنچا رہے تھے۔ برخلاف اس کے شامی بری حالت میں تھے۔ انہیں ہر چیز گراں قیمت پر ملتی تھی۔ سامان خوراک کی قلت تھی اور گوشت تو بالکل مفقود ہی ہو گیا تھا۔ ان کی حالت گویا محصورین کی سی تھی۔ مگر ان تمام مشکلات اور تکالیف کے باوجود شامی نہایت ثابت قدمی اور شجاعت کے ساتھ اپنے دشمنوں سے صبح وشام نہایت ہی خوں ریز وشدید جنگ کرتے رہتے تھے۔

کبھی حجاج اپنی خندق کو دشمن کے قریب بڑھاتا تھا تو دوسری مرتبہ اہل عراق اپنی خندق آگے بڑھاتے تھے۔ غرض یہ کہ اس روز تک جس میں جبلۃ بن زحر مقتول ہوئے ہیں' لڑائی کا یہی رنگ رہا۔

کمیل بن زیاد النخعی کی شجاعت:

ایک روز حجاج نے کمیل بن زیاد النخعی کو جو ایک شجاع جنگ میں ثابت قدم رہنے والا اور بڑا رعب و دبدبہ کا سردار تھا اور جس کے دستہ فوج کا نام قرادنکا دستہ تھا۔ دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ دستہ دشمن پر متواتر حملے کرتا رہتا تھا۔ اور ہر حملہ میں پوری داد مردانگی وشجاعت دیتا تھا۔ اور اسی وجہ سے اس دستہ نے خاص شہرت ونا موری حاصل کی۔

حسب قاعدہ ایک روز دونوں فوجیں جنگ کے لیے معرکہ کارزار میں آئیں۔ حجاج نے اپنی فوج کو باقاعدہ جنگ کی ترتیب میں تقسیم کر کے دشمن پر حملہ کیا۔

اسی طرح محمد نے اپنی فوج کے آگے پیچھے سات صفیں قائم کیں۔

قراء کے دستہ کا حملہ:

حجاج نے قراء کے اس دستہ پر حملہ کرنے کے لیے جس کی قیادت جبلۃ بن زحر کر رہے تھے اپنی فوج کے تین دستے قائم کیے اور

ان پر جراح بن عبداللہ الحکمی کو سردار مقرر کر کے میدان جنگ میں بھیجا۔ یہ تینوں دستے جبلة بن زحر کے دستہ کے سامنے بڑھے۔

ایک شخص جو رسالہ کے ان تینوں حملہ کرنے والوں دستوں میں موجود تھا بیان کرتا ہے کہ جبلة اور اس کے ایک دستہ پر ہمارے دستہ نے باری باری حملے کیے مگر ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔

مغیرہ بن مہلب کی وفات:

اسی سنہ میں مغیرہ بن مہلب نے خراسان میں انتقال کیا۔ مغیرہ اپنے باپ کی جانب سے مرو کے تمام علاقہ کے افسر اعلیٰ تھے رجب ۸۲ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔

مغیرہ کی خبر مرگ یزید اور مہلب کی فوج والوں کو معلوم ہوئی۔ فوج تو چاہتی نہ تھی کہ مہلب کو یہ خبر سنائی جائے مگر یزید چاہتا تھا کہ انہیں کسی طرح معلوم ہو جائے اس لیے اس نے عورتوں کو نوحہ و بکا کرنے کا حکم دیا جب عورتوں نے رونا پیٹنا شروع کیا تو مہلب نے وجہ دریافت کی لوگوں نے مغیرہ کی موت کی خبر سنائی مہلب نے انا للہ وانا الیہ رجعون پڑھا اور اس قدر سخت رنج ہوا کہ وہ اپنے جذبات کو چھپا نہ سکے۔ اس پر ان کے بعض خاص دوستوں نے انہیں برا بھلا بھی کہا۔

یزید بن مہلب کو مرو جانے کا حکم:

مہلب نے یزید کو بلایا اور حکم دیا کہ تم مرو جاؤ۔ مہلب کی یہ حالت تھی کہ بیٹے کو انتظام حکومت کے متعلق ہدایات دیتے جاتے تھے اور قطرہائے اشک سے ان کی ڈاڑھی شبنم زار بنی ہوئی تھی۔

حجاج نے مہلب کو مغیرہ کی موت کی وجہ سے تعزیت کا خط لکھا' مغیرہ ایک نہایت عمدہ سردار تھا۔

جس روز مغیرہ کا انتقال ہوا ہے۔ اس روز مہلب نے دریائے جیحوں کے اس پار مقام کس پر فوج کشی کر رکھی تھی۔

یزید بن مہلب کی روانگی مرو:

غرض کہ یزید ساٹھ یا بعض کہتے ہیں کہ ستر سواروں کے ساتھ مرو روانہ ہوا' یزید کے ہمراہیوں میں مجاعة بن عبدالرحمٰن العتکی' عبداللہ بن معمر بن سمیر الیشکری دینار السجستانی' ہیثم بن منخل الجرموزی' غزوان الاسکاف مقام زم کا رئیس (یہ شخص مہلب کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا اور عتیک کے آزاد غلام عطیہ بھی تھے) ایک لق ودق ریگستان میں پانچ سو ترکوں کی ایک جماعت سے ان کا مقابلہ ہوا۔

ترکوں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو ان لوگوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں۔ ترکوں نے کہا کہ مال تجارت کہاں ہے مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے آگے روانہ کر دیا ہے اس پر انہوں نے کہا کچھ ہمیں بھی دو۔

یزید بن مہلب کی ترکوں سے لڑائی:

یزید نے دینے سے بالکل انکار کر دیا۔ مگر مجاعة نے کچھ کپڑے اور باریک ململ کے تھان اور ایک کمان ان کی نذر کی اور ترک اسے لے کر واپس پلٹ گئے۔ مگر انہوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور ان پر واپس پلٹ کر آئے اس پر یزید نے کہا کہ میں تو ان کی عادت سے پہلے ہی خوب واقف تھا۔

غرض کہ دونوں فریقوں میں نہایت ہی شدید جنگ شروع ہوئی۔ یزید ایک ایسے ٹٹو پر سوار تھا۔ جو بالکل زمین سے لگا ہوا تھا۔ اس کے ہمراہ ایک خارجی تھا۔ جسے یزید نے گرفتار کیا تھا۔

ایک خارجی کی دلیری:

اس خارجی نے یزید سے رحم کی درخواست کی۔ یزید نے درخواست منظور کر لی اور اسے آزادی دے دی۔ یزید نے اس سے پوچھا ہی تھا کہ کہو کیا ارادہ ہے کہ اس خارجی نے ترکوں پر حملہ کر دیا اور ان میں جا گھسا اور پھر ان کے پیچھے سے نکل کر آیا تو معلوم ہوا کہ اس نے ایک ترک کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اس کے بعد اس نے دوبارہ حملہ کیا اور ان میں جا گھسا اور ایک ترک کو قتل کر کے ان کے سامنے نکل آیا اور پھر یزید کے پاس واپس آیا۔

ابومحمد الزمی کا فرار:

اس معرکہ میں یزید نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا اور خود یزید کی پنڈلی میں ایک تیر آ کر لگا اب ترکوں کا جوش وخروش اور جنگ میں ان کی دلیری اور بڑھ گئی ابومحمد الزمی نے راہ فرار اختیار کی مگر یزید برابر ان کے مقابلہ پر جمار ہا اور آخر کار ترک علیحدہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بے شک کہ ہم نے آپ سے بدعہدی کی مگر آپ اس وقت تک میدان جنگ سے واپس نہیں پلٹ سکتے جب تک ہم میں کا آخری شخص بھی اپنی جان نہ دے دے یا جب تک کہ تم لوگ کام نہ آ جاؤ' یا یہ کہ آپ ہمیں کچھ مال اور دیجیے تو ہم واپس چلے جائیں۔

ترکوں کی واپسی:

یزید نے قسم کھا کر کہا کہ میں ایک جبہ نہیں دوں گا۔ مگر مجاعہ نے اسے سے عرض کی کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دلا کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی جان پر رحم کریں اور آج اسے موت کی بھینٹ نہ چڑھا دیں مغیرہ پہلے ہی مر چکے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد کو ان کی موت کا کس قدر صدمہ اٹھانا پڑا ہے اور ان کی کیا حالت ہوئی ہے۔

یزید نے کہا مغیرہ کی جتنی زندگی مقدر تھی۔ وہ انہوں نے پوری کی اور میں اپنی زندگی سے زیادہ ایک منٹ زندہ نہیں رہوں گا۔

مگر پھر بھی مجاعۃ نے اپنا زرد رنگ کا عمامہ ترکوں کی طرف پھینک دیا۔ ترک اسے اٹھا کر چلتے ہوئے۔

ابومحمد الزمی کی آمد:

اب ابومحمد الزمی کچھ شہسواروں اور سامان خوراک کو لے کر واپس آئے۔ یزید نے ان سے کہا کہ آپ تو ہمیں دشمن کے نرغہ میں تباہ ہونے کے لیے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس پر ابومحمد نے عرض کیا کہ میں اس غرض سے گیا تھا کہ امدادی فوج اور سامان خوراک آپ کے لیے لے آؤں۔

اسی سنہ میں مہلب نے اہل کس سے کچھ تاوان لے کر صلح کر لی اور مرو کے ارادہ سے واپس پلٹے۔

حریث بن قطبہ:

مہلب بنی مضر کے بعض لوگوں کو الزام کی وجہ سے قید کر کے ''کس'' سے واپس چلا گیا۔ اور کسی کو ان پر اپنے بعد متعین کر دیا۔ خزاعۃ کے آزاد غلام حریث بن قطبہ کو بھی اپنا قائم مقام بنا دیا اور اسے حکم دیا کہ ترکوں سے جب تم تاوان وصول کر لو۔ تب ان کے یرغمال جو تمہارے ہیں انہیں واپس کر دینا۔

مہلب نے دریائے جیحوں کو عبور کر کے بلخ میں قیام کیا اور یہاں سے حریث کو خط لکھا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ تم جب دشمن کے

یرغمال ان کے حوالے کر دو گے وہ تم پر پھر بھی غارت گری کریں گے اس لیے تاوان لینے کے بعد بھی تم انہیں رہائی نہ دینا۔ البتہ جب بلخ پہنچ جاؤ تب انہیں واپس کر دینا۔

یرغمال کی حوالگی:

حریث نے ملک کس سے کہا کہ مجھے مہلب نے ایسا حکم دیا ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ تم فوراً ہمارا مطالبہ پورا کر دو میں تمہارے یرغمال تمہارے حوالے کر دوں گا۔ اور ان سے جا کر کہہ دوں گا کہ آپ کا خط میرے پاس اس وقت پہنچا جب کہ میں اپنا مطالبہ وصول کر کے ان کے یرغمال انہیں واپس دے چکا تھا۔ چنانچہ بادشاہ کس نے فوراً ہی رقم تاوان ادا کر دی اور حریث نے یرغمال اس کے حوالے کر دیئے اور بلخ کی طرف روانہ ہو گیا۔

حریث بن قطبہ پر ترکوں کا حملہ:

اثنائے راہ میں انہیں ترکوں نے جن سے پہلے یزید کا مقابلہ ہو چکا تھا اب یہ مطالبہ پیش کیا کہ جس طرح یزید نے اپنی جان کا فدیہ ہمیں دیا تھا اسی طرح آپ بھی اپنا اور اپنے ساتھیوں کی جان کا فدیہ ہمارے حوالے کیجیے۔

حریث نے فدیہ دینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں اپنی ماں کا بیٹا نہیں۔ بلکہ یزید کی ماں کا بیٹا ہوں۔

اس پر ترکوں اور حریث میں جنگ ہوئی۔ حریث نے اکثر کو تو قتل کر ڈالا اور بعض کو قید کر لیا' دوسرے ترکوں نے اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کیا مگر حریث نے ان پر احسان رکھ کر انہیں چھوڑ دیا اور رقم فدیہ بھی واپس کر دی۔ مہلب کو جب معلوم ہوا کہ حریث نے ترکوں کے مقابلہ میں یہ کہا تھا کہ اگر میں فدیہ دوں تو اس وقت گویا مجھے یزید کی ماں نے جنا ہو۔ انہیں بہت برا معلوم ہوا اور کہنے لگے کہ اب اس کی یہ شان ہو گئی ہے کہ اپنے عزیز قریب کا بیٹا بننے میں اسے عار ہے۔

مہلب کی حریث سے جواب طلبی:

حریث بلخ آ گیا' مہلب نے دریافت کیا کہ دشمن کے وہ یرغمال کہاں ہیں؟ حریث نے کہا کہ میں نے تاوان لے کر انہیں رہا کر دیا۔ مہلب نے پوچھا کہ کیا میں نے اپنے خط کے ذریعہ سے تمہیں ان کے رہا کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا۔

حریث نے کہا آپ کا خط مجھے اس وقت موصول ہوا جب کہ میں انہیں رہا کر چکا تھا۔ اور آپ کو جو خطرہ تھا میں اس سے محفوظ رہا۔

اس پر مہلب نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو' مجھے ساری حقیقت معلوم ہو چکی ہے تم نے ترکوں اور ان کے بادشاہ کے پاس رسوخ حاصل کرنے کے لیے میرے خط سے اسے آگاہ کر دیا۔

حریث بن قطبہ کو سزا:

مہلب نے حکم دیا کہ حریث کو برہنہ کیا جائے جب حریث برہنہ ہونے سے بہت گھبرایا تو مہلب کو یہ خیال ہوا کہ شاید یہ مبروص ہے اسے ننگا کرایا اور تیس درے لگوائے۔

چونکہ اپنا برہنہ ہونا اسے نہایت ناگوار ہوا تھا۔ اس لیے حریث نے کہا کہ بجائے تیس کے چاہے تین سو درے آپ نے میرے لگائے ہوتے۔ مگر مجھے برہنہ نہ کیا ہوتا اور قسم کھائی کہ میں مہلب کو قتل کر ڈالوں گا۔

حریث کا مہلب کو قتل کرنے کا منصوبہ:

ایک روز مہلب اور حریث گھوڑوں پر سوار چلے جا رہے تھے۔ حریث مہلب کے پیچھے تھا۔ اس کے ساتھ اس کے دو غلام بھی تھے۔ حریث نے انہیں مہلب کو قتل کر ڈالنے کا حکم دیا۔ ایک نے تو صاف انکار کر دیا اور وہاں سے پلٹ گیا اور جب ایک چلا گیا تو دوسرا غلام تنہا ہونے کی وجہ سے مہلب پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔

حریث نے مکان واپس آ کر اپنے غلام سے دریافت کیا کہ تو نے کیوں میرے حکم کی تعمیل نہیں کی۔

غلام نے عرض کیا صرف آپ کی خاطر نہ اپنی جان کی خاطر۔ کیونکہ میں خوب جانتا تھا کہ اگر میں نے مہلب کو قتل کر ڈالا تو آپ بھی مارے جائیں گے اور میں بھی مارا جاؤں گا' مگر مجھے تو اپنی جان کی پروانہ تھی صرف آپ کا خیال تھا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس فعل کا خمیازہ صرف مجھ ہی کو بھگتنا پڑے گا تو میں ضرور آپ کے حکم کی تعمیل کرتا۔ اور مہلب کو قتل کر ڈالتا۔

حریث بن قطبہ کی طلبی:

حریث نے مہلب کے پاس آنا جانا ترک کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے درد اور تکلیف ہے مگر مہلب کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ حریث جھوٹ موٹ کے لیے بیمار بنا ہے اور وہ مجھے دھوکے سے قتل کرنا چاہتا ہے۔

مہلب نے ثابت بن قطبہ سے کہا کہ تم اپنے بھائی کو میرے پاس بلا لاؤ میں اسے اپنے بیٹے کی مثل سمجھتا ہوں جو سزا میں نے اسے دی تھی وہ محض بغرض اصلاح اور تادیباً تھی۔ بسا اوقات خود اپنے بیٹوں کو میں نے تادیباً مارا پیٹا ہے۔

ثابت اپنے بھائی کے پاس آیا اسے قسمیں دلائیں اور کہا کہ مہلب کے پاس چلو۔ حریث نے جانے سے انکار کیا اور مہلب کی جانب سے اپنے خوف کا اظہار کیا اور کہنے لگا کہ بخدا جو سلوک انہوں نے میرے ساتھ کیا ہے۔ اس کے بعد میں نہ تو کبھی ان کے پاس جاؤں گا اور نہ ان پر بھروسہ کروں گا۔ اور نہ خود وہ مجھ پر اعتماد کریں گے۔

حریث و ثابت پسران قطبہ کا فرار:

اس کے بھائی ثابت نے جب اس کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تو کہا کہ اگر تمہاری یہی رائے ہے تو بہتر ہے کہ تم ہمیں لے کر موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے پاس لے چلو۔ ثابت کو یہ خوف پیدا ہوا کہ حریث ضرور مہلب پر قاتلانہ حملہ کرے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم سب مارے جائیں گے۔

غرض کہ یہ دونوں بھائی اپنے تین سو طرف داروں اور دوسرے ان عربوں کو لے کر اپنی اپنی جماعتوں سے بھاگ کر ان میں آ ملے تھے موسیٰ کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوئے۔

مہلب بن ابی صفرہ کی علالت:

مہلب کس سے مرو آ رہے تھے۔ چلتے چلتے مقام زاغول متعلقہ علاقہ مرو الروذ پر جب پہنچے تو کچھ لوگوں کے بیان کے مطابق ان کے منہ میں مسواک لگی جس سے زخم ہوگیا یا دوسرے لوگوں کے بیان کے مطابق کانٹا لگا۔

مہلب کی اپنے بیٹوں کو نصیحت:

بہر حال جب ان کی حالت نازک ہوئی تو مہلب نے اپنے بیٹے حبیب اور دوسرے بیٹوں کو جو وہاں موجود تھے اپنے پاس

بلایا۔ سرکنڈے منگوائے اور وہ سب ایک گٹھے کی شکل میں باندھ دیئے گئے۔ مہلب نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ کیا ان سرکنڈوں کو تم اس اجتماعی حالت میں توڑ سکتے ہو۔ سب نے کہا نہیں' پھر مہلب نے پوچھا کہ اگر انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے تب توڑ سکتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا بے شک۔

اس پر مہلب نے کہا کہ بس بعینہ یہی مثال جماعت کی ہے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو صلہ رحم کرو کیونکہ اس سے عمر بڑھتی ہے اور جان و مال کی زیادتی ہوتی ہے۔ تفریق سے بچتے رہنا کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ آخرت میں دوزخ ہے اور دنیا میں ذلت و کمزوری ہے۔ آپس میں دوستی اور ملاپ رکھنا۔ اپنے مقصد کو متحد کرنا اور اختلاف کو گنجائش نہ دینا۔ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرتے رہنا اس سے تمہاری حالت درست رہے گی۔ جب حقیقی بھائیوں میں اختلاف ہو جاتا ہے تو علاتی بھائیوں کا ذکر ہی کیا ہے تم پر ایک دوسرے کی اطاعت اور آپس میں اتحاد رکھنا فرض ہے۔ تمہارے افعال ہمیشہ تمہارے اقوال سے افضل رہیں کیونکہ میں ایسے ہی شخص کو پسند کرتا ہوں جس کے کام اس کے دعووں سے زیادہ بہتر ہوں۔ ایسی باتوں سے ہمیشہ بچتے رہنا۔ جس کی وجہ سے تمہیں جواب دہ ہونا پڑے۔ اور ہمیشہ اپنی زبان کو لغزشوں سے بچانا۔ یاد رکھو کہ اگر کسی شخص کا پاؤں پھسل جائے تو وہ سنبھل سکتا ہے مگر جس کی زبان اس کے قابو میں نہ ہو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

جو شخص تمہارے پاس آیا جایا کرے اس کے ساتھ مراعات کا سلوک کرنا اور اس کے حقوق کا لحاظ رکھنا۔ اس کا صبح و شام تمہارے پاس آنا ہی اس کی یاد دہانی کے لیے کافی ہو۔ بجائے بخل کے سخاوت اختیار کرنا۔ عربوں کو محبوب رکھنا اور ان پر احسان کرتے رہنا۔ عرب وہ قوم ہے جس کا ہر فرد محض تمہارے زبانی وعدہ پر اپنی جان تک قربان کر دے گا۔ چہ جائیکہ تم کوئی احسان اس پر کرو گے تو وہ کیا کچھ تمہاری خاطر نہ کر گذرے۔

لڑائی میں ہمیشہ تانی و تدبیر اور چالوں سے کام لینا۔ کیونکہ یہ باتیں جنگ میں محض شجاعت دکھانے سے زیادہ کار آمد ہیں۔

جب دو حریفوں میں مقابلہ ہوتا ہے تو وہ جو قسمت میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے البتہ کوئی شخص اگر حزم و احتیاط سے کام لے اور اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کرے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس نے نہایت ہی قابلیت سے کارروائی کی اور فتح حاصل کی اور اس کی تعریف کی جاتی ہے اور اگر اس قدر حزم و احتیاط سے کام لینے کے باوجود اسے ناکامی کا سامنا ہوتا ہے تب بھی لوگ اس پر الزام نہیں رکھتے بلکہ کہتے ہیں کہ اس نے کوئی غلطی نہیں کی اور نہ اس سے کوئی لغزش ہوئی مگر کیا کیا جائے کہ قسمت غالب تھی اس کے سامنے کوئی کیا کر سکتا ہے۔

ہمیشہ کلام پاک کی تلاوت جاری رکھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور نیک لوگوں کے طریقہ زندگی کو اپنا معیار زندگی بنانا۔ خفیف حرکتوں اور اپنی مجلسوں میں زیادہ یاوہ گوئی سے اجتناب کرنا۔ میں یزید کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں اور حبیب کو اس وقت تک کے لیے فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کرتا ہوں جب تک کہ یہ اسے یزید کے پاس پہنچا دیں تم لوگ یزید کی مخالفت نہ کرنا۔

مہلب کی وفات:

اس پر مفضل نے عرض کیا کہ اگر آپ خود انہیں اپنا جانشین نہ بھی بناتے تو خود ہم لوگ ان ہی کو اپنا سردار بناتے۔

مہلب نے داعی اجل کو لبیک کہا اور حبیب کو اپنا وصی بنایا' حبیب ہی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور پھر مرو کی طرف روانہ ہوا۔

یزید نے عبدالملک کو اپنے باپ کی موت کی اطلاع دی اور پھر یہ بھی لکھا کہ مجھے مہلب اپنا جانشین بنا گئے ہیں حجاج نے اس وصیت کی توثیق کی۔ اور انہیں با قاعدہ مہلب کا جانشین تسلیم کر لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مرنے کے وقت وصیت کرتے ہوئے مہلب نے یہ کہا تھا کہ اگر صرف میرے اختیار میں ہوتا تو میں حبیب کو اپنے بیٹوں کا سردار مقرر کرتا۔

مہلب نے ماہ ذی الحجہ ۸۲ھ میں انتقال کیا۔

امارتِ خراسان پر یزید بن مہلب کا تقرر:

اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو مہلب کے انتقال کے بعد خراسان کا والی مقرر کیا اور عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر دیا۔

امارتِ مدینہ پر ہشام بن اسمٰعیل کا تقرر:

واقدی کے بیان کے مطابق ۱۳ جمادی الآخر ۸۲ھ کو عبدالملک نے ابان بن عثمان کو موقوف کیا اور ان کی جگہ ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔

ہشام نے گورنری کا جائزہ لیتے ہی نوفل بن مساحق العامری کو منصبِ قضا سے علیحدہ کر دیا۔ نوفل کو یحییٰ بن حکم نے مدینہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ یحییٰ کی علیحدگی کے بعد جب ابان بن عثمان اس عہدہ پر مقرر ہوئے تو انہوں نے نوفل کو ان کی جگہ برقرار رکھا۔

سات برس تین مہینے تیرہ دن ابان مدینہ کے گورنر رہے۔

ہشام بن اسمٰعیل نے اب نوفل کے بجائے عمرو بن خالد الزرقی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

امیر حج ابان بن عثمان:

اسی سال ابان بن عثمان ہی نے لوگوں کو حج کرایا۔

حجاج کوفہ، بصرہ، اور تمام مشرقی صوبہ جات کا گورنر تھا۔ اور یزید بن مہلب حجاج کی طرف سے خراسان کا عامل تھا۔

۸۳ھ کے واقعات

عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کا فوج سے خطاب:

ابو زبیر الہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میں اس رسالہ کے دستہ میں تھا جو جبلۃ بن زحر کے ماتحت تھا۔ جب شامیوں نے پے درپے کئی حملے ہم پر کیے تو عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ الفقیہ نے ہم سب کو مخاطب کر کے کہا ''اے قراء کے گروہ! میدان جنگ سے بھاگنا کسی شخص کے لیے اس قدر مذموم نہیں ہے جتنا کہ آپ لوگوں کے لیے ہے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب ہمارا شامیوں سے مقابلہ ہوا یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص کسی فعل جرم کا ارتکاب کرلے یا کسی بری بات کی طرف لوگوں کو دعوت دیئے جاتے ہوئے دیکھے اور اپنے دل ہی دل میں اسے برا سمجھے تو وہ خدا کے سامنے ذمہ داری سے بچ جائے گا اور اگر کوئی اپنی زبان سے اس فعل پر نفرت کا اظہار کرے اور مخالفت کرے تو اسے اس کا اجر نیک ملے گا۔ اور اس کا مرتبہ پہلے شخص سے افضل ہے مگر جو ظالم اور منہیات کے ارتکاب

کے خلاف اس لیے تلوار اٹھائے تا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان غالب اور ظالموں کی خواہشیں مغلوب ہوں تو بے شک وہ ایسا شخص ہے کہ جس نے ہدایت کے راستہ کو پالیا اور اس کا قلب نور ایمان سے منور ہے۔ پس تم ان لوگوں سے جہاد کرو جو منہیات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ مذہب میں نئی نئی اختراعات کرتے ہیں اور اپنے ان افعال کو مطلقاً برا نہیں سمجھتے۔

ابوالبختری شعبی اور سعید کی تقاریر:

ابوالبختری نے کہا کہ آپ لوگ اپنے دین و دنیا کی حفاظت کے لیے جنگ کیجئے' کیونکہ بخدا اگر دشمن نے آپ پر فتح پائی تو نہ صرف آپ کے مذہب میں فساد پھیلائے گا۔ بلکہ آپ کے مال و اسباب اور جائیداد پر قبضہ کر لے گا۔

شعبی کہنے لگے: اے مسلمانو! دشمنوں سے لڑو ان سے لڑنے میں آپ کو کسی قسم کا باک نہ ہونا چاہیے کیونکہ تمام روئے زمین پر کوئی قوم ایسی نہیں جو ان سے زیادہ ظالم اور جفا جو ہو۔ آپ لوگوں کو فوراً ان پر بڑھ کر حملہ کر دینا چاہیے۔

سعید بن جبیر نے کہا کہ آپ لوگ دشمنوں سے لڑیں اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ ان کے خلاف لڑنے میں آپ کسی طرح اپنے آپ کو گنہگار نہ سمجھیں' بلکہ آپ تو ان کے معاصی' ان کے مظالم' مذہب اسلام میں ان کی بے جا مداخلت اور بدعات اور اس وجہ سے کہ انہوں نے کمزوروں کو ذلیل اور نماز کو مردہ کر دیا ہے برسر پیکار ہیں۔

ہم سب کے سب شامیوں پر حملہ کرنے کے لیے مستعد ہو گئے۔ جبلۃ نے ہم سے کہا کہ دیکھئے جب آپ لوگ دشمن پر حملہ آور ہوں تو پوری جراءت اور ثابت قدمی سے حملہ کیجیے گا اور جب تک کہ آپ لوگ ان کی صفوں پر جا کر ٹوٹ نہ پڑیں اپنی پشت دشمن سے نہ پھیریئے گا۔

جبلہ بن زحر کا خاتمہ:

غرض کہ اب ہم نے پوری شجاعت و بسالت اور طاقت کے ساتھ دشمن کے رسالوں کے دستہ پر حملہ کیا اور ان کے تینوں اگلے دستوں پر اس بے جگری سے حملہ کیا اور ایسا سخت نقصان پہنچایا کہ تتر بتر ہو گئے۔

ہم بڑھتے ہوئے دشمن کی اصلی صف پر ٹوٹ پڑے اور انہیں بہت نقصان پہنچایا' اور جبلہ کی جانب سے انہیں ہٹا دیا۔

جب ہم واپس پلٹے تو دیکھا کہ جبلۃ مقتول پڑے ہیں۔ مگر ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس طرح مارے گئے۔

اس واقعہ سے ہمیں سخت صدمہ ہوا اور ہماری تمام شجاعت و بسالت ختم ہو گئی' ہم میں بددلی پھیل گئی ہم اپنی اسی جگہ آ کر ٹھہر گئے جہاں پہلے کھڑے تھے۔ ہمارے دستہ کے قاری لوگ بھی اب اپنی جان بچانے لگے' جبلۃ ابن زحر کی موت ہمارے لیے ایسی رنج دہ تھی کہ گویا ہمارا کوئی بھائی یا باپ مر گیا ہے۔ اور خصوصاً جنگ کے اس نازک موقع پر اس کا مارا جانا ہمارے لیے اور بھی سخت تکلیف دہ ہوا۔

ابوالبختری الطائی کی تقریر:

ابوالبختری نے کہا کہ جبلہ کی موت سے اس قدر رنج کا اظہار آپ کی جماعت میں نہ ہونا چاہیے اس لیے کہ وہ بھی آپ ہی جیسے ایک آدمی تھے۔ جو دن ان کی موت کا مقرر تھا اس میں انہیں موت آئی اس میں کسی طرح بھی ایک دن کی تقدیم و تاخیر ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ آپ تمام لوگ بھی ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنے والے ہیں اور جب موت کا پیام آئے گا تو اس پر لبیک کہیں گے۔

ابن زحر کی موت پر شامی سپاہ کا اظہارِ مسرت:

مگر میں نے جب قاریوں کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آثار حزن وملال ان کے چہروں پر نمایاں تھے۔ ان کی زبانوں پر مہر خاموشی لگی ہوئی تھی۔ اور کمزوری اور بددلی ان کی حالت سے ظاہر تھی اسی کے مقابلہ میں شامیوں پر اس واقعہ سے ایک خاص خوشی و انبساط طاری تھا اور انہوں نے طنزاً ہم سے کہا کہ اے دشمنان خدا! تم ہلاک ہوئے اور اللہ نے تمہارے اصل سرغنہ کو ہلاک کر ڈالا۔

ابن زحر کے قتل کا واقعہ:

ابو یزید السکسکی بیان کرتے ہیں کہ جب جبلہ اور ان کے ساتھیوں نے ہم پر حملہ کیا۔ ہم پسپا ہوئے۔ دشمن نے ہمارا تعاقب کیا ہماری فوج کا ایک دستہ ایک سمت پھٹ کر علیحدہ ہوگیا ہم نے دیکھا کہ جبلہ کے ساتھی ہماری فوج والوں کا تعاقب کر رہے ہیں اور خود جبلہ ایک ٹیلہ پر اس غرض سے کھڑے ہیں کہ ان کے ساتھی واپس پلٹ کر پھر ان ہی کے پاس چلے آئیں اس پر ہمارے بعض سپاہیوں نے کہا کہ بلاشبہ یہ جبلہ ابن زحر ہیں اس اثناء میں کہ ان کے ساتھی دوسری جانب جنگ میں مصروف ہیں ہمیں ان پر حملہ کر دینا چاہیے بہت ممکن ہے ہم انہیں قتل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

ابن زحر کے دستہ میں مایوسی و پریشانی:

غرض کہ ہم نے فوراً ان پر حملہ کر دیا اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ انہوں نے بھاگنے کا مطلقاً خیال نہیں کیا بلکہ تلوار لے کر ہم پر جھپٹے۔ جب اس ٹیلہ سے وہ نیچے اتر آئے تو ہم نے نیزوں سے انہیں چھید دیا اور گھوڑے سے اتار کر زمین پر گرا دیا۔ ان کے ساتھی واپس پلٹے اور جب ہم نے انہیں آتے دیکھا تو ہم لوگ ایک طرف ہٹ گئے ان لوگوں نے جبلہ کو مقتول دیکھ کر بسل انست العبدو انا الیه راجعون . پڑھا اور سخت صدمہ اور رنج ان پر طاری ہوا۔ جسے دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

جبلہ کی موت سے ان کے ساتھیوں پر اس قدر اثر اور مایوسی طاری ہوئی کہ ان کی جنگ اور جارحانہ کارروائی میں ہم نے اس کا اثر نمایاں طور پر محسوس کیا۔

بسطام بن مصقلہ:

جبلہ کے ساتھیوں میں ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کی موت نے ہمیں سخت نقصان پہنچایا اور اس وجہ سے ہم پر بددلی طاری ہوگئی۔ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرۃ الشیبانی آئے۔ ان کے آنے سے ہماری ہمت بڑھ گئی اور ہم نے کہا کہ یہ شخص بے شک جبلہ کا صحیح قائم مقام ثابت ہوگا۔

جب ابوالبختری نے اس بات کو کسی شخص کی زبان سے سنا تو ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے کہ تمہارا برا ہو' کیا تم میں سے کوئی شخص مارا جائے گا تو تم سمجھ لو گے کہ بس اب تباہی اور موت نے ہمیں گھیر لیا اور کہا اگر ابھی ابن مصقلہ بھی مارے جائیں تو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈال دو گے اور کہو گے کہ اب کوئی شخص ایسا نہیں رہا۔ جس کے زیر قیادت ہم لڑیں۔ یہ نہایت ہی نامناسب بات ہوئی' کہ ہم نے امیدوں کو تم سے وابستہ کیا ہے۔

بسطام اور قتیبہ کی ملاقات:

بسطام رے سے آ رہے تھے کہ اثنائے راہ میں قتیبہ کی اور ان کی ملاقات ہوئی۔ قتیبہ نے ان سے کہا کہ آپ حجاج اور

ناامیوں کا ساتھ دیں۔ بسطام نے قتیبہ کو عبدالرحمٰن اور عراقیوں کی حمایت کرنے کی دعوت دی۔ مگر کسی نے بھی ایک دوسرے کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور بسطام نے کہا کہ میں عراقیوں کے ساتھ مرنے کو شامیوں کے ساتھ زندہ رہنے پر ترجیح دیتا ہوں اور پھر ماسبذ ان پر آ کر فروکش ہوئے۔

بسطام کی بنی ربیعہ کے رسالہ کی سرداری:

جب بسطام محمد کے پاس پہنچے تو محمد سے درخواست کی کہ آپ مجھے بنی ربیعہ کے رسالہ کا سردار مقرر کر دیجیے۔ محمد نے ان کی درخواست منظور کر لی۔

بسطام نے بنی ربیعہ کو مخاطب کر کے کہا کہ جنگ کے موقع پر میرے مزاج میں غیر معمولی سختی اور چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے آپ مہربانی فرما کر ایسے موقع پر تحمل سے کام لیجیے گا اور میری باتوں کا برا نہ مانئے گا۔

عورتوں کی گرفتاری ورہائی:

بسطام ایک بہادر انسان تھے ایک روز کا واقعہ ہے کہ فوج جنگ کے لیے میدان مصاف میں آئی یہ بنی ربیعہ کے رسالہ کو لے کر دشمن پر حملہ آور ہوئے اور بڑھتے بڑھتے ان کے فوجی قیام گاہ تک جا پہنچے' تیس عورتوں کو گرفتار کر کے جس میں لونڈیاں اور باندیاں تھیں اپنے لشکر گاہ کی طرف واپس پلٹے مگر جب لشکر گاہ کے قریب آئے تو ان عورتوں کو واپس کر دیا اور پھر حجاج کے لشکر گاہ میں آ گئیں اس پر حجاج نے کہا کہ دشمن نے اچھا کیا کہ ان لونڈیوں کو رہا کر دیا اور اس طرح انہوں نے اپنی عورتوں کو بچالیا' ورنہ اگر وہ کل مجھے ان پر فتح حاصل ہوتی تو میں ان کی عورتوں کو قید کر لیتا۔

دوسرے روز پھر دونوں فریقوں میں مقابلہ ہوا' عبداللہ بن ملیل الہمدانی نے اپنے رسالہ کے ساتھ شامیوں پر حملہ کیا اور ان کے لشکر گاہ میں جا پہنچا۔ اٹھارہ عورتوں کو گرفتار کر لیا۔

عبداللہ کے ہمراہ طارق بن عبداللہ الاسدی قادر انداز بھی تھے ایک معمر شامی اپنے خیمہ سے نکلا۔ اسدی اپنے کسی شخص سے کہنے لگا کہ اس شیخ کو میرے سامنے سے ہٹا دو۔ شاید میں اسے تیر مار دوں یا حملہ کر کے نیزہ سے ہلاک کر ڈالوں۔

فوراً ہی اس ضعیف العمر شخص نے بلند آواز سے کہا ''اے اللہ تو ہم پر اور ان پر عافیت نازل فرما''۔

اس پر اسدی نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ ایسے شخص کو قتل کروں اور اسے چھوڑ دیا۔ فوراً ہی ابن ملیل ان عورتوں کو لے کر اپنے لشکر گاہ کی طرف چلا۔ مگر پھر انہیں بھی رہا کر دیا۔ اس موقع پر بھی حجاج نے اپنا پچھلا قول دہرایا۔

جبلہ ابن زحر کے قتل پر حجاج کا اظہارِ مسرت:

ایک دوسری روایت ہے کہ ولید بن نحیت الکلبی متعلقہ بنی عامر اپنا دستہ لے کر جبلہ بن زحر کی طرف بڑھا اور ایک ریت کے ٹیلہ پر سے ولید اس پر جھپٹا۔ ولید ایک موٹا تازہ جسیم شخص تھا۔ جبلہ ایک میانہ قد اور گٹھیلے بدن کا آدمی تھا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ولید نے جبلہ کے سر پر تلوار کا وار کیا۔ جبلہ گر پڑا اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے اور ولید جبلہ کا سر لے آیا۔

ابومخنف اور عوانۃ الکلبی دونوں راوی ہیں کہ جبلہ کا سر حجاج کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے اسے دو نیزوں پر اٹھا کر شامیوں سے کہا اس پہلی کامیابی کی میں آپ کو خوش خبری دیتا ہوں آج تک کوئی باغیانہ جنگ ایسی نہیں ہوئی کہ جس میں کوئی یمنی بڑا سردار نہ

مارا گیا ہو اور یہ بھی یمن کے بڑے سرداروں میں سے ایک سردار تھا۔

حجاج بن جاریہ اور ابو درداء کا مقابلہ:

ایک اور دن کا واقعہ ہے کہ دونوں مقابل حریف جنگ کے لیے باہر نکلے۔ ایک شامی نے میدان جنگ میں نکل کر دشمن کے سامنے تنہا مقابلہ کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حجاج بن جاریہ اس کے مقابلہ میں آیا۔

حجاج نے حملہ کر کے اس پر نیزہ کا ایک وار کیا اور اسے گھوڑے سے گرا دیا مگر پھر اس شخص کے اور ساتھیوں نے حملہ کر کے اسے بچا لیا اتنے میں معلوم ہوا کہ یہ شخص ابو درداء اخثعمی تھا۔ اس پر حجاج بن جاریہ نے کہا کہ میں اب تک اسے پہچانتا نہ تھا۔ اگر پہلے سے پہچان لیتا تو کبھی اس سے مبازرت نہ کرتا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری قوم کا ایسا شخص مفت میں مارا جائے۔

ابو حمید کی مبازرت:

عبدالرحمٰن بن عوف الرواسی جس کی کنیت ابو حمید تھی مبازرت کے لیے میدان جنگ میں نکلا۔ اس کے مقابلہ کے لیے شامیوں کی طرف سے اس کا چچا زاد بھائی نکل کر آیا۔ تھوڑی دیر تک دونوں شمشیر زنی کرتے رہے اور دونوں کہنے لگے کہ میں بنی کلاب کا نوجوان بہادر ہوں اس پر ایک نے دوسرے سے اس کی شخصیت دریافت کی اور جب پوچھ گچھ لیا تو علیحدہ ہو گئے۔

عبداللہ بن رزام کی شجاعت:

عبداللہ بن رزام الحارثی حجاج کی جانب بڑھ کر آیا اور کہنے لگا کہ ایک ایک آدمی میرے مقابلہ پر بھیجتے جاؤ ایک شخص اس کے مقابلہ کے لیے بڑھا۔ عبداللہ بن رزام نے اسے قتل کیا اسی طرح تین روز تک روزانہ ایک ایک شخص کو قتل کرتا رہا چوتھے دن عبداللہ پھر مقابلہ کے لیے اکیلا بڑھا اسے دیکھا کر حجاج کی فوج والوں نے کہا ''وہ آیا کاش خدا اسے نہ لاتا''۔

عبداللہ بن رزام کا جراح کو مشورہ:

اس مرتبہ حجاج نے جراح کو حکم دیا کہ تم جا کر مقابلہ کرو۔ جراح مقابلے کے لیے بڑھا چونکہ جراح عبداللہ کا دوست تھا' عبداللہ نے جراح سے کہا: بھلا تم میرے مقابلہ پر کیوں آئے ہو؟ جراح نے جواب دیا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات مجبور تھا کیا کرتا؟ عبداللہ نے کہا کہ میں ایک اچھی ترکیب بتاتا ہوں۔ جراح نے کہا وہ کیا۔ عبداللہ نے کہا میں تمہارے مقابلہ میں شکست کھا کر بھاگ جاتا ہوں اور پھر تم حجاج کے پاس واپس چلے جانا وہ تمہاری بہادری کی تعریف کرے گا اور تمہیں عزت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ چونکہ اپنی قوم کے تم جیسے شخص کو میں قتل کرنا نہیں چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم سلامت رہو اس لیے تمہارے مقابلہ سے بھاگ جانے پر جو لوگ لعن طعن کریں گے میں اسے برداشت کرلوں گا اور مجھے اس لعنت ملامت کی کچھ پروا نہیں۔

جراح نے کہا اچھا ایسا ہی کرو۔

عبداللہ بن رزام اور جراح کا مقابلہ:

جراح نے عبداللہ پر حملہ کیا۔ عبداللہ اس کے سامنے سے کنائی کاٹا جاتا تھا' چونکہ اس کے حلق کا کوا کٹا ہوا تھا اسے پیاس بہت کم معلوم ہوتی تھی ایک غلام پانی کی صراحی لیے ساتھ تھا جب اسے پیاس معلوم ہوتی تو غلام اسے پانی پلا دیتا۔

غرض کہ جب عبداللہ جراح کے مقابلہ سے کنائی کاٹنے لگا اور پیچھے ہٹا تو جراح نے اس مستعدی سے اس پر حملہ کیا کہ معلوم

ہوتا تھا کہ وہ اسے قتل ہی کر ڈالے گا اس کے اس تیور کو دیکھ کر غلام نے چلا کر کہا کہ یہ تو سچ مچ آپ کی جان کے در پے ہے۔ عبداللہ یہ سنتے ہی پلٹ پڑا اور گرز کے کئی وار جراح کے سر پر کیے اور جراح کو زمین پر گرا دیا۔ اور غلاموں کو حکم دیا کہ اس کے چہرے پر پانی ڈالو۔ اور اسے پانی بھی پلاؤ۔ غلام نے حکم کی تعمیل کی عبداللہ نے جراح سے کہا کہ تم نے مجھے اچھا معاوضہ دیا میں تو تمہاری سلامتی کا خواہاں اور تم میری جان کے در پے۔

جراح نے کہا کہ نہیں میں تمہیں مارنا نہیں چاہتا تھا۔ عبداللہ نے کہا اچھا چلے جاؤ۔ تعلقات خاندانی اور عزیز داری کی وجہ سے میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔

قدامة بن حریش التمیمی:

سعید الحرشی کہتے ہیں کہ اس روز میں اوّل صف میں ایستادہ تھا کہ ایک عراقی جس کا نام قدامہ بن حریش التمیمی تھا۔ اپنی فوج سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان آ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ اے شامی جرامقہ کے گروہ! میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں تا کہ ہم آپس میں صلح کر لیں اور اگر تم میری دعوت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو تو ایک شخص کو میرے مقابلہ کے لیے نکل آنا چاہیے۔

ایک شامی بڑھا قدامہ نے اسے قتل کیا اور اسی طرح ایک ایک کر کے چار شامیوں کو اس نے قتل کیا۔ حجاج نے اس کی رفتار کو دیکھ کر اعلان کر دیا کہ اب کوئی شخص اس ناپاک کتے کے مقابلے پر نہ جائے اس حکم کے سنتے ہی تمام لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھٹھک گئے۔

قدامہ کا مقابلہ کرنے سے حجاج کی ممانعت:

میں نے حجاج سے جا کر عرض کیا کہ آپ نے تو یہ کہہ دیا کہ اب کوئی شخص اس کتے کے مقابلہ پر نہ جائے۔ حالانکہ جو شخص اس کے ہاتھوں مارے گئے ہیں ان کی موت کا وقت آ چکا تھا۔ اس شخص کی موت کا بھی ایک مقررہ وقت ہے میں سمجھتا ہوں کہ شاید اب وہ وقت قریب آ گیا ہے اس لیے آپ ان لوگوں کو جو میرے ساتھ آئے ہیں اجازت دیجیے کہ اب ان میں سے کوئی شخص اس کے مقابلہ کے لیے آگے بڑھے۔

حجاج نے کہا کہ اس کتے کی ہمیشہ سے یہ ہی عادت ہے۔ اس نے اپنی دہشت لوگوں میں بٹھا دی ہے خاص تمہاری جمعیت والوں کو میں اجازت دیتا ہوں کہ جس کا جی چاہے اس کا مقابلہ کرے۔ سعید الحرشی نے اپنے ساتھیوں کے پاس آ کر انہیں اس اجازت سے مطلع کیا۔

قدامہ سے مقابلہ کے لیے سعید الحرشی کی درخواست:

جب اس شخص نے پھر مبازرت کے لیے کسی مقابل کو بلایا۔ سعید الحرشی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نکلا' قدامۃ نے اسے بھی قتل کیا۔

اس واقعہ سے سعید پر بڑا اثر ہوا اور چونکہ اس نے حجاج سے بہت بڑھ کر دعوے کیے تھے اس لیے اسے اور بھی زیادہ حزن و ملال ہوا۔

قدامہ نے پھر بلند آواز سے کہا: ''کہ کوئی اور ہے جو میرا مقابلہ کرے'' سعید پھر حجاج کے پاس گیا' اور درخواست کی کہ آپ

مجھے اس کتے کا مقابلہ کرنے کی اجازت دیجیے۔

حجاج نے کہا کہ یہ تو تمہاری مرضی پر موقوف ہے۔

سعید الحرشی کو مقابلہ کرنے کی اجازت:

سعید نے کہا کہ میں آپ کی مرضی پر کام کرنے کے لیے موجود ہوں۔ پھر حجاج نے کہا کہ ذرا اپنی تلوار مجھے دکھاؤ۔ سعید نے اپنی تلوار حجاج کو دے دی۔ حجاج نے کہا کہ میرے پاس ایک تلوار ہے' جو اس سے زیادہ وزنی ہے اور حکم دیا کہ وہ تلوار سعید کو دے دی جائے پھر حجاج نے سعید کی طرف دیکھ کر کہا کہ تمہاری زرہ تو نہایت عمدہ اور تمہارا گھوڑا نہایت قوی ہے اب دیکھوں کہ اس کتے کے مقابلہ میں تم کیا کرتے ہو۔

سعید نے عرض کیا کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر فتح دے گا۔ حجاج نے کہا اچھا جاؤ خدا کی برکت وحفاظت تمہارے شامل حال رہے۔

سعید میدان جنگ میں بڑھا۔ قدامۃ کے قریب پہنچا۔ قدامہ نے کہا اے دشمن خدا ٹھہر جا۔ سعید ٹھہر گیا اور اس بات سے اسے خوشی ہوئی۔

سعید الحرشی کا قدامۃ پر حملہ:

قدامۃ نے کہا کہ یا تو پہلے تم چپ چاپ کھڑے رہو اور مجھے تین وار کرنے دو اور یا پہلے میں خاموش کھڑا رہتا ہوں اور تم تین وار مجھ پر کرلو اور اس کے بعد پھر تم اسی طرح اپنے آپ کو میرے سپرد کردینا اور میں تم پر تین وار کروں گا۔

سعید نے کہا پہلے تم مجھے وار کرنے دو۔

قدامۃ نے اپنا سینہ اپنے زمین کے ہرنے پر رکھ دیا اور کہا کہ مارو۔

سعید نے خوب اچھی طرح تلوار تول کر نہایت اطمینان سے اس کے خود پر ہاتھ مارا۔ مگر شمہ برابر اثر نہیں ہوا۔ اس وجہ سے سعید کو اپنی تلوار اور اپنے وار پر اعتماد نہیں رہا۔ مگر پھر اس نے سوچا کہ مجھے اس کے کندھے جوڑ پر تلوار مارنی چاہیے۔ کیونکہ یا تو میں اسے قطع کروں گا۔ ورنہ کم از کم اس کے ہاتھ کو آئندہ وار کرنے سے کمزور کردوں گا۔ چنانچہ اس مرتبہ اس نے کندھے کے جوڑ پر تلوار ماری۔ مگر کچھ کارگر نہ ہوئی اس سے اسے بھی سخت مایوسی ہوئی۔ اور ان لوگوں کو بھی جو اصل لشکر میں کھڑے تھے۔ جب اس واقعہ کا علم ہوا تو سخت رنج ہوا۔ غرض کہ سعید نے تیسرا وار کیا وہ بھی بیکار گیا۔

قدامۃ کا سعید پر حملہ:

اب قدامۃ نے تلوار نیام سے باہر نکالی اور سعید سے کہا کہ چپ کھڑے ہو جاؤ۔ سعید نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا۔ قدامۃ نے ایک ہی ہاتھ ایسا لگایا کہ سعید زمین پر گر پڑا۔

قدامۃ بھی اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور سعید کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور جرابوں سے ایک چھری یا خنجر نکالا اور اسے سعید کے حلق پر ذبح کرنے کے لیے رکھا اس پر سعید نے اسے خدا کا واسطہ دلا کر کہا کہ میرے قتل کرنے میں تمہیں وہ عزت وناموری حاصل نہیں ہو گی جو مجھے چھوڑ دینے میں ہوگی۔

قدامۃ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ سعید نے اسے اپنا نام بتایا' قدامۃ نے کہا کہ بہتر ہے اے دشمن خدا جا چلا جا اور حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع کر دینا۔

سعید دوڑتا ہوا حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے پوچھا کہو کیا ہوا؟ سعید نے عرض کیا کہ حقیقت یہ ہے آپ زیادہ واقف تھے۔

ابوالبختری اور سعید بن جبیر کے حملے:

ابویزید السکسکی (گذشتہ روایت کے سلسلے میں) بیان کرتے ہیں کہ ابوالبختری الطائی اور سعید بن جبیر دونوں اس آیت کو آخر تک پڑھ رہے تھے: مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا. کوئی شخص بغیر اللہ کے حکم سے مر نہیں سکتا۔ ہر ایک کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے۔ اور پھر حملہ کرتے ہوئے دشمن کی صف پر ٹوٹ پڑے۔

پورے سو دن تک دونوں حریفوں میں معرکہ کارزار گرم رہا۔

عراقی فوج کی شجاعت:

غرہ ربیع الاوّل ۸۳ ہجری منگل کے دن صبح کے وقت ابن محمد بن الاشعث نے دیر جماجم پر آ کر پڑاؤ کیا اور جمادی اولاول ۱۴/ بدھ کے دن بوقت چاشت جب کہ دھوپ پھیل چکی تھی انہیں شکست ہوئی حالانکہ آخری جنگ کے دن تمام گذشتہ مواقع کے مقابلہ میں عراقی شامیوں کے مقابلہ میں نہایت دلیر تھے اور شامیوں کی حالت بہت ہی سقیم تھی۔

سفیان بن ابرد الکلبی کا حملہ:

غرض کہ ۱۴/ جمادی الآخر ۸۳ھ بروز چہار شنبہ دونوں حریفوں میں پھر مقابلہ شروع ہوا' عراقی تمام دن اس خوبی اور عمدگی سے لڑے کہ اس سے پہلے وہ کبھی اس طرح نہیں لڑے تھے اور انہیں شکست کا مطلقاً خیال نہیں تھا۔ بلکہ ان ہی کا پلہ شامیوں کے مقابلہ میں بھاری تھا۔ جنگ کی ابھی یہ حالت تھی کہ اتنے میں سفیان بن ابرد الکلبی اپنے رسالہ کے ساتھ اپنی فوج کے میمنہ سے بڑھا اور ابرد بن قرۃ التمیمی کے قریب پہنچا جو عبدالرحمٰن بن محمد کے میسرہ پر متعین تھا۔

ابرد بن قرۃ التمیمی کی پسپائی:

ابرد بن قرۃ التمیمی نے بغیر کسی شدید مقابلہ کے شکست کھائی۔ لوگوں نے اس کے اس طرز عمل کی بہت مذمت کی اور چونکہ وہ ایک بہادر شخص تھا اور جنگ سے بھاگنا اس کی سرشت کے خلاف تھا۔ اس لیے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ اس نے دیدہ و دانستہ ایسا کیا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسے امان دے دی گئی ہے اور اسی شرط پر اس نے صلح کر لی۔ کہ وہ اپنی فوج کو لے کر پسپا ہو جائے گا۔

بہرحال جب ابرد بن قرۃ نے پسپا ہونا شروع کیا تو اس سمت کی تمام صفیں اپنی جگہ سے اکھڑ گئیں اور جس کا جدھر منہ اٹھا اسی رخ اس نے بھاگنا شروع کیا۔

شامی فوج کی پیش قدمی:

عبدالرحمٰن بن محمد منبر پر چڑھ گئے اور لوگوں کو پکارنے لگے کہ اے بندگان خدا میں ابن محمد ہوں' میرے پاس آؤ۔ عبداللہ بن رزام الحارثی ان کے پاس آئے اور منبر کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ عبداللہ بن ذواب السلمی بھی اپنا رسالہ لے کر آئے اور عبدالرحمٰن کے قریب آ کر ٹھہر گئے عبدالرحمٰن اسی طرح منبر پر جمے رہے یہاں تک کہ شامی فوجیں ان کے بالکل قریب آ گئیں اور شامیوں نے ان

پر تاک تاک کر تیر برسانا شروع کیے۔ عبدالرحمٰن نے ابن رزام کو حکم دیا کہ دشمن کے اس رسالہ اور پیدل سپاہ پر حملہ کرو۔ ابن رزام نے حملہ کر کے انہیں روک دیا۔

اس کے بعد شامیوں کی ایک اور فوج جس میں پیدل سپاہ اور رسالہ دونوں تھے۔ عبدالرحمٰن کی طرف بڑھی اس مرتبہ عبدالرحمٰن نے ابن ذواب کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور ابن ذواب نے حملہ کر کے اس کی پیش قدمی اس جانب سے روک دی۔

عبدالرحمٰن بن الاشعث کی شکست:

عبدالرحمٰن اس وقت تک منبر ہی جے رہے یہاں تک کہ شامی ان کے لشکر گاہ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے تکبیر کہی عبدالرحمٰن بن یزید بن المغفل الازدی جن کی بھتیجی عبدالرحمٰن کی بیوی تھیں۔ عبدالرحمٰن کے پاس منبر پر چڑھ کر آئیں اور ان سے کہا کہ آپ منبر سے اتر آئیے کیونکہ مجھے خوف ہے۔ کہ اگر آپ نہ اتریں گے تو گرفتار کر لیے جائیں گے اور اگر اس مقام سے واپس چلے جائیں گے تو شاید پھر آپ اس قابل ہو جائیں کہ دشمن کے مقابلہ کے لیے فوج جمع کر لیں۔ اور شاید کسی اور دن اللہ تعالیٰ انہیں آپ کے ہاتھوں تباہ کر دے۔

عبدالرحمٰن اتر آئے۔ اب عراقیوں نے اپنا لشکر چھوڑ دیا۔ اور اس طرح پسپا ہونا شروع کیا کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن الاشعث کی کوفہ سے روانگی:

خود عبدالرحمٰن اپنے خاندان کے اور لوگوں اور ابن جعدہ بن ہبیرہ کے ساتھ میدان جنگ سے روانہ ہوئے اور جب مقام فلوجہ میں بنی جعدہ کے موضع کے مقابل آئے تو کشتی منگوائی اور اس میں بیٹھ کر دریا کو عبور کیا کہ آیا عبدالرحمٰن بھی کشتی میں ہیں یا نہیں۔ اگر چہ لوگوں نے انہیں جواب نہیں دیا مگر انہیں گمان غالب تھا کہ عبدالرحمٰن ضرور اس کشتی میں ہیں۔

عبدالرحمٰن اسی حالت میں کہ تمام ہتھیاروں سے مسلح اور گھوڑے پر سوار تھے اپنے مکان پر پہنچے۔ ان کی صاحبزادی مکان سے نکل کر آئیں اور ان سے چمٹ گئیں۔ اسی طرح ان کے اور گھر والے بھی روتے ہوئے آئے۔ عبدالرحمٰن نے انہیں صبر و سکون کی تلقین کی اور کہا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں اگر تمہیں چھوڑ کر نہ جاؤں گا تو موت کے آنے تک تمہارے ساتھ زندگی بسر کروں گا۔ اگر میں مر بھی جاؤں تو رزاق مطلق جو تمہیں اس وقت روزی پہنچا رہا ہے وہ تو زندہ جاوید ہے وہ میرے بعد بھی تمہیں اسی طرح رزق پہنچائے گا جس طرح کہ میری زندگی کے زمانہ میں پہنچاتا ہے اس کے بعد عبدالرحمٰن اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو کر کوفہ سے چل دیئے۔

محمد بن مروان اور عبداللہ بن عبدالملک کی مراجعت:

محمد بن سائب الکلبی بیان کرتے ہیں کہ جب دن اچھی طرح چڑھ گیا اور زوال قریب ہو گیا اس وقت عراقی شکست کھا کر بھاگے۔ میں مع اپنے نیزہ تلوار اور ڈھال کے دوڑتا ہوا آیا۔ اسی دن اپنے گھر پہنچ گیا اور میں نے اپنے اسلحہ بھی اتارے نہ تھے کہ حجاج نے حکم دیا کہ دشمن کا تعاقب نہ کیا جائے بلکہ اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ تتر بتر ہو جائیں اور نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص حجاج کے پاس واپس آ جائے گا اسے امان دے دی جائے گی اس واقعہ کے بعد محمد بن مروان موصل چلے گئے اور عبداللہ بن عبدالملک نے شام کا رخ کیا اور یہ دونوں حجاج کو عراق میں سیاہ و سفید کا اختیار دے کر چلے گئے۔

حجاج کی بیعت:

حجاج کوفہ آیا' مصقلہ بن کرب بن رقبۃ العبدی کو جوایک مقرر شخص تھا اپنے پہلو میں بٹھایا اور ان سے کہا کہ ہر اس شخص کو جس کے ساتھ ہم نے احسان کیا ہے اور پھر اس نے ہماری مخالفت کی تم لعن طعن کرو۔ اس کی ناسپاس گذاری۔ بدعہدی اور جو ذاتی عیب اس کا تمہیں معلوم ہو اس کی بنا پر تم ہر شخص کو ملامت کرو اور اس کی توہین کرو۔

کافر ہونے کا اقرار کی شرط:

جو شخص حجاج کے ہاتھ پر بیعت کرنے آتا تھا۔ حجاج اس سے پوچھتا تھا کہ کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ تم کافر ہو جو شخص اس کا اثبات میں جواب دیتا تھا تو اس سے بیعت لیتا تھا ورنہ قتل کرا دیتا تھا۔

ایک خثعمی کا قتل:

قبیلہ خثعم کا ایک شخص جو دونوں حریفانہ جماعتوں سے بالکل الگ تھلگ دریائے فرات کے دوسرے کنارہ اس زمانہ میں رہا تھا بیعت کرنے آیا۔ حجاج نے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں تو ہمیشہ سے اس موقع سے بالکل علیحدہ واقعات کے آخری نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا جب آپ کو فتح حاصل ہوئی تو اب آیا ہوں کہ اور لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں۔

حجاج نے کہا' خوب' آپ منتظر تھے اچھا تم اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کرو کہ تم کافر ہو اس شخص نے کہا کہ میں بدترین خلائق ہوں گا۔ اگر اسی برس تک خدا کی عبادت کرنے کے بعد خود اپنی زبان سے اپنا کفر تسلیم کروں۔

حجاج نے کہا اگر ایسا نہ کرو گے تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا اس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ مجھے قتل کر ڈالیں گے تو مجھے اس کی پروا نہیں کیونکہ میری عمر ہی اب کتنی باقی ہے۔ میں تو خود ہی موت کا صبح و شام منتظر ہوں۔

حجاج نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اس کی گردن ماردی گئی۔ اس پر جتنے لوگ چاہے وہ قریشی ہوں یا شامی' اس کے طرف دار ہوں یا مخالفت' جو اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اس شخص پر ترس کھایا اور اس کے قتل کا افسوس کیا۔

کمیل بن زیاد النخعی کا قتل:

حجاج نے کمیل بن زیاد النخعی کو سامنے بلایا اور کہا کہ تم سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے گا۔ اور میں تو چاہتا تھا کہ کسی طرح تم پر میرا قابو چل جائے۔

کمیل نے کہا کہ بخدا! میں نہیں جانتا کہ ہم دونوں میں سے آپ کس پر زیادہ ناراض ہیں۔ آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جب کہ انہوں نے اپنے آپ کو قصاص کے لیے ہمارے حوالے کر دیا۔ مجھ پر جب کہ میں نے ان سے قصاص نہیں لیا اور انہیں معاف کر دیا۔

اس کے بعد کمیل نے حجاج کو مخاطب کر کے کہا کہ اے بنی ثقیف کے شخص تو مجھ پر اپنے دانت نہ پیس ریت کے ٹیلہ کی طرح مجھ پر کیوں گرتا ہے اور بھیڑیے کی طرح دانت نہ دکھا۔ میری عمر صرف اس قدر باقی ہے جتنی کہ گدھے کی پیاس ہوتی ہے کہ وہ اگر صبح کے وقت پانی پی لیتا ہے تو شام کو مر جاتا ہے' اور شام کو پیتا ہے تو صبح کو جان دے دیتا ہے۔ جو کچھ تجھے کرنا ہے کر کیونکہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے اور قتل کے بعد حساب کتاب ہو جائے گا۔

حجاج نے کہا کہ اس کی تمام ذمہ داری تجھ پر عائد ہوتی ہے۔ کمیل نے کہا کہ جی ہاں یہ اس وقت ہوتا جب کہ فیصلہ کا اختیار

آپ کو ہوتا۔

حجاج نے کہا کہ ہاں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں تھا اور تو نے امیر المومنین عبدالملک سے بغاوت کی۔

حجاج نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ کمیل آگے لایا گیا۔ ابوالجہم بن کنانۃ الکلبی متعلقہ بنی عامر بن عوف' منصور بن جمہور کے چچا زاد بھائی نے اسے قتل کیا۔

ایک کوفی کا اقرارِ کفر:

اس کے بعد ایک دوسرا شخص حجاج کے سامنے پیش کیا گیا حجاج نے اسے دیکھ کر کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ شخص اپنے کفر کی شہادت نہ دے گا۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا کہ کیا جناب والا مجھے اپنی ہی جان کے خلاف دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ جی جناب میں تو تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ کافر ہوں بلکہ فرعون سے بھی میرا کفر کچھ بڑا ہی ہوا ہے اس کے اس کہنے پر حجاج کو ہنسی آ گئی اور اس نے اسے رہائی دے دی۔

حجاج نے ایک ماہ کوفہ میں اقامت کی اور شامیوں کو عراقیوں[1] کے مکانات میں سکونت کا اختیار دیا۔

دیر جماجم کی جنگ کے بعد اس سنہ میں مقام مسکن پر ایک اور جنگ حجاج اور ابن الاشعث کے درمیان ہوئی۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن کا بصرہ پر قبضہ:

جنگ جماجم کے بعد محمد بن سعد بن ابی وقاص مدائن پہنچا اور بہت سے لوگ اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ اسی طرح عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ بن حبیب بن عبد شمس القرشی جماجم سے بھاگ کر بصرہ آیا۔ ایوب بن الحکم بن ابی عقیل حجاج کا چچا زاد بھائی بصرہ کا عامل تھا۔

عبیداللہ نے بصرہ پر قبضہ کر لیا۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی بصرہ میں آمد:

عبدالرحمٰن بن محمد بھی بصرہ چلا آیا۔ اور عبیداللہ بھی بصرہ میں موجود تھا تمام لوگ عبدالرحمٰن کے پاس جمع ہو گئے۔ ابن الاشعث کے بصرہ آتے ہیں عبیداللہ' عبدالرحمٰن ابن الاشعث کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ یہ خیال نہ کیجیے گا کہ میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ بلکہ آپ ہی کی خاطر میں نے بصرہ پر قبضہ کیا ہے۔

ابن الاشعث کا مسکن میں قیام:

اب حجاج بھی بصرہ کے ارادہ سے روانہ ہو کر پہلے مدائن آیا۔ پانچ روز یہاں مقیم رہا۔ اور پھر تمام فوج کو کشتیوں میں سوار کرا

---

[1] اصل میں یہ عبارت ہے۔ و عزل اھل الشام عن بیوت اھل الکوفہ جس کے معنی ہیں کہ کوفیوں کے مکانات سے شامیوں کو نکال دیا مگر حاشیہ میں یہ نسخہ بھی موجود ہے۔ وانزل اھل الشام بیوت اھل الکوفہ۔ جو زیادہ قرین قیاس ہے اور صحیح معلوم ہوتا ہے اور اسی لیے میں نے اس حاشیہ والے نسخہ کو اختیار کر کے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ۱۲ مترجم

دیا تا کہ دریا کو عبور کر کے مدائن پر حملہ کرے۔ محمد بن سعد کو معلوم ہوا کہ شامی ہماری طرف دریا عبور کر کے آ رہے ہیں اس نے مدائن خالی کر دیا اور سب کے سب پھر ابن الاشعث سے جا ملے۔ حجاج ابن الاشعث کی طرف چلا۔ تمام لوگ ابن الاشعث کے ہمراہ مقام مسکن پر بڑھ کر آئے تا کہ یہاں دشمن کا مقابلہ کریں۔

اہل کوفہ اور شکست خوردہ جماعتوں کا مسکن میں اجتماع:

اہل کوفہ اور نیز تمام شکست خوردہ متفرق اور پریشان جماعتیں ابن الاشعث سے اس مقام پر آ ملیں۔ ابن الاشعث نے لوگوں کو میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے پر بہت کچھ لعنت ملامت کی ان میں سے اکثر نے بسطام بن مصقلہ کے ہاتھ پر آخری دم تک لڑنے کے لیے عہد کیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنی فوج کے چاروں طرف خندق کھود لی۔ ایک طرف پانی بھر گیا اور اب لڑنے کے لیے صرف ایک ہی سمت باقی رہ گئی۔

جنگِ مسکن:

خالد بن جریر بن عبداللہ القصری خاص کوفہ کے دستہ فوج کے ساتھ خراسان سے عبدالرحمٰن کے پاس چلا آیا۔ اور اس جنگ میں شریک ہو گیا۔

شعبان کے پندرہ روز تک دونوں حریفوں میں نہایت شدید معرکہ جدال وقتال گرم رہا۔ ۱۵/شعبان کو زیاد بن غنیم القینی جو حجاج کی بیرونی محافظ چوکیوں کا افسر اعلیٰ تھا مارا گیا۔ اس کی موت سے حجاج اور اس کی فوج کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔

حجاج کا فوج سے خطاب:

شعبان کی پندرھویں تمام شب حجاج نے اپنی فوج میں چل پھر کر بسر کی فوج سے کہتا جاتا تھا کہ تم لوگ اطاعت شعار ہو وہ باغی ہیں تم اللہ کی خوشنودی کے لیے برسر پیکار ہو اور وہ ایسی بات کے لیے کوشش کرتے ہیں جس سے خدا ناراض ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلے میں ہمیشہ تمہارے سامنے بھلائی کی ہے کوئی معرکہ اب تک ایسا پیش نہیں آیا ہے۔ جس میں تم نے اپنی شجاعت اور عزم واستقلال کے ساتھ جنگ نہ کی ہو۔ اور آخر میں تمہیں ان پر فتح حاصل نہ ہوئی ہو اس لیے صبح ہوتے ہی پوری مستعدی اور چستی کے ساتھ دشمن پر حملہ کرو۔ اور مجھے اس بات میں مطلقاً شبہ نہیں کہ تمہیں فتح حاصل ہو گی۔ ان شاء اللہ

جنگ کا آغاز:

غرض کہ سپیدۂ سحری نمودار ہوتے ہی فوج نے جنگ کی پوری تیاری کی۔ اور سویرا ہوتے ہی دشمن پر جا ٹوٹے۔ ایسا شدید رن پڑا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جس وقت کہ سفیان بن ابرد کے رسالہ کو دشمن کے مقابلہ سے پسپا ہونا پڑا۔ اسی وقت عبدالملک ابن المہلب حجاج کی مدد کو آ پہنچا اس نے عراقیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

ابوالبختری اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا خاتمہ:

حجاج نے عبدالملک سے کہا کہ اس منتشر شدہ رسالہ کو بھی اپنے میں شامل کر لو۔ کیونکہ اب میں دشمن پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ عبدالملک نے حکم کی تعمیل کی اور اب ہر طرف سے شامیوں نے حملہ شروع کر دیا۔ عراقی شکست کھا کر بھاگے۔ ابوالبختری الطائی اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ میدان جنگ میں کام آئے۔ مرنے سے پہلے ان دونوں نے کہا تھا کہ میدان جنگ سے بھاگنا کسی وقت بھی

ہمارے لیے زیبا نہیں اور پھر دونوں مارے گئے۔

بسطام بن مصقلہ کا حملہ:

بسطام بن مصقلہ بصرہ اور کوفہ کے چار ہزار غیور بہادروں کو لے کر مقابلہ کے لیے بڑھے ان تمام شہسواروں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے تھے۔ بسطام نے ان سے کہا کہ یاد رکھو اگر راہ فرار اختیار کر کے اپنے تئیں موت کے چنگل سے بچا سکتے تو ہم ضرور بھاگ جاتے مگر موت تو دیر سویر آنے ہی والی ہے اس لیے ایسی شے سے بھاگنا جس سے ملے بغیر چارہ ہی نہیں فضول ہے۔ ہم لوگ حق وصداقت پر ہیں اس لیے تمہیں حق کی حمایت میں لڑنا چاہیے اور بالفرض اگر حق پر نہ بھی ہوتے تب بھی عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے غرضیکہ بسطام اور یہ بہادر جماعت نہایت جوانمردی سے لڑتی رہی۔ اس نے کئی مرتبہ شامیوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ حجاج نے جب دیکھا کہ کسی طرح ان پر قابو نہیں چلتا تو تیراندازوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تیراندازوں کے علاوہ اور کوئی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

جب کہ تیراندازوں نے ان پر حملہ کیا اور دوسرے لوگوں نے بھی چاروں طرف سے انہیں محاصرہ میں لے لیا۔ اس جماعت کے بیشتر افراد میدانِ جنگ میں کام آئے اور بہت تھوڑے باقی بچے۔

بکیر بن ربیعہ کا قتل:

بکیر بن ربیعہ بن ابی ثروان الضبی قید کر کے حجاج کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے اسے قتل کر ڈالا۔

ابوجہضم بھی ایک ایسے شخص کو گرفتار کر کے حجاج کے سامنے لایا گیا۔ جس کی دلیری و بہادری سے حجاج خوب واقف تھا۔ اس پر اس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر خاص احسان ہے کہ تمہارا ایک لونڈا عراقیوں کے ایک ایسے بہادر شخص کو گرفتار کر لایا ہے۔ میں اسے مارے ڈالتا ہوں۔ حجاج نے اس شخص کو بھی قتل کر ڈالا۔

ابن الاشعث کی شکست و پسپائی:

ابن الاشعث اپنی شکست خوردہ فوج کے ساتھ سجستان کی طرف چلا۔ حجاج نے عمارۃ بن تمیم اللخمی اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے محمد بن الحجاج کو ابن الاشعث کے تعاقب میں روانہ کیا مگر اس فوج کا سپہ سالار عمارۃ ہی تھا۔

عمارۃ بن تمیم کا ابن الاشعث کا تعاقب:

عمارۃ بن تمیم عبدالرحمٰن کے تعاقب میں روانہ ہوا اور مقام سوس پر اسے جالیا عبدالرحمٰن نے کچھ دیر چڑھے تک اس کا مقابلہ کیا اور پھر اس کی فوج نے شکست کھائی اور یہ تمام لاؤ لشکر سابور آیا۔ اس مقام پر علاوہ اور لوگوں کے جو عبدالرحمٰن کے ہمراہ تھے بہت سے کرد بھی اس سے آملے۔

ابن الاشعث اور عمارۃ کی جنگ:

پہاڑ کے درہ پر عمارۃ نے اس جماعت سے نہایت شدید جنگ کی اس کی سپاہ کے بیشتر آدمی مجروح ہوئے۔ عمارۃ اور اس کی فوج نے شکست کھائی اور درہ کا راستہ دشمن کے لیے چھوڑ دیا۔ عبدالرحمٰن یہاں سے روانہ ہو کر کرمان پہنچے واقدی کہتے ہیں کہ بصرہ کے محلہ زاویہ پر محرم ۸۳ھ میں عبدالرحمٰن اور حجاج کے درمیان جنگ ہوئی۔

ابن الاشعث کا کرمان میں استقبال:

عبدالرحمٰن جب کرمان پہنچے تو عمرو بن لقیط العبدی نے جو ان کی طرف سے کرمان کا عامل تھا ان کا استقبال کیا اور ان کی مہمانداری کا سارا انتظام کیا۔ عبدالرحمٰن کرمان میں اقامت پذیر ہو گئے۔

معقل اور ابن الاشعث کی گفتگو:

بنی قبیلہ عبدقیس کے ایک معمر شخص نے جس کا نام معقل تھا عبدالرحمٰن سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے جنگ میں بزدلی کی۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے ہرگز بزدلی نہیں کی۔ میں اپنی پیدل سپاہ کو لے کر دشمن کے پیدلوں پر ٹوٹ پڑا۔ اپنے رسالے کو لے کر ان کے رسالہ پر جھپٹا۔ پیدل ہو یا سوار میں نے سب کا مقابلہ کیا اور میں کبھی پسپا نہیں ہوا۔ تمام معرکوں میں صرف اس وقت میں نے دشمن کے لیے میدان چھوڑا ہے جب کہ میں نے دیکھا کہ اب ایک شخص بھی میرے ہمراہ لڑنے والا نہیں رہا ہے مگر کیا کیا جائے میں اس فیصلہ کو نہیں بدل سکتا تھا جو قسمت میں میرے خلاف ہو چکا تھا اس کے بعد ابن الاشعث اپنے ساتھیوں کو لے کر کرمان کے دشت کی طرف نکل گیا۔

جب ابن الاشعث نے جنگل کی راہ لی شامی اس کے تعاقب میں چلے۔ بعض شامی اسی صحرا کے ایک قلعہ میں داخل ہوئے اس میں انہیں خط ملا۔ جس میں کسی کوفی نے ابی جلدۃ الیشکری کے بعض اشعار رقم کیے تھے جن میں وطن کی جدائی‘ سفر کی صعوبت‘ اہل و عیال کی مفارقت اور ناکامیابی پر افسوس کا اظہار کیا گیا تھا۔

ابن الاشعث کا بست میں استقبال:

چلتے چلتے عبدالرحمٰن علاقہ سجستان کے شہر زرنج پہنچے یہاں کا عامل بنی تمیم کا ایک شخص عبداللہ بن عامر البعار متعلقہ بنی مجاشع ابن درام تھا۔ جسے عبدالرحمٰن ہی نے اپنی طرف سے زرنج پر عامل مقرر کیا تھا۔ جب عبدالرحمٰن شکست کھا کر زرنج پہنچے تو اس شخص نے شہر کا دروازہ بند کر لیا اور انہیں داخل ہونے سے روک دیا کئی دن تک عبدالرحمٰن اس امید میں رہے کہ دروازہ کھل جائے گا اور ہم شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ شہر کے باہر پڑے رہے مگر جب یہاں سے مایوس ہو گئے تو وہاں سے روانہ ہو کر مقام بست آئے اس مقام پر عبدالرحمٰن نے بکر بن وائل کے ایک شخص عیاض بن ہمیان‘ ابو ہشام بن عیاض السدوسی کو عامل مقرر کیا تھا اس نے عبدالرحمٰن کا استقبال کیا اور کہا کہ آپ یہاں فروکش ہوں۔ عبدالرحمٰن نے وہاں قیام کیا۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی گرفتاری:

یہ شخص موقع کا منتظر رہا اور جب عبدالرحمٰن کے ساتھی انہیں چھوڑ کر ادھر ادھر ہو گئے عیاض نے عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے قید کر لیا اور چاہتا تھا کہ انہیں حجاج کے حوالے کر کے اپنے لیے امان اور انعام و مرتبہ حاصل کرے۔

رتبیل کا محاصرہ بست:

ادھر رتبیل کو خبر ہو چکی تھی کہ عبدالرحمٰن میرے پاس آ رہے ہیں وہ فوج لے کر ان کے استقبال کو بڑھا۔ مگر جب اسے یہ کیفیت معلوم ہوئی اس نے بست کا محاصرہ کر لیا اور عیاض کو کہلا بھیجا کہ خبردار یاد رکھو کہ اگر عبدالرحمٰن کا بال بھی بیکا ہوا تو تمہاری خیر نہیں پھر میں اس وقت تک یہاں سے محاصرہ نہیں ہٹاؤں گا جب تک کہ تجھ پر قابو نہ پالوں اور پھر تجھے اور تیرے تمام ساتھیوں کو قتل کر ڈالوں گا

تیرے اہل وعیال کو لونڈی غلام بنالوں گا اور تیرا مال ومتاع اپنی فوج میں تقسیم کردوں گا۔

رتبیل اور عیاض میں مصالحت:

عیاض اس دھمکی سے ڈر گیا اس نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرے جان و مال کے لیے وعدہ معافی عطا فرما دیں۔ تو میں عبدالرحمٰن کو مع تمام اس روپیہ کے جو اس کے پاس تھا آپ کے سپرد کروں گا۔ غرض کہ مذکورہ بالا شرائط پر دونوں میں صلح ہوگئی عبدالرحمٰن کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا گیا اور وہ رتبیل کے پاس چلے آئے۔

عیاض کی اہانت وتذلیل:

عبدالرحمٰن نے رتبیل سے کہا کہ اس شخص کو میں نے ہی اس مقام کا عامل مقرر کیا تھا اور مجھے اس پر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا۔ اور پھر جو کچھ نمک حرامی اور بے وفائی اس نے میرے ساتھ کی اور جو سلوک مجھ سے روا رکھا وہ آپ کے بھی پیش نظر ہے۔ اس لیے اب آپ اسے میرے حوالے کردیجیے تاکہ میں اسے قتل کردوں۔

رتبیل نے کہا کہ میں اسے امان دے چکا ہوں اور اب یہ نہیں چاہتا کہ بدعہدی کروں۔ اس پر عبدالرحمٰن نے کہا کہ اچھا آپ اجازت دیجیے۔ کہ میں اسے خوب تھپڑ اور مکے رسید کروں اور اس کی توہین وتذلیل کروں۔ رتبیل نے یہ بات البتہ مان لی اور ابن الاشعث نے اسے مار پیٹ کر خوب اپنے دل کا بخار نکالا۔

مخالفین حجاج کا سجستان میں اجتماع:

عبدالرحمٰن، رتبیل کے ساتھ اس کے علاقہ میں چلا آیا رتبیل نے اپنے پاس انہیں مہمان رکھا اور ان کی بے حد تعظیم وتکریم کی عبدالرحمٰن کے ہمراہ شکست خوردہ فوج کی بھی ایک بڑی جماعت تھی۔ اس جماعت کے علاوہ عبدالرحمٰن کی شکست خوردہ فوج کا اور جو بیشتر حصہ باقی تھا یا بڑے بڑے سردار اور افسر جنہوں نے حجاج کی مخالفت میں کوئی جتن اٹھا نہیں رکھا تھا اور چونکہ حجاج کی اوّل مرتبہ دعوتِ امان کو رد کرچکے تھے اس لیے اب انہیں امان حاصل کرنے کی کوئی توقع نہ تھی یہ سب کے سب عبدالرحمٰن کی جستجو اور تلاش میں پھرتے پھرتے سجستان آئے اسی طرح علاقہ سجستان اور خود شہر سجستان کے اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہوئے غرض کہ اب ان کی تعداد ساٹھ ہزار ہوگئی تھی۔

ابن الاشعث کو خراسان آنے کی دعوت:

اس جماعت نے عبداللہ بن عامر البعار پر حملہ کرکے اس کا محاصرہ کرلیا اور عبدالرحمٰن کو جو اس وقت رتبیل کے پاس تھا۔ خط کے ذریعہ اطلاع دے دی کہ ہم آپ کے پاس آرہے ہیں اور ہماری اتنی تعداد ہے اور فلاں قبیلے اور جماعتیں ہمارے ساتھ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب اس جماعت کو نماز پڑھاتے تھے ان لوگوں نے عبدالرحمٰن بن محمد کو یہ بھی لکھا کہ آپ ہمارے پاس آجائیے تاکہ ہم خراسان چلیں۔ کیونکہ وہاں ہمارے طرفداروں کی ایک زبردست فوج ہے بہت ممکن ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہوکر اہل شام سے لڑنے پر آمادہ ہوجائیں۔ علاوہ بریں خراسان ایک وسیع وعریض ملک ہے۔ جس میں کثرت سے قلعے ہیں اور بے انتہا آبادی ہے۔

ابن الاشعث کی سجستان سے روانگی:

عبدالرحمٰن بن محمد نے اس دعوت پر لبیک کہی اور رتبیل کے علاقہ سے روانہ ہوکر اپنی فوج کے ہمراہ اس جماعت کے پاس آئے ان تمام لوگوں نے عبداللہ بن عامر البعار کا محاصرہ کرلیا اور اس سے ہتھیار رکھوا لیے۔ عبدالرحمٰن نے اسے خوب پٹوایا۔ سزا دلوائی اور قید کردیا۔

اب عمارۃ بن تمیم شامی فوج کے ہمراہ اس جماعت کے مقابل ہوا۔ عبدالرحمٰن کی فوج نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ آپ سجستان تو دشمن کے لیے چھوڑ دیں اور ہمیں سب کو لے کر خراسان چلئے۔

ابن الاشعث کی یزید بن مہلب کے متعلق رائے:

عبدالرحمٰن کہنے لگے کہ یزید بن المہلب خراسان کا گورنر ہے اور وہ ایک جوان اور بہادر آدمی ہے وہ کبھی اپنی خوشی سے اپنی حکومت آپ کے حوالے نہیں کرے گا اور بالفرض اگر اس کی مرضی کے بغیر تم لوگ علاقہ خراسان میں بھی داخل ہو گئے تو وہ بجلی کی طرح تمہارے مقابلہ کے لیے کوند کر آئے گا اور پھر شامی بھی برابر تمہارا تعاقب کر رہے ہیں اس لیے یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ تم ان دشمنوں کے بیچ میں گھر جاؤ اور اس طرح تمہارا مقصد بھی فوت ہو جائے گا۔

اس پر اور تمام لوگ کہنے لگے کہ اہل خراسان تو ہمارے اہل وطن ہیں ہمیں پوری توقع ہے کہ اگر ہم سرزمین خراسان میں داخل ہو گئے تو ایسے لوگوں کی تعداد جو ہمارا ساتھ دیں گے ان سے زیادہ ہوگی جو ہمارا مقابلہ کریں گے علاوہ بریں خراسان ایک طویل و عریض علاقہ ہے جہاں چاہیں گے ایک طرف کو ہو رہیں گے اور پھر حجاج یا عبدالملک کے مرنے تک وہیں ٹھہرے رہیں گے یا پھر جیسا مناسب سمجھیں گے ویسا کریں گے۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی علیحدگی:

عبدالرحمٰن نے کہا اچھا اللہ کا نام لے کر میرے ساتھ چلو یہ تمام فوج روانہ ہوکر ہرات آئی اب تک کوئی بات ان کے علم میں ایسی نہیں آئی تھی جس سے انہیں کچھ شبہ ہوتا۔ یکا یک عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن القرشی دو ہزار فوج کے ساتھ چپکے سے عبدالرحمٰن کے لشکر گاہ سے چلا گیا اور جس راستہ سے وہ جانا چاہتے تھے اس راستہ کو چھوڑ کر کسی اور طرف چل دیا۔

ابن الاشعث کی مراجعت خراسان:

صبح کے وقت عبدالرحمٰن تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور حمد وثنا کے بعد کہنے لگے کہ ان تمام معرکوں میں میں آپ کے شریک رہا۔ ہر موقع پر میں آپ لوگوں کی خاطر آخری دم تک دشمن کے مقابلہ پر جما رہا' مگر جب میں دیکھتا تھا کہ آپ میں سے کوئی شخص بھی میدان جنگ میں نہیں ہے تو میں بھی مجبوراً ایسا ہو جاتا تھا مگر جب میں نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ آپ لوگ نہ لڑتے ہیں اور نہ دشمن کے مقابلہ پر ثابت قدم رہتے ہیں تو میں بھی ایک گوشہ عافیت وسلامتی میں چلا آیا تھا آپ لوگوں نے یہاں بھی مجھے چین سے نہیں بیٹھنے دیا۔ بلکہ اپنے خط کے ذریعہ مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ کے پاس آؤں' کیونکہ آپ لوگوں نے مجھے لکھا تھا کہ ہم سب لوگ متحد الخیال اور ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں اور اب پھر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ میں آپ کے پاس آیا آپ سب کی صلاح ہوئی کہ میں خراسان چلوں آپ نے اس بات کا ادعا کیا کہ آپ سب کے سب میرا ساتھ دیں گے اور پھر مجھ سے جدا نہ ہوں گے۔ مگر اس پر بھی

عبید اللہ بن عبدالرحمٰن نے جو حرکت کی وہ آپ پر روشن ہے۔ اس لیے آج کا تلخ تجربہ آپ لوگوں کی جانب سے میرے لیے کافی ہے میں تو اپنے اسی دوست کے پاس واپس جاتا ہوں جہاں سے آیا تھا جس کا جی چاہے میرے ساتھ ہو جائے اور جو شخص میرے ساتھ نہیں جانا چاہے اس کا جہاں سینگ سمائے میری طرف سے خدا کے حفظ و امان میں چلا جائے۔

عبدالرحمٰن بن عباس کی بیعت:

ایک گروہ تو اصل جماعت سے علیحدہ ہو گیا ایک گروہ نے عبدالرحمٰن کا ساتھ دیا۔ مگر بیشتر حصہ نے عبدالرحمٰن کے جانے کے بعد عبدالرحمٰن بن العباس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ عبدالرحمٰن بن محمد تو پھر رتبیل کے پاس چلا گیا اور دوسری جماعت نے خراسان کا رخ کیا۔

جب یہ لوگ ہرات پہنچے تو رقاد الازدی متعلقہ بنی عتیک سے ان کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ عراقیوں نے اسے قتل کر دیا اور اب خود یزید بن المہلب ان کی طرف بڑھا۔

عبدالرحمٰن بن عباس کی خراسان میں آمد:

مفضل بن محمد راوی ہیں کہ مسکن پر شکست کھانے کے بعد ابن الاشعث تو کابل چلا گیا عبید اللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ ہرات آ گیا۔ عبید اللہ نے ابن الاشعث کے بھاگنے پر اسے برا بھلا کہا اور اس کی مذمت کی۔ عبدالرحمٰن بن عباس سجستان آیا۔ یہاں ابن الاشعث کی شکست خوردہ فوج عبدالرحمٰن بن عباس کے پاس جمع ہو گئی اور وہ اس پوری جمعیت کے ساتھ جس کی تعداد بیس ہزار بیان کی گئی ہے خراسان کی طرف روانہ ہوا' ہرات آیا یہاں رقاد بن عبید العتکی سے ان کی مڈ بھیڑ ہوئی اور عراقیوں نے اسے قتل کر ڈالا۔

یزید بن المہلب کی عبدالرحمٰن بن عباس کو پیش کش:

عبدالرحمٰن بن عباس کے ہمراہ عبداللہ بن المنذر بن الجارود متعلقہ بنی قیس بھی تھا۔

یزید بن المہلب نے عبدالرحمٰن بن عباس کو لکھا کہ اور دوسرے وسیع و عریض علاقے موجود ہیں وہاں ایسے لوگ ہیں جو اقتدار اور قوت میں مجھ سے کم ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ کسی دوسرے ایسے علاقہ میں چلے جائیں جو میرے حدود و اختیار سے باہر ہو۔ کیونکہ میں آپ سے لڑنا نہیں چاہتا اگر سفر کے اخراجات کے لیے روپیہ کی ضرورت ہو تو میں روپیہ سے بھی آپ کی امداد کرنے کے لیے تیار ہوں۔

عبدالرحمٰن بن عباس کی مال گزاری کی وصولی:

عبدالرحمٰن بن عباس نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہم یہاں آپ سے جنگ کرنے کے لیے فروکش نہیں ہوئے ہیں اور نہ یہاں مستقل طور پر قیام کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ ذرا دم لے لیں اور پھر ان شاءاللہ یہاں سے چلے جائیں گے اور ہمیں آپ کی مالی امداد کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے یزید کا قاصد یہ جواب لے کر واپس چلا آیا مگر اب عبدالرحمٰن نے سرکاری مال گزاری وصول کرنا شروع کی۔

مفضل بن مہلب کی پیش قدمی:

جب یزید کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگا کہ جس شخص کا ارادہ یہ ہو کہ وہ چندے آرام لے کر چلا جائے گا وہ خراج نہیں

وصول کیا کرتا اس لیے اب یزید نے چار ہزار یا چھ ہزار سواروں کے ساتھ اپنے بھائی مفضل کو آگے روانہ کیا اور پھر خود ار ہزار سوار لے کر اس کے بعد روانہ ہوا۔

یزید نے پورے ہتھیار سجا کر اپنے تئیں وزن کرایا اور اس کا وزن چار سو رطل نکلا اس پر کہنے لگا کہ میرا وزن اب اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ میں جنگ میں جانے سے مجبور ہوں' بھلا کون گھوڑا میرے اس بار کو برداشت کر سکے گا؟ پھر اپنا گھوڑا جس کا نام کامل تھا منگوایا اور اس پر سوار ہوا۔

جدیع بن یزید کی مرو میں نیابت:

یزید نے اپنے ماموں جدیع بن یزید کو مرو پر اپنا جانشین مقرر کیا اور مروالروذ کے راستہ سے روانہ ہوا' اپنے باپ کی قبر پر آیا' تین روز یہاں قیام کیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو سو سو درہم تقسیم کیا' پھر ہرات پہنچا یہاں پہنچ کر اس نے عبدالرحمٰن بن عباس کو کہلا بھیجا کہ اب آپ نے اچھی طرح آرام لے لیا ہے خوب کھا پی کر موٹے ہو گئے اور خراج بھی وصول کر لیا۔ جس قدر خراج آپ نے وصول کر لیا ہے وہ میں آپ کو معاف کیے دیتا ہوں۔ بلکہ اگر آپ چاہیں تو کچھ اور بھی دے سکتا ہوں مگر اس شرط پر کہ آپ اس مقام سے کسی دوسرے علاقہ میں چلے جائیں کیونکہ بقسم کہتا ہوں کہ مجھے آپ سے لڑنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

مفضل بن مہلب کو حملہ کا حکم:

مگر عبدالرحمٰن نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور مقابلہ پر اصرار کیا۔ اس کے ہمراہ عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ بھی تھا۔ عبدالرحمٰن نے خفیہ طور پر یزید کی فوج میں سازش کی انہیں بہت کچھ لالچ بھی دیا اور اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے دعوت دی کسی سپاہی نے یزید سے اس سازش کا ماجرا بیان کیا یزید نے سن کر کہا کہ اب ان کا قصور نا قابل معافی ہو چکا ہے کیا خوب میرا مزہ چکھے بغیر وہ اپنی امارت کے خواہش مند ہیں۔

یزید مقابلہ کے لیے آگے بڑھا دونوں فوجیں آمنے سامنے آ گئیں اور جنگ کے لیے تیار ہو گئیں یزید کے لیے ایک کرسی بچھا دی گئی اور وہ تو اس پر بیٹھ گیا اور جنگ کا انتظام اپنے بھائی مفضل کے سپرد کر دیا۔ اور حکم دیا کہ اپنا رسالہ آگے بڑھاؤ۔

آغازِ جنگ:

مفضل رسالہ کو لے کر آگے بڑھا اور اب دونوں فوجوں میں معرکہ جدال وقتال گرم ہوا۔ کچھ ایسی زیادہ دیر تک جنگ بھی نہیں ہوئی تھی کہ عبدالرحمٰن کی فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ عبدالرحمٰن چند غیور اور دلیر آدمیوں کی جماعت کے ساتھ اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ قبیلہ بنی عبد والے بھی برابر اپنی جگہ ڈٹے رہے۔

سعد بن نجد القردوسی نے حلیس الشیبانی پر جو عبدالرحمٰن کے سامنے تھا حملہ کیا حلیس نے نیزہ کے ایک وار سے سعد کو اس کے گھوڑے سے گرا دیا مگر پھر اس کے ساتھیوں نے آ کر اسے بچا لیا۔

عبدالرحمٰن بن عباس کی شکست و پسپائی:

عبدالرحمٰن اور اس کی جماعت پر دشمن کی ایک کثیر تعداد ٹوٹ پڑی' ان لوگوں کو پسپا ہونا پڑا مگر یزید نے تعاقب کرنے کی ممانعت کر دی۔

یزید کی فوج نے عبدالرحمٰن کی فوجی قیام گاہ میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کرلیا اور کچھ قیدی بھی گرفتار کیے۔ یزید نے عطاء بن ابی السائب کو حکم دیا کہ دشمن کے لشکر گاہ کی ہر چیز پر قبضہ کرلو منجملہ دوسرے مال غنیمت کی تیرہ عورتیں اس کے ہاتھ آئیں یزید نے انہیں مرہ بن عطاء بن ابی السائب کے حوالے کر دیا۔ مرۃ ان عورتوں کو پہلے طبسین لے کر آیا اور پھر عراق لے آیا۔

سعد بن نجد کا دعویٰ:

یزید نے سعد بن نجد سے پوچھا کہ کسی شخص نے تم پر نیزہ کا وار کیا تھا۔ سعد نے کہا حلیس الشیبانی نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ حالانکہ اگر میں پیدل بھی ہوں اور وہ سوار ہو تب بھی میں ہی طاقت و شجاعت میں اس سے بڑھ کر ہوں۔

جب حلیس کو اس کے اس دعوے کا علم ہوا تو کہنے لگا کہ بخدا! سعد نے جھوٹ کہا۔ میں پیدل اور سوار دونوں حالتوں میں اس سے زیادہ دلیر اور بہادر رہوں۔

عبدالرحمٰن بن منذر بن بشر بن حارثہ بھاگ کر موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے پاس چلا گیا۔

اسیران جنگ کی روانگی کوفہ:

قیدیوں میں محمد بن سعد بن بشر بن ابی وقاص' عمر بن عبداللہ بن معمر' عیاش بن الاسود بن عوف الزہری' ہلقام بن نعیم بن القعقاع بن معبد بن زرارہ' فیروز بن حصین' ابو العلیح' عبداللہ بن معمر کا آزاد غلام' خاندان ابی عقیل کا ایک شخص' سوار بن مروان' عبدالرحمٰن بن طلحہ بن عبداللہ بن خلف اور عبداللہ بن فضالۃ الزہرانی بھی شامل تھے۔ عبدالرحمٰن بن عباس۔

اس جنگ کے بعد یزید بھی مرو واپس آ گیا اور سبرۃ بن نخف بن ابی صفرۃ کی حفاظت میں ان قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی گرفتاری:

یزید نے ابن طلحہ اور عبداللہ بن فضالۃ کو رہا کر دیا۔ بعض لوگوں نے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی یزید سے چغلی کھائی۔ یزید نے اسے بھی گرفتار کر کے قید کر دیا۔

ابن طلحہ کی معافی:

ایک شخص جابر بن عمارہ کا بیان ہے کہ یزید نے اگرچہ ابن طلحہ کو معافی دے دی تھی مگر اسے حکم دے دیا تھا کہ تم میرے پاس ہی رہو۔ اور کہیں دوسری جگہ نہیں جا سکتے عبدالرحمٰن ابن طلحہ نے قسم کھائی تھی کہ اس احسان کے عوض جو یزید نے اس دام بلا سے نکال کر مجھ پر کیا ہے میں جہاں کہیں یزید کو دیکھوں گا اس کے ہاتھ کو اظہارِ تشکر و عقیدت کی بنا پر بوسہ دوں گا۔

محمد بن سعد بن ابی وقاص کو امان:

محمد بن سعد بن ابی وقاص نے یزید سے کہا کہ چونکہ میرے والد ہی نے تمہارے باپ کو دعوتِ اسلام دی تھی اس لیے میں اس دعوت کا واسطہ دے کر تم سے اپنی جان کی معافی کا خواست گار ہوں۔ یزید نے ان کی درخواست منظور کر لی اور انہیں بھی امان دے دی۔ مگر اس روایت میں کہ محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اس طرح معافی مانگی ایک لمبی چوڑی بحث ہے۔

عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ سے جواب طلبی:

یزید نے بقیہ قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیج دیا عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر بھی ان قیدیوں میں شامل تھے۔ حجاج نے ان

سے کہا کہ تم ہی عبدالرحمٰن کے محافظ دستہ کے افسر تھے۔ عمر بن موسیٰ نے کہا جناب والا فتنہ وفساد کی ایک آگ بھڑکی جس نے اچھوں اور بروں سب کو لپیٹ لیا۔ ہم بھی اس میں شریک ہو گئے۔ اب اگر آپ ہمیں معاف کر دیں تو یہ آپ کے انتہائی حلم ومروت کی بنا پر ہوگا۔ اور اگر آپ سزا دیں تو ہم واقعی مجرم ہیں آپ سزا دینے میں حق بجانب ہیں۔

یہ سن کر حجاج کہنے لگے کہ تمہارا یہ دعویٰ کہ اس فتنہ نے اچھے اور برے دونوں قسم کے اشخاص کو اپنے میں شامل کیا بالکل غلط ہے صرف بدکردار ہی اس میں شامل ہوئے۔ نیک اس سے بالکل علیحدہ رہے چونکہ تم نے اپنے قصور کا اعتراف کیا ہے اس لیے ممکن ہے کہ اس اعتراف سے تمہیں فائدہ ہو۔

عمر بن موسیٰ حجاج کے سامنے سے ہٹا دیا گیا۔ اس سے دوسرے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اسے معافی دے دی جائے گی۔

ہلقام بن نعیم کا قتل:

اتنے میں ہلقام بن نعیم حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ حجاج نے اس سے دریافت کیا کہ تم بتاؤ عبدالرحمٰن بن محمد کی حمایت کرنے سے تمہاری کیا توقعات تھیں کیا تمہیں یہ توقعات تھیں کہ تم خلیفہ ہو جاؤ گے۔ ہلقام نے کہا بے شک' مجھے یہ ہی امید تھی۔ اور مجھے آرزو تھی کہ جس مرتبہ پر عبدالملک نے تجھے سرفراز کیا ہے ایسا ہی عبدالرحمٰن مجھے سرفراز کریں گے۔ یہ سنتے ہی حجاج کو غصہ آ گیا اور اس نے اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ہلقام قتل کر ڈالے گئے۔

ابن معمر و اسیران جنگ کا قتل:

اس کے بعد حجاج نے ابن معمر کی طرف جو اس کے سامنے سے ہٹا دیا گیا تھا دیکھا اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اسی طرح اور تمام قیدی بھی قتل کر ڈالے گئے۔

عمرو بن ابی قرۃ کی رہائی:

حجاج نے عمرو بن ابی قرۃ الکندی ثم الحجری جو ایک نہایت شریف آدمی تھے اور ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ معافی دے دی۔ اور ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم تو میرے پاس آ کر اپنی ضروریات بیان کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے ابن الاشعث اور اشعث سے کوئی تعلق نہیں مگر اب تم نے ابن الاشعث کی حمایت کی اس سے معلوم ہوا کہ ان سے بے تعلقی کا اظہار واقعیت پر مبنی نہیں تھا۔ مگر علاوہ بریں اس کی حمایت سے نہ آپ کو کوئی عزت حاصل ہوئی اور نہ کوئی فائدہ۔

عامر الشعبی کی کوفہ میں طلبی:

باغیوں کو جب دیر جماجم میں شکست ہوئی تو حجاج نے اعلان کرا دیا تھا جو شخص رے میں قتیبہ بن مسلم کے پاس چلا جائے گا تو اسے امان دے دی جائے گی اس لیے بہت سے آدمی رے میں قتیبہ کے پاس چلے گئے اور ان لوگوں میں عامر الشعبی بھی تھے۔

ایک روز حجاج نے شعبی کو یاد کیا اور پوچھا وہ کہاں ہیں انہوں نے کیا کارروائی کی؟ یزید بن مسلم نے جواب دیا کہ جناب والا مجھے اطلاع ملی ہے کہ شعبی رے میں قتیبہ کے پاس چلے آئے ہیں۔

حجاج نے کہا اچھا میں کسی شخص کو بھیجتا ہوں کہ وہ شعبی کو میرے پاس لے آئے اور قتیبہ کو خط لکھا کہ میرے خط کے دیکھتے ہی تم شعبی کو بھیج دو۔ یہ خط دے کر قاصد روانہ کر دیا۔

شعبی کی صاف گوئی ومعذرت:

شعبی کہتے ہیں کہ ابن ابی مسلم میرے مخلص دوست تھے جب مجھے حجاج کے پاس لایا گیا تو ابن ابی مسلم سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے کہا کہ آپ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں؟ ابن ابی مسلم نے کہا کہ میں سوائے اس کے تمہیں اور کیا مشورہ دے سکتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے حجاج کے سامنے عذر خواہی کرنا۔ یہی مشورہ میرے دوستوں اور عزیزوں نے بھی مجھے دیا۔ جب میں حجاج کے سامنے گیا تو میں نے ان لوگوں کے مشورے کے بالکل خلاف عمل کیا اس سے پہلے میں نے امیر کے لفظ سے خطاب کر کے حجاج کو سلام کیا اور پھر کہا کہ اے امیر لوگوں نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں آپ کے سامنے اپنی جرأت کا اظہار کروں حالانکہ خداوند عالم جانتا ہے کہ میرا یہ بیان حق وصداقت پر مبنی ہوگا۔ مگر میں جناب والا سے بقسم عرض کرتا ہوں کہ اس موقع پر میں جو کہوں گا۔ وہ بالکل سچ اور حقیقت پر مبنی ہوگا۔ بخدا! ہم نے آپ کے خلاف بغاوت کی اور آپ کے خلاف کوئی دقیقہ کوشش اور جوش جرأت کا اٹھا نہیں رکھا اور ہم نے اس کارروائی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ مگر نہ تو ہم بے گناہ رہے اور نہ اس جرم بغاوت کا ارتکاب کر کے ہمیں اقتدار حاصل ہوا۔ اللہ نے آپ کو ہم پر فتح دی اس لیے اگر آپ ہمارے ساتھ سختی کا برتاؤ کریں گے تو خود ہمارے افعال وحرکات ہی اس کے ذمہ دار ہیں اور اگر آپ ہمیں معاف کر دیں گے تو یہ آپ کے حلم وجذباتِ مروت کی بنا پر ہوگا اور ارتکابِ بغاوت کے ثبوت کے بعد آپ کو ہم پر پورا اختیار ہے۔

عامر الشعبی کو امان:

اس تقریر کو سن کر حجاج نے کہا کہ بخدا! اعترافِ جرم کی بنا پر میں تم کو ان لوگوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں جو میرے سامنے اس حالت میں آئے ہیں کہ ہمارے خونوں سے ان کی تلواریں متقاطر ہوتی ہیں اور پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور ہم کسی جنگ میں شریک نہ ہوئے۔ جاؤ ہم نے تمہیں امان دی۔

میں واپس پلٹا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ حجاج نے پھر بلایا۔ اس سے مجھے خوف پیدا ہوا مگر مجھے یاد آیا کہ حجاج مجھے وعدۂ معافی دے چکا ہے۔ اس سے میرا خوف جاتا رہا۔

حجاج نے مجھ سے نہایت ہی نرم اور تعظیم کے لہجہ میں پوچھا کہ بتایئے ہمارے دشمن کا کیا حال ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ جناب والا کے خوف سے میری نیند جاتی رہی ہے۔ شائستہ گھوڑا مجھے سرکش معلوم ہوتا تھا۔ خوف دامنگیر تھا اور تمام بہترین اعزا کی جدائی میرے قرین تھی۔ اور آپ سے کہیں چھٹکارا نہ تھا۔ حجاج نے مجھ سے کہا کہ اچھا جاؤ میں واپس چلا آیا۔

شاعر اعشیٰ ہمدانی کا قتل:

اعشیٰ ہمدانی مشہور شاعر حجاج کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے دیکھ کر کہا۔ اے دشمن خدا! تو اپنا وہ قصیدہ مجھے سنا' جس میں تو نے میری ہجو لکھی ہے اور جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔

و بین الاشج و بین قیس باذخٌ

اعشیٰ نے کہا میں آپ کو وہ قصیدہ سناتا ہوں جو میں نے آپ کی مدح میں کہا ہے حجاج نے پہلے قصیدہ کے پڑھنے پر اصرار کیا۔ مگر اعشیٰ نے مدحیہ قصیدہ سنایا جب قصیدہ ختم کر چکا تو تمام شامیوں نے حجاج سے اس کی تعریف وتوصیف کی۔ مگر حجاج نے کہا کہ نہیں

یہ تعریف کا مستحق نہیں ہے تمہیں معلوم نہیں کہ اس قصیدہ سے اس کا کیا مطلب تھا۔

پھر حجاج نے اعشیٰ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے دشمن خدا! تیرے اس مدحیہ کلام پر ہم تیری تعریف نہیں کرتے کیونکہ اس میں تو نے اپنے طرف داروں کی ناکامی پر اظہار افسوس کیا ہے ہم نے تجھ سے اس قصیدہ کی فرمائش نہیں کی تھی وہ قصیدہ سنا جس کا پہلا مصرع یہ ہے:

و بین الاشج و بین قیس باذخٌ

غرض کہ اعشیٰ نے یہ قصیدہ سنانا شروع کیا اور جب اس نے یہ مصرع پڑھا:

بخ بخ لوالدہ و للمولود

تو حجاج نے کہا اب تم کو کبھی یہ موقع نہیں ملے گا۔ کہ تم کسی اور کے لیے یہ الفاظ استعمال کرو۔ حجاج نے اسے سامنے بلا کر قتل کرا دیا۔

عمر بن ابی الصلت کا رے پر قبضہ:

واقعات متذکرہ بالا متعلقہ اسیران جنگ بالکلیہ ابومخنف کی روایت پر مبنی تھے۔ مگر اور ارباب سیر نے ان واقعات کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث کو شکست ہوئی یہ لوگ اور دوسری تمام شکست خوردہ فوج کے ساتھ رے آئے۔ عمر بن ابی الصلت بن کنارہ بن نصر بن معاویہ کے آزاد غلام نے جو ایک نہایت ہی بہادر شخص تھا رے پر قبضہ کر لیا تھا یہ تمام لوگ بھی اس سے آ ملے۔

امارتِ رے پر قتیبہ بن مسلم کا تقرر:

حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو رے کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا اس پر ان تمام قیدیوں نے جنہیں یزید بن المہلب نے حجاج کے پاس روانہ کیا تھا اور دوسری شکست خوردہ فوج نے عمر بن ابی الصلت سے کہا کہ ہم آپ کو اپنا امیر مقرر کرتے ہیں اور آپ ہمارے ساتھ قتیبہ سے لڑیں۔

عمر بن ابی الصلت کی شکست:

عمر نے اس معاملہ میں اپنے باپ ابوالصلت سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ اگر اتنی بڑی جماعت تمہیں اپنا امیر بناتی ہے تو تم فوراً منظور کر لو چاہے تم کل ہی قتل کر ڈالے جاؤ۔ چنانچہ عمر نے اپنا جھنڈا بلند کر دیا اور دشمن کے مقابلہ پر آیا مگر اسے اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ اور یہ شکست خوردہ فوج سجستان چلی گئی۔ سجستان پہنچ کر اس فوج نے عبدالرحمٰن بن محمد کو جو اس وقت رتبیل کے پاس مقیم تھے دعوتی خط لکھا۔

اب یہاں سے اس روایت میں وہی تمام واقعات ہیں جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔

ابن طلحہ کی رہائی:

ابوعبید نے بیان کیا ہے کہ جب یزید نے ان قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیجنے کا قصد کیا تو اس کے بھائی حبیب نے کہا کہ جب آپ ابن طلحہ کو بھی حجاج کے پاس بھیج رہے ہیں تو پھر آپ کا اہل یمن کی امداد و اعانت کا متوقع ہونا بے معنی ہے اور اس پر یزید نے کہا کہ تم نہیں جانتے یہ حجاج کا معاملہ ہے اس کی مخالفت کرنا دانش مندی کے خلاف ہے۔

مگر پھر حبیب نے کہا کہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرتے ہوئے کہ آپ معزول کر دیئے جائیں گے پھر بھی میں آپ

سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ابن طلحہ کو نہ بھیجئے۔ کیونکہ ہم ان کے زیر بار احسان ہیں۔ یزید نے کہا کہ ہم پر ان کے کیا احسانات ہیں۔ حبیب نے بتایا کہ ایک مرتبہ جامع مسجد میں مہلب سے دو لاکھ درہم کا مطالبہ کیا گیا اور اسی ابن طلحہ نے وہ رقم ان کی طرف سے ادا کر کے ان کی گلوخلاصی کرائی تھی۔ یزید نے ابن طلحہ کو رہا کر دیا اور دوسرے قیدیوں کو حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔

حجاج کا فیروز کو پیش کرنے کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ جب یہ اسیران جنگ حجاج کے پاس پہنچے' تو اس نے اپنے حاجب سے کہا کہ دیکھو جب میں تمہیں حکم دوں کہ قیدیوں کے سردار کو میرے پاس لاؤ تو تم فیروز کو میرے سامنے پیش کرنا۔

دربار عام میں تخت بچھایا گیا (حجاج اس وقت واسط القصب میں مقیم تھا اور یہ وہ زمانہ ہے۔ کہ شہر واسط اب تک نہیں بنا تھا) حجاج نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ قیدیوں کے سردار کو میرے سامنے پیش کرو۔ حاجب نے فیروز سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ۔

حجاج کی فیروز سے جواب طلبی:

فیروز کھڑا ہوا۔ حجاج نے اس سے دریافت کیا کہ اے ابوعثمان بھلا تم کا ہے کو ان باغیوں میں شریک ہوئے نہ وہ تمہاری قوم سے ہیں اور نہ عزیز ہیں۔ فیروز نے کہا ایک عام بغاوت برپا ہوئی اس میں سب ہی شریک ہوئے۔ ہم نے بھی اس میں شرکت کی۔ حجاج نے کہا کہ تم اپنی تمام جائداد منقولہ اور غیر منقولہ میرے نام لکھ دو۔ اس پر فیروز نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ حجاج نے کہا پہلے لکھ دو۔ فیروز نے کہا تو پھر اس کے بعد کیا مجھے امان دی جائے گی۔ حجاج نے کہا پہلے لکھ دو تو اس کے بعد دیکھا جائے گا۔

فیروز نے غلام کو مخاطب کر کے کہا کہ لکھو ہزار' ہزار' اور ہزار (گویا دس کھرب درہم) حجاج نے پوچھا کہ یہ روپیہ کہاں ہے؟ فیروز نے کہا کہ میرے پاس ہے۔ حجاج نے کہا کہ مجھے دے دو اس پر فیروز نے پوچھا کہ کیا اس رقم کے ادا کرنے کے بعد امان دے دی جائے گی؟ حجاج نے کہا جب تم یہ رقم ادا کر دو گے میں تمہیں ضرور قتل کر ڈالوں گا۔ فیروز نے جواب دیا یہ نہیں ہوسکتا کہ تم میری جان بھی لو اور یہ روپیہ بھی۔ حجاج نے حاجب کو حکم دیا کہ اسے میرے سامنے سے ہٹا دو۔ چنانچہ فیروز علیحدہ کھڑا کر دیا گیا۔

محمد بن سعد بن ابی وقاص کی پیشی:

حجاج نے حکم دیا کہ محمد بن سعد بن ابی وقاص کو میرے سامنے پیش کیا جائے محمد بن سعد پیش ہوئے۔ حجاج نے ان سے کہا کہ تو شیطان کا پیرو ہے سخت متکبر اور بڑا ہی مغرور ہے تو نے یزید ابن معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے انکار کیا تا کہ اپنے تئیں حسین رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مماثل ظاہر کرے۔ اور پھر تو ابن کنارہ بنی نصر کے غلام یعنی عمر بن ابی الصلت کا موذن بن گیا یہ کہتے ہوئے حجاج نے ایک ڈنڈے سے جو اس کے ہاتھ میں تھا محمد بن سعد کو مارنا شروع کیا کہ وہ لہولہان ہو گئے اس پر محمد نے اس سے کہا کہ اے شخص جب ہم تیرے قبضہ اقتدار میں ہیں تو تجھے ہم پر نرمی کرنا چاہیے۔ چنانچہ حجاج نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

محمد بن سعد کا قتل:

محمد نے حجاج سے کہا کہ تم میرے معاملہ کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دو اگر وہ معاف کر دیں گے تو اس کار خیر میں تمہاری بھی شرکت ہو جائے گی اور تم جزائے خیر پاؤ گے اور اگر وہ میرے قتل کا حکم دیں گے تو اس کی ذمہ داری سے بری ہو جاؤ گے۔ حجاج نے دیر تک اس معاملہ پر غور کیا مگر پھر ان کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور اس حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

عمر بن موسیٰ کا قتل:

اس کے بعد حجاج نے عمر بن موسیٰ کو بلایا اور کہا اے ذلیل عورت کے غلام تو ہی ابن الحائک کے ہر بانے گرز لے کر چوبداروں کی طرح کھڑا ہوتا تھا فارس کے حمام میں اس کے ساتھ شراب پیتا تھا اور میری ہجو میں شعر کہا تھا کہاں ہے فرزوق؟ اٹھو اور وہ شعر سناؤ جو تم نے اس کے لیے کہا ہے فرزوق نے یہ شعر سنایا۔

و خضبت ایرك للزناء و لم تكن　　　یوم الهیاج لتخضب الأبطالا

ترجمہ: ''تو نے اپنے عضو تناسل کو زنا کے لیے رنگین کیا ہے حالانکہ تو نے میدان جنگ میں کبھی بہادروں کو ان کے خون سے نہیں رنگا''۔

عمر بن موسیٰ نے جواب دیا کہ کیا یہ میرا کم احسان ہے کہ میں نے اپنے عضو تناسل کو تیری ماں بہن اور جوروں سے علیحدہ رکھا۔ حجاج نے اس کے قتل کا بھی حکم دے دیا۔

ابن عبیداللہ بن عبدالرحمٰن کو معافی:

پھر حجاج نے ابن عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ کو بلایا یہ ایک بالکل نوجوان شخص تھا۔ اس نے عرض کی کہ جناب والا میں کمسن ہوں اپنے ماں باپ کے ساتھ مجھے خود تو اختیار نہ تھا میرے ماں باپ جہاں جاتے تھے میں بھی ان کے ساتھ رہتا تھا۔ حجاج نے پوچھا کہ کیا ان تمام لڑائیوں کے دوران میں تیری ماں بھی تیرے باپ کے ساتھ رہی ہے۔ ابن عبیداللہ نے کہا جی ہاں! حجاج نے کہا تیرے ماں باپ پر خدا کی لعنت ہو۔

اس کے بعد حجاج نے ہلقام بن نعیم کو بلا کر پوچھا کہ کہیے ابن الاشعث کی تو جو غرض و غایت تھی وہ تھی مگر آپ کے کیا توقعات تھے؟

ہلقام نے جواب دیا کہ مجھے یہ امید تھی کہ جس طرح عبدالملک نے تجھے عراق کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا ہے، اسی طرح ابن الاشعث اس خدمت پر مجھے سرفراز کرے گا۔

حجاج نے اپنے غلام حوشب کو حکم دیا کہ اس کی گردن مار دے۔ حوشب کھڑا ہوا۔ ہلقام نے اس سے کہا اے ابن لقیطہ تو میرے زخم کو مت چھیڑ۔ غرض کہ اسے بھی قتل کر دیا گیا۔

عبداللہ بن عامر کا قتل:

بعد ازاں عبداللہ بن عامر پیش کیا گیا جب یہ حجاج کے سامنے کھڑا ہوا تو کہنے لگا کہ اے حجاج اگر تو نے ابن المہلب کو اس کے اس جرم کی وجہ سے جس کا وہ مرتکب ہوا ہے معاف کر دیا تو خدا کرے کہ تو کبھی جنت کی صورت نہ دیکھے حجاج نے پوچھا کہ اس نے کیا کیا؟ اس کے جواب میں عبداللہ بن عامر نے یہ دو شعر پڑھے۔

لانه کاس فی اطلاق اسرته　　　و قادنحوك فی اغلالها مضرا

و قی بقومك ورد الموت اسرته　　　و كان قومك ادنیٰ عنده خطرا

ترجمہ: ''اس لیے کہ اس نے اپنے خاندان والوں کو رہائی دینے میں مکاری کی اور بنی مضر کو بیڑیاں پہنا کر تیری طرف بھیج دیا۔

تیری قوم کی آڑ میں اس نے اپنے خاندان کو موت کے گھاٹ سے بچالیا۔ حالانکہ تیری قوم سے اسے سب سے کم اندیشہ تھا''۔

حجاج تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا۔ اور یہ بات اس کے دل میں اتر گئی مگر اس نے عبداللہ بن عامر سے کہا کہ خیر تجھے ان معاملات سے کیا تعلق اور پھر اسے بھی قتل کرا دیا۔

یزید کی یہ حرکت حجاج کے دل میں برابر کھٹکتی رہی۔ مگر آخر کار اس نے یزید کو خراسان کی امارت سے موقوف کر کے اسے قید کر دیا۔

فیروز حصین کو ایذا رسانی:

حجاج نے حکم دیا کہ فیروز کو سخت سزا دی جائے اور اب اسے اس طرح کی تکلیفیں دی جانے لگیں منجملہ اور تکلیفوں کے ایک یہ بھی تھی کہ فارس کے سرکنڈے چیر چیر کر اس کے جسم پر باندھ دیئے جاتے تھے پھر اسے گھسیٹا جاتا تھا اور جب اس کا تمام جسم زخمی ہو جاتا تھا تو اس پر سرکہ اور نمک چھڑکا جاتا تھا۔ جب فیروز نے محسوس کر لیا کہ اب موت اس کے سر پر ہے تو جلاد سے کہا کہ تمام لوگوں کو یقین ہے کہ میں مارا جا چکا ہوں اور میری بہت سی امانتیں ان کے پاس ہیں جو کبھی تمہیں نہیں دیں گے بہتر یہ ہے کہ تم مجھے لے چلو تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ میں ابھی زندہ ہوں تا کہ وہ میرا روپیہ مجھے دے دیں۔ اور تم یہ بات حجاج سے جا کر کہو۔ حجاج نے کہا اچھا اسے لے جاؤ۔

فیروز حصین کا قتل:

غرض کہ فیروز کو شہر کے دروازے کی طرف لے چلے اس نے بہت سے لوگوں کے مجمع میں جا کر چلا کر کہا جو شخص مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا اسے میں بتائے دیتا ہوں کہ میں فیروز حصین ہوں۔ میرا بہت سارا روپیہ لوگوں کے پاس ہے اس لیے جس شخص کے پاس جو کچھ میرا ہے وہ سب اسی کا ہے میں دیئے دیتا ہوں اس میں سے کسی کو ایک حبہ بھی نہ دیا جائے جو لوگ یہاں موجود ہیں ان پر فرض ہے کہ وہ میرے اس اعلان کو ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اب حجاج نے اس کے قتل کا بھی حکم دے دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

ابن شوذب کی روایت:

یہ واقعات ابوبکر الہذلی کی روایت پر مبنی تھے۔ مگر ابن شوذب کی روایت یہ ہے کہ حجاج کے ان کے عاملوں نے جو مفصلات پر متعین تھے حجاج کو لکھا کہ مال گزاری بہت کم ہوگئی ہے اور ذمی مسلمان ہو کر شہروں میں جا بستے ہیں۔ اس پر حجاج نے بصرہ اور دوسرے مقامات میں حکم دے دیا کہ جس شخص کا اصل وطن دیہات میں ہے وہ دیہات میں چلا جائے۔ حکم حاکم مرگ مفاجات' چارو ناچار یہ لوگ ایک جماعت کی شکل میں آہ و بکا کرتے ہوئے نکلے اور شہر کے باہر پڑاؤ ڈال کر ٹھہر گئے یا محمداہ' یا محمداہ پکارتے جاتے تھے اور کسی کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کہاں جائیں؟

بصرہ کے قاریوں کی ابن الاشعث کی حمایت کی وجہ:

بصرہ کے قاری اور دوسرے نیک لوگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ چہروں پر نقاب ڈال کر ان کے پاس جاتے اور ان کی آہ و بکا سن کر اور حالت زار کو دیکھ کر خود بھی رونے لگتے تھے اسی واقعہ کے بعد ہی فوراً ابن الاشعث نے عراق پر چڑھائی کی اور اسی وجہ سے بصرے

کے قاری ابن الاشعث کی حمایت میں حجاج کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

حجاج کا اہل کوفہ سے فریب:

شیبانی نے بیان کیا ہے کہ جنگ زاویہ میں حجاج نے گیارہ ہزار آدمیوں کو قتل کرا دیا۔ اور ان میں سے صرف ایک شخص کی جان بخشی کی گئی جس کا بیٹا حجاج کے منشیوں میں تھا۔ حجاج نے اس سے پوچھا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے باپ کی جان بخشی کر دی جائے اس نے کہا ہاں اور پھر حجاج نے اسے معافی دے دی۔

وعدہ معافی کے متعلق اصل میں حجاج نے لوگوں کو دھوکہ دیا۔ پہلے تو نقیب کو حکم دیا کہ اعلان کر دیا جائے چنانچہ جب عراقیوں کو شکست ہوئی تو نقیب نے اعلان کیا کہ فلاں فلاں اشخاص کو امان نہیں اور ان سربرآوردہ لوگوں کے نام لے دیے جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے مگر نقیب نے یہ نہیں کہا کہ اور تمام لوگوں کو امان دی جاتی ہے مگر قدرتی طور پر عام لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ سوائے چند لوگوں کے باقی سب کو امان دی گئی ہے اس لیے یہ سب لوگ راہ فرار اختیار کرنے کی بجائے حجاج کے جائے قیام کی طرف پلٹے اور جب سب جمع ہو گئے تو انہیں حکم دیا کہ تمام ہتھیار رکھ دو اور پھر کہا کہ آج میں تم پر ایک ایسے شخص کو مسلط کرتا ہوں جس سے تمہاری کوئی قرابت نہیں ہے۔

غرضیکہ حجاج نے انہیں عمارہ تمیم اللخمی کے سپرد کر دیا۔ عمارہ نے انہیں علیحدہ علیحدہ کر کے سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

مقتولین کی تعداد:

مقتولین کی تعداد کے متعلق ہشام بن حسان نے یہ بیان کیا ہے کہ جن لوگوں کو حجاج نے اس طرح قتل کرایا تھا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار یا ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔

جنگِ مسکن کی دوسری روایت:

مقام مسکن پر ابن الاشعث کی شکست کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ جو ابو مخنف کی روایت پر مبنی تھا۔ ایک اور بیان حسب ذیل بھی ہے:

سرزمین ابز قباذ کے مقام مسکن پر حجاج اور ابن الاشعث جنگ کے لیے جمع ہوئے ابن الاشعث کا پڑاؤ دریائے خداش پر تھا جس کے پیچھے دریائے تیری رواں تھا۔ اور حجاج نے دریائے افرید پر خیمے ڈالے۔ غرض کہ اس طرح دونوں فوجوں نے دجلۂ سیب اور کرخ کے درمیان مورچے لگائے اور ایک ماہ یا اس سے کچھ کم دونوں حریفوں میں معرکہ جدال وقتال گرم رہا۔

زورق چرواہا اور حجاج:

دشمن تک رسائی کا حجاج کو صرف وہی راستہ معلوم تھا کہ جس سے دشمن حملہ آور ہوتا۔ ایک ضعیف العمر چرواہا زورق نامی حجاج کے پاس آیا اور اس نے دشمن کے عقب پر حملہ کرنے کے لیے کرخ کے پیچھے سے ایک اور راستہ کا پتا دیا۔ اس راستہ کا طول چھ فرسخ تھا۔ اور جھاڑیوں اور دریا کے پایاب حصہ سے ہوتا ہوا جاتا تھا۔

حجاج نے چھ ہزار منتخب شامی بہادروں کو ایک سردار کی زیر قیادت اس بڈھے کے ساتھ روانہ کیا اور اس فوج کے سردار سے کہہ دیا کہ تم لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ اور یہ چار ہزار درہم اپنے ساتھ لیتے جاؤ اگر یہ بڈھا تمہیں دشمن کی فوج کے عقب سے

لے جا کر ان کے سروں پر کھڑا کر دے تو یہ روپیہ اسے دے دیا جائے اور اگر وہ جھوٹا ثابت ہو تو تم اسے قتل کر ڈالنا۔ جب دشمن کو دیکھ لو تو فوراً اس پر حملہ کر دینا اور یا حجاج یا حجاج اپنا نعرہ جنگ بنانا۔

حجاج کی میدان جنگ سے پسپائی:

نماز عصر کے وقت اس رہبر نے اپنا راستہ لیا اس کے جاتے ہی عین نماز عصر کے وقت ابن الاشعث اور حجاج کی فوج میں جنگ چھڑ گئی اور شام تک برابر جنگ ہوتی رہی ایک سابقہ قرارداد کے مطابق حجاج نے پسپا ہونا شروع کیا اور دریائے سیب کو عبور کر کے اس کے پیچھے ہٹ آیا۔ ابن الاشعث حجاج کے فوجی قیام گاہ میں داخل ہوا اور جو کچھ وہاں تھا اسے لوٹ لیا لوگوں نے اسے یہ بھی مشورہ دیا کہ مناسب تھا کہ آپ حجاج کا تعاقب کرتے مگر ابن الاشعث نے کہا کہ ہم لوگ بہت تھک گئے ہیں اور جنگ کی زحمت برداشت کر چکے ہیں اس وقت تعاقب کرنا مناسب نہیں۔

شامی فوج کا شبخون:

اس کے بعد ابن الاشعث اپنے مستقر کو واپس آ گیا اس کی فوج والوں نے ہتھیار اتار دیئے اور یہ احساس کرتے ہوئے کہ ہم نے دشمن پر فتح پائی ہے اطمینان سے سو رہے۔ آدھی رات کو دشمن سے اچانک اپنے نعرہ جنگ کو بلند کرتے ہوئے ابن الاشعث کی بے خبر فوج پر حملہ کیا ایسی سراسیمگی پھیلی کہ کوئی شخص بھی اپنے لیے تصفیہ نہیں کر سکتا تھا کہ کہاں جائے ان کے بائیں جانب دریائے قارون اور سامنے دریائے دجلہ موجزن تھے۔ جن کا بہاؤ اور عمق ناقابل عبور تھا۔ مقتولین سے کہیں زیادہ دریا میں غرق ہو گئے۔

ابن الاشعث کا فرار:

جب حجاج نے اپنی فوج کی آواز سنی تو پھر دریائے سیب کو عبور کر کے اپنے پہلے فوجی قیام گاہ میں آ گیا اور اپنے رسالہ کو دشمن پر حملہ کرنے کے لیے بڑھایا اس طرح حجاج کی ان دونوں فوجوں نے ابن الاشعث کو چکی کے دونوں پاٹوں کی طرح اپنے درمیان میں لے لیا اور کچل ڈالا۔

ابن الاشعث تین سو ہمراہیوں کے ساتھ دجلہ کے کنارے پر آیا اور کشتیوں کے ذریعہ بصرہ کی طرف چلا۔

ابن الاشعث کے لشکر گاہ پر قبضہ:

حجاج نے ابن الاشعث کے لشکر گاہ پر قبضہ کر کے ہر چیز ضبط کر لی اور جو شخص اسے وہاں ملا اس کو قتل کر ڈالا۔ اس طرح تقریباً چار ہزار آدمی اس نے قتل کر ڈالے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ قتل ہوئے ان میں عبداللہ بن شداد بن الہاد بھی تھے۔

بسطام اور بکیر بن ربیعہ کا قتل:

بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ، عمر بن ضبیعۃ الرقاشی، بشر بن المنذر بن الجارود اور حکم بن مخرمۃ (یہ دونوں عبدی تھے) اور بکیر بن ربیعہ بن ثروان بھی قتل کیے گئے ہیں ان سب کے سر ڈھالوں پر رکھ کر حجاج کے سامنے پیش کیے گئے۔ حجاج بسطام کے سر کو دیکھتا جاتا تھا اور یہ شعر تمثیلاً پڑھ رہا تھا۔

اذا مررت بوادی حیةٍ ذکرٍ فاذهب ودعنی اقاسی حیة الوادی

ترجمہ: ''جب کہ تیرا اس نر سانپ کی ترائی میں سے گذر ہو تو جلد گذر جائیو اور مجھے چھوڑ دے۔ تا کہ میں اس ترائی کے سانپ کے

مقابلہ کی زحمت برداشت کرتا رہوں''۔

حجاج نے بکیر کے سر کو دیکھ کر کہا کہ اس بد بخت کے سر کو کس شخص نے ان دوسرے سروں کے ساتھ شامل کیا اور پھر غلام کو حکم دیا کہ اس کا کان پکڑ کر علیحدہ پھینک دے اور اس ڈھال کو مسمع بن مالک بن مسمع کے سامنے رکھ دے۔ غلام نے اس ڈھال کو مسمع کے سامنے رکھ دیا۔ مسمع بن مالک رو پڑے حجاج نے اس کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ غالباً تم ان کی موت کے غم میں روئے ہو۔ مسمع نے کہا نہیں یہ بات نہیں بلکہ اس رنج میں کہ یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

اہل کوفہ کی جبری بھرتی:

اسی سنہ میں حجاج نے شہر واسط کی بنا ڈالی اس شہر کی بنا کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حجاج نے خراسان بھیجنے کے لیے اہل کوفہ کی ایک فوج جبری فوجی خدمت کے قانون کے مطابق بھرتی کی۔ اس فوج نے منزل مقصود کو جانے کے لیے حمام عمر پر اجتماع شروع کیا۔

ایک شامی کے قتل کا واقعہ:

اس فوج میں کوفہ کا رہنے والا ایک شخص اسدی نوجوان بھی تھا جس کی شادی ابھی حال ہی میں اس کی چچازاد بہن سے ہوئی تھی یہ نوجوان رات کے وقت لشکرگاہ سے اپنی بیوی کے پاس آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی ایک شخص نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا۔ اسدی نے باہر آ کر دیکھا تو ایک بدمست شامی ہے اس کی بیوی نے کہا کہ یہ شامی روزانہ اسی طرح آ کر دق کرتا ہے اور اس کی نیت اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ میں نے اس کے بڑے بوڑھوں سے بھی اس کی شکایت کی ہے اور انہیں اس کا علم ہو چکا ہے۔

اس کے خاوند نے کہا اچھا اسے اندر آنے دو۔ عورت نے دروازہ کھول دیا۔ اور جب وہ شامی اندر گیا تو پھر دروازہ بند کر دیا۔

اپنے خاوند کی خاطر اس عورت نے مکان کی خوب آرائش کی تھی۔ قالین اور گدے بچھائے تھے اور خوشبودار اشیاء سے اپنے گھر کو معطر بنایا تھا۔

شامی نے اس رنگ کو دیکھ کر کہا کہ اب تم پر میرا راز فاش ہو گیا۔ اتنے ہی میں اسدی نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ صبح کی اذان کے وقت اسدی اپنی چھاؤنی میں چلا گیا اور اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو شامیوں کو اطلاع کر دینا کہ وہ اسے اٹھا کر لے جائیں وہ ضرور تمہیں حجاج کے سامنے پیش کریں گے تم اصلی واقعہ بیان کر دینا۔

چنانچہ اس خاتون نے ایسا ہی کیا حجاج کے پاس مقتول کا مرافعہ کیا گیا۔ اور یہ خاتون اس کے سامنے پیش ہوئی اس وقت عنبسہ بن سعید بھی حجاج کے ساتھ اس کے تخت امارت پر ہم جلیس تھے حجاج کے دریافت کرنے پر اس خاتون نے تمام واقعہ بلاکم و کاست بیان کر دیا حجاج نے سن کر کہا کہ بے شک تم سچی ہو اور پھر اس مقتول شامی کے وارثوں سے کہا کہ جاؤ اور اسے دفن کر دو اسی کا قصور تھا نہ اس کا قصاص لیا جا سکتا ہے اور نہ دیت دلائی جا سکتی ہے۔

اس واقعہ کے بعد نقیب نے ایک اعلان عام کر دیا کہ کوئی شخص کسی اور کے مکان میں نہ جایا کرے۔

شہر واسط کی مسجد کی تعمیر:

غرض کہ تمام لوگ اس کے حکم سے شہر سے باہر نکلے۔ حجاج نے سفر مینا والوں کو بھیجا کہ وہ اس کے قیام گاہ کا انتظام کریں۔ حجاج

ہر طرف سے غور سے دیکھنے کے بعد کسکر کے قریب اقامت گزیں ہوا۔ وہ ابھی اس موضع میں تھا کہ اس نے ایک راہب کو گدھی پر سوار سامنے سے آتے دیکھا اس راہب نے دجلہ کو عبور کیا اور جب وہ ٹھیک واسط کے جائے وقوع پر پہنچا تو وہ گدھی ایک دم سے گر پڑی اور اس نے پیشاب کر دیا۔ راہب اتر پڑا اور جس جگہ گدھی نے پیشاب کیا تھا وہاں کی مٹی کھود کر دریائے دجلہ میں ڈال آیا یہ تمام واقعہ حجاج کے سامنے ہوا۔ حجاج نے حکم دیا کہ اس راہب کو میرے پاس لاؤ۔ راہب سامنے آیا حجاج نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے یہ کیوں کیا۔ راہب نے کہا کہ یہ ہمارے صحائف میں لکھا ہوا ہے کہ اس مقام پر ایک مسجد بنائی جائے گی۔ اور جب تک دنیا میں ایک بھی موحد باقی رہے گا۔ یہاں اللہ کی عبادت ہوتی رہے گی اسی کے بعد حجاج نے شہر واسط کی حد بندی کی اور اسی جگہ مسجد بنوائی۔

امیر حج ہشام بن اسمٰعیل وعمال:

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کی نظامت سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو مقرر کیا اور ہشام ہی نے لوگوں کو اس سال حج کرایا۔

سوائے مدینہ طیبہ کے اور باقی تمام صوبوں پر وہی لوگ حاکم اور عامل تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ مدینہ کے ناظم عزل و نصب کے متعلق ہم اوپر ہی بیان کر چکے ہیں۔

۸۴ھ کے واقعات

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالملک کے بیٹے عبداللہ نے رومیوں کے خلاف جہاد کیا اور شہر مصیصہ فتح کیا۔

حوشب بن یزید کو ابن القریہ کی گرفتاری کا حکم:

نیز اسی سنہ میں حجاج نے ایوب ابن القریہ کو قتل کیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ یہ شخص ابن الاشعث کے ساتھیوں میں تھا۔ دیر جماجم سے بھاگ آنے کے بعد حوشب بن یزید کے پاس جو حجاج کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا آیا کرتا تھا۔ حوشب اپنے ملازمین سے کہتا رہتا تھا کہ اس شخص کو جو میرے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تم اپنی نگاہ میں رکھو۔ کیونکہ ایک آدھ ہی روز میں حجاج کا میرے نام ایسا حکم آئے گا جس کی تعمیل مجھے کرنا ہی پڑے گی۔ چنانچہ یہ ہی ہوا کہ ایک روز ایوب حوشب کے ساتھ کھڑا تھا کہ حجاج کا یہ خط پہنچا:

''حمد وثنا کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک عراقی کو جو میرا دشمن ہے پناہ دی ہے اس کے دیکھتے ہی تم ابن القریہ کو اس کی مشکیں کس کے معتبر شخص کی حراست میں میرے پاس بھیج دو''۔

ایوب بن القریہ کی گرفتاری:

حوشب نے خود خط کو پڑھ کر ابن القریہ کو پڑھنے کے لیے دیا اس نے پڑھ کر کہا کہ حکم کی تعمیل میں مجھے کچھ چون و چرا نہیں ہے۔ چنانچہ حوشب نے اس کی مشکیں کس کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ حجاج کے سامنے آیا تو حجاج نے پوچھا کہ کہو اس موقع کا بھی تم نے کچھ انتظام کر رکھا ہے کہ اب کیا جواب دو گے؟

ابن القریہ نے کہا کہ جی ہاں! تین لفظ ہیں' جو گویا ایستادہ سواریاں ہیں' دنیا' آخرت اور نیکی واحسان اس پر حجاج نے کہا اچھا اب ان کی ذرا تشریح کرو۔ ابن القریہ نے کہا بہتر ہے ابھی کیے دیتا ہوں۔

دنیا مال موجودہ کا نام ہے جس سے نیک و بد سب ہی متمتع ہوتے ہیں۔ آخرت یہ میزان عدل ہے اور ایسی عدالت ہے جس میں باطل کا دخل نہیں اب رہا احسان یہ اگر میرے خلاف استعمال کیا جائے تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ میں اپنی خطاؤں کا خود ہی معترف ہوں اور اگر اس سے مجھے کچھ فائدہ پہنچنے والا ہو تو میں ضرور اس سے بہرہ اندوز ہوں گا۔

ابن القریہ کا قتل:

حجاج نے کہا کہ اچھا اب تو آپ تلوار کا اعتراف کیجیے گا جب وہ آپ پر پڑے اس پر ابن القریہ نے حجاج سے درخواست کی کہ آپ میری لغزش کو معاف فرما دیجیے اور مجھ پر مہربانی فرمایئے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی رہوار ایسا نہیں جس نے کبھی ٹھوکر نہ کھائی ہو اور نہ کوئی ایسا شہسوار ہے جو منہ کے بل نہ گرا ہو۔

مگر حجاج نے کہا کہ میں ہرگز معاف نہیں کروں گا اور ابھی تجھے دوزخ دکھاتا ہوں۔

ابن القریہ کہنے لگا کہ چونکہ مجھے اس کی گرمی اب محسوس ہو رہی ہے اس لیے اس تکلیف سے تو مجھے فوراً بچا دیجیے۔

حجاج نے پہرہ دار کو حکم دیا کہ اسے آگے بڑھاؤ اور قتل کر ڈالو۔ جب حجاج نے ابن القریہ کو خون میں تڑپتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں اسے چھوڑ دیتا تا کہ اس کی نہایت ہی فصیح و بلیغ گفتگو سن سکتا پھر حجاج نے اس کی لاش کے باہر اٹھا لے جانے کا حکم دیا اور اسے باہر نکال کر پھینک دیا گیا۔

عوانیہ راوی ہیں کہ جب حجاج نے ابن القریہ کو خاموش رہنے کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ اگر میری تمہاری طاقت مساوی ہوتی تو پھر یا تو ہم سب کو زیر کر لیتے اور یا تمہیں بھی ایک زبردست نا قابل تسخیر شخص کا مقابلہ کرنا پڑتا۔

قلعہ باذغیس کی تسخیر:

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے نیزک کے قلعہ واقعہ باذغیس کو فتح کیا نیزک اس قلعہ میں آ کر فروکش ہوا کرتا تھا یزید اس سے جہاد کرنے کے لیے روانہ ہوا اس کی نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لیے خبر رساں مقرر کر دیئے۔ جب یزید کو نیزک کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس کی راہ میں مزاحم ہوا۔ نیزک کو بھی معلوم ہوا کہ دشمن میری تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہے وہ پلٹ گیا اور اس شرط پر صلح کر لی کہ قلعہ میں جو کچھ ہے وہ سب یزید کو دے دیا جائے اور نیزک اپنے اہل و عیال کے قلعہ سے چلا جائے۔

نیزک اس قلعہ کی بہت تعظیم کیا کرتا تھا۔ جب اسے دیکھتا تھا سجدہ کرتا تھا۔

حجاج کو نوید فتح:

یزید نے اس فتح کی خبر حجاج کو بھیج دی۔ یزید کے تمام مراسلات موسومہ حجاج یحییٰ ابن یعمر العدوانی لکھا کرتا تھا۔ جو بنی ہذیل کا حلیف تھا۔ اس واقعہ کے متعلق یحییٰ نے حسب ذیل خط حجاج کو لکھا:

دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان پر قابو دے دیا ان میں سے کچھ لوگوں کو ہم نے قتل کر دیا' بعض کو قید کر لیا۔ اور بقیۃ السیف نے پہاڑوں کی چوٹیوں میں' عمیق غاروں' گھنے جنگلوں اور دریاؤں کے گہواروں میں پناہ لی۔

یحییٰ بن یعمر کی کوفہ میں طلبی:

اس خط کے طرز تحریر کو دیکھ کر حجاج نے دریافت کیا کہ یزید کا منشی کون ہے؟ لوگوں نے یحییٰ کا نام لیا۔ حجاج نے یزید کو لکھا

کہ یحییٰ کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ یزید نے اسے ڈاک کے ذریعہ حجاج کے پاس بھیج دیا یہ شخص اپنے زمانے کا بہترین انشاء پرداز تھا۔

حجاج نے اس کا وطن دریافت کیا۔ یحییٰ نے کہا ''اہواز'' اس پر حجاج نے تعجب سے کہا کہ اور اس پر یہ فصاحت یحییٰ نے جواب دیا کہ میں نے اپنے باپ کے کلام کو یاد کر لیا ہے اور وہ خود ایک بڑے فصیح شخص تھے حجاج نے کہا یہ فصاحت یہیں سے آئی ہے۔

یحییٰ کی حجاج پر تنقید:

پھر حجاج نے پوچھا کہ کیا عنبسہ بن سعید بھی بول چال میں غلطی کرتے ہیں یحییٰ نے کہا ہاں! اس پر حجاج نے پوچھا اور فلاں صاحب بھی؟ یحییٰ نے کہا بے شک پھر حجاج نے پوچھا میرے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا میں بھی بول چال میں غلطی کرتا ہوں؟ یحییٰ نے کہاں ہاں! کچھ یوں ہی سی آپ بھی غلطی کرتے ہیں کہیں تو ایک حرف کو کم کر دیتے ہیں اور کہیں زیادہ۔

اِنَّ کی جگہ اَنَّ اور اَنَّ کی جگہ اِنَّ پڑھتے ہیں اس تنقید سے حجاج برہم ہوا اور کہنے لگا کہ میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر اس کے بعد سرزمین عراق میں میں نے تمہیں دیکھا تو قتل کر ڈالوں گا۔ یحییٰ خراسان پلٹ گیا۔

اس سال ہشام بن اسمٰعیل المخزومی نے حج کرایا۔ مختلف صوبہ جات پر وہی لوگ اس سال بھی حاکم تھے جن کے نام ہم ۸۳ھ کے واقعات میں بتا چکے ہیں۔

۸۵ھ کے واقعات

عبدالرحمٰن بن محمد ابن الاشعث کی موت اور اس کے اسباب و واقعات۔

علقمہ بن عمرو کا ابن الاشعث کو مشورہ:

جب ابن الاشعث ہرات سے واپس رتبیل کے پاس جانے لگے ان کے ہمراہ ایک شخص علقمہ بن عمرو قبیلہ اود کا بھی تھا علقمہ نے ابن الاشعث سے کہا کہ میں آپ کے ہمراہ مملکت بادشاہ رتبیل میں داخل ہونا نہیں چاہتا ابن الاشعث نے وجہ دریافت کی تو علقمہ نے کہا کہ مجھے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی جان کا خطرہ ہے اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حجاج رتبیل کے نام خط بھیجے گا جس میں لالچ اور خوف دے کر تمہاری سپردگی کا مطالبہ ہوگا۔ اور رتبیل یا تو تمہیں زندہ حجاج کے پاس بھیج دے گا یا قتل کر ڈالے گا اب بھی موقع ہے اس وقت پانچسو بہادر ایسے ہیں جنہوں نے ہمارے ہاتھوں پر اس لیے بیعت کی ہے کہ ہم کسی شہر میں گھس کر قلعہ بند ہو جائیں اور اس وقت تک مقابلہ کریں جب تک کہ ہمیں امان نہ مل جائے یا ہم سب کے سب عزت کی موت مارے جائیں۔

عبدالرحمٰن نے ان سے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو میں آپ کی غم خواری کروں گا اور عزت و توقیر کروں گا مگر علقمہ نے جانے سے انکار کر دیا۔

علقمہ بن عمرو کی ابن الاشعث سے علیحدگی:

عبدالرحمٰن علاقہ رتبیل میں چلے گئے اور یہ پانچ سو سوار وہاں سے روانہ ہو کر کسی مقام میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ مودود النضری کو انہوں نے اپنا سردار مقرر کر لیا۔

عمارہ بن تمیم اللخمی نے آ کران کا محاصرہ کرلیا۔ یہ جماعت اس سے لڑی اوراس کی پیش نہ جانے دی آخر کار عمارۃ کوانہیں امان دیتے بنی یہ لوگ اس کے پاس چلے آئے اور عمارۃ نے اپنے وعدۂ معافی کو برقرار رکھا۔

اب حجاج نے رتبیل کو ابن الاشعث کی سپردگی کے بارے میں خط پہ خط بھیجنے شروع کیے اور یہ دھمکی دی کہ اگرتم نے ابن الاشعث کومیرے حوالے نہ کردیا تو دس لاکھ سپاہ سے تمہاری سلطنت کوروندڈالوں گا۔

عبید بن ابی سبیع:

رتبیل کے پاس ایک شخص عبید بن ابی سبیع التیمی الیربوعی تھا اس نے رتبیل سے کہا کہ میں حجاج سے تمہارے لیے یہ عہد لے لیتا ہوں کہ سات سال تک تم سے خراج نہ لیا جائے گا بشرطیکہ تم ابن الاشعث کواس کے حوالے کردو۔ رتبیل نے کہا کہ اگرتم ایسا کرو گے تو جو مانگو گے پاؤ گے عبید نے حجاج کولکھا کہ رتبیل میری ہر بات کو مانتا ہے اور میں اس وقت تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ وہ ابن الاشعث کو آپ کے حوالے نہ کردے گا۔ ان خدمات کے صلہ میں حجاج نے بھی اس شخص کو بہت کچھ روپیہ بطور انعام دیا اور رتبیل سے بھی اس نے ان خدمات کا معاوضہ لیا۔غرض کہ رتبیل نے عبدالرحمٰن کے سرکوحجاج کے پاس بھیج دیا اورحجاج نے اس کے بدلہ میں سات سال کا خراج معاف کردیا۔

حجاج کہا کرتا تھا کہ رتبیل نے تو دشمن خدا ابن الاشعث کومیرے پاس بھیج دیا تھا مگراس نے خود چھت سے گر کر خودکشی کرلی۔

ملیکہ بنتِ یزید:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یزید کی بیٹی ملیکہ کو کہتے سنا ہے کہ بخدا عبدالرحمٰن مرگئے اوران کا سر میں اپنی ران پر رکھا ہوا دیکھ رہی ہوں۔

عبدالرحمٰن کوسل ہوگئی تھی انتقال کے بعد جب لوگوں نے انہیں دفن کرنے کا ارادہ کیا تو رتبیل نے کسی ملازم کو بھیج کران کا سر کٹوا منگوایا اوراسے حجاج کے پاس بھیج دیا علاوہ ازیں ان کے خاندان کے اٹھارہ آدمیوں کو گرفتار کر کے قید کردیا اور حجاج کواس کی اطلاع دی۔حجاج نے لکھا کہ ان سب کوقتل کر کے میرے پاس بھیج دو۔

حجاج نے انہیں زندہ اپنے پاس بلانا پسند نہیں کیا کہ مبادا وہ اپنے معاملہ کوعبدالملک کے سامنے پیش کریں اور عبدالملک ان میں سے کسی ایک کوبھی معافی دے۔

عمارہ کا سجستان پر قبضہ:

ابن ابی سبیع اور ابن الاشعث کے مابین جوواقعہ پیش آیا اس کے متعلق مذکورۃ الصدر بیان کے علاوہ ابومخنف کی روایت پر مبنی تھا ایک اور حسب ذیل روایت بھی ہے جس کا راوی ابی عبیدہ معمر بن المثنی ہے اس کا بیان ہے کہ عمارہ کرمان سے روانہ ہو کر سجستان آیا۔ یہاں ایک شخص مودود العنبری نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ پھراسے امان دے دی۔اوراس طرح کل علاقہ سجستان ان کے تصرف میں آ گیا۔

عمارہ کا حجاج کے نام خط:

اس قضیہ سے فارغ ہونے کے بعد عمارہ نے حجاج کا حسب ذیل خط ایک قاصد کے ذریعہ رتبیل کے پاس بھیج دیا۔

حمد وثنا کے بعد میں عمارہ کوایسے تیس ہزار شامیوں کے ساتھ تمہارے مقابلہ پر بھیجتا ہوں۔ جو ہمیشہ سے وفاشعار اور فرمانبردار

رہے۔ انہوں نے کبھی خلیفہ سے بغاوت نہیں کی اور نہ باغیوں کی شرکت کی ان میں سے ہر شخص کو سو درہم تنخواہ ملتی ہے اور جنگ میں جو مال غنیمت حاصل ہوتا ہے۔ اس سے بھی یہ خوب متمتع ہوتے ہیں۔ اور ابن الاشعث کی تلاش میں بھیجے گئے ہیں۔

عبید بن ابی سبیع کا رتبیل کو مشورہ:

رتبیل نے ابن الاشعث کو حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ ابن الاشعث کے پاس عبیداللہ بن ابی سبیع التمیمی بھی تھا جو ان کا خاص آدمی تھا اور اسی کو ابن الاشعث نے اپنا سفیر بنا کر رتبیل کے پاس بھیجا تھا۔ رتبیل کے پاس پہنچ کر اس نے خاص تعلقات پیدا کر لیے اور اس سے کہا کہ اگر تم نے ابن الاشعث کو حوالہ نہ کر دیا تو سخت مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔

عبید بن ابی سبیع کے خلاف شکایت:

عبدالرحمٰن کے بھائی قاسم بن الاشعث نے ان سے کہا بھی کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ تمیمی بے وفائی کرے گا بہتر ہے کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں۔ عبدالرحمٰن نے اسے قتل کرنا بھی چاہا مگر یہ ہوشیار ہو گیا اور عبدالرحمٰن کی رتبیل سے شکایت کی۔ حجاج کا خوف اس کے دل میں جاگزیں کر دیا۔ اور مشورہ دیا کہ عبدالرحمٰن کو حجاج کے حوالہ کر دیجیے۔ رتبیل نے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔

رتبیل کی بدعہدی:

عبید پوشیدہ طور پر عمارۃ بن تمیم اللخمی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اگر ابن الاشعث آپ کے حوالہ کر دیا جائے تو کتنا روپیہ آپ اس کے معاوضہ میں دیں گے۔ عمارہ نے دس لاکھ درہم کہے۔ عبید عمارہ کے پاس ٹھہرا رہا۔ عمارۃ نے اس معاملہ کے متعلق حجاج سے استصواب کیا۔ حجاج نے حکم دیا کہ عبید اور رتبیل دونوں کی شرائط کو منظور کر لو۔ عبید نے تو دس لاکھ مانگے اور رتبیل نے یہ شرط کی کہ دس سال تک میرے خلاف کوئی جنگ نہ کی جائے دس سال کے بعد میں نو لاکھ درہم سالانہ بطور خراج ادا کرتا رہوں گا۔

ابن الاشعث کی گرفتاری:

عمارہ نے ان لوگوں کے مطالبات کو منظور کر لیا۔ رتبیل نے ابن الاشعث کو اپنے سامنے حاضر کیے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اور اس کے خاندان کے تیس اور اشخاص حاضر کیے گئے۔ ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہلے ہی سے تیار تھیں۔ عبدالرحمٰن اور اس کے بھائی قاسم کے گلے میں بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ اور ان سب کو عمارہ کی قریب ترین سرحدی چوکی میں بھیج دیا گیا۔

ابن الاشعث اور اس کے اعزا کا قتل:

عبدالرحمٰن کے اور جس قدر ساتھی تھے ان سے رتبیل نے کہہ دیا کہ جہاں تمہارا سینگ سمائے چلے جاؤ۔ جب عبدالرحمٰن عمارہ کے قریب رہ گیا اس نے ایک کوٹھے سے گر کر خودکشی کر لی اس کا سر کاٹ کر اور دوسرے قیدی عمارہ کے پاس لائے گئے۔ عمارہ نے ان سب کو بھی قتل کر ڈالا' اور ابن الاشعث اس کی بیوی اور اس کے دوسرے اعزا کے سروں کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے اس کے سر کو عبدالملک کی خدمت میں ارسال کر دیا اور عبدالملک نے عبدالعزیز کے پاس جو اس وقت مصر کے گورنر تھے بھیج دیا۔

ابن الاشعث کے سر کی روانگی شام:

عبدالملک کے سامنے جب ابن الاشعث کا سر لایا گیا اس نے اسے ابن الاشعث کی قریبی رشتہ دار عورت کے پاس جو کسی قریشی کے گھر میں تھی ایک خواجہ سرا کے ہاتھ بھیج دیا جب سر اس عورت کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا کہ میں اس خاموش زائر کی آمد

پر خوش آمدید کہتی ہوں یہ ایک اولوالعزم بادشاہ تھا جس کا مطمع نظر اس کی اعلیٰ وارفع شان کے شایان تھا۔ مگر قسمت برگشتہ تھی اس لیے اسے کامیابی نہیں ہوئی۔

خواجہ سرا اس کے سر کو لے جانے لگا اس عورت نے اس کے سر کو اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور کہا کہ میں اس وقت تک نہ لے جانے دوں گی جب تک کہ اپنی آرزو پوری نہ کرلوں گی۔ پھر اس نے خطمی منگوائی اس کو غسل دیا' غلاف پہنایا اور کہا کہ اب لے جا۔

خواجہ سرا سر کو لے گیا اور عبدالملک سے یہ داستان سنائی۔ جب اس عورت کا شوہر اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اگر تیرا بس چلتا تو شاید اس سے استقرار حمل کرا لیتی۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ابن الاشعث کے ساتھیوں میں سے کسی شخص نے علاقہ رتبیل کی طرف راہ فرار اختیار کی ابن الاشعث نے کچھ اشعار پڑھ کر اسے غیرت دلائی۔ اس شخص نے ابن الاشعث کی طرف پلٹ کر کہا کہ اے ریشائیل کاش تم ہی کسی جنگ میں ثابت قدم رہے ہوتے تو ہم تمہارے سامنے ہی اپنی جانیں قربان کرتے تو یہ تمہارے لیے اس موجودہ حالت سے زیادہ اچھا ہوتا۔

شاعر حمید الارقط اور حجاج:

انہیں معرکوں میں سے کسی معرکہ پر حجاج جا رہا تھا۔ حمید الارقط شاعر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ حمید نے یہ اشعار پڑھے۔

مازال یبنی خندقا و یھدمہ عن عسکر یقودہ و فیسلمہ
حتی یصیرفی یدیك مقسمہ ھیھات من مصفۃ منھزمہ
ان اضا الکظاظ من لا یسئامہ

ترجمہ: ''ہمیشہ وہ خندق بناتا رہا اور اسے منہدم کرتا رہا اس لشکر گاہ کے گرد جس کی وہ قیادت کرتا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ اس کی قسمت کی باگ تیرے ہاتھ میں آ گئی اس شکست خوردہ میدان مصاف پر افسوس ہے مصائب وشدائد جنگ کو وہی شخص برداشت کر سکتا ہے جسے وہ تھکا نہ سکیں''۔

حجاج نے ان اشعار کو سن کر کہا کہ یہ اشعار اس فاسق اعشیٰ ہمدانی کے شعر سے زیادہ حقیقت سے مملو ہیں۔ اعشیٰ ہمدانی کا یہ شعر تھا۔

نبئت ان بنی یوسف خرمن زلق فتبا

ترجمہ: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ یوسف کا لونڈا ایک چکنے پتھر سے گرا اور ہلاک ہو گیا''۔

''اب اسے معلوم ہوا ہوگا کہ کون پھسلا اور تباہ ہوا۔ کون منہ کے بل گرا۔ کس نے خوف کھایا اور محروم رہا اور کس نے شبہ کیا اور شک میں پڑا''۔

حجاج نے ان جملوں کو اس قدر بلند آہنگی کے ساتھ ادا کیا کہ جس قدر حاضرین تھے سب اس کے غیظ وغضب سے خوف زدہ ہو گئے اور اریقط بھی چپ ہو گیا۔ حجاج نے اس سے کہا کہ جو اشعار تم سنا رہے تھے سناؤ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اریقط نے کہا کہ میری جان امیر اور اللہ کی جانب سے غالب فرماں روا پر سے قربان ہو۔ جب میں نے آپ کو اس جوش وغضب کی حالت میں دیکھا میرے تمام رگ پٹھے خوف سے کانپنے اور تھرتھرانے لگے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا اور زمین چکر کھانے لگی۔ حجاج نے کہا بے شک

اللہ ہی کی حکومت غالب ومقتدر ہے۔ وہی اشعار سناؤ اور ارلقیط نے پھر شعر سنائے۔

اریقط کے اشعار:

ایک روز حجاج کہیں جارہا تھا اس کے ہمراہ زیاد بن جریر بن عبداللہ البجلی بھی تھا۔ یہ کانا تھا۔ حجاج نے اریقط سے کہا کہ تم نے ابن سمرہ کے لیے جو شعر کہے تھے۔ وہ سناؤ' اریقط نے یہ شعر پڑھے:

یــا اعــورالـعيـن فـديـت الـعـورئ　　　كـنـت حبسـت الخندق المحفورًا

يــرد عــنك الــقــدر الــمـقـدورا　　　و دائـــــرات الســـوء ان تـــدورا

ترجمہ: ''اے کانے! میں تیری یک چشمی پر فدا ہو جاؤں۔ تو نے خیال کیا تھا کہ یہ خندقیں تجھے ان مصائب سے بچا سکیں گی۔ جو تیرے لیے مقدر ہو چکی ہیں۔ یا تیری ہلاکت اور بدبختی کے دائرے اپنا دور بدل دیں گے''۔

باب ۱۳

یزید بن مہلب

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن الاشعث ۸۴ھ میں ہلاک ہوا۔ اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو خراسان کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ اس کے بھائی مفضل کو مقرر کیا۔

حجاج کی ایک راہب سے ملاقات:

حجاج عبدالملک سے ملنے گیا تھا واپسی میں اس نے ایک دیر میں آ کر قیام کیا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ یہاں ایک بڑا عالم و فاضل عیسائی راہب رہتا تھا۔ حجاج نے اسے بلایا اور پوچھا کہ کیا آپ کی کتابوں میں اس حالت کا ذکر ہے جس میں اس وقت ہم اور آپ ہیں۔

راہب نے کہا جی ہاں جو واقعات آپ پر گذر چکے ہیں گذر رہے ہیں اور گذرنے والے ہیں۔ وہ سب مذکور ہیں۔

حجاج نے پوچھا کہ کیا صریح طور پر نام بنام ان کا ذکر ہے یا صرف قرائن اور ان کی صفات بتائی گئی ہیں۔

راہب نے کہا کہ جہاں صرف صفات بیان کیے گئے ہیں وہاں نام نہیں ہے اور جہاں نام ہے۔ وہاں صفات کا ذکر نہیں۔

حجاج نے پوچھا اچھا فرمایئے کہ ہمارے موجودہ امیر المومنین کی کیا خصوصیات ہیں راہب نے کہا کہ ہم اپنے زمانہ میں انہیں ایک نہایت ہی مدبر بادشاہ جانتے ہیں جو ان کی مخالفت کرے گا پچھاڑ دیا جائے گا۔

حجاج نے کہا ان کے بعد کون ہوگا راہب نے کہا ولید' حجاج نے پوچھا کہ ان کے بعد کون ہوگا؟

راہب نے کہا ایک ایسا شخص جس کا نام ایک نبی کا نام ہے جس سے خیر و برکت کا افتتاح ہوگا۔

حجاج نے پوچھا کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ راہب نے کہا ہاں مجھے بتا دیا گیا ہے حجاج نے پوچھا کیا آپ میرے منصب و ولایت کو جانتے ہیں؟ راہب نے کہا ہاں جانتا ہوں۔ حجاج نے پوچھا میرے بعد کون والی ہوگا؟ راہب نے کہا یزید نامی ایک شخص ہوگا۔ حجاج نے پوچھا کہ آیا میری زندگی میں یا میرے بعد۔ راہب نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ حجاج نے پوچھا اس کی خصوصیات آپ جانتے ہیں راہب نے کہا کہ وہ ایک بدعہدی کرے گا اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں جانتا۔

حجاج کی یزید بن مہلب سے بدگمانی:

اس گفتگو کے بعد حجاج کے دل میں خیال آیا کہ یزید بن المہلب ہی میرا مقابل ہے۔ حجاج نے پھر کوچ کیا اور سات روز تک چلتا رہا۔ اس راہب کے قول سے اسے خوف پیدا ہو گیا تھا۔ مستقر پہنچ کر عراق کی صوبہ داری سے اس نے عبدالملک کو اپنا استعفیٰ لکھ بھیجا۔ عبدالملک نے اس کے جواب میں لکھا کہ مجھے تمہارا اصلی منشا معلوم ہو گیا ہے تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے متعلق میں اپنی رائے کا اظہار کروں تو سن لو کہ میں تمہیں ایک مفید آدمی سمجھتا ہوں اس لیے تم اپنا استعفا واپس لے لو اور اب کبھی مرتے دم تک استعفا نہ دینا۔

حجاج کی یزید بن مہلب کے متعلق عبید سے گفتگو:

ایک روز حجاج تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے عبید بن موہب کو بلایا۔ عبید حجاج کے پاس آیا۔ حجاج اس وقت زمین کرید رہا تھا۔ حجاج نے اپنا سر اوپر اٹھا کر عبید سے کہا کہ اہل کتاب بیان کرتے ہیں کہ میرے ماتحت عہدہ داروں میں سے ایک شخص یزید نامی عراق کا گورنر ہوگا۔ میں نے یزید بن کبشہ بن حصین بن نمیر اور یزید بن دینار کا خیال کیا۔ مگر ان لوگوں میں سے کوئی عراقی نہیں ہے اور نہ انہیں اس کا موقع ہے ہو نہ ہو یہ یزید بن المہلب ہی ہے۔

عبید نے عرض کیا کہ آپ ہی نے انہیں عزت دی انہیں اس منصب جلیلہ پر سرفراز کیا ان کے طرفداروں کی تعداد بھی کثیر ہے۔ بہادر بھی ہیں' اطاعت شعار ہیں اور دولتمند نصیبہ ور بھی ہیں اور ترقی کے لیے نہایت موزوں اور اہل بھی ہیں۔

ناظم عمان خیار بن سبرہ:

حجاج نے یزید کے برطرف کر دینے کا ارادہ ہی کر لیا مگر کوئی حیلہ اس کے ہاتھ نہ آیا۔ خیار بن سبرۃ بن ذوئب بن ارفجہ بن محمد بن سفیان جو مہلب کے سرداروں میں تھا حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے اس سے یزید کی حالت اور روش دریافت کی۔ خیار نے کہا کہ وہ نہایت ہی وفا کیش اور خلیق و بامروت آدمی ہیں۔ حجاج نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ مجھ سے سچ سچ بیان کرو۔ خیار نے کہا کہ اللہ ہی بزرگ و برتر ہے اس میں شک نہیں ہے کہ جو کچھ اب تک انہوں نے کیا ہے اس کی بنیادیں کھوکھلی ہیں۔ حجاج نے کہا کہ بے شک تم نے سچ کہا۔

اس کے بعد حجاج نے خیار کو عمان کا ناظم کر دیا تھا۔

آل مہلب کے خلاف حجاج کی شکایت:

حجاج نے عبدالملک کو یزید اور خاندان مہلب کی شکایت لکھی کہ یہ لوگ زبیری ہیں۔ عبدالملک نے اس کے جواب میں حجاج کو لکھا کہ یہ کوئی جرم کی بات نہیں ہے کہ وہ لوگ خاندان زبیر کے طرف دار ہیں لیکن یہ جوش عقیدت جو انہیں خاندان زبیر سے ہے یہ ہی ان کی ہمارے خاندان سے وفاداری کا باعث ہے۔

یزید بن مہلب کی معزولی:

مگر پھر حجاج نے اس راہب کے بیان پر عبدالملک کو لکھا کہ یہ لوگ ضرور بے وفائی کریں گے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ تم نے یزید اور خاندان مہلب کی بہت شکایت کی ہے۔ تم ہی کسی ایسے شخص کا نام پیش کرو جو خراسان کی گورنری کا اہل ہو۔ حجاج نے مجاعۃ ابن معمر السعدی کا نام پیش کیا۔ عبدالملک نے اس پر لکھا کہ جو خرابی تم آل مہلب میں پاتے ہو وہی مجاعہ میں بھی موجود ہے۔ کسی ایسے شخص کا انتخاب کرو کہ انتظامی قابلیت رکھنے والا سیاست دان اور تمہارے احکام کی تعمیل کرنے والا ہو اس پر حجاج نے قتیبہ بن مسلم کا نام پیش کیا۔ عبدالملک نے اسے منظور کر لیا اور حکم دے دیا کہ قتیبہ کو صوبہ دار بنا دیا جائے یزید کو بھی معلوم ہو گیا کہ حجاج نے مجھے برطرف کر دیا ہے اس نے اپنے اعزا سے پوچھا کہ بھلا کون شخص میرا جانشین بنایا جائے گا سب نے کہا کہ قبیلہ بنی ثقیف کا کوئی شخص ہو گا۔ یزید نے کہا نہیں۔ بلکہ تم ہی میں سے کوئی شخص عارضی طور پر مقرر کر دیا جائے گا۔ اور جب میں اس کے پاس چلا جاؤں گا۔ تب اسے بھی موقوف کر کے بنی قیس کا کوئی شخص مقرر کر دیا جائے گا۔ اور میرا خیال ہے کہ قتیبہ ہوں گے۔

یزید بن مہلب کی طلبی:

غرض کہ جب عبدالملک نے یزید کی معزولی کی حجاج کو اجازت دے دی۔ حجاج نے مناسب نہیں سمجھا کہ صاف صاف حکم بھیجے۔ بلکہ یزید کو لکھا کہ اپنے بھائی مفضل کو جائزہ دے کر تم میرے پاس آ ؤ۔

یزید نے حصین بن منذر سے مشورہ کیا۔ حصین نے کہا کہ تم نہ جاؤ اور کوئی بہانہ کر دو۔ کیونکہ امیرالمومنین کی رائے تمہارے متعلق اچھی ہے اور یہ سب کچھ کیا دھرا حجاج کا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر تم نہ جاؤ گے اور روانگی میں جلد بازی نہ کرو گے تو امیرالمومنین تمہارے ہی برقرار رکھنے کا حکم دے دیں گے۔

یزید کہنے لگا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں حکم کی خلاف ورزی کروں ہمیں جو کچھ عروج و ترقی حاصل ہوئی ہے یہ ہماری اطاعت و فرمانبرداری کے طفیل ہے۔ میں مخالفت اور سرکشی کو معیوب سمجھتا ہوں۔

امارت خراسان پر مفضل بن مہلب کا تقرر:

یزید نے سفر کی تیاری شروع کی۔ مگر حجاج کو اتنی دیر بھی ناگوار معلوم ہوئی اس نے مفضل کو لکھا۔ کہ میں تمہیں خراسان کا گورنر مقرر کرتا ہوں۔ اب مفضل نے یزید سے اصرار کرنا۔ شروع کیا کہ تم فوراً چلے جاؤ۔ یزید نے اس سے کہا کہ یاد رکھو میرے بعد کبھی حجاج تمہیں اس عہدہ پر برقرار نہیں رکھے گا۔ اس نے جو مجھے بلایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈرتا ہے کہ مبادا میں کبھی بغاوت کر بیٹھوں اور حکم کی خلاف ورزی کروں۔

مفضل کہنے لگا کہ آپ مجھ سے جل گئے۔ یزید نے کہا ارے بے وقوف بھلا میں تجھ سے حسد کروں۔ تمہیں خود ہی عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

مفضل بن مہلب کی برطرفی:

یزید ربیع الآخر ۸۵ھ ہجری میں خراسان سے روانہ ہوا اس کے بعد حجاج نے مفضل کو بھی برطرف کر دیا اس پر ایک شاعر نے مفضل اور اس کے ہم بطن بھائی عبدالملک کی ہجو میں چند شعر کہے۔ حصین نے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دو شعر کہے:

امرتك امراحا زما فعصيتني — فاصحت مسلوب الامارة نادما

فما انا بالباكي عليك صبابه — وما انا بالداعي لترجع سالما

ترجمہ: ''میں نے تجھے ایک نہایت عمدہ مشورہ دیا تھا۔ مگر تو نے اسے نہ مانا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تیری امارت چھن گئی اور تو نادم ہوا نہ مجھے تیری حالت پر کسی قسم کی محبت کی وجہ سے کوئی صدمہ ہے اور نہ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے تو صحیح و سالم پھر واپس آ جائے''۔

قتیبہ اور حصین کی گفتگو:

جب قتیبہ خراسان آیا تو اس نے حصین سے کہا کہ تم نے یزید کی شان میں کیا کہا تھا؟ حصین نے یہ شعر پڑھے:

امرتك امراحا زما فعصيتني — فنفسك اول اللوم ان كنت لائما

فان يبلغ الحجاج ان قد عصيته — فانك يلقى امره متفا قما

ترجمہ: ''میں نے تجھے ایک نہایت عمدہ مشورہ دیا تھا مگر تو نے نہ مانا پس اگر تو کسی کو موردالزام ٹھہرائے تو خود تیرا ہی نفس اس

ملامت کا زیادہ مستحق ہے اگر حجاج کو معلوم ہو جائے کہ تو نے اس کی نافرمانی کی ہے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اس کا اقتدار نہایت ہی اہمیت رکھتا تھا''۔

قتیبہ نے پوچھا کہ تو نے کیا مشورہ دیا تھا جسے یزید نے نہ مانا۔ حصین نے کہا کہ میں نے اس سے کہا تھا کہ جس قدر درہم و دینار تیرے پاس ہوں سب حجاج کے پاس لے جانا۔

اس پر کسی شخص نے حصین کے بیٹے عیاض سے کہا کہ تیرا باپ تو بلاشبہ نہایت ہی چالاک گھوڑا ثابت ہوا۔ جب کہ قتیبہ نے اس سے جو بھی سوال کیا اور اس نے جواب میں کہا کہ میں نے یزید کو مشورہ دیا تھا کہ وہ تمام دینار و درہم امیر کے پاس لے جائے۔

یزید بن مہلب کی خوارزم پر فوج کشی:

حجاج نے یزید کو حکم دیا کہ خوارزم پر جہاد کرو۔ یزید نے لکھا کہ اس مہم میں فائدہ کم اور تکلیف زیادہ ہے اس پر حجاج نے یزید کو لکھا کہ اچھا کسی شخص کو اپنا جانشین بنا کر تم میرے پاس چلے آؤ۔ اس کے جواب میں یزید نے لکھا۔ کہ میں خوارزم پر جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ حجاج نے جواب دیا کہ خوارزم پر چڑھائی نہ کرو۔ کیونکہ واقعی اس ملک کا یہی حال ہے جیسا کہ تم نے پہلے لکھا تھا۔ مگر یزید نے نہ مانا اور فوج کشی شروع کر دی۔ بعد ازاں خوارزم والوں سے صلح کر لی۔ مال غنیمت میں لونڈی غلام بھی آئے۔ جب یہ فوج واپس آنے لگی اثنائے راہ میں سردی نہایت شدید پڑنے لگی۔ یزید کی فوج نے لونڈی غلاموں کے کپڑے خود لے کر پہن لیے نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب سردی سے ہلاک ہو گئے۔

مروالروز میں طاعون کی وبا:

یزید نے بلستانہ میں آ کر قیام کیا اس سال مروالروز میں طاعون پھیلا اور وہاں کے بہت سے باشندے نذر اجل ہو گئے۔

پھر حجاج نے یزید کو حکم دیا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔ یزید روانہ ہوا۔ اور جس جس شہر سے گذرتا تھا وہاں کے باشندے اس کے لیے پھول بچھاتے تھے۔

یزید ۸۲ ہجری میں خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا اور ۸۵ ہجری میں معزول کیا گیا۔ ربیع الآخر ۸۵ ہجری میں خراسان سے روانہ ہوا اور قتیبہ ان کی جگہ صوبہ دار مقرر کیا گیا۔

مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ہشام بن محمد نے یزید کی برطرفی کے واقعات اور طرح سے بیان کیے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

حجاج کا آل مہلب کو تباہ کرنے کا منصوبہ:

عبدالرحمٰن بن محمد کے قضیہ سے فارغ ہونے کے بعد اب صرف یزید ہی ایک ایسا شخص تھا جو خار کی طرح یزید کے دل میں چبھ رہا تھا۔ حجاج نے عراق کے تمام خاندانوں کو تو اچھی طرح پہلے ہی کچل ڈالا تھا۔ صرف یزید اس کا خاندان اور بصرہ اور کوفہ کے جو لوگ اس کے ہمراہ خراسان میں تھے وہی اس کے فولادی پنجہ سے اب تک محفوظ تھے۔ اس لیے عبدالرحمٰن بن محمد کے بعد اب عراق میں اسے سوائے یزید کے اور کسی سے کسی قسم کا اندیشہ باقی نہ تھا چنانچہ اب حجاج نے یزید سے چالیں چلنا شروع کیں کہ کسی طرح اسے خراسان سے نکال دے اور یزید کے پاس قاصد بھیجنے شروع کیے کہ تم میرے پاس آؤ۔ یزید جہاد اور دشمن کے ہر وقت خطرہ کا بہانہ کر جاتا تھا۔ عبدالملک کے آخری عہد حکومت تک یہ ہی معاملہ رہا۔ آخر کار حجاج نے عبدالملک سے یزید اور اس کے خاندان کی اس بنا پر

شکایت کی کہ یہ لوگ آل زبیر کے طرف دار ہیں۔ ان کی اطاعت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ اسے معزول کر دیا جائے۔

عبدالملک نے جواب دیا کہ مجھے مہلب کی اولاد میں اگر وہ خاندان زبیر کے حامی اور بہی خواہ ہیں تو صرف اس بنا پر کوئی برائی نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ یہ تو ان میں ایک ایسا جوہر ہے کہ اسی کے باعث انہیں ہم سے عقیدت وارادت ہے اس کے بعد اس روایت میں وہ ہی بیان ہے جو روایت سابقہ میں پہلے مذکور ہو چکا۔

مفضل کی باذغیس پر فوج کشی:

حجاج نے یزید کو خراسان کی صوبہ داری سے برطرف کر کے اس کے بھائی مفضل کو ۸۵ھ ہجری میں بجائے اس کے خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ مفضل نو ماہ خراسان کا صوبہ دار رہا۔ اسی زمانے میں اس نے باذغیس پر چڑھائی کی اور اسے فتح کیا۔ فتح میں بہت کچھ مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ جسے اس نے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر ایک کے حصہ میں آٹھ آٹھ سو درہم آئے۔

فتح باذغیس:

باذغیس فتح کرنے کے بعد مفضل نے اخرون اور شومان پر چڑھائی کر کے فتح حاصل کی۔ مال غنیمت پایا۔ اور اسے بھی تقسیم کر دیا۔ مفضل کا کوئی بیت المال نہیں تھا۔ جب اس کے پاس کچھ آتا یا غنیمت حاصل ہوتی تو فوراً تقسیم کر دیتا۔

اسی سنہ میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم ترمذ میں قتل کیا گیا۔

عبداللہ بن خازم کا نیسابور میں قیام:

جب موسیٰ کے باپ عبداللہ بن خازم نے فرتنا میں بنی تمیم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ جس کا بیان پہلے آ چکا ہے تو جو لوگ اس کے ساتھ باقی رہ گئے تھے ان میں سے بھی اکثر اس کا ساتھ چھوڑ کر چل دیئے۔ عبداللہ بن خازم نیسابور کی طرف چلا گیا۔ مگر چونکہ مرو میں اس کا بہت سا مال واسباب موجود تھا۔ اسے یہ خوف ہوا کہ مبادا بنی تمیم اس پر قبضہ کر لیں۔ اس لیے اس نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم مرو سے میرے تمام مال واسباب کو لے کر نکل جاؤ اور دریائے بلخ کو عبور کر کے کسی بادشاہ کے پاس پناہ گزیں ہو جاؤ یا کسی قلعہ پر قبضہ کر کے مقیم ہو جاؤ۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا اہل زم سے مقابلہ:

غرضیکہ موسیٰ دو سو بیس سواروں کے ساتھ مرو سے روانہ ہو کر آمل پہنچا۔ یہاں کچھ ڈاکو ان کی جماعت میں شامل ہو گئے اور اب چار سو کی جمعیت کے ساتھ موسیٰ آمل سے روانہ ہوا۔ بنی سلیم کے کچھ لوگ بھی جن میں زرعہ بن علقمہ بھی تھے۔ ان سے آ ملے۔ موسیٰ مقام زم کی طرف بڑھا۔ باشندوں نے اس کا مقابلہ کیا موسیٰ کو فتح حاصل ہوئی اور کچھ مال غنیمت بھی اس کے ہاتھ آیا۔ موسیٰ دریائے جیحوں کو عبور کر کے بخارا پہنچا۔ حاکم بخارا سے پناہ مانگی اسے ان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اور اس لیے اس نے پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ ایک ڈاکو ہے اور اس کے تمام ہمراہی بھی اس کی طرح جنگ جو اور فتنہ پرداز ہیں۔ میں انہیں پناہ نہیں دوں گا۔ مگر کچھ روپیہ سواری کے جانور اور کپڑے انہیں بھیج دیئے۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کو نوقان کی امان:

یہاں سے مایوس ہو کر موسیٰ مقام نوقان میں بخارا کے ایک رئیس کے پاس پہنچا اور رئیس نے اس سے کہا کہ چونکہ تمام لوگ

آپ سے خائف ہیں اس لیے آپ کا یہاں رہنا کسی طرح مناسب نہیں وہ لوگ ہرگز آپ کو امان نہیں دیں گے۔

موسیٰ کئی مہینے اس رئیس کے پاس نوقان میں مقیم رہا آخر یہاں سے بھی روانہ ہوا۔ ایک ایک رئیس کے پاس پناہ لینے جاتا یا کوئی قلعہ تلاش کرتا کہ اس میں فروکش ہو جائے مگر ہر جگہ سے دھتکار دیا جاتا اور کہیں اسے جائے پناہ میسر نہ آتی۔ آخر کار سمرقند پہنچا۔ یہاں کے رئیس طرخون نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ اور یہاں آ کر موسیٰ البتہ عرصہ تک مقیم رہا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا شہسوار صُغد سے مقابلہ:

باشندگان صُغد ہر سال یہ رسم مناتے تھے کہ ایک دسترخواہ بچھایا جاتا تھا جس پر گوشت' ملیدہ روئی اور شراب کی ایک صراحی رکھی جاتی تھی۔ تمام صُغد میں جو سب سے زیادہ بہادر شخص ہوتا تھا وہی اسے کھاتا تھا اگر کوئی اور شخص اس کھانے کو کھالیتا تھا تو پھر ان دونوں میں مقابلہ ہوتا اور جو فتح مند ہوتا۔ اس کھانے کا ہر سال مستحق ہوتا۔

موسیٰ کے ساتھیوں میں ایک شخص نے اس کھانے کی حقیقت دریافت کی۔ جب اسے اس کی غرض و غایت معلوم ہوگئی تو پہلے تو وہ خاموش ہو رہا۔ اور پھر کہنے لگا کہ میں اس کھانے کو کھاؤں گا اور شہسوار صغد سے مقابلہ کروں گا اگر میں نے اسے قتل کیا تو پھر میں ہی صغد کا بہادر بن جاؤں گا چنانچہ وہ شخص بیٹھ کر تمام کھانا چٹ کر گیا جب اس شخص کو اطلاع ہوئی جس کے لیے دسترخوان چنا گیا تھا وہ نہایت برہم ہو کہ کہنے لگا کہ اے عرب! آ مجھ سے مقابلہ کر۔ عرب نے کہا کہ میں تو یہی چاہتا ہوں۔ چنانچہ دونوں میں مقابلہ ہوا۔ اور عرب نے اس صغدی بہادر کو تہ تیغ کر ڈالا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا صغد سے اخراج:

اس پر بادشاہ صغد نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو اپنا مہمان بنایا۔ تمہاری تعظیم و تکریم کی۔ اور تم لوگوں نے اس کا بدلہ مجھے یہ دیا کہ صغد کے شہسوار اعظم کو قتل کر ڈالا۔ اگر میں نے تجھے (موسیٰ کو) اور تیرے ہمراہیوں کو وعدۂ معافی نہ دیا ہوتا تو میں ضرور تم سب کو قتل کر ڈالتا۔ لہٰذا اب تم فوراً میرے شہر اور اس کے مضافات سے چلے جاؤ۔

موسیٰ بن عبداللہ اور رئیس کس کی جنگ:

موسیٰ یہاں سے روانہ ہو کر کس آیا۔ رئیس کس نے طرخون سے امداد طلب کی۔ امدادی فوج آئی۔ موسیٰ سات سو جواں مردوں کے ساتھ ان کے مقابلہ آیا۔ شام تک دونوں مقابل دادِ مردانگی دیتے رہے۔ اور رات کی وجہ سے پھر علیحدہ علیحدہ ہٹ گئے۔

موسیٰ کے بہت سے ساتھی زخمی ہو چکے تھے۔ صبح کے وقت موسیٰ نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ سروں کو منڈ والو چنانچہ خارجیوں کے طریقہ کے مطابق سب نے اپنے سر منڈ والیے (اور اہل عجم کی طرح جب کہ وہ مرنے کے لیے بالکل آمادہ ہو جاتے ہیں) ان لوگوں نے چمڑے کے توشہ دان توڑ پھوڑ ڈالے۔

زرعۃ بن علقمہ کا طرخون کو مشورہ:

موسیٰ نے زرعۃ بن علقمہ سے کہا کہ تم طرخون کے پاس جاؤ۔ اور اسے کسی تدبیر سے پھسلاؤ۔ زرعۃ طرخون کے پاس آیا۔ طرخون نے اس سے پوچھا کہ تمہارے سپاہیوں نے یہ کیا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اب وہ مرنے پر بالکل آمادہ ہو گئے ہیں اور بھلا آپ ہی فرمایئے کہ اگر جناب والا نے موسیٰ کو قتل کر دیا یا انہوں نے آپ کو قتل کر دیا تو اس سے آپ کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ اور آپ اس

وقت تک موسیٰ پر قابو نہیں پا سکتے کہ جتنے وہ ہیں اتنے ہی آپ کے آدمی بھی موت کے گھاٹ نہ اتار دیں گے اور اگر بالفرض آپ نے موسیٰ اور اس کے تمام ساتھیوں کو قتل بھی کر ڈالا۔ تب بھی آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہ سمجھ لے کہ عربوں میں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے جتنے لوگ خراسان آئیں گے سب آپ سے ان کے خون کا بدلہ لینے کے لیے آمادہ ہوں گے آپ ایک سے بچ گئے تو کوئی اور آپ کو قتل کر ڈالے گا۔

طرخون نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہے مگر میں کسی طرح کس ان کے حوالہ نہیں کر سکتا۔ زرعۃ نے کہا تو اچھا آپ ان کے مقابلہ سے باز آیئے تا کہ وہ یہاں سے کسی اور طرف نکل جائیں۔

موسیٰ بن عبداللہ کی ترمذ میں آمد:

چنانچہ طرخون نے مقابلہ ترک کیا اور موسیٰ ترمذ آیا ترمذ میں ایک ایسا قلعہ تھا۔ جس کا ایک رُخ دریا کی جانب تھا اس قلعہ سے باہر موسیٰ ترمذ کے ایک زمیندار کے پاس آ کر فروکش ہوا۔ یہ زمیندار بادشاہ ترمذ کا ہمسایہ اور اس کے ماتحت تھا۔ اس نے موسیٰ سے کہا کہ چونکہ بادشاہ ایک نہایت ہی باحیا اپنی عزت کا پاس کرنے والا ہے اگر آپ اس سے دوستانہ طور پر پیش آئیں اور تحفے تحائف بھیجیں تو چونکہ وہ ایک ضعیف شخص ہے وہ ضرور آپ کو اپنے قلعہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا۔

موسیٰ نے کہا کہ یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھے قلعہ میں اترنے دیں چنانچہ موسیٰ نے درخواست کی مگر بادشاہ ترمذ نے اسے مسترد کر دیا اب موسیٰ نے بلا کسی قسم کا عار سمجھے اسے تحفے بھیجے' دوستانہ مراسم سے ربط بڑھانا چاہا اور ان کے تعلقات دوستانہ قائم ہو گئے۔

شاہِ ترمذ کے موسیٰ بن عبداللہ سے دوستانہ مراسم:

ایک روز موسیٰ بادشاہ ترمذ کے ساتھ شکار کھیلنے بھی گیا اور اب وہ نہایت ہی اخلاق و مہربانی سے بادشاہ سے پیش آنے لگا۔ بادشاہ نے موسیٰ کی دعوت کی اور کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی عزت افزائی کروں اس لیے کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں اور صرف ایک سو ساتھی اپنے ہمراہ لائیے گا موسیٰ نے سو آدمیوں کا انتخاب کیا۔ یہ جماعت گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر میں داخل ہوئی۔ شہر میں گھستے ہی ان کے گھوڑے ہنہنائے۔ اس پر اہل ترمذ نے برا شگون لیا اور مہمانوں سے کہا کہ گھوڑوں سے اتر جائیں۔ سب مہمان اتر پڑے۔ ایک مکان میں انہیں دو دو کر کے داخل کیا۔ کھانا کھلایا گیا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد موسیٰ لیٹ گیا۔ اہل ترمذ نے اس سے درخواست کی کہ اب جائیے۔ موسیٰ نے کہا کہ مجھے اس سے بہتر مکان نہیں مل سکتا۔ میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا۔ اب یہ جگہ یا تو میرے رہنے کا مکان بنے گی یا میری قبر۔

موسیٰ بن عبداللہ کا ترمذ پر قبضہ:

اب شہر میں ہی عربوں نے اہل ترمذ سے لڑنا شروع کیا ان میں سے کچھ لوگوں کو مار ڈالا اور کچھ بھاگ گئے عرب ان کے مکانات میں گھس گئے' موسیٰ نے شہر پر قبضہ کر لیا اور بادشاہ ترمذ سے کہا کہ میں آپ سے اور آپ کے خاص لوگوں سے کسی قسم کا تعارض کرنا نہیں چاہتا۔ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ بادشاہ ترمذ اور باشندے چھوڑ کر نکل گئے ترکوں کے پاس آئے اور طالب امداد ہوئے ترکوں نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ صرف سو آدمیوں نے تمہارے شہر میں گھس کر تمہیں وہاں سے نکال دیا۔ حالانکہ

ہم نے مقام کس پر کامیابی سے ان کی مدافعت کی۔ اب ہم ہرگز ان سے نہیں لڑیں گے۔

موسیٰ بن عبداللہ کی حکمت عملی:

موسیٰ نے ترمذ میں اقامت اختیار کر لی اس کے اور ساتھی بھی جن کی تعداد سات سو تھی ترمذ میں آ کر مقیم ہو گئے جب اس کا باپ مارا گیا تو اس کے باپ کے ساتھی بھی جن کی تعداد چار سو تھی اس سے آ ملے اس طرح اس کی قوت بڑھ گئی اور یہ لوگ نکل نکل کر اپنے آس پاس کے علاقہ پر غارت گری کرنے لگے۔

ترکوں نے ایک وفد موسیٰ کے پاس اس لیے بھیجا تا کہ وہ اس کی حالت دیکھ کر آئے۔ موسیٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی نئی چال چلنی چاہیے۔

اگر چہ نہایت سخت گرمی پڑ رہی تھی مگر موسیٰ نے بہت سی آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو سردی کے گرم کپڑے پہننے کا حکم دیا ان لوگوں نے ان کپڑوں پر نمدے بھی پہن لیے اور تاپنے کی غرض سے اپنے ہاتھ آگ کی جانب دراز کر دیے۔ موسیٰ نے ترکوں کے وفد کو سامنے بلایا ترک یہ کیفیت دیکھ کر بہت گھبرائے اور مستفسر ہوئے کہ یہ کیا ہے؟ عربوں نے جواب دیا کہ ہمیں اس موسم میں سخت سردی معلوم ہوتی ہے اور موسم سرما میں سخت گرمی۔ ترک یہ دیکھ کر واپس چلے گئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ تو واقعی جنات ہیں ہم ان سے کبھی نہیں لڑیں گے۔

ایک مرتبہ ترکوں کے بادشاہ نے موسیٰ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا ایک قاصد کو زہر' تیر اور مشک دے کر اس کے پاس بھیجا۔ زہر سے اس بات کا اشارہ تھا کہ ہماری لڑائی زہر کا خاصہ رکھتی ہے اور تیر سے مراد جنگ ہے البتہ مشک صلح کی نشانی تھی اب اس میں سے موسیٰ چاہے جنگ کو اختیار کر لے یا صلح کو۔

موسیٰ نے زہر کو آگ کے سپرد کر دیا اور تیر کو توڑ ڈالا۔ اور مشک کو بکھیر دیا اس واقعہ کو سن کر ترک بولے کہ عربوں کا ارادہ صلح کا نہیں ہے اور انہوں نے اس طرح بتا دیا ہے کہ ان کی جنگ آگ کے مشابہ ہے اور وہ ہمیں شکست دیں گے غرض کہ اس لیے ترکوں نے عربوں سے جنگ نہیں کی۔

امیہ کی موسیٰ بن عبداللہ پر فوج کشی:

اسی اثناء میں بکیر بن وشاح خراسان کا صوبہ دار مقرر ہوا اس نے موسیٰ سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ البتہ جب امیہ صوبہ دار ہو کر آیا تو وہ خود موسیٰ کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ مگر راستہ ہی میں بکیر نے اس سے بدعہدی اور بغاوت کی اور اسے مجبوراً واپس آنا پڑا۔ امیہ اور بکیر کے درمیان صلح بھی ہو گئی۔ مگر اس سال اس نے کوئی کارروائی نہیں کی مگر دوسرے سال بنی خزاعہ کے ایک شخص کو امیہ نے ایک زبردست فوج دے کر موسیٰ کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا محاصرہ:

اب اس موقع پر اہل ترمذ پھر ترکوں کے پاس گئے اور ان سے طالب امداد ہوئے' پہلے تو ترکوں نے امداد دینے سے انکار کر دیا مگر جب ان لوگوں نے ترکوں سے بیان کیا کہ خود انہیں کے ہم قوم ان پر چڑھائی کر کے آئے ہیں اور انہوں نے ان کا محاصرہ کر لیا ہے اس موقع پر اگر ہم اس مہم کی اعانت کریں تو ہم ضرور موسیٰ پر فتح حاصل کر لیں گے۔ ترکوں نے اس بات کو مان لیا اور اہل ترمذ اور

ترکوں کی ایک زبردست فوج بھی موسیٰ کے مقابلہ کے لیے بڑھی۔خزاعی اور ترکوں دونوں نے مل کر موسیٰ کا محاصرہ کرلیا۔موسیٰ دن کے حصہ میں تو خزاعی سے لڑتا اور آخری حصہ میں ترکوں سے نبرد آزما ہوتے۔دو یا تین ماہ تک اسی طرح لڑتا رہا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا شبخون مارنے کا منصوبہ:

ایک روز موسیٰ نے عمرو بن خالد بن حصین الکلابی سے جو ایک نہایت بہادر تھا کہا کہ ہماری اور ان کی جنگ نے بہت طول کھینچا ہے اب میں نے یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے۔اس خزاعی پر شبخون ماروں۔کیونکہ وہ لوگ ہمارے شبخون مارنے کے خیال سے بالکل بے خطر ہیں اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟

عمرو نے کہا کہ شب خون مارنے کا خیال تو نہایت مناسب ہے مگر یہ عجمیوں پر ہونا چاہیے۔کیونکہ عرب بہت ہی ہوشیار قوم ہے۔فوراً خطرہ کو محسوس کرلیتے ہیں اور رات کے وقت عجمیوں سے زیادہ جرأت کا اظہار کرتے ہیں آپ ترکوں پر شب خون ماریئے۔اور مجھے توقع ہے کہ اللہ ہمیں کامیابی عطا فرمائے گا۔پھر اکیلے خزاعی کو تو ہم بھگت لیں گے۔کیونکہ ہم قلعہ کی حفاظت میں ہیں اور وہ کھلے میدان میں پڑے ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ثابت قدم وصابر ہیں اور نہ جنگی چالوں کو ہم سے زیادہ سمجھنے والے ہیں۔

موسیٰ بن عبداللہ کا ترکوں پر شب خون:

موسیٰ نے بھی ترکوں ہی پر شب خون مارنے کا قصد کیا اور جب ایک پہر رات گزر گئی۔موسیٰ چار سو سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔عمرو سے کہا تم ہمارے بعد روانہ ہونا۔مگر قریب رہنا۔جب ہماری تکبیر کی آواز سنو تو تم بھی تکبیر کہنا۔

موسیٰ نے دریا کے کنارے کنارے بڑھنا شروع کیا۔دشمن کے لشکر سے دور نکل گیا پھر مقام کفتان کی سمت سے بڑھنا شروع کیا اور جب دشمن کے قریب پہنچ گیا تو اپنی فوج کے چار حصے کردیے اور انہیں حکم دیا کہ دشمن کے چاروں طرف پھیل جاؤ' جب ہماری تکبیر سنو' تم بھی تکبیر کہنا۔

ترکوں کی شکست وفرار:

موسیٰ آگے بڑھا۔عمرو کو اپنے آگے کیا۔فوج اس کے پیچھے ہوئی۔جب پہرہ والوں پر سے ان کا گزر ہوا۔انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ موسیٰ کی جماعت نے کہا کہ راہ گیر ہیں جب یہاں سے آگے نکل گئے تو فوج کے دستے حسب الحکم چاروں طرف پھیل گئے۔اور ایک ساتھ انہوں نے تکبیر کی آواز بلند کی۔ترکوں کو دشمن کی اطلاع اس وقت ہوئی جب ان پر کھچا کھچ تلواریں پڑنے لگیں۔ایسی بدحواسی ان پر طاری ہوئی کہ آپس ہی میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔مسلمانوں کے سولہ آدمی کام آئے۔مسلمانوں نے ان کی لشکر گاہ قبضہ کرلیا۔مال غنیمت میں ہتھیار اور روپیہ ہاتھ آیا۔

خزاعی کے قتل کا منصوبہ:

صبح کے وقت خزاعی اور اس کی فوج کی ہمتیں اس شکست سے ٹوٹی ہوئی تھیں۔انہیں بھی خوف ہوا کہ کہیں ہم پر بھی شب خون نہ ماریں اس لیے وہ چوکنے ہوگئے۔عمرو نے موسیٰ سے کہا چونکہ خزاعی کو برابر امداد پہنچ رہی ہے اور ان کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اس لیے بغیر کسی چال کے تم فتح نہیں پاسکتے۔مجھے ان کے پاس جانے دو تاکہ میں ان کے سردار کو موقع پاکر تنہائی میں قتل کردوں۔اس کی یہ تدبیر ہے کہ تم مجھے خوب مارو۔موسیٰ نے کہا کہ اب تم کیوں پٹنے کے لیے جلدی کررہے ہو حالانکہ ہر وقت قتل کے

لیے اپنے تئیں پیش کر رہے ہو۔ عمرو نے کہا کہ قتل کے لیے تو روزانہ میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہی ہوں اور یہ معمولی مار پیٹ تو اس شے کے مقابلہ میں جس کا میں ارادہ کر رہا ہوں بالکل ہی آسان ہے غرض کہ موسیٰ نے اس کی بات مان لی اور اس کے پچاس کوڑے لگائے۔

خزاعی کا قتل:

عمرو موسیٰ کے لشکر سے نکل کر خزاعی کے پاس اجازت لے کر پہنچا اور اس سے کہا کہ میں یمن کا باشندہ ہوں۔ عبداللہ بن خازم کے ہمراہ تھا ان کے قتل کے بعد میں ان کے بیٹے کے پاس چلا آیا اور انہی کے ہمراہ تھا اور سب سے پہلے میں ہی ان کا ساتھ دینے کے لیے آیا مگر جب آپ تشریف لائے تو موسیٰ نے مجھ پر اتہام لگایا۔ مجھ سے سختی اور بداخلاقی سے پیش آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ تو ہمارے دشمنوں کا طرفدار ہے اور ان کا مخبر ہے اس پر مجھے خوب زدوکوب کیا۔ بلکہ مجھے تو یہ خوف تھا کہ شاید وہ مجھے قتل کر ڈالے گا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ مار پیٹ کے بعد دوسرا قدم قتل ہی کا ہے اس ڈر سے بھاگ آیا۔

خزاعی نے یہ داستان سن کر اسے امان دے دی۔ اور عمرو اس کے ساتھ رہنے لگا۔

ایک دن عمرو خزاعی کے پاس جب کہ وہ تنہا تھا آیا۔ اس نے دیکھا کہ کوئی ہتھیار وغیرہ اس کے پاس نہیں ہے عمرو نے خیر خواہانہ لہجہ میں اس سے کہا کہ خدا آپ کو نیک ہدایت دے آپ جیسے سردار کو اس موقع پر بغیر ہتھیار کے کسی وقت رہنا مناسب نہیں ہے۔

خزاعی نے کہا کہ میرے پاس ہتھیار موجود ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے بستہ کا کونا ہٹایا وہاں ایک شمشیر برہنہ رکھی تھی۔ عمرو نے تلوار لے لی اور اسی سے خزاعی کا کام تمام کر دیا۔

خزاعی کی فوج کی مراجعت:

عمرو اس جگہ سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ لوگ اس کے پیچھے جھپٹے مگر عمرو ان کی پہنچ سے نکل گیا تھا۔ اگرچہ انہوں نے تعاقب کیا۔ مگر عمرو صاف بچ کر نکل گیا۔ اور موسیٰ کے پاس پہنچ گیا اس سانحہ کے بعد خزاعی کی فوج منتشر ہوگئی۔ کچھ لوگوں نے دریا عبور کر کے مرو کا رخ کیا اور کچھ لوگ موسیٰ کے پاس امان لینے کے لیے آ گئے موسیٰ نے انہیں امان دے دی اس مہم کی ناکامیابی کے بعد امیہ نے پھر کسی شخص کو موسیٰ کے مقابلہ پر روانہ نہیں کیا۔ امیہ معزول کیا گیا اور اس کی جگہ مہلب خراسان کے صوبہ دار مقرر کیے گئے۔

مہلب کی اپنے بیٹوں کو موسیٰ کے متعلق نصیحت:

مہلب نے موسیٰ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا بلکہ اپنے بیٹوں سے کہہ دیا کہ موسیٰ کو کبھی نہ چھیڑنا۔ تم لوگ اسی وقت تک اس نواح کے حاکم رہو گے جب تک کہ یہ احمق اپنی جگہ قائم ہے۔ جس روز یہ قتل کر دیا گیا اسی روز تم معزول ہو جاؤ گے اور بنی قیس کا کوئی شخص خراسان کا صوبہ دار مقرر کر دیا جائے گا۔

مہلب نے اپنی مدت العمر کسی شخص کو موسیٰ کے مقابلہ پر نہیں بھیجا۔ ان کے بعد یزید بن المہلب خراسان کا صوبہ دار ہوا اس نے بھی موسیٰ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔

ثابت بن قطبہ کی یزید بن المہلب کے خلاف شکایت:

مہلب نے حریث بن قطبہ الخزاعی کو مارا تھا یہ اور اس کا بھائی ثابت موسیٰ کہ پاس چلے آئے جب یزید صوبہ دار ہوا اس نے ان دونوں کی جائداد اور عورتوں پر قبضہ کر لیا ان کے اخیافی بھائی حارث بن منقذ اور ان کے داماد کو جس کی بیوی ام حفص بنت ثابت تھی۔ قتل کر ڈالا یزید کی اس حرکت کی اطلاع ان دونوں کو بھی ہوگئی ثابت نے طرخون کے پاس جا کر اس کی شکایت کی عجمی اس شخص کو بہت ہی محبوب رکھتے تھے اس کی آواز بلند تھی اور اس کی بے انتہا تعظیم کرتے تھے اور اس کے وقار کو مانتے تھے۔ اس کے اثر کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص کسی بات کے پورا کرنے کے لیے عہد کرتا تو ثابت کی زندگی کی قسم کھاتا اور کبھی عہد شکنی کرتا۔

یزید بن المہلب کے خلاف طرخون کی جنگی تیاری:

یہ واقعہ سن کر طرخون کو غصہ آ گیا اس نے نیزک' سبل' اہل بخارا اور اہل صغد کو اس کے لیے جمع کر دیا یہ تمام جماعت ثابت کے ساتھ موسیٰ کے پاس آئی۔ دوسری طرف عبدالرحمن بن العباس کی مفرور فوج ہراۃ سے' ابن الاشعث کی عراق اور کابل کی سمت سے اور کچھ خراسان کے رہنے والے بنی تمیم کے وہ لوگ جو ابن خازم کی بغاوت میں لڑ رہے تھے موسیٰ کے پاس آ گئے اس طرح آٹھ ہزار عرب جس میں بنی تمیم' قیس' ربیعہ اور یمنی تھے۔ موسیٰ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔

ثابت اور حریث نے موسیٰ سے کہا کہ اب آپ اس فوج کے ہمراہ دریائے جیحوں کو عبور کر کے خراسان پر فوج کشی کیجئے اور یزید کو نکال دیجیے پھر ہم آپ ہی کو خراسان کا امیر بنا دیں گے' طرخون' نیزک سبل اور اہل بخارا بھی آپ کے ساتھ ہیں یہ نہایت عمدہ موقع ہے۔

موسیٰ نے اس تجویز پر عمل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس کے اور دوستوں نے اس سے کہا کہ یہ دونوں بھائی اس وقت تو یزید سے خوف زدہ ہیں اگر آپ نے یزید کو خراسان سے نکال دیا اور یہ لوگ مامون ہو گئے تو پھر یہ ہی قابض و متصرف ہو جائیں گے اور خراسان کی امارت آپ سے چھین لیں گے بہتر یہ ہے کہ آپ یہیں رہیں۔

علاقہ ماوراء النہر سے عمال یزید کا اخراج:

موسیٰ نے ان کے مشورہ کو منظور کر لیا ترمذ ہی میں رہا اور ثابت سے کہہ دیا کہ اگر ہم نے یزید کو خراسان سے بھی نکال دیا تو کیا ہوگا۔ کوئی دوسرا شخص عبدالملک کی طرف سے عامل مقرر ہو جائے گا۔ البتہ یہ کرنا چاہیے کہ دریائے جیحوں کے اس پار کے علاقہ میں جو ہمارے متصل ہے۔ یزید کے جو عامل و متصرف ہیں انہیں نکال دیں اور اس پر قبضہ کر لیں تاکہ وہاں کی آمدنی سے ہم فائدہ اٹھائیں۔

ثابت اس بات پر راضی ہو گیا۔ چنانچہ موسیٰ نے ماوراء النہر کے علاقہ میں جس قدر یزید کے عامل تھے ان سب کو نکال دیا بہت سا روپیہ انہیں ملا اور موسیٰ کے طرفداروں کی حالت اس سے بہت درست ہو گئی۔

حریث وثابت پسران قطبہ کے قتل کا منصوبہ:

اس کارروائی کے بعد طرخون' نیزک' سبل' اہل بخارا اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اب انتظام سلطنت تو بالکل حریث اور ثابت کے ہاتھوں میں آ گیا اور موسیٰ محض نام کا امیر رہ گیا۔ اس حالت کو دیکھ کر موسیٰ کے دوستوں نے اس سے کہا کہ اصل حکومت واقتدار تو حریث اور ثابت کے ہاتھ میں ہے اور آپ برائے نام امیر ہیں ان دونوں کو قتل کر ڈالیے اور زمام حکومت اپنے ہاتھ میں

لے لیجیے۔

موسیٰ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور کہنے لگا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں ان دونوں کے ساتھ بیوفائی کروں کیونکہ ان ہی دونوں نے میری حکومت وقوت کو مستحکم کیا ہے اس پر وہ لوگ حریث اور ثابت سے حسد کرنے لگے اور موسیٰ سے برابر ان کی شکایت کرتے رہے کہ یہ دونوں ضرور تمہارے ساتھ بیوفائی کریں گے۔ بار بار کہنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ موسیٰ کے خیالات ان کی جانب سے خراب ہو گئے اور ان کی تجویز کے موافق اس نے حریث اور ثابت کو دفعتہً قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

ترکوں کی موسیٰ بن عبداللہ پر فوج کشی:

اسی اثنا میں اور ایک آفتِ الٰہی نازل ہوئی کہ جس نے ان کے تمام منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔ ستر ہزار ترک، تبتی اور ہیاطلہ (اس میں ان لوگوں کا شمار نہیں جو ننگے تھے یا جن کے خود بغیر کلغی کے تھے، یہ تعداد صرف ان لوگوں کی ہے جو کلغی دار خود پہنے تھے) کے لشکر نے موسیٰ پر فوج کشی کر دی۔

ابن خازم تین سو پیدل اور تین مسلح سواروں کے ساتھ شہر کے بالا حصار میں چلا آیا ایک کرسی اس کے لیے رکھ دی گئی اور وہ اس پر بیٹھ گیا۔ طرخون نے حکم دیا کہ گڑھی کی فصیل میں نقب لگائی جائے۔ موسیٰ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ دشمن کی مزاحمت نہ کرو جب دشمن کی پہلی جماعت گڑھی میں داخل ہوگئی اس وقت بھی موسیٰ نے اپنے آدمیوں سے یہ ہی کہا کہ ابھی ان سے تعرض نہ کرو۔ بہت سوں کو آ جانے دو ایک فولادی تیر موسیٰ کے ہاتھ میں تھا اسے وہ پھراتا جاتا تھا جب دشمن کثیر تعداد میں قلعہ میں گھس آیا۔ موسیٰ نے حکم دیا کہ ان کی مزاحمت کی جائے۔

موسیٰ گھوڑے پر سوار ہو کر ان پر حملہ آور ہوا اور فصیل کے اس شگاف سے جس سے وہ گھسے تھے انہیں باہر مار نکالا۔ اور پھر واپس آ کر کرسی پر متمکن ہو گیا۔ طرخون نے پھر اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا مگر انہوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا اس پر طرخون نے اپنے شبہ سواروں سے کہا یہ شیطان ہے جو رستم کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے جو کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور جو شخص میرے اس بیان کو تسلیم نہ کرے اسے چاہیے کہ اس پر حملہ کرے۔

مگر پھر اہل عجم کفتان کی منڈی کی طرف واپس چلے گئے۔

ابن خازم کا عجمیوں پر حملہ:

ایک مرتبہ عجمی موسیٰ کے گھوڑوں کو لوٹ لے گئے اس واقعہ سے موسیٰ بہت غمگین ہوا اس نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ اپنی داڑھی کو نوچنے لگا۔ ایک رات موسیٰ سات سو سپاہیوں کے ساتھ ایک ایسی ندی کے راستے جس میں پانی نہ تھا اور اس کے کناروں پر گھاس اُگی ہوئی تھی جس کا بہاؤ عجمیوں کی خندق کی طرف تھا روانہ ہوا صبح ہوتے وہ ان کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا دشمن کے گھوڑے چرنے کے لیے نکلے موسیٰ نے ان پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور انہیں ہنکالایا کچھ لوگوں نے اس کا تعاقب کیا موسیٰ کے آزاد غلام سوار نے ان پر پلٹ کر ایک شخص کو مار کے گرا دیا۔ عجمی واپس چلے گئے اور موسیٰ صحیح وسلامت گھوڑوں کے اس گلے کو لے آیا۔

دوسرے دن عجمیوں نے پھر عربوں پر حملہ کیا۔ طرخون دس ہزار سپاہ کے ساتھ جو پورے ساز وسامان سے مسلح تھی ایک ٹیلہ پر جم گیا۔ موسیٰ نے اپنی فوج سے کہا کہ اگر تم نے اس جماعت کو ہٹا دیا تو اس کے بعد اوروں کا مقابلہ کرنا تو ہمارے لیے پھر بالکل آسان

کام ہے۔

حریث بن قطبہ کا خاتمہ:

حریث بن قطبہ اس جماعت کی طرف بڑھا اور تمام دن ایسی جوانمردی اور ثابت قدمی سے لڑا کہ دشمن کو اس ٹیلہ سے نیچے دھکیل دیا اور ایک تیر حریث کی پیشانی پر لگا پھر دونوں حریف علیحدہ ہٹ گئے رات کو موسیٰ نے عجمیوں پر شب خون مارا اس کا بھائی خازم بڑھتے بڑھتے طرخون کے خیمہ کے بالکل قریب جہاں شمع روشن تھی پہنچ گیا اور ایک شخص کے جسم میں تلوار کا اگلا حصہ بھونک دیا اس کے گھوڑے کو نیزہ سے ہلاک کر ڈالا۔ اور اس شخص کو ہٹا کر دریائے بلخ میں ڈال دیا یہ شخص دو زرہیں پہنے ہوئے تھا۔ عجمی نہایت بری طرح مارے گئے اور بہت مشکل اور مصیبت سے ان کے بقیۃ السیف نے بھاگ کر جان بچائی اس واقعہ کے دو روز کے بعد حریث نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے خیمہ ہی میں دفن کر دیا گیا۔

موسیٰ عجمیوں کے سروں کو لے کر ترمذ روانہ ہوا۔ ان سروں سے انہوں نے دو محل تعمیر کیے یہ سر ایک دوسرے کے مقابل جما دیئے گئے۔ حجاج کو جب اس واقع کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگا کہ تمام تعریفیں اسی خدا کے لیے ہیں جس نے منافقین کو کفار پر فتح دی۔

منافقین کا ثابت بن قطبہ کے قتل پر اصرار:

حریث کے مر جانے سے موسیٰ کے دوستوں نے اس سے کہا کہ حریث سے تو اب ہمیں نجات مل گئی اب آپ ثابت کی طرف سے بھی ہمیں مطمئن کر دیجیے۔ موسیٰ نے اس مرتبہ پھر ان کی تجویز مسترد کر دی۔ رفتہ رفتہ ثابت کو بھی اس سازش کی اطلاع مل گئی۔ اس نے محمد بن عبداللہ بن مرثد الخزاعی' نصر بن عبدالحمید کے جوابی مسلم کارے پر عامل تھا چچا کو جو موسیٰ بن عبداللہ کی خدمت میں تھا رشوت دے کر اپنا طرف دار بنا لیا اور اس سے کہا کہ تم ہرگز عربی زبان نہ بولنا اگر کوئی تم سے تمہارا وطن دریافت کرے تو کہہ دینا کہ میں بامیان کے قیدیوں میں سے ہوں۔

غرض کہ یہ شخص موسیٰ کے خادموں میں داخل ہو گیا جو بات وہاں سنتا اسے ثابت سے بیان کر دیتا ثابت نے اس سے کہہ رکھا تھا کہ جو بات میرے مخالف کیا کریں اسے خوب یاد رکھا کرو۔

اب ثابت پر بھی خوف طاری تھا جب تک یہ شخص آ کر روزانہ اسے خبر نہ پہنچا دیتا وہ نہ سوتا۔ اپنے خاص خدمت گاروں میں سے بعض کو حکم دے دیا تھا کہ وہ پہرہ دیتے رہیں اور اسی مکان میں رات بسر کریں ان کے ساتھ کچھ عرب بھی تھے جو اس کی حفاظت کرتے تھے۔

ثابت کے مخالف برابر اپنی دراندازیوں پر مصر رہے انہوں نے اسے اس قدر تنگ کیا کہ آخر ایک رات موسیٰ نے ان سے کہا کہ تم نے کہہ کہہ کر میرا ناک میں دم کر رکھا ہے جو تم کرنا چاہتے ہو اسی میں تمہاری ہلاکت ہے۔ تم نے حد سے زیادہ ان سے خلاف مجھ سے کہا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ کیوں تم انہیں قتل کرتے ہو اور میں تو کبھی ان سے بدعہدی نہیں کروں گا۔

ثابت بن قطبہ کا فرار:

موسیٰ کے بھائی نوح نے اس پر کہا کہ آپ ہمیں اجازت دے دیجیے۔ ہم اس سے سمجھ لیں گے جب وہ صبح آپ کے پاس

آئیں گے تو آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے انہیں مکان میں لے جا کر قتل کر ڈالیں گے۔ موسیٰ نے کہا دیکھو کبھی ایسا نہ کرنا ورنہ تم سب تباہ ہو جاؤ گے اور تم لوگ خود اچھی طرح حالات سے واقف ہو۔

غلام اس تمام گفتگو کو سن رہا تھا۔ اس نے ثابت سے جا کر کہہ دیا ثابت رات ہی رات بیس سواروں کے ساتھ نکل کر چلتا ہوا۔ صبح کو ان لوگوں کو معلوم ہوا' مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کس طرف گیا ہے کہ اس کا تعاقب کرتے غلام بھی اب وہاں نہ تھا اس سے انہوں نے سمجھ لیا کہ غلام ثابت کا مخبر تھا' جو ان کی باتوں کو سنتا رہتا تھا۔

موسیٰ بن عبداللہ کی ثابت پر فوج کشی:

ثابت حشورا آیا اور شہر میں جا کر مقیم ہوا۔ بہت سے عرب اور عجم اس کے پاس جمع ہو گئے اس پر موسیٰ نے اپنے دوستوں سے کہا کہ تم نے اپنے خلاف ایک اور دروازہ کھول دیا ہے بہتر ہے کہ اسے بند کر دیا جائے۔

موسیٰ اس سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ ثابت بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر آیا موسیٰ نے حکم دیا کہ فصیل جلا ڈالی جائے موسیٰ ان سے لڑا اور انہیں شہر کی طرف پسپا ہونے پر مجبور کر دیا مگر ثابت اور اس کی فوج نے شہر میں داخل ہونے سے حملہ آوروں کو روک دیا۔

رقبہ بن الحر العنبری آگ میں سے گھس کر شہر کے دروازے تک پہنچ گیا یہاں ثابت کی فوج کا ایک شخص کھڑا اپنے ساتھیوں کی مدافعت کر رہا تھا۔ رقبہ نے اسے قتل کر دیا اور پھر واپس پلٹ کر آگ میں سے گھس کر جو اب بہت ہی مشتعل ہو چکی تھی چلا آیا یہاں تک کہ جو نمدہ وہ پہنے ہوئے تھے اس کے کناروں میں بھی آگ لگ گئی تھی۔ رقبہ نے اسے اتار ڈالا اور پھر اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔

ثابت کی طرخون سے امداد طلبی:

ثابت شہر کے اندر قلعہ بند ہو گیا اور موسیٰ نے اس کی باہر کی گڑھی میں مورچہ لگایا۔ حشورا کے آتے ہوئے ثابت نے طرخون کے پاس امداد کے لیے قاصد بھیجا چنانچہ طرخون اس کی امداد کے لیے آیا جب موسیٰ کو معلوم ہوا کہ طرخون آ رہا ہے وہ محاصرہ چھوڑ کر ترمذ واپس آ گیا۔

اہل کس' بخارا اور نسف نے بھی ثابت کی امداد کی اور اس طرح اسی ہزار فوج ثابت کے پاس جمع ہو گئی ثابت نے اس فوج کو لے کر موسیٰ پر حملہ کیا۔ اس کا محاصرہ کر لیا سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی جس سے ان کی بری گت ہو گئی۔ دن کے وقت ثابت کی فوج دریا کو عبور کر کے موسیٰ کا مقابلہ کرتی اور رات کو لشکر گاہ میں واپس آ جاتی۔

رقبہ اور ثابت بن قطبہ:

ایک روز رقبہ جو ثابت کا مخلص دوست تھا اور جو دوسروں کو اس کے خلاف سازش کرنے سے ہمیشہ منع کیا کرتا تھا اپنے لشکر سے نکل کر آیا اور ثابت سے مبارزت کا خواہاں ہوا۔ ثابت مقابلہ پر آیا۔ رقبہ بلاؤ کی کھال کی قبا پہنے ہوئے تھے ثابت نے حال دریافت کیا۔ رقبہ نے کہا بھلا ایسے شخص کی تم کیا خیریت دریافت کرتے ہو جو اس سخت گرمی کے زمانہ میں اس قدر گرم پوستین پہنے ہے اس کے بعد رقبہ نے اپنی فوج کی ناگفتہ بہ حالت بیان کی ثابت نے سن کر کہا کہ آپ لوگوں نے اپنے ہاتھوں یہ مصیبت لی ہے رقبہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں کبھی ان کے مشورہ اور تحریروں میں شریک نہیں ہوا۔ بلکہ جو کچھ ان لوگوں نے آپ کے ساتھ کیا اسے میں نے ناپسند کیا۔

ثابت نے کہا اچھا بتایئے کہ آپ کو کچھ بھیجا جائے تو آپ کہاں ملیں گے؟ رقبہ نے کہا کہ میں محل الطفاوی کے پاس جو بنی قیس کے خاندان یعصر سے ملوں گا۔ محل ایک بڈھا شراب فروش تھا۔ رقبہ اسی کے پاس مقیم تھا۔

ثابت بن قطبہ کی رقبہ کو امداد:

ثابت نے پانچ سو درہم علی بن المھاجر الخزاعی کے ہاتھ رقبہ کو بھیج دیئے اور کہلا بھیجا کہ ہمارے تاجروں کا ایک قافلہ بلخ سے سامان ضروریات لے کر آرہا ہے جب وہ یہاں پہنچ جائے اور تمہیں اس کی آمد کی اطلاع ہو جائے تم مجھے کہلا بھیجنا میں تمہاری ضروریات کی چیزیں لے کر بھیج دوں گا۔ علی محل کے دروازہ پر آیا اندر داخل ہوا دیکھا کہ رقبہ اور محل بیٹھے ہیں اور شراب کا ایک قدح سامنے ہے۔ ایک خوان بچھا ہے اس پر بھنا ہوا مرغ اور روٹیاں رکھی ہیں۔ رقبہ ایک پراگندہ مو شخص تھا۔ ایک سرخ رضائی اوڑھے تھا علی نے درہم کی تھیلی اور خط اسے دے دیا مگر بات نہیں کی۔ رقبہ نے تھیلی لے لی اور ہاتھ ہی کے اشارہ سے کہہ دیا کہ چلے جاؤ اور اس نے بھی کوئی بات نہیں کی۔

رقبہ ایک جسیم شخص تھا۔ جس کی آنکھیں گڑی ہوئی تھیں۔ جبڑے اُبھرے ہوئے اور مضبوط تھے۔ دانتوں کے درمیان اس قدر فرجہ تھا کہ ہر دو دانتوں کے درمیان ایک دانت کی گنجائش تھی اور اس کا چہرہ چپٹا ڈھال کی طرح معلوم ہوتا تھا۔

یزید بن ہزیل کی ثابت سے امداد طلبی:

جب موسیٰ کی فوج والے محاصرہ سے تنگ آ گئے تو یزید بن ہزیل نے کہا کہ ہم لوگوں کا ثابت کے پاس چلے جانا یا قتل ہو جانا بھوکے مرنے سے تو زیادہ اچھا ہے اور میں اس ثابت کو دھوکہ سے قتل کر ڈالتا ہوں یا اپنی جان دے دوں گا۔

یزید اس ارادے سے ثابت کے پاس آیا۔ اس سے امان کا خواست گار ہوا۔ ظہیر نے ثابت سے کہا کہ میں اسے آپ کے مقابلہ میں زیادہ جانتا ہوں یہ آپ کے پاس کسی لالچ سے یا آپ کی بہی خواہی کے لیے نہیں آیا ہے بلکہ یہ دھوکہ دینے کے لیے آیا ہے آپ اس سے ڈریے اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں اسے قتل کر ڈالوں۔

ثابت نے کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں ایسے شخص پر حملہ کروں جو مجھ سے امان کا خواست گار ہو کر آیا ہو اور یہ ابھی مجھے معلوم نہیں کہ یہ واقعی دھوکہ دے گا یا نہیں۔

ظہیر نے کہا تو اچھا مجھے اس سے ضمانت لے لینے دیجیے اس پر ثابت نے یزید سے کہلا بھیجا کہ مجھے تو یہ گمان نہیں کہ جو شخص مجھ سے امان کا خواست گار ہو کر آیا ہے وہ بدعہدی کرے گا مگر یہ آپ کے عزیز آپ سے میرے مقابلہ میں زیادہ واقف ہیں جو شرائط یہ پیش کریں آپ انہیں منظور کر لیں۔

پسران یزید بن ہزیل کی بطور یرغمال حوالگی:

یزید نے ظہیر سے کہا کہ اے ابوسعید محض حسد کی وجہ سے تم میرے خلاف یہ کارروائی کر رہے ہو' کیا جو ذلتیں مجھے برداشت کرنا پڑی ہیں۔ وہ آپ کے لیے کافی نہیں ہوئی تھی اپنے وطن عراق اور اپنے اہل وعیال سے جدا ہوا اور اب خراسان میں اس حال میں ہوں جو تم بھی دیکھ رہے ہو۔ کیا اب بھی مجھ پر رحم نہیں آتا ظہیر نے کہا کہ اگر مجھے میری رائے پر تمہارے بارے میں عمل پیرا ہونے دیا جاتا تو تمہیں کبھی ان باتوں کے کہنے کا موقع نہیں ملتا۔ اچھا اب تم اپنے دونوں بیٹوں ضحاک اور قدامۃ کو بطور یرغمال میرے

حوالہ کر دو۔ یزید نے اپنے بیٹے ظہیر کے سپرد کر دیئے۔

یزید کا ثابت بن قطبہ پر مہلک وار:

یزید ثابت کی فوج میں رہنے سہنے لگا موقع کا منتظر تھا کہ کوئی وقت آئے اور قتل کروں، مگر کوئی موقع اسے نہ ملتا تھا۔ اسی اثناء میں زیاد القصیر الخزاعی کے لڑکے نے وفات پائی۔ مرو سے اس کی موت کی خبر اس کے باپ کو یہاں پہنچی۔ ثابت اظہار ہمدردی اور تعزیت کے لیے اس کے پاس گیا ظہیر اور اس کے خاندان والے جس میں یزید بن ہزیل بھی تھا اس کے ساتھ ہو گئے جب دریائے صغانیان پر یہ لوگ پہنچے تو یزید اور اس کے ساتھ دو اور شخص ارادتاً پیچھے رہ گئے اتنے میں ظہیر وغیرہ آگے بڑھ گئے یزید یہ موقع پا کر ثابت کے قریب پہنچا اور تلوار کا ایسا ہاتھ اس کے سر پر مارا کہ دماغ تک اتر گئی مارنے کے ساتھ ہی یزید اور اس کے دونوں ساتھی دریا میں کود پڑے۔ ظہیر نے ان دونوں پر تیر برسائے مگر یزید تو تیر کر نکل گیا اور وہ دونوں شخص مارے گئے۔

پسران یزید بن ہزیل کا قتل:

لوگ ثابت کو اٹھا کر اس کے مکان لے آئے۔ صبح کے وقت جب طرخون کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اس نے ظہیر کو حکم دیا کہ یزید کے دونوں بیٹے میرے سامنے لائیں جائیں غرض کہ دونوں لائے گئے۔ ظہیر نے ضحاک کو آگے بڑھایا طرخون نے اسے قتل کر ڈالا اس کے جسم اور اس کے سر کو دریا میں پھینک دیا۔ اس کے بعد ظہیر نے قدامہ کو آگے بڑھایا طرخون نے اس پر حملہ کیا۔ تلوار اس کے سینہ پر لگی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس لیے اسے زندہ ہی دریا میں ڈال دیا اور وہ غرق ہو گیا طرخون نے کہا کہ ان دونوں کے قتل کی ذمہ داری ان کے باپ اور اس کی بدعہدی پر ہے۔

یزید کو جب اپنے بیٹوں کی قتل کی خبر ہوئی تو اس نے قسم کھائی کہ شہر میں جس قدر خزاعی ہیں ان سب کے بیٹوں کو میں قتل کر ڈالوں گا۔

اس پر عبداللہ بن بذیل بن عبداللہ بن بدیل بن ورقاء نے جو ابن الاشعث کو مفرور فوج کے ساتھ موسیٰ کے پاس آیا تھا اس نے کہا کہ اگر بنی خزاعہ کے ساتھ ایسا کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لیے یہ بہت دشوار کام ہے۔

ثابت بن قطبہ کا انتقال:

اس واقعہ کے سات روز کے بعد ثابت نے وفات پائی یزید بن ہزیل بڑا بہادر، سخی اور شاعر تھا اور ابن زیاد کے دور حکومت میں جزیرہ کاوان کا عامل بھی رہ چکا تھا۔ ثابت کے مرنے کے بعد عجمیوں کا اہتمام و انتظام طرخون کے متعلق رہا اور ثابت کے ساتھیوں کا سردار ظہیر ہو گیا مگر یہ دونوں کچھ اچھا انتظام قائم نہ رکھ سکے۔

طرخون پر شب خون مارنے کا قصد:

نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قوت و اقتدار میں ضعف رونما ہو گیا اس بدانتظامی کو محسوس کر کے موسیٰ نے ان پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ ایک شخص نے طرخون سے اس کے ارادہ کا تذکرہ کیا۔ طرخون سن کر ہنسا اور کہنے لگا کہ موسیٰ اپنے پاخانہ میں جاتے ہوئے تو ڈرتا ہے بھلا وہ کس طرح شب خون مارنے کی جسارت کر سکتا ہے دہشت و ہراس نے اس کے دل پر قبضہ کر رکھا ہے لشکر گاہ کی حفاظت کے لیے آج کوئی شخص پہرہ نہ دے۔

موسیٰ بن عبداللہ کا طرخون پر شب خون:

دو پہر رات گزرے موسیٰ آٹھ سو سپاہیوں کے ساتھ جنہیں اس نے دن ہی سے تیار کر رکھا تھا اور ان کو چار دستوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ شب خون مارنے کے لیے روانہ ہوا۔ ایک دستہ کی قیادت رقبۃ بن الحر کو تفویض تھی ایک پر موسیٰ کا بھائی نوح بن عبداللہ سردار تھا۔ ایک پر یزید بن ہزیل اور ایک دستہ خود موسیٰ کے تحت میں تھا۔

غرض کہ اس ترتیب سے یہ فوج بڑھی موسیٰ نے اپنی فوج سے کہہ دیا تھا کہ جب تم دشمن کے لشکر گاہ میں داخل ہو جاؤ تو سب پھیل جانا اور جو چیز تمہارے سامنے آئے اسے تباہ کر دینا اور گرا دینا چار طرف سے یہ فوج دشمن کے لشکر گاہ میں داخل ہوئی جو سواری کا جانور' آدمی' خیمہ یا غلہ کا ڈھیر ان کے سامنے پڑتا اسے تباہ و برباد کر دیتے۔

طرخون پر حملہ:

نیزک نے جب اس ہنگامہ کے شور و غل کی آواز سنی اس نے ہتھیار اپنے بدن پر سجا لیے۔ اور اس تاریک رات میں کھڑا ہو گیا۔ علی بن المہاجر الخزاعی کو حکم دیا کہ طرخون سے جا کر کہہ دو کہ اس مقام پر کھڑا ہوں اور پوچھو کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ علی طرخون کے پاس آیا دیکھا کہ طرخون ایک راوٹی میں بیٹھا ہے اس کے خدمت گاروں نے اس کے آگے آگ روشن کر رکھی ہے علی نے نیزک کا پیام اسے سنایا۔ طرخون نے اسے بیٹھنے کے لیے کہا اور خود طرخون لشکر گاہ اور اس شور و غل کی طرف آنکھ اٹھا اٹھا کر دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں محمیۃ السلمی آیا اور آکر اس نے کہا کہ حٓمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ. (حم وہ فتح نہ پائیں گے) خدمت گار علیحدہ ہٹ گئے محمیۃ راوٹی میں گھس آیا۔ طرخون اس کے مقابلہ کے لیے اٹھا۔ محمیۃ نے جھپٹ کر تلوار کا وار اس پر کیا۔ مگر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ طرخون نے تلوار کی نوک اس کے سینہ میں بھونک دی اور اسے پچھاڑ دیا اور پھر کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ محمیۃ نکل کر بھاگ گیا اس کے بعد اس کے خدمت گار واپس آئے طرخون نے ان سے کہا کہ تم ایک شخص کو دیکھ کر بھاگ گئے ایسے ڈرے گویا کہ تم نے آگ کو لپکتے ہوئے دیکھا حالانکہ بہت سے بہت یہی ہوتا کہ وہ تم میں سے ایک کو جلا ڈالتی۔

طرخون کی جنگ بند کرنے کی پیشکش:

طرخون نے اپنی بات ابھی ختم نہیں کی تھی کہ اس کی باندیاں اس کی راوٹی میں آ گئیں اور خدمت گار اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ طرخون نے چھوکریوں کو بیٹھنے کا حکم دیا اور علی سے کہا کہ اٹھو دونوں کے دونوں باہر نکلے دیکھا کہ نوح بن عبداللہ بن خازم قناتوں کے پاس پہنچ چکا ہے دونوں ایک دوسرے پر تھوڑی دیر تک وار کرتے رہے مگر کوئی کسی کو کسی قسم کا زخم نہ پہنچا سکا نوح پیچھے مڑ کر چلا۔ طرخون نے اس کا تعاقب کیا اور نوح کے گھوڑے کی کمر میں تلوار بھونک دی گھوڑا چراغ پا ہو گیا اور نوح اور اس کا گھوڑا دونوں دریائے صغانیان میں گر پڑے طرخون پھر واپس آیا اس کی تلوار خونچکاں تھی قناتوں میں داخل ہوا۔ علی بن المہاجر بھی اس کے ہمراہ تھا پھر یہ دونوں اسی راوٹی میں چلے آئے طرخون نے اپنی باندیوں کو حکم دیا کہ وہ قناتوں میں چلی جائیں چنانچہ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پھر اس نے موسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تم اس وقت اپنی فوج کو باز رکھو۔ صبح ہوتے ہی ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔

موسیٰ نے اس تجویز کو منظور کر لیا اپنے لشکر گاہ واپس چلا آیا اور صبح کے وقت طرخون اور تمام عجمی قومیں اپنے اپنے شہروں کو واپس چلی گئیں۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کی شجاعت و دلیری:

اہل خراسان کہا کرتے تھے کہ ہم نے موسیٰ سا بہادر اور کسی کو نہ دیکھا اور نہ سنا دو سال تک اپنے باپ کی معیت میں لڑتا رہا پھر راسان میں ادھر ادھر پھرتا رہا ایک بادشاہ کے پاس پہنچا اس کے شہر پر قبضہ کر کے اسے وہاں سے نکال دیا پھر عربوں اور ترکوں کی فوجیں اس کے مقابلہ پر آئیں دن کے اول حصہ میں یہ عربوں سے لڑتا رہا اور آخری حصہ میں ترکوں سے مقابلہ پر جوہر شجاعت و بسالت ظاہر کرتا رہا۔

موسیٰ پندرہ سال تک اپنے قلعہ میں مقیم رہا اور ماوراءالنہر کا تمام علاقہ بلاشرکتِ غیرے موسیٰ کے تصرف میں آ گیا۔

شہر قومس میں ایک شخص عبداللہ نامی رہتا تھا کچھ نوجوان اس کے پاس آ کر اس کے ساتھ کھانے پینے اور عیش و نشاط میں شریک ہوتے تھے اور تمام اخراجات یہی شخص برداشت کرتا تھا اسی وجہ سے قرضدار ہو گیا تھا عبداللہ موسیٰ کے پاس آیا موسیٰ نے چار ہزار درہم اسے دیے اور وہ اس رقم کو اپنے نوجوان دوستوں کے پاس لے آیا۔

مفضل بن مہلب کی موسیٰ بن عبداللہ پر فوج کشی:

جب یزید خراسان کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور مفضل اس کا جانشین ہوا تو اس نے موسیٰ سے جنگ کر کے حجاج کے پاس رسوخ حاصل کرنا چاہا اور اسی غرض سے اس نے عثمان بن مسعود کو جسے یزید نے قید کر رکھا تھا۔ جیل خانہ سے آزاد کر کے بلایا اور کہا کہ میں تمہیں موسیٰ کے مقابلہ پر بھیجتا ہوں۔

عثمان بن مسعود کی روانگی:

عثمان نے کہا کہ مناسب ہے موسیٰ سے مجھے اپنے پھوپھی زاد بھائی ثابت اور خزاعی کا بدلہ بھی لینا ہے تمہارے باپ اور بھائی نے بھی مجھ سے یا میرے خاندان سے کچھ اچھا سلوک نہیں کیا ہے تم نے مجھے زندان بلا میں ڈالا۔ میرے چچیرے اور پھوپیرے بھائیوں کو جلاوطن کیا اور ان کی تمام جائداد کو ضبط کر لیا۔

مفضل نے کہا کہ یہ موقع ان شکایتوں کے اظہار کا نہیں ہے اس تذکرہ کو جانے دو اور اب جا کر اپنا بدلہ لے لو غرض کہ مفضل نے اسے تین ہزار فوج ہمراہ روانہ کیا اور اس سے کہا کہ تم نقیب سے اعلان کرا دو کہ جو شخص میرے ساتھ جائے گا وہ باقاعدہ طور پر فوج کا سرکاری ملازم سمجھا جائے گا نقیب نے بازار میں اس بات کا اعلان کر دیا اس کی وجہ سے بہت سے لوگ فوراً اس کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔

مدرک کو عثمان کی مہم میں شریک ہونے کا حکم:

اس کے علاوہ مفضل نے مدرک کو جو اس وقت بلخ میں تھا لکھ بھیجا کہ تم بھی عثمان کے ہمراہ جاؤ۔ اب عثمان اس فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب بلخ میں پہنچا رات کے وقت اپنے لشکر گاہ میں پھرنے کے لیے نکلا اس نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ بخدا میں نے اسے قتل کر ڈالا یہ سن کر عثمان اپنے خاص مصاحبوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ رب کی قسم! میں ضرور موسیٰ کو قتل کر ڈالوں گا۔

جزیرۂ عثمان:

صبح کے وقت عثمان بلخ سے روانہ ہوا۔ مدرک بھی اس کے ساتھ بادل نخواستہ روانہ ہوا عثمان نے دریا کو عبور کیا اور ایک جزیرہ

میں جو ترمذ کے قریب واقع ہے آ کر فروکش ہوا اب آج کل اس جزیرہ کا نام ہی جزیرہ عثمان ہے کیونکہ اسی جزیرہ میں عثمان پندرہ ہزار فوج کے ساتھ فروکش ہوا تھا۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا محاصرہ:

عثمان بن سبل اور طرخون کو اپنی اعانت کے لیے بلایا یہ سب کے سب آئے۔ موسیٰ کا انہوں نے محاصرہ کر لیا اور اب موسیٰ اور اس کی فوج کو محاصرہ سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا ایک رات کو موسیٰ کفتان پہنچا اور کچھ سامان خوراک وہاں سے لے کر پلٹ آیا دو مہینے سخت تنگی و ترشی کی حالت میں بسر کیے۔ عثمان نے شب خون سے پہلے ہی اپنے گرد خندق کھود رکھی تھی۔ اس سے موسیٰ کو شبخون مارنے کا کوئی بھی موقع نہ مل سکا۔ مجبور ہو کر موسیٰ نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بس آج جنگ کا فیصلہ کر دینا چاہیے۔ یا تخت یا تختہ' پہلے اہل صغد اور ترکوں پر حملہ کرو۔

موسیٰ بن عبداللہ کی فیصلہ کن جنگ:

غرض کہ اس آخری فیصلہ کن جنگ کے لیے موسیٰ اپنے لشکر گاہ سے روانہ ہوا۔ نضر میں سلیمان بن عبداللہ بن خازم کو شہر میں چھوڑ آیا' اور اس سے کہہ دیا کہ اگر میں مارا جاؤں تو تم شہر کو مدرک کے حوالہ کرنا۔ عثمان کے سپرد نہ کرنا۔ موسیٰ نے اپنی فوج کا ایک تہائی حصہ عثمان کے مقابل بھیج دیا اور حکم دیا کہ جنگ میں تم پیش قدمی نہ کرنا۔ اگر تم پر حملہ کیا جائے تب تم بھی مقابلہ کرنا یہ حکم دے کر خود موسیٰ نے طرخون اور اس کا رخ کیا اور اس قدر ثابت قدمی اور شجاعت سے ان سے لڑا کہ طرخون اور تمام ترک شکست کھا کر پیچھے بھاگے۔ موسیٰ نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اور جس قدر سامان وہاں تھا اسے اٹھا کر لانے لگے۔

ترکوں اور صغدیوں کا جوابی حملہ:

دوسری جانب معاویہ بن خالد بن ابی برزہ نے عثمان کی طرف دیکھا جو خالد بن ابی برزہ کے ایک ٹٹو پر سوار تھا اور اس سے کہا کہ جناب والا گھوڑے سے اتر جائیں اس پر خالد نے عثمان سے کہا کہ آپ ہرگز نہ اتریں۔ کیونکہ معاویہ تو ہمیشہ فال بد ہی لیا کرتا ہے۔ اس کے بعد ہی ترکوں اور صغدیوں نے جوابی حملہ کیا اور موسیٰ اور قلعہ کے درمیان حائل ہو گئے موسیٰ نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر اس کا گھوڑا زخمی کر دیا گیا موسیٰ گر پڑا اور اپنے آزاد غلام سے کہا کہ تو مجھے سوار کر لے۔ غلام نے کہا موت سب کو بری معلوم ہوتی ہے۔ تمہارا جی چاہے تو میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ اگر ہم بچ سکے تو دونوں بچ جائیں گے اور اگر مارے گئے تو دونوں مارے جائیں گے۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا قتل:

موسیٰ اپنے آزاد غلام کے پیچھے سوار ہو گیا جب موسیٰ اچھل کر گھوڑے پر سوار ہوا تو عثمان نے اس کی پھرتی اور مستعدی کو دیکھ کر کہا کہ قسم ہے رب کعبہ کی یہ موسیٰ ہے جو گھوڑے پر سوار ہوا ہے۔

موسیٰ ایک خود پہنے تھا۔ جس پر ایک سرخ ریشم کا کپڑا منڈھا ہوا تھا۔ اور اس کی کلغی میں ایک بڑا اسمانجوی یاقوت لگا ہوا تھا۔

عثمان خندق سے نکلا اب موسیٰ کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے تھے۔ عثمان موسیٰ کی طرف بڑھا۔ موسیٰ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اور اس کا آزاد غلام دونوں زمین پر گر پڑے۔ اتنے میں لوگ ان پر ٹوٹ پڑے' اور اسے قتل کر ڈالا۔

عربوں کا قتل:

عثمان کے نقیب نے اپنی فوجوں میں اعلان کر دیا کہ جس شخص کو تم پاؤ اسے قید کر لو۔ قتل نہ کرو اس پر موسیٰ کے اکثر ساتھی تو ادھر ادھر چلے گئے کچھ پکڑے گئے اور وہ عثمان کے سامنے پیش کیے گئے ان قیدیوں میں سے جو عرب عثمان کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ عثمان اس سے کہتا تھا کہ ہمارا خون بہانا تو تمہارے لیے حلال ہے اور کیا تمہارا خون بہانا ہم پر حرام ہوسکتا ہے یہ کہتا اور قتل کرا دیتا۔ اور اگر عربوں کے علاوہ کوئی اور قیدی پیش کیا جاتا تو عثمان اسے برا بھلا کہتا اور کہتا کہ یہ عرب تو مجھ سے لڑتے ہیں اور میرے مخالف ہی ہیں مگر تو نے میری حمایت کیوں نہیں کی؟ اس کے بعد اسے خوب پٹواتا۔

عبداللہ بن بدیل اور رقبہ بن الحر کو معافی:

عثمان ایک نہایت ہی سخت دل اور بے رحم آدمی تھا جس قدر قیدی اس کے سامنے پیش ہوئے اس نے سب کو قتل کرا دیا البتہ اپنے آزاد غلام عبداللہ بن بدیل بن عبداللہ بن بدیل بن ورقاء کو جب دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے اسے رہائی کا حکم دے دیا اسی طرح رقبہ بن الحر کو بھی معافی دے دی جب رقبہ اس کے سامنے پیش ہوا۔ عثمان نے اسے دیکھ کر کہا کہ اس نے ہمارے خلاف کوئی بڑا گناہ نہیں کیا ہے۔ یہ ثابت کا مخلص درست تھا۔ دشمن کے ہمراہ تھا اس سے بھی اس نے وفاداری کی اور اپنے آدمیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ تم نے کس طرح اسے قید کر لیا اس کے گھوڑے کو نیزہ کا زخم لگا تھا۔ یہ ایک گڑھے میں گر پڑا اور پکڑ لیا گیا۔

عثمان نے اسے آزاد کر دیا۔ بلکہ سواری کے لیے گھوڑا بھی دیا۔ اور خالد بن ابی برزہ سے کہا کہ اسے اپنے پاس ٹھہراؤ۔

واصل بن طیسلۃ العنبری نے موسیٰ پر حملہ کیا تھا۔

زرعہ بن علقمہ اور سنان الاعرابی کو امان:

عثمان کی نظر زرعہ بن علقمہ اسلمی حجاج بن مروان اور سنان الاعرابی پر پڑی جو ایک طرف علیحدہ کھڑے تھے عثمان نے ان سے کہا کہ تمہیں امان دی جاتی ہے۔ مگر لوگوں نے خیال کیا کہ اس نے امان نہیں دی ہے تا آنکہ انہوں نے وعدہ معافی اس سے لکھوالیا۔

شہر ترمذ کی مدرک کو حوالگی:

شہر ترمذ اب تک نضر بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم ہی کے قبضہ میں تھا اور اس نے کہہ دیا تھا کہ عثمان کے حوالہ نہیں کروں گا. البتہ مدرک کے حوالہ کر دوں گا۔ چنانچہ شہر مدرک کے حوالہ کر دیا گیا۔ مدرک نے نضر کو امان دے دی اور پھر عثمان کے حوالہ کر دیا۔

حجاج کو نوید فتح:

مفضل نے اس فتح کی خوش خبری حجاج کو لکھی۔ حجاج نے پڑھ کر کہا کہ یہ شخص ابن بہلہ بھی عجیب ہے کہ میں اسے ابن سمرہ سے لڑنے کے لیے حکم دیتا ہوں اور وہ لکھتا ہے کہ میں نے موسیٰ کو قتل کر ڈالا ہے۔

موسیٰ ۸۵ھ میں قتل کیا گیا۔ بختری نے بیان کیا کہ مغراء بن المغیرہ ابن ابی صفرہ نے موسیٰ کو قتل کیا تھا۔

قتل ہونے کے بعد ایک سپاہی نے موسیٰ کی پنڈلی کو زد و کوب شروع کی جب قتیبہ بن مسلم خراسان کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا تو اس نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے کیوں عرب کے اس بہادر کے ساتھ موت کے بعد ایسی ناشائستہ حرکت کی۔

اس سپاہی نے کہا کہ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا۔ قتیبہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کے سامنے ہی اسے قتل کر دیا گیا۔

عبدالعزیز کو حق خلافت سے محروم کرنے کا فیصلہ:

اسی سنہ میں عبدالملک نے فیصلہ کیا کہ اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو اپنے بعد خلافت کے حق سے محروم کر دے جب عبدالملک نے اس بات کا ارادہ کیا تو قبیصہ بن ذویب نے اسے منع کیا اور کہا کہ آپ خود ایسا نہ کریں اس کارروائی سے ایک عام شور مچ جائے گا اور شاید اسے موت آ کر خود بخود آپ کو اس قضیہ کی ادھیڑ بن سے نجات دے دے۔

روح بن زنباع کا مشورہ:

اس پر عبدالملک اپنے ارادہ سے باز رہا مگر اس کا قلب اس کام کے لیے بے چین تھا کہ روز روح بن زنباع الجذامی نے کہا کہ اگر عبدالعزیز کو محروم کر دیں تو ایک آواز بھی ان کی حمایت میں نہ نکلے گی۔ عبدالملک نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے روح نے کہا بے شک ایسا ہی ہوگا سب سے پہلے میں خود اس آواز پر لبیک کہوں گا۔

عبدالملک کہنے لگا کہ ان شاء اللہ یہی مناسب بھی ہوگا۔

قبیصہ بن ذویب کے اختیارات:

یہی گفتگو کرتے ہوئے عبدالملک اور روح دونوں سو گئے۔ رات کا وقت تھا کہ اتنے میں قبیصہ بن ذویب عبدالملک کے پاس آئے۔ عبدالملک نے پہلے سے حاجبوں کو حکم دے رکھا تھا کہ دن اور رات کے آیا کسی وقت قبیصہ آئیں اور میں تنہا ہوں یا صرف ایک شخص میرے پاس ہو تم انہیں آنے دینا اور نہ روکنا۔ البتہ اگر عورتیں میرے پاس ہوں تو انہیں دیوان خانہ میں بٹھا دینا اور مجھے ان کی اطلاع کر دینا۔ غرض کہ قبیصہ بلا اجازت کمرہ میں چلے آئے شاہی مہر انہیں کے پاس رہتی تھی۔ سکہ کا انتظام بھی انہیں کے سپرد تھا۔ تمام سلطنت کی خبریں اور سوانح عبدالملک سے پہلے ان کی سامنے بیان کر دی جاتیں اور عرض داشت اور خطوط بھی ان کے سامنے پڑھے جاتے اور جو کوئی فرمان عبدالملک کی جانب سے شائع ہوتا وہ بھی ان کے اہم مرتبہ اور عزت کی وجہ سے ان کے سامنے پڑھ دیا جاتا تھا۔

عبدالعزیز بن مروان کی موت کی اطلاع:

قبیصہ نے کمرہ میں داخل ہوتے ہی عبدالملک کو سلام کیا اور کہا خدا امیر المومنین کو عبدالعزیز کے عوض جزائے خیر عطا فرمائے۔ عبدالملک نے پوچھا کہ کیا ان کا انتقال ہو گیا؟ قبیصہ نے کہا جی ہاں! عبدالملک نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور روح کو مخاطب کر کے کہا لو اللہ نے خود بخود اس کام کو انجام کو پہنچا دیا۔ جس کے متعلق ہم سوچ رہے تھے اور پھر قبیصہ کی طرف دیکھ کر کہا اے ابو اسحٰق یہ اس معاملہ میں تمہارے مخالفت تھے۔ قبیصہ نے پوچھا جناب والا کس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ عبدالملک نے وہ گفتگو کی جو اس کی روح سے عبدالعزیز کی علیحدگی کے متعلق ہوئی تھی بیان کی۔ قبیصہ نے کہا کہ تاخیر ہی بہترین طرز عمل ہے اور جلدی کی خرابیاں تو روشن ہیں۔ اس پر عبدالملک نے کہا کہ بسا اوقات عجلت ہی میں بہت کچھ بھلائی ہوتی ہے۔ تم تو عمرو بن سعید کا واقعہ تو دیکھ چکے ہو۔ کیا اس معاملہ میں عجلت تاخیر سے زیادہ مفید ثابت نہیں ہوئی۔

اسی سنہ ماہ جمادی الاوّل میں عبدالعزیز بن مروان نے مصر میں وفات پائی۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ان کا جانشین کر کے اسے مصر کا گورنر بنا دیا۔

عبدالعزیز کی معزولی کی تحریک کا بانی حجاج:

مگر واقعہ کے متعلق مدائنی کا یہ بیان ہے کہ اس کی تحریک حجاج نے کی تھی اور اسی غرض سے اس نے ایک وفد زیر سرکردگی عمران بن عصام العنزی عبدالملک کی خدمت میں بھیجا تھا۔ عمران نے اس معاملہ پر عبدالملک کے سامنے تقریر کی۔ وفد کے دوسرے ارکان نے بھی ان کی تائید کی اور عبدالملک سے درخواست کی کہ عبدالعزیز بن مروان کی جگہ آئندہ جانشین خلافتِ عظمیٰ ولید بن عبدالملک مقرر کیے گئے۔

عمران بن عصام کا وفد:

عمران بن عصام کی تمام تقریر اور قصیدہ خوانی سن کر عبدالملک نے کہا کہ عمران تم جانتے ہو وہ عبدالعزیز ہے۔ عمران نے کہا کہ امیر المومنین آپ کسی بہانہ سے انہیں حق خلافت سے محروم کر دیجیے۔ علی کہتے تھے کہ ابن الاشعث کے واقعہ سے پہلے ہی چونکہ حجاج نے اس معاملہ کے تصفیہ کے لیے عمران بن عصام کو خاص طور پر بھیجا تھا۔ عبدالملک کا یہ ارادہ ہوگیا تھا کہ ولید کو اپنا جانشین مقرر کر دے۔ مگر جب عبدالعزیز نے اس تجویز کو مسترد کر دیا تو عبدالملک بھی خاموش ہوگیا۔ یہاں تک کہ عبدالعزیز کی موت نے خود بخود اس قضیہ کا تصفیہ کر دیا۔

عبدالعزیز کا حق خلافت سے دستبرداری سے انکار:

جب عبدالعزیز نے عبدالملک کے بجائے ولید کے لیے بیعت لینا چاہی تو عبدالعزیز کو لکھا کہ اپنا حق خلافت اپنے بھتیجے کو دے دیجیے۔ عبدالعزیز نے انکار کر دیا اس پر دوبارہ عبدالملک نے لکھا کہ چونکہ میں ولید کی سب سے زیادہ عزت وتوقیر کرتا ہوں۔ اس لیے کم از کم آپ تو اپنے بعد یہ حق اس کے لیے محفوظ کر دیجیے۔ عبدالعزیز نے اس کے جواب میں لکھا کہ جیسا آپ اپنے بیٹے ولید کو سمجھتے ہیں ویسا ہی میں اپنے بیٹے ابوبکر کو سمجھتا ہوں اس جواب کو پڑھ کر عبدالملک نے عبدالعزیز کے لیے ان الفاظ میں بددعا کی۔

عبدالعزیز بن مروان سے خراج کی طلبی:

اے خداوندا! جس طرح عبدالعزیز نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہے اسی طرح تو اس سے اپنا تعلق منقطع کر لے اور پھر عبدالعزیز کو لکھا کہ مصر کا خراج بھیج دو۔ عبدالعزیز نے جواباً لکھا کہ ''اے امیر المومنین اب میری اور آپ کی اتنی عمر ہوگئی ہے کہ آپ کے خاندان کے جس شخص کی اتنی عمر ہوئی اس کی زندگی بہت ہی تھوڑی ہوئی ہے آپ اور میں دونوں اس بات سے ناواقف ہیں کہ ہم میں سے پہلے کون مرتا ہے؟ بہتر یہ ہے کہ اب اس تھوڑی سی بقیہ زندگی میں آپ مجھے نہ ستائیں۔

عبدالملک کی خاموشی:

عبدالملک پر اس تحریر کا بڑا اثر ہوا اور اس نے کہا کہ اپنی عمر کی قسم اب تا بہ زندگی میں انہیں ہرگز نہ چھیڑوں گا اور اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں دینا چاہے تو کسی بندہ کی مجال نہیں ہے کہ وہ اس حق سے تمہیں محروم کر دے اور ولید اور سلیمان سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی حرام کیا ہے دونوں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم کبھی نہیں عبدالملک نے کہا اللہ اکبر قسم ہے رب کعبہ کی تم دونوں ضرور اپنے مقصود کو حاصل کرو گے۔

عبدالملک کی بددعا:

جب عبدالعزیز نے عبدالملک کی تجویز کی خلافت کی جانشینی کے متعلق مسترد کر دی تو عبدالملک نے بددعا کی کہ اے اللہ جس طرح عبدالعزیز نے میرا ساتھ چھوڑا ہے اسی طرح تو بھی اس کا ساتھ چھوڑ دے اس پر عبدالعزیز کی وفات کے بعد اہل شام کہنے لگے کہ چونکہ عبدالعزیز نے امیر المومنین کی تجویز مسترد کر دی تھی اور انہوں نے اس کے لیے بددعا کی اللہ نے اسے قبول کر لیا۔

محمد بن یزید کاتب کے لیے حجاج کی سفارش:

حجاج نے عبدالعزیز کو لکھا کہ آپ محمد بن یزید الانصاری کو اپنا کاتب بنا لیجیے اگر آپ کسی ایسے شخص کو کاتب بنانا چاہتے ہیں جو بھروسہ کے قابل راز دار' فاضل' عاقل اور دیندار ہو تو محمد بن یزید الانصاری سے بہتر اور کوئی آدمی آپ کو نہیں مل سکتا آپ بلا خوف و خطر تمام اہم سے اہم راز کا انہیں حامل بنا سکتے ہیں۔

عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور حجاج کو لکھا کہ محمد کو میرے پاس بھیج دو۔ حجاج نے محمد کو عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور عبدالملک نے انہیں اپنا میر منشی بنا دیا۔

محمد بن یزید کا بیان:

محمد بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین عبدالملک کا یہ حال تھا کہ جو خط آتا میرے حوالے کر دیتے بہت سی باتوں کو اور لوگوں سے چھپاتے مگر مجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھتے جو بات کسی عامل کو لکھتے مجھے ضرور بتا دیتے ایک روز دوپہر کے وقت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں مصر سے قاصد آیا۔ خبر رساں نے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ وقت ملاقات کا نہیں ہے جو تمہیں کہنا ہو مجھ سے کہہ دوں قاصد نے کہا نہیں میں نے کہا کہ اگر کوئی خط لائے ہو تو مجھے دے دو اس کا جواب بھی اس نے نفی میں دیا جو لوگ وہاں اس وقت موجود تھے ان میں سے کسی شخص نے امیر المومنین کو قاصد کے آنے کی اطلاع کی۔ امیر المومنین باہر نکل آئے اور مجھ سے پوچھا کیا ماجرا ہے میں نے عرض کیا مصر سے پیامبر آیا ہے' فرمایا خط لے لو میں نے عرض کیا وہ کہتا ہے میرے پاس خط نہیں ہے پھر کہا آنے کی وجہ دریافت کرو۔ میں نے کہا کہ میں نے دریافت کیا تھا اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔

مصری قاصد سے عبدالملک کی گفتگو:

اس پر امیر المومنین نے کہا اچھا اسے اندر آنے دو۔ میں نے اسے اندر جانے کی اجازت دے دی پیامبر نے عرض کیا کہ خدا امیر المومنین کو عبدالعزیز کی موت کے عوض جزائے خیر عطا فرمائے امیر المومنین نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا' رونے لگے پھر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر کہنے لگے کہ خدا عبدالعزیز پر رحم کرے وہ تو اس دار فانی سے عالم جاودانی میں رحلت کر گئے اور ہمیں اس رنج واندوہ میں مبتلا کر گئے پھر عورتیں اور تمام محل والوں نے گریہ وبکا شروع کی۔

ولید اور سلیمان کی ولی عہدی کا اعلان:

دوسرے دن مجھے بلایا اور فرمایا کہ عبدالعزیز تو رحلت کر گئے مگر اب خلق اللہ کے انتظام اور نگرانی کے لیے ایسے شخص کے بغیر تو چارہ نہیں جو میرے بعد خدمت خلق کے اس اہم ونازک فرض کو سنبھال سکے۔ تمہاری رائے میں کون شخص اس منصب کا اہل ہے میں

نے عرض کیا کہ سب سے افضل اور اس منصب کے اہل ولید ہیں۔ عبدالملک نے کہا تمہاری رائے صحیح ہے اب بتاؤ کہ ان کے بعد اس خدمت جلیلہ کا کون اہل ہے میں نے کہا سلیمان سے بڑھ کر جو عرب کے سب سے بڑے بہادر شخص ہیں اور کون اہل ہوسکتا ہے امیر المومنین نے کہا بے شک صحیح کہتے ہو اگر ہم اس بات کا تصفیہ ولید کے سپرد کر جاتے تو ولید اپنے ہی بیٹوں کو ولی عہد خلافت مقرر کرتا اچھا اب فرمان لکھ دو کہ میرے بعد ولید ہوں اور ان کے بعد سلیمان خلیفہ ہوں چنانچہ میں نے حسب الحکم فرمان لکھ دیا۔

ولید کی محمد بن یزید سے خفگی:

چونکہ ولید کے بعد ان کی جانشینی کے لیے میں نے سلیمان کی سفارش کی تھی ولید مجھ سے بہت ناراض تھے اور اسی بنا پر کبھی کوئی اہم خدمت انہوں نے میرے تفویض نہیں کی۔

ہشام بن اسمٰعیل کو بیعت لینے کا حکم:

اب عبدالملک نے ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو لکھا کہ تم ولید اور سلیمان کے لیے لوگوں سے حلف اطاعت لو تمام لوگوں نے ان دونوں کے لیے وفاداری کا حلف اٹھایا۔ مگر سعید بن المسیب نے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک عبدالملک زندہ ہیں میں اور کسی شخص کے لیے حلف وفاداری نہیں اٹھا سکتا ہشام نے انہیں خوب زدوکوب کی اور لوگ انہیں ٹاٹ کے کپڑے پہنا کر مدینہ میں جو پہاڑ کا درہ تھا اور جہاں لوگوں کو قتل اور سولی پر چڑھاتے تھے لے چلے سعید کو یقین ہو گیا کہ مجھے قتل کرنے کے ارادے سے لے جا رہے ہیں مگر جب اس مقام پر پہنچ گئے پھر واپس پلٹا لائے اس پر سعید نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ مجھے سولی پر چڑھانے کے لیے نہیں لے جا رہے ہیں تو میں کبھی یہ کمبل کے کپڑے نہیں پہنتا مگر میں نے تو خیال کیا تھا کہ چونکہ مجھے سولی پر چڑھانے کے لیے لے جا رہے ہیں اسی لیے یہ کپڑے پہنا رہے ہیں۔

عبدالملک کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو کہنے لگے کہ خدا ہشام کا برا کرے جب انہوں نے بیعت کی سعید کو دعوت دی تھی اور انہوں نے انکار کیا تھا تو اسی وقت قتل کرا دیتا یا معاف کر دیتا۔

سعید بن المسیب کا بیعت کرنے سے انکار:

اسی سنہ میں عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید کو ولی عہد بنایا اور ان کے بعد ان کا جانشین سلیمان کو مقرر کیا۔ تمام شہروں کو حکم دیا کہ ان کے لیے بیعت لی جائے ہشام بن اسمٰعیل المخزومی اس وقت مدینہ کے عامل تھے ان سے تمام لوگوں نے بیعت کر لی مگر سعید بن المسیب نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہشام نے انہیں خوب مارا تمام شہر میں انہیں تشہیر کر دیا اور قید کر دیا عبدالملک کو جب اس واقعہ کا علم ہوا اس نے ہشام کو اس حرکت پر لعنت ملامت کی ہشام نے ساٹھ کوڑے سعید کو لگوائے تھے اور موٹی اون کا جانگیا پہنا کر تمام مدینہ میں انہیں تشہیر کیا اور پھر درہ کی چوٹی پر انہیں لے گئے۔

مگر حارث کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جابر بن الاسود بن عوف الزہری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا تو اس نے لوگوں کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے دعوت دی سعید بن المسیب نے کہا کہ میں اس وقت تک بیعت نہیں کروں گا تاوقتیکہ تمام لوگ بالاتفاق انہیں خلیفہ تسلیم نہ کر لیں۔ جابر نے اس پر ساٹھ کوڑے سعید کے لگوائے جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا انہوں نے جابر کو لعنت ملامت کی اور لکھا کہ ہمارے اور سعید کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے تم انہیں چھوڑ دو۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے مصر میں جمادی الاوّل ۸۴ھ میں وفات پائی۔

سعید بن المسیب کی اہانت وتذلیل:

ان کی وفات کے بعد عبدالملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کے لیے لوگوں سے بیعت کی اور تمام شہروں کو حکم بھیجا کہ ان کے لیے بیعت لی جائے اس زمانہ میں ہشام بن اسمٰعیل المخزومی مدینہ پر عبدالملک کا عامل تھا اس نے تمام باشندوں کو بیعت کے لیے بلایا اور سب نے بیعت بھی کر لی سعید بن المسیب کو بھی بلایا اور ان سے بھی بیعت کرنے کے لیے کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں۔

ہشام نے ان کے ساٹھ کوڑے لگوائے ان کو ایک جانگیا پہنا کر تمام شہر میں انہیں تشہیر کیا اور درہ کی چوٹی تک لے جا کر جب انہیں واپس لانے لگے تو سعید کہنے لگے کہ اگر مجھے یہ یقین نہ ہوتا کہ تم لوگ مجھے سولی دینے نہیں لے جا رہے ہو تو میں ہرگز یہ اون کا جانگیہ نہ پہنتا۔

سعید بن المسیب سے بدسلوکی پر عبدالملک کا اظہار افسوس:

غرضیکہ ہشام نے انہیں پھر جیل خانہ میں واپس لا کر قید کر دیا اور اس تمام واقعہ اور ان کی مخالفت کی اطلاع عبدالملک کو لکھ بھیجی۔ عبدالملک نے اس فعل پر اسے لعنت و ملامت کی اور لکھا کہ سعید ایسے شخص ہیں کہ ہمیں ان کی دوستی اور ہمدردی کی زیادہ ضرورت ہے بجائے اس کے کہ ان کے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کی جائے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کا ارادہ نہ مخالفت کا ہے اور نہ آپس میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔

امیر حج ہشام بن اسمٰعیل:

اس سال ہشام نے لوگوں کو حج کرایا' اور حجاج ہی تمام مشرقی ممالک کا مع عراق کا گورنر جنرل تھا۔

۸۶ھ کے واقعات

عبدالملک کی وفات:

اسی سال عبدالملک نے وسط ماہ شوال میں وفات پائی۔ یوم پنجشنبہ وسط شوال ۸۶ھ میں عبدالملک نے وفات پائی اور اس طرح تیرہ سال پانچ مہینے عبدالملک نے خلافت کی۔

ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۳ھ میں تمام لوگوں نے عبدالملک کے ہاتھ پر بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیعت کی تھی۔

مدت حکومت:

ایک اور روایت میں ہے کہ وسط ماہ شوال ۸۶ھ بروز پنجشنبہ عبدالملک نے دمشق میں وفات پائی اس طرح بیعت کے دن سے وفات تک اکیس سال ڈیڑھ ماہ ہوا اس میں سے نو سال تک عبدالملک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑتے رہے اور اس دوران میں صرف ان کی شام میں خلافت تسلیم کی جاتی تھی۔ مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے بعد پھر عراق میں بھی عبدالملک خلیفہ تسلیم کیے

گئے اس طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل اور تمام لوگوں کے عبدالملک کے خلیفہ تسلیم کرنے کے بعد سے ان کی مدت خلافت تیرہ سال اور سات روز کم چار ماہ رہ جاتی ہے۔

عبدالملک کی عمر:

عبدالملک کی عمر میں بہت کچھ اختلاف ہے ایک روایت یہ ہے کہ ان کی عمر ساٹھ برس کی ہوئی واقدی کہتے ہیں کہ اٹھاون سال ہوئی مگر پہلا بیان صحیح ہے کیونکہ اگر تاریخ ولادت سے تاریخ وفات تک حساب لگایا جائے تو ان کی عمر ساٹھ سال ہوتی ہے ۲۶ ہجری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عبدالملک پیدا ہوئے اور جنگ دار میں اپنے باپ کے ساتھ شریک ہوئے جب کہ ان کی عمر دس سال کی تھی۔

ایک اور بیان سے پایا جاتا ہے کہ ان کی عمر تریسٹھ سال ہوئی۔

عبدالملک کا شجرۂ نسب:

عبدالملک کا شجرہ نسب یہ ہے۔عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف کنیت ابوالولید ان کی ماں عائشہ بنت معاویہ المغیرہ بن ابی العاص تھیں۔

عبدالملک کی ازواج واولاد:

1. ولید' سلیمان' مروان الاکبر (متوفی) اور عائشہ۔ان کی ماں کا نام ولادۃ بن العباس بن جزء بن الحارث بن زہیر بن جذیمہ بن رواحۃ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطیعہ بن عبس بن بغیض تھا۔
2. یزید' مروان' معاویہ (متوفی) اور ام کلثوم ان کی ماں عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھی۔
3. ہشام اس کی ماں ام ہشام بنت ہشام اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرۃ المخزومی تھی۔ مدائنی کہتے ہیں کہ ام ہشام کا نام عائشہ تھا۔
4. ابوبکر' اس کا نام بکار تھا اور اس کی ماں عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تھی۔
5. حکم متوفی' اس کی ماں ام ایوب بنت عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھی۔
6. فاطمہ بنت عبدالملک' اس کی ماں ام المغیرہ بنت المغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھی۔
7. اور عبداللہ' مسلمۃ 'منذر' عنبسہ 'محمد' سعید الخیر اور حجاج یہ لونڈیوں سے تھے۔

مدائنی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا بیویوں کے علاوہ عبدالملک کی اور بھی عورتیں تھیں۔جن میں سے ایک شقراء بنت سلمہ بن حلبس الطائی تھی اور دوسری حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوئی پوتی' پڑپوتی تھی۔جس کی دادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔

سلمہ بن زید بن وہب سے عبدالملک کی گفتگو:

ایک مرتبہ سلمہ بن زید بن وہب بن نباتۃ الفہمی عبدالملک کے پاس آیا عبدالملک نے اس سے پوچھا کہ کون زمانہ بہترین زمانہ اور کون سے بادشاہ سب سے بہتر ہوئے ہیں سلمہ نے کہا بادشاہوں کا تو سب کا یہ حال ہے کہ یا وہ مذمت کرنے والے ہیں یا تعریف کرنے والے رہا زمانہ اس کی یہ کیفیت ہے کہ بعض اقوام کو عروج پہنچاتا ہے اور بعض کو قعر مذلت میں دھکیل دیتا ہے ہر شخص

اپنے زمانہ کی برائی کرتا ہے کیونکہ زمانہ ہر نئی چیز کو پرانی اور ہر چھوٹے بچہ کو بوڑھا کر دیتا ہے اور سوائے ایک امید کے زمانہ کی ہر شے فانی ہے۔

عبدالملک نے کہا کہ اب مجھ سے ذرا فہم کا حال بیان کیجیے۔ سلمہ نے کہا کہ ان کی حالت کی تصویر ان شعروں میں کسی شاعر نے کیا خوب کھینچی ہے وہ اشعار یہ ہیں:

درج اللیل النھار علی فھم بن عمر و فاصبحوا کالرمیم

و خلت دارھم فأضحت یبابًا بعد عزوثروۃ و نعیم

کذالك الزمان یذھب بالناس و تبقی دیارھم کالرسوم

''❶ دن اور رات کی گردش نے قبیلہ فہم بن عمرو کو مٹا کر خاک کر دیا۔ ان کے مکانات بالکل ویران اور چٹیل میدان کی طرح ہو گئے حالانکہ اس سے پہلے وہ قبیلہ نہایت عزت و دولت اور خوشحالی سے بسر کرتا تھا❷ اور زمانہ کی تو یہ عادت ہے کہ رہنے والوں کو ہلاک کر ڈالتا ہے اور ان کے بعد مکانات مٹ کر خاک کے تودے رہ جاتے ہیں''۔

سلمہ بن زید کے اشعار:

پھر عبدالملک نے سلمہ سے پوچھا کہ یہ حسبِ ذیل شعر کس نے کہے ہیں:

رایت الناس مذخلوا و کانوا — یحبون الغنی من الرجال

و ان کان الغنی قلیل خیر — بخیلاً بالقلیل من النوال

فما ادری علام و فیم ھذا — وما ذایرتجون من البخال

اللدنیا فلیس ھناك دنیا — ولا یرجی لحادثۃ اللیالی

ترجمہ: ''ابتدائے خلقت سے لوگوں کا یہ حال دیکھ رہا ہوں کہ وہ دولتمند اصحاب کو پسند کرتے ہیں چاہے وہ دولتمند بخیل اور کنجوس ہی کیوں نہ ہوں مگر میں نہیں جانتا کہ لوگ کیوں اور کس لیے بخل کرتے ہیں اور اس بخل سے انہیں کس فائدہ کی توقع ہے اگر دنیا کے لیے وہ ایسا کرتے ہیں تو یہ ان کا خیال بالکل خیال بالکل غلط ہے دنیا کا کچھ اعتبار نہیں۔ کیونکہ آفات ناگہانی سے کوئی بھی محفوظ نہیں''۔

سلمہ نے کہا کہ یہ شعر میرے ہیں۔

ابوقطیفہ عمرو بن ولید کے اشعار:

ابوقطیفہ عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط نے حسبِ ذیل اشعار عبدالملک کے متعلق کہے۔

نبئت ان ابن القلمس عابنی — ومن ذامن الناس الصحیح المسلم

فابصر سبل الرشد سید قومہ — وقد ببصر الرشد الرئیس المعمَّمُ

فمن اھم ھاخبر و نامن انتم — وقد جعلت اشیاء تبدو و تکتم

ترجمہ: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن قلمس نے مجھ پر عیب لگایا ہے اور بھلا اسے صحیح و سالم لوگوں سے کیا واسطہ۔ پھر اس کی قوم کے

سردار نے صحیح راستہ پالیا اور اس میں شک نہیں کہ راہ راست کو جلیل القدر سرداری معلوم کیا کرتا ہے مگر تم کون ہو ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور تمام باتیں تو ظاہر ہی کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں مگر تم لوگ چھپاتے جاتے ہو''۔

عبدالملک کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے مثل ذی عزت و منزلت خاندان کو کوئی شخص ''تم کون ہو'' کہہ کر خطاب کرے۔ بخدا اگر وہ بات نہ ہوتی جسے تم جانتے ہو میں حکم دیتا ہوں کہ تمہیں تمہاری ناپاک اصل سے ملا دیا جاتا اور اتنا مارتا کہ مر ہی جاتے۔

عبدالملک نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اس وقت سوائے میرے اور کوئی شخص خلافتِ عامہ کے حاصل کرنے کی طاقت اور اہلیت نہیں رکھتا اس میں شک نہیں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بڑے عابد و زاہد اور صوم و صلوٰۃ کے نہایت سختی سے پابند ہیں مگر اپنے بخل کی وجہ سے وہ ایک کامیاب حکمران نہیں ہو سکتے۔

باب ۱۴

ولید بن عبدالملک

بیعتِ خلافت:

اسی سنہ میں ولید بن عبدالملک کے ہاتھ پر بہ حیثیت خلیفہ ہونے کے بیعت کی گئی۔ ولید اپنے باپ کو دفن کر کے مسجد میں آیا۔ منبر پر چڑھا تمام لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے پھر اس نے تقریر کی اور کہا: انا لله و انا الیه راجعون. امیرالمومنین کی موت سے جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ ہی ہماری مدد کرنے والا ہے۔ اور تمام تعریفیں اسی خدا کے لیے سزاوار ہیں جس نے خلافت دے کر ہم پر اپنا سب سے بڑا انعام واحسان کیا ہے آپ لوگ کھڑے ہوں اور بیعت کریں۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ہمام السلولی نے بیعت کی۔ ان کے بعد ہی اور تمام لوگوں نے بیعت کی۔

ولید بن عبدالملک کا پہلا خطبہ:

اس واقعہ کے متعلق واقدی بیان کرتے ہیں کہ ولید جب اپنے باپ کو دفن کر کے واپس آیا۔ عبدالملک دمشق کے باب الجابیہ کے باہر دفن کیے گئے۔ تو اپنے مکان میں نہیں گیا بلکہ سیدھا جامع دمشق میں آ کر منبر پر چڑھا۔ مناسب الفاظ میں حمد وثنا کے بعد اس نے کہا آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس شے کو اللہ نے آگے رکھا ہے کوئی شخص اسے پیچھے نہیں کر سکتا اور جسے اس نے پیچھے کیا ہے کوئی آگے نہیں بڑھا سکتا۔ ہر متنفس کے لیے خداوند عالم نے پہلے ہی سے موت کا فیصلہ کر دیا ہے اس سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حاملین عرش بھی مستثنیٰ نہیں ہیں۔

ہماری قوم کے سردار دوسرے عالم میں نیک بندوں کے منازل کی طرف سدھار گئے ان کا طرز عمل اور ہر فعل خدا کے لیے ہوتا ہے۔ جو شخص مخالفت یا بغاوت کرتا اس پر سختی کرتے اور اچھے اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور اخلاق سے پیش آتے۔ ہمارے مقدس مذہب اسلام کے تمام ارکان پر انہوں نے عمل کیا۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ خلافتِ اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت کی۔ دشمنانِ خدا پر فوج کشی کی وہ نہ کمزور تھے نہ ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ آپ لوگوں کو چاہیے کہ آپ وفادار رہیں اور جماعت کے نظام میں تسبیح کے دانوں کی طرح منسلک رہیں یہ خوب سمجھ لیجیے کہ تنہا شخص کے ساتھ ہمیشہ شیطان لگا رہتا ہے جو شخص ہم پر اس بات کو ظاہر کرے گا جو اس کے دل میں ہے ہم اس سے ویسا ہی سلوک کریں گے اور جو مخالفت کے جذبات کو دل ہی دل میں چور کی طرح چھپائے رکھے گا وہ اس مرض سے ہلاک ہو جائے گا۔ اس تقریر کے بعد ولید نے عبدالملک کے سواری کے تمام جانور دیکھے ان پر قبضہ کر لیا ولید ایک نہایت ہی ظالم اور سخت گیر شخص تھا۔

امارتِ خراسان پر قتیبہ بن مسلم کا تقرر:

اسی سال قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا عامل مقرر ہو کر خراسان آیا۔ قتیبہ ۸۶ ہجری میں اس وقت خراسان پہنچا جب کہ مفضل فوج کا معائنہ کر رہا تھا اور اخرون اور شومان کے خلاف جہاد کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ قتیبہ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اور انہیں جہاد پر برانگیختہ کیا۔

قتیبہ کا جہاد پر خطبہ:

قتیبہ کی تقریر حسب ذیل ہے:

''اللہ تعالیٰ نے کفار سے جہاد کرنے کو تمہارے لیے حلال کیا ہے تاکہ اس کے دین کا غلبہ ہو تم برائیوں سے بچو زیادہ دولت مند بنو اور کفار تباہ و ہلاک ہوں اور کلام پاک میں اپنے نبی محترم ﷺ سے فتح کا حتمی وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴾

''اللہ ہی وہ مقدس ذات ہے جس نے اپنے رسول کو شمع ہدایت اور سچا دین دے کر مبعوث فرمایا تاکہ اسے تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہو جائے چاہے مشرک اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں''۔

اسی طرح خداوند برتر نے مجاہدین کے لیے بڑا ثواب اور اپنے پاس بڑے بڑے مراتب و مدارج دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔فرماتا ہے۔

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَ لَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ..... اَحْسَنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴾

''یہ مدارج اور یہ انعامات انہیں اس لیے دیئے جائیں گے کہ اللہ کی راہ میں نہ انہیں پیاس معلوم ہوتی ہے نہ تھکن محسوس کرتے ہیں اور نہ کوئی اور دقت دشواری۔''

آخر آیت میں فرمایا کہ ان کا طرز عمل نہایت ہی بہتر رہا ہے''۔

اس کے بعد قتیبہ نے شہدا کے متعلق کہا کہ وہ زندہ ہیں اور انہیں برابر اللہ کی طرف سے رزق پہنچتا رہتا ہے چنانچہ خود خداوند عالم نے شہداء کے متعلق فرمایا ہے:

﴿ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴾

''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں تم مردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس اور انہیں رزق پہنچایا جاتا ہے''۔

اس لیے آپ لوگوں کو چاہیے کہ اپنے رب کے وعدہ حاصل کیجیے اور اپنے تئیں انتہائی مصیبت و تکلیف کے برداشت کرنے کے لیے تیار رکھیے اور خود میں ہمیشہ ڈھیل اور کاہلی سے محترز رہوں گا۔

قتیبہ بن مسلم کی پیش قدمی:

قتیبہ تمام فوج کے ساز و سامان ہتھیار اور گھوڑوں کا معائنہ کرنے کے بعد جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ اس نے مرو پر دو شخصوں کو اپنا قائم مقام بنایا۔ فوج کا سردار ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو مقرر کیا۔ اور مال گزاری پر عثمان بن السعدی کو مقرر کیا۔ جب قتیبہ طالقان پہنچا۔ یہاں بلخ کے کچھ زمیندار اس کے ساتھ ہو گئے۔ جب دریا کو عبور کیا تو اس پار تمیش الاعور صغانیان کے بادشاہ نے تحفے تحائف اور سونے کی کنجی پیش کر کے اس کا استقبال کیا اور اپنے علاقہ میں آنے کی دعوت دی اور قتیبہ وہاں گیا۔

شاہ کفتان و صغانیان کی اطاعت:

اسی طرح کفتان کا بادشاہ بھی بہت سا روپیہ اور تحفے تحائف لے کر اس کی خدمت میں آیا اور اپنے یہاں آنے کی دعوت دی قتیبہ بیش کے ساتھ صغانیان گیا۔ بادشاہ صغانیان نے اپنا علاقہ اس کے حوالہ کر دیا۔ بادشاہان اخرون اور شومان تمیش کے ہمسایہ تھے انہوں نے اس بیچارے پر زیادتیاں کی تھیں۔ اور جنگ کر کے اس کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔

قتیبہ کی مراجعت مرو:

اس بنا پر قتیبہ نے اب دونوں کی سرکوبی کے لیے جو علاقہ طخارستان کے حکمران تھے پیش قدمی کی مگر جنگ کرنے سے پہلے ہی غشتاسبان نے آ کر کچھ زرفدیہ دے کر صلح کی درخواست کی۔ قتیبہ نے صلح کر لی اور مرو واپس آ گیا۔ واپسی میں قتیبہ نے فوج کی قیادت اپنے بھائی صالح کے تفویض کر دی اور خود فوج کو پیچھے چھوڑ کر اس سے پہلے ہی مرو پہنچ گیا۔

صالح بن مسلم کی فتوحات:

ان کے چلے جانے کے بعد ان کے بھائی صالح نے قلعہ ماسارالحصن فتح کیا' اس جنگ میں نصر بن سیار بھی صالح کے ہمراہ تھا اس معرکہ میں وہ بڑی بہادری اور شجاعت سے لڑا جس کے صلہ میں صالح نے اسے ایک گاؤں تجانہ نامی جاگیر میں عطا کیا اس قلعہ کو فتح کرنے کے بعد صالح قتیبہ کے پاس چلا آیا پھر قتیبہ نے اسے ترمذ کا عامل مقرر کیا۔

حجاج کی قتیبہ سے اظہار خفگی:

قتیبہ کے خراسان آنے کے متعلق باہلی یہ کہتے ہیں کہ یہ ۸۵ ہجری میں خراسان آیا۔ فوج کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا جس قدر فوج خراسان میں اس وقت تھی اس کے پاس کل تین سو پچاس زرہیں ہیں۔ قتیبہ نے اخرون اور شومان پر فوج کشی کی اور پھر واپس پلٹ آیا واپسی میں کشتی پر سوار ہو کر آمل آیا اور فوج کو پیچھے چھوڑ دیا۔ فوج بلخ کے راستہ مرو آئی حجاج کو جب اس واقعہ کا علم ہوا اس نے قتیبہ کو لعنت وملامت کی اور فوج کو پیچھے چھوڑ آنے پر اظہار ناخوشنودی کی اور لکھا کہ اب جب کبھی تم جنگ کرنے کے لیے جاؤ تو پیش قدمی کی صورت میں سب سے آگے رہو اور جب واپس پلٹنے لگو تو سب سے آخر میں پچھلے دستہ فوج میں رہو۔

اہل بلخ کی سرکوبی وسرکشی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دریا کو عبور کرنے سے پہلے اس سال قتیبہ بلخ کے فساد کے فرو کرنے میں مصروف رہا بلخ کے کچھ لوگوں نے سرکشی کی تھی' اور مسلمانوں سے باغی ہو گئے تھے۔ قتیبہ بلخ والوں سے لڑا اس روز جنگ میں جو قیدی گرفتار ہوئے ان میں خالد بن برمک کے باپ' برمک کی بیوی بھی تھی اور اس وقت خود برمک نوبہار کا عامل تھا یہ عورت عبداللہ بن مسلم قتیبہ کے بھائی کے جسے فقیر کہا جاتا ہے۔ حوالے کر دی گئی۔ عبداللہ بن مسلم کو کچھ جذام بھی تھا عبداللہ نے اس عورت سے مباشرت کی اس واقعہ کے دوسرے ہی دن بلخ والوں نے قتیبہ سے صلح کر لی۔ قتیبہ نے حکم دیا کہ تمام قیدی واپس کر دیئے جائیں۔

زوجہ برمک اور عبداللہ بن مسلم:

اب برمک کی بیوی نے عبداللہ سے کہا کہ اے عرب میں تجھ سے حاملہ ہو گئی ہوں۔ اسی وقت عبداللہ نے وفات پائی مگر یہ وصیت کر دی کہ جو بچہ اس عورت سے پیدا ہو وہ میرے خاندان میں شامل کر لیا جائے اور پھر یہ عورت برمک کو واپس کر دی گئی جب خلیفہ مہدی رے آئے تو عبداللہ بن مسلم کے لڑکے خالد کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تم ہمارے بھائی ہو۔ اس پر مسلم بن قتیبہ نے ان سے کہا کہ تم خالد کو اپنے خاندان میں شامل کرنا چاہتے ہو اگر وہ اسے منظور کر لیں تو پھر تمہیں اپنے خاندان کی لڑکی بھی انہیں دینا پڑے گی۔ اس پر عبداللہ کے لڑکے اپنے دعوے سے دستبردار ہو گئے۔ برمک طبیب حاذق تھا۔ مسلمہ کو کوئی بیماری تھی اس نے اس کا علاج کیا اور اسے صحت ہو گئی۔

حبیب بن مہلب ناظم کرمان کی برطرفی:

اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک نے علاقہ روم میں جہاد کیا۔ نیز اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو قید کر دیا اور حبیب بن المہلب کو کرمان کی نظامت سے موقوف کر دیا۔ اور عبدالملک بن المہلب کو اس کے محافظ دستہ کی سرداری سے علیحدہ کر دیا۔

امیر حج ہشام بن اسمٰعیل:

ہشام بن اسمٰعیل المخزومی نے اس سال لوگوں کو حج کرایا عراق اور تمام مشرقی صوبجات کا گورنر جنرل حجاج تھا۔ مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کوفہ کے پیش امام تھے اور زیاد بن جریر بن عبداللہ حجاج کی طرف سے کوفہ میں امیر عسکر تھا ایوب بن الحکم بصرہ کا عامل تھا اور قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔

۸۷ھ کے واقعات

ہشام بن اسمٰعیل کی معزولی:

اس سنہ میں ولید نے ہشام بن اسمٰعیل کو مدینہ کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا ہشام کو معزولی کا حکم شب شنبہ بتاریخ ۷/ ماہ ربیع الاول ۸۷ھ میں موصول ہوا۔ اس طرح ہشام ایک ماہ یا اس سے کچھ کم چار برس مدینہ کا صوبہ دار رہا۔

امارت مدینہ پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تقرر:

ولید نے اس کی جگہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ کا صوبہ دار مقرر کیا عمر رحمۃ اللہ علیہ جب منصب پر سرفراز کیے گئے ان کی عمر ۲۵ برس کی تھی اور یہ ۶۲ھ میں پیدا ہوئے تھے جب آئے تو تیس اونٹوں پر ان کا سامان اور ان کے ساتھی تھے' اور مروان کے مکان میں آ کر فروکش ہوئے کچھ لوگ ان کے سلام کو آئے۔

فقہائے مدینہ کی طلبی:

نماز ظہر کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ کے دس فقیہوں کو اپنے پاس بلایا۔ ان میں عروہ بن الزبیر' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ' ابوبکر بن عبدالرحمٰن' ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ' سلیمان بن یسار' قاسم بن محمد' سالم بن عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عامر بن ربیعہ' اور خارجۃ بن زید رحمۃ اللہ علیہم تھے یہ لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور بیٹھ گئے۔

فقہائے مدینہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بعد حمد و ثنا ان سے کہا کہ میں نے آپ حضرات کو ایسے کام کے لیے بلایا ہے' جس پر آپ کو اجر ملے گا اور اس معاملہ میں مشورہ دے کر آپ حق و صداقت کی اعانت کریں گے میں چاہتا ہوں کہ کوئی بات آپ سب کے یا آپ لوگوں میں سے جو صاحب اس وقت موجود ہوں ان کی رائے اور مشورہ کے بغیر نہ کروں۔ اگر آپ کسی کو دیکھیں کہ وہ ظلم و زیادتی کر رہا ہے یا میرے ماتحت عہدہ داروں کے خلاف کوئی شکایت آپ سنیں تو آپ کو خدا کی قسم! آپ فوراً مجھے مطلع کریں اس ملاقات کے بعد یہ حضرات عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر کی دعا دیتے ہوئے باہر آ گئے اور ایک دوسرے سے رخصت ہو کر جدا ہو گئے۔

چونکہ ہشام کے متعلق ولید کی رائے بہت خراب تھی اس لیے ولید نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ ہشام کی لوگوں میں تشہیر کی جائے۔

سعید بن المسیب کا ہشام سے حسن سلوک:

سعید بن المسیب کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے اور دوسرے اہالی موالیوں کو بلا کر ان سے کہا کہ اگر چہ ہشام کی تشہیر کی جا رہی ہے مگر خبردار تم میں سے کوئی شخص اسے نہ چھیڑے اور نہ کوئی بری بات کہے جس سے اس کے قلب کو اذیت ہو۔ کیونکہ میں اپنے اور اس کے معاملہ کو خدا اور قرابت کی بنا پر چھوڑے دیتا ہوں اگر چہ میری رائے اس کے متعلق اچھی نہیں ہے تاہم وہ کلمات اپنی زبان سے ہرگز نہ ادا کروں گا جو اس نے میرے لیے استعمال کیے تھے۔ محمد بن عمر کے باپ بیان کرتے ہیں کہ ہم ہشام کے ہمسایہ تھے۔ یہ باوجود اس ہمسائیگی کے ہمیں طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔

ہشام کی تشہیر و توہین کا حکم:

حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کو اس کے ہاتھوں سخت تکلیفیں برداشت کرنا پڑی تھیں جب ہشام معزول کیا گیا اور ولید نے اس کی توہین اور تشہیر کا حکم دیا تو کہنے لگا کہ مجھے صرف علی بن الحسین رضی اللہ عنہ سے خوف ہے ہشام مروان کے مکان کے پاس کھڑا کیا گیا تھا آپ اس کے پاس سے گزرے مگر اس کے قبل ہی آپ نے اپنے طرفداروں سے فرمایا تھا کہ بدتہذیبی کی کوئی بات ہشام سے نہ کہنا چنانچہ جب ہشام بن اسمٰعیل کے پاس سے گذرے تو اس نے کلام پاک کا یہ جملہ آپ کے سنانے کے لیے پڑھا:

﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَةَ ﴾

''اللہ ہی سب سے بہتر جاننے والا ہے کہ وہ کس شخص کو اپنا پیامبر بناتا ہے''۔

مسلم قیدیوں کی رہائی:

اسی سنہ میں نیزک قتیبہ کے پاس آیا اور قتیبہ نے اہل باذغیس سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اب ان کے علاقہ میں داخل نہ ہو گا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نیزک طرخان کے پاس کچھ مسلمان قید تھے بادشاہ شومان سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ نے نیزک کو ان قیدیوں کے بارے میں خط لکھا کہ تم انہیں چھوڑ دو۔ ورنہ میں بہت سختی سے پیش آؤں گا اس دھمکی سے نیزک خائف ہوا اور اس نے تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے قتیبہ کے پاس بھیج دیا۔

نیزک کو فوج کشی کی دھمکی:

اب قتیبہ نے سلیم الناصح عبیداللہ بن ابی بکرہ کے آزاد غلام کو نیزک کے پاس سفیر کی حیثیت سے بھیجا تا کہ یہ اسے صلح کی دعوت دیں اور اس سے کہہ دیں کہ تمہیں امان دی جائے گی۔ قتیبہ نے نیزک کو ایک خط بھی لکھا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ اگر تم میرے پاس نہ آؤ گے تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم پر فوج کشی کروں گا اور جہاں کہیں تم جاؤ گے تمہیں کھود کر نکال لاؤں گا اور اس وقت تک اپنے ارادہ سے باز نہیں رہوں گا جب کہ مجھے فتح حاصل نہ ہو جائے گی یا موت آ کر میرے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دے گی۔

نیزک اور قتیبہ بن مسلم میں مصالحت:

غرض کہ سلیم قتیبہ کے اس خط کو لے کر نیزک کے پاس آئے اور اسے سمجھانے بجھانے لگے۔ نیزک نے ان سے کہا کہ آپ کے سردار کی نیت اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ مجھ ایسے ذی عزت و مرتبت شخص کو اس قسم کا خط کبھی نہیں لکھا جاتا۔ سلیم نے اس سے کہا

کہ اس میں شک نہیں کہ ہمارے سردار سیاحت وحکومت میں بہت سخت ہیں تاہم اگر ان کے سامنے کوئی شخص نرمی و عاجزی سے پیش آئے تو وہ بھی بہت ہی نرم طبیعت ہو جاتے ہیں اور جو تمکنت اور سرکشی سے پیش آئے اس کے لیے بہت ہی سخت ہیں آپ ان کی تحریر کے درشت لہجہ سے متاثر نہ ہوں اور محض اس وجہ سے ان کے پاس جانے کے قصد کو ملتوی نہ کیجیے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اور تمام عرب آپ کی بے انتہا خاطر و مدارت اور عزت وتوقیر کریں گے چنانچہ نیزک سلیم کے ساتھ قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ نے اہل باذغیس سے اس شرط پر صلح کر لی کہ اب وہ ان کے علاقہ میں داخل نہ ہوگا۔

مسلمۃ بن عبدالملک کی رومیوں پر فوج کشی:

اسی سنہ میں مسلمۃ بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کی یزید بن جبیر بھی ان کے ہمراہ تھا سوسنتہ کے مقام پر جو مصیصۃ کے قریب واقع ہے۔ رومیوں نے ایک زبردست فوج کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام طوانتہ کے قریب مسلمۃ اور میمون الجرجانی کی مڈبھیڑ ہوئی اس وقت مسلمۃ کے ساتھ کل ایک ہزار انطا کی جنگجو تھے۔ مسلمۃ نے دشمن کے بے شمار آدمی قتل کر ڈالے اور اللہ نے ان کے ہاتھوں کئی ایک قلعے سر کرا دیے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بجائے مسلمۃ کے اس سال ہشام بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ حصن بولق، احزم، بولس اور قمقم ان کے ہاتھوں فتح کرا دیے۔ عرب متعربہ میں سے ایک ہزار سپاہی کام آئے ہشام بن عبدالملک نے ان کے بیوی بچوں کو قیدی بنا لیا۔

قتیبہ بن مسلم کا بیکند پر حملہ:

اسی سنہ میں قتیبہ نے بیکند پر فوج کشی کی۔ بیکند پر فوج کشی اور اس کی تفصیل:

نیزک سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ دوسرے موسم جہاد تک مرو میں مقیم رہا اور پھر اسی ۸۷ ہجری میں اس نے بیکند پر فوج کشی کی۔ مرو سے چل کر مروالروذ آیا پھر آمل ہوتا ہوا زم آیا۔ اس مقام سے اس نے دریا کو عبور کر کے بیکند کا رخ کیا (بخارا کے شہروں میں بیکند دریائے جیحوں کے قریب ترین واقع ہے۔ تاجروں کا شہر کہلاتا ہے اور بخارا کی سمت سے ریگستان کے سرے پر واقع ہے)۔

مسلم فوج کی محصوری:

غرض کہ جب مسلمانوں کی فوج نے اس کے بالکل قریب جا کر پڑاؤ کیا تو بیکند والوں نے اہل صغد اور دوسرے اپنے آس پاس کے لوگوں سے اعانت طلب کی اس درخواست پر زبردست امدادی فوجیں بیکند کی امداد کے لیے پہنچ گئیں انہوں نے مسلمانوں کے رسل و رسائل کے راستہ کو مسدود کر دیا، اب یہ حالت ہوگئی کہ نہ قتیبہ کا کوئی قاصد اس حلقہ سے باہر جا سکتا تھا اور نہ اس کے پاس کوئی فرستادہ پہنچ سکتا تھا اس طرح دو ماہ تک اسے کوئی خبر نہ معلوم ہو سکی اور نہ حجاج کو اس کی کوئی خبر معلوم ہوئی اس سے حجاج کو سخت تشویش ہوئی اور اسے قدرتی طور پر مسلمانوں کی فوج کی تباہی کا خطرہ پیدا ہوا اس نے تمام مساجد میں لوگوں کو دعا کرنے کا حکم دیا اور تمام شہروں میں بھی دعا کرنے کے لیے احکام جاری کر دیے اور اس فوج کی یہ حالت تھی کہ روزانہ دشمن سے برسرپیکار رہتی تھی۔

تنذر عجمی اور قتیبہ بن مسلم:

ایک عجمی شخص تنذر نامی قتیبہ کا مخبر تھا اہل بخارا نے اسے بہت کچھ رشوت دے کر ملا لیا اور اس سے کہا کہ تو کسی ترکیب سے

قتیبہ کو اس کی موجودہ حیثیت سے ہٹا دے' تنذر قتیبہ کے پاس آیا اور تخلیہ کا خواستگار ہوا۔ تمام لوگ قتیبہ کے پاس اٹھ کر چلے گئے۔ مگر قتیبہ نے ضرار بن حصین الضبی کو اپنے پاس بٹھائے رکھا' تنذر نے قتیبہ سے کہا کہ حجاج کو معزول کر دیا گیا ہے اور یہ اب آپ پر عامل ہو کر آنے والے ہیں' بہتر یہ ہے کہ آپ مرو واپس چلے جائیں۔

تنذر عجمی کا قتل:

قتیبہ نے اپنے غلام سیاہ کو بلا کر حکم دیا کہ تنذر کو قتل کر ڈالے۔ حبشی نے اسے قتل کر ڈالا' پھر قتیبہ نے ضرار سے کہا کہ اب سوائے تمہارے اور میرے اور کوئی شخص اس خبر سے واقف نہیں ہے۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر یہ بات اس موجودہ جنگ کے اختتام تک کسی سے میں نے سنی تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا لہٰذا تم اپنی زبان پر مہر لگا لو۔ کیونکہ اس خبر کے شائع ہونے سے تمام لوگوں میں بددلی پھیل جائے گی۔

تنذر کے قتل پر قتیبہ کی تقریر:

اس بات کی ہدایت کرنے کے بعد قتیبہ نے دوسرے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ جب لوگ اس کے پاس آئے تو دیکھا کہ تنذر مقتول پڑا ہے اس سے انہیں پریشانی اور رنج ہوا اور ایک غور و فکر میں سب نے گردنیں نیچی کر لیں۔ قتیبہ نے ان سے کہا کہ آپ لوگ اس شخص کے قتل سے جسے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا ہے' کیوں خائف ہیں سب نے کہا کہ ہم اسے مسلمانوں کا خیر سگال سمجھتے ہیں۔ قتیبہ نے کہا نہیں بلکہ وہ مفسد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے کیفر کردار کو پہنچا دیا اس خیال کو دل سے نکال ڈالیے اور کل صبح ہی دشمن سے غیر معمولی بہادری اور ثابت قدمی سے نبرد آزمائی کیجیے۔

اہل بیکند کی شکست و صلح:

دوسرے دن صبح ہی سے لوگ جہاد کے لیے تیار ہو کر میدان کارزار میں آ گئے۔ قتیبہ تمام علمبردار سرداروں کے پاس جا کر انہیں اور ان کے ماتحت مجاہدین کو جنگ کے لیے ابھارتے تھے۔ دونوں فوجوں میں معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ اب مسلمانوں کی تلواروں نے دشمن کے گلوں سے معانقہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ثبات و استقلال نازل فرمایا۔ غروب آفتاب تک خوب لڑائی ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے مونڈھے پشت پر سے مسلمانوں کے سپرد کر دیئے اور وہ شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگ مسلمانوں نے ان کا ایسا سخت تعاقب کیا کہ شہر میں بھی نہ گھسنے دیا۔ کفار منتشر ہو گئے اور مسلمانوں نے جس طرح چاہا ان کو قتل کیا اور جسے چاہا اسے گرفتار کر لیا بہت کم شہر میں پناہ لے سکے قتیبہ نے سفر مینا والوں کو حکم دیا کہ شہر کی فصیل تباہ کر دی جائے اس پر کفار نے صلح کی درخواست کی قتیبہ نے صلح کر لی۔ اور بنی قتیبہ کے ایک شخص کو بیکند کا عامل مقرر کر دیا۔

اہل بیکند کی عہد شکنی:

اب قتیبہ واپس ہوا ابھی ایک یا دو منزل ہی آیا ہو گا اور بیکند سے صرف پانچ فرسخ کے فاصلے پر تھا کہ کفار نے اپنا عہد وفاداری توڑ ڈالا' عامل اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اور ان کی ناک اور کان قطع برید کر دیئے قتیبہ کو اس بات کی اطلاع ہوئی واپس پلٹا' اہل بیکند قلعہ بند ہو گئے تھے ایک ماہ تک قتیبہ لڑتا رہا پھر اس نے سفر مینا والوں کو حکم دیا کہ شہر کا حصار ختم اور تباہ کر دیا جائے۔ انہوں نے فصیل پر لکڑیوں سے پاڑ باندھنا شروع کی۔ قتیبہ کا ارادہ یہ تھا کہ جب پاڑ مکمل طور پر بندھ جائے اس وقت اس میں آگ لگا دی

جائے اور اس طرح فصیل منہدم ہو جائے گی۔ مگر قبل اس کے کہ سفر مینا والے اپنے کام کو ختم کرتے فصیل خود بخود گر پڑی اس سے چالیس آدمی ہلاک ہو گئے۔

بیکند کا تاراج:

اب پھر اہل بیکند نے صلح کی درخواست کی۔ مگر قتیبہ نے انکار کر دیا لڑا اور بزور شمشیر شہر کو مسخر کر دیا شہر میں جس قدر جنگ جو تھے ان کو تہ تیغ کر ڈالا۔ قیدیوں میں ایک کانا بھی تھا اسی نے ترکوں کو مسمانوں کے خلاف نقض عہد کرنے پر ابھارا تھا اس نے قتیبہ سے کہا کہ میں اپنی جان کا فدیہ دینے کے لیے تیار ہوں۔ سلیم الناصح نے اس سے پوچھا کہ کتنا دو گے؟ اس نے پانچ ہزار چینی ریشمی تھان کہے۔ جس کے ہر تھان کی قیمت دو ہزار درہم تھی۔ قتیبہ نے مشورہ لیا۔ لوگوں نے کہا فدیہ لینے سے مسلمان کی دولت عامہ میں اضافہ ہوتا ہے اور اب کبھی اسے تو یہ موقع نہیں ملے گا کہ پھر ایسی حرکت کرے۔ اس لیے فدیہ لینے میں کیا ہرج ہے۔ مگر قتیبہ نے اس کی درخواست نامنظور کر دی اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ اب اس کا وجود آئندہ کسی موقع پر بھی مسلمانوں کے لیے موجب خطر ہے۔ لہٰذا اسے قتل کر دینا چاہیے۔ چنانچہ اسے تہ تیغ کر دیا گیا۔

فتح بیکند اور مال غنیمت:

بیکند کی فتح میں مسلمانوں کو مال غنیمت میں بے شمار سونے چاندی کے برتن ملے۔ قتیبہ نے مال غنیمت کی نگرانی اور تقسیم کے لیے عبداللہ بن والان العدوی متعلقہ بنی ملکان جسے قتیبہ امین ابن الامین کہا کرتا تھا اور ایاس بن جہیس الباہلی کو مقرر کر دیا ان دونوں نے جس قدر سونے چاندی کے ظروف اور بت تھے ان سب کو گلا دیا۔ اور قتیبہ کے پاس لے کر آئے۔ نیز تمام اس کیٹ کو بھی جو ان برتنوں سے نکلی تھی لے آئے۔ قتیبہ نے یہ کیٹ ان دونوں صاحبوں کو دے دی اس کی قیمت چالیس ہزار درہم آنکی گئی ان دونوں نے قتیبہ سے اس کی اطلاع کی۔ قتیبہ نے اسے واپس لے لیا۔ اور حکم دیا کہ اسے پھر گلایا جائے۔ جب اسے پھر گلایا گیا تو اس میں سے ایک لاکھ پچاس ہزار مثقال یا صرف پچاس ہزار مثقال قیمتی دھات نکلی۔

اسی طرح بیکند میں اور بھی بہت سی چیزیں مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ اس قدر مال غنیمت اس مقام سے انہیں ملا کہ خراسان میں کبھی اتنا نہیں ملا تھا۔

فوج میں اسلحہ کی تقسیم:

اس فتح کے بعد قتیبہ مرو واپس آ گیا۔ مسلمانوں کی مالی حالت بہت بہتر ہو گئی انہوں نے خوب ہتھیار اور گھوڑے خرید لیے۔ ان کے لیے دور دور سے لوگ سواری کے جانور لائے۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ میں ہی سب سے عمدہ اور خوب صورت گھوڑا ہتھیار خریدوں۔ اس سے ہتھیاروں کی قیمت اس قدر چڑھ گئی کہ ایک نیزہ ستر درہم میں آنے لگا۔ سرکاری ذخائر حرب میں بھی تو میں یہ ہتھیار اور اسلحہ اور دوسرا سامان حرب تھا۔ قتیبہ نے حجاج کو لکھا کہ اگر جناب والا مجھے اجازت دیں تو میں یہ ہتھیار فوج کو دے دوں۔ حجاج نے اجازت دے دی۔ قتیبہ نے تمام سامان ضروریات حرب اور اسلحہ نکلوائے اور لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ اب فوج جنگ کے لیے کیل کانٹے سے مسلح ہو گئی۔

نومشکث کی فتح:

موسم بہار میں قتیبہ نے تمام لوگوں کو جمع کر کے اعلان عام کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو جہاد کے لیے ایسے

وقت میں لیجاؤں جب کہ آپ کو زادراہ کے اٹھانے کی دقت نہ پڑے اور موسم سرما سے پہلے واپس لے آؤں۔ غرض کہ اب قتیبہ ایک نہایت آراستہ و پیراستہ فوج کے ساتھ جس کے گھوڑے نہایت حسین و خوب صورت تھے۔ اور چمکتے ہوئے ہتھیاروں سے مسلح جہاد کے لیے روانہ ہوا پہلے آمل آیا۔ پھر زم سے دریائے جیحوں کو عبور کر کے بخارا کے علاقہ میں داخل ہوا اور شہر نومشکث پر جو بخارا ہی کا ایک شہر ہے دھاوا کر دیا۔ شہر والوں نے اس سے صلح کر لی۔

مسلم الباہلی کی امانت کا واقعہ:

مسلم الباہلی نے والان سے کہا کہ میں کچھ مال بطور امانت آپ کے پاس رکھوانا چاہتا ہوں۔ والان نے پوچھا کہ کیا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اور لوگوں کو اس کی خبر نہ ہو یا اوروں کو خبر ہو جانے میں آپ کوئی ہرج نہیں سمجھتے؟ مسلم نے کہا نہیں۔ میں اسے پوشیدہ ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ والان نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ کسی معتمد شخص کے ہاتھ وہ مال فلاں مقام پر بھیج دیجیے اور اسے حکم دے دیجیے کہ اگر وہاں کوئی بیٹھا ہو تو یہ مال وہاں چھوڑ کر چلا آئے۔ مسلم نے کہا بہتر ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں اس نے تمام مال ایک خرجی میں رکھا۔ اسے خچر پر لادا اور اپنے آزاد غلام سے کہا کہ اسے فلاں مقام پر لے جاؤ۔ جب دیکھو کہ وہاں کوئی شخص بیٹھا ہوا ہے تو تم خچر چھوڑ کر چلے جانا۔

وہ خچر لے کر چلا دوسرے طرف والان وقت مقررہ پر حسبِ وعدہ اس مقام پر آیا مگر جب بہت دیر تک مسلم کا کوئی آدمی وہاں نہیں پہنچا۔ والان وقت مقررہ کے گزر جانے کے بعد چلا گیا۔ اور اس نے خیال کیا کہ شاید مسلم کا آدمی آ کر واپس چلا گیا۔

اس شخص کے چلے جانے کے بعد ہی ایک اور تغلبی اس جگہ آ کر بیٹھ گیا کہ اتنے میں مسلم کا آزاد غلام مال لے کر وہاں پہنچا جب دیکھ لیا کہ ایک آدمی وہاں بیٹھا ہوا ہے اس نے خچر کو وہیں چھوڑ دیا اور خود واپس چلا آیا۔

تغلبی نے خچر کو جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس پر زر و جواہر بار ہے اور کوئی شخص اس کا مالک نہیں ہے اس خچر کو اپنے گھر لے آیا اور خچر اور مال دونوں اپنے قبضہ میں کر لیے چونکہ مسلم کو تو یہ یقین تھا کہ میرا مال والان کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اس لیے تاوقتیکہ اسے مال کی واپسی کی ضرورت نہ پڑی اس نے کبھی اس سے پوچھا بھی نہیں۔ جب ضرورت ہوئی تو مسلم نے والان سے کہا کہ میری امانت واپس کر دیجیے۔ والان نے کہا کہ میرے پاس آپ کی کوئی امانت نہیں ہے۔ اور نہ میں نے آپ کے مال کو لیا ہے۔

مسلم الباہلی کی امانت کی واپسی:

اب مسلم نے ہر جگہ والان کی برائی کرنا شروع کی اور اس کی بددیانتی کا اظہار کرتا۔ ایک روز بنی صبیعہ کی مجلس میں آیا اور ان سے والان کی شکایت کی۔ وہ تغلبی جس نے اصل میں اس کا مال لیا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا یہ اٹھ کر اسے علیحدہ لے گیا اور پوچھا کہ تمہاری کیا کیا چیزیں تھیں۔ مسلم نے سب بیان کیں۔ تغلبی مسلم کو اپنے گھر لایا اور اس خرجی کو دکھا کر کہا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ مسلم نے کہا ہاں! تغلبی نے کہا کہ اس مہر کو بھی جانتے ہو اس کا جواب بھی مسلم نے اثبات میں دیا۔ تغلبی نے کہا تو یہ آپ ہی کا مال ہے آپ لے لیجیے اور پورا قصہ سنایا اس حقیقت کے اظہار کے بعد مسلم نے جن لوگوں سے والان کی شکایت کی تھی ان سے آ کر معذرت کی اور پورا واقعہ سنایا۔

امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ و عمال:

اس سال عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جو مدینہ کے عامل تھے لوگوں کو حج کرایا اس سنہ میں ابوبکر بن عمر بن حزم، عمر بن عبدالعزیز

رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مدینہ کے قاضی تھے عراق اور تمام مشرقی صوبجات کا حسب سال ما سابق حجاج گورنر جنرل تھا جراح بن عبداللہ بن الحکمی اس سنہ میں حجاج کی طرف سے بصرہ کا عامل تھا اور عبداللہ بن اذینہ بصرہ کے قاضی تھے کوفہ میں معاملاتِ جنگ کا انتظام زیاد بن جریر بن عبداللہ کے تفویض تھا۔ اور ابو بکر بن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کوفہ کے قاضی تھے اور قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔

۸۸ھ کے واقعات

قلعہ طوانیہ کی تسخیر:

اسی سنہ میں رومیوں کا قلعہ طوانیہ مسلمانوں نے مسخر کیا اور وہیں ایام سرما بسر کیے۔ مسلمۃ بن عبدالملک اور عباس بن الولید بن عبدالملک اس اسلامی فوج کے جس نے اس قلعہ کو تسخیر کیا تھا سردار تھے۔

پہلے دن کی لڑائی میں مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دی۔ کفار سے اپنے گرجاؤں اور خانقاہوں میں جا چھپے مگر پھر پلٹ کر آئے اور اب کی مرتبہ مسلمان پسپا ہو گئے اور اس بدحواسی سے بھاگے کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب کسی طرح جنگ کی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ صرف چند آدمی عباس کے پاس رہ گئے تھے۔ ان میں ابن محیریز الجمحی تھا۔ عباس نے اس سے کہا کہ کہاں ہیں وہ قرآن پر ایمان رکھنے والے جو جنت کے خواہش مند ہیں۔

ابن محیریز نے عباس سے کہا کہ آپ انہیں آواز دے کر بلایئے وہ آپ کے پاس آئیں گے۔ عباس نے انہیں یا اہل القرآن کہہ کر آواز دی۔ اس پر سب کے سب پھر پلٹ پڑے اب کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس سال کفار کو شکست دی اور مسلمان قلعہ طوانیہ میں داخل ہو گئے۔

اہل مدینہ کی جہاد کے لیے طلبی:

ولید نے مدینہ والوں کو حکم دیا کہ مدینہ سے دو ہزار فوج جہاد کے لیے تیار کی جائے۔ مدینہ کے ذی استطاعت باشندوں نے یہ ترکیب کی کہ اپنی جگہ دوسرے لوگوں کو اجرت دے کر بھیجنا شروع کیا۔ اور بجائے دو ہزار کے پندرہ سو تو عباس اور مسلمۃ کے ساتھ قلعہ طوانیہ کی تسخیر میں شریک ہوئے۔ باقی پانچ سو پیچھے ہی رہ گئے اور موسم گرما کی مہم میں شریک نہ ہوئے۔

عباس اور مسلمۃ دونوں اس مہم کے سردار تھے۔ انہوں نے قلعہ طوانیہ میں موسم سرما بسر کیا اور اسے فتح کیا۔ اسی سال یزید بن عبدالملک کا بیٹا ولید پیدا ہوا۔

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مکانات کا انہدام:

نیز اسی سال ولید نے مسجد نبوی اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مکانات کے انہدام کا حکم دیا اور ان کے مکانات کو بھی مسجد نبوی میں شامل کر لیا گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ربیع الاوّل ۸۸ ہجری میں ولید کا قاصد اس ہیئت سے مدینہ میں آیا کہ اس کا عمامہ کچھ بے تکا سا بندھا ہوا تھا کہ دو تین پیچ اس نے باندھ رکھے تھے اس پر لوگ کہنے لگے کہ معلوم نہیں کہ قاصد کیا پیام لے کر آیا ہے اور چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔

مسجد نبوی کی توسیع کا منصوبہ:

قاصد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ ولید کا خط انہیں دیا اس میں مرقوم تھا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرے بھی مسجد نبوی میں شامل کر دیئے جائیں علاوہ بریں اس کے پیچھے اور آس پاس جو مکانات ہیں وہ بھی خرید لیے جائیں تاکہ مسجد نبوی کا طول دو سوگز اور عرض دو سوگز ہو جائے اور اگر ممکن ہو تو مسجد کے سامنے کا حصہ بھی کچھ اور آگے بڑھا دیا جائے اور آپ ایسا کر سکتے ہیں کیونکہ مسجد کے سامنے آپ کے ننھیالی رشتہ داروں کے مکانات واقع ہیں وہ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے۔

مکانات کی قیمت کی ادائیگی:

اگر ان میں سے کوئی شخص مکان دینے سے انکار کرے تو آپ شہر والوں سے ان مکانات کی صحیح قیمت کا اندازہ کرا کے نقد قیمت ان کے حوالے کر دیجیے گا اور پھر مکانات کو منہدم کرا دیجیے گا۔ اس کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نظیریں بھی موجود ہیں۔ کہ انہوں نے پہلے بھی ایسا کیا ہے ان مکانات کے مالک اس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی بیٹھے تھے آپ نے ولید کا خط پڑھ کر انہیں سنایا۔ وہ لوگ قیمت لے کر مکانات دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قیمت ان کے حوالے کر دی۔ اب آپ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کو منہدم کرا کے مسجد نبوی کی بنیاد شروع کی۔ کچھ روز مدینہ کے کاریگروں نے کام کیا' بعد میں وہ معمار آ گئے جنہیں ولید نے خاص مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے بھیجا تھا۔

مسجد نبوی کا انہدام:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خود بھی مسجد نبوی کے گرانے میں شریک تھے اور ان کے ہمراہ اور بھی سربرآوردہ لوگ جن میں قاسم' سالم' ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ' خارجہ بن زید اور عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی مسجد کے گرانے میں شریک تھے یہ لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد نشانات بتاتے اور اس کی شناخت کے نقشہ کا اندازہ کرتے جاتے تھے اور انہیں حضرات نے اس کی بنیاد قائم کی۔

صالح بن کیسان کا بیان:

صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ جب ولید کا خط دمشق سے مسجد نبوی کے انہدام کے بارے میں آیا تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو علیحدہ کر کے پندرہ شخص مسجد گرانے کے لیے گئے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کے انہدام اور اس کی تعمیر کی نگرانی میرے متعلق کر دی تھی۔ ہم نے مدینہ ہی کے مزدوروں اور کاریگروں سے انہدام کا کام لینا شروع کیا۔ سب سے پہلے ہم نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مکانوں کو منہدم کر دیا کہ اتنے میں وہ کاریگر آ گئے جنہیں ولید نے اسی غرض سے مدینہ بھیجا تھا۔

مسجد نبوی کے لیے قیصر روم کی پیش کش:

صفر ۸۸ ہجری میں ہم نے مسجد نبوی کو گرانا شروع کیا۔ ولید نے قیصر روم کو لکھا کہ میں نے چونکہ مسجد نبوی کے انہدام اور پھر نئے سرے سے اس کی تعمیر کا حکم دیا ہے اس لیے آپ بھی اس کام میں میری امداد کیجیے۔ قیصر روم نے ایک لاکھ مثقال سونا سو معمار اور چالیس اونٹ منقش اور کندہ پتھروں سے لدے ہوئے ولید کے پاس بھیج دیئے اور مسمار شدہ قصبوں اور شہروں سے مینا کاری کیے ہوئے پتھر تلاش کرا کرا کے ولید کے پاس بھیجے اور ولید نے انہیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر:

اسی سنہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی نیز اسی سنہ میں مسلمۃ نے رومیوں سے جہاد کیا۔ تین قلعے قسطنطین، غزالہ اور آخرم فتح کیے اور تقریباً ایک ہزار عرب مستعربہ قتل کر ڈالے ان کے بال بچوں کو لونڈی غلام بنالیا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔

اسی سنہ میں قتیبہ نے نومشکث اور رامیثنہ پر فوج کشی کی۔

اہل رامیثنہ کی اطاعت:

قتیبہ نے ۸۸ ہجری میں بشار بن مسلم کو مرو پر اپنا قائم مقام بنا کر نومشکث پر فوج کشی کی۔ باشندگان نومشکث نے قتیبہ کا استقبال کیا اور اس سے صلح کر لی یہاں سے قتیبہ رامیثنہ گیا اس شہر کے باشندوں نے بھی صلح کر لی اور قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔

ترکوں کا مجاہدین پر حملہ:

اثنائے راہ میں ترکوں نے جن کے ساتھ صغدی اور اہل فرغانہ بھی کثیر تعداد میں تھے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور عبدالرحمٰن بن مسلم الباہلی پر جو فوج کے پچھلے حصہ پر تھے اور ان کے اور اہل فوج اور قتیبہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا ترکوں نے اچانک حملہ کر دیا۔ جب ترک عبدالرحمٰن کے بالکل نزدیک پہنچ گئے اس نے قاصد کے ذریعہ سے اس خطرہ کی فوراً قتیبہ کو اطلاع دی۔ اتنے میں ترکوں نے عبدالرحمٰن پر حملہ کر دیا اور جنگ شروع کر دی۔

قتیبہ بن مسلم کی کمک:

قاصد نے قتیبہ کو جا کر اس سانحہ کی اطلاع دی۔ قتیبہ فوراً اپنی فوج لے کر عبدالرحمٰن کی امداد کے لیے پلٹا۔ عبدالرحمٰن بھی برابر ترکوں کے مقابلہ پر جما ہوا تھا۔ اب حالت یہ ہو چکی تھی کہ ترکوں نے تقریباً مسلمانوں کی فوج کے چھکے چھڑا دیے تھے۔ مگر جب عبدالرحمٰن کی فوج نے قتیبہ کو دیکھا تو ان کے حوصلے بلند ہو گئے ان میں پھر ایک قسم کی تازہ روح پیدا ہو گئی نہایت ثابت قدمی سے ظہر تک لڑتے رہے۔

ترکوں کی شکست و فرار:

اس معرکہ میں نیزک نے جو قتیبہ کے ہمراہ تھا خوب ہی داد مردانگی دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ قتیبہ نے اب پھر مرو کا رخ کیا اور ترمذ کے پاس سے دریائے جیحوں کو عبور کر کے بلخ ہوتا ہوا مرو پہنچا۔

باہلی یہ بیان کرتے ہیں کہ ان حملہ آور ترکوں کا سردار اس معرکہ میں فغفور چین کا بھانجا کورمغانون ترکی تھا۔ اور ترکوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں ہی کو فتح دی۔

اسی سال ولید نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ پہاڑی راستے صاف کر دیئے جائیں تاکہ مسافروں کو آسانی ہو اور قصبات میں کنوئیں کھدوائے جائیں۔

بیت المعذور قائم کرنے کا حکم:

صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ ولید نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ تمام پہاڑی دشوار گذار راستے آسان کر دیئے

جائیں اور مدینہ میں کنوئیں کھدوائے جائیں اسی قسم کا حکم ولید نے اور مقامات میں بھی بھیجا تھا۔ چنانچہ خالد بن عبداللہ کو اس قسم کا حکم موصول ہوا تھا ولید نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جس قدر جذامی ہیں وہ شاہراہوں میں لوگوں کے سامنے نہ پھریں بلکہ ان کے لیے ایک بیت المعذورین بنا دیا گیا تھا۔ جہاں باقاعدہ طور پر تمام ضروریاتِ زندگی ایصال ہوتی رہتی تھیں۔

مدینہ میں فوارہ بنانے کا حکم:

ولید نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بھی حکم دیا کہ ایک فوارہ بنایا جائے (یہ فوارہ آج کل یزید بن عبدالملک کے مکان کے قریب واقع ہے) عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بنوایا اور اس میں سے پانی جاری ہو گیا جب ولید حج کرنے کے لیے آیا تو پانی کے ذخیرے اور فوارہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ یہاں پہرہ بٹھا دیا جائے اور نمازیوں کو اس میں سے پانی دیا جایا کرے اس حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

اہل مکہ کی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پانی کی قلت کی شکایت:

صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۸۸ ہجری میں حج کرنے کے لیے قریشیوں کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان اصحاب کو اخراجات کے لیے بہت سا روپیہ اور سواری کے لیے سواریاں بھیج دی تھیں ان تمام اصحاب نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ذی الحلیفہ سے احرام باندھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے گئے تھے جب تمام جماعت مقام تنعیم پہنچی تو قریش کے کچھ لوگ جن میں ابی ملیکہ بھی تھے آپ سے ملنے آئے اور بیان کیا کہ مکہ میں پانی کی سخت قلت ہے اور ہمیں خوف ہے کہ حاجیوں کو اس وجہ سے سخت تکلیف اٹھانا پڑے گی اور پینے کے لیے بھی پانی میسر نہ ہوگا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بارش کے لیے دعا:

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے تو مطلب بالکل صاف ہے آؤ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں چنانچہ آپ نے اور دوسرے تمام لوگوں نے نہایت عاجزی اور خلوص سے دیر تک بارگاہِ کبریائی میں دعا کی۔ خداوند نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا اور بخدا اسی روز ہم بارش کی حالت میں بیت اللہ پہنچے رات تک خوب موسلا دھار مینہ برسا۔ اور جھڑی لگ گئی۔ وادی بطحا میں اس قدر سیلاب آیا کہ مکہ والے خائف ہو گئے عرفہ، منیٰ اور مزدلفہ میں بھی اس قدر بارش ہوئی کہ مشکل سے لوگ عبور کر کے جا سکتے تھے اور اس سال مکہ میں خوب سرسبزی اور نباتات کی روئیدگی ہوئی مگر ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۸ ہجری میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال تمام وہی لوگ مختلف مقامات کے صوبہ دار اور عامل تھے جو سنہ گذشتہ ۸۷ ہجری میں تھے۔

۸۹ھ کے واقعات

مسلمۃ بن عبدالملک کی قلعہ سوریہ پر فوج کشی:

مسلمۃ بن عبدالملک کی زیر قیادت اس سال مسلمانوں نے قلعہ سوریہ فتح کیا۔ واقدی بیان کرتے ہیں کہ اس سال مسلمۃ رومیوں سے جہاد کے لیے ان کے علاقہ میں داخل ہوئے ان کے ہمراہ عباس بن ولید بھی تھے۔ دشمن کے علاقہ میں پہلے تو دونوں ساتھ داخل ہوئے مگر پھر یہ علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ مسلمۃ نے قلعہ سوریہ فتح کیا اور عباس نے اذرولیہ فتح کیا' رومیوں کی ایک فوج نے ان کی مزاحمت کی مگر اس نے انہیں شکست دی۔

قلعہ جات عموریہ' ہرقلہ اور قمودیہ کی تسخیر:

مگر واقدی کے علاوہ اور لوگوں کا بیان یہ ہے کہ مسلمۃ نے قلعہ عموریہ کی تسخیر کے لیے پیش قدمی کی۔ یہاں رومیوں کی ایک زبردست فوج سے ان کا مقابلہ ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اور مسلمۃ نے قلعہ جات ہرقلہ اور قمودیہ فتح کر لیے اور عباس موسم گرما کی مہم لے کر بدندوں کی جانب سے کفار کے علاقہ میں جہاد کے لیے بڑھے تھے۔

قتیبہ بن مسلم کی وردان خذاہ سے جنگ:

نیز اس سال میں قتیبہ نے بخارا کے علاقہ میں جہاد کیا اور رامیثنہ فتح کیا یہ روایت باہلیوں کی ہے نیز وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب قتیبہ رامیثنہ فتح کر کے بلخ کے راستہ سے واپس ہوا تو فاریاب پر حجاج کا خط اسے ملا۔ جس میں حکم دیا گیا تھا کہ تم وردان خذاہ سے جا کر لڑو۔ قتیبہ ۸۹ ہجری میں دوبارہ مرو سے جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ زم آیا اور یہاں سے دریا کو عبور کیا ریگستان کے راستے میں اہل صُغد' کس اور نسف نے اس کا مقابلہ کیا۔ قتیبہ ان سے لڑا۔ اور انہیں شکست دے کر بخارا پہنچا۔ وردان کی داہنی سمت سے گذر کر اس نے مقام خرقانہ زیرین میں اپنا پڑاؤ کیا۔ اس مقام پر دشمن کی ایک زبردست جمعیت سے اس کی جنگ ہوئی۔ دو دن دو راتیں مسلسل معرکہ جدال وقتال گرم رہا۔ مگر آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مظفر و منصور کیا۔

ادریس بن حنظلہ کا بیان:

مگر ادریس بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ ۸۹ ہجری میں قتیبہ نے وردان خذاہ بخارا کے بادشاہ سے جنگ کی مگر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور نہ کوئی شہر فتح کیا اور مرو واپس آ گیا اور حجاج کو تمام واقعات کی اطلاع دے دی۔ اس پر حجاج نے اسے لکھا کہ بخارا کے بادشاہ کی تصویر میرے پاس بھیج دو۔ قتیبہ نے اس کی تصویر بھیج دی۔ حجاج نے قتیبہ کو لکھا کہ تم اپنے خلوت خانہ میں جاؤ اور خلوص نیت سے اپنے خدا کے سامنے توبہ کرو۔ اور پھر ان سمتوں اور راستوں سے بخارا پر چڑھائی کرو۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حجاج نے قتیبہ کو لکھا کہ کس کے خلاف کوئی چال چلو نسف کو تباہ کر دو۔ وردان کو لوٹ لو اور حفاظت کی تمام تدبیریں ہمیشہ اختیار کرتے رہنا اور مجھے چھوٹی چھوٹی مہموں کے بکھیڑوں سے نجات دو۔

خالد بن عبداللہ القسری:

نیز اسی سال خالد بن عبداللہ القسری مکہ کا گورنر مقرر کیا گیا ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ خالد مکہ میں منبر بیٹھا ہوا تھا اور لوگوں کے سامنے تقریر کر رہا تھا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ خلیفہ کا مرتبہ بڑا ہے جو کسی کا قائم مقام ہوتا ہے یا رسول کا مرتبہ جو محض پیامبر ہوتا ہے۔ بخدا تم لوگ خلیفہ کی فضیلت سے ناآشنا ہو۔ مگر میں بتاتا ہوں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگا تو اللہ نے انہیں کھاری پانی عطا فرمایا۔ مگر تمہارے خلیفہ نے جب اللہ سے پانی مانگا تو دیکھو کیسا شیریں اور خوش ذائقہ پانی دیا گیا ہے یہ ایک کنواں تھا جسے ولید نے طویٰ اور حجون کی وادی میں کھدوایا تھا اور یہاں سے اس کا پانی لے جا کر زمزم کے پاس چمڑے کے حوض میں رکھتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس کنوئیں کا پانی زمزم سے بھی اچھا ہے۔

مگر بعد میں اس کنوئیں کا پانی سوکھ گیا اور کنواں بھی منہدم ہو گیا۔ آج کل یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس جگہ تھا۔

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے ترکوں پر جہاد کیا اور آذربائیجان کی سمت سے مقام باب تک پہنچ گیا اور اس علاقہ میں مسلمۃ نے کئی قلعے اور شہر سر کیے۔

امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اور وہی لوگ اس سال بھی مختلف ممالک کے ارباب حل وعقد تھے جن کا تذکرہ ہم سال گذشتہ کے بیان میں کر چکے ہیں۔

۹۰ھ کے واقعات

مسلمۃ بن عبدالملک اور عباس بن ولید کا جہاد:

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے سوریہ کی سمت سے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا اور سوریہ میں جو پانچ قلعے تھے انہیں فتح کیا۔

عباس بن ولید نے بھی اس سال جہاد کیا اور بڑھتے بڑھتے ارزن تک پہنچ گیا۔ اور لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سوریہ تک پہنچ گیا تھا۔ اور محمد بن عمر اسی بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہے۔

فتح سندھ:

نیز اسی سنہ میں محمد بن قاسم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے جسے حجاج نے فوج دے کر سندھ فتح کرنے کے لیے بھیجا تھا داہر بن صعصعۃ بادشاہ سندھ کو قتل کیا۔

اسی سال ولید نے عبداللہ بن عبدالملک کی جگہ قرہ بن شریک کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

امیر البحر خالد بن کیسان کی گرفتاری ورہائی:

نیز اسی سال رومیوں نے خالد بن کیسان مسلمانوں کے امیر البحر کو گرفتار کیا۔ اسے قیصر روم کے پاس لے گئے۔ پھر قیصر نے اسے بغیر فدیہ لیے ولید کے سپرد کر دیا۔

قتیبہ بن مسلم کی بخارا پر فوج کشی:

اور اسی سنہ میں قتیبہ نے بخارا فتح کیا اور دشمن کی تمام طاقت کو جو اس نے وہاں جمع کی تھی شکست فاش دی۔

جب فتح حاصل کیے بغیر قتیبہ وردان خذاہ کے مقابلہ سے واپس مرو آ گیا۔ حجاج نے اس فعل پر اسے ڈانٹا اور کہا کہ تم اس حرکت سے توبہ کرو۔ اور پھر بخارا کے بادشاہ کے خلاف مہم لے کر جاؤ اور اس اس راستہ سے بخارا پر پیش قدمی کرنا قتیبہ ۹۰ ہجری میں بخارا پر جہاد کرنے کے لیے بڑھا۔

بخارا کا محاصرہ:

وردان خذاہ نے اہل سغد' ترکوں اور اپنے دوسرے ہمسایہ قوموں کو امداد کے لیے بلایا۔ یہ تمام لوگ بخارا کی امداد کے لیے آئے۔ مگر قتیبہ نے ان امدادی فوجوں کے آنے سے پہلے ہی بخارا پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ جب امدادی فوجیں پہنچ گئیں تو اب اہل بخارا بھی کھلے میدان میں مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نکلے۔

بنی ازد کا کفار پر حملہ و پسپائی:

بنی ازد نے کہا ہمیں آج آپ بقیہ فوج سے علیحدہ متعین کر دیجیے۔ ہم دشمنوں کو سمجھ لیں گے۔ قتیبہ نے انہیں پیش قدمی کرنے کا حکم دیا۔ ازدی آگے بڑھ کر دشمن سے دست و گریباں ہو گئے۔ قتیبہ اپنے اسلحہ اور زرہ پر ایک زرد چادر اوڑھے بیٹھ رہا۔ اور ازدی کچھ عرصہ تو نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہے مگر پھر پسپا ہوئے اور مشرکین نے ایسی سختی سے ان کا تعاقب کیا کہ مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیئے بلکہ قتیبہ کے لشکر میں در آئے اور اس سے بھی گزر کر آگے بڑھ آئے۔

مسلمانوں کا جوابی حملہ:

حالت یہ ہو گئی کہ عورتوں نے گھوڑوں کے چہروں کو مارا تاکہ یہ پھر میدان جنگ کی طرف پلٹ جائیں اور رونا شروع کیا اس کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے پھر مڑ کر جوابی حملہ کیا اور مسلمانوں کے دونوں بازوؤں کی فوجیں بھی ترکوں پر ٹوٹ پڑیں۔ لڑتے لڑتے انہیں پھر ان کی پہلی جگہ پر پسپا کر دیا اور ترک ایک بلند مقام پر جا کر ٹھہر گئے۔

قتیبہ کی بنی تمیم سے درخواست:

قتیبہ نے کہا کون ان ترکوں کو اس جگہ سے ہٹائے گا۔ اس وقت تمام قبائل کھڑے تھے۔ مگر کسی نے حامی نہیں بھری۔ قتیبہ خود چل کر بنی تمیم کے پاس آیا۔ اور ان سے کہا کہ میرا باپ تم پر قربان ہو آپ لوگ کفار کے لیے بمنزلہ دوزخ کے ہیں اس لیے آج بھی آپ اپنے سابقہ معرکوں کی سی جرأت و بسالت دکھایئے۔

وکیع سردار بنی تمیم کی پیش قدمی:

اس پر وکیع نے خود اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا اور بنی تمیم کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا آج آپ لوگ میرا ساتھ نہ دیں گے اور مجھے تنہا چھوڑ دیں گے؟ سب نے کہا ہرگز نہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں ہریم ابی طحمۃ المجاشعی بنی تمیم کے رسالہ کے دستہ کا افسر تھا۔ اور وکیع تمام بنی تمیم کا سردار تھا۔ ابھی تمام لوگ چپ چاپ اپنی جگہ ساکت کھڑے تھے۔ کوئی پیش قدمی کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ کہ وکیع نے ہریم کو رسالے لے کر آگے بڑھانے کا حکم دیا اور اپنا جھنڈا بھی اسے دے دیا۔ ہریم رسالہ لے کر آگے بڑھا اور خود وکیع نے

پیدل دستہ کے ساتھ آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔ بڑھتے بڑھتے ہریم اس دریا کے کنارے پہنچا جو اس کے اور دشمن کے درمیان رواں تھا۔ ہریم وہاں ٹھہر گیا۔ مگر فوراً ہی وکیع نے اس سے کہا کہ دیکھتے کیا ہو دریا میں گھوڑا ڈال دو۔ ہریم نے وکیع کی جانب خشمگیں اور غیظ آلود اونٹ کی طرح دیکھا اور کہنے لگا کہ اگر میں اپنا رسالہ دریا میں ڈال دوں اور یہ شکست کھا جائے تو بالکل تباہ ہو جائے گا۔ تم بالکل احمق ہو۔ وکیع کہنے لگا کیوں نالائق تو اور میرے حکم سے سرتابی کرے۔ اور نیز وکیع نے اس ڈنڈے سے جو اس کے ہاتھ میں تھا اسے مارا۔ ہریم نے اپنے گھوڑے کو چابک رسید کیا اور دریا میں ڈال دیا۔ اور کہنے لگا کہ جو کچھ اب میرے ساتھ ہو چکا ہے اس سے زیادہ تو دشمن کے مقابلہ میں بھی نہ ہوگا۔

وکیع اور ہریم کا ترکوں پر حملہ:

غرض کہ ہریم رسالہ کے ساتھ دریا کو عبور کر کے نکل گیا۔ وکیع بھی اپنے پیدل دستہ کے ساتھ دریا پر پہنچا۔ حکم دیا کہ شہتیر لائے جائیں۔ چنانچہ شہتیر بچھا کر پل بنایا گیا۔ اور اب وکیع نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ صرف وہ جو مرنے کے لیے تیار ہو۔ میرے ساتھ دریا کو عبور کرے۔ اور جو اس کے لیے تیار نہیں بہتر ہے کہ وہ آگے نہ بڑھے۔ اور یہیں اپنی جگہ ٹھہرا رہے صرف آٹھ سو پیدل سپاہ نے اس کے ساتھ دریا کو عبور کیا وکیع بھی آہستہ آہستہ ان کے ساتھ چلتا رہا۔ جب یہ تھک گئے تو تھوڑی دیر آرام کر لینے کی انہیں اجازت دی۔ اور جب ستا کر یہ دشمن کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ تو وکیع نے رسالہ کو اپنے دونوں بازوؤں پر رہنے کا حکم دیا اور ہریم سے کہا کہ میں دشمن پر نیزوں سے حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم اسے اپنے رسالہ سے ہماری جانب بڑھنے نہ دینا۔ ہریم سے اتنا کہہ کر وکیع نے فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ تمام لوگ نہایت بہادری سے تیر کی طرح دشمن پر جا پڑے۔ ہریم نے بھی اپنے دستہ کو لے کر دشمن پر حملہ کیا۔ اور جب تک کہ انہیں اس اہم مقام سے ہٹا نہیں دیا ان کا پیچھا نہیں چھوڑا۔

ترکوں کی شکست و پسپائی:

اس طرف قتیبہ نے یہ حالت دیکھ کر بلند آواز سے کہا کہ دیکھو دشمن نے شکست کھائی۔ مگر اب بھی کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ دریا کو عبور کرتا اور دشمن کا مقابلہ کرتا۔ مگر جب دشمن نے بالکل ہی بھاگنا شروع کیا تب اس فوج نے اس کا تعاقب کیا۔

کافر کے سر کے لیے انعام کا اعلان:

قتیبہ نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک کافر کا سر لائے گا اسے سو درہم انعام دیا جائے گا۔ اس روز بنی قریع کے گیارہ شخص قتیبہ کے پاس سر لے کر آئے۔ جس کسی سے قتیبہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے یہی کہا کہ میں قریعی ہوں۔ اس پر ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ کہ ایک ازدی شخص بھی کسی کافر کا سر قتیبہ کے سامنے لایا۔ قتیبہ نے اس کا نام و نسب پوچھا اس نے کہا کہ قریعی ہوں۔ جہم بن زحر بھی اس وقت قتیبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے قتیبہ سے کہا کہ خدا کی قسم! اس شخص نے جھوٹ بولا ہے یہ تو میرا چچیرا بھائی ہے قتیبہ نے اس شخص سے اس جھوٹ کی وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ہر شخص یہی آ کر کہتا ہے کہ میں قریعی ہوں تو میں نے خیال کیا کہ آج جو شخص کسی دشمن کا سر لے کر آئے اسے اپنے تئیں قریعی ہی بتانا چاہیے اس بات کو سن کر قتیبہ ہنسنے لگا اس معرکہ میں خاقان اور اس کا بیٹا زخمی ہوئے۔

قتیبہ بن مسلم کی مراجعت مرو:

قتیبہ پھر مرو واپس آ گیا اور حجاج کو لکھا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مسلم کو کفار کے مقابلہ پر بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح دی اس فتح میں حجاج کا ایک آزاد غلام بھی شریک تھا۔ اس نے حجاج سے آ کر اصل کیفیت بیان کی۔ حجاج کو سُنیہ پر سخت غصہ آیا اور اس سے قتیبہ کو بھی سخت رنج و کاوش ہوئی اس نے مشیروں کو صلاح دی کہ آپ بنی تمیم کے کچھ لوگوں کا ایک وفد انہیں انعام و اکرام دے دلا کر اور انہیں راضی کر کے حجاج کے پاس بھیج دیجیے تا کہ یہ لوگ آپ کے بیان کی توثیق کریں۔

بنی تمیم کا وفد اور حجاج:

چنانچہ قتیبہ نے بعض لوگوں کو جن میں عرام بن شیتر الضبی بھی تھا۔ اس غرض سے حجاج کی خدمت میں بھیجا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس پہنچے۔ حجاج نے انہیں خوب ڈانٹا ڈپٹا برا بھلا کہا' اور حجام کو بلایا۔ جو قینچی لیے ہوئے تھا۔ اور کہا کہ یا تو تم لوگ مجھ سے سچا سچا واقعہ بیان کرو۔ ورنہ اس قینچی سے تمہاری زبانیں قطع کرا دوں گا۔

اب کس کی مجال تھی کہ جھوٹ بولتا۔ عرام نے تمام وفد کی طرف سے کہا کہ امیر اور سپہ سالار عام تو قتیبہ تھے۔ مگر عبدالرحمٰن کو انہوں نے فوج کا سردار بنا دیا تھا۔ اس لیے دراصل فتح اسی کو ہوئی۔ جو تمام لوگوں کا سپہ سالار عام اور امیر تھا۔ اس بیان سے حجاج کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

شاہ سغد طرخون کی تجدید معاہدہ کی درخواست:

اسی سال قتیبہ نے طرخون سغد کے بادشاہ سے اپنے سابقہ عہد نامہ صلح کی تجدید کی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب قتیبہ نے اہل بخارا کو نہایت ذلیل شکست دی اور ان کے پرخچے اڑا دیئے تو اہل سغد پر اس کی ہیبت اور رعب طاری ہو گیا۔ طرخون اپنے ساتھ دو اور سرداروں کو لے کر پلٹ آیا اور قتیبہ کے لشکر کے قریب آ کر ٹھہر گیا دریائے بخارا ان دونوں کے بیچ میں حائل تھا۔ طرخون نے قتیبہ سے درخواست کی کہ کسی شخص کو آپ بھیج دیجیے تا کہ میں اس سے کچھ گفتگو کروں۔ قتیبہ نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیج دیا۔

قتیبہ بن مسلم اور طرخون میں تجدید معاہدہ:

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ طرخون نے خود حیان النبطی کو آواز دے کر بلایا۔ حیان اس کے پاس گیا طرخون نے اس سے کہا کہ میں اس قدر فدیہ دے کر صلح کرنا چاہتا ہوں۔ قتیبہ نے اس کی درخواست منظور کر لی۔ اور اس کے ایک شخص کو تا ادائی زر فدیہ بطور یرغمال اپنے پاس روک لیا۔ طرخون اپنے علاقہ میں چلا گیا اور قتیبہ مرو واپس آ گیا نیزک بھی قتیبہ کے ہمراہ تھا۔

نیزک کا طخارستان جانے کا ارادہ:

اسی سنہ میں نیزک نے بدعہدی کی۔ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے قلعہ بند ہو گیا۔ قتیبہ نے اس سے جہاد کیا۔ اور اس پر فتح پائی۔ ان تمام واقعات کا بیان حسب ذیل ہے:

قتیبہ جب بخارا چھوڑ کر روانہ ہوا' نیزک بھی اس کے ہمراہ تھا مگر قتیبہ کی متواتر فتوحات سے اس کے دل میں قتیبہ کا رعب بیٹھ گیا تھا۔ اور وہ قتیبہ سے ڈرنے لگا تھا۔ ایک روز اس نے اپنے خاص مصاحبوں سے کہا کہ اگرچہ میں قتیبہ کے ہمراہ ہوں۔ مگر مجھے اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔ اس عربی نژاد کی مثال کتے کی سی ہے اگر مارو تو بھونکتا ہے اور اگر اس کے سامنے ٹکڑا ڈال دو تو دم

ہلانے لگتا ہے۔ اور ساتھ ہو لیتا ہے اور اگر تم اس سے لڑو اور پھر کچھ دے دو۔ تو وہ راضی ہو جاتا ہے اور تمام پچھلی باتوں کو فراموش کر دیتا ہے۔ طرخون نے کئی مرتبہ ان کا مقابلہ کیا۔ مگر جب اس نے کچھ رقم فدیہ کی پیش کی۔ قتیبہ نے فوراً قبول کر لی اور پھر دوستانہ تعلقات قائم کر لیے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ اس کا رعب داب بہت زیادہ ہے آپ لوگ بتایئے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ میں اس سے اجازت لے لوں اور اپنے وطن واپس چلا جاؤں سب نے کہا بہتر یہی ہے کہ اجازت لے لیجیے۔

نیزک کی روانگی طخارستان:

جب قتیبہ آمل آ پہنچا تو نیزک نے اس سے طخارستان واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ قتیبہ نے اجازت دے دی۔ نیزک قتیبہ کے لشکر گاہ سے بلخ کی طرف روانہ ہوا۔ مگر وہاں سے نکلتے ہی اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہمیں اپنی رفتار میں بہت تیزی کرنا چاہیے چنانچہ نہایت سرعت سے یہ تمام لوگ چلے اور نوبہار پہنچے۔ یہاں نیزک نے پوجا پاٹ کیا اور برکت حاصل کی اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ مجھے یقین کامل ہے کہ ہمارے وہاں سے روانہ ہوتے ہی قتیبہ مجھے آنے کی اجازت دینے پر نادم ہوا ہوگا۔ اور بس ابھی اس کا قاصد مغیرہ بن عبداللہ کے پاس میرے قید کرنے کا حکم لے کر آتا ہوگا۔ لہٰذا تم ذرا دیکھتے رہو۔ اگر قتیبہ کا قاصد شہر کے دروازہ سے باہر نکل جائے تو امید ہے کہ وہ ابھی بروقان نہیں پہنچے گا ہم طخارستان پہنچ جائیں گے۔ اور جب تک مغیرہ کسی اور شخص کو ہمارے تعاقب میں بھیجے ہم خلم کی گھاٹی پہنچ جائیں اور وہ ہمیں نہیں پا سکے گا۔

نیزک کی گرفتاری کا حکم:

غرض کہ نیزک کے ساتھی دیکھ بھال کے لیے مستعد ہو گئے۔ قتیبہ کا قاصد مغیرہ کے پاس نیزک کے قید کرنے کا حکم لے کر روانہ ہوا۔ (چونکہ اس زمانہ میں بلخ ویران تھا اس لیے مغیرہ اس وقت بروقان میں تھا) یہ دیکھتے ہی نیزک اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو کر الوپ ہو گئے۔

اب قاصد مغیرہ کے پاس پہنچا۔ مغیرہ خود ہی نیزک کے تعاقب میں چلا۔ مگر دیکھا کہ وہ خلم کی گھاٹی میں داخل ہو گیا ہے مجبوراب تعاقب چھوڑ کر واپس چلا آیا۔

نیزک کی بغاوت:

نیزک نے اپنے علاقہ میں پہنچتے ہی کھلم کھلا بغاوت کا اظہار کر دیا۔ اور اصبہبذ' بلخ' باذام بادشاہ مرورود' شہرک بادشاہ طالقان' ترسل بادشاہ' فاریاب اور جوزجانی بادشاہ جوزجان سے امداد کی استدعا کی۔ اور انہیں مسلمانوں کی حکومت کے جوئے کو اتار کے پھینک دینے پر برانگیختہ کیا۔ ان تمام رؤسا نے اس کی تجویز کو قبول کر لیا۔ نیزک نے ان سے کہا کہ آئندہ موسم بہار میں ہم سب ایک جا جمع ہو کر قتیبہ پر چڑھائی کریں گے۔ نیزک نے کابل شاہ سے امداد طلب کی۔ اپنا تمام قیمتی مال واسباب زرو جواہرات اس کے پاس بھیج دیئے اور اجازت طلب کی کہ اگر ضرورت ہوئی تو میں آپ کے پاس آ کر پناہ لوں گا۔ اور اپنے علاقہ میں مجھے پناہ دیجیے گا۔ کابل شاہ نے اس کی درخواست پر پناہ دینے کا وعدہ کر لیا اور اس کے تمام مال واسباب کو اپنے پاس رکھ لیا۔

شاہ جبغویہ کی اسیری:

طخارستان کا بادشاہ جبغویہ جس کا نام شذ تھا۔ ایک بہت ہی کمزور فرمانروا تھا۔ نیزک نے اسے اس ڈر سے کہ مبادا یہ کوئی

ریشہ دوانی کرے۔ گرفتار کر کے قید کر دیا اور سونے کی بیڑیاں اسے پہنا دیں۔ حالانکہ اصل میں جبغو یہ ہی طخارستان کا بادشاہ تھا اور نیزک اس کا غلام تھا۔ غرض کہ نیزک نے اسے قید کر دیا۔ اور اس کے علاقہ سے قتیبہ کے عامل محمد بن سلیم الناصح کو نکال دیا۔ ان تمام واقعات کی اطلاع قتیبہ کو موسم سرما کے شروع ہونے سے پہلے ملی اس وقت تمام فوج منتشر ہو چکی تھی اور صرف اہل مرو اس کے پاس باقی تھے۔

عبدالرحمٰن بن مسلم کو یروقان جانے کا حکم:

قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ یروقان واقع بلخ بھیج دیا۔ اور حکم دیا کہ موسم سرما کے ختم تک تم جب چاپ بیٹھے رہنا۔ جاڑہ نکلتے ہی فوج کی آراستگی اور ترتیب کر کے طخارستان روانہ ہو جانا اور یہ سمجھ لو کہ میں بھی تمہاری امداد کو پہنچتا ہی ہوں۔

عبدالرحمٰن کا یروقان میں قیام:

عبدالرحمٰن یروقان آ گیا۔ تمام جاڑے قتیبہ خاموش بیٹھا رہا۔ آخر موسم سرما میں اس نے ابرشہر' بیورد' سرخس اور اہل ہرات کو احکام بھیجے کہ جنگ کے لیے آ جائیں۔ جاڑہ نکلتے' ہی فوج کی آراستگی کی تمام لوگ اس مرتبہ اپنے معمولی سے پہلے ہی قتیبہ کے پاس جنگ کے لیے مستعد ہو کر چلے آئے۔

قتیبہ بن مسلم کی طالقان پر فوج کشی:

اسی سنہ میں قتیبہ نے اہل طالقان پر فوج کشی کی اور ہزاروں کافروں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ مقتولین کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ کفاروں کی لاشوں کو جب ایک دوسرے کے محاذی رکھا گیا تو چار فرسخ تک دو مسلسل قطاریں بن گئیں۔ اس مہم کی وجہ یہ ہوئی کہ جب نیزک طرخان نے قتیبہ سے بغاوت کی اور قتیبہ سے لڑنا چاہا تو طالقان کے بادشاہ نے بھی نیزک کو قتیبہ کے خلاف مدد دینے کا وعدہ کیا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ میں اپنے ساتھ اور بادشاہوں کو بھی جو قتیبہ سے لڑنا پسند کریں گے تمہاری مدد پر لے آؤں گا۔

نیزک قتیبہ سے بھاگ کر خلم کی گھاٹی میں جہاں سے طخارستان کو راستہ جاتا ہے آ گیا اور اسے محسوس ہو گیا کہ مجھ میں قتیبہ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اس لیے اس نے تو بھاگ کر اپنی جان بچائی مگر اب قتیبہ نے طالقان پر حملہ کر کے اس کے باشندوں کا قتل عام کر دیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا یہ واقعہ اسی سنہ میں پیش آیا یا نہیں مگر ہم اس واقعہ کو ۹۱ ہجری کے واقعات میں بیان کریں گے۔

امیر حج عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وعمال:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس سال لوگوں کو حج کرایا اور آپ ہی اس سنہ میں ولید کی جانب سے مدینہ' مکہ اور طائف کے گورنر تھے۔ عراق اور مشرقی صوبوں کا ناظم اعلیٰ حجاج تھا۔ اور حجاج کی طرف سے جراح بن عبداللہ کا عامل تھا اور عبدالرحمٰن بن اذینہ قاضی تھے زیاد بن جریر بن عبداللہ کوفہ کا عامل تھا۔ اور ابوبکر بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ قتیبہ بن مسلم خراسان اور قرۃ بن شریک مصر کے گورنر تھے۔

اسی سنہ میں یزید بن المہلب اور اس کے اور بھائی جو اس کے ہمراہ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ جیل خانہ میں تھے نکل بھاگے اور پھر سلیمان بن عبدالملک کے پاس جا کر حجاج اور ولید بن عبدالملک کی گرفتاری سے بچنے کے لیے پناہ گزیں ہو گئے۔

آلِ مہلب کی اسیری:

چونکہ تقریباً تمام علاقہ فارس پر کردوں نے لوٹ مار اور غارت گری کر رکھی تھی۔ ان کی سرکوبی کے لیے ایک مہم بھیجنے کے لیے حجاج کوفہ سے رستقباذ آیا۔ یزید اور اس کے بھائیوں مفضل اور عبدالملک کو بھی قید سے نکال کر اپنے ساتھ لے آیا۔ اپنے لشکر گاہ ہی میں انہیں رکھا۔ اور ان کے چاروں طرف ایک خندق کھدوا دی تا کہ یہ لوگ بھاگ نہ جائیں اور اپنے حجرے کے قریب ہی ایک چھوٹے سے خیمہ میں انہیں قید کر دیا اور شامیوں کا پہرہ ان پر بٹھا دیا۔

یزید بن مہلب کی ثابت قدمی:

حجاج نے ساٹھ لاکھ درہم ان پر جرمانہ کر دیا تھا اور طرح طرح کی تکلیفیں انہیں دیتا تھا مگر یزید نہایت ثابت قدمی سے ان تمام مصائب کو برداشت کرتا تھا اور اس کی اس ثابت قدمی سے حجاج اور زیادہ چڑ جاتا تھا۔

یزید بن مہلب کو ایذا رسانی:

کسی نے حجاج سے کہا کہ یزید کی پنڈلی میں تیر مارا جائے۔ کیونکہ کوئی چیز بھی اس کی پنڈلی میں لگتی ہے تو وہ چلانے لگتا ہے۔ اور اگر معمولی سی چیز کو بھی حرکت دی گئی تو تم فوراً اس کے چیخنے کی آواز سنو گے اور پھر تم حکم دینا کہ اسے خوب تکلیف اور ایذا پہنچائی جائے اور اس کی پنڈلی کو کاٹا جائے۔ جب یزید کے ساتھ یہ حرکت کی وہ چلانے لگا۔

ہند بنت مہلب کو طلاق:

یزید کی بہن ہند بنت المہلب حجاج کے نکاح میں تھی جب یہ آواز سنی تو اس نے بھی چیخنا چلانا شروع کیا۔ حجاج نے محض اس وجہ سے اسے طلاق دے دی۔

آل مہلب پر جرمانہ:

مگر پھر یزید اور اس کے بھائیوں کو تکلیف دینے سے باز رہا۔ اور انہیں حکم دیا کہ زر مطالبہ ادا کرو۔ یہ تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرنے لگے۔ مگر اس کے ساتھ ہی بھاگ جانے کی فکر سے بھی غافل نہ رہے۔ انہوں نے مروان بن المہلب کو جو اس وقت بصرہ میں تھا لکھا کہ ہمارے لیے گھوڑے سدھائے جائیں اور لوگوں پر ظاہر کیا جائے کہ یہ فروخت کرنے کے لیے تیار کیے جا رہے ہیں مگر ان کی قیمت اتنی مانگی جائے کہ کوئی نہ لے سکے تاہم اگر ہم کسی طرح اس جیل خانہ سے بھاگ سکے تو پھر یہی گھوڑے ہمارے کام آئیں گے۔

یزید بن مہلب کا جیل خانہ سے فرار:

مروان نے اس تجویز پر عمل کیا۔ حبیب بن المہلب بھی بصرہ میں تھا اور اس پر بھی طرح طرح کی سختیاں کی جا رہی تھیں۔ ایک دن یزید نے اپنے محافظین کے لیے کھانا پکوایا۔ انہیں خوب کھلایا' خوب شراب پلائی یہ دَور مئے نوشی کے مزے اڑاتے رہے اور اس طرف یزید نے اپنے باورچی کے کپڑے پہنے اپنی داڑھی پر ایک سفید داڑھی لگالی۔ اور قید خانہ سے نکلا۔ کسی سپاہی نے اسے دیکھ کر کہا بھی کہ یہ تو یزید کی چال معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ رات تھی جب آ کر دیکھا تو سفید داڑھی نظر آئی۔ اسے چھوڑ کر اپنی جگہ واپس چلا آیا اور کہنے لگا کہ یہ تو کوئی پیر فرتوت ہے۔

مفضل و عبدالملک کا فرار:

مفضل بھی اس کے بعد ہی نکل آیا۔ اور اسے بھی کوئی نہ پہچان سکا۔ یہ دونوں ان کشتیوں کے پاس پہنچے' جو بطائح میں سے پہلے ان کے لیے تیار تھیں اب ان کے اور بصرہ کے درمیان اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ یہ تو کشتیوں کے پاس پہنچ گئے۔ مگر عبدالملک کو کسی وجہ سے آنے میں دیر ہوئی۔ یزید نے مفضل سے کہا کہ ہمیں تو چل دینا چاہیے۔ عبدالملک آ ہی جائے گا۔ مگر چونکہ مفضل اور عبدالملک دونوں ایک ماں سے تھے۔ (ان کی والدہ بہلۃ الہندیہ تھی) اس لیے مفضل نے کہا کہ میں تو بغیر عبدالملک کے آگے نہیں جاؤں گا چاہے مجھے پھر واپس جیل خانہ ہی جانا پڑے۔ اتنے میں عبدالملک بھی آ گیا یہ سب کشتیوں میں سوار ہو کر رات بھر چلتے رہے۔

پسران مہلب کے فرار پر حجاج کی پریشانی:

صبح کے وقت پہرے والوں کو ان کے بھاگ جانے کا حال معلوم ہوا۔ اس کی اطلاع حجاج کو دی گئی۔ حجاج یہ سن کر بہت پریشان ہوا۔ اور اسے خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ خراسان کی طرف گئے ہیں۔ اس لیے اس نے فوراً قتیبہ بن مسلم کو ہرکارے کے ذریعے ان کے جانے کی اطلاع دے دی اور حکم دیا کہ تم اس کے مقابلہ کے لیے رہو۔ اسی طرح حجاج نے اور دوسرے اضلاع اور قلعوں کے عاملوں اور قلعہ داروں کو ان کی نقل و حرکت کی دیکھ بھال اور روک تھام کے لیے احکام ارسال کیے نیز حجاج نے ولید کو بھی ان کے بھاگ جانے کی اطلاع کی اور لکھا کہ مجھے یہ یقین ہے کہ یہ لوگ ضرور خراسان کی طرف گئے ہیں۔

پسرانِ مہلب سے حجاج کو خوف:

اب حجاج کا یہ حال تھا کہ برابر اس ادھیڑ بن میں تھا کہ دیکھیں یزید کیا کارروائی کرتا ہے اور کہا بھی کرتا تھا کہ میرا یہ خیال ہے کہ جو ابن الاشعث نے کیا تھا وہی یہ کرے گا۔

پسرانِ مہلب کی روانگی شام:

جب یزید بطائح سے موقوع کے قریب پہنچا یہاں اسے وہ گھوڑے جو پہلے ہی سے اس کے اور اس کے بھائیوں کے لیے تیار تھے ملے' یہ سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ عبدالجبار بن یزید الربعتہ بطور بدرقہ کے ان کے ہمراہ تھا۔ یہ انہیں ساوہ کی طرف لے چلا۔

دو روز کے بعد ایک ایسے شخص نے جس نے یزید اور اس کے بھائیوں کو شام کی سمت جاتے ہوئے دیکھا تھا حجاج سے آ کر بیان کیا کہ یزید شام کی طرف گیا ہے اور کہا کہ ان کے گھوڑے راستہ میں تھک گئے تھے۔ حجاج نے اس واقعہ کی اطلاع ولید کو دی۔

پسرانِ مہلب کو سلیمان بن عبدالملک کی امان:

یزید فلسطین پہنچا۔ وہیب بن عبدالرحمٰن الازدی کے پاس فروکش ہوا۔ یہ شخص سلیمان بن عبدالملک کے معزز دوستوں میں سے تھا۔ اس نے یزید کے اہل و عیال کو سفیان بن سلیمان الازدی کے پاس ٹھہرا دیا اور اس کا کچھ سامان بھی اس کے پاس رکھوا دیا۔ پھر وہیب نے سلیمان سے جا کر کہا کہ یزید بن المہلب اور اس کے بھائی حجاج سے بھاگ کر آپ کے پاس پناہ لینے کے لیے آئے ہیں اور میرے مکان میں فروکش ہیں۔

سلیمان نے کہا کہ ان سب کو میرے پاس لے آؤ میں ان سب کو امان دیتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں کوئی شخص انہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

وہیب ان سب کو سلیمان کے پاس لے آیا اور اب یہ سب ایسے شخص کے پاس مقیم ہو گئے۔ جہاں اب انہیں کوئی خطرہ نہ تھا۔

بدرقہ عبدالجبار بن یزید اور یزید بن مہلب:

اثنائے راہ میں جب کہ عبدالجبار بن یزید بن الربعۃ ان کو لیے جا رہا تھا۔ یزید کا عمامہ کہیں گر پڑا۔ جب یزید نے تلاش کیا تو نہ پایا۔ عبدالجبار سے کہا کہ تم واپس جا کر ڈھونڈ لاؤ۔ عبدالجبار نے کہا کہ یہ بات میری شان کے خلاف ہے۔ یزید نے کہا کہ جاؤ اور تلاش کر کے لاؤ۔ عبدالجبار نے اس مرتبہ بھی اس کی بات مسترد کر دی۔ یزید نے اس کے کوڑا مارا۔ عبدالجبار نے اپنے اور اس کے تعلقات نسب کا اظہار کیا۔ اس پر یزید نادم ہوا۔ اسی وجہ سے بعد میں عبدالجبار نے یزید کی تعریف کی۔

حجاج نے ولید کو لکھا کہ مہلب کی اولاد نے خدا کے مال میں خیانت کی ہے۔ اور مجھ سے بھاگ کر سلیمان کے پاس پناہ لی ہے۔

اس سے پہلے یہ احکام دیئے گئے تھے کہ تمام لوگ خراسان جانے کے لیے جمع ہو جائیں۔ کیونکہ ہر شخص کو یہی خیال تھا کہ یزید اس لیے خراسان گیا ہے تا کہ وہاں جو اس کے طرفدار ہوں انہیں جنگ کے لیے برانگیختہ کرے۔

سلیمان کا ولید بن عبدالملک کے نام خط:

جب ولید کو یہ بات معلوم ہوئی کہ یزید سلیمان کے پاس آ گیا ہے تو اس کے دل میں اس کی طرف سے جو اندیشہ تھا وہ جاتا رہا۔ اور اس روپیہ کے متعلق جو یزید نے ناجائز طریقہ سے حاصل کیا تھا اس کا غصہ بھی فرو ہو گیا۔ سلیمان نے ولید کو لکھا کہ یزید نے میرے پاس آ کر پناہ لی ہے ان پر صرف تیس لاکھ درہم واجب الادا ہیں مگر حجاج نے ساٹھ لاکھ کا مطالبہ کیا ہے ان لوگوں نے تیس لاکھ تو ادا کر دیئے ہیں اور بقیہ رقم میں اپنے ذمہ لے لیتا ہوں۔

یزید بن مہلب کی طلبی:

ولید نے سلیمان کو لکھا کہ جب تک تم یزید کو میرے پاس نہ بھیج دو گے اس وقت تک میں انہیں امان نہ دوں گا۔ سلیمان نے اس کے جواب میں لکھا کہ اگر یزید کو میں آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔ تو خود بھی اس کے ہمراہ حاضر خدمت ہوں گا۔ اور آپ سے خدا کا واسطہ دے کر عرض کروں گا کہ آپ مجھے رسوا نہ کریں اور جو وعدہ امان میں نے انہیں دیا ہے اس میں دست اندازی نہ کریں۔

یزید بن مہلب کی سلیمان سے درخواست:

ولید نے لکھا کہ اگر تم ان کے ہمراہ آؤ گے تو بخدا میں ہرگز انہیں امان نہ دوں گا۔ جب معاملات کی نزاکت اس حد تک پہنچ گئی۔ تو خود یزید نے سلیمان سے کہا آپ مجھے بھیج دیجیے۔ کیونکہ میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ محض میری وجہ سے آپ کے ان کے تعلقات خراب ہو جائیں اور لوگوں کو میرے متعلق چہ میگوئیاں کرنے کا موقع ملے' کہ بھائیوں بھائیوں میں پھوٹ ڈلوا دی۔ آپ مجھے بھیج دیجیے۔ میرے ساتھ اپنے صاحبزادہ کو بھی بھیج دیجیے۔ اور ایک خط نہایت نرم اور ملائم لہجہ میں لکھ کر اپنے صاحبزادہ کے ہاتھ امیر المومنین کو میری سفارش کے لیے بھیج دیجیے۔

یزید بن مہلب اور ایوب بن سلیمان کی روانگی:

غرضیکہ سلیمان نے یزید کے ساتھ اپنے بیٹے ایوب کو بھی کیا۔ چونکہ ولید نے حکم دیا تھا کہ یزید کو پابہ زنجیر دربارِ خلافت میں حاضر کیا جائے۔ اس لیے سلیمان نے یزید کے بیڑیاں ڈال کر ولید کے پاس روانہ کر دیا۔ اپنے بیٹے ایوب سے کہا کہ جب امیر المومنین کی خدمت میں جانے لگو تو تم بھی یزید کی بیڑیوں میں شریک ہو جانا۔ اور اسی حالت میں امیر المومنین کی خدمت میں جانا۔

ایوب بن سلیمان کی ولید بن عبدالملک سے درخواست:

جب یہ سب ولید کے پاس پہنچے تو ایوب نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی اور یزید کے ساتھ ہی بیڑیاں پہنے ولید کے سامنے آیا۔ جب ولید نے اپنے بھتیجے کو بھی بیڑیاں پہنے دیکھا تو کہنے لگا کہ سلیمان نے تو انتہا کر دی۔ پھر ایوب نے اپنے باپ کا خط اپنے چچا کو دیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں۔ کہ آپ اس عہد کی حفاظت کریں۔ آپ اس شخص کی امیدوں کو خاک میں نہ ملائیں۔ جس نے صرف ہمارے آپ کے تعلقات ہی کی وجہ سے ہماری پناہ لی۔ اور نہ آپ اس شخص کو ذلیل و رسوا کریں جو محض اس وجہ سے کہ آپ ہماری عزت کرتے ہیں باقی سب دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس اپنی عزت و آبرو بچانے کی امید لے کر آیا ہے۔

سلیمان کی پسرانِ مہلب کے لیے سفارش:

پھر ایوب نے سلیمان کا خط پڑھ کر سنایا جو حسب ذیل ہے: ''یہ خط عبداللہ بن الولید امیر المومنین کے نام سلیمان بن عبدالملک کی جانب سے ہے۔ حمد و ثنا کے بعد امیر المومنین! میرا خیال تھا کہ اگر آپ میں کسی ایسے شخص کو بھی جس نے آپ کے خلاف سرکشی اور بغاوت کی ہو۔ پناہ اور وعدۂ امان دے دوں گا تو آپ میرے اس وعدۂ امان اور ذمہ حفاظت کو کالعدم کر کے مجھے رسوا نہ کریں گے حالانکہ اس وقت تو میں نے ایسے شخص کو پناہ دی ہے جو ہمیشہ فرمانبردار اور اطاعت شعار رہا ہے اس نے اور اس کے باپ اور اس کے تمام خاندان نے اسلام کی خدمت میں وہ کارنمایاں کیے ہیں جنہیں سب جانتے ہیں میں نے اسے آپ کی خدمت میں بھیج دیا ہے اب آپ مختار ہیں چاہے تو جو کچھ وعدہ امان اور ذمہ حفاظت میں نے اپنے سر لیا ہے اسے توڑ ڈالیں۔ اور اس طرح مجھے سخت رنج پہنچائیں اور تعلقات کو منقطع کر دیں۔ مگر میں آپ سے خدا کا واسطہ دے کر عرض پرداز ہوں کہ آپ ہرگز تعلقات منقطع نہ کریں۔ میری آبروریزی نہ کریں اور میرے حال پر آپ کی جو مہربانیاں اور عنایتیں ہیں انہیں ترک نہ کیجیے۔ کیونکہ امیر المومنین! مجھے معلوم نہیں کہ میں اور آپ کب تک زندہ رہتے ہیں اور کب موت آ کر مجھے اور آپ کو جدا کر دیتی ہے۔ اس لیے یہ میری دلی تمنا اور خواہش ہے کہ جب تک میں اور آپ زندہ ہیں اس وقت تک آپ کی مہربانیوں اور عنایتوں میں میرے ساتھ کوئی کمی نہ ہو اور نہ مجھے کوئی رنج پہنچائیں اور میں امیر المومنین کو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کی خوشنودی کے بعد دنیا کی اور کوئی شے مجھے اس قدر عزیز نہیں اور نہ میرے لیے باعث خوشی ہو سکتی ہے۔ جس قدر کہ جناب والا کی خوشنودی مزاج۔ کیونکہ جناب کی خوشنودی مزاج سے تو میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا خواستگار رہوں لہٰذا میں نہایت ادب سے عرض پرداز ہوں کہ اگر آپ تمام زمانہ میں سے صرف ایک دن اپنی انتہائی عنایت و کرم سے کام لے کر مجھے خوشی پہنچانا چاہتے ہوں اور میرے حقوق کی عزت کرتے ہوں تو آپ میری خاطر یزید کو معافی دے دیجیے اور جو

کچھ ان پر مطالبہ ہے اسے میں ادا کروں گا''۔

آل مہلب کو معافی:

خط پڑھ کر ولید نے کہا اچھا ہم نے سلیمان پر عنایت و مہربانی کی۔ پھر اپنے بھتیجے کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا۔ اب یزید نے تقریر شروع کی اور خدا کی حمد اور رسول کی ثناء کے بعد کہنے لگا: اے امیر المومنین! ہم پر آپ کے احسانات بہت زیادہ ہیں چاہے کوئی ان انہیں بھول جائے مگر ہم نہیں بھول سکتے چاہے اور لوگ انہیں نہ مانیں مگر ہم ہمیشہ معترف رہیں گے۔ ہمارے خاندان نے آپ کی اطاعت وفرمانبرداری میں مشرق ومغرب میں آپ کے دشمنوں کے خلاف جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں وہ ظاہر ہیں۔ مگر پھر بھی آپ ہی کے احسانات ہم پر بہت زیادہ ہیں۔ جس کا کوئی معاوضہ نہیں ہوسکتا۔ ولید نے یزید سے کہا بیٹھ جاؤ۔ یزید بیٹھ گیا۔ ولید نے اسے معافی دے دی۔ یزید سلیمان کے پاس واپس چلا آیا۔ ولید کے اور بھائیوں نے اس روپیہ کے متعلق جس کا حجاج نے یزید سے مطالبہ کیا تھا معاف کر دینے کی سفارش کی۔ ولید نے حجاج کو لکھ دیا کہ چونکہ یزید اور اس کے خاندان والے سلیمان کے پاس ہیں اس لیے میں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتے۔ تم بھی اسے چھوڑ دو اور اب آیندہ اس کے بارے میں کوئی خط وغیرہ مجھے نہ لکھنا۔

ابوعیینہ وحبیب پسرانِ مہلب کو معافی:

جب حجاج پر یہ حقیقت منکشف ہوئی وہ بھی خاموش ہو رہا۔ ابوعیینہ بن المہلب بھی حجاج کے پاس تھا اور اس سے بھی حجاج نے دس لاکھ درہم کا مطالبہ کر رکھا تھا۔ مگر اب اسے بھی اس نے معاف کر دیا اور نیز حبیب بن المہلب سے بھی درگزر کر دیا۔

سلیمان بن عبدالملک کا یزید بن مہلب سے حسن سلوک:

یزید سلیمان بن عبدالملک کے پاس آ کر فروکش ہوا۔ وہ اسے لباس کے اوضاع سکھاتا تھا وہ عمدہ عمدہ کھانے اس کے لیے تیار کرواتا اور بیش قیمت تحائف بھیجتا اور اس میں شک نہیں کہ سلیمان بھی سب سے زیادہ یزید کی عزت ومنزلت کرتا تھا۔ خود سلیمان کا یہ حال تھا کہ جو کوئی تحفہ یا عمدہ چیز اس کے پاس آتی اس میں سے آدھی ضرور یزید کو بھیجتا بلکہ جو لونڈی سوائے خطیۃ الجاریۃ کے اسے بھلی معلوم ہوتی یزید کے پاس بھیج دیتا ان غیر معمولی مراسم کی اطلاع ولید کو ہوئی۔ ولید نے حارث بن مالک بن ربیعۃ الاشعری کو بلایا اور حکم دیا کہ تم سلیمان کے پاس جاؤ اور کہو کہ اے اپنے خاندان کے رسم ورواج کی مخالفت کرنے والے امیر المومنین کو اس بات کا علم ہوا ہے کہ جو کوئی تحفہ یا عمدہ چیز تمہارے پاس آتی ہے تم اس میں سے آدھی یزید کے پاس بھیج دیتے ہو۔ اور تمہاری لونڈیوں میں سے جو کوئی لونڈی تمہارے پاس آتی ہے اس کا طہر کا زمانہ ابھی پورا بھی نہیں ہوتا کہ تم اسے یزید کے پاس بھیج دیتے ہو اور دیکھو حارث ان افعال پر تم انہیں برا بھلا کہنا اور لعنت ملامت کرنا۔ اور جو حکم تمہیں دیا جاتا ہے اس کی لفظ بہ لفظ تعمیل کرنا۔

حارث بن مالک اور سلیمان بن عبدالملک کی گفتگو:

حارث نے کہا کہ میں ضرور ایسا کروں گا اور مجھے کیا ڈر ہے میں تو صرف جناب کا پیامبر ہوں۔ ولید نے کہا تو اچھا جاؤ۔ اور یہ سب کچھ کہہ دو۔ اور ان کے پاس ٹھہرے رہنا۔ میں ان کے دینے کے لیے تمہیں کچھ تحائف بھیجوں گا تم وہ چیزیں سلیمان کو دے کر ان کی رسید لے لینا اور پھر چلے آنا۔

حارث سلیمان کے پاس آئے۔ اس وقت سلیمان کلام پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ حارث نے سامنے پہنچ کر سلام کیا' مگر سلیمان نے جواب نہیں دیا۔ تلاوت سے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا اور پھر اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ حارث نے وہ تمام باتیں اس سے کہہ دیں جن کے لیے ولید نے انہیں بھیجا تھا یہ باتیں سن کر سلیمان کا چہرہ غصہ سے بگڑ گیا اور کہنے لگا کہ اگر تم پر کبھی میرا بس چلا تو تمہارے ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ حارث نے کہا جناب والا اس میں میرا کیا قصور ہے میں تو صرف پیامبر ہوں جو حکم مجھے ملا تھا اس کی میں نے تعمیل کر دی۔

سلیمان بن عبدالملک کا حارث سے اظہار خفگی:

حارث سلیمان کے پاس سے چلے آئے۔ جب وہ چیزیں ولید نے سلیمان کو دینے کے لیے پاس بھیجی تھیں آئیں تو انہیں لے کر حارث پھر سلیمان کے پاس آئے اور کہنے لگے جناب والا ان تحائف کی مجھے رسید دے دیجیے۔ سلیمان نے ڈانٹ کر کہا کہ مجھ سے رسید مانگنے کا تم کو کیا حق ہے حارث نے کہا اب میں دوبارہ اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا۔ میں کیا کروں بندگی بے چارگی۔ جیسا کہ حکم مجھے دیا گیا تھا اس کی تعمیل کرنا مجھ پر ضروری تھا۔ سلیمان چپ ہو گیا۔ اور سمجھ گیا کہ حارث سچ کہہ رہا ہے۔

اب حارث سلیمان کے پاس سے نکل آئے اور لوگ بھی اٹھے سلیمان نے حکم دیا کہ جس قدر چیزیں آئی ہیں ان سب میں سے بھی برابر نصف نصف اور ان ٹوکروں میں سے آدھے لے جاؤ اور یزید کو پہنچا دو۔ حارث کو معلوم ہو گیا کہ یزید کے بارے میں سلیمان پر اب کسی شخص کے کہنے سننے کا اثر نہیں ہو سکتا۔ یزید نو مہینے سلیمان کے ہمراہ رہا۔

۹۵ ہجری بروز جمعہ ۱۲ ماہ رمضان المبارک حجاج نے انتقال کیا۔

باب ۱۵

قتیبہ بن مسلم

۹۱ھ کے واقعات:

اس سال عبدالعزیز بن الولید موسم گرما کی مہم کے ساتھ کفار سے جہاد کرنے گیا۔ مسلمہ بن عبدالملک اس مہم کا سپہ سالار تھا۔

مسلمہ نے ترکوں سے جہاد کیا۔ آذربائیجان میں در آیا اور باب تک پہنچ گیا اور کئی قلعے اور شہر فتح کر لیے۔

اسی سنہ میں موسیٰ بن نصیر نے اندلس پر چڑھائی کی اور کئی شہر اور قلعے سر کیے۔

نیز اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم نے نیزک طرخان کو قتل کیا۔

قتیبہ بن مسلم کی مرورُوز کی جانب پیش قدمی:

اب یہاں سے پھر نیزک اور قتیبہ کی جنگ اور قتیبہ کی فتح کا واقعہ شروع ہوتا ہے۔

جب باشندگان ابرشہر' بیورد' سرخس اور ہرات جنہیں قتیبہ نے جہاد کے لیے مدعو کیا تھا۔ اس کے پاس آ گئے تو اب قتیبہ اس تمام جماعت کے ساتھ مرورُوز کی جانب بڑھا۔ مرو کی حکومت کا انتظام اس نے دو شخصوں کے سپرد کر دیا۔ حماد بن مسلم کو فوجی کارروائیوں کا منتظم اور عبداللہ بن الاہتم کو مال گزاری اور خزانہ کا مہتمم مقرر کیا۔ مرورُوز کے رئیس کو جب قتیبہ کی پیش قدمی کی خبر ہوئی' اس نے علاقہ فارس کی طرف راہِ فرار اختیار کی۔ قتیبہ مرورُوز آیا۔ وہاں کے رئیس کے دونوں لڑکوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور سولی پر چڑھا دیا۔ اس مقام سے قتیبہ نے طالقان کا رخ کیا۔ رئیس طالقان نے اس کی کوئی مزاحمت نہیں کی اور اس بنا پر قتیبہ نے بھی اس کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہیں کی۔ طالقان کے علاقہ میں کچھ ڈاکو تھے۔ قتیبہ نے انہیں قتل کرا کے سولی پر لٹکا دیا۔

فاریاب کی اطاعت:

عمر بن مسلم کو طالقان کا عامل مقرر کر کے خود قتیبہ نے فاریاب کی راہ لی۔ بادشاہ فاریاب نے اظہار اطاعت اور عقیدت کے لیے شہر سے باہر نکل کر قتیبہ کا استقبال کیا۔ قتیبہ نے اس کے طرزِ عمل کو نظرِ استحسان سے دیکھا۔ کسی شخص کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی ایک باہلی کو فاریاب کا عامل مقرر کیا۔

قتیبہ بن مسلم کا جوزجان میں استقبال:

رئیس جوزجان کو جب قتیبہ کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی۔ اس نے اپنے علاقہ کو خیر باد کہہ کر پہاڑوں میں جا کر پناہ لی۔ جب قتیبہ جوزجان پہنچا باشندوں نے اس کا استقبال کیا اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا یقین دلایا۔ قتیبہ نے ان کے طرزِ عمل کو پسند کیا۔ کسی شخص کو قتل نہیں کیا۔ عامر بن مالک الحانی کو یہاں کا عامل مقرر کر کے بلخ آیا۔ اصبہبذ بلخ نے تمام باشندوں کے ساتھ قتیبہ کا استقبال کیا۔ ایک روز قتیبہ نے یہاں قیام کیا اور اب پھر عبدالرحمٰن کے پیچھے چلا۔ درہ خلم پہنچا' یہاں آ کر اسے معلوم ہوا کہ یزید اس درہ سے آگے نکل گیا ہے اور مقام بغلان میں جا کر مورچے لگائے ہیں مگر اس نے درہ کے دہانہ اور اس کے دوسرے تنگ مقامات پر کچھ فوج قتیبہ کی مزاحمت کے لیے متعین کر دی تھی۔

قتیبہ کا قلعہ پر حملہ:

اسی طرح درہ کے پیچھے ایک مستحکم قلعہ میں بھی کچھ جمعیت متعین تھی۔ عرصہ تک قتیبہ درہ کے دہانہ پر سر ٹکراتا رہا مگر اسے کامیابی کا منہ تک دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ایک تو درہ ہی بہت تنگ تھا۔ دوسرے یہ کہ ایک ندی اس میں سے بہتی تھی جو قدرتی محافظ تھی اور اس کے درہ کے راستہ کے علاوہ مسلمانوں کو اور کوئی ایسا راستہ معلوم نہ تھا جس کے ذریعہ وہ نیزک تک پہنچ سکتے۔ صرف ایک ہی راہ اور تھی جو بے آب و گیاہ بیاباں سے ہو کر گزرتی تھی مگر اس راہ سے کسی بڑی فوج کا لے جانا تقریباً ناممکن سا تھا۔ ان حالات میں قتیبہ اسی مقام پر سر ٹپکتا رہا کہ شاید کوئی تدبیر کارگر ہو جائے۔ قتیبہ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ روب اور سمنجان کا بادشاہ روب خاں قتیبہ کے دربار میں حاضر ہوا اور اس نے یہ کہہ کر کہ میں اس درہ کے علاوہ ایک ایسا راستہ بتاتا ہوں جس سے قلعہ کی پشت پر آپ پہنچ سکتے ہیں امان طلب کی۔ قتیبہ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ رات کے وقت کچھ لوگوں کو اس کے ساتھ کر دیا۔ روب خاں اس فوج کو درہ خلم کے پیچھے سے قلعہ پر لے آیا۔ مسلمانوں نے اسی وقت رات کو جب کہ محافظین اور مدافعین میٹھی نیند سو رہے تھے قلعہ پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے بیشتر کو تہ تیغ کر ڈالا۔ قلعہ کے محافظین میں سے جو بچے انہوں نے اور نیز ان لوگوں نے جو درہ کے دہانہ پر متعین تھے راہ فرار اختیار کی۔ قتیبہ اور اس کی فوج درہ سے گھس کر قلعہ میں آئی۔ اور قتیبہ سمنجان چلا گیا۔ اس وقت نیزک بغلان کے نقسبج جاہ نامی چشمہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ سمنجان اور بغلان کے درمیان اگرچہ بیابان حائل تھا مگر وہ کچھ دشوار گزار نہ تھا۔

نیزک کی کرز کو روانگی:

قتیبہ نے سمنجان میں چندے قیام کر کے نیزک کی طرف پیش قدمی کی۔ اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو اپنے آگے روانہ کیا۔ نیزک کو ان سرداروں کی نقل و حرکت کی خبر ہوئی۔ اس نے اپنی جائے قیام کو چھوڑ کر وادی فرغانہ کو طے کیا۔ اپنا تمام مال اسباب کابل شاہ کے پاس بھجوا دیا اور خود کرز چلا آیا۔ مگر عبدالرحمٰن بھی عقاب کی طرح اس کے پیچھے ہی لگا ہوا تھا یہ بھی کرز پہنچا اور جو اس کے تنگ اور دشوار گزار راستے تھے ان پر قابض ہو گیا۔

نیزک کا اسکیمشت میں قیام:

نیزک نے اس مقام کو بھی چھوڑ کر اسکیمشت پر پڑاؤ کیا۔ اور اب اس کے اور عبدالرحمٰن کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔ نیزک مقام کرز میں قلعہ بند ہو گیا۔ اس تک پہنچنے کا صرف ایک راستہ تھا اور وہ بھی اس قدر دشوار گزار تھا کہ کوئی جانور اس سے نہیں گزر سکتا تھا۔ قتیبہ دو ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رہا۔ آخر کار نیزک کے پاس سامان خورد و نوش کی سخت قلت ہو گئی۔ اس کی فوج میں مرض چیچک پھیل گیا۔ اور جبغو ریہ بھی چیچک میں مبتلا ہو گیا۔

سلیم الناصح کو قتیبہ کا حکم:

دوسری جانب قتیبہ کو موسم سرما کے گزرنے کا خوف ہوا۔ اس لیے اس نے سلیم الناصح کو بلا کر کہا کہ تم نیزک کے پاس جاؤ۔ اور کسی نہ کسی طرح بغیر امان دیئے ہوئے میرے پاس لے آؤ۔ اور اگر وہ کسی اور طرح آنے پر راضی نہ ہو تو مجبوراً وعدہ معافی دے دینا اور خوب سمجھ لو کہ اگر میں نے تمہیں اس کے بغیر واپس آتے دیکھا تو تمہیں پھانسی دے دوں گا۔ اس لیے جاؤ اور جو مناسب سمجھو کرو۔ سلیم نے کہا کہ آپ اس معاملہ کے متعلق ایک خط عبدالرحمٰن کو لکھ دیجیے تا کہ وہ میری مخالفت نہ کریں۔ قتیبہ نے اس کی

درخواست منظور کر لی اور عبدالرحمٰن کو لکھ دیا۔ سلیم عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آپ کچھ لوگوں کو درہ کے دہانہ پر متعین کر دیجیے تا کہ جب میں اور نیزک درہ سے باہر نکل آئیں تو یہ جماعت ہمارے اور درہ کے درمیان حائل ہو جائے۔

چنانچہ عبدالرحمٰن نے رسالہ کا ایک دستہ سلیم کے ساتھ کر دیا۔ اور انہیں حکم دیا کہ جہاں سلیم حکم دیں تم ٹھہر جانا۔

سلیم الناصح اور نیزک کی ملاقات:

اب سلیم نیزک کی طرف روانہ ہوا۔ اپنے ساتھ بہت سا کھانا جو کئی روز کے لیے کافی تھا اور عمدہ قسم کا ملیدہ وغیرہ بھی لے گیا تھا۔ سلیم نیزک کے پاس پہنچا۔ نیزک نے شکایۃً کہا کہ آپ نے تو ہمیں بالکل ہی چھوڑ دیا۔ سلیم نے کہا کہ آپ یہ کیا الٹی بات کہہ رہے ہیں۔ میں نے آپ کو چھوڑا یا آپ نے ہم سے سرکشی اور نافرمانی کی۔ اور آپ خود ہی اپنی تکالیف کے ذمہ دار ہیں۔ نیزک نے کہا پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ سلیم نے کہا کہ بس یہی کیجیے کہ قتیبہ کے پاس چلے چلئے۔ آپ اسے اچھی طرح پرکھ چکے ہیں۔ قطب از جانمی جنبد کا مضمون ہے اور اپنے ارادہ سے باز آنے والا آدمی نہیں ہے۔ اس نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ موسم سرما بھی یہیں بسر کرے گا' چاہے زندہ رہے یا تباہ ہو جائے۔

سلیم الناصح کا نیزک کو مشورہ:

نیزک کہنے لگا بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں بغیر وعدہ امان لئے اس کے پاس چلا چلوں۔ سلیم نے کہا مگر چونکہ وہ آپ سے بہت ناراض ہے اس لئے مجھے توقع نہیں کہ وہ آپ کو امان دے۔ البتہ ایک ہی صورت ہے کہ چپ چاپ چلے چلو اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دو۔ چونکہ وہ نہایت ہی بامروت آدمی ہے امید ہے کہ اس ترکیب سے تمہاری جان بچ جائے گی۔

نیزک کو سلیم الناصح کی امان:

نیزک نے کہا کیا واقعی تمہاری یہی رائے ہے۔ سلیم نے کہا کہ بیشک۔ نیزک کہنے لگا کہ میرا دل نہیں مانتا' بلکہ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ وہ میری صورت دیکھتے ہی مجھے قتل کر ڈالے گا۔ اس پر سلیم نے کہا کہ میں تو آپ کو محض مشورہ دینے کے لئے آیا تھا۔ اگر آپ میری تجویز پر عمل کریں گے تو مجھے امید ہے کہ آپ بچ بھی جائیں گے اور پھر آپ کی وہی پہلی عزت و منزلت قائم ہو جائے گی۔ اگر آپ نہیں مانتے تو اپنی جگہ خوش رہیں میں واپس جاتا ہوں۔ نیزک نے کہا اچھا کھانا تو کھاتے جایئے۔ سلیم کہنے لگا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کے یہاں کھانا تیار نہیں ہوتا اور ہمارے ساتھ کافی مقدار میں کھانا موجود ہے۔ سلیم نے فوراً کھانا منگوایا۔ خدمت گار بہت سا کھانا سامنے لائے۔ کھانا اس قدر عمدہ اور وافر تھا کہ جب سے ترک محصور ہوئے تھے انہیں نصیب ہی نہیں ہوا تھا۔ دیکھنے کے ساتھ ہی مربھکوں کی طرح کھانے پر گرے اور دیکھتے ہی دیکھتے چٹ کر گئے۔ ان کی اس ناشائستہ حرکت سے نیزک کو سخت رنج ہوا۔ اس موقع پر سلیم نے نیزک سے کہا کہ دیکھو میں تمہارا سچا دوست ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ محاصرہ نے تمہارے ساتھیوں کو سخت مصائب میں مبتلا کر دیا ہے اور اب مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر محاصرہ نے اور طول کھینچا اور تمہارا یہی حال رہا تو خود یہ لوگ تمہیں دشمن کے حوالے کر دیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ قتیبہ کے پاس چلے چلو نیزک نے کہا چاہے کچھ ہو میں بغیر وعدۂ امان لئے تو کبھی اس کے پاس نہ جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے تو یہ گمان غالب ہے کہ وہ وعدۂ امان دے کر بھی مجھے قتل کر ڈالے۔ مگر خیر دل کی تسلی کے لئے وعدۂ امان ضروری ہے۔

سلیم نے کہا اچھا تمہیں امان دی جاتی ہے اور مجھے امید ہے کہ تم میری بات پر شبہ نہیں کرو گے۔

نیزک اور ترک سرداروں کی روانگی:

نیزک نے کہا نہیں مجھے آپ پر اعتماد ہے۔ سلیم نے کہا اچھا پھر میرے ہمراہ چلیے۔ اس پر نیزک کے اور مصاحبین نے بھی اس سے کہا کہ تم سلیم کی بات مان لو۔ کیونکہ یہ ہمیشہ سچ بولتے رہے ہیں چنانچہ نیزک نے سواریاں منگوائیں اور سلیم کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب پہاڑ کے درہ کے اس موقع پر آیا جہاں سے ڈھلوان شروع ہوتا تھا تو نیزک نے سلیم سے کہا کہ چاہے کسی اور کو اپنی موت کا وقت معلوم نہ ہو مگر میں اپنی موت کے وقت کو جانتا ہوں۔ جب میں قتیبہ کو دیکھوں گا تو مجھے موت آ جائے گی۔ سلیم نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ یہ تمہارا خیال غلط ہے بھلا کیا امان دے کر وہ تم پر ہاتھ اٹھائے گا۔ غرض کہ اس جگہ سے سب کے سب سواریوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ نیزک کے ساتھ جبغور یہ بھی تھا جو اب مرض چیچک سے صحت یاب ہو چکا تھا اور صول اور عثمان نیزک کے دونوں بھتیجے اور صول طرخان جبغور یہ کا خلیفہ اور خنس طرخان نیزک کے محافظ دستہ کا افسر اعلیٰ بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جب یہ تمام جماعت درہ کو عبور کر آئی تو اس رسالہ نے جسے سلیم نے پہلے ہی سے یہاں پوشیدہ جگہ میں متعین کر رکھا تھا پیچھے سے نکل کر درہ کے دہانہ کو مسدود کر دیا تاکہ ترک باہر نہ آ سکیں۔ اس پر نیزک نے سلیم سے احتجاجاً کہا کہ یہ تو پہلے ہی آثار اچھے نظر نہیں آتے۔

ترک سرداروں اور نیزک کی گرفتاری:

سلیم نے کہا تم اس کا کچھ خیال نہ کرو' ان لوگوں کا پیچھے ہی رہ جانا تمہارے لیے اچھا ہے بہرحال نیزک' سلیم اور دوسرے ترک سردار جو درہ سے نکل آئے تھے یہ سب کے سب عبدالرحمٰن بن مسلم کے پاس آئے۔ عبدالرحمٰن نے ایک قاصد کے ذریعے ان کے آنے کی اطلاع قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے عمرو بن ابی مہزم کو حکم دیا کہ تم عبدالرحمٰن سے جا کر کہو کہ وہ ان سب لوگوں کو میرے پاس لے آئیں۔ عبدالرحمٰن سب کو لے کر آیا۔ قتیبہ نے نیزک کے ساتھی دوسرے ترک سرداروں کو قید کرا دیا۔ اور نیزک کو ابن بسام اللیثی کی نگرانی میں دے دیا۔ اور حجاج سے نیزک کے قتل کرنے کی اجازت منگوائی۔ ابن بسام نے نیزک کو ایک حجرہ میں نظر بند کر دیا۔ اس حجرے کے گرد خندق کھدوا دی اور پہرہ مقرر کر دیا۔

حجاج کی نیزک کے قتل کرنے کی اجازت:

قتیبہ نے معاویہ بن عامر بن علقمۃ العلیمی کو کرز بھیجا۔ معاویہ کو کرز میں جس قدر مال غنیمت اور جس قدر قیدی ملے وہ انھیں قتیبہ کے پاس لے آیا۔ قتیبہ نے تمام اسیران جنگ کو قید کر دیا اور ان کے متعلق حجاج کے آخری احکام کا منتظر رہا۔ چالیس روز کے بعد حجاج کا خط آیا۔ جس میں نیزک کو قتل کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی قتیبہ نے نیزک کو بلا کر پوچھا کہ کیا میں نے یا عبدالرحمٰن نے یا سلیم نے تم سے وعدۂ معافی کیا ہے؟ نیزک نے کہا کہ جی ہاں سلیم نے مجھ سے وعدۂ معافی کیا تھا۔ قتیبہ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ یہ کہہ کر قتیبہ دربار سے اٹھ کر چلا گیا۔ اور نیزک پھر محبوس کر دیا گیا۔ اس کے بعد قتیبہ تین دن تک اپنے مکان سے باہر نہیں نکلا۔

نیزک کے قتل کے متعلق قتیبہ کا مشورہ:

اب لوگوں میں نیزک کی قتیبہ کے متعلق چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ قتیبہ کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ اسے قتل کرے۔ دوسرے اس کے قتل کر دینے کے حامی تھے۔ چوتھے دن قتیبہ نے دربار عام منعقد کیا اور نیزک سے متعلق لوگوں سے

مشورہ لیا۔ ایک شخص نے کہا کہ اسے قتل کر ڈالیے' دوسرے صاحب بولے کہ چونکہ آپ اس سے عہد کر چکے تھے اس لیے اس کی جان نہ لیجیے ایک صاحب کہنے لگے کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرتا رہے گا۔ اسی باحث ومباحثہ کے درمیان ضرار بن حصین الضبی بھی دربار میں آئے۔ قتیبہ نے ان سے پوچھا کہ کہو ضرار تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے۔

نیزک اور ترک سرداروں کا قتل:

ضرار نے کہا کہ میں نے یہ بات سنی تھی' کہ جناب والا نے خدا سے اس بات کا عہد کیا ہے کہ اگر آپ کا کبھی نیزک پر قابو چلا تو آپ اسے قتل کر دیں گے۔ اس لیے اگر آپ اپنے اس عہد پر جو آپ نے خدا سے کیا تھا قائم نہ رہیں گے تو یاد رکھیے کہ اب کبھی اس کے مقابلہ میں خدا آپ کی امداد نہ کرے گا۔ قتیبہ دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا اور پھر کہنے لگا کہ اگر میری زندگی کی صرف اتنی ہی مدت باقی ہو کہ میں ان تین جملوں کو ادا کر سکوں تو میں یہ ہی حکم دوں گا کہ اسے ضرور قتل کر ڈالو۔ قتل کر ڈالو۔ قتل کر ڈالو۔ چنانچہ نیزک کو بلا کر قتل کا حکم سنایا گیا۔ اور نیزک اس کے ساتھ اور سات سو ترک تہ تیغ کر ڈالے گئے۔

نیزک کے قتل کے بارے میں دوسری روایت:

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ نہ تو قتیبہ نے اور نہ سلیم نے نیزک سے کسی قسم کا کوئی وعدہ معافی کیا تھا۔ جب قتیبہ نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اسے سامنے لایا۔ ایک حنفی تلوار منگوائی۔ تلوار نیام سے باہر کی' آستین چڑھائی اور اپنے ہی ہاتھ سے اس کی گردن ماردی۔ عبدالرحمٰن کو حکم دیا کہ تم صول کو قتل کرو۔ عبدالرحمٰن نے حکم کی تعمیل کر دی اس طرح صالح نے عثمان (یاشقران) کو قتل کیا جو نیزک کا بھتیجا تھا۔ قتیبہ نے بکر بن حبیب السہمی الباہلی سے پوچھا کہیے آپ میں کچھ قوت ہے؟ بکر نے جواب دیا کہ جی ہاں ہے اور میں چاہتا بھی ہوں۔ بکر میں کچھ بدوی خصلتیں بھی تھیں۔ اس پر قتیبہ نے اس سے کہا کہ اچھا آپ ان دوسرے گنواروں کو سمجھ لیجیے۔ چنانچہ جب کوئی کافر سامنے لایا جاتا تھا بکر اسے تہ تیغ کر دیتا اور کہتا کہ موت کے گھاٹ آؤ' مگر یہاں سے واپس زندہ نہ جاؤ۔ اسی طرح باہلیوں کے بیان کے مطابق اس روز بارہ ہزار ترک قتل کر ڈالے گئے۔

نیزک اور اس کے دونوں بھتیجوں کو اسکیمت کے ایک چشمہ آب کی تہ میں جس کا نام خش خاشان تھا سولی پر لٹکا دیا گیا۔

قتیبہ نے نیزک کے سر کو محصن بن جزء الکلابی اور سوار بن زہدم الحرمی کے ہاتھ حجاج کے پاس بھیج دیا۔ اس پر حجاج نے کہا کہ قتیبہ کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے بھائیوں میں سے کسی کے ہاتھ نیزک کا سر بھیجتا۔

شذ اور سبل کے متعلق نیزک کی رائے:

ایک روز کا واقعہ ہے کہ نیزک ابھی قید ہی میں تھا کہ قتیبہ نے اسے بلا کر پوچھا کہ شذ اور سبل کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ کیا اگر میں انہیں بلا بھیجوں تو وہ آئیں گے یا انکار کریں گے۔ نیزک نے کہا نہیں آئیں گے۔

شذ اور سبل کی طلبی:

قتیبہ نے ان دونوں کو بلایا وہ آئے۔ جب وہ آ گئے تو اب اس نے نیزک اور جبغوریہ کو بھی دربار میں طلب کیا۔ آ کر دیکھتے کیا ہیں کہ شذ اور سبل قتیبہ کے روبرو کرسیوں پر متمکن ہیں۔ نیزک اور جبغوریہ بھی ان کے مقابل بیٹھ گئے۔ شذ نے قتیبہ سے کہا کہ اگرچہ جبغوریہ میرے دشمن ہیں مگر چونکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے ہیں اور بادشاہ ہیں اور میری حیثیت ان کے مقابلہ میں غلام کی ہے

اس لیے آپ مجھے ان کے قریب جانے کی اجازت دے دیجیے۔قتیبہ نے اجازت دے دی شذ نے جعفوریہ کے پاس جا کر اس کا ہاتھ چوما اور سجدہ کیا۔پھر شذ نے قتیبہ سے سبل کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی اجازت طلب کی قتیبہ نے اجازت دے دی اور شذ نے سبل کے پاس جا کر اس کے ہاتھ کو بھی بوسہ دیا۔

نیزک نے بھی قتیبہ سے اجازت طلب کی کہ آپ مجھے شذ کے قریب جانے کی اجازت دیجیے کیونکہ میں ان کا ادنیٰ خادم ہوں۔قتیبہ نے اسے بھی اجازت دے دی۔اور نیزک نے اس کے قریب جا کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

شذ اور سبل کی مراجعت:

اب قتیبہ نے شذ اور سبل کو اپنے اپنے علاقہ واپس چلے جانے کی اجازت دے دی۔دونوں واپس چلے گئے اور قتیبہ نے حجاج القینی کو جو خراسان کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے شذ کے دربار میں اپنا معتمد (ریزیڈنٹ) مقرر کر دیا۔

نیزک کے ایک جوتے کی قیمت:

جب قتیبہ نے نیزک کو قتل کر ڈالا تو عابس الباہلی کے آزاد غلام نے نیزک کے ایک جوتے کو اٹھا لیا جس میں نہایت بیش قیمت جواہرات لگے ہوئے تھے۔انہیں جواہرات کی بدولت زبیر اس علاقہ کے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دولت مند بن گیا۔اور اپنی تمام عمر اچھی طرح مرفہ الحالی میں بسر کی۔ابی داؤد کے دورِ صوبہ داری میں کابل میں اس نے وفات پائی۔

جعفوریہ کو معافی:

قتیبہ نے جعفوریہ کو البتہ معاف کر دیا اور اسے ولید کے پاس بھیج دیا۔جعفوریہ ولید کی وفات تک پھر شام ہی میں مقیم رہا۔

قتیبہ کی مراجعت:

اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بلخ کا عامل مقرر کر کے خود قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔مگر نیزک کے اس طرح قتل کر دینے پر کہ قتیبہ نے دھوکا سے نیزک کو قتل کیا۔اس پر ثابت بن قطنہ نے یہ شعر بھی کہا:

''تم بدعہدی کو تدبیر ہرگز نہ سمجھنا۔بسا اوقات لوگ اس کے ذریعہ بامِ عروج و ترقی پر پہنچتے ہیں مگر یہ ترقی نہایت ہی ناپائیدار ثابت ہوتی ہے اور پھر انہیں قعرِ مذلت میں گرنا پڑا ہے''۔

حجاج قتیبہ کے متعلق کہا کرتا تھا کہ جب میں نے اسے صوبہ دار مقرر کر کے بھیجا تھا تو یہ ایک بالکل ناتجربہ کار نوجوان تھا۔مگر اس اثناء میں میں تو اس سے ایک بالشت بھی آگے نہیں بڑھا۔حالانکہ وہ مجھ سے گزوں آگے نکل گیا ہے۔

شاہ جوز جان کی امان طلبی:

نیزک کے قتل کے بعد جب قتیبہ مرو واپس آنے لگا تو اب وہ بادشاہ جوز جان کی جو اپنا علاقہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا تلاش میں چلا۔بادشاہ نے قاصد کے ذریعے امان طلب کی۔قتیبہ نے اس شرط پر امان دینے کا اقرار کیا کہ بادشاہ خود میرے پاس آئے اور صلح کر لے اس پر بادشاہ جوز جان نے کہا کہ آپ کے پاس یرغمال بھیجے دیتا ہوں اور آپ میرے پاس اپنے کچھ لوگوں کو بطور یرغمال بھیج دیجیے۔چنانچہ قتیبہ نے حبیب بن عبداللہ بن عمرو بن حصین الباہلی کو بادشاہ جوز جان کے پاس بھیج دیا۔اور بادشاہ نے اپنے کنبہ کے بعض لوگوں کو قتیبہ کے پاس بھیج دیا۔

حبیب بن عبداللہ اور یرغمالوں کا قتل:

بادشاہ جوز جان حبیب کو اپنے ایک قلعہ میں نظر بند کر کے قتیبہ کے پاس آیا۔ صلح کی، واپس چلا اور طالقان پہنچ کر مر گیا۔ اہل جوز جان کہنے لگے کہ مسلمانوں نے اسے زہر دے دیا۔ اور اسی خیال کی بنا پر انھوں نے حبیب کو قتل کر ڈالا۔

نیز اسی سنہ ۹۱ ہجری میں قتیبہ نے شومان، کس اور نسف پر دوبارہ جہاد کیا۔ اور طرخان سے صلح کی۔ ان تمام مہموں کے واقعات کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

شاہ شومان کی عہد شکنی:

فیلنشب یا جیسا کہ بعضوں نے بیان کیا ہے غیلشتان شومان کے بادشاہ نے قتیبہ کے عامل کو نکال باہر کیا۔ اور وہ زرِ خراج جس کی باقاعدہ سالانہ ادائی پر قتیبہ سے اور اس سے صلح ہوئی تھی اس کی ادائی بھی روک دی۔ قتیبہ نے عیاش الغنوی اور خراستان کے ایک اور عابد زاہد شخص کو اس غرض سے ملک شومان کے پاس بھیجا کہ یہ لوگ اسے جا کر سمجھائیں کہ وہ رقم خراج ادا کر دے۔

یہ دونوں اس کے شہر کے سامنے آئے۔ شومان والوں نے شہر سے باہر آتے ہی ان پر تیر اندازی شروع کر دی۔ وہ خراسانی صاحب تو واپس چلے گئے۔ مگر عیاش برابر اپنی جگہ ڈٹے رہے اور کہنے لگے کہ کیا اس شہر میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ ایک مسلمان باہر نکل کر آیا اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں، فرمائیے آپ کیا چاہتے ہیں۔ عیاش نے اس سے کہا کہ تم میرے پیچھے آ جاؤ اور میری پشت بچاتے جاؤ۔ چنانچہ وہ شخص پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اس کا نام مہلب تھا۔ اب عیاش نے کفار پر حملہ کیا اور وہ پیچھے ہٹ گئے مگر ان مسلمان صاحب ہی نے پیچھے سے حملہ کر کے عیاش کو قتل کر ڈالا۔ عیاش کے جسم پر ساٹھ زخم آئے تھے۔ خود ترکوں کو ان کے قتل کا بہت رنج ہوا۔ وہ کہنے لگے کہ افسوس ہے کہ ہم نے ایک بڑے بہادر آدمی کو ہلاک کر ڈالا۔

قتیبہ کی شومان پر فوج کشی:

قتیبہ کی اس واقعہ کا علم ہوا، وہ خود ان کے مقابلہ کے لیے بلخ کے راستہ سے بڑھا۔ جب بلخ پہنچا تو اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو اپنے آگے روانہ کیا۔ اور عمر بن مسلم کو بلخ کا عامل مقرر کیا۔

چونکہ ملک شومان اور صالح بن سلم آپس میں دوست تھے۔ اس لیے صالح نے ایک شخص کے ذریعہ ملک شومان سے کہلا بھیجا کہ تم پھر قتیبہ کی اطاعت کر لو، اور اس کی خوشنودی حاصل کر لو۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ صلح کر لو۔ ملک شومان نے صلح سے انکار کر دیا اور صلح کے قاصد سے کہا کہ تم مجھے جو قتیبہ سے ڈراتے ہو میں اس کی کیا حقیقت سمجھتا ہوں۔ جس قدر مضبوط اور ناقابلِ تسخیر میرا قلعہ ہے، ایسا کسی اور رئیس کے پاس نہیں۔ جب میں اس کے بلند ترین برج سے تیر چلاتا ہوں تو باوجود اس کے کہ میری کمان بھی نہایت ہی سخت اور میں خود بھی زبردست تیر انداز ہوں، مگر پھر بھی میرا تیر قلعہ کی نصف مسافت تک نہیں پہنچتا۔ تو اب میں قتیبہ کی کیا پرواہ کرتا ہوں۔

شومان کی تسخیر:

قتیبہ بلخ سے چل کر دریا کو عبور کر کے شومان کے سامنے پہنچا۔ ملک شومان نے مدافعت کی پہلے سے تیاریاں کر رکھی تھیں۔ قتیبہ نے شہر کے مقابلہ میں منجنیقیں نصب کر دیں اور سنگ اندازی کر کر کے اسے منہدم کر دیا۔ ملک شومان نے جب دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے

چلا اس نے اپنا تمام قیمتی سامان اورزر و جواہر منگوا کر ایک کنویں میں ڈلوا دیا۔ جو قلعہ کے وسط میں واقع تھا اور جس کی گہرائی کی انتہا نہ تھی۔ اس کے بعد اس نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اب کھلے میدان میں مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نکل آیا۔ جنگ ہوئی' بادشاہ شومان مارا گیا۔ قتیبہ نے بزور شمشیر قلعہ مسخر کر لیا۔ تمام جنگجو آبادی کو قتل کر ڈالا اور ان کے اہل وعیال کو لونڈی غلام بنا کر باب الحدید کی راہ سے واپس آ کر کس اور نسف کی طرف بڑھا۔

کس' نسف اور فریاب کی تاراجی:

حجاج نے قتیبہ کو پہلے ہی حکم دے دیا تھا کہ تم کس کی طرف کوئی چال چلو' نسف کو تباہ کر ڈالو اور بہت زیادہ احتیاط سے بچو۔ چنانچہ قتیبہ نے کس اور نسف کو فتح کر لیا۔ اہل فریاب نے مقابلہ کی تیاری کی۔ قتیبہ نے اسے جلا ڈالا۔ اور اسی وجہ سے بعد میں اس شہر کا نام محرقہ رکھ دیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن مسلم کی سغد پر فوج کشی:

قتیبہ نے کس اور نسف سے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو سغد کی طرف بھیجا تا کہ طرخون سے مقابلہ کرے۔ عبدالرحمٰن نے وہاں سے روانہ ہو کر عصر کے وقت ترکوں کے قریب ہی ایک وادی میں آ کر پڑاؤ کیا۔ یہاں اس کی فوج نے شراب تیار کی اور خوب پی پلا کر بدمستیاں کرنے لگے۔ کوئی فوجی نظام قائم نہ رہا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے خاندان کے آزاد غلام ابومرضیہ کو حکم دیا کہ تم جا کر لوگوں کو شراب پینے سے منع کرو۔ ابومرضیہ نے لوگوں کو ڈنڈے سے مارنا شروع کیا اور ان کے جام اور قدحے توڑ ڈالے۔ تمام شراب اس نالے میں بہنے لگی۔ اور اسی وجہ سے اس نالہ کا نام مرج النبیذ پڑ گیا۔

طرخون کی ادائیگی خراج:

عبدالرحمٰن نے طرخون سے وہ رقم خراج جس پر طرخون اور قتیبہ کے درمیان صلح ہوئی تھی لے لی۔ اور طرخون کے جو لوگ بطور یرغمال اس کے پاس تھے وہ واپس دے دیئے۔ اور اب عبدالرحمٰن واپس پلٹا۔ بخارا آیا۔ ابھی قتیبہ بھی بخارا ہی میں تھا کہ عبدالرحمٰن اس سے آ ملا۔ اور پھر یہ دونوں مرو واپس پلٹ آئے۔

طرخون کی اسیری وخودکشی:

اس صلح پر اہل سغد نے طرخون سے کہا کہ تو نے جزیہ دے کر اپنی ذلت قبول کی ہے۔ اور تو اب بہت زیادہ ضعیف العمر بھی ہو گیا ہے' ہم اب تجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتے۔ طرخون نے کہا تو بہتر ہے جس کو تم پسند کرو اپنا بادشاہ بنا لو۔ اہل سغد نے غوزک کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اور طرخون کو قید کر دیا۔ اس قید کی ذلت کے احساس پر طرخون کہنے لگا کہ قید کے بعد اب دوسرا درجہ قتل ہے۔ آج ان لوگوں نے مجھے قید کیا ہے۔ کل قتل کر دیں گے۔ بہتر ہے کہ میں اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالوں تا کہ مزید ذلت سے بچ سکوں اور دوسرے کا ہاتھ مجھے نہ لگے۔ اس خیال کے ساتھ ہی اس نے اپنی تلوار پر اپنا پورا بوجھ ڈال دیا۔ تلوار سینہ سے پشت کے پار نکل گئی۔

راوی کہتے ہیں کہ اہل سغد نے طرخون کے ساتھ یہ حرکت اس وقت کی جب کہ قتیبہ سجستان چلے آئے تھے۔ اور اسی وقت میں انہوں نے غوزک کو اپنا رئیس بنایا۔

باہلی کی روایت:

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ جب قتیبہ نے بادشاہ شومان کا محاصرہ کرلیا۔ اس کے قلعہ کے سامنے منجنیقیں نصب کر دیں۔ اور ایک اور منجنیق فجاء نامی نصب کی جس کا پہلا پتھر قلعہ کی دیوار پر پڑا۔ دوسرا شہر میں گرا' پھر برابر شہر میں پتھر گرتے رہے اور اس کا ایک پتھر بادشاہ کے دیوان خانے میں گرا جس سے ایک شخص مقتول ہوا۔ قتیبہ نے بزورِ شمشیر قلعہ مسخر کرلیا۔ اور پھر کس اور نسف کی طرف واپس پلٹا اور وہاں سے بخارا آیا۔ بخارا کے قریب ایک ایسے گاؤں میں اس نے قیام کیا جس میں ایک دیول اور ایک آتش کدہ تھا اور اس میں کچھ مور بھی تھے اسی وجہ سے اس پڑاؤ کا نام منزل طوادیس رکھ دیا گیا۔ قتیبہ یہاں سے روانہ ہوکر سغد کی طرف چلا۔ تاکہ طرخون سے زرِ خراج وصول کرے۔ وادی سغد کی خوبصورتی اور اس کے دلفریب منظر کو دیکھ کر قتیبہ سے نہ رہا گیا اور اس نے بے ساختہ اس کی تعریف میں دو شعر کہے۔ قتیبہ طرخون سے زرِ خراج لے کر بخارا آیا۔ بخارا کی ریاست پر ایک نوجوان رئیس زادہ کو بادشاہ بنایا۔ بخارا کے ایسے لوگوں کو قتل کرڈالا جن کے متعلق خوف تھا کہ یہ اس نوجوان بادشاہ کی مخالفت کریں گے پھر آمل کے راستہ مرو واپس آیا۔

باہلی بیان کرتا ہے کہ لوگ ابھی اپنے شراب کے برتنوں کو بھی نہ توڑ سکے تھے کہ قلعہ فتح ہوگیا۔

خالد بن عبداللہ کا اہل مکہ سے خطاب:

اسی سنہ میں ولید نے خالد بن عبداللہ قسری کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔ خالد ولید کی وفات تک مکہ کا گورنر رہا۔ خالد نے مکہ کی گورنری کا جائزہ لے کر حسب ذیل تقریر لوگوں کے سامنے کی:

''آپ لوگ ایسے شہر کے باشندے ہیں جو خداوند عالم کے تمام شہروں میں باعتبار اپنی حرمت و تقدس کے ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہ وہی شہر ہے جسے بیت اللہ کے لیے خدا نے انتخاب کیا۔ اور مستطیع اصحاب پر اس کا حج فرض کیا۔ اس لیے آپ لوگ اطاعت گذار رہیں اور اتحادِ قومی کی تنظیم میں منسلک رہیں بے بنیاد شبہات سے محترز رہیے' اور یاد رکھئے کوئی ایسا شخص جو اپنے حاکم اعلیٰ پر نکتہ چینی کرے گا وہ میرے سامنے پیش کیا جائے گا میں اسے اسی جرم میں پھانسی پر لٹکا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے جسے مناسب خیال کیا اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اسی لیے آپ کو ان کے احکام اور معاملات میں چون و چرا کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ جو وہ حکم دیں اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کیجیے اور تعمیل کیجیے میں آپ لوگوں کو بتائے دیتا ہوں کہ مجھے یہ علم ہوا ہے کہ ہمارے بعض مخالفین آپ لوگوں کے پاس آتے ہیں' اور یہاں ٹھہرتے ہیں۔ آئندہ سے آپ کسی ایسے شخص کو اپنے ہاں نہ ٹھہرایئے جس کے متعلق خلافت حاضرہ کی مخالفت کا شبہ تک بھی ہو' ورنہ یاد رکھیے کہ جس شخص کے مکان میں کوئی مشتبہ شخص مقیم پایا جائے گا وہ مکان زمین سے ملا دیا جائے گا۔ اس لیے جو لوگ آپ کے یہاں ٹھہریں ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کرلیا کیجیے۔ قومی اتحاد کو قائم رکھے۔ اطاعت شعار رہیے۔ کیونکہ پھوٹ بہت بری بلا ہے''۔

ابوحبیبہ اور خالد بن عبداللہ القسری:

ابوحبیبہ کہتے ہیں کہ میں اسی زمانہ میں عمرہ کرنے مکہ گیا۔ اور بنی اسد جو خاندان زبیر کے طرفداروں میں تھے ان کے مکانات میں جا کر ٹھہرا۔ مجھے کچھ معلوم ہی نہ تھا کہ ایک دم خالد نے مجھے بلایا۔ میں اس کے پاس گیا۔ خالد نے میرا وطن پوچھا میں نے کہا کہ مدینہ کا باشندہ ہوں۔ خالد کہنے لگا۔ تو پھر تم ایسے لوگوں کے پاس جو ہمارے مخالف ہیں کیوں مقیم ہوئے؟ میں نے کہا کہ میں یہاں

صرف ایک یا دو دن ٹھہروں گا اور پھر اپنے مکان واپس چلا جاؤں گا۔ اور میں خلیفہ وقت کے مخالفین میں سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں تو ان لوگوں میں ہوں جو ان کی حکومت کی تعظیم کرتے ہیں بلکہ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ جو خلافت کا منکر ہو وہ ہلاک ہو جائے۔

میری تقریر سن کر خالد نے کہا کہ تمہارے وہاں ٹھہرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ ایسے لوگوں کا وہاں قیام کرنا ٹھیک نہیں ہے جو خلیفہ وقت کے مخالف ہوں۔ میں نے کہا معاذ اللہ مجھے ایسے لوگوں سے کوئی سروکار نہیں۔ ایک روز میں نے خالد کو یہ کہتے سنا کہ یہ جانور جو حرم میں بسیرا لیتے ہیں اگر یہ بول سکتے اور ہماری اطاعت کا اقرار نہ کرتے تو میں انہیں بھی یہاں سے نکال دیتا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ بیت اللہ میں صرف وہی لوگ رہیں اور وہی اس کی حرمت سے متمتع ہوں جو ہمارے مطیع ہوں۔ اور خاندان خلافت اور اس کے عہدہ داروں کے مخالف نہ ہوں۔ اس پر میں نے کہا کہ جناب والا بجا اور درست فرماتے ہیں۔

ولید بن عبدالملک کی مدینہ میں آمد:

۹۱ ہجری میں خود ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا صالح بن کیسان کہتے ہیں۔ کہ جب ولید کے حج کے لیے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قریش کے دس آدمیوں کو حکم دیا کہ میرے ساتھ امیر المومنین کے استقبال کو چلیں چنانچہ دس آدمی جن میں ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام اور ان کے بھائی محمد بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جن کے ساتھ اور بھی خدم وچشم تھا سوید تک آئے یہ سب لوگ سواریوں پر سوار تھے۔ جب ولید سامنے آیا اور وہ بھی گھوڑے پر سوار تھا تو حاجب نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ امیر المومنین کی خاطر سواریوں سے اتر پڑیں۔ سب لوگ اتر پڑے مگر پھر خود ولید نے انھیں سوار ہونے کا حکم دیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ولید کے جلو میں ان کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور اسی طرح یہ تمام جماعت مقام ذی خشب پر آ کر فروکش ہوئی۔

مسجد نبوی کا معائنہ:

یہاں وہ تمام اصحاب جو استقبال کے لیے آئے تھے پیش کیے گئے۔ ایک ایک شخص آتا تھا اور سلام کرتا جاتا تھا۔ ولید نے کھانا منگوایا۔ ان سب اصحاب نے بھی اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ شام کے وقت ولید یہاں سے روانہ ہو کر مدینہ آیا۔ صبح کو مسجد نبوی دیکھنے کے لیے گیا۔ جس قدر لوگ اس وقت مسجد میں موجود تھے سب نکال دیئے گئے۔

سعید بن المسیب کا مرتبہ:

البتہ سعید بن المسیب اپنی جگہ بیٹھے رہے اور ان کے رتبہ کے اعتبار سے کسی سپاہی کو بھی یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ انہیں اٹھا دیتا۔ سعید اپنے مصلی پر دو معمولی چادریں جن کی قیمت پانچ درہم ہو گی زیب تن کیے بیٹھے تھے۔ کسی شخص نے ان سے درخواست کی کہ آپ اٹھ جائیں سعید نے کہا کہ جو میرا اٹھنے کا وقت ہے اس سے پہلے تو میں ہرگز نہ اٹھوں گا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ آپ اٹھ جائیں امیر المومنین کو سلام تو کر لیں۔ سعید کہنے لگے کہ میں خود تو ان کے پاس اٹھ کر سلام کرنے نہیں جاؤں گا۔

ولید بن عبدالملک اور سعید بن المسیب:

اب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال ہے کہ وہ ولید کو مسجد میں ادھر ادھر پھرا رہے ہیں' اور چاہتے ہیں کہ اس کی نظر سعید پر اس وقت تک نہ پڑے جب تک کہ یہ اٹھ نہ جائیں۔ مگر اچانک ولید کی نظر قبلہ کی طرف اٹھی اس نے پوچھا کہ یہ کون صاحب بیٹھے

ہوئے ہیں۔ کیا یہ سعید بن المسیب تو نہیں ہیں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جی ہاں یہی سعید بن المسیب ہیں' اور ان کا یہ حال ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ آپ اس وقت مسجد نبوی میں موجود ہیں تو وہ خود ضرور اٹھ کر آپ کے سلام کو آتے اور انہیں دکھائی بھی کم دیتا ہے۔ ولید نے کہا اچھا ہمیں ان کا حال معلوم ہوا۔ ہم خود ان کے پاس جائیں گے اور سلام کریں گے۔

سلف الصالحین کا آخری نمونہ:

ولید نے تمام مسجد کا چکر لگایا۔ روضہ اطہر پر آ کر کھڑا ہوا۔ پھر سعید کے پاس آیا اور ان کی مزاج پرسی کی۔ سعید نہ کھڑے ہوئے اور نہ انہوں نے اپنی جگہ سے جنبش کی۔ البتہ مزاج پرسی کے جواب میں الحمدللہ میں خیریت سے ہوں۔ امیرالمومنین کا مزاج کیسا ہے اور کیا حال ہے؟ ولید نے کہا الحمدللہ خیریت سے ہوں۔ اس قدر گفتگو کے بعد ولید وہاں سے پلٹ آیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اب یہ ہی سلف الصالحین کا ایک نمونہ باقی رہ گئے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ امیرالمومنین بجا فرماتے ہیں۔

ولید نے مدینہ طیبہ میں بہت سے عجمی لونڈی غلام اور سونے چاندی کے برتن اور نقد روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔ جمعہ کے دن خطبہ بھی پڑھا اور نماز پڑھائی۔

ولید بن عبدالملک کا خطبہ:

ولید نے مسجد نبوی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھ کر ایام حج میں جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ منبر سے مسجد کے اندرونی صحن کی آخری دیوار تک فوج کی دو صفیں تھیں۔ ان کے ہاتھوں ہی میں شاہی عصا اور کندھوں پر گرز تھے۔ ولید ایک معمولی چوغا اور ٹوپی پہنے منبر پر چڑھا کوئی شال اس پر نہ تھی۔ منبر پر چڑھ کر تمام لوگوں کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ مؤذن کو اذان دینے کی اجازت دی۔ جب اذان ختم ہوئی تو پہلا خطبہ بیٹھے بیٹھے اور دوسرا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھا۔

اسحٰق اور رجاء بن حیوۃ کی گفتگو:

اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے رجاء بن حیوۃ سے مل کر پوچھا کہ آیا اس خاندان کا یہی طرز عمل رہا ہے۔ رجاء نے کہا ہاں! معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور ان کے بعد اور تمام اس خاندان کے خلیفہ ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ نے اس معاملہ میں کبھی ان سے گفتگو نہیں کی؟ رجاء کہنے لگے کہ قبیصہ بن ذویب مجھ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے عبدالملک سے اس کے متعلق اعتراض کیا تھا مگر اس نے کسی قسم کی تبدیلی کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تو ہمیشہ کھڑے ہو کر ہی خطبہ دیا ہے۔ رجاء کہنے لگے مگر کیا کیا جائے ان لوگوں سے اسی طرح بیان کیا گیا۔ اور اسی پر ان کا عمل ہے۔

اسحٰق کہتے ہیں کہ تمام خلفاء بنی امیہ میں ولید جیسا رعب داب اور تمکنت میں نے کسی میں نہیں دیکھی۔

امیر حج ولید بن عبدالملک وعمال:

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ ولید مسجد نبوی کے لیے خوشبوئیں اور انگیٹھی بھی لایا تھا۔ احرام مسجد نبوی میں کھول کر پھیلا دیا گیا۔

نہایت ہی بیش بہاد یباج کا بنا ہوا تھا۔ ایک دن پھیلا رہا' پھر لپیٹ کرا ٹھالیا گیا۔ اور ولید ہی نے اس سال حج کرایا۔ اس سال سوائے مکہ معظمہ کے باقی اور تمام صوبوں پر وہی لوگ عامل اور صوبہ دار تھے جو ۹۰ ہجری میں تھے۔ البتہ واقدی کے بیان کے مطابق خالد بن عبداللہ القسری اس سال مکہ کا گورنر تھا۔ مگر اور لوگوں نے بیان کیا ہے مکہ اس سال بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہی کے تحت تھا۔

۹۱ھ کے واقعات

مسلمہ نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ تین قلعے سر کیے اور اہل سوسنہ کو رومیوں کے اندرونی علاقہ میں جلاوطن کر دیا۔

فتح اُندلس:

اسی سنہ میں موسیٰ بن نصیر کے آزاد غلام طارق بن زیاد نے بارہ ہزار فوج کے ساتھ اندلس پر حملہ کیا اور بادشاہ اندلس سے اس کا مقابلہ ہوا۔ واقدی کا دعویٰ ہے کہ اس بادشاہ کا نام اور رینوق تھا (راڈرک) جو اہل اصبہان میں سے تھا۔ اور یہ عجمی بادشاہان اندلس تھے۔ طارق نے اپنی پوری طاقت سے حملہ کیا۔ ادھر بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھ کر حملہ آور ہوا۔ اس کے سر پر تاج جواہر نگار دھرا تھا ہاتھ میں فولادی دستانے چڑھے ہوئے تھے اور وہ تمام مرصع زیور جن کا جنگ کے موقع پر پہننے کا ان کے شاہانِ پیشین سے دستور چلا آتا تھا اس کے جسم پر سجے ہوئے تھے دونوں حریفوں نے خوب ہی دادِ مردانگی اور شجاعت دی اور نہایت سخت رن پڑا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اور رینوق کو ہلاک کیا اور ۹۲ ہجری میں اندلس فتح ہو گیا۔

قتیبہ کی سجستان پر فوج کشی:

بعض اہل سیر کے بیان کے مطابق اسی سال قتیبہ نے رتبیل اعظم اور زابل کے ارادہ سے (سجستان) پر چڑھائی کی۔ جب قتیبہ سجستان پہنچ گیا۔ رتبیل کے سفرا پیام صلح لائے۔ قتیبہ نے درخواست صلح کو منظور کر لیا اور عبدربہ بن عبداللہ بن عمیر اللیثی کو وہاں کا عامل مقرر کر کے خود واپس چلا آیا۔

امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

اسی سنہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جو مدینہ کے عامل تھے حج کرایا۔ اور نیز اس سنہ میں بھی مختلف ممالک کے وہی لوگ اربابِ حل وعقد تھے جو سنہ ماسبق میں تھے۔

۹۳ھ کے واقعات

رومیوں پر فوج کشی:

عباس بن ولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور شہر سمسطیہ فتح کیا۔ نیز مروان بن الولید رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کر کے حجرہ تک جا پہنچا۔ اور مسلمۃ بن عبدالملک نے جدید قلعے' غزالہ اور برجمہ کو عطیہ کی سمت سے پیش قدمی کر کے مسخر کیا۔

خرزاذ کا ظلم واستبداد:

نیز اسی سال قتیبہ نے ملک خام جبر دکو قتل کرنے کے بعد شاہ خوارزم سے تجدید صلح کی۔ اس واقعہ کی تفصیل اور اسباب حسب ذیل ہیں:
چونکہ بادشاہ خوارزم بہت ضعیف العمر تھا۔ اس لیے اس کے چھوٹے بھائی خرزاذ نے انتظام سلطنت پر کلیۃً قبضہ کر رکھا تھا۔ جیسا

چاہتا کرتا۔ اگر اسے خبر لگتی کہ بادشاہ کے طرفداروں میں سے کسی کے پاس کوئی حسین لونڈی' عمدہ سواری کا جانور یا کوئی بیش بہا شے ہے فوراً اس پر قبضہ کر لیتا۔ حتیٰ کہ اگر اسے معلوم ہوتا کہ کسی شخص کی لڑکی یا بیوی یا بہن خوبصورت ہے اسے زبردستی بلوا منگاتا۔ غرض کہ جس چیز کو چاہتا اس پر قبضہ کر لیتا' اور جسے چاہتا زندان بلا میں ڈال دیتا تھا۔ کسی شخص کی طاقت نہ تھی کہ اس کا مقابلہ کرے۔ بلکہ خود بادشاہ بھی اس کے سامنے ناچار ہو گیا تھا۔ جب کبھی بادشاہ سے اس کی حرکات کی شکایت کی جاتی وہ اپنی بے بسی ظاہر کر دیتا اور اس تمام اور اقتدار اور مستبدانہ حکومت کے باوجود خرزاذ بادشاہ سے خفا بھی رہتا تھا۔ جب ان حالات نے طول کھینچا تو بادشاہ نے قتیبہ کو اپنے علاقہ میں آنے کی دعوت دی۔ تاکہ وہ اپنی ریاست ان کے حوالے کر دے۔ اور اس لیے اس نے خوارزم کے شہروں کی تین طلائی کنجیاں بھی اس کے پاس بھیج دیں اور یہ شرط لگائی کہ جب آپ میرے علاقہ پر قبضہ کر لیں تو میرے بھائی اور میرے دوسرے مخالفین کو میرے حوالے کر دیجیے گا۔ تاکہ میں ان کے ساتھ جیسا چاہوں سلوک کر سکوں۔

شاہ خوارزم کی قتیبہ سے درخواست:

بادشاہ نے یہ پیام اپنے ایک قاصد کے ذریعے بھیجا اور اس کی اطلاع اپنے کسی امیر یا سردار کو نہیں دی۔ آخر موسم سرما میں جب کہ جہاد کا موسم شروع ہو جاتا ہے۔ یہ قاصد قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ پہلے ہی سے جہاد کی تیاری کر چکا تھا۔ اب قتیبہ نے ظاہر تو یہ کیا کہ سغد پر فوج کشی کرنا چاہتا ہے۔ مگر دراصل اس کا مقصد خوارزم تھا۔ بادشاہ خوارزم کا قاصد اپنے فرض کو کامیاب حد تک پہنچانے کے بعد خوارزم واپس چلا گیا۔ قتیبہ نے مسلم کے آزاد غلام ثابت الاعور کو مرد کا عامل مقرر کیا اور خود جہاد کے لیے روانہ ہوا۔

شاہ خوارزم کی مجلس عیش ونشاط:

دوسری جانب بادشاہ نے اپنے تمام رؤساء زمیندار اور علما اور دوستوں کو اپنے ساتھ عیش ونشاط میں شریک ہونے کے لیے خوارزم میں جمع کیا اور اپنے تمام احباب سے کہا کہ قتیبہ سغد پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے اور ہم سے اس وقت لڑنا نہیں چاہتا' لہٰذا آؤ موسم بہار میں ہم مجلس شراب ونشاط منعقد کریں اور گلچھرے اڑائیں۔ چنانچہ یہ تمام سردار شراب خواری اور عیش ونشاط میں منہمک ہو گئے۔ اور جنگ سے بالکل بے خطر۔

شاہ خوارزم کی مجلس مشاورت:

ترکوں کو قتیبہ کی پیش قدمی کا اس وقت علم ہوا جب کہ اس نے ہزارسپ میں پہنچ کر دریا کے اس کنارے خیمے ڈال دیئے۔ بادشاہ خوارزم نے اپنے مشیروں سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ سب نے کہا کہ ہم اس سے لڑیں گے۔ مگر بادشاہ نے کہا کہ اس کے مقابلہ میں وہ لوگ عاجز رہ گئے ہیں اور اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے جو ہم سے کہیں زیادہ زبردست اور طاقتور تھے۔ میری یہ رائے ہے کہ ہم کچھ دے دلا کر اسے اس سال تو یہاں سے ٹال دیں۔ آئندہ سال دیکھا جائے گا۔ سب نے کہا کہ ہم آپ سے متفق ہیں۔

بادشاہ خوارزم سے چل کر مدینۃ الفیل میں آ کر جو دریا کے اس پار واقع ہے مقیم ہوا (خوارزم کے اصل میں تین مختلف شہر ہیں جو ایک ہی حصار میں محصور ہیں۔ ان تینوں میں مدینۃ الفیل سب سے مستحکم ہے)۔

قتیبہ اور شاہ خوارزم میں مصالحت:

اب قتیبہ تو ہزارسپ میں دریا کے اس کنارے فروکش ہے۔ اور بادشاہ مدینۃ الفیل میں اس پار مقیم ہے۔ دونوں کے درمیان

دریائے بلخ موجزن ہے مگر قتیبہ کو اس دریا کے عبور کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ دس ہزار لونڈی غلام اور بہت سے جواہرات اور روپیہ کی ادائی پر دونوں میں صلح ہوگئی یہ بھی شرط طے پائی کہ بادشاہ خوارزم کی شاہ خام جرد کے مقابلہ میں اعانت کرے اور نیز وہ بات پوری کرے جس کے متعلق اس نے قتیبہ کو پہلے ہی لکھ دیا تھا۔ قتیبہ نے ان باتوں کو منظور کرلیا۔ اور انہیں پورا کیا۔

شاہ خام جرد کی سرکوبی:

قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو شاہ خام جرد کی سرکوبی کے لیے جو ہمیشہ بادشاہ خوارزم سے برسرِ جدال وقتال رہتا تھا۔ روانہ کیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کے علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ اور چار ہزار قیدی وہاں سے اپنے ساتھ لایا۔ جب یہ قیدی قتیبہ کے پاس آئے۔ قتیبہ نے منظر عام پر تخت بچھوایا اور دربار عام کیا۔ اور پھر قیدیوں کے قتل کا حکم دیا۔ ایک ہزار اس کے داہنی جانب ایک ہزار بائیں جانب ایک ہزار سامنے' اور ایک ہزار پیچھے کردیے گئے۔

مہلب بن ایاس کی تلوار:

مہلب بن ایاس کہتے ہیں کہ اس روز قیدیوں کے قتل کرنے کے لیے بڑے بڑے سرداروں کی تلواریں مانگی گئیں۔ ان میں بعض ایسی بھی ناکارہ تھیں کہ جن سے نکٹے کی ناک بھی نہ کٹ سکتی تھی۔ لوگوں نے میری بھی تلوار مانگ لی۔ یہ ایسی بلائے بے درماں تھی کہ جس پر پڑتی تھی اس میں سے صاف نکل جاتی تھی۔ میری تلوار کی اس کاٹ کو دیکھ کر قتیبہ کے خاندان والے جلنے لگے۔ یہ دیکھتے ہی میں نے قاتل کی طرف ذرا پلک ماردی کہ ہاتھ ڈھیلا کردے چنانچہ اس نے ذرا ہاتھ ڈھیلا کیا کہ تلوار مقتول کے اگلے دانتوں پر پڑی جس سے اس میں دندانے پڑ گئے۔

خرزاذ کا قتل:

ابوالذیال کہتے ہیں کہ وہ تلوار آب بھی میرے پاس ہے۔ قتیبہ نے خرزاذ اور دوسرے ان لوگوں کو جو بادشاہ خوارزم کے مخالف تھے' بادشاہ کے حوالے کردیا۔ بادشاہ نے ان سب کو قتل کرادیا۔ ان کے مال واسباب پر قبضہ کرلیا اور اسے قتیبہ کے پاس بھیج دیا۔ قتیبہ شہر فیل میں داخل ہوا۔ اور بادشاہ سے وہ زروجنس معاوضہ لے کر جس پر صلح ہوئی تھی پھر ہزار سپ واپس آ گیا۔

باہلی یہ کہتے ہیں کہ خوارزم سے قتیبہ کو ایک لاکھ لونڈی غلام ملے۔

۹۲ ہجری میں قتیبہ کے خاص دوستوں نے اس سے کہا کہ چونکہ تمام لوگ بجستان ایسے دور دراز ممالک سے آئے ہیں سب تھکے ہوئے ہیں بہتر ہے کہ اس سال آپ اب جہاد وغیرہ پر نہ جائیں۔ بلکہ تمام لوگوں کو آرام کرنے دیجیے۔ قتیبہ نے اس درخواست کو مسترد کردیا اور اہل خوارزم سے صلح کر کے سغد کی طرف بڑھا۔ اسی سنہ میں قتیبہ نے خوارزم سے واپسی میں سمرقند پر حملہ کیا اور اسے فتح کیا۔

مجشر بن مزاہم کا سغد پر حملہ کرنے کا حکم:

خوارزم کی صلح کے بعد جب قتیبہ نے تمام زروسامان معاوضہ پر قبضہ کرلیا تو مجشر بن مزاہم السلمی نے قتیبہ سے کہا کہ میں آپ سے تخلیہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ قتیبہ نے اور تمام لوگوں کو ہٹا دیا اور اب وہ صرف دونوں رہ گئے۔ مجشر نے کہا کہ اگر آپ کا سغد پر فوج کشی کرنے کا کبھی ارادہ ہو تو اس کے لیے آج سے زیادہ بہتر موقع پھر کبھی آپ کو نہیں ملے گا اس لیے اہل سغد کو یہ اطمینان ہے

کہ اس سال تو آپ ان پر حملہ نہیں کریں گے اور اب ان کے اور آپ کے درمیان صرف دس دن کا فاصلہ ہے۔

قتیبہ نے پوچھا کہ کیا کسی اور شخص نے تمہیں یہ مشورہ دیا ہے؟ مجسر نے کہا نہیں۔ قتیبہ نے پوچھا کیا کسی اور سے بھی تم نے اس کا تذکرہ کیا ہے؟ مجسر نے کہا نہیں۔ قتیبہ نے کہا اب اگر کسی اور سے اس کا تذکرہ کرو گے تو میں تمہیں تہ تیغ کر دوں گا۔

سغد پر فوج کشی:

قتیبہ نے اس روز تو قیام کیا دوسرے روز عبدالرحمٰن کو حکم دیا کہ تم سواروں اور تیر اندازوں کو اپنے ساتھ لے کر مرو روانہ ہو جاؤ۔ اور تمام سامان و اسباب کو اپنے آگے بھیج دو۔ چنانچہ سامان سب سے پہلے روانہ کر دیا گیا۔ اس کے پیچھے عبدالرحمٰن بن مرو روانہ ہو گیا اور اس تمام دن عبدالرحمٰن مرو کی طرف چلتا رہا۔

شام کے وقت قتیبہ نے عبدالرحمٰن کو لکھا کہ کل صبح کے وقت سامان تو مرو بھیج دینا اور تم خود رسالہ اور تیر اندازوں کو لے کر سغد کی طرف روانہ ہو جانا۔ تمام کارروائی نہایت راز میں کی جائے۔ اور میں خود تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ عبدالرحمٰن کو جب یہ حکم ملا اس نے اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ سامان کو مرو لے جائیں اور خود حسب الحکم سغد کی طرف چلا۔

قتیبہ کا فوج سے خطاب:

قتیبہ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ اللہ نے تمہارے ہاتھوں اس شہر کو ایسے وقت میں سر کرا دیا ہے جب کہ جہاد اور فوجی کارروائیاں کرنا ناممکن تھا۔ اب سغد ہمارے سامنے ہے۔ وہاں مدافعت کا بھی کوئی سامان نہیں ہے۔ اہل سغد نے اس عہد کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ جو ہمارے اور ان کے درمیان ہوا تھا اور وہ زر فدیہ بھی نہیں دیا۔ جس کی ادا کی شرط پر ہم نے طرخون سے صلح کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو عہد کو توڑتا ہے اس کا خمیازہ اس کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اس لیے اللہ کا نام لے کر بڑھو اور مجھے توقع ہے کہ سغد اور خوارزم کی وہی خرابی ہو گی جو بنی نضیر اور بنی قریظہ کی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ وَ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ﴾

''اور دوسرا وہ مقام جس پر تمہاری دسترس نہ ہو سکی اللہ نے اس کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے''۔

سغد کا محاصرہ:

غرضیکہ قتیبہ سغد آیا' عبدالرحمٰن پہلے ہی بیس ہزار فوج کے ساتھ سغد کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ قتیبہ عبدالرحمٰن کے وہاں پہنچنے کے تین یا چار دن بعد اہل بخارا اور خوارزم کے ساتھ پہنچا۔ سغد پہنچ کر قتیبہ نے کلام پاک کی یہ آیت پڑھی:

﴿ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴾

''ہم جب کسی قوم کے سامنے اس کے میدان میں اترے تو نہ ماننے والوں کی صبح ان پر بہت بری گزری''۔

ایک ماہ تک قتیبہ نے ان کا محاصرہ رکھا۔ اور خود حصار کے اندر ایک سمت سے گھس کر کئی مرتبہ دشمنوں سے برسر پیکار بھی ہوا۔

اہل سغد کی ملک الشاش اخشاذ فرغانہ سے امداد طلبی:

اہل سغد کو محاصرہ کے طول کا خوف پیدا ہوا۔ انھوں نے ملک الشاش اور اخشاذ فرغانہ کو لکھا کہ اگر عربوں کو ہمارے مقابلہ میں فتح ہو گئی تو جس لیے انھوں نے ہم پر چڑھائی کی ہے اسی بنا پر یہ تم پر بھی اپنا دست آز دراز کر دیں گے۔ اس لیے اب آپ لوگ خود

اپنی فکر کر لیجیے۔

ملک الشاش اور اخشاذ کا شبخون مارنے کا منصوبہ:

اس تحریر کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان دونوں بادشاہوں نے ان کی امداد کے لیے عربوں سے جا کر لڑنے کا تصفیہ کیا۔ اور اہل سغد کو اطلاع دے دی کہ تم کسی جماعت کو ان سے لڑنے کے لیے بھیج دو تا کہ وہ اس جماعت سے مصروف کارزار رہیں اور ہم بے خبری میں ان پر شبخون مارتے رہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے یہاں کے رؤسا اور بڑے بڑے سرداروں کے بیٹوں اور سورماؤں کو مسلمانوں کے لشکر گاہ پر شبخون مارنے کے لیے منتخب کر کے روانہ کیا۔

قتیبہ کو شبخون کی اطلاع:

مگر مسلمانوں کے مخبروں نے فوراً اس کی خبر قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے ان کے توڑ کے لیے اپنی فوج سے تین سو یا چھ سو بڑے جوانمرد تلوار یے منتخب کیے۔ اور صالح بن مسلم کو ان کا افسر مقرر کر کے حکم دیا کہ اس راستہ پر جہاں سے مخالف جماعت کی پیش قدمی کا خوف ہے۔ کمین گاہوں میں مناسب مقامات پر چھپ جائیں۔

اب صالح نے پھر دشمنوں کی نقل و حرکت کی اطلاع یابی کے لیے مخبر روانہ کیے اور خود اپنے اصل لشکر گاہ سے دو فرسخ کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ مخبروں نے واپس آ کر اطلاع دی کہ آج ہی رات دشمن حملہ کر دے گا۔

صالح نے اپنے رسالہ کو تین دستوں پر تقسیم کر کے دو دستوں کو تو کمین گاہ میں چھپا دیا۔ ایک دستہ خود لے کر ان کی مزاحمت کے لیے راستے پر جم گیا۔

مشرکین کی پیش قدمی:

مشرکین پردۂ شب میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مگر انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ صالح ہماری گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس لیے وہ بغیر اس خوف کے مسلمانوں کے لشکر گاہ تک پہنچنے سے پہلے ہماری کسی قسم کی مزاحمت کی جائے گی بڑھتے چلے آئے۔ صالح نے اسی بے خبری کی حالت میں ان پر حملہ کیا اور جب دونوں حریفوں میں خوب نیزہ بازی شروع ہو گئی تو اب وہ دو دستے بھی جو پہلے سے کمین گاہوں میں پوشیدہ تھے نکل آئے اور لڑائی میں شریک ہو گئے۔

صالح بن مسلم اور مشرکین کی جنگ:

مشرک اس قدر بے جگری اور دلیری سے لڑے جس کی مثال اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئی۔ آخر دم تک لڑتے رہے۔ بھاگنے کا نام تک نہیں لیا اکثر مشرک میدان جنگ میں کھیت رہے اور بہت تھوڑے بھاگ کر بچ سکے۔ مسلمانوں نے ان کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا۔ ان کے سر کاٹ ڈالے اور جو تھوڑے گرفتار ہوئے تھے جب ان سے مقتولین کی شخصیت دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ ان میں کل شہزادے اور بڑے رئیسوں کے لڑکے تھے یا مشہور بہادر اور سورما تھے۔ ان قیدیوں نے یہ بھی کہا کہ ان میں کا ہر شخص سو آدمیوں کے برابر تھا۔

مسلمانوں نے ان کے نام ان کے کانوں پر لکھ دیئے۔ صبح کو لشکر گاہ میں آئے۔ ہر شخص اپنے ہاتھ میں ایک سر لٹکائے تھا جس پر اس مقتول کا نام لکھا ہوا تھا۔ مسلمانوں کو نہایت ہی عمدہ عمدہ گھوڑے غنیمت میں ملے۔ یہ سب چیزیں انہوں نے قتیبہ کو دے دیں۔

شاہ سغد کا قتیبہ پر طنز:

اس واقعہ نے اہل سغد کے حوصلے پست کر دیئے۔ اب قتیبہ نے ایک طرف تو شہر میں منجنیقیں نصب کر دیں۔ اور ان سے سنگ اندازی شروع کی اور اس کے ساتھ ہی برابر ان سے جنگ کرتا رہا۔ اور ایک منٹ کے لیے جنگ میں ڈھیل نہ دیتا تھا۔ بخارا اور خوارزم والے جوان کے ہمراہ تھے وہ بھی نہایت ہی خلوص اور تندہی سے لڑے۔ خوب داد شجاعت دی اور بے جگری سے اپنی جانیں مسلمانوں کے لیے لڑا دیں مگر جنگ کا تصفیہ اب تک نہیں ہوتا تھا کہ غوزک نے قتیبہ سے کہلا بھیجا کہ آپ میرا مقابلہ میرے ہی خاندان اور عزیزوں سے جو عجمی ہیں کر رہے ہیں۔ اس میں آپ کی کیا بہادری ہے۔ صرف عربوں کو مقابلہ پر بھیجئے تو مزا چکھایا جائے۔

قتیبہ کا فوج کا معائنہ:

قتیبہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ اس نے جدلی کو بلا کر حکم دیا کہ فوج کا معائنہ کرو۔ اور ان میں سے جو بہادر ہوں ان کا انتخاب کرو۔ غرض کہ تمام فوج معائنہ کے لیے حاضر کی گئی۔ خود قتیبہ ہی نے معائنہ کرنا شروع کیا۔ جو لوگ کہ تمام قبیلوں سے علیحدہ علیحدہ واقف تھے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ اب خود قتیبہ ایک ایک شخص کو پکارتا جاتا تھا اور ان کے متعلق جاننے والوں سے پوچھتا تھا معرف بعض کے متعلق کہتا کہ یہ بہادر ہے۔ بعض کے متعلق کہتا کہ یہ متوسط درجہ کا آدمی ہے۔ بعضوں کو کہتا کہ یہ بزدل ہیں۔ اسی پر قتیبہ نے بزدلوں کا نام گدھیاں رکھ دیا۔ ان کے گھوڑے اور عمدہ ہتھیار چھین کر بہادروں اور دوسرے متوسط درجہ کے لوگوں کو دے دیئے اور برے سرے معمولی قسم کے ہتھیار ان بزدلوں کو بانٹ دیئے۔

قتیبہ کی منتخب فوج کا حملہ:

اب قتیبہ اس منتخب فوج کے ساتھ قلعہ پر حملہ آور ہوا۔ رسالہ رسالہ سے اور پیدل سپاہ پیدل سے دست و گریباں ہوگئی۔ منجنیقیں نصب تھیں ان سے شہر پر سنگ اندازی کی گئی اور فصیل میں ایک شگاف بھی پڑ گیا۔ مگر مدافعین نے اسے فوراً جوار کی لئی سے مسدود کر دیا۔ اور ایک شخص نے اسی مقام پر کھڑے ہو کر قتیبہ کو گالیاں دیں۔ قتیبہ کے ہمراہ کچھ قادر انداز بھی تھے۔ قتیبہ نے ان سے کہا کہ اپنے میں سے دو آدمی چن لو چنانچہ دو آدمیوں کے متعلق کہا گیا کہ یہی سب سے بڑھ کر قدر انداز ہیں۔ قتیبہ نے ان سے کہا کہ تم میں جو شخص اس کافر کو تیر مار کر ہلاک کر دے گا اسے دس ہزار درہم انعام دیا جائے گا اور اگر تیر خطا گیا تو ناوک افگن کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔ ان دونوں میں سے ایک تو ذرا ہچکچایا مگر دوسرے نے آگے بڑھ کر ایسا تاک کے تیر مارا کہ اس کافر کی ٹھیک آنکھ میں جا کر لگا قتیبہ نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دے دیا۔

سغد پر سنگ باری:

دوسرے دن پھر شہر پر سنگ اندازی کی گئی اور ایک شگاف پیدا کیا گیا۔ قتیبہ نے حکم دیا کہ اسی شگاف پر چمٹے رہو اور جس طرح بنے اس مکان سے شہر میں گھس جاؤ۔ غرض کہ مسلمان لڑتے لڑتے اس شگاف تک پہنچ گئے۔ اس اثناء میں اہل سغد برابر مسلمانوں پر تیروں کا مینہ برساتے رہے اور ان کی یہ حالت تھی کہ اپنی ڈھالوں کو تیروں کے خوف سے آنکھ کے آگے رکھ کر حملہ کرتے تھے۔ جب مسلمان اس شگاف پر پہنچ گئے تو کفار نے درخواست کی کہ آج تو آپ واپس چلے جائیں کل ہم صلح ہی کر لیتے ہیں۔

اہل سغد کی امان کی درخواست:

اب یہاں باہلی یہ کہتے ہیں۔قتیبہ نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔اور کہا کہ اب جب کہ ہم نے اس شگاف پر قبضہ کر لیا ہے اور ہماری منجنیقیں ان کے شہر اور ان کے سروں پر گرج رہی ہیں ہمارا صلح کرنا بے معنی ہے مگر اور لوگوں کا یہ بیان ہے کہ قتیبہ نے اپنی فوج سے کہا کہ اچھا آپ لوگ بھی تنگ آ گئے ہیں۔بہتر ہے کہ اتنی ہی کامیابی پر اکتفا کر کے واپس ہو جایئے۔چنانچہ سب واپس آئے۔

صلح نامہ کی شرائط:

دوسرے دن بارہ لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح ہوگئی۔اور یہ بھی شرط ہوئی تھی کہ تین ہزار لونڈی غلام مسلمانوں کو دیئے جائیں‘ مگر ان میں کوئی بچہ یا بوڑھا نہ ہو۔اور نہ کوئی ایسا ہو کہ جس میں کوئی عیب ہو۔اور شہر قتیبہ کے لیے خالی کر دیا جائے اس میں کوئی جنگجو آدمی نہ رہے ایک مسجد بنوائی جائے تا کہ قتیبہ اس میں نماز پڑھے۔ایک منبر رکھا جائے تا کہ اس پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا جائے اور پھر کھانا کھا کر واپس چلا آئے۔

شرائط صلح کی تکمیل:

جب شرائط صلح طے ہوگئیں تو قتیبہ نے اپنی فوج کے پانچوں دستوں میں سے دو دو شخصوں کو منتخب کر کے اس غرض سے شہر میں بھیجا کہ یہ شرائط صلح کی عملاً تکمیل کرا لیں۔چنانچہ ان لوگوں نے ہر قسم کے معاوضہ پر قبضہ کر لیا۔جب تیس ہزار لونڈی غلام بھی آ گئے تو قتیبہ کہنے لگا کہ اب ان کفار کی اچھی طرح طرح توہین و تذلیل ہوئی۔کیونکہ اب ان کے اعزا اور اولاد تمہارے قبضہ میں آ گئی ہے۔

حسب شرائط صلح مدافعین نے شہر خالی کر دیا۔مسجد بنا دی اور منبر رکھ دیا۔قتیبہ چار ہزار منتخب بہادروں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔مسجد میں آ کر نماز پڑھی‘ خطبہ پڑھا اور پھر کھانا کھایا۔اس کے بعد سغد سے کہلا بھیجا کہ جو شخص اپنا مال و اسباب یہاں سے لے جانا چاہے لے جائے۔کیونکہ اب میں تو شہر سے ہرگز نہیں جاؤں گا اور یہ بھی رعایت ہے جو میں تمہارے ساتھ کر رہا ہوں اور میں تم سے اس معاوضہ کے علاوہ جس کا صلح میں تصفیہ ہوا ہے اور کچھ نہیں مانگتا۔البتہ یہ ضرور ہے کہ اب یہاں فوج رکھی جائے گی۔

مال غنیمت کے متعلق باہلی کا بیان:

باہلی یہ بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ اسے ایک لاکھ لونڈی غلام‘ تمام آتش کدے اور بتوں کے زیور دیئے جائیں چنانچہ ان اشیاء پر اس نے قبضہ بھی کر لیا۔جب تمام بت اس کے سامنے لائے گئے تو پہلے جس قدر جواہرات اور زیوران پر تھے وہ سب اتار لیے گئے اور سب اوپر تلے رکھے گئے۔تو ایک محل کے برابر اس کا تودا لگ گیا۔قتیبہ نے ان کے جلانے کا حکم دیا۔اس پر عجمی کہنے لگے کہ ان بتوں میں بعض دیوتا ایسے بھی ہیں کہ جو شخص انھیں جلائے گا خود تباہ ہو جائے گا قتیبہ نے کہا اچھا میں خود اپنے ہاتھ سے انھیں جلاتا ہوں۔غوزک نے دو زانو بیٹھ کر عرض کی کہ مجھ پر آپ احسان کریں اور ان بتوں کو نہ جلائیں۔مگر قتیبہ نے ایک نہ سنی۔آگ کا لوکا منگوایا اسے ہاتھ میں لے کر تکبیر کہتا ہوا بڑھا اور آگ لگا دی۔اس کے بعد ہی دوسرے لوگوں نے بھی اس کی اقتداء کی۔جلنے کے بعد ان بتوں میں سے پچاس ہزار مثقال سونا اور چاندی برآمد ہوئی۔

شہر سے بڑی بڑی تانبے کی دیگیں نکلوائی گئیں۔انہیں دیکھ کر قتیبہ نے حضین سے پوچھا کہیے کیا رقاش کے پاس بھی ایسی دیگیں

تھیں۔ حصین نے کہا کہ اس کے پاس تو نہ تھیں البتہ عیلان کے پاس ایک دیگ اتنی بڑی تھی جیسی کہ یہ ہیں۔ قتیبہ ہنسنے لگا اور کہنے لگا تم نے اپنا بدلہ لے لیا۔

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اہل عجم قتیبہ پر بدعہدی کا الزام لگاتے تھے کہ اس نے خوارزم اور سمرقند والوں سے جو وعدۂ امان کیا تھا اسے پورا نہیں کیا۔

شہر سغد میں جو لونڈیاں مال غنیمت میں ملیں ان میں یزدجرد کے کسی لڑکے کی ایک بیٹی بھی تھی۔ قتیبہ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی دوغلا سمجھا جائے گا۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں اپنے باپ کی طرف سے دوغلا ہوگا۔ قتیبہ نے اس شہزادی کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے اسے ولید کے پاس بھیج دیا اور پھر اس کے بطن سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔

غوزک کی شاہان شاش فرخانہ اور خاقان سے امداد طلبی:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب غوزک نے دیکھا کہ قتیبہ محاصرہ کی گرفت کو روز بروز زیادہ کرتا جاتا ہے اس نے شاہان شاش اخشاذ فرخانہ اور خاقان سے امداد طلبی کی اور لکھا کہ اس وقت ہم آپ کے اور عربوں کے درمیان حائل ہیں۔ اگر عربوں نے ہم پر فتح پالی اور ہمارے ملک پر قبضہ کر لیا تو آپ لوگوں کی بھی خیر نہیں۔ آپ ہم سے بھی زیادہ ذلیل اور کمزور ہو جائیں گے اس لیے یہی موقع ہے کہ آپ لوگ اپنی پوری طاقت ہماری اعانت میں صرف کیجیے۔

غوزک کو فوجی امداد:

ان بادشاہوں نے اس درخواست پر غور کیا اور یہ مشورہ کیا کہ اگر ہم نے اپنی معمولی فوج امداد کے لیے بھیج دی تو وہ کچھ زیادہ کارآمد نہ ہوگی۔ کیونکہ اپنے فرائض اور آیندہ مصیبتوں کا انہیں اس قدر احساس نہیں ہے جس قدر کہ ہمیں ہوسکتا ہے۔ ہم فرمانروا ہیں۔ ہم سے امداد طلب کی گئی ہے۔ اس لیے ہمیں تو امداد دینی چاہیے۔

چنانچہ ان بادشاہوں نے شہزادوں اور اپنے ہی خاندان کے بہادر نوجوانوں کو منتخب کیا اور خاقان کے ایک لڑکے کو اس جماعت کا سردار مقرر کر کے قتیبہ کے فوجی پڑاؤ پر شب خون مارنے کے لیے روانہ کیا۔ انھیں یہ خیال تھا کہ چونکہ مسلمان تو شہر سغد کے محاصرہ میں مصروف ہیں۔ لشکرگاہ کی جانب سے بے خبر ہوں گے اس لیے یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔

قتیبہ کا منتخب فوج سے خطاب:

غرض کہ اب یہ منتخب جماعت مسلمانوں کے لشکرگاہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوئی۔ دوسری جانب قتیبہ کو بھی دشمن کے اس ارادے کی خبر ہو چکی تھی۔ اس نے بھی اپنی فوج سے خاص خاص لوگوں کو انتخاب کیا۔ شعبہ بن ظہیر اور ظہیر بن حیان بھی اس منتخب گروہ میں تھے۔ اس طرح چار سو بہادر چنے گئے قتیبہ نے ان سے کہا کہ آپ کے دشمن اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید اور اعانت کی ہے مگر اب انہوں نے اپنے بڑے بڑے رؤسا اور شہزادوں کو منتخب کر کے اس لیے بھیجا ہے کہ وہ دھوکے سے ہمارے لشکرگاہ پر شبخون ماریں۔ عرب کے آپ ہی لوگ سردار اور بہادر ہیں اس کے علاوہ خداوند عالم نے اپنی دین مبین دے کر بھی آپ کی عزت افزائی کی ہے۔ اس لیے اب آپ اللہ کی راہ میں پوری طرح داد مردانگی دیجیے تاکہ آپ ثواب کے مستوجب ہوں۔ اور اپنی خاندانی شرافت وعزت وشجاعت کو قائم رکھنے کی پوری کوشش کیجیے۔

قتیبہ کے جاسوس:

قتیبہ نے پہلے ہی سے دشمن کی نقل وحرکت کی دیکھ بھال کے لیے جاسوس چھوڑ رکھے تھے جب اسے معلوم ہوا اب دشمن اتنا قریب آ گیا ہے کہ وہ آج ہی رات کو ہمارے پڑاؤ تک پہنچ جائے گا۔ وہ ان لوگوں کے پاس جنہیں اس نے اس جماعت کے مقابلہ کے لیے منتخب کیا تھا آیا اور ہر ایک شخص کو خدا کی راہ میں جہاد اور اظہارِ شجاعت کے لیے ابھارتا۔ پھر صالح بن مسلم کو اس جماعت پر سردار مقرر کیا۔

مسلمانوں کی مقابلہ کی تیاری:

مغرب کے وقت یہ خاص دستہ اصل لشکر گاہ سے روانہ ہوا چلتے چلتے قتیبہ کے لشکر گاہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر اس راستہ پر جہاں سے کہ دشمن کے آنے کا یقین تھا یہ جماعت ٹھہر گئی۔ صالح نے اپنی فوج کے مختلف دستے کر دیئے۔ ایک کو اپنے بائیں جانب ایک کو اپنی داہنی جانب کمین گاہوں میں چھپا دیا اور خود مقابلہ کے لیے بر سر راہ ٹھہر گیا۔

کفار پر صالح کا حملہ:

نصف یا تین پہر رات گذری ہوگی کہ دشمن اپنی پوری ترتیب اور رفتار میں تیزی اور بالکل خاموشی کے ساتھ بڑھتا ہوا اس مقام پر پہنچا۔ صالح پہلے ہی سے رسالہ لیے ایستادہ تھا۔ دشمن نے صالح کو دیکھتے ہی حملہ کیا اور نیزہ بازی شروع ہوگئی تو مسلمانوں کے رسالہ کے دونوں وہ دستے کمین گاہوں سے داہنی اور بائیں جانب سے عقاب کے دو بازوؤں کی طرح فوراً نکل کر دشمن پر ٹوٹ پڑے ہر چیز خاموش تھی۔ فضاء آسمانی پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اب صرف ہتھیاروں کے چلنے کی آواز آتی تھی مگر کوئی شک نہیں کی کفار نے خوب ہی دادِ مردانگی دی اور اس بے جگری سے لڑے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک شخص جو اس معرکہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جب ہم نیزے اور شمشیر ان پر چلا رہے تھے تو میں نے رات کی اندھیاری میں قتیبہ کو دیکھا اس وقت میں نے ایک ایسا بہترین وار کیا تھا کہ میں خود اپنی تحسین کر رہا تھا جب میں نے قتیبہ کو دیکھا تو ان سے کہا کہ میرا باپ اور ماں آپ پر سے صدقہ وقربان ہو جائیں فرمایئے میں نے کیا خوب ہاتھ مارا ہے؟ قتیبہ نے کہا خاموش رہ' خدا تیرا منہ توڑ دے۔

مال غنیمت اور مقتولین کے سر:

بہر حال ہم نے لڑتے لڑتے ان کے بیشتر بہادروں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ ان میں سے صرف معدودے چند بچے۔ اب ہم نے مقتولین کے لباس اور ہتھیار کو اتارنا شروع کیا اور ان کے سر کاٹ لیے۔ صبح کے وقت جب ہم اپنے لشکر گاہ کی طرف واپس پلٹے تو ہمارا عجیب وغریب منظر تھا۔ اور کبھی کوئی جماعت یہ یہ چیزیں لے کر واپس نہ آئی ہوگی جو ہم اس روز لے کر آئے تھے ہر شخص کسی نہ کسی مشہور آدمی کا سر اپنے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھے یا کسی قیدی کو ڈوری سے باندھے ہوئے لا رہا تھا۔

مجاہدین کو انعام واکرام:

یہ تمام سر ہم قتیبہ کے پاس لے کر آئے۔ قتیبہ نے دیکھ کر کہا خدا تمہیں اس کی جزائے خیر دے اس نے مجھے بغیر کسی بات کے اظہار کیے بہت کچھ انعام واکرام دیا۔ اور میرے ساتھ ہی حیان العدوی اور حلیس الشیبانی کو بھی انعام واکرام دیا۔ اس پر میں نے خیال کیا کہ ان کے ساتھ جو یہ خاص مراعات کی جا رہی ہیں اس کی وجہ یہی ہوگی کہ قتیبہ نے ان لوگوں کی شجاعت کا بھی کوئی ایسا ہی

خاص کارنامہ بچشم خود دیکھا ہوگا' جیسا کہ اس نے میرا دیکھا تھا۔

اہل سغد کی مایوسی:

اس واقعہ نے اہل سغد کی کمر توڑ دی۔ ان کی رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھر گیا۔ اب کیا تھا صلح کی درخواست کی اور زر معاوضہ پیش کیا۔ مگر قتیبہ نے صلح کی درخواست مسترد کر دی اور کہا کہ میں طرخون کا بدلہ لوں گا۔ وہ میرا آزاد غلام تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کی حفاظت جان کا میں نے عہد کیا تھا۔

قتیبہ کا عزم:

جب محاصرہ نے طول کھینچا اور شہر کی فصیل میں ایک شگاف کر دیا گیا تو ایک شخص نے اس مقام پر آ کر نہایت شستہ عربی میں قتیبہ کو گالیاں دینا شروع کیں۔ عمرو بن ابی زہدم کہتا ہے کہ ہم لوگ قتیبہ کے پاس کھڑے تھے۔ جب ہم نے یہ گالیں سنیں تو ہم وہاں سے جلدی سے نکل کر باہر آئے اور عرصہ تک کھڑے رہے مگر وہ شخص برابر قتیبہ کو گالیاں دیتا رہا۔ میں قتیبہ کے خیمے میں آیا۔ دیکھا کہ قتیبہ ایک رومال کی گاتی باندھے بیٹھا ہے اور چپکے چپکے اپنے دل سے یہ باتیں کر رہا ہے کہ اے سمرقند کب تک شیطان تجھ میں مزے اڑاتا رہے گا اگر خدا نے چاہا تو کل صبح میں تیرے باشندوں کے خلاف اپنی انتہائی کوشش صرف کر دوں گا۔ یہ جملے سن کر میں اپنے اور ساتھیوں کے پاس چلا آیا اور ان سے بیان کیا کہ اب خیر نہیں۔ دیکھئے کل کتنے بہادروں کی جانیں طرفین سے جائیں گی۔ اور بیان کیا کہ اس طرح قتیبہ چپکے چپکے اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

معرکہ سمرقند:

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ جب قتیبہ جہاد کے لیے روانہ ہوا تو دریا کہ اپنے دہنی جانب چھوڑ کر بخارا آیا۔ اہل بخارا کو اپنے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کی دعوت دی اور ان سب کو لے کر شہر اربجن پہنچا۔ (یہ وہی شہر ہے جہاں سے ارنجی نمدے آتے ہیں) اس مقام پر ترکوں کے بادشاہ غوزک نے جس کے ہمراہ ترک' اہل شاش اور فرغانہ کی ایک کثیر تعداد تھی قتیبہ کا مقابلہ کیا۔ کفار اور مسلمانوں کے درمیان اگرچہ کئی بار مختصر سی جھڑپ ہوئی مگر کوئی بڑی فیصلہ کن جنگ نہیں ہوئی۔ مگر ان تمام لڑائیوں میں مسلمانوں ہی کا پلہ ہمیشہ بھاری رہا۔ اور کفار برابر پیچھے ہٹتے گئے۔ اسی طرح مسلمان بڑھتے بڑھتے سرقند کے سامنے پہنچ گئے۔ یہاں البتہ دونوں حریفوں میں اصلی معنی میں مقابلہ ہوا۔ پہلے تو اہل سغد نے مسلمانوں پر نہایت ہی جرأت اور بے جگری سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم کر دیں اور بڑھتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر گاہ تک پہنچ گئے مگر پھر مسلمانوں نے جوابی حملہ کر کے کفار کو پھر ان کے لشکر گاہ تک پسپا کر دیا۔ اس معرکہ میں مشرکین کا نہایت سخت جانی نقصان ہوا۔ مسلمان شہر میں داخل ہو گئے۔ اور پھر شہر والوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی۔

سمرقند کی فتح:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کفار کے رسالہ نے مسلمانوں کے رسالہ پر حملہ کیا تو اس روز قتیبہ میدان جنگ میں کھلی جگہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی تلوار سے گاتی باندھے ہوئے تھا۔ کفار کا رسالہ مسلمانوں کو دباتا ہوا قتیبہ سے بھی آگے بڑھ آیا۔ مگر قتیبہ ابھی گاتی بھی نہ کھولنے پایا تھا کہ ہمارے رسالہ کے دونوں بازوؤں نے کفار کے اس رسالہ پر جس نے ہمارے قلب کو پسپا کر دیا

تھا گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا' اسے شکست دی۔ اور پھر ان ہی کے لشکر گاہ تک اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس روز مشرکین کے بے شمار آدمی مارے گئے۔ مسلمان سمرقند میں داخل ہو گئے۔ باشندوں نے صلح کر لی۔ غوزک نے دعوت کے لیے کھانا پکایا اور قتیبہ کو دعوت دی۔ قتیبہ اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لے کر دعوت میں پہنچا اور کھانا کھانے کے بعد غوزک سے سمرقند کا مطالبہ کیا اور کہا کہ تم یہاں سے بوریہ بستر باندھ کر نکل جاؤ۔ اب غوزک مجبور تھا کیا کرتا۔ سمرقند چھوڑ کر چلا گیا۔ اس وقت قتیبہ نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی وَاللّٰهُ اَهْلَكَ عَادَ الْاُوْلٰى وَ ثَمُوْدَ فَمَا اَبْقٰى. خدا کی وہ ذات ہے کہ جس نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کر ڈالا۔ اور ثمود کو پس باقی نہ چھوڑا۔

قتیبہ کا قصد:

اس فتح کی خوشخبری دینے کے لیے قتیبہ نے ایک شخص کو حجاج کے پاس بھیجا۔ حجاج نے اس کو شام بھیج دیا تا کہ خلیفہ وقت کو اطلاع دے دے۔ یہ شخص دمشق پہنچا۔ آفتاب طلوع ہونے کے پہلے ہی جامع دمشق میں آیا۔ اس کے پاس ایک بڈھا کمزور شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس سے شام کی عام حالت دریافت کی۔ اس ضعیف العمر شخص نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اجنبی ہو۔ اس نے کہا جی ہاں میں ابھی آیا ہوں۔ اس شخص نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ قاصد نے کہا خراسان سے۔ پھر اس نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ قاصد نے اپنے آنے کی غرض بیان کی۔ اس ضعیف العمر شیخ نے کہا خدا کی قسم تم نے خراسان کو بد عہدی سے اور دھوکے سے فتح کیا ہے اور اے اہل خراسان تم وہ لوگ ہو کہ تم ہی بنی امیہ کی تباہی کا باعث ہو گے اور اس دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجا دو گے۔

عبداللہ بن مسلم کی نیابت:

قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔ عبداللہ بن مسلم کو سمرقند پر اپنا جانشین مقرر کر دیا اور ایک زبردست فوج اس کے پاس متعین کر دی اور حکم دیا کسی مشرک کو اس کے ہاتھ پر مہر لگائے بغیر شہر میں نہ آنے دینا۔ اور صرف اس وقت تک اسے شہر میں رہنے کی اجازت دینا جب تک کہ چکنی مٹی اس کے ہاتھ پر گیلی رہے۔ اگر خشک ہونے کے بعد کوئی مشرک شہر میں پایا جائے اسے فوراً قتل کرا دینا۔ اسی طرح اگر کوئی چھرا یا خنجر وغیرہ اس کے پاس سے برآمد ہو تو بھی فوراً قتل کر دینا' رات کو شہر کا دروازہ بند ہونے کے بعد اگر کوئی مشرک شہر میں نظر آئے اسے بھی مروا ڈالنا اور چونکہ اس نے ان دونوں شہروں خوارزم اور سمرقند کو ایک ہی سال میں فتح کیا تھا' اس لئے قتیبہ کہنے لگا کہ اصل میں یہ دوڑ دوڑ ہے نہ کہ دو جنگلی گدھوں کے مقابلہ کی دوڑ کیونکہ مثل یہ کہ اگر کوئی شہسوار ایک ہی دوڑ میں دو گدھوں کو مار گرائے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص دو جنگلی گدھوں کے درمیان دوڑا پھر قتیبہ سمرقند سے واپس آ گیا۔

ایاس بن عبداللہ کے خلاف شورش:

ایاس بن عبداللہ بن عمر خوارزم میں سپہ سالار فوج تھا۔ اور عبیداللہ بن عبداللہ بنی مسلم کا آزاد غلام افسر مال وخزانہ تھا۔ ایاس بڈھا اور ضعیف العمر شخص تھا۔ اہل خوارزم نے اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا اور اس کے خلاف اجتماع کیا۔ عبیداللہ نے اس واقعہ کی اطلاع قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے عبداللہ بن مسلم کو موسم سرما میں خوارزم کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ ایاس اور حیان النبطی کو سوسو

درے لگواتا۔ اوران کے سر اور داڑھی کو منڈ واڈالتا' البتہ عبید اللہ بن عبد اللہ کو اپنے خاص مشیروں میں شریک کر لیتا۔ کیونکہ وہ ہمارے خاندان کا آزاد غلام ہے اور اس کی وفاداری قابل بھروسہ ہے۔

حیان النبطی کی گرفتاری:

عبداللہ مرو سے روانہ ہو کر جب خوارزم کے قریب شاہراہ پر پہنچا۔ اس نے خفیہ طور پر ایاس کو اپنے آنے کی اطلاع کر دی اور کہلا بھیجا کہ تم شہر چھوڑ کر فوراً کسی اور طرف چلے جاؤ۔ عبداللہ خوارزم آ گیا اور اس نے النبطی کو گرفتار کر کے اس کو سو درے لگوا دیئے اور داڑھی منڈا دی۔

مغیرہ بن عبداللہ کی خوارزم پر فوج کشی:

عبد اللہ کے بعد قتیبہ نے مغیرہ بن عبد اللہ کو کچھ فوج کے ساتھ خوارزم بھیجا۔ اہل خوارزم کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی جب مغیرہ خوارزم آ گیا تو ان لوگوں نے جن کے باپ چچاؤ کو بادشاہ خوارزم نے قتل کیا تھا اس موقع پر بادشاہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور امداد دینے سے صاف انکار کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترکوں کے علاقہ میں بھاگ کر پناہ لی اور مغیرہ نے شہر میں آتے ہی جسے چاہا لونڈی غلام بنالیا اور جسے چاہا قتل کر ڈالا۔ بقیۃ السیف نے زرتاوان دے کر مغیرہ سے صلح کر لی۔ اس کاروائی کو کامیابی کے انجام تک پہنچا کر مغیرہ قتیبہ کے پاس چلا آیا۔ قتیبہ نے اسی کو خوارزم عامل بنا دیا۔

طلیطلہ کی مہم:

اس سال موسیٰ بن نصیر نے اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد کو اندلس کی سپہ سالاری سے معزول کر کے شہر طلیطلہ بھیج دیا۔ (اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے)۔

۹۳ھ ہجری میں موسیٰ بن نصیر طارق سے ناراض ہوا۔ اور ماہ رجب میں اس کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوا۔ موسیٰ کے ہمراہ حبیب بن نافع الفہری بھی تھا۔ قیروان سے روانہ ہوتے وقت موسیٰ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور دس ہزار فوج کے ساتھ موسیٰ نے آبنائے جبل الطارق کو عبور کر کے اندلس کی سرزمین پر قدم رکھا۔ طارق نے موسیٰ کا استقبال کیا اور اس کی ناراضی کو دور کر دیا۔ موسیٰ بھی طارق سے خوش ہو گیا اور اسے طلیطلہ کی طرف جو اندلس کا ایک بہت بڑا شہر ہے اور قرطبہ سے بیس روز کے فاصلہ پر واقع ہے بھیج دیا۔ طارق کو اس شہر کی فتح میں حضرت سلیمان کا وہ دسترخوان بھی ملا جس میں اس قدر سونا اور جواہرات لگا ہوتا تھا کہ ان کی قیمت کا اندازہ بس خدا ہی خوب کر سکتا ہے۔

موسیٰ بن نصیر کی نماز استسقاء:

اسی سال افریقہ میں سخت خشک سالی ہوئی۔ اور اس کی وجہ سے قحط پڑا جس سے باشندوں کو بہت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ موسیٰ بن نصیر نے شہر سے باہر نکل کر نماز استسقاء پڑھی اور نصف النہار تک دعا میں مصروف رہا۔ خطبہ بھی پڑھا۔ جب منبر سے اترنے لگا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ نے امیر المؤمنین کے لیے کیوں نہیں دعا مانگی؟ موسیٰ نے کہا کہ یہ وقت ان کے لیے دعا کرنے کے لیے نہ تھا۔

اللہ نے ان کی دعاؤں کو شرف اجابت بخشا اور اتنی بارش ہوگئی جس سے کچھ عرصہ کے لیے ان کی حالت سنبھل رہی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی معزولی:

اسی سنہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کی گورنری سے معزول کیے گئے اس کا واقعہ یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ولید کو حجاج کی شکایت لکھی کہ یہ بلاوجہ اور بلاقصور اپنے ماتحت عہدہ داروں پر طرح طرح کا ظلم اور زیادتیاں کرتا ہے۔ حجاج کو بھی اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے ولید کو لکھا کہ اہل عراق میں سے جو لوگ ہمارے مخالف تھے اور آپس میں پھوٹ اور نفاق ڈلوانا چاہتے تھے۔ وہ عراق سے جلاوطن کر دیے گئے ہیں اور اب انھوں نے مکہ مدینہ میں جا کر پناہ لی ہے مگر اس کے نتائج خطرناک ہوں گے۔

امارت مدینہ پر عثمان بن حیان کا تقرر:

ولید نے حجاج کو لکھا کہ تم دو شخصوں کے نام میرے سامنے پیش کرو۔ حجاج عثمان بن حیان اور خالد بن عبداللہ کے نام پیش کر دیے ولید نے خالد کو مکہ کا اور عثمان بن حیان کو مدینہ کا عامل مقرر کر دیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو برطرف کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مدینہ سے روانہ ہو کر مقام سوَیدا میں ٹھہرے۔ مزاحم سے کہتے تھے کہ کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ تم ان لوگوں میں ہو جنھیں مدینہ طیبہ نے اپنے سے دور پھینک دیا۔

خبیب بن عبداللہ بن زبیر کا خاتمہ:

اس سال ولید کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خبیب بن عبداللہ بن الزبیر کو پٹوایا۔ اور ان کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پکھال چھڑوادی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خبیب کے پچاس درے لگوائے۔ سخت سردی کے دن میں پانی کی ایک پکھال ان کے سر پر ڈلوائی اور دن بھر انھیں مسجد کے دروازے پر کھڑا رکھا اور اس صدمہ سے وہ جاں بحق ہو گئے۔

امیر حج عبدالعزیز بن ولید و عمال:

عبدالعزیز بن الولید بن عبدالملک نے اس سال حج کرایا۔ اس سال سوائے مدینہ کے اور باقی تمام شہروں پر وہی لوگ افسر اعلیٰ رہے جو سنہ ماسبق میں تھے۔ البتہ مدینہ کے عامل عثمان بن حیان شعبان ۹۳ھ میں مقرر کر دیئے گئے تھے مگر واقدی کا یہ بیان ہے کہ بجائے شعبان کے شوال ۹۴ ہجری سے دو دن پہلے عثمان مدینہ کے عامل مقرر کیے گئے۔ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ شعبان ۹۳ھ میں معزول ہوئے۔ جہاد کے لیے گئے۔ وہاں سے چلتے وقت ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم الانصاری کو اپنا قائم مقام بنا آئے اور عثمان مدینہ میں ۲۷ یا ۲۸ رمضان کو داخل ہوئے۔

۹۴ھ کے واقعات

اس سال عباس بن الولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس سال اس نے انطاکیہ فتح کیا۔

نیز اسی سال عبدالعزیز بن الولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے شہر غزالہ تک پہنچ گیا۔ ولید بن ہشام المعیطی علاقہ برج الحمام تک اور یزید بن ابی کبشہ سوریہ تک جا پہنچا۔

اسی سنہ میں شام میں زلزلہ آیا۔ محمد بن قاسم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان فتح کیا۔ اور قتیبہ نے علاقہ شاش اور فرغانہ پر چڑھائی

کی اور خجندہ اور کاشان تک جو ملک فرغانہ کے دو شہر ہیں جا پہنچا۔

قتیبہ کی خجندہ پر فوج کشی:

۹۴ھ میں قتیبہ جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ دریائے جیحوں کو عبور کرنے کے بعد اس نے لازمی فوجی خدمت کے طریقہ پر اہل بخارا، کس، نسف اور خوارزم سے بیس ہزار جنگجو سپاہی بھرتی کر لیے۔ یہ سب کے سب اس کے ہمراہ سغد آئے۔ یہاں سے اور فوجیں تو شاش کی طرف بھیج دی گئیں اور خود قتیبہ نے فرغانہ کا رخ کیا۔ چلتے چلتے خجندہ پہنچا۔ اہالی شہر نے اس کے مقابلہ کے لیے تیاری کی۔ پے در پے کئی لڑائیاں حریفوں میں ہوئیں مگر ہر معرکہ میں فتح نے مسلمانوں ہی کا ساتھ دیا۔

ایک روز لڑائی ختم ہونے کے بعد مسلمان اپنے گھوڑوں پر تفریحاً سواری کرنے لگے۔ ایک بلند مقام پر ایک شخ ان سے ملا اور کہنے لگا کہ بخدا آج ہم پر حملہ کرنے کا بڑا اچھا موقع تھا۔ اگر اس انتشار کی حالت میں ہم سے جنگ ہوتی تو ہمیں شکست کی ذلت نصیب ہوتی۔ اس پر ایک دوسرے شخص نے جو اس کے پہلو میں کھڑا تھا کہا کہ نہیں تمہارا یہ خیال غلط ہے ہم ہر وقت اور ہر حالت میں دشمن سے سربراہ ہونے کے لیے مستعد ہیں۔

شاش کی تاراجی:

بعد ازاں قتیبہ فرغانہ کے شہر کاشان آیا۔ اس مقام پر وہ تمام فوجیں بھی جنہیں اس نے شاش بھیجا تھا اپنا کام پورا کر کے اس سے آملیں۔ ان فوجوں نے شہر شاش کو فتح کر کے اس کے بیشتر حصہ کو جلا دیا۔

سندھ سے عراقیوں کی طلبی:

حجاج نے محمد بن قاسم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ تم عراقیوں کو قتیبہ کے پاس بھیج دو اور جہم بن زحر بن قیس کو ان کا سردار بنا کر بھیج دو۔ کیونکہ ان کا اثر شامیوں کے مقابلے میں عراقیوں پر زیادہ ہے۔ محمد رحمۃ اللہ علیہ جہم کا مخلص دوست تھا۔ غرض کہ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جہم اور سلیمان بن صعصعہ کو قتیبہ کی طرف روانہ کیا۔ جہم کو رخصت کرتے وقت محمد رحمۃ اللہ علیہ فرط محبت سے رونے لگے اور کہا کہ اے جہم آج ہم اور تم جدا ہوتے ہیں۔ جہم نے کہا کیا کیا جائے ایک نہ ایک دن جدائی ہونے والی تھی۔ ۹۵ھ میں جہم قتیبہ کے پاس آیا۔ نیز اسی سنہ میں عثمان بن حیان المری ولید کی جانب سے مدینہ کا عامل مقرر ہو کر مدینہ آیا۔

عثمان بن حیان کی مدینہ میں آمد:

ولید کے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ و مدینہ کی صوبہ داری سے علیحدہ کرنے اور مدینہ پر ان کی جگہ عثمان کو عامل مقرر کرنے کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب یہاں محمد بن عمر کا بیان یہ ہے، عثمان ماہ شوال ۹۴ ہجری کے ختم میں ابھی دو راتیں باقی تھیں۔ جب مدینہ آیا۔ اور مروان کے مکان میں آ کر فروکش ہوا۔ عثمان کہنے لگا کہ یہ محلہ بخدا اس مغرور شخص کی جائے قیام ہے جس نے ابوبکر بن حزم کو قاضی مقرر کیا تھا۔

عراقیوں کا مدینہ سے خراج:

عثمان نے ریاح بن عبیداللہ اور منقذ العراقی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور پھر بیڑیاں پہنا کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ علاوہ بریں اس نے مدینہ میں جس قدر عراق کے باشندے تھے چاہے تاجر ہوں یا نہ ہوں سب کو نکال دیا۔

کہ اور تمام شہروں سے بھی عراقی نکال دیئے جائیں اور ان کے بیڑیاں ڈلوا دیں۔ پھر اس نے خوارج کا پیچھا کیا۔ اور ہیصم کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اور منحورا کو بھی گرفتار کر لیا۔ یہ دونوں خارجی تھے۔

عثمان کا اہل مدینہ کو خطبہ:

عثمان نے مدینہ کے منبر پر کھڑے ہو کر حسب ذیل خطبہ مدینہ والوں کو سنایا۔ حمد وثنا کے بعد ایک تو آپ لوگ ہمیشہ ہی سے امیر المومنین کی مخالفت پر آمادہ رہے ہیں' اب اس پر اضافہ یہ ہوا ہے کہ اہل عراق بھی جن کی منافقت اور بے وفائی مشہور ہے۔ آپ کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ فساد کی جڑ ہیں۔ عراق کے بہترین سے بہترین جس آدمی سے میری ملاقات ہوئی میں نے اسے آل علی رضی اللہ عنہ کی شان میں برے ہی کلمات کہتے سنا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو شیعان علی رضی اللہ عنہ میں سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ جیسے کہ بنی امیہ کے دشمن ہیں اسی طرح آل علی رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں۔ مگر خداوند تعالیٰ نے ان کے خون بہانے کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ مگر یہ یاد رکھیے کہ جو ایسا شخص جس نے کسی عراقی کو اپنے پاس پناہ دی ہو گی یا اپنا مکان ہی اسے کرایہ پر دیا ہو گا چاہے وہ اس میں آ کر ٹھہرا بھی نہ ہو میرے سامنے پیش کیا جائے گا تو میں اس کے مکان کو منہدم کرا دوں گا اور ایسے لوگوں کو اس جگہ آباد کروں گا جو اس کے اہل ہیں۔ رہے دوسرے شہران کا یہ حال ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شہر آباد کیے تو آپ کو اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی کا ہمیشہ حد سے زیادہ خیال رہتا تھا۔ پھر بھی جو شخص جہاد کے لیے جانا چاہتا اور وہ آپ سے مشورہ لیتا کہ کہاں جاؤں اور پوچھتا کہ آپ شام کو اچھا سمجھتے ہیں یا عراق کو۔ تو آپ یہی فرماتے تھے کہ میں شام کو زیادہ پسند کرتا ہوں اور فرماتے کہ عراق تو ایک ناقابل علاج خلافت اسلامیہ کا پھوڑا ہے اس میں شیطان کے بچے بستے ہیں' میرا انہوں نے ناک میں دم کر دیا۔ اور میرا یہ ارادہ ہے کہ عراقیوں کو اور مختلف شہروں میں علیحدہ علیحدہ آباد کر دوں۔ مگر پھر یہ بھی ڈرتا ہوں کہ یہ جہاں جائیں گے فساد اور خرابی کا باعث ہوں گے۔ جھگڑے کریں گے فضول سوالات پیدا کریں گے اور ہر بات کی لم اور وجہ دریافت کریں گے۔ بغاوت اور فساد کے لیے فوراً آمادہ ہو جائیں گے۔ مگر تلوار کے دھنی نہیں اور کوئی بہادری کا فعل ان سے نہیں سنا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی یہ لوگ راضی نہیں ہوئے بلکہ دونوں مرتبہ آپ کو عراقیوں ہی کے ہاتھوں تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام میں یہ زبردست رخنہ ڈالا۔ جتھابندی کی اور اسلامی سرشتہ اخوت ومودت کی ایک گرہ کھول دی اور جہاں گئے اپنے سابقہ زہریلے اثرات لیتے گئے۔

چونکہ میں ان کے عقائد اور خیالات سے خوب واقف ہوں اس لیے جو کچھ میں ان کے ساتھ کروں گا اس سے میں تقرب خداوندی حاصل کروں گا۔ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ جب ان کے حاکم اعلیٰ ہوئے تو اگرچہ انہوں نے ان کے ساتھ نرمی کی پھر بھی یہ لوگ ان سے خوش نہیں رہے۔ ان کے بعد ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں جو زیادہ سخت و جابر تھا عراق کی عنان حکومت آئی۔ اس نے اچھی طرح ان کے خلاف تلوار استعمال کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دل سے بادل ناخواستہ کسی نہ کسی طرح یہ لوگ ٹھیک ہو گئے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ یہ شخص عراقیوں کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھا۔

اے لوگو! اطاعت سے زیادہ کسی شے میں عزت نہیں اور بغاوت کی وجہ سے جو دل میں چور رہتا ہے اس سے زیادہ ذلت نہیں۔ اس لیے آپ مطیع وفرمانبردار رہیں۔ اے مدینہ والو! مجھے اطلاع ملی ہے کہ مخالفت کی آگ سلگ رہی ہے مگر جان لو کہ تم لوگ

مفسد اور جنگجو نہیں ہو۔ تم یہی کر سکتے ہو کہ گھر میں بیٹھ کر دانت پیتے رہو۔ میرے مخبروں نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ تم لوگ فضول اور لغو گپیں اڑاتے رہتے ہو۔ اب میں تم سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی گفتگو کو چھوڑ دو۔ اور اب کسی حاکم کی عیب گوئی نہ کرو۔ کیونکہ اسی طرح حکومت کا اقتدار رفتہ رفتہ کم ہو جاتا ہے۔ جو پھر ایک عام بغاوت پر منتہی ہوتا ہے۔ اور یہ بغاوت ایک مصیبت عظیمہ ہے جو ایمان مال و دولت اور اولاد سب کو تباہ کر دیتی ہے۔

اس آخری جملہ پر قاسم بن محمد نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بغاوت ایسی ہی بلا ہے۔

ابوسوادہ بصری:

سعید بن عمرو الانصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے عثمان بن حیان کے نقیب کو اپنے محلہ میں یہ منادی کرتے سنا کہ اے بنی امیہ بن زید جس شخص نے کسی عراقی کو پناہ دی اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال سوخت ہو جائیں گے۔ مگر ہمارے ہاں بصرہ کے ایک صاحب ابوسوادہ رہتے تھے۔ جو نہایت ہی عابد و زاہد اور بزرگ آدمی تھے۔ یہ اعلان سن کر کہنے لگے کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ لوگوں پر کوئی مصیبت آئے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے کسی محفوظ جگہ پہنچا دیں۔ میں نے کہا کہ یہاں سے نکل کر اب جانا نہ آپ کے لیے مفید ہے اور نہ میرے لیے اچھا ہے۔ ان شاء اللہ خود خدا ہماری اور آپ کی حفاظت کرے گا۔

ابوسوادہ بصری کی گرفتاری کا حکم:

میں انہیں اپنے گھر لے آیا۔ عثمان بن حیان کو بھی اس کی اطلاع ہوئی۔ اس نے گرفتاری کے لیے پولیس بھیج دی۔ میں نے انہیں اپنے بھائی کے گھر میں چھپا دیا اور پولیس والوں کو کوئی پتہ نہ لگ سکا۔ جس شخص نے اس بات کی مخبری کی تھی وہ میرا دشمن تھا۔ میں نے عثمان سے جا کر کہا کہ یہ شخص جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے۔ آپ محض اس بنا پر کوئی کارروائی نہ کیجیے۔ عثمان نے اس کے بیس درے لگوائے۔ اب ہم نے اس عراقی صاحب کو کھلم کھلا باہر نکالا۔ وہ ہمارے ہی ساتھ روزانہ نماز پڑھتے اور ہمارے خاندان والے ان پر اس قدر مہربان ہو گئے تھے کہ انھوں نے کہہ دیا تھا کہ جب تک ہم زندہ ہیں کوئی شخص آپ کو گزند نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ اس خبیث عثمان کی برطرفی تک وہ اسی طرح ہمارے یہاں مقیم ہے۔

عثمان بن حیان کا مدینہ بھیجنے کا مقصد:

ایک روایت یہ ہے کہ ولید نے عثمان کو مدینہ اس غرض سے بھیجا تھا کہ جس قدر عراق کے باشندے اس وقت مدینہ میں آباد تھے ان سب کو خارج البلد کر دے۔ خارجیوں کو بھی تتر بتر کر دے اسی طرح ہر شخص کو جو ذرا سرکش یا جتھا رکھتا ہو مدینہ سے نکال دے۔ اور عثمان شروع میں مدینہ کا گورنر بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ چنانچہ وہ منبر پر بھی نہیں چڑھتا تھا اور نہ خطبہ پڑھتا تھا۔ مگر جب اس نے عراقیوں اور منحور وغیرہ خارجیوں سے شہر کو پاک کر دیا۔ تب اسے ولید نے مدینہ کی گورنری پر مستقل کیا اور اس وقت سے وہ منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگا۔

سعید بن جبیر:

اسی سنہ میں حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے: سعید کے قتل کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ بھی عبدالرحمٰن بن الاشعث کے ساتھ حجاج کے خلاف بغاوت میں شریک تھے۔ حالانکہ حجاج نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو رتبیل کے

خلاف جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا تو انہیں اس مہم کا بخشی مقرر کر دیا تھا۔ جب عبدالرحمٰن کو شکست ہوئی اور اس نے رتبیل کے علاقہ میں جا کر پناہ لی تو سعید نے بھی راہ فرار اختیار کی۔

سعید بن جبیر کی روپوشی:

سعید بھاگ کر اصبہان چلے گئے۔ حجاج نے عامل اصبہان کو لکھا کہ سعید تمہارے پاس ہیں۔ تم انہیں گرفتار کر لو۔ مگر جس شخص کو یہ حکم دیا تھا اس نے تعمیل میں پس و پیش کیا۔ اور سعید سے چپکے سے کہلا بھیجا کہ تم یہاں سے اب چلے جاؤ۔ اور میرے حدود اختیار سے باہر نکل جاؤ۔ سعید آذربائیجان آ گئے۔ کئی سال یہاں گذارے۔ پھر عمرہ کرنے مکہ آئے اور یہیں رہ پڑے ان کی طرح اور جتنے ایسے لوگ تھے سب اپنے آپ کو چھپاتے تھے اور اپنا نام ظاہر نہیں کرتے تھے۔ ابوحصین کہتے ہیں کہ جب ہمیں معلوم ہوا کہ اب فلاں شخص مکہ کا عامل مقرر ہوا ہے۔ تو ہم نے سعید سے کہا کہ اس سے کھٹکا ہے اور یہ برا آدمی ہے۔ اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ آپ کے خلاف ضرور کوئی کارروائی کرے گا۔ بہتر ہے کہ اب آپ یہاں سے چل دیں۔

سعید بن جبیر کی گرفتاری:

سعید کہنے لگے کہ اب بھاگتے ہوئے مجھے اللہ سے شرم آتی ہے۔ جو کچھ خدا نے میرے لیے پہلے سے لکھ دیا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اس پر ابوحصین نے کہا کہ واقعی تم اسم بامسمیٰ ہو۔ یہ شخص مکہ آیا سعید کو بلوا کر گرفتار کر لیا مگر پھر ان سے نرمی سے پیش آیا اور بات چیت کی اور ان کے ساتھ صلاحیت اور خوش اسلوبی سے پیش آنے لگا۔ مکہ کی حالت کے متعلق حجاج نے ولید کو لکھا کہ اس وقت باغیوں اور منافقوں نے مکہ میں جا کر پناہ لی ہے۔ اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو ان کے خلاف کارروائی کرنے کی مجھے اجازت دیں اس پر ولید نے خالد بن عبداللہ القسری کے نام احکام نافذ کر دیئے۔ خالد نے عطاء سعید بن جبیر، مجاہد طلق بن حبیب اور عمر بن دینار کو گرفتار کر لیا۔ عطا اور عمر بن دینار تو اس وجہ سے کہ وہ مکہ ہی کے رہنے والے تھے چھوڑ دیئے گئے۔ مگر اوروں کو اس نے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ طلق تو راستہ ہی میں انتقال کر گئے۔ مجاہد حجاج کے مرنے تک جیل خانہ میں پڑے رہے۔ البتہ سعید بن جبیر قتل کر دیئے گئے۔

محافظ کا سعید کو فرار ہونے کا مشورہ:

اشجعی بیان کرتے ہیں کہ جب دو محافظ سعید کو لے کر آئے تو وہ ربذہ کے قریب ایک مکان میں اتارے گئے۔ ایک سپاہی تو کسی اپنی ضرورت سے باہر چلا گیا تھا اور دوسرا جوان کے پاس تھا وہ نیند سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے کوئی خواب دیکھا تھا۔ سعید سے کہنے لگا کہ میں تمہارے خون سے اللہ کے سامنے اپنی برأت چاہتا ہوں۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم قتل کیے جاؤ گے۔ سعید اس سے کہنے لگے تجھ پر افسوس ہے۔ کیا سعید بن جبیر کے خون سے اپنے آپ کو بری کرنا چاہتا ہے؟ سپاہی نے کہا کہ آپ کا جہاں جی چاہے تشریف لے جائیں۔ میں کبھی آپ کو تلاش نہیں کروں گا۔ مگر سعید نے اس طرح بھاگ جانے کی تجویز کو مسترد کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ میں خدا سے سلامتی اور عافیت کا متوقع ہوں۔ اس گفتگو کے بعد ہی دوسرا سپاہی آ گیا۔ دوسرے دن انہوں نے پھر کسی مقام پر قیام کیا۔ آج بھی اس سپاہی نے وہی خواب دیکھا اور کہنے لگا کہ میں سعید کے خون سے بری الذمہ ہوں۔ اور پھر سعید سے کہا کہ آپ کا جہاں جی چاہے چلے جائیں۔ میں اللہ کے نزدیک آپ کے خون کی ذمہ داری سے بری ہوں۔ غرض کہ اب وہ انہیں اس مکان میں جس میں وہ رہا کرتے تھے لے آئے۔

صلحائے کوفہ کی سعید بن جبیر سے ملاقات:

یزید بن ابی زیاد بنی ہاشم کے آزاد غلام بیان کرتے ہیں اسی مکان میں جہاں سعید بیڑیاں پہنا کر لائے گئے تھے۔ ان سے ملنے گیا۔ کوفہ سے اور بھی علما اور صلحا ان سے ملنے آئے تھے میں نے ان سے کہا اے ابوعبداللہ آپ ان لوگوں سے باتیں کیجیے۔ چنانچہ سعید ہنستے جاتے تھے اور ہم سے باتیں کر رہے تھے' ایک کمرہ میں ان کی ایک صاحبزادی بھی تھی جب اس نے سعید کو بیڑیاں پہنے دیکھا تو رونا شروع کیا اس پر میں نے سعید کو یہ کہتے سنا کہ اے بیٹی! تو میرے متعلق کسی قسم کا برا خیال اپنے دل میں نہ آنے دے اور نہ خوف کر۔ ہم سب لوگ سعید کی مشایعت میں پل تک آئے۔ پل پہنچنے کے وقت ان دونوں محافظ سپاہیوں نے کہا کہ ہم تو انہیں لے کر اس وقت تک ہرگز بھی پل سے عبور نہیں کریں گے جب تک یہ کوئی اپنا ضامن ہمیں نے دے دیں۔ کیونکہ ہمیں یہ ڈر ہے کہ یہ خودکشی کرنے کے لیے خود دریا میں کود کر غرق ہو جائیں گے۔ اس پر ہم نے کہا کہ بھلا سعید اور اس طرح خودکشی کریں۔ مگر سپاہیوں نے کسی طرح نہ مانا آخر کار ہم نے ان کی ضمانت کی اور تب وہ انہیں پل پر سے لائے۔

سعید بن جبیر سے حجاج کی جواب طلبی:

فضل بن سوید کہتے ہیں کہ حجاج نے کسی کام کے لیے مجھے باہر بھیجا۔ باہر آ کر دیکھا تو لوگ سعید کو گرفتار کر کے لے آئے ہیں۔ میں اس خیال سے کہ دیکھوں ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ پھر واپس حجاج کے پاس چلا آیا اور اس کے سرہانے کھڑا ہو گیا حجاج نے ان سے کہا کہ اے سعید! تمہیں بتاؤ کہ آیا میں نے تمہیں اپنا معتمد علیہ نہیں بنایا۔ تمہیں عامل کی ذمہ دار خدمت تفویض نہیں کی؟ اس پر میں نے خیال کیا کہ شاید حجاج انہیں معاف کر دے گا۔ سعید نے کہا کہ جی ہاں آپ کا ارشاد بجا ہے۔

حجاج نے پوچھا کہ پھر کیوں تم میرے خلاف بغاوت میں شریک ہوئے۔ سعید نے کہا کہ میں بالکل مجبور تھا۔ اس جملہ پر حجاج کو سخت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ کیوں جناب! دشمن خدا عبدالرحمٰن کا تو آپ نے اتنا حق سمجھا کہ آپ میری مخالفت پر مجبور ہو گئے۔ اور اللہ امیر المومنین اور میرا اتنا بھی حق نہیں تھا؟ پھر حجاج نے ان دونوں پہرہ داروں کو حکم دیا کہ ان کی گردن مار دو۔ چنانچہ سعید قتل کر دیئے گئے۔ ان کا سر تن سے جدا ہو کر گر پڑا اس وقت ایک چھوٹی سی سفید ٹوپی ان کے زیب سر تھی۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ قتل کے بعد جب سعید کا سر تن سے جدا ہو کر گرنے لگا تو انھوں نے تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا جو اچھی طرح سمجھ میں آتا تھا۔ دانتوں کی حرکت سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ لا الہ الا اللہ کہہ رہے ہیں مگر سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

حجاج کی خالد القسری پر لعنت:

جب سعید حجاج کے سامنے لائے گئے تو حجاج نے کہا کہ خدا نصرانی عورت کے بیٹے پر لعنت کرے۔ اس سے اس کی مراد خالد القسری تھا۔ کیونکہ اس نے سعید کو مکہ سے گرفتار کر کے بھیجا تھا۔ حجاج نے یہ بھی کہا کہ کیا خود مجھے سعید کی سکونت کا علم نہ تھا؟ بخدا میں خوب جانتا تھا کہ وہ مکہ میں ہیں بلکہ جس مکان میں وہ رہتے تھے وہ بھی معلوم تھا مگر میں جان بوجھ کر طرح دے رہا تھا۔

سعید بن جبیر کا عذر:

اب حجاج نے سعید کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ فرمائیے آپ کیوں میرے خلاف ہو گئے تھے؟ سعید نے کہا کہ خدا آپ کو نیک ہدایت دے میں بھی ایک مسلمان ہوں کبھی مجھ سے خطا ہو جاتی ہے اور کبھی صحیح راستہ پر چلتا ہوں' اس جواب سے حجاج خوش ہوا۔

اس کا چہرہ بشاش ہو گیا اور لوگوں کو یہ امید بندھی کہ حجاج انہیں چھوڑ دے گا۔ مگر پھر کسی معاملہ میں حجاج نے سعید کی طرف مخاطبت کی۔ اور سعید نے کہا کہ عبدالرحمٰن کی بیعت کا طوق میری گردن میں پڑا ہوا تھا اس وجہ سے ان کا ساتھ دینے کے لیے مجبور تھا۔

سعید بن جبیر کے قتل کا حکم:

اس جملہ کا سننا تھا کہ حجاج مارے غصے کے آپے سے باہر ہو گیا۔ اور اس کی چادر کا ایک کونہ مونڈھے سے ڈھلک گیا اور کہنے لگا کہ اے سعید! کیا یہ صحیح ہے کہ میں نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور مکہ والوں سے بیعت لی اور تم سے امیر المومنین عبدالملک کے لیے بیعت لی۔ سعید نے ان تمام باتوں کا جواب اثبات میں دیا۔ حجاج پہلی گفتگو کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا اور پھر جب میں کوفہ میں عراق کا ناظم اعلیٰ مقرر ہو کر آیا تو میں نے امیر المومنین کے لیے دوبارہ بیعت لی اور خود تم سے بھی دوسری مرتبہ بیعت لی۔ سعید نے کہا جی ہاں یہ بھی درست ہے اس پر حجاج نے کہا کہ اس طرح تم نے دو بیعتوں کو پس پشت ڈال دیا اور اس جلاہے کے بچے کی بیعت کا اس قدر احترام کیا۔ اس کے بعد حجاج نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔

سعید بن جبیر کا قتل:

بیان کیا گیا ہے کہ جب سعید حجاج کے سامنے لائے گئے تو حجاج اس وقت سواری کے لیے باہر جا رہا تھا بلکہ اس نے اپنا ایک پاؤں رکاب میں رکھ دیا تھا۔ سعید کو دیکھ کر کہنے لگا کہ جب میں تیرے سرین آگ سے نہ جل ڈالوں گا سواری نہ کروں گا یہ کہتے ہی ان کے قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ سعید قتل کر دیئے گئے۔ مگر اس واقعہ کا کچھ ایسا اثر حجاج پر ہوا کہ اس کی عقل چکرا گئی اور ''ہماری بیڑیاں' ہماری بیڑیاں'' کہہ کر چلانے لگا۔ لوگوں نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ جو بیڑیاں سعید کو پہنائی گئی تھیں ان کی طرف اشارہ ہے۔ انہوں نے آدھی پنڈلی کے پاس سے سعید کے پاؤں قطع کر کے بیڑیاں اتار لیں۔

قتل سعید پر حجاج کی پریشانی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب سعید حجاج کے سامنے پیش کیے گئے تو حجاج نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کوئی خط لکھا ہے؟ سعید نے کہا میں نے نہیں لکھا۔ بلکہ مصعب نے مجھے لکھا ہے۔ حجاج کہنے لگا کہ بخدا میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔ اس پر سعید نے کہا تو پھر میں اسم با مسمی بن جاؤں گا۔ غرض کہ حجاج نے انہیں قتل کرا دیا۔ مگر اس کے بعد صرف چالیس روز وہ بھی زندہ رہ سکا۔ حجاج کی اب یہ حالت تھی کہ خواب میں دیکھتا کہ وہ اس کا دامن پکڑے کہہ رہے ہیں کہ اے دشمن خدا بتا تو نے کیوں مجھے قتل کیا اس پر حجاج کہہ اٹھتا تھا: ''میرے اور سعید کے درمیان کیا معاملہ ہے۔ میرے اور سعید کے درمیان کیا معاملہ ہے''۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات:

اسی سنہ میں مدینہ کے اکثر فقہا نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس سال کے شروع میں حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ پھر عروہ بن الزبیر پھر سعید بن المسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن الہشام رحمۃ اللہ علیہم ایک ایک کر کے اس دنیائے فانی سے چل بسے۔ ولید نے سلیمان بن حبیب کو اس سال شام کا قاضی بنایا۔

امیر حج مسلمۃ بن عبدالملک اور عمال:

اس معاملہ میں ارباب سیر کا اختلاف ہے کہ اس سال حج کن صاحب کی نگرانی میں ادا ہوا۔ اسحٰق بن عیسیٰ کی روایت یہ ہے کہ

۹۴ ہجری میں مسلمہ بن عبدالملک نے حج کرایا۔ واقدی کہتے ہیں کہ عبدالعزیز بن الولید عبدالملک نے حج کرایا۔ اور واقدی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ۹۴ ہجری میں مسلمۃ بن عبدالملک نے حج کرایا۔

خالد بن عبداللہ القسری مکہ کا عامل تھا۔ عثمان بن حیان المری مدینہ کا عامل تھا۔ زیاد بن جریر کوفہ کا عامل تھا۔ ابوبکر بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ جراح بن عبداللہ بصرہ کے عامل اور عبدالرحمٰن بن اذینہ بصرہ کے قاضی تھے۔ قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔ اور قرۃ بن شریک مصر کا گورنر تھا۔ مگر حجاج' عراق اور تمام مشرقی صوبوں کا ناظم اعلیٰ تھا۔

۹۵ھ کے واقعات

اس سال عباس بن الولید بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا اور تین قلعے سر کیے۔ جن کے نام طولس' مرزبانین اور ہرقلہ ہیں۔

نیز اسی سال ہندوستان کے آخری مقامات تک سوائے کیرج اور مندل کے فتح ہوئے۔

اسی سنہ کے ماہ رمضان میں شہر واسط القصب تعمیر کیا گیا۔ اور موسیٰ بن نصیر اندلس سے قیروان واپس آیا۔ اور قیروان سے ایک میل کے فاصلہ پر قصر الما مین اس نے عیدالضحیٰ میں قربانی کی۔

نیز اسی سنہ میں قتیبہ نے ملک شاش پر فوج کشی کی۔

قتیبہ کے لیے امدادی فوج:

حجاج نے عراق سے ایک فوج قتیبہ کی امداد کے لیے بھیجی تھی۔ وہ فوج ۹۵ھ میں اس کے پاس پہنچی۔ قتیبہ نے اس فوج کو لے کر کفار سے جہاد کیا۔ اور جب وہ شاش یا کشماہن میں تھا کہ اسے حجاج کے مرنے کی خبر ملی۔ ماہ شوال ۹۵ ہجری میں حجاج نے انتقال کیا۔ اس خبر سے قتیبہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور مرو کی طرف واپس پلٹا۔ واپسی میں تمام فوجوں کو منتشر کرتا آیا کچھ فوج بخارا میں چھوڑی' کچھ فوج کو کس اور نسف بھیج دیا۔ اور پھر مرو چلا آیا۔

خط بنام قتیبہ:

یہیں ولید کا خط قتیبہ کو ملا' جس میں مسطور تھا کہ امیر المومنین تمہاری ان کوششوں اور مستعدانہ کارروائیوں سے خوب واقف ہیں جو تم مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف کر رہے ہو۔ امیر المومنین تمہیں عنقریب ترقی دیں گے اور تمہاری خدمات کے لائق تمہارے ساتھ سلوک کریں گے برابر جہاد میں مصروف رہو۔ اپنے رب سے ثواب کے متوقع رہو۔ اور امیر المومنین کو ہمیشہ خط لکھتے رہو۔ تاکہ انہیں اس ملک کی حالت سے اس قدر آگاہی ہوتی رہے کہ گویا وہ خود تمہارے ساتھ ہیں۔

حجاج بن یوسف کا انتقال:

اسی سنہ میں حجاج نے ماہ شوال میں چون سال کی عمر میں یا ایک دوسرے بیان کے مطابق ترپین سال کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ ابھی ماہ رمضان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں۔ جب حجاج کا انتقال ہوا۔

موت کے وقت حجاج نے اپنے بیٹے عبداللہ کو نماز پڑھانے کے لیے اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ واقدی کے قول کے مطابق حجاج

نے بیس سال عراق پر حکومت کی۔

فتح قنسرین:

اسی سال عباس بن الولید نے شہر قنسرین فتح کیا اور وضاحی اور ان کے ہمراہ تقریباً ایک ہزار آدمی رومیوں کے علاقہ میں شہید کیے گئے۔

امارت بصرہ کوفہ پر یزید بن ابی کبشہ کا تقرر:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال منصور عبداللہ بن محمد بن علی پیدا ہوا۔ اور ولید نے یزید بن ابی کبشہ کو کوفہ اور بصرہ کی امارت اور سپہ سالاری پر سرفراز کیا اور یزید بن مسلم کو ان دونوں شہروں کے محکمہ مال وخزانہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔

اسی واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ چونکہ یہ دونوں صاحب ان خدمات کے لیے سب سے زیادہ اہل تھے اس لیے خود حجاج ہی نے مرتے وقت ان دونوں کو ان خدمتوں پر مقرر کر دیا تھا۔ بعد میں ولید نے بھی ان کے تقررات کی توثیق کر دی۔ اسی طرح حجاج کے جس قدر عامل مختلف مقامات پر تھے اس کی موت کے بعد ولید نے سب کو مثل سابق انھی خدمات پر رہنے دیا۔

امیر حج بشر بن ولید:

بشر بن الولید نے اس سال حج کرایا۔ مختلف مقامات کے وہی لوگ اعلیٰ حاکم تھے جو سنہ ماسبق میں تھے۔ البتہ حجاج کی موت کی وجہ سے کوفہ اور بصرہ کے انتظام میں تبدیلی کی گئی اس کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔

۹۶ھ کے واقعات

اس سال موسم سرما کی مہم لے کر بشر بن الولید رومیوں سے جہاد کرنے گیا اور واپس آ گیا۔ اسی اثنا میں ولید کا انتقال ہو گیا۔

ولید بن عبدالملک کی وفات:

تمام اہل سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جمادی الآخر ۹۶ ہجری کے وسط میں ولید نے وفات پائی۔ البتہ اس کی مدت خلافت بہت کم ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ولید نے ایک ماہ کم دس سال خلافت کی۔ دوسری روایت میں ہے کہ نو سال سات ماہ خلافت کی۔

مدتِ حکومت:

ہشام بن محمد کا بیان ہے کہ ولید نے آٹھ سال چھ ماہ خلافت کی۔ واقدی کہتے ہیں کہ نو سال آٹھ مہینے اور دو روز ولید نے خلافت کی۔

ولید بن عبدالملک کی عمر:

ولید کی عمر میں بھی اہل سیر کا اختلاف۔ ایک روایت یہ ہے کہ ولید نے چھیالیس سال ایک ماہ کی عمر میں دمشق میں وفات پائی۔ ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ ولید کی عمر پینتالیس سال ہوئی۔ علی بن محمد کا دعویٰ ہے کہ کل بیالیس سال ایک ماہ ولید کی عمر ہوئی۔ علی کہتے ہیں کہ ولید نے دیر مروان میں وفات پائی اور باب الصغیر کے باہر دفن کیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مقبرہ فرادیس میں دفن کیا۔ اور نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سینتالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ولید کی نماز جنازہ

پڑھائی۔

ولید بن عبدلملک کی اولاد:

ولید کے انیس بیٹے تھے جن کے نام عبدالعزیز' محمد' عباس' ابراہیم' تمام' خالد' عبدالرحمٰن' مبشر' مسرور' ابوعبیدہ' صدقہ' منصور' مروان عنبسہ' عمر' روح' بشر' یزید اور یحییٰ ہیں۔

عبدالعزیز اور محمد کی والدہ کا نام ام البنین تھا جو عبدالعزیز بن مروان کی لڑکی تھی۔ اور ابوعبیدہ کی ماں کا نام فزاریہ تھا اور باقی تمام لونڈیوں کے بطن سے تھے۔

ولید بن عبدالملک کی سیرت و کردار:

اہل شام ولید کو اپنے تمام خلفاء میں بہترین خلیفہ سمجھتے تھے۔ ولید نے بہت سی مسجدیں تعمیر کرائیں۔ جامع دمشق اور مسجد مدینہ منورہ بنوائی اور مینار بنوائے بڑا سخی اور دینے والا تھا۔ جو لوگ کوڑھی تھے ان کے روزینے مقرر کر دیئے تھے اور انہیں لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے کی ممانعت کر دی تھی۔ اسی طرح جس قدر اپاہج یا اندھے لنگڑے اور لولے تھے ان سب کی خدمت کے لیے ایک ایک خادم سرکاری خرچ سے مقرر کر دیا تھا۔ جو ان کی خدمت گزاری کرتا تھا۔

عظیم الشان فتوحات کا دور:

ولید کے عہد خلافت میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں۔ مغرب میں موسیٰ نے اندلس فتح کیا۔ شمال مشرق میں قتیبہ نے کاشغر فتح کیا۔ محمد بن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان فتح کیا۔

ولید کا یہ قاعدہ تھا کہ اکثر بیچنے والے کے پاس جاتا اور تھوڑی سی ترکاری اٹھا کر اس کی قیمت دریافت کرتا۔ بیچنے والا ایک پیسہ اس کی قیمت بتاتا۔ ولید کہتا کہ اس کی قیمت میں اور اضافہ کرو۔

بنی مخزوم کے ایک شخص نے ولید سے آ کر کہا کہ مجھ پر بہت سا قرضہ ہے آپ کچھ عنایتاً دلوا دیجیے ولید نے کہا کہ ہاں میں دوں گا بشرطیکہ تمہارا استحقاق ثابت ہو جائے۔ سائل کہنے لگا کہ میری آپ کی قرابت ہے میں کوئی مستحق نہیں ہوں؟ ولید نے پوچھا کیا قرآن تمہیں یاد ہے؟ سائل نے کہا نہیں۔ ولید نے اسے اپنے قریب بلایا اور ایک بید سے جو اس کے ہاتھ میں تھا اس کا عمامہ اتارا اور کئی بید اس کے رسید کیے اور ایک شخص سے کہا کہ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور جب تک یہ قرآن نہ پڑھے اسے جدا نہ کرنا۔

عثمان بن یزید کے قرضہ کی ادائیگی:

اس واقعہ کو دیکھ کر عثمان بن یزید بن خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے کھڑے ہو کر عرض کی اے امیرالمومنین میں بھی مقروض ہوں۔ ولید نے اس سے بھی پوچھا کہ تم نے قرآن پڑھا ہے۔ عثمان نے کہا جی ہاں! ولید نے اس سے سورۂ انفال اور سورۃ براۃ کی دس دس آیتیں پڑھوائیں۔ عثمان نے پڑھ دیں۔ ولید نے کہا اچھا میں تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا اور اب تمہارا زیادہ خیال رکھوں گا۔

ولید کی موت اور حجاج:

حالت مرض میں ایک دن ولید پر ایسی بے ہوشی طاری ہوئی کہ تمام دن مردہ پڑا رہا۔ لوگوں نے رونا دھونا شروع کر دیا اور ان کی موت کی خبر پہنچانے کے لیے قاصد بھی روانہ کر دیئے گئے۔ جب حجاج کے پاس یہ قاصد یہ خبر لے کر آیا۔ حجاج نے انا للہ وانا الیہ

راجعون پڑھا۔ ایک رسی منگوا کے اس کے ہاتھ بندھوا دیئے اور اس کا ایک سرا ایک ستون میں باندھ دیا گیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ خدایا تو مجھ پر اب ایسے شخص کو مسلط نہ کرنا جو رحیم و کریم نہ ہو' میں عرصہ دراز سے تجھ سے یہ دعائیں مانگ رہا ہوں کہ اس کے مرنے سے پہلے تو مجھے موت دے دے۔ انہیں جملوں کے ساتھ اب حجاج نے خضوع و خشوع سے جناب باری میں دعا مانگنا شروع کی۔ ابھی دعا مانگ ہی رہا تھا کہ دوسرا قاصد ولید کے مرض کے افاقہ کی خوشخبری لے کر آیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی حجاج کے متعلق رائے:

ولید کی طبیعت جب ذرا سنبھل گئی تو کہا کہ میری صحت کی سب سے زیادہ خوشی حجاج کو ہو گئی۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ جناب والا کی صحت ہمارے لیے خدا کی بہترین نعمت ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے پاس حجاج کا یہ خط آئے گا کہ جب مجھے جناب والا کی صحت کا علم ہوا تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور جس قدر لونڈی غلام میرے پاس تھے وہ سب آزاد کر دیئے اور میں یہ ہندوستان کے بنے ہوئے مربے کے شیشے کے مرتبان آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ اس بات کو کہے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ اسی مضمون کا ایک خط حجاج کی جانب سے ولید کو موصول ہوا۔

ولید بن عبدالملک کی حجاج سے نفرت:

آخری زمانہ میں حجاج کا وجود ولید کو کھٹکنے لگا۔ اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ولید کا ایک خدمت گار بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز صبح کے کھانے کے لیے ولید کا منہ دھلا رہا تھا۔ ولید نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ میں نے اس پر پانی ڈالنا شروع کیا۔ ولید اس وقت کسی اور خیال میں تھے' اب پانی ہے کہ بہتا چلا جا رہا ہے اور وہ منع نہیں کرتے' مجھے اتنی جرأت کہاں تھی کہ خود بولتا۔ پھر خود ولید نے میرے منہ پر چھینٹے مارے اور کہا کہ کیا تو اونگھ رہا ہے۔ اور سر اٹھا کر میری طرف دیکھ کر سوال کیا۔ کیا تو جانتا ہے کہ گذشتہ رات کیا خبر آئی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ ولید نے کہا بے وقوف تجھے معلوم نہیں۔ حجاج کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا۔ ولید نے کہا۔ چپ رہ۔ اس خبر سے تیرے آقا کو خوشی ہوئی ہے۔ یہ اس کے ہاتھ میں ایک سیب کے مانند تھا۔ جسے وہ سونگھتا تھا۔

ولید کا تعمیرات سے غیر معمولی شوق:

ولید کو بڑی بڑی عمارتیں اور قلعے بنانے کا بہت شوق تھا۔ اور نیز خدمت گاروں کے جمع کرنے کا بھی بہت شائق تھا۔ اس کے زمانہ میں یہ حالت تھی کہ جب لوگ آپس میں ملتے تھے تو عمارتوں اور قلعوں کی تعمیر کا تذکرہ کرتے تھے۔ سلیمان کو کھانے اور نکاح کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اور لوگ بھی جب آپس میں ملتے شادی بیاہ اور لونڈیوں کا تذکرہ کرتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ حکومت میں مذہبی رنگ غالب تھا۔ جب لوگ آپس میں ملتے تو پوچھتے کہ کہیے آج رات کیا وظیفہ آپ پڑھیں گے۔ کتنا قرآن یاد کیا ختم کب ہو گا اور آپ نے کب ختم کیا تھا۔ اور اس مہینے میں کتنے روزے آپ نے رکھے۔ غرض کہ اس قسم کے سوالات سے اس زمانہ کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہر شخص پر مذہبی رنگ غالب تھا۔

محمد بن یوسف کے تحائف:

جب ولید حج کرنے گیا تو یمن سے محمد بن یوسف بھی حج کرنے مکہ آیا اور اپنے ساتھ ولید کے لیے بہت بیش بہا تحفے تحائف

بھی لایا۔ ام البنین نے ولید سے کہا کہ محمد بن یوسف جو تحائف آپ کے لیے لایا ہے آپ وہ مجھے دلا دیجیے۔ ولید نے حکم دیا کہ وہ تحفے ام البنین کو دے دیئے جائیں۔ ام البنین نے اس حکم کی تعمیل کے لیے اپنے آدمی محمد بن یوسف کے پاس بھیجے۔ مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک ان چیزوں کو ولید خود نہ دیکھ لیں۔ میں کسی کو نہ دوں گا۔ اس کے بعد امیر المومنین کو اختیار ہے جسے چاہیں دے دیں۔

ام البنین کی محمد بن یوسف سے خفگی و شکایت:

تحائف بہت زیادہ تھے۔ محمد بن یوسف کا انکار ام البنین کو ناگوار خاطر ہوا۔ اس نے ولید سے کہا کہ اگر چہ امیر المومنین نے محمد بن یوسف کے تحائف مجھے دلوائے تھے مگر اب میں انہیں نہیں لینا چاہتی۔ ولید نے اس کی وجہ دریافت کی۔ ام البنین نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ چیزیں محمد بن یوسف نے لوگوں سے زبردستی چھین کر حاصل کی ہیں۔ علاوہ ازیں اس نے ان پر بہت سے مظالم توڑے ہیں اور اس کی صوبہ داری سے انہیں ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنا پڑی ہیں۔

محمد بن یوسف کی قسم:

اب محمد تمام تحائف لے کر ولید کے پاس آیا۔ ولید نے اس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ تمام چیزیں تم نے ناجائز طریقہ پر حاصل کی ہیں۔ محمد بن یوسف نے اس الزام سے صاف انکار کر دیا۔ ولید نے اس سے کہا کہ رکن اور مقام کے درمیان پچاس مرتبہ خدا کی قسم کھاؤ کہ نہ تم نے یہ چیزیں زبردستی حاصل کی ہیں نہ کسی پر ظلم کیا ہے۔ بلکہ لوگوں کی رضامندی اور خوشی سے حاصل کی ہیں۔ محمد نے حسب ارشاد قسمیں کھالیں۔

محمد بن یوسف کا انجام:

ولید نے تحفے قبول کر لیے اور پھر وہ سب کے سب ام البنین کو دے دیئے اس کے بعد ہی محمد بن یوسف یمن جا کر ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوا جس سے اس کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اسی سے وہ مر گیا۔

عبدالعزیز کی ولی عہدی کی کوشش:

اسی سنہ میں ولید نے ارادہ کیا کہ اپنے بھائی سلیمان کے پاس جائے اس سفر کی غرض یہ تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ اس کے بعد بجائے سلیمان کے اس کا بیٹا عبدالعزیز خلیفہ ہو۔ ولید نے اس سفر کا ارادہ اپنے مرض الموت سے پہلے کیا تھا۔

ولید اور سلیمان دونوں عبدالملک کے ولی عہد تھے۔ جب ولید خلیفہ ہوا تو اس نے ارادہ کیا کہ سلیمان کو حق خلافت سے محروم کر کے اس کے بدلے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد بنائے مگر سلیمان نے اس تجویز کو مسترد کر دیا تو ولید نے اس بات کی کوشش کی کہ کم از کم سلیمان کے بعد تو عبدالعزیز خلافت کا حق دار تسلیم کر لیا جائے۔ مگر سلیمان نے اسے بھی نہ مانا۔ ولید نے اسے پھسلانے کی کوشش کی اور بہت سا روپیہ بھی پیش کیا گیا۔ مگر سلیمان نے اسے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب اس طرح ولید کو اس مقصد میں ناکامیابی ہوئی تو اب اس نے یہ چال کی کہ اپنے صوبہ داروں اور دوسرے نظماء کو لکھا کہ تم لوگ عبدالعزیز کی ولی عہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لو۔ اس تجویز کو سوائے حجاج' قتیبہ اور بعض خاص لوگوں کے کسی نے پسند نہیں کیا۔ عباد بن زیاد نے ولید سے کہا کہ عام لوگ آپ کی اس تجویز کو کبھی نہ مانیں گے۔ اور اگر اس وقت وہ مان بھی جائیں تو بھی آپ کو ان کے وعدہ پر اعتبار نہ کرنا چاہیے۔

بعد میں یہ آپ کے بیٹے کے ضرور خلاف ہو جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ سلیمان کو بلوائیں۔ وہ آپ کی بہت اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں۔ آپ ان کے سامنے اپنے اس ارادہ کو ظاہر کیجیے کہ ان کے بعد عبدالعزیز ولی عہد ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس صورت میں کہ جب وہ آپ کے پاس ہوں گے وہ اس تجویز کو رد نہ کرسکیں گے اور اگر ایسا کریں گے تو پھر تمام لوگ انھیں کے خلاف ہو جائیں گے۔

سلیمان بن عبدالملک کی طلبی:

چنانچہ ولید نے سلیمان کو لکھا کہ تم میرے پاس آ ؤ۔ سلیمان نے آنے میں دیر کی اور جان بوجھ کر ٹالتا رہا۔ اس لیے اب خود ولید نے اس کے پاس جانے کا قصد کیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ارادہ کرلیا کہ اسے خلافت کے حق سے محروم کر دے۔ لوگوں کو حکم دیا کہ سفر کی تیاری شروع کریں' خیمے نکلوائے گئے۔ ابھی یہ رخت سفر تیار ہی ہو رہا تھا کہ ولید بیمار پڑا۔ اور سلیمان کے پاس جانے کا ارادہ ہی تھا کہ خود ہی اس دار فانی سے چل بسا۔

ہلوث الکلبی کا بیان:

ہلوث الکلبی کہتے ہیں کہ ہم محمد بن القاسم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہندوستان میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم داہر کو قتل کر چکے تھے۔ ہمارے پاس حجاج کا خط آیا کہ ہم سلیمان سے ترک عہد کر دیں۔ جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اس نے ہمیں لکھا کہ ہم لوگ وہیں کھیتی باڑی کریں اور ہمیں شام میں آنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ ہم لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور خلافت تک ہندوستان ہی میں رہے اور آپ کے زمانہ میں پھر وطن واپس آئے۔

گرجا کا انہدام:

جب ولید نے جامع دمشق کی تعمیر کا ارادہ کیا کہ جہاں پہلے گرجا تھا تو اپنے تمام لوگوں سے کہا کہ ہر شخص مجھے ایک ایک اینٹ لا کر دے۔ ہر شخص ایک ایک اینٹ لایا۔ مگر ایک عراقی صاحب دو اینٹیں لائے۔ ولید نے ان سے ان کا وطن دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں عراق کا رہنے والا ہوں۔ اس پر ولید کہنے لگا اے عراقیو! تم ہر بات میں حد سے تجاوز کر جاتے ہو یہاں تک کہ اظہار اطاعت میں بھی حد سے گزر جاتے ہو۔ بہر حال گرجا منہدم کر کے اس کی جگہ مسجد بنا دی گئی۔

گرجا کے انہدام کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور خلافت میں عیسائیوں نے ان سے اس بات کی شکایت کی اور کہا گیا کہ شہر سے باہر کی تمام عمارتیں بزور شمشیر فتح کی گئی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو اچھا ہم تمہارے گرجا کو تمہارے حوالے کیے دیتے ہیں مگر توما کے گرجے کو منہدم کر کے وہاں مسجد بنا لیتے ہیں کیونکہ اس پر تو بزور شمشیر قبضہ کیا گیا ہے۔ یہ سن کر عیسائی چکرائے اور کہنے لگے کہ بہتر یہ ہے آپ اسی طرح رہنے دیجیے مگر توما کے گرجے کو منہدم نہ کرائیے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی درخواست منظور کر لی۔

قتیبہ بن مسلم کی چین پر فوج کشی:

اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم نے کاشغر فتح کیا اور چین پر حملہ کیا۔ ان واقعات کی تفصیل یہ ہے کہ ۹۶ ھ میں قتیبہ جہاد کے لیے

روانہ ہوا۔ جس قدر فوج اس کے ساتھ تھی ان کے اہل وعیال کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور سلیمان کے خوف سے اس کا ارادہ یہ تھا کہ اپنی عورتوں اور بچوں کو سمرقند میں حفاظت سے ٹھہرادے۔ جب دریائے جیحون کو عبور کر آیا تو اپنے ایک آزاد غلام کو جس کا نام خوارزمی لیا جاتا ہے۔ اس گھاٹ پر جہاں سے دریا کو عبور کیا جاتا تھا دیکھ بھال کے لیے مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ کسی شخص کو بغیر پروانہ راہداری کے یہاں سے گزرنے نہ دیا۔

قتیبہ نے فرغانہ کی راہ لی۔ اور درۂ عصام کی طرف کچھ ایسے لوگوں کو بھیجا جو کاشغر جانے کا اس کے لیے راستہ ٹھیک کر دیں۔ (یہ شہر چین کے تمام شہروں میں مسلمانوں کی حکومت سے قریب ترین واقع تھا) قتیبہ ابھی فرغانہ ہی میں تھا کہ اسے ولید کے انتقال کی خبر ملی۔

ایاس بن زہیر کو پروانہ راہداری:

ایاس بن زہیر کہتے ہیں کہ جب قتیبہ دریا کو عبور کر کے اس پار آ گیا تو میں نے اس سے درخواست کی کہ جب جناب والا اس جہاد پر روانہ ہوئے تو ہمیں اپنے بیوی بچوں کے متعلق جناب کی رائے کا علم نہیں ہوا تھا۔ ورنہ ان سب کو بھی لے آتے میرے جتنے بڑے لڑکے ہیں وہ میرے ساتھ ہیں۔ اپنی بیوی اور چھوٹے بچوں اور ایک بڑھیا ماں کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ گھر میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو ہمارے بعد ان کی نگرانی کرے۔ اگر جناب والا مناسب خیال فرمائیں تو مجھے اور میرے ساتھ میرے بیٹے کو پروانہ راہداری دے دیجیے تاکہ میں اسے گھر بھیج دوں کہ وہ میرے اہل وعیال کو اپنے ہمراہ لے آئے۔

ایاس بن زہیر کی واپسی:

قتیبہ نے پروانہ راہداری لکھ کر مجھے دے دیا۔ میں دریا کے کنارے پہنچا۔ دریا کا محافظ اس کنارے پر تھا۔ میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ کچھ لوگ کشتی میں بیٹھ کر میرے پاس آئے۔ میرا نام پوچھا اور پروانہ راہداری مانگا۔ میں نے اس کے سوالات کا تشفی بخش جواب دیا۔ ان میں سے کچھ لوگ تو میرے پاس ٹھہر گئے اور کچھ کشتی کو واپس لے گئے اور اپنے افسر سے میرا حال بیان کیا۔ پھر واپس آئے اور مجھے بھی بٹھا کر لے گئے۔ جب میں ان لوگوں کے پاس جو دوسرے کنارے پر متعین تھے پہنچا تو دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ میں چونکہ خود بھوک سے بے تاب تھا۔ بغیر صلاح کھانے بیٹھ گیا۔ اب میرا یہ حال ہے کہ کھائے چلا جا رہا ہوں۔ اور کسی کو جواب نہیں دیتا۔ میری یہ حالت دیکھ کر وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ بدوی بھوک سے مرا جا رہا ہے۔ میں نے کھانا کھایا اور سوار ہو کر مرو پہنچا۔ والدہ کو ساتھ لیا اور اپنے فوجی مرکز کو واپس آنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ کہ اتنے میں ولید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی اور پھر میں مرو ہی واپس چلا آیا۔

قتیبہ نے کثیر بن فلاں کو کاشغر بھیجا۔ کثیر نے کچھ لونڈی غلام وہاں سے حاصل کیے۔ قتیبہ نے ان سب کے داغ لگا دیئے۔ قتیبہ واپس آ گیا اور اب انھیں ولید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔

شاہ چین کی مسلم وفد سے ملاقات کی خواہش:

(پہلا دن) قتیبہ بڑھتے بڑھتے چین کے حدود میں داخل ہو گیا اس پر چین کے بادشاہ نے قتیبہ کو لکھا کہ آپ اپنے ساتھ معزز لوگوں کو میرے پاس بھیج دیجیے تاکہ میں ان سے آپ لوگوں کی حالت دریافت کروں اور آپ لوگوں کے مذہب کے متعلق معلومات

حاصل کروں۔ قتیبہ نے بارہ آدمی منتخب کیے۔

اراکین وفد کا انتخاب:

بعض راویوں کا بیان ہے کہ دس آدمی منتخب کیے۔ یہ لوگ باعتبار اپنی ظاہری صورت و وجاہت' ڈیل ڈول' حسن بیان' شجاعت اور فراست و ذکاوت کے اپنے اپنے قبیلہ کے بہترین لوگ تھے۔ قتیبہ نے ان کے انتخاب میں بہت احتیاط سے کام لیا تھا۔ ہر شخص کے متعلق فرداً فرداً پہلے دریافت کیا جب معلوم ہوا کہ یہی اپنے اپنے قبیلہ کے بہترین نمائندے ہیں تب ان کا انتخاب کیا۔ پھر ان سے خود گفتگو کی اور ان کی دانائی اور فراست کا امتحان لیا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ظاہری اوصاف کے ساتھ باطنی خوبیوں سے بھی یکساں طور پر متصف ہیں' حکم دیا کہ انہیں بہترین اسلحہ' عمدہ عمدہ ریشمی شالیں' سفید باریک ململ کے تھان' جوتے اور عطر دیئے اور انھیں اعلیٰ درجے کے قوی ہیکل اور دراز قامت گھوڑے دیئے۔ جو کوتل ان کے ہمراہ تھے اور دوسرے سواری کے گھوڑے ان کے علاوہ دیئے' تاکہ وہ ان پر سوار ہو کر سفر کریں۔

قتیبہ کی ہبیرہ بن شمرج کو ہدایت:

ہبیرہ بن شمرج الکلابی ایک بڑا مقرر چرب زبان شخص تھا۔ قتیبہ نے اس سے کہا کہ ہبیرہ تم وہاں جا کر کیا کرو گے۔ ہبیرہ نے عرض کی کہ جناب والا سے بہتر اور کون مجھے طریقہ ملاقات و گفتگو بتا سکتا ہے۔ جیسا جناب والا مجھے ارشاد فرمائیں وہی میں کہوں گا۔ اور اسی پر عمل کروں گا۔ قتیبہ نے کہا۔ خدا کی برکت اور اس کی توفیق تمہارے ساتھ ہو۔ تم جاؤ جب تک ان کے علاقہ میں نہ پہنچ جاؤ اپنے عمامے نہ اتارنا۔ اور جب بادشاہ چین کے سامنے جاؤ تو اس سے کہہ دینا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں تمہارے علاقہ پر قدم نہ رکھ لوں گا اور تمہارے شہزادوں کو غلام نہ بنالوں گا اور خراج نہ وصول کرلوں گا واپس نہ جاؤں گا۔

وفد کی شاہ چین سے پہلی ملاقات:

غرض کہ یہ وفد ہبیرہ کی زیر سرکردگی چین آیا۔ بادشاہ چین نے سفراء کے ذریعہ انہیں دعوت دی۔ ان لوگوں نے حمام میں جا کر غسل کیا۔ اور سفید کپڑے پہنے۔ نیچے زرہ پہنی عطر لگایا تیل لگایا جوتے پہنے اوپر سے شالیں اوڑھیں اور بادشاہ چین کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اس وقت دربار میں چین کے بڑے بڑے رئیس اور اعیان سلطنت موجود تھے۔ یہ لوگ بھی جا کر بیٹھے مگر نہ بادشاہ نے کوئی بات چیت ان سے کی اور نہ دوسرے درباریوں نے کوئی گفتگو کی۔ مسلمان اٹھ کر چلے آئے۔ ان کے چلے آنے کے بعد بادشاہ نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ ان لوگوں کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ سب نے کہا یہ تو عورتیں معلوم ہوتی ہیں۔ جب ہماری نظر ان پر پڑی اور عطر پھلیل کی خوشبو ہماری ناکوں میں آئی تو ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں بچا جس کے خیالات پریشان نہ ہو گئے ہوں۔

وفد کی شاہ چین سے دوسری ملاقات:

دوسرے دن پھر بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں بلایا۔ آج انھوں نے جامہ دار جبے پہنے۔ باریک ریشم کے عمامے باندھے اوپر سے شالیں اوڑھیں اور صبح کے وقت دربار میں حاضر ہوئے دربار میں حاضر ہونے کے بعد بادشاہ نے انہیں واپس جانے کا حکم دیا اور ان کے چلے جانے کے بعد اپنے امراء سے پھر ان کے متعلق دریافت کیا اس مرتبہ سب نے کہا کہ ہاں البتہ یہ وضع و ہیئت مردوں سے ملتی جلتی ہے اور اب وہ مرد معلوم ہوتے ہیں۔

وفد کی شاہ چین کے دربار میں تیسری مرتبہ باریابی:

غرض کہ اسی طرح تیسرے روز پھر شاہ چین نے انہیں دربار میں بلایا۔ آج مسلمانوں نے تمام ہتھیار زیب بدن کیے۔ دوہرے دوہرے خود پہنے تلواریں حمائل کیں' نیزے ہاتھ میں لیے۔ کمانیں کندھوں پر ڈالیں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر شاہی دربار میں چلے۔ جب بادشاہ کی نظر ان پر پڑی تو اسے معلوم ہوا کہ گویا پہاڑ کے پہاڑ چلے آرہے ہیں۔ جب یہ لوگ بادشاہ کے دربار کے قریب پہنچے تو اپنے نیزے زمین پر گاڑ دیئے اور پھر قدم بڑھاتے ہوئے آگے بڑھے۔ مگر چونکہ تمام درباریوں کے دلوں پر ان کی ہیئت و وضع سے خوف طاری ہو گیا تھا۔ اس لیے دربار میں آنے سے پہلے ہی واپسی کا حکم دے دیا گیا۔

شاہ چین کا وفد کے متعلق مشورہ:

مسلمان اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آپس میں نیزوں کو لڑاتے ہوئے گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہے ہیں اپنے قیام گاہ کو واپس پلٹے۔ بادشاہ نے اپنے امراء سے اب پھر ان کے متعلق دریافت کیا۔ تمام درباریوں نے کہا کہ ہم نے ایسے لوگ کبھی نہیں دیکھے۔

مختلف لباس کے متعلق شاہ چین کا استفسار:

شام کے وقت بادشاہ نے مسلمانوں سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں کا جو سردار سب سے بہتر اور معزز آدمی ہو اسے میرے پاس بھیج دیجیے۔ غرض کہ سب نے ہبیرہ کو بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ہبیرہ بادشاہ کے سامنے آئے تو اس نے کہا کہ آپ نے میرے ملک کے سرداروں کو دیکھ لیا ہے اب کوئی ایسا شخص نہیں جو میرے مقابلہ میں آپ کو بچا سکے۔ علاوہ بریں آپ لوگ میرے علاقہ میں ہیں اور اس طرح میرے دست قدرت میں ہیں جس طرح کہ ہتھیلی پر انڈا ہو۔ میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں۔ اگر تم نے سچ سچ بیان نہیں کیا تو قتل کر دوں گا۔ ہبیرہ نے کہا آپ جو پوچھنا چاہتے ہوں پوچھیے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تینوں دنوں میں آپ لوگوں کے مختلف لباس میں آنے کی کیا وجہ ہے؟ ہبیرہ نے کہا پہلے دن جو لباس ہم نے پہنا تھا وہ لباس تھا جو ہم اہل و عیال میں پہنتے ہیں اور خوشبو لگا کر ان کے پاس جاتے ہیں۔ دوسرے دن کا لباس وہ تھا جو اپنے امراء اور سرداروں کے پاس پہن کر ملنے جاتے ہیں۔ ہمارا تیسرے دن کا لباس دشمن کے مقابلے پر پہن کر جانے کا لباس تھا۔ جب کوئی خاص جوش دلانے والی بات یا مصیبت پیش آتی ہے تو ہمارا یہی لباس ہوتا ہے۔

شاہ چین کی ہبیرہ کو دھمکی:

بادشاہ نے کہا حقیقت میں تم ہی لوگ زمانہ کو خوب برتتے ہو۔ اچھا اب آپ اپنے اعلیٰ افسر کے پاس واپس چلے جایئے اور کہہ دیجیے کہ وہ ابھی ہمارے علاقہ سے واپس چلا جائے۔ کیونکہ میں اس کے حریصانہ خیالات اور اس کے ساتھ اس کے حمایتیوں کی قلت تعداد سے واقف ہوں۔ اگر واپس نہ ہو جائے گا تو ایسی زبردست فوج مقابلہ کے لیے بھیجوں گا جو تمہیں اور اسے سب کو تباہ کر ڈالے گی۔

شاہ چین کی صلح کی پیشکش:

ہبیرہ نے کہا بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہ اس کے پاس فوج کی کمی ہے۔ ایسے شخص کو فوج کی کیا کمی ہو سکتی ہے جس کے

رسالہ کا اگلا حصہ آپ کے علاقہ میں ہے اور پچھلا حصہ ملک شام میں ہے۔ علاوہ بریں آپ نے اسے حریص ہونے کا جو الزام لگایا ہے یہ بھی خلاف واقعہ ہے۔ بھلا وہ شخص کیونکر حریص ہو سکتا ہے جس نے دنیا کو لات ماردی اور تمہارے خلاف جہاد کرنے آیا ہے۔ حالانکہ اسے سب کچھ میسر تھا۔ آپ نے ہمیں قتل کی دھمکی دی ہے یہ ایسی بات نہیں ہے جس سے ہم ڈریں ہماری زندگی ایک خاص مدت تک ہے جب وہ پوری ہو جائے گی ہم مرجائیں گے اور موت کا سب سے بہترین طریقہ خدا کی راہ میں شہادت ہے۔ نہ ہم اسے برا سمجھتے ہیں اور نہ اس سے ڈرتے ہیں۔ اب بادشاہ نے دریافت کیا کہ اچھا کس بات سے تمہارے امیر اعلیٰ خوش ہو سکتے ہیں؟ ہبیرہ نے کہا انھوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک وہ تمہارے علاقہ پر قدم نہیں رکھ لیں گے تمہارے رؤساء کو غلام بنا کر ان پر مہر نہ لگا دیں گے اور جزیہ وصول نہ کرلیں گے یہاں سے نہیں ٹلیں گے۔

قتیبہ بن مسلم کے عہد کی تکمیل:

بادشاہ نے کہا اچھا ہم ان کی قسم پوری کیے دیتے ہیں۔ اپنے علاقہ کی مٹی بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ اس پر قدم رکھ لیں۔ کچھ اپنے شہزادے بھیج دیتے ہیں کہ وہ ان پر مہر غلامی ثبت کردیں۔ اور اس قدر زرو جواہر دیئے دیتے ہیں جس سے وہ خوش ہو جائیں گے۔

چنانچہ بادشاہ نے سونے کی ایک لگن مٹی سے بھری ہوئی منگوائی اور بہت سے ریشم کے تھان اور سونا جزیہ بھی بھیجا اور چار شہزادے بھی ساتھ بھیج دیئے۔ علاوہ بریں ارکان وفد کو بھی بہت کچھ انعام و خلعت وغیرہ دے کر رخصت کیا۔ یہ تمام چیزیں لے کر یہ لوگ قتیبہ کے پاس آئے۔ قتیبہ نے جزیہ قبول کرلیا۔ ان شہزادوں کے مہریں لگادیں اور واپس بھیج دیا۔ اور چین کی مٹی پر پاؤں رکھ دیا۔ قتیبہ نے ہبیرہ کو ولید کی خدمت میں بھیجا۔ مگر ہبیرہ اثنائے راہ ہی میں فارس کے ایک گاؤں میں انتقال کر گئے۔

قتیبہ کی عادت:

باہلی کہتے ہیں کہ قتیبہ کی یہ عادت تھی کہ جب وہ جہاد کر کے واپس آتا تو نہایت عمدہ بارہ گھوڑے خرید لیتا۔ اس کے ساتھ ہی بارہ اونٹنیاں بھی چار چار ہزار درہم میں خرید لیتا۔ جہاد کے وقت تک ان کی خوب کھلائی پلائی ہوتی اور جب جہاد پر جانے کے لیے تیاری شروع ہوتی اور فوج کی آراستگی اور اسلحہ بندی ہونے لگتی تو ان گھوڑوں اور اونٹنیوں کو باندھ دیا جاتا اور انھیں دبلا کر دیا جاتا۔ اور جب قتیبہ دریا کو عبور کرتا تو اس کے ساتھ کے یہ تمام گھوڑے ہلکے پھلکے چھریرے بدن کے ہو جاتے اور ان پر وہ ان لوگوں کو سوار کرتا جو گرداوری کرنے کے لیے بھیجے جاتے تھے۔ نیز اس کام کے لیے قتیبہ ہمیشہ بڑے بڑے اشراف جوانمردوں کو بھیجا کرتا تھا۔ ان کے ساتھ کچھ اہل عجم بھی اونٹنیوں پر سوار ہوتے جو انھیں جنگی امور میں مشورہ دیتے تھے۔

گرداوری کا قاعدہ:

نیز قتیبہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب گرداوری کرنے کے لیے کسی جماعت کو بھیجتا تو ایک تختی لکھتا' اس کے دو ٹکڑے کرتا۔ ایک اس جماعت کو دیتا اور ایک خود رکھ لیتا اور انھیں حکم دیتا کہ فلاں مقام پر' یا فلاں گڑھے یا فلاں کھنڈر یا فلاں درخت کے نیچے اسے دفن کر دینا۔ پھر بعد میں اور لوگوں کو بھیجتا جو اس جگہ سے اسی تختی کو نکال لیتے تاکہ معلوم ہو جائے کہ طلیعہ نے اپنا کام پوری طرح انجام دیا ہے یا نہیں۔

باب ۱۶

سلیمان بن عبدالملک

بیعت خلافت:

۹۶ ہجری میں جس روز کہ ولید نے وفات پائی سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی۔ سلیمان اس وقت رملہ میں مقیم تھا۔

عثمان بن حیان کی معزولی:

نیز اسی سنہ میں سلیمان نے عثمان بن حیان کو مدینہ کی صوبہ داری سے علیحدہ کر دیا۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ رمضان ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں کہ جب عثمان موقوف کیا گیا۔ اور وہ تین سال مدینہ کا عامل رہا۔

ابوبکر بن محمد کی عثمان سے درخواست:

واقدی کہتے ہیں کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے عثمان سے درخواست کی کہ چونکہ کل رات میں شب بیداری کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے آپ مجھے کل کہ چھٹی دے دیجیے۔ کہ میں اجلاس نہ کروں اور سو رہوں۔ عثمان نے چھٹی دے دی۔ ایوب بن سلمۃ المخزومی بھی اس وقت عثمان کے پاس تھا اور اس کے اور ابوبکر کے درمیان سخت رنجش وعداوت تھی ان کے جانے کے بعد ایوب نے عثمان سے کہا کہ آپ ان کا مطلب سمجھے۔ یہ محض بہانہ ہے۔ عثمان کہنے لگا کہ ہاں میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں میں کل صبح اپنا آدمی دیکھنے کے لیے بھیجوں گا۔ اور اگر معلوم ہوا کہ اجلاس نہیں کر رہے ہیں تو بخدا میں اپنے باپ کا بیٹا نہیں اگر ان کے سو درے نہ لگواؤں اور ان کی داڑھی اور سر نہ منڈوادوں۔

امارت مدینہ پر ابوبکر بن محمد کا تقرر:

ایوب کہتے ہیں کہ اس بات سے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ کل ابوبکر کی بے عزتی کی جائے گی۔ چنانچہ میں تڑکے ہی اٹھ کر ابوبکر کے مکان پر پہنچا۔ دیکھا کہ شمع روشن ہے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید عثمان کا قاصد اس قدر جلد آیا ہوگا۔ مگر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سلیمان کا قاصد عثمان کی برطرفی اور اس کی جگہ ابوبکر کی ترقی اور تقرر کا فرمان لے کر آیا ہے پھر میں دارالامارۃ گیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ عثمان تو زمین پر بیٹھا ہوا ہے اور ابوبکر کرسی امارت پر متمکن ہے۔ سامنے ایک لوہار موجود ہے اسے حکم دے رہے ہیں کہ اس شخص کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو۔ عثمان نے اس وقت دیکھ کر یہ شعر پڑھا:

''وہی لوگ جن کی کامیابی اور نصرت کا یقین تھا اس حال میں اپنے چوتڑ موڑ کر بھاگے کہ وہ کھلے ہوئے اور ظاہر تھے۔
اور حقیقت میں واقعات کو بدلتے ہوئے کچھ دیر نہیں لگتی''۔

امارت عراق پر یزید بن مہلب کا تقرر:

اسی سال سلیمان نے یزید بن ابی مسلم کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر کے اس کی جگہ یزید بن المہلب کو مقرر کیا اور صالح بن عبدالرحمٰن کو عراق کا افسر مال وخزانہ مقرر کیا۔ نیز یزید بن المہلب کو حکم دیا کہ ابی عقیل کے خاندان والوں کو قتل کر ڈالے اور

انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دے۔ غرض کہ صالح عراق کا افسر مال وخزانہ اور یزید بن المہلب سپہ سالار مقرر ہوکر عراق آئے یزید نے زیاد بن المہلب کو عمان کا عامل مقرر کر کے بھیجا اور حکم دیا کہ تم صالح کو خط لکھتے رہنا۔ اور جب انہیں خط لکھو تو ان کے نام سے شروع کرنا۔

صالح نے حجاج کے تمام خاندان والوں کو گرفتار کر کے طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں۔ جلادی کی یہ خدمت عبدالملک بن المہلب کے سپرد تھی۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم خراسان میں مارا گیا اس کے قتل کے اسباب وواقعات حسب ذیل ہیں:

سلیمان اور قتیبہ میں کشیدگی کی وجہ:

اس کے قتل ہونے کی وہی وجہ تھی کہ ولید نے بجائے سلیمان کے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو جب ولی عہد بنانا چاہا تو اعیان و ارکان دولت سے خفیہ طور پر سازش شروع کی۔ اور سب نے تو انکار کر دیا اور قتیبہ عبدالعزیز کو ولی عہد بنانے کے لیے راضی ہو گئے۔ اس لیے ولید کے مرنے کے بعد جب سلیمان کا عہد خلافت شروع ہوا' اسی وقت سے قتیبہ کو سلیمان کی جانب سے کھٹکا لگا ہوا تھا۔

سلیمان سے قتیبہ کو خدشہ:

جب قتیبہ کو ولید کی موت اور سلیمان کے خلیفہ ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو چونکہ اس نے حجاج کے ساتھ سلیمان کے خلاف عبدالعزیز بن الولید کے لیے بیعت لینے کی سازش کی تھی اس لیے اسے سلیمان کی طرف سے خوف پیدا ہو گیا۔ اور نیز یہ خطرہ ہوا کہ اب سلیمان یزید بن المہلب کو خراسان کا صوبہ دار بنا دے گا۔

قتیبہ کے سلیمان کے نام تین خط:

قتیبہ نے سلیمان کو ایک خط لکھا جس میں اس کے برسر خلافت ہونے پر مبارک باد دی۔ ولید کی موت کی تعزیت کی اور کہا کہ میں نے عبدالملک اور ولید کے دور حکومت میں نہایت ہی تن دہی اور وفادارانہ طریقہ پر خلافت کی خدمتیں کی ہیں اور اگر آپ صوبہ خراسان کی صوبہ داری سے برطرف نہ کریں تو میں آپ کا ویسا ہی وفادار اور خیر خواہ رہوں گا جیسا کہ میں آپ کے دو پیش رؤں کا رہ چکا ہوں۔

قتیبہ نے ایک دوسرا خط بھی لکھا کہ جس میں اپنی فتوحات اور شجاعت کا اظہار عجمی بادشاہوں کے دلوں میں اپنی عزت اور ہیبت اور رعب واثر کا ذکر تھا۔ نیز مہلب اور خاندان مہلب کی مذمت تھی اور یہ دھمکی بھی تھی کہ اگر آپ نے یزید بن المہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا تو میں آپ کے خلاف ہو جاؤں گا اور ایک تیسرا خط بھی لکھا جس میں صاف صاف اپنی بغاوت اور مخالفت کا اعلان کر دیا یہ تینوں خط ایک ہی ساتھ باہلی کو دیئے اور حکم دیا کہ اول یہ پہلا خط سلیمان کو دینا۔ اگر یزید بن المہلب سلیمان کے پاس ہو اور وہ اس خط کو پڑھ کر ولید کو دے دے تو دوسرا دینا اگر وہ اسے بھی پڑھ کر یزید کے حوالے کر دے پھر یہ تیسرا خط بھی دینا۔ اور اگر سلیمان پہلے خط کو پڑھ اسے یزید کے حوالے نہ کر دے تو تم بھی دونوں دوسرے خط نہ دینا اپنے ہی پاس رہنے دینا۔

قتیبہ کے قاصد کی سلیمان کے دربار میں باریابی:

قتیبہ کا قاصد ان خطوط کو لے کر سلیمان کے دربار میں حاضر ہوا یزید بن المہلب بھی وہاں موجود تھا۔ قاصد نے پہلا خط سلیمان

کو دیا۔ سلیمان نے اسے پڑھ کر یزید کو دے دیا۔ قاصد نے دوسرا خط دیا۔ سلیمان نے اسے بھی پڑھ کر یزید کو دے دیا۔ قاصد نے تیسرا خط دیا۔ اسے پڑھ کر سلیمان کا رنگ متغیر ہو گیا۔ مہر منگوا کر اسے مہر لگائی اور پھر اپنے ہی ہاتھ میں اسے رہنے دیا۔

ابوعبیدہ کی روایت:

ابوعبیدہ کی روایت اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ پہلے خط میں یزید بن المہلب کی بغاوت' بدعہدی' نمک حرامی کا تذکرہ تھا۔ دوسرے خط میں یزید کی تعریف تھی اور تیسرے میں یہ دھمکی تھی کہ اگر آپ مجھے اس میرے عہد پر بحال نہ رکھیں گے اور مجھے امان نہ دیں گے تو میں آپ کی اطاعت کے جوئے کو اپنے کندھے سے اسی طرح اتار کر پھینک دوں گا جس طرح جوتا پاؤں سے نکال دیا جاتا ہے اور رسالہ و پیدل فوج کا ایک ٹڈی دل لے کر امنڈ آؤں گا۔

قتیبہ کو فرمان بحالی:

بہر حال اب سلیمان نے قتیبہ کے قاصد کو سرکاری مہمان خانہ میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اور شام کے وقت بلا کر اشرفیوں کی ایک تھیلی اسے دی اور کہا کہ یہ تیرا انعام ہے۔ اور یہ تیرے آقا کا فرمان بحالی ہے اسے لے جا اور یہ میرا قاصد اس فرمان کو لے کر تیرے ساتھ جائے گا۔

سلیمان کے قاصد کی روانگی:

قتیبہ کا باہلی قاصد پھر خراسان آنے کے لیے روانہ ہوا۔ سلیمان نے اس کے ہمراہ قبیلہ عبدالقیس کے خاندان بنی اللیث کے ایک شخص کو جس کا نام صعصعہ بن مصعب تھا روانہ کیا جب حلوان پہنچا تو یہاں لوگوں نے اس سے کہا کہ قتیبہ نے تو بغاوت کر دی ہے۔ عہدی واپس پلٹا اور سلیمان کے فرمان کو قتیبہ کے قاصد کے حوالے کر دیا۔ قتیبہ نے بغاوت کر دی تھی اور ایک ادھم مچ گیا تھا۔ قاصد نے اس فرمان کو قتیبہ کے حوالے کر دیا۔ جب اس نے اپنے بھائیوں سے اس معاملہ میں مشورہ لیا تو سب نے کہا کہ اب آئندہ کبھی سلیمان تجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا۔

توبتہ بن ابی السید کا بیان:

توبتہ بن ابی السید العنبری راوی ہے کہ جب صالح عراق آیا تو اس نے مجھے قتیبہ کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ مجھے جس قدر سرکاری نقد و جنس اس کے پاس ہو اس کی مقدار بتا دے۔ ایک اسدی شخص بھی اس سفر میں میرے ہمراہ ہو گیا۔ اس نے مجھ سے میرے سفر کی غرض و غایت پوچھی۔ میں نے کوئی بات اس سے نہیں کی۔ ہم دونوں چلے ہی جا رہے تھے کہ ایک شخص ہمارے بائیں پہلو کی جانب سے نکل کر مجھ سے دوچار ہوا۔ میرے رفیق سفر نے مجھے دیکھ کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی اہم بات کے لیے جا رہے ہو اور مجھ سے پوشیدہ رکھتے ہو۔ خیر میں چلتا رہا اور جب حلوان پہنچا تو یہاں لوگوں نے آ کر مجھے قتیبہ کی اطلاع دی۔

قتیبہ کی بغاوت:

جب قتیبہ نے سلیمان سے بغاوت کرنے کا ارادہ کیا تو اس معاملہ میں اس نے اپنے بھائیوں سے مشورہ کیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ آپ ایک دستہ فوج کے علیحدہ انتخاب کا حکم دیجیے اور اس میں تمام ایسے لوگوں کو جن پر آپ کو اعتماد نہ ہو بھرتی کر دیجیے اور اس فوج کو مرو بھیج دیجیے اور پھر خود آپ سمرقند چلیے۔ وہاں اپنے ساتھیوں سے صاف صاف کہہ دیجیے کہ جو ہمارے ساتھ ٹھہرنا چاہے اس کے

ساتھ ہر قسم کا سلوک کیا جائے گا اور جو واپس جانا چاہے اسے واپس جانے کی خوشی سے اجازت دی جاتی ہے اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے گا۔ اس اعلان سے صرف وہی لوگ آپ کے ساتھ رہ جائیں گے جو دل سے آپ کے سچے خیر خواہ اور طرفدار ہیں۔ عبداللہ نے کہا کہ اتنی طوالت کی کیا وجہ ہے آپ تو یہیں سلیمان سے اپنی بغاوت کا اعلان کر دیجیے' اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے دیجیے۔ شاید کوئی بھی اس کی مخالفت نہ کرے گا۔ قتیبہ نے عبداللہ کی رائے کو پسند کیا۔ سلیمان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار اعلان کر دیا۔

قتیبہ کا سلیمان سے علیحدگی کا اعلان:

نیز اس نے اور لوگوں کو بھی سلیمان سے عہد وفاداری توڑنے کی دعوت دی۔ اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو عین التمر اور فیض البحر سے جمع کیا ہے۔ بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے ملایا ہے جو مال غنیمت ملا اسے آپ ہی میں تقسیم کر دیا تنخواہیں برابر دیتا رہا' نہ دینے میں کبھی جھگڑا نہیں کیا اور نہ تاخیر کی۔ مجھ سے پہلے جو اس علاقہ کے حاکم اعلیٰ مقرر ہو کر آئے ہیں آپ ان کا بھی تجربہ کر چکے ہیں امیہ آئے تو انہوں نے امیر المومنین کو لکھا کہ خراسان کی آمدنی میرے باورچی خانہ ہی کے لیے کافی نہیں ہوتی پھر ابوسعید مہلب بن ابی صفرہ آئے۔ تین سال وہ بھی صوبہ دار رہے مگر آپ لوگ یہ بھی نہ معلوم کر سکے کہ آیا آپ اطاعت میں تھے یا معصیت میں نہ انہوں نے دشمن سے خراج وصول کیا اور نہ کوئی شکست دی۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے یزید صوبہ دار ہوئے ان کے دور حکومت میں عورتوں کا ایک تانتا تھا جو ان تک بندھا ہوا تھا اور اب حقیقت میں یہی صاحب اس وقت تمہارے خلیفہ ہیں۔

قتیبہ کی برہمی:

جب اس تقریر پر کسی نے لبیک نہیں کہا تو قتیبہ سخت برہم ہوا اور کہنے لگا۔ خدا کبھی اسے معزز نہ کرے جس کی تم لوگ امداد کرو۔ بخدا اگر تم سب کے سب ایک بکری پر چڑھ جاؤ گے تو اس کا سینگ بھی نہ توڑ سکو گے میں تمہیں اہل العالیہ کہہ کر مخاطب کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ اہل اسافلہ کہتا ہوں۔ اے صدقہ کے اوباشو! میں نے تمہیں اس طرح اکٹھا کیا ہے جس طرح صدقہ کے اونٹ حلقہ سے جمع کیے جاتے ہیں اے بکر بن وائل کے گروہ! تم لوگ بڑے سازشی' جھوٹے اور بخیل ہو۔ تم اپنے کس دن پر فخر کر سکتے ہو۔ لڑائی کے دن پر یا صلح کے دن پر؟ بخدا! اے مسیلمۃ کے ساتھیو! بنی ذمیم (میں تمہیں بنی تمیم نہیں کہنا چاہتا) میں تم سے زیادہ معزز ہوں تم لوگ بڑے مکار فریبی اور دغاباز ہو۔ تم لوگ ایام جاہلیت میں بدعہدی کو حسن تدبیر سمجھتے تھے۔ اے سخت دل رکھنے والو بنی بعدالقیس! تم لوگ سجاح کے ہمراہی ہو تمہارا کام تو کھجور کے درخت کی دیکھ بھال اور اس کی قلمبندی اور تراشنا تھا۔ تم لوگوں کو بھلا گھوڑے کی باگوں سے کیا واسطہ؟ اسلام نے آ کر جدت کر دی ہے۔ اور اگر تمہیں اپنے عرب ہونے پر کوئی فخر ہے تو عرب ہیں کیا؟ خدا عربوں پر لعنت کرے۔ اے دونوں شہروں کے ذلیل ترین پیشہ والو! میں نے تمہیں ایسے مقامات پر سے جمع کیا جہاں معمولی گھاس پات پیدا ہوتی ہے۔ اور جزیرہ ابن کاوان سے جمع کیا جہاں تم بیلوں اور گدھوں پر سواری کیا کرتے تھے۔ پھر جب میں نے تمہیں اس طرح جمع کر لیا جس طرح کہ موسم خریف میں پودوں کی پھنگیاں توڑ کر جمع کر لی جاتی ہیں تو اب تم باتیں بنانے لگے۔ یاد رکھو کہ میں اپنے باپ کا بیٹا اور اپنے بھائیوں کا بھائی نہیں اگر میں تمہیں اس طرح نہ چھانٹ دوں جس طرح خاردار ببول کا درخت کاٹ دیا جاتا ہے۔ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے جنگلی گدھوں کا گلہ صلیان کی جھاڑی کے گرد ہوتا ہے۔ اے خراسان کے باشندو تم جانتے ہو کہ تمہارا سردار کون ہے۔ تمہارا حاکم یزید بن مروان ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایک جھوٹا دغاباز اور مکار شخص تمہارا حاکم اعلیٰ ہو کر آنے والا ہے جو تمہاری تمام

کھیتی باڑی اور مال و متاع کو ضبط کرلے گا۔ یہ ایک تباہی ہے جو تم پر ہی آ رہی ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے بڑھو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں' بلکہ اپنے انتہائی مقصد کے حاصل کرنے کے لیے کوشش اور ارادہ کرو۔ یزید بن المہلب دراصل تمہارا خلیفہ بنایا گیا ہے جو شام کو بہت پسند کرتا ہے اور عراق سے سخت نفرت رکھتا ہے۔ یہ شامیوں کو لے کر آئے گا اور تمہارے باغات اور مکانات پر قبضہ کر کے ان کے حوالے کر دے گا۔

اے خراسان کے باشندو! اسے تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تو باپ اور ماں' مولد اور خواہشات اور خیالات غرض کہ ہر اعتبار سے عراقی ہوں۔ آج جس امن و آرام میں تم ہو وہ سب پر ظاہر ہے۔ اللہ نے اکثر ممالک کو تمہارے ہاتھوں فتح کرا دیا۔ تمام راستے محفوظ ہو گئے کہ اب یہ حال ہے کہ مرو سے بلخ تک بغیر پروانہ راہداری کے مسافروں کا قافلہ آتا جاتا ہے۔ ان نعمتوں پر اللہ کا شکریہ ادا کرو اور رازدیادنعمت کے لیے اجابت شکریہ کی خدا سے درخواست کرو۔

قتیبہ کے اعلان علیحدگی کی مخالفت:

اس تقریر کے بعد قتیبہ اپنے مکان میں چلا آیا۔ اس کے خاندان والوں نے اس سے آ کر کہا کہ آج آپ نے کمال ہی کر دیا۔ آپ نے اہل العالیہ کی توہین کی حالانکہ وہی آپ کا اوڑھنا بچھونا ہیں۔ بنی بکر کو آپ نے نہ چھوڑا حالانکہ وہ آپ کے حامی ہیں۔ اس پر بھی آپ نے کفایت نہیں کی اور بنی تمیم کی خبر لے ڈالی حالانکہ وہ آپ کے بھائی ہیں اور یہاں تک بھی آپ نے بس نہیں کیا بلکہ ازد کو خوب سنائیں حالانکہ وہ آپ کے دست و بازو ہیں۔

قتیبہ نے کہا کہ جب میں نے انہیں سلیمان کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کی دعوت دی تو اس تجویز پر کسی نے حامی نہیں بھری مجھے غصہ آ گیا اور تجھے معلوم نہیں کہ میں نے کیا کیا کہا کہ اہل العالیہ صدقہ کے اونٹوں کی طرح ہیں جنہیں میں نے ہر حلقہ سے جمع کیا ہے اور بنی بکر! ایسے لوگ ہیں جو کسی کی مزاحمت نہیں کرتے' اور بنی تمیم خارشی اونٹ کی طرح ہیں۔ بنی عبدالقیس تو بالکل ہیجڑے ہیں اور بنی ازد کافر ہیں۔ تمام بنی نوع انسان میں بدترین قوم ہیں اگر میرا بس ان پر چلے تو سب کے داغ لگوا دوں۔

بنی ازد کی قتیبہ سے علیحدگی:

قتیبہ کی اس تقریر کا برا اثر ہوا کہ تمام قبائل اس سے بگڑ گئے۔ سب سے پہلے بنی ازد نے اس کا ساتھ چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا اور حصین بن المنذر کے پاس آ کر ساری داستان سنائی کہ پہلے تو قتیبہ نے خلیفہ کے خلاف فتنہ و فساد اور بغاوت کرنے کی دعوت دی کہ جس میں سراسر دین و دنیا کا نقصان ہے۔ اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پھر ہماری اچھی طرح توہین و تذلیل کی اور ہمیں گالیاں دیں۔ اب ابوحفص بتائیے کہ آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے (ان کی کنیت جنگ میں ابوساسان تھی۔ کہا جاتا ہے حصین بن المنذر کی کنیت ابومحمد تھے) حصین نے کہا کہ جس قدر بنی مضر اس وقت خراسان میں ہیں ان کی تعداد ہمارے حمیری عربوں کے ان تینوں دستوں کے برابر ہے بلکہ بنی تمیم کی تعداد تو دو دستوں کے برابر ہے اور وہی خراسان کی اصل ہیں۔ شہسوار بھی ہیں۔ اس لیے یہ لوگ کبھی اس بات کو پسند نہیں کریں گے کہ خراسان کی حکومت کسی غیر مضری کے قبضہ میں آ جائے۔ اس لیے اگر تم نے کسی مضری کو اپنا امیر نہ بنایا تو بنی تمیم قتیبہ کا ساتھ دیں گے۔ ازدی کہنے لگے مگر قتیبہ نے بنی تمیم کے ابن الاہتم کو قتل کر کے انہیں اپنا مخالف بنا لیا ہے حصین نے کہا کہ اس بات پر نہ جاؤ۔ بنی تمیم بڑے پکے اور متعصب مضری ہیں۔

بنی ازد کی حضین کو سرداری کی پیشکش:

ازدی حضین کی رائے کے خلاف نکتہ چینی کرتے ہوئے اس کے پاس اٹھ آئے۔ اب انہوں نے عبداللہ بن حوذان الجہضمی کو اپنا سردار بنانا چاہا مگر عبداللہ نے بھی اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ لوگ پھر حضین کے پاس آئے اور کہا ہم نے امارت کے منصب کو اب تک روکے رکھا ہے۔ اب ہم اپنی قسمت آپ ہی کے سپرد کرتے ہیں اور یہ بتائے دیتے ہیں کہ بنی ربیعہ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے۔

حضین کا بنی ازد کو مشورہ:

حضین نے کہا کہ بھلا میں کاہے کو مفت میں یہ سودا اپنے سر لوں۔ مجھے اس معاملہ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ ان لوگوں نے پوچھا پھر بتائیے کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ حضین نے کہا کہ اگر اس عہد کو تم بنی تمیم کے کسی شخص کے سامنے پیش کرو تو بس تمہیں کامیابی ہو جائے گی۔ لوگوں نے کہا پھر آپ ہی فرمائیے کہ بنی تمیم کے کس شخص کو امیر بنایا جائے۔ حضین نے کہا کہ سوائے وکیع کے بھلا اور کون اس منصب کا اہل ہوسکتا ہے۔ اس پر بنی شیبان کے آزاد غلام حیان نے بھی کہا کہ سوائے اس اعرابی وکیع کے اور کوئی شخص ایسا نہیں جو اس اہم خدمت کے بوجھ اور ذمہ داری کو اپنے سر لے سکے' کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو جنگ کی تمام صعوبتوں کو جھیلے' اپنی جان تک سے دریغ نہ کرے' اور اگر کوئی اور شخص خراسان کا امیر مقرر ہو کر آئے اور پھر وہ اسے اس بغاوت کے الزام میں گرفتار نہ کرے تو اپنے آپ کو قتل ہونے کے لیے بھی پیش کر دے۔ وکیع ہی بڑا انڈر بہادر ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا کہ کیا کر رہا ہے۔ یا اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ جو اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے اسے پورا ہی کرتا ہے۔ علاوہ بریں اس کے طرفداروں کی کثیر تعداد ہے اور وہ خود قتیبہ سے اپنا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ کیونکہ بنی تمیم کی ریاست کا حق اصل میں وکیع تھا۔ مگر قتیبہ نے بجائے اس کے ضرار بن حصین بن زید بن الفوارس بن حصین بن ضرار الضبی کو رئیس مقرر کر دیا۔

حیان سے قتیبہ کی کشیدگی:

اب لوگ چپکے چپکے ایک دوسرے کے پاس صلح و مشورہ کے لیے جانے لگے۔ قتیبہ سے کسی نے کہا کہ اصل میں حیان ہی فساد کی جڑ ہے یہی لوگوں کو بہکا رہا ہے۔ قتیبہ نے چاہا کہ حیان کو بلا کر دھوکہ سے قتل کر دے مگر چونکہ حیان ہی فساد کے تمام خدمت گاروں اور پیش دستوں کو بہت کچھ انعام و اکرام دیتا رہتا تھا اس لیے وہاں کی تمام باتیں یہ لوگ حیان سے بیان کر دیتے تھے۔

چنانچہ قتیبہ نے ایک شخص کو بلا کر حیان کے قتل کا حکم دیا۔ جس خادم نے اس حکم کو سنا فوراً حیان سے آ کر بیان کر دیا۔ قتیبہ نے حیان کو اپنے پاس بلایا مگر حیان نے بیماری کا بہانہ کر دیا اور نہ گیا۔

وکیع کی بیعت:

اب تمام لوگوں نے وکیع سے آ کر کہا کہ ہماری سیادت و قیادت کیجیے۔ وکیع نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اس وقت خراسان میں اہل بصرہ اور اہل العالیہ کے نو ہزار جنگجو تھے۔ سات ہزار بنی بکر تھے۔ اور حضین بن المنذر ان کا سردار تھا دس ہزار بنی تمیم تھے اور ضرار بن حصین الضبی ان کا سردار تھا۔ دس ہزار بنی ازد تھے اور عبداللہ بن حوذان ان کا سردار تھا۔ سات ہزار موالی حیان کی زیر قیادت تھے۔ حیان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ دیلم تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ خراسان کے باشندے تھے اور نبطی اس لیے کہے

جاتے تھے کہ ان کی زبان میں لکنت تھی۔

حیان کا وکیع سے معاہدہ:

حیان نے وکیع کو کہلا بھیجا کہ اگر آپ یہ وعدہ کریں کہ دریائے بلخ کے کنارہ کے علاقہ کا خراج جب تک میں زندہ ہوں اور آپ والی ہیں مجھے دے دیا کریں گے تو میں آپ کے مقابلہ سے باز رہوں گا اور آپ کی امداد کروں گا۔ وکیع نے اس درخواست کو منظور کرلیا۔ حیان نے موالیوں سے کہا کہ اب یہ جنگ مذہبی جنگ نہیں ہے۔ بلکہ آپس کے جھگڑے ہیں۔ ان میں تم لوگ کسی کا ساتھ نہ دو اور انہیں آپس میں بھگتنے دو۔ موالیوں نے بھی اس تجویز کو قبول کرلیا اور خفیہ طور پر وکیع کی بیعت بھی کر لی۔ ضرار بن حصین نے قتیبہ سے آ کر بیان کیا کہ اس طرح تمام لوگ جا جا کر وکیع کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ چنانچہ وکیع عبداللہ بن مسلم الفقیر کے مکان میں آیا کرتا تھا اور وہ شراب پیتا تھا۔ اس لیے عبداللہ نے اس بیان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ضرار نے وکیع کے متعلق جو بات بیان کی ہے یہ بربنائے حسد ہے۔ وکیع تو میرے گھر میں بیٹھا ہوا شراب کے نشہ میں مست معمولی لباس پہنے پڑا ہوا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ وکیع نے بھی قتیبہ سے آ کر کہا کہ تم ضرار سے ہوشیار رہو کیونکہ مجھے اس کی جانب سے آپ کے لیے خطرہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر قتیبہ نے ضرار بن سنان الضبی کو چپکے سے خبر لانے کے لیے وکیع کے پاس بھیجا۔ ضرار نے اصل حقیقت دریافت کرنے کے لیے وکیع کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اب قتیبہ کو بھی حقیقت کا علم ہوا تو اس نے ضرار سے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا تھا۔ ضرار نے کہا کہ مجھے چونکہ اچھی طرح معلوم تھا اسی وجہ سے میں نے آپ سے بیان کیا تھا۔ مگر اس وقت آپ نے میرے بیان کو محض حسد پر محمول کیا۔ حالانکہ میں نے اپنا فرض ادا کیا تھا۔ قتیبہ نے کہا کہ ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔

وکیع کی طلبی:

قتیبہ نے وکیع کو بلا بھیجا۔ قاصد نے آ کر دیکھا کہ وکیع نے اپنے پاؤں پر سیندھور مل رکھا ہے اور اس کی پنڈلی پر خرمہروں کے گنڈے بندھے ہوئے ہیں اور بنی زہران کے دو شخص کچھ عمل پڑھ کر پھونکتے جاتے ہیں۔ قاصد نے آ کر کہا کہ آپ کو امیر یاد فرماتے ہیں۔ وکیع نے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میرے پاؤں کی کیا حالت ہے چلنے سے معذور ہوں۔ قاصد واپس قتیبہ کے پاس آیا' قتیبہ نے اسے پھر بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تم چارپائی پر لیٹ کر آ ؤ۔ وکیع نے اس پر بھی اپنی مجبوریوں کا اظہار کیا اب قتیبہ نے شریک بن صامت الباہلی (متعلقہ بنی وائل) کو جو اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا۔ اور بنی غنی کے ایک شخص کو حکم دیا کہ تم دونوں جا کر وکیع کو میرے پاس لے آ ؤ۔ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اس کی گردن مار دینا۔ نیز قتیبہ نے اس کے ساتھ رسالہ کا ایک دستہ بھی بھیج دیا (یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خراسان میں قتیبہ کے محافظ دستہ کا سردار ورقاء بن نصر الباہلی تھا)۔

وکیع کی گرفتاری کا حکم:

ثمامہ بن ناجذ العدوی کہتا ہے کہ قتیبہ نے درباریوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص وکیع کو میرے پاس لاسکتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں لے آ ؤں گا قتیبہ نے کہا اچھا جاؤ اور لے آ ؤ۔ میں وکیع کے پاس آیا۔ وکیع کو میرے آنے سے پہلے ہی اس تمام گفتگو کی خبر مل چکی تھی۔ مجھے دیکھ کر وکیع نے مجھ سے کہا ثمامہ تم لوگوں میں اعلان کر دو۔ میں نے اعلان کر دیا' تو سب سے پہلے ہریم بن ابی طہمہ آ ٹھ

سواروں کو لے کر وکیع کے پاس آ پہنچا۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب قتیبہ نے وکیع کو بلایا تو ہریم نے کہا کہ میں اسے لے آتا ہوں۔ قتیبہ نے کہا اچھا جاؤ اور لے آؤ۔ ہریم اپنی سواری کے گھوڑے پر بیٹھ کر روانہ ہوا کہ مبادا قتیبہ پھر اسے واپس بلا لے اور جب وکیع کے پاس پہنچا تو اس وقت وکیع مقابلہ کے لیے برآمد ہو چکا تھا۔

کلیب بن خلف کا بیان:

کلیب بن خلف کہتا ہے کہ قتیبہ نے شعبہ بن ظہیر متعلقہ بن ضحر بن نہشل کو وکیع کے پاس بھیجا۔ وکیع نے شعبہ سے کہا ذرا دم لو۔ تھوڑی دیر میں مختلف دستے ایک دوسرے سے دست و گریباں ہونے والے ہیں۔ پھر چھری منگوا کر اپنی پنڈلی کے گنڈے کاٹ ڈالے اور مسلح ہو گیا اور اکیلا ہی مکان سے باہر نکل آیا۔ بعض عورتوں نے دیکھ کر کہا کہ ابو مطرف تنہا میدان جنگ میں جا رہے ہو۔ اس اثناء میں ہریم بن ابی طہمۃ آٹھ سواروں کے ساتھ آ پہنچا۔ ان آٹھ شخصوں میں عمیرہ بن البرید بن ربیعۃ الجعفی بھی تھا۔

جب وکیع باہر نکلا تو ایک شخص سے اس کی ملاقات ہوئی۔ وکیع نے اس کا قبیلہ دریافت کیا۔ اس نے کہا بنی اسد۔ پھر نام پوچھا۔ اس نے کہا صرغامۃ۔ پھر اس کے باپ کا نام پوچھا۔ اس نے کہا لیث وکیع نے کہا اچھا یہ جھنڈا تمہارے سپرد ہے۔

مگر مفضل بن محمد الضبی بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے اپنا جھنڈا عقبہ بن شہاب المازنی کے حوالے کیا تھا۔

وکیع کی جنگ کی تیاری:

غرض کہ مکان سے نکلنے کے بعد وکیع نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ میرا تمام سامان و اسباب میرے چچیرے بھائیوں کے پاس لے جاؤ غلاموں نے عرض کی کہ ہمیں ان کی قیام گاہ معلوم نہیں کہاں لے جائیں؟ وکیع نے کہا کہ دو ایسے نیزوں کو دیکھ لو جو آپس میں ملے ہوئے ہوں اور ایک دوسرے کے اوپر ہوں اور ان دونوں کے اوپر خرچی رکھی ہوئی ہے۔ وہی میرے بنی عم ہیں۔ اس وقت لشکر گاہ میں پانچ سو غلام تھے۔ وکیع نے عام طور پر اعلان کر دیا کہ میری حمایت کے لیے آؤ۔ چنانچہ اب ہر سمت سے لوگوں کے غول کے غول آنے شروع ہوئے۔ دوسری جانب قتیبہ کے پاس بھی اس کے تمام خاندان والے خاص مصاحب اور معتمد علیہ لوگ جن میں ایاس بن بیہس بن عمرو قتیبہ کے چچا کا لڑکا' عبداللہ بن والان العدوی اور بنی وائل کے خاندان کے کچھ لوگ تھے۔ جمع ہوئے۔ حیان بن ایاس العدوی بھی دس آدمیوں کے ساتھ جس میں عبدالعزیز بن الحارث بھی تھا۔ قتیبہ کے پاس آیا۔ میسرہ الجدلی بھی جو ایک بڑا بہادر شخص تھا قتیبہ کے پاس آیا اور کہا اگر حکم ہو تو وکیع کا سر لے آؤں۔

بنی عامر کی قتیبہ سے علیحدگی:

مگر قتیبہ نے اسے اپنی ہی جگہ ٹھہرنے کا حکم دیا اور ایک دوسرے شخص کو حکم دیا کہ تمام لوگوں میں جا کر پکارو کہ بنی عامر کہاں ہیں؟ اس شخص نے بنی عامر پر ظلم و زیادتی کی تھی اس پر محفن بن جزء الکلابی نے کہا کہ بنی عامر وہاں ہیں جہاں تم نے اس شخص کے حکم کی تعمیل کی۔ چونکہ قتیبہ نے بنی عامر پر ظلم زیادتی کی تھی اس پر محفن بن جزء الکلابی نے کہا کہ بنی عامر وہاں ہیں جہاں تم نے انھیں رکھا ہے۔ کہا کہ اب رشتہ قرابت کا ذکر کرتے ہو اسے تو تم نے پہلے ہی قطع کر دیا تھا۔ قتیبہ نے پھر نقیب سے کہا کہ کہہ دو کہ میں اب تمہارے ساتھ بہت عمدہ سلوک کروں گا۔ اس پر محفن یا کسی اور شخص نے بہانگ دہل کہا کہ اگر اب ہم تمہاری دعوت کو قبول کریں تو خدا کبھی ہماری خطا کو معاف نہ کرے۔

قتیبہ کا گھوڑا:

قتیبہ کو اب اس جانب سے مایوسی ہوگئی۔ اس نے اپنی ماں کا بھیجا ہوا عمامہ منگوایا۔ اس عمامہ کو وہ نہایت ہی نازک موقعوں پر باندھا کرتا تھا۔ اور سواری کا سدھا ہوا گھوڑا منگوایا جو ایسے موقعوں پر خود اڑ کر قتیبہ کے پاس چلا جاتا تھا۔ مگر اس موقع پر جب سواری کے لیے اسے قتیبہ کے پاس لایا گیا تو اس نے ایسی کلیل اور اچھل کود شروع کر دی کہ قتیبہ اس پر سوار ہونے سے عاجز آ گیا اور مجبوراً تخت پر واپس آ کر بیٹھ گیا اور حکم دیا کہ گھوڑے کو چھوڑ دو کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر سوار ہونا اس وقت مقدر ہی میں نہیں ہے۔

حیان النبطی کی قتیبہ سے علیحدگی:

حیان النبطی عجمیوں کا دستہ لے کر قتیبہ کے پاس آ گیا۔ قتیبہ اس پر غصہ ہو رہا تھا۔ عبداللہ بن مسلم حیان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور حیان سے کہا کہ تم دشمن کی ان دونوں پہلوؤں کی فوجوں پر حملہ کرو۔ حیان نے کہا ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ یہ سن کر عبداللہ برہم ہوگیا اور اپنی کمان مانگی۔ حیان کہنے لگا کہ یہ دن کمان کے استعمال کا نہیں ہے۔

وکیع نے حیان سے کہلا بھیجا کہ جو آپ نے وعدہ کیا تھا اس کا ایفاء کیجیے' حیان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب تم مجھے اپنی ٹوپی کا رخ بدلتے ہوئے دیکھو اور میں وکیع کے لشکر کی طرف جانے لگوں تو تم تمام عجمیوں کو لے کر میری طرف چلے آنا۔ اب حیان کا بیٹا وہیں عجمیوں کے پاس ٹھہرا رہا۔ جب حیان نے اپنی ٹوپی کا رخ بدلا۔ تمام عجمی وکیع کے لشکر کی طرف دوڑ پڑے اور انھیں دیکھ کر وکیع کے طرفداروں نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا۔

صالح بن مسلم پر حملہ:

قتیبہ نے اپنے بھائی صالح کو سمجھانے بجھانے کے لیے لوگوں کے پاس بھیجا۔ بنی ضبہ کے ایک شخص نے جس کا نام سلیمان الزنجیرج (خرنوب کے درخت کو کہتے ہیں) لیا جاتا ہے اس کے تیر مارا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قبیلہ بلعم کے کسی شخص نے تیر مارا تھا۔ غرض کہ تیر صالح کے سر لگا۔ لوگ صالح کو اٹھا کر لائے۔ سر ایک جانب کو جھکا ہوا تھا۔ صالح کو قتیبہ کی خواب گاہ میں لٹا دیا۔ قتیبہ تھوڑی دیر اس کے پاس آ کر بیٹھا اور پھر اپنے تخت پر آ کر بیٹھ گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ بنی ضبہ کے ایک شخص نے صالح کے تیر مارا جس سے وہ بیہوش ہو کر گر پڑا مگر پھر زیاد بن عبدالرحمٰن الازدی متعلقہ بنی شریک بن مالک نے اس کے نیزہ مارا۔ غنوی نے وکیع کی فوج پر حملہ کیا اور جہم بن زحر بن قیس کے دھوکے میں ایک سپاہی کو نیزہ کے وار سے ہلاک کیا اور اس پر فخر یہ شعر پڑھا۔ مگر اصل میں یہ سپاہی ایک کافر تھا۔

قتیبہ اور وکیع کی جنگ:

اب دونوں فریق ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن مسلم ان کے مقابلے پر بڑھا۔ بعض بازاری لوگوں نے تیروں سے اسے ہلاک کر ڈالا نیز ان لوگوں نے اس مقام کو جلا ڈالا جہاں قتیبہ کے اونٹ اور دوسرے جانور رہتے تھے اور اب قتیبہ کے پاس جا پہنچے۔ ایک باہلی اُس کی مدافعت کرتا رہا مگر قتیبہ نے اُس سے کہا کہ تو بھاگ کر اپنی جان بچالے' اُس نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو آپ کے احسانات کی ناشکری ہوگی۔

وکیع کی پیش قدمی:

قتیبہ نے پھر سواری منگوائی' وہی پہلا گھوڑا منگوایا گیا مگر اس وقت بھی اس نے کسی طرح قتیبہ کو سوار ہونے نہیں دیا۔ قتیبہ نے کہا اس میں کوئی خاص راز ہے اور پھر آ کر اپنے تخت پر بیٹھ گیا۔ لوگ بڑھتے بڑھتے اُس کے خیمے تک جا پہنچے۔ ان لوگوں کے پہنچتے ہی ایاس بن بیحس اور عبداللہ بن والان قتیبہ کو چھوڑ کر خیمہ سے نکل آئے۔ عبدالعزیز بن الحارث اپنے بیٹے عمر کو تلاش کرنے کے لیے نکل آیا۔ بنی طے کے ایک شخص سے اس کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ مگر اس نے اسے بھگا دیا اور اپنے بیٹے کو ڈھونڈ کر اپنے پیچھے بٹھالیا۔

ہیثم بن المنخل کی مخالفت:

قتیبہ کو جب معلوم ہوا کہ ہیثم بن المنخل بھی میرے خلاف دشمن کی امداد کرتا ہے تو یہ شعر پڑھا:

اعلمہ الرمایۃ کل یوم فلما اشتد ساعدہ' رمانی

ترجمہ: ''میں روزانہ اسے تیراندازی سکھاتا رہا جب اس کا بازو خوب مضبوط ہوگیا تو اس نے میرے ہی تیر مارا''۔

قتیبہ اور اس کے عزیزوں کا قتل:

قتیبہ کے ساتھ اس کے بھائی عبدالرحمٰن' صالح' حصین اور عبدالکریم مسلم کے بیٹے' قتیبہ کا بیٹا کثیر اور اس کے خاندان کے اکثر لوگ مارے گئے' البتہ اس کا بیٹا ضرار بچ گیا۔ اور اصل میں ان کے ماموں نے اسے بچالیا (اس کی ماں کا نام غرا تھا جو ضرار بن القعقاع بن معبد بن زرارہ کی لڑکی تھی) بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عبدالکریم بن مسلم قزوین میں مارا گیا۔

ابو مالک کہتا ہے کہ لوگوں نے قتیبہ کو ۹۶ ہجری میں قتل کیا اور خاندان مسلم کے گیارہ آدمی مارے گئے' ان میں سات تو مسلم کے بیٹے اور چار پوتے تھے۔ وکیع نے ان سب کو سولی پر لٹکا دیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ قتیبہ' عبدالرحمٰن' عبداللہ الفقیر' عبیداللہ' صالح' بشار' اور محمد تو مسلم کے بیٹے تھے باقی کثیر بن قتیبہ اور مغلس بن عبدالرحمٰن مسلم کے پوتے تھے۔ اس طرح مسلم کی صلبی اولاد میں سے سوائے عمرو کے جو جوزجان کا عامل تھا یا ضرار کے جس کی ماں غرا ضرار بن القعقاع بن معبد بن زرارہ کی لڑکی تھی اور کوئی نہیں بچا۔ ضرار کے ماموں نے آ کر اسے بچالیا۔ مسلم بن عمرو کے بھتیجے ایاس بن عمرو کی ہنسلی پر تلوار کا وار لگا مگر یہ بچ گیا۔

سعد کا قتل:

جب لوگوں نے قتیبہ کے خیمہ کو گھیر لیا تو اس کی طنابیں کاٹ ڈالیں۔ جہم بن زحر نے سعد سے کہا کہ گھوڑے پر سے اتر پڑو۔ سعد پہلے ہی زخموں سے چور تھا۔ اترتے ہی اس کا سر کاٹ لیا گیا۔ سعد نے جہم سے کہا تھا کہ اگر میں اتر پڑوں گا تو مجھے خوف ہے کہ گھوڑے مجھے روند ڈالیں گے۔ مگر جہم نے کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے میں جو تمہارے ساتھ ہوں۔ چنانچہ اسی بناء پر سعد گھوڑے سے اتر پڑا۔ خیمہ کے بیچ کا حصہ پھاڑ ڈالا گیا اور پھر سعد کے سر کو لوگوں نے کاٹ ڈالا۔

جہم بن زحر الجعفی کا انجام:

اس واقعہ کے بہت زمانہ بعد مسلمہ نے یزید بن المہلب کو قتل کر ڈالا اور ان کی جگہ سعید نے خذینہ بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص کو عامل مقرر کیا تو خزینہ نے یزید کے مقرر کیے ہوئے تمام عاملوں کو قتل کر دیا۔ ان میں جہم بن زحر الجعفی بھی تھا۔ خزینہ نے ایک باہلی جہم کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے کے لیے متعین کیا تھا جب اس باہلی سے کسی نے کہہ دیا کہ اس نے قتیبہ کو قتل کیا

تھا اس نے سخت تکلیفیں دے کر جہم کو مار ڈالا سعید نے اس کی اس حرکت پر اسے برا بھلا بھی کہا مگر اس باہلی نے جواب دیا کہ جناب والا ہی نے تو مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں اس پر طرح طرح کی سختیاں کر کے کسی طرح روپیہ حاصل کروں۔ میں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اس میں اسے موت آ گئی۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔

قتیبہ کی خوارزمی لونڈی:

قتیبہ جس وقت مارا گیا تو اس کی ایک خوارزمی لونڈی اسے بچانے کے لیے اس پر گر پڑی۔ جب قتیبہ کا کام تمام کر دیا گیا تو یہ بھی نکل کھڑی ہوئی۔ بعد میں اسے یزید بن المہلب نے اپنے حرم میں داخل کر لیا اور اس کے بطن سے خلیدہ پیدا ہوئی۔

وکیع کا خطبہ:

قتیبہ کے قتل کے بعد عمارۃ بن جنیۃ الریاحی منبر پر خطبہ کے لیے چڑھا اور دیر تک بکواس کرتا رہا۔ وکیع نے تنگ آ کر کہا کہ اپنی ہرزہ سرائی کو چھوڑ دو۔ اور پھر وکیع نے تقریر کی اور کہا کہ میری اور قتیبہ کی مثال اس مصرع کے مضمون کے مشابہ ہے:

من ینك العیر ینك نیاکاً

''جو شخص جنگلی گدھے کو ایڑ مارے گا وہ ایسے شخص کو چھیڑے گا جو بڑا ہی سخت دولتیاں جھاڑنے والا ہے''۔

قتیبہ نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ میں بڑا ہی تلوار یا اور جلا دھوں میں ابو مطرف ہوں۔

جس وقت قتیبہ مارا گیا ہے اس روز وکیع فخر یہ شعر پڑھتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ ''خدا کی قسم میں اسے ضرورت قتل کروں گا۔ ضرور قتل کروں گا۔ اسے سولی پر لٹکاؤں گا' میں خون پیوں گا۔ اس تمہارے حرامزادے رئیس نے تمام چیزوں کے نرخ گراں کر دیئے۔ ان شاء اللہ کل ایک قفیز[1] غلہ چار درہم میں ملے گا ورنہ جو اس نرخ پر نہ بیچے گا میں اسے پھانسی دے دوں گا۔ آپ سب لوگ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجئے''۔ یہ کہہ کر وکیع منبر سے اتر آیا۔

قتیبہ کے سر کی طلبی:

وکیع نے قتیبہ کے سر اور اس کی مہر تلاش کرائی۔ معلوم ہوا کہ بنی ازد لے گئے ہیں۔ وہ یہ سن کر اپنے قیام گاہ سے باہر آ گیا اور کہنے لگا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب تک میرے پاس قتیبہ کا سر نہیں آ جائے گا میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا یا میرا سر بھی اس کے سر کے ساتھ ہی جائے گا۔

اور پھر اپنے گھوڑے نے حسب کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اس گھوڑے کے لیے بھی تو ایسے شہسوار کی ضرورت ہے جو اپنی سواری سے اس کی کمر توڑ دیں مگر اتنے ہی میں حصین نے آ کر اس سے کہا کہ آپ ذرا دم لیں قتیبہ کا سر بھی آپ کی خدمت میں آیا جاتا ہے اور وکیع خاموش ہو رہا۔ حصین نے بنی ازد سے آ کر کہا کہ کیا تم لوگ احمق ہو گئے ہو کہ پہلے تو تم نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہم سب نے اسی کو سردار بنایا اور اسی وجہ سے اس نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال دی اور پھر بھی تم نے قتیبہ کے سر پر قبضہ کر لیا۔ اس سر پر لعنت ہے' اسے نکال دو۔

مقتولین کے سروں کی روانگی:

چنانچہ سر وکیع کے سامنے لایا گیا۔ حصین نے اس سے کہا کہ اس شخص نے اس سر کو تن سے جدا کیا تھا۔ آپ اسے کچھ انعام دیجیے۔ وکیع نے کہا اچھا اور پھر تین ہزار درہم اسے دلا دیئے اور سلیط بن عبدالکریم الحنفی اور دوسرے قبائل کے کچھ آدمیوں کے ساتھ

---

[1] ایک پیمانہ ہے۔

اس سر کو دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔ مگر اس جماعت کے سردار سلیط ہی تھے اور بنی تمیم کا کوئی شخص اس میں نہ تھا۔ انیف بن حسان متعلقہ بنی عدی بھی قتیبہ کے سر کو لے جانے والی جماعت میں شریک تھا۔ وکیع نے حیان النبطی سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا۔ جب قتیبہ اور اس کے خاندان کے دوسرے لوگوں کے سر سلیمان کے سامنے لائے گئے تو سلیمان نے ہذیل بن زفر سے پوچھا کہ کیا اس منظر کو دیکھ کر تمہیں کچھ رنج ہوا؟ ہذیل نے کہا کہ اگر مجھے رنج ہوتا تو اور بہت سے لوگوں کو بھی ہوتا۔ پھر خریم بن عمرو اور قعقاع بن خلید نے سلیمان سے درخواست کی کہ آپ ان سروں کو دفن کر دینے کی اجازت دے دیجیے۔ سلیمان نے کہا کہ ہاں منظور ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

قتیبہ کا مرتبہ:

قتیبہ کی موت پر خراسان کے ایک عجمی باشندہ نے کہا کہ اے ابو! تم نے قتیبہ کو قتل کر ڈالا۔ اگر قتیبہ ہم میں سے ہوتا اور مر جاتا تو ہم اس کی لاش کو ایک تابوت میں رکھتے اور ہر جنگ میں اسے فتح کی برکت کے لیے ساتھ لے جاتے۔ خراسان کا جس قدر عمدہ انتظام قتیبہ نے کیا تھا ایسا کوئی نہ کر سکا۔ ہاں البتہ اس سے یہی سرزد ہوئی کہ اس نے اپنے دشمنوں سے بدعہدی کی مگر اس میں بھی وہ مجبور تھا کیونکہ حجاج نے اسے حکم دیا تھا کہ تم کفار کو دھوکا دے کر اپنے قابو میں کر لو اور پھر قتل کر ڈالو۔

اصبہذ نے ایک عرب سے کہا کہ تم نے قتیبہ اور یزید اپنے دو بڑے سرداروں کو قتل کر دیا۔ عرب نے اس سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک ان میں زیادہ کون عظیم القدر اور آپ کے دلوں میں کس کی ہیبت زیادہ تھی۔ اصبہذ نے کہا کہ اگر قتیبہ دنیا کے انتہائی گوشہ میں زنجیروں مین جکڑا ہوا مقید ہوتا اور یزید ہمارے ہی علاقہ میں ہمارا حاکم ہوتا تب بھی یزید سے قتیبہ کا رعب اور اس کی ہیبت ہمارے دلوں میں زیاہ ہوتی جس روز قتیبہ مارا گیا ہے اسی روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے اس سے کہا کہ آج عربوں کا بادشاہ مارا جائے گا۔ اور عجمی واقعی قتیبہ ہی کو عربوں کا بادشاہ سمجھتے تھے۔ قتیبہ نے اس کی بات کا برا نہ مانا اور اسے بیٹھ جانے کے لیے کہا۔

ابن عبید الہجری کا قتل:

جنگ کے بعد وکیع نے حکم عام دے دیا تھا کہ کوئی شخص کسی مقتول کے کپڑے یا لباس کو نہ اتارے' مگر ابن عبید الہجری نے ابی الہجر الباہلی کے جو مقتول پڑا ہوا تھا' لباس اور اسلحہ اتار لیے۔ وکیع کو جب اس کی خبر ہوئی اس نے ابن عبید کو قتل کرا دیا۔

ابن عبید الہجری کے قتل کی وجہ:

مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ ایک روز وکیع سواری کرنے کے لیے جا رہا تھا کہ کچھ لوگ ابن عبید الہجری کو حالت نشہ میں وکیع کے سامنے لائے۔ وکیع نے اسے قتل کرا دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا بھی کہ شراب پینے کی سزا حد ہے۔ قتل نہیں' مگر وکیع نے کہا کہ میں کوڑوں کا کام تلوار سے لینا چاہتا ہوں۔

ہرکارہ کی تیز رفتاری:

بہت سے غسانیوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ ہم درۂ عقاب میں تھے کہ ہمیں ایک شخص ملا جو خبر لے جانے والا ہرکارہ معلوم ہوتا تھا۔ اس کے پاس ایک ڈنڈا تھا اور ایک توشہ دان تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے کہا خراسان سے۔ ہم نے کہا کہ کیا وہاں کی کوئی خبر بیان کر سکتے ہو۔ اس نے کہا ہاں قتیبہ بن مسلم قتل کر دیا گیا ہے۔ ہمیں اس کے بیان پر

سخت تعجب ہوا۔ (کیونکہ جہاں یہ قاصد انہیں ملا تھا وہاں سے خراسان کا فاصلہ کم از کم ڈیڑھ ہزار میل ہے)

جب اس نے دیکھا کہ ہم اس کی خبر کو تسلیم کرنے میں پس و پیش کر رہے ہیں تو کہنے لگا اجی جناب آج رات تو میں افریقہ (قیروان) پہنچ جاؤں گا وہ تو یہ کہتا ہوا چلتا ہوا۔ ہم نے اس کا تعاقب کیا کہ ذرا اس کے بیان کی تصدیق تو کر لیں۔ حالانکہ وہ تو پیدل تھا اور ہم لوگ گھوڑوں پر سوار تھے مگر اس کی سرعت رفتار کا یہ عالم تھا کہ پرواز نظر تک اس کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی۔

امارت مکہ پر طلحہ بن داؤد کا تقرر:

اس سال سلیمان نے خالد بن عبداللہ القسری کو مکہ کی صوبہ داری سے موقوف کر کے اس کی جگہ طلحہ بن داؤد الحضرمی کو مقرر کیا۔

قلعہ عوف کی فتح:

مسلمۃ بن عبدالملک نے موسم گرما میں رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا اور قلعہ عوف فتح کیا۔ اسی سنہ میں قرۃ بن شریک العبسی گورنر مصر نے بعض ارباب سیر کے مطابق ماہ صفر میں انتقال کیا۔ دوسرے ارباب سیر کا یہ بیان ہے کہ قرہ نے ولید کی زندگی ہی میں ۹۵ ہجری میں انتقال کیا اور اسی ۹۵ ھ میں حجاج نے بھی انتقال کیا۔

امیر حج ابوبکر بن محمد بن عمرو اور عمال:

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری اس سال امیر حج تھے اور اس سنہ میں یہ ہی مدینہ کے گورنر بھی تھے۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے عامل تھے۔ یزید بن المہلب عراق کے فوجی گورنر اور پیش امام تھے۔ صالح بن عبدالرحمٰن امیر مال و خزانہ تھے اور یزید کی جانب سے سفیان بن عبداللہ الکندی بصرے کے عامل تھے عبدالرحمٰن بن اذینہ بصرہ کے اور ابوبکر بن ابی موسیٰ کوفے کے قاضی تھے۔ وکیع بن ابی سود خراسان کا فوجی گورنر تھا۔

۹۷ ھ کے واقعات

قلعہ مراءۃ کی فتح:

اسی سنہ میں سلیمان نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے کے لیے فوج آراستہ کی۔ اپنے بیٹے داؤد بن سلیمان کو موسم گرما کی مہم پر افسر مقرر کر کے رومیوں کے مقابلہ پر بھیجا۔ داؤد نے قلعہ مرأۃ فتح کیا۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سنہ میں مسلمۃ بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کر کے اس قلعہ کو فتح کیا جسے کہ وضاحی گروہ کے امیر وضاح نے فتح کیا تھا۔

رومیوں سے بحری جنگ:

عمر بن ہبیرہ الفزاری نے رومیوں کے علاقہ کے سمندر میں بحری جنگ کی اور سمندر ہی میں موسم سرما بسر کیا۔ اسی سنہ میں عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر اندلس میں مارا گیا اور حبیب بن عبید الفہری اس کے سر کو سلیمان کے پاس لایا۔ اور اسی سال سلیمان نے یزید بن المہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ یزید کے گورنر خراسان ہونے کے اسباب اور اس کے عہد صوبہ داری کے واقعات کا تذکرہ حسب ذیل ہے:

امارت عراق پر یزید بن المہلب کا تقرر:

جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اس نے یزید کو عراق کا فوجی اور مالی اور ملکی گورنر جنرل اور پیش امام مقرر کیا۔ مگر اپنے تقرر کے وقت یزید نے اپنے دل میں سوچا کہ عراق کی حالت کو حجاج نے خراب کر دیا ہے اور ایک عام بے اطمینانی باشندوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہے۔ اب سب کی نظریں مجھ پر لگی ہوئی ہیں۔ اگر عراق جا کر خراج وغیرہ کے معاملہ میں نے بھی ان پر سختیاں کیں جو حجاج نے کی تھیں تو میں بھی حجاج کی طرح ان کی نظروں میں سخت گیر اور جابر ٹھہروں گا۔ مجھے بھی ان کے خلاف فوجی کارروائیاں کرنا پڑیں گی اور ان سے جیل خانے بھرنے پڑیں گے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی نجات دی ہے' اور اگر میں نے سلیمان کو عراق سے اس قدر زرِ خراج نہ بھیجا جو کہ حجاج بھیجتا رہا ہے تو سلیمان مجھ سے ناراض ہو جائے گا اور قبول نہیں کرے گا انہیں باتوں کو سوچ کر یزید سلیمان کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک ایسے شخص کا نام آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو مالی معاملات کے ماہر ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ انہیں عراق کا امیر مال و خزانہ مقرر کر دیجیے اور پھر انہیں سے آپ روپیہ لیتے رہیے ان کا نام صالح بن عبدالرحمٰن ہے جو بنی تمیم کے آزاد غلام ہیں۔

سلیمان نے یزید کی رائے کو منظور کر لیا۔ اور اب یزید عراق روانہ ہوا۔ مگر یزید کے عراق آنے سے پہلے ہی صالح عراق پہنچ گیا اور شہر واسط میں آ کر ٹھہر گیا۔

امیر مال صالح بن عبدالرحمٰن:

جب یزید عراق آیا تو لوگ اس کے استقبال کے لیے شہر سے باہر چلے۔ صالح کو بھی اس کے آنے کی خبر کی گئی۔ اور لوگ تو آگے بڑھ بڑھ کر اس کا استقبال کرتے رہے مگر صالح صرف اس وقت یزید کے استقبال کو گیا جب کہ وہ شہر کے بالکل قریب آ گیا۔ صالح ایک معمولی قسم کا چغہ پہنے ہاتھ میں زرد رنگ کا ایک چھوٹا سا فولادی عصا لیے استقبال کو گیا اس کے ساتھ چار سو سپاہی بھی تھے۔

صالح اور یزید بن مہلب کی ملاقات:

صالح نے یزید سے ملاقات کی اور پھر اس کے ساتھ ساتھ شہر میں آیا۔ ایک مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں نے یہ مکان خالی کر دیا ہے آپ اس میں فروکش ہو جائیں۔ چنانچہ یزید اسی مکان میں ٹھہر گیا اور صالح ایک دوسرے مکان میں جا کر فروکش ہوا۔

یزید بن مہلب کی فضول خرچی:

رقمی معاملات میں صالح نے یزید کو تنگ کر دیا۔ کوئی چیز اسے نہ دیتا تھا۔ یزید نے لوگوں کو کھانا کھلانے کے لیے ہزار خوان خریدے تو صالح نے اس پر قبضہ کر لیا' اس پر یزید نے اس سے کہا کہ اس کی قیمت آپ میرے حساب میں لکھ دیجیے میں ادا کر دوں گا۔ اسی طرح یزید نے اور بہت سی ضروریات کی چیزیں خریدیں اور تاجروں کو ان کی قیمتوں کے چک صالح کے نام لکھ کر دے دیے مگر صالح نے کسی چک کو منظور نہیں کیا۔ تاجر پھر واپس آئے اس پر یزید برہم ہوا اور کہنے لگا کہ از ماست کہ بر ماست۔

صالح بن عبدالرحمٰن کا یزید کو مشورہ:

تھوڑی ہی دیر کے بعد صالح بھی یزید کے پاس آیا۔ یزید نے خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کیا۔ صالح بیٹھ گیا اور یزید سے

کہنے لگا کہ تمام خراج کی رقم بھی ان ہنڈیوں کی ادائی کے لیے کافی نہیں ہوسکتی۔ جب سے آپ تشریف لائے ہیں میں ایک لاکھ درہم کے چیک بے باق کر چکا ہوں' آپ کی تمام تنخواہ اور الاؤنس وغیرہ بھی پیشگی دے چکا ہوں۔ فوج اخراجات کے لیے آپ نے روپیہ طلب کیا وہ بھی میں نے دے دیا مگر اب یہ مزید اخراجات برداشت نہیں کیے جا سکتے۔ اور نہ امیر المومنین اسے پسند فرمائیں گے بلکہ آپ ہی کو ان تمام اخراجات کا ذمہ دار ہونا پڑے گا۔

یزید نے اس سے کہا مہربانی فرما کر اس مرتبہ تو آپ ان چکوں کو ادا کر دیجیے اور اس سے ہنسی مذاق کیا۔ پھر صالح نے کہا کہ بہتر ہے میں ان مطالبات کو ادا کیے دیتا ہوں مگر اب آئندہ خزانہ عامرہ پر زیادہ بار نہ ڈالیے گا۔ یزید نے کہا بہتر ہے اب نہیں ڈالوں گا۔

امارت خراسان کے متعلق عبدالملک بن مہلب سے گفتگو:

سلیمان نے یزید کو صرف عراق کا گورنر مقرر کیا تھا۔ خراسان اس کے تحت میں نہیں دیا تھا۔ ایک مرتبہ سلیمان نے عبدالملک بن مہلب سے جو اس وقت شام میں مقیم تھا (یزید اس زمانہ میں عراق میں تھا) کہا کہ اگر میں تمہیں خراسان کا گورنر مقرر کر دوں تو کس طرح اپنے فرائض انجام دو گے۔ عبدالملک نے کہا کہ میں جناب والا کے حسب دلخواہ کام کروں گا۔ مگر صرف اتنا پوچھنے کے بعد سلیمان خاموش ہو رہا اور پھر کبھی اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

یزید بن مہلب کی عراق سے بیزاری:

عبدالملک بن مہلب نے جزیر بن یزید الجہضمی اور بعض اپنے دوسرے خاص دوستوں کو لکھا کہ اس طرح امیر المومنین نے خراسان کی صوبہ داری میرے سامنے پیش کی ہے۔ اس کی خبر یزید کو بھی پہنچ گئی۔ چونکہ وہ خود عراق سے دل برداشتہ ہو گیا تھا اور صالح نے بھی اس کا ناک میں دم کر دیا تھا کہ کسی چیز پر اس کی دسترس نہ تھی اس لیے اس نے عبداللہ بن الاہتم کو بلایا اور کہا کہ میں آپ سے ایک خاص کام لینا چاہتا ہوں آپ اسے میری خاطر سے پورا کر دیجیے۔

یزید بن مہلب اور ابن الاہتم:

عبداللہ بن الاہتم نے کہا کہ فرمایئے میں حاضر ہوں۔ یزید کہنے لگا کہ عراق میں میں جن مشکلات میں ہوں۔ آپ اس سے واقف ہیں کہ میری طبیعت یہاں سے بیزار ہے۔ خراسان میں اس وقت کوئی ایسا شخص نہیں جو وہاں کے انتظام کو عمدگی اور باقاعدگی سے چلا سکے۔ اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین نے خراسان کی صوبہ داری کا تذکرہ عبدالملک سے کیا ہے۔ اب کہیے' آپ کوئی کارگر تدبیر میرے لیے کر سکتے ہیں؟

عبداللہ کہنے لگے کہ کیوں نہیں' آپ مجھے امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دیجیے' مجھے توقع ہے کہ میں آپ کے لیے خراسان کی صوبہ داری کا فرمان لے کر آؤں گا۔ یزید نے کہا تو اچھا آپ اس بات کا کسی سے تذکرہ نہ کریں۔

یزید بن المہلب کا سلیمان کے نام خط:

یزید نے سلیمان کے نام دو خط لکھے ایک میں عراق کی حالت کا بیان ابن الاہتم کی تعریف اور عراق کی حالت سے ان کی باخبری کا تذکرہ تھا۔ یزید نے ابن الاہتم کو تیس ہزار درہم دیئے اور سرکاری ڈاک کے گھوڑے پر انہیں روانہ کیا۔ سات روز کی

مسافت طے کرنے کے بعد ابن الاہتم یزید کا خط لے کر سلیمان کے پاس پہنچے۔ دربار میں حاضر ہوئے۔ سلیمان اس وقت دن کا کھانا کھا رہا تھا۔ ابن الاہتم ایک طرف کو بیٹھ گئے۔ ان کے لیے بھی دو برشتہ مرغیاں لائی گئیں اور انہوں نے کھائیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر ابن الاہتم سلیمان کے سامنے گئے۔ سلیمان نے کہا کہ اس وقت آپ سے ملاقات کا اچھا موقع نہیں ہے آپ سے پھر سوتے میں بات چیت کروں گا۔ سہ پہر کے بعد سلیمان نے پھر ابن الاہتم کو بلایا اور ان سے کہا کہ یزید نے آپ کے متعلق مجھے ایک خط لکھا ہے۔ جس میں آپ کی عراق اور خراسان سے پوری واقفیت اور آگاہی کا تذکرہ ہے اور نیز آپ کی بہت تعریف وتوصیف کی ہے اب فرمایئے آپ وہاں کے حالات کیا جانتے ہیں؟

سلیمان بن عبدالملک کی ابن الاہتم سے گفتگو:

ابن الاہتم کہنے لگے کہ واقعی میں وہاں کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں کیونکہ وہیں پیدا ہوا وہیں نشو ونما پائی' اس لیے میں خراسان کے متعلق پوری معلومات رکھتا ہوں۔ سلیمان نے کہا کہ ہاں بس تو مجھے آپ ہی ایسے شخص سے اس معاملہ میں رائے اور مشورہ لینے کی سخت ضرورت تھی۔ آپ مجھے مشورہ دیجیے کہ میں کس شخص کو خراسان کا صوبہ دار بناؤں' ابن الاہتم بولے کہ خود جناب والا کسی شخص کا نام لیں جس کسی کا آپ نام لیں گے اس کے متعلق میں اپنی رائے ظاہر کروں گا کہ آیا اس شخص کا تقرر اس خدمت کے لیے موزوں ومناسب ہوگا یا نہ ہوگا۔

ابن الاہتم کی تجویز:

سلیمان نے ایک قریشی کا نام پیش کیا۔ اس کا تو ابن الاہتم نے صرف یہی جواب دیا کہ ان صاحب کو خراسان کا مطلقاً تجربہ نہیں ہے' سلیمان نے عبدالملک بن المہلب کا نام لیا۔ ابن الاہتم نے کہا کہ نہیں یہ بھی مناسب نہیں۔ پھر سلیمان نے متعدد لوگوں کے نام لیے اور آخر میں وکیع بن سود کا نام پیش کیا۔ اس پر ابن الاہتم نے کہا کہ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ وکیع ایک نہایت ہی بہادر اور دلیر آدمی ہیں مگر صوبہ داری کے اہل نہیں۔ علاوہ بریں انھیں جب کبھی تین سو آدمیوں کی قیادت ملی انھوں نے اپنے سپہ سالار سے بغاوت کی۔ سلیمان نے کہا کہ ہاں یہ بھی ٹھیک کہتے ہو مگر پھر تم ہی بتاؤ کہ اور کون اس خدمت کے لیے موزوں ہے۔ ابن الاہتم نے کہا کہ بیش ایک اور صاحب ہیں جن کا نام آپ نے نہیں لیا ہے۔ سلیمان نے کہا تو تم ان کا نام بتاؤ۔ ابن الاہتم بولے کہ آپ وعدہ کیجیے کہ اسے راز میں رکھیں گے اور اگر کبھی انھیں اس بات کا علم ہو جائے تو مجھے ان کی ناراضی سے محفوظ رکھیں گے تو میں ان کا نام بتائے دیتا ہوں۔ سلیمان نے کہا اچھا بتایئے وہ کون ہیں؟ ابن الاہتم نے یزید بن المہلب کا نام لیا۔ سلیمان نے کہا کہ وہ تو عراق میں ہیں اور خراسان کے مقابلہ میں وہ عراق میں رہنے کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں بھلا وہ کاہے کو اسے منظور کریں گے۔ ابن الاہتم نے کہا جی ہاں میں خود اس بات سے واقف ہوں مگر آپ انھیں خراسان جانے کے لیے مجبور کریں۔ عراق پر ایک دوسرے شخص کو گورنر مقرر کریں اور انھیں خراسان بھیج دیں۔ سلیمان نے کہا کہ تمہاری رائے صائب ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔

امارت خراسان پر یزید بن مہلب کا تقرر:

چنانچہ سلیمان نے خراسان کی گورنری پر یزید کے تقرر کا فرمان لکھ دیا اور نیز ایک خط بھی اسے لکھا کہ میں نے ابن الاہتم کو عقل' دین' فضل اور مشورہ میں ویسا ہی پایا جیسا کہ تم نے اپنے خط میں لکھا تھا۔ یہ خط اور فرمان تقرر دونوں ابن الاہتم کو دے دیئے۔ ابن

الاہتم سات روز کی منزل طے کر کے پاس آئے۔ یزید نے پوچھا کیا کر کے آئے۔ ابن الاہتم نے وہ خط نکال کر دیا۔ یزید بولا کچھ ہمارے فائدہ کی بھی بات کہو گے۔ پھر ابن الاہتم نے فرمان تقرران کے حوالے کیا۔

مخلد بن یزید کی روانگی خراسان:

یزید نے اسی وقت سے سفر کی تیاری شروع کر دی' اپنے بیٹے مخلد کو بلا کر اپنے آگے خراسان روانہ کیا۔ مخلد اسی روز خراسان روانہ ہو گیا۔ پھر یزید بھی چلا۔ واسط پر جراح بن عبداللہ الحکمی کو اپنا منصرم مقرر کیا۔ عبداللہ بن ہلال الکلابی کو بصرہ کا عامل مقرر کیا اور مروان بن المہلب کو جس پر یزید اپنے تمام اور بھائیوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ اعتماد کرتا تھا۔ اپنی جائداد اور دوسرے مال و اسباب کے انتظام ونگرانی کے لیے بصرہ بھیجا۔

وکیع بن ابی سود کی قدر ومنزلت:

اسی معاملہ کے متعلق ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وکیع بن اسود نے قتیبہ کا سر سلیمان کے پاس بھیجا اور اس کے ساتھ ہی اپنی اطاعت کا یقین دلایا تو اس سے سلیمان کے دل میں اس کی خاص وقعت ومنزلت ہوگئی۔ اسی وجہ سے یزید المہلب نے ابن الاہتم کو ایک لاکھ درہم صلہ دے کر سلیمان کے پاس بھیجا تا کہ وہ وکیع کی جانب سے سلیمان کے خیالات بدل دیئے۔

ابن الاہتم کی وکیع کے خلاف شکایت:

ابن الاہتم نے سلیمان سے جا کر کہا کہ اگر چہ میرے دشمن کو قتل کر کے اور میرا بدلہ لے کر وکیع نے مجھ پر ایک ایسا احسان عظیم کیا ہے جس کا شکر اور اقرار مجھ پر ضروری ہے۔ مگر امیر المومنین کے احسانات مجھ پر اس سے بھی زیادہ ہیں اس لیے آپ کی خیر خواہی مجھے اس امر کے اظہار پر مجبور کرتی ہے کہ میں آپ کو بتا دوں کہ جب کبھی ایک چھوٹی سی جماعت بھی وکیع کے ماتحت ہوئی اس کے دل نے فوراً اسے بدعہدی کی سوجھائی۔ جماعت عامہ کے ساتھ مل کر اس نے کوئی نمایاں کامیابی کبھی حاصل نہیں کی البتہ فتنہ وبغاوت میں اس کی کارستانیاں خاص وقعت رکھتی ہیں۔

سلیمان کہنے لگا تو پھر یہ تو ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس کی خدمات سے ہم پھر یہ امداد لیں۔

بنی قیس کا قتیبہ کے بارے میں بیان:

بنی قیس کہا کرتے تھے کہ قتیبہ نے کبھی خلیفۃ المسلمین سے بغاوت نہیں کی۔ اور جب سلیمان نے یزید کو عراق کا فوجی گورنر مقرر تو انھیں حکم دیا کہ جا کر دیکھو اگر بنی قیس اس بات کی دلیل پیش کریں۔ کہ قتیبہ نے ہم سے بغاوت نہیں کی اور نہ وہ ہماری اطاعت سے منحرف ہوا تو اس ثبوت کے ساتھ ہی وکیع قید کر دیا جائے۔ یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو وکیع کی جانب اپنے آگے روانہ کیا۔

مخلد بن یزید کی مرو میں آمد:

مخلد جب مرو کے قریب پہنچا تو اس نے عمرو بن عبداللہ بن سنان العتکی ثم الصنابحی کو پنے آگے بھیجا۔ عمرو نے مرو پہنچ کر وکیع سے کہلا کہ مجھ سے آ کر ملو۔ وکیع نے انکار کر دیا۔ عمرو نے پھر کہلا بھیجا کہ ارے بیوقوف احمق اپنے افسر کے استقبال کو جا۔ اب مرو کے سربرآوردہ اور عمائدین مخلد سے ملنے گئے مگر وکیع اب تک پیشوائی کے لیے لیت ولعل کرتا رہا۔ آخر کار عمرو الازدی نے اسے بھیجا۔ جب یہ سب لوگ مخلد کے پاس پہنچے اپنی سواریوں سے اتر پڑے۔ وکیع' محمد بن حمران السعدی اور عباد بن لقیط متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ

گھوڑوں سے نہ اترے تھے مگر لوگوں نے انھیں بھی اترنے پر مجبور کر دیا۔

وکیع کی گرفتاری:

مخلد نے مرو آتے ہی وکیع کو قید کر دیا۔ اسے طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کیں۔ اپنے باپ کے آنے سے پہلے ہی اس کو اور ساتھیوں کو بھی قید کر کے انھیں تکلیفیں پہنچانا شروع کیں۔ ادریس بن حنظلہ کہتا ہے کہ مخلد نے مرو آ کر مجھے بھی قید کر دیا تھا۔ ابن الاہتم میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا تم قید سے رہائی چاہتے ہو۔ میں نے کہا کیوں نہیں ابن الاہتم بولے تو اچھا وہ خط نکالو۔ جو قعقاع بن خلید العبسی اور حزیم بن عمرو المری نے قتیبہ کو سلیمان سے قطع تعلق کرنے کے بارے میں لکھا تھا' میں نے ان سے کہا کیا آپ مجھ سے ضمیر فروشی کرانا چاہتے ہیں؟ پھر ابن الاہتم نے کاغذ کا ایک پلندا منگوایا قعقاع اور بعض اور بنی قیس کی زبان میں قتیبہ کو خط لکھے کہ ولید تو اب اس دنیا سے چل بسے ہیں۔ اور سلیمان اس مزدنی شخص کو خراسان کا گورنر بنا کر بھیج رہے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ فوراً اس سے قطع تعلق کر لیں اور علم بغاوت بلند کریں۔ اس پر میں نے ان سے کہا ارے ابن الاہتم تم خود اپنے تئیں خطرہ میں ڈال رہے ہو۔ یاد رکھو کہ اگر میں اس کے سامنے گیا تو فوراً کہہ دوں گا کہ یہ خطوط ابن الاہتم نے لکھے ہیں۔

اسی سنہ میں یزید خراسان کا گورنر ہو کر مرو روانہ ہوا۔ قتیبہ کے قتل کے بعد نو یا دس ماہ وکیع خراسان کا والی رہا۔ اور ۹۷ ہجری میں یزید خراسان آیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی یزید پر نکتہ چینی:

جب یزید نے اہل شام اور بعض اہل خراسان کی زیادہ وقعت اور ان پر زیادہ اعتماد کرنا شروع کیا تو نہار بن توسعۃ شاعر نے اپنے چند اشعار میں اس کے اس طرز عمل کی شکایت کی۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس سال سلیمان حج کرنے گیا میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو عرفات کے میدان میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید سے یہ کہتے سنا کہ مجھے امیر المومنین پر سخت تعجب آتا ہے کہ انھوں نے خراسان جیسے نہایت ہی اہم سرحدی صوبہ پر اس جیسے شخص کو کیوں گورنر بنایا؟ خراسان کے تاجروں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ اس کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک لونڈی کی قیمت اس قدر دیتا ہے کہ جس سے ایک ہزار غلام خریدے جا سکتے ہیں۔ خدا ہی خوب جانتا ہے کہ اسے صوبہ دار بنا کر امیر المومنین کا کیا مقصد ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ مجھے ان کی تقریر سے پتہ چلا کہ اس سے ان کی مراد یزید اور اس کی لونڈی جہیہ تھی۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ چونکہ خارجیوں کے فتنہ کے زمانہ میں یزید وغیرہ نے خلافت عظمیٰ کی بیش بہا خدمت انجام دی ہیں۔ اب امیر المومنین اس کا معاوضہ کر رہے ہیں۔

امیر حج سلیمان بن عبدالملک:

یزید نے عبدالملک بن سلام السلولی کو اپنا مقرب بنا لیا تھا۔ اسی وجہ سے عبدالملک نے اس کی مدح میں چند شعر کہے اس سنہ میں خود سلیمان نے امارۃ حج کی اور اسی سنہ میں اس نے طلحہ بن داؤد الحضرمی کو مکہ کی گورنری سے برطرف کر دیا۔

طلحہ بن داؤد کی معزولی وعمال:

سلیمان جب حج کر کے واپس آیا تو طلحہ کو مکہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ طلحہ صرف چھ ماہ مکہ کا والی رہا۔ سلیمان نے اس کی

جگہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔ اس سنہ میں اور تمام علاقوں پر وہی لوگ والی تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے۔ البتہ خراسان کا حاکم عام یزید تھا۔ اور یزید کی جانب سے چند ماہ تو حرملہ بن عمیر اللخمی کوفہ پر اس کا قائم مقام رہا۔ پھر یزید نے بشیر بن حسان النہدی کو کوفہ کا والی مقرر کر دیا۔

۹۸ھ کے واقعات:

اس سنہ میں سلیمان نے اپنے بھائی کو قسطنطنیہ بھیجا اور حکم دیا کہ جب میرا دوسرا حکم تمہیں نہ ملے۔ بغیر فتح کیے واپس نہ آنا۔ مسلمۃ نے موسم سرما اور گرما دونوں قسطنطنیہ کے سامنے ہی بسر کیے۔

مسلمۃ بن عبدالملک کی قسطنطنیہ پر فوج کشی:

جب مسلمۃ قسطنطنیہ کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے تمام سواروں کو حکم دیا کہ دو دو مد غلہ اپنے گھوڑوں کے پیچھے باندھ کر لے چلو۔ قسطنطنیہ پہنچ کر حکم دیا کہ تمام غلہ ایک جا جمع کیا جائے۔ چنانچہ غلہ کا ایک انبار لگ گیا۔ پھر حکم دیا کہ اس غلہ میں سے کوئی نہ کھائے۔ دشمنوں کے علاقہ میں غارت گری کرو اور زراعت کرو۔

مسلمۃ بن عبدالملک کی حکمتِ عملی:

مسلمۃ نے لکڑی کے مکانات بھی بنوا دیئے۔ انہیں میں مسلمانوں نے جاڑا بسر کیا' لوگوں نے زراعت کی اور وہ غلہ جو ساتھ لائے تھے وہ بدستور کھلے میدان میں پڑا رہا' سڑا گلا بھی نہیں۔ پہلے تو لوٹ مار سے جو غلہ حاصل ہوا اسے لوگ کھاتے رہے پھر اپنی زراعت کی پیداوار پر گذر کرتے رہے۔ اس طرح مسلمۃ قسطنطنیہ کے سامنے اس کے باشندوں پر اپنی طاقت کا پورا سکہ جمائے ہوئے عرصہ تک پڑا رہا۔ مسلمۃ کے ساتھ شام کے بعض بڑے عمائدین بھی تھے۔ جس میں خالد بن معدان' عبداللہ بن ابی زکریا الخزاعی اور مجاہدین جبر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ سب لوگ اسی طرح وہاں مقیم تھے کہ اتنے میں سلیمان کی موت کی خبر انہیں پہنچی۔ سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی رومیوں سے جہاد کی ٹھانی۔ مقام دابق میں آ کر قیام کیا اور مسلمۃ کو آگے بڑھایا۔ رومی اسی سے ڈر کر بھاگے۔

الیون اور ابن ہبیرہ کی گفتگو:

الیون آرمینا سے آیا اس نے مسلمۃ سے کہا کہ آپ میرے پاس کسی ایسے شخص کو بھیج دیجیے جو مجھ سے گفتگو کرے مسلمۃ نے ابن ہبیرہ کو بھیج دیا۔ ابن ہبیرہ نے الیون سے پوچھا کہ تم کسے احمق سمجھتے ہو؟ الیون نے کہا احمق وہ ہے جو اپنا پیٹ ہر اس چیز سے جو اسے ملے بھر لے۔ ابن ہبیرہ بولے کہ ہم ایک خاص مذہب کے پیرو ہیں اور ہمارے فرائض مذہبی میں امراء کی اطاعت بھی شامل ہے۔ الیون نے کہا کہ آپ ٹھیک فرماتے ہیں اب تک تو ہم اور آپ اپنے مذہب کی خاطر ہی ایک دوسرے سے دست و گریبان رہے ہیں۔ مگر آج ہماری اور آپ کی لڑائی محض ملک اور اقتدار کی خاطر ہے۔ ہم ایک آدمی کے عوض ایک ایک دینار دینے کے لیے تیار ہیں۔

ابن ہبیرہ دوسرے دن پھر رومیوں کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے مسلمۃ سے جا کر آپ کا پیام پہنچا دیا۔ مگر انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب میں ان کے پاس گیا تو وہ خوب شکم سیر ہو کر دن کا کھانا کھا کر سو رہے تھے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو بلغم کا ان پر غلبہ تھا اس لیے انہیں اچھی طرح یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ میں نے کیا کہا۔

الیون کی چال:

تمام رومی سرداروں نے الیون سے کہا کہ اگر تم مسلمۃ کو کسی حیلہ سے یہاں سے واپس جانے پر مجبور کر دو تو ہم تمہیں کو اپنا بادشاہ بنالیں گے۔ جب ان سرداروں نے ایفاء عہد کا اس سے پوری طرح معاہدہ کر لیا۔ الیون مسلمۃ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ رومیوں کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ جب تک یہ سامان خوراک آپ کے پاس ہے آپ ان کے مقابلہ میں انتہائی شجاعت اور بہادری سے نبرد آزمانہ ہیں اور نہ ہوں گے اگر آپ اس غلہ کے ذخیرہ کو جلا ڈالیں تو وہ لوگ آج ہی سر اطاعت خم کیے دیتے ہیں۔

سلیمان بن عبدالملک کا عہد:

مسلمۃ اس داؤ میں آ گئے غلہ کے ذخیرہ کو آگ کی نذر کر دیا۔ اب دشمن کی حالت بہتر ہوگئی اور مسلمانوں کی حالت اس قدر سقیم ہوگئی کہ سب کے سب ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔ ابھی تک ان کی یہی ناگفتہ بہ حالت تھی کہ سلیمان نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

سلیمانے دابق میں فروکش ہونے کے وقت اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ تاوقتیکہ یہ فوج قسطنطنیہ میں داخل نہ ہو جائے گی۔ میں یہاں سے واپس پلٹ کر نہ جاؤں گا۔

قیصر روم کا انتقال:

اسی دوران میں قیصر روم بھی مر گیا۔ الیون مسلمۃ کے پاس آیا اور قیصر کی موت کی خبر اسے سنائی اور وعدہ کیا کہ میں سلطنت روما کو تیرے حوالے کروں گا۔ مسلمۃ اس کے ساتھ چلا۔ قسطنطنیہ کے سامنے لشکر ڈال دیا۔ جس قدر سامان خوارک آس پاس کے علاقہ سے اسے مل سکا وہ جمع کر کے باشندگان قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا۔

الیون کا مسلمۃ سے فریب:

الیون رومیوں کے پاس آیا۔ رومیوں نے اسی کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ اب الیون نے مسلمۃ کو خط کے ذریعہ غلہ کے ذخیرہ کو جلا ڈالنے کی ترغیب دی اور اسی کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ آپ اس قدر غلہ ہمیں دے دیجیے جس سے کہ شہر کی آبادی زندہ رہ سکے تمام رومی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ میری اور آپ کی غرض و غایت ایک ہی ہے۔ نیز وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ نہ انہیں لونڈی غلام بنایا جائے گا اور نہ خارج البلد کیا جائے گا۔ ایک رات کے لیے آپ انھیں اجازت دے دیں کہ وہ آپ کے پاس سے غلہ شہر میں لے آئیں۔

مسلمۃ بن عبدالملک کی حماقت:

الیون نے غلہ لے جانے کے لیے پہلے ہی سے بہت سی کشتیوں اور حمالوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ مسلمۃ نے اس بات کی اجازت دے دی اور ایک ہی رات میں رومی اس قدر کثیر مقدار میں غلہ لے گئے کہ مسلمہ کے پاس کچھ نہ بچا۔ صبح ہوتے ہی الیون بدل گیا مسلمۃ کے مقابلہ پر آ گیا اور مسلمۃ کو ایسا احمق بنایا کہ اگر عورت بھی باوجود ناقص العقل ہونے کے ایسا دھوکا کھاتی تو لوگ اسے بھی موردالزام ٹھہراتے۔ مسلمانوں کی فوج کو اس قدر تکلیف برداشت کرنا پڑی کہ جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ ان کا یہ حال ہو گیا کہ پڑاؤ کے باہر جاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ تمام جانوران کے چمڑے درختوں کی جڑیں پتے اور غرض کہ مٹی کے علاوہ جو چیز سامنے آئی اسے کھا گئے۔ اگرچہ سلیمان ابھی دابق ہی میں مقیم تھا مگر موسم سرما شروع ہو چکا تھا اور اس لیے وہ اس فوج کو کوئی امداد نہ پہنچا

سکا۔ اسی حالت میں سلیمان نے انتقال کیا۔

ایوب کی ولی عہدی کی بیعت:

اسی سنہ میں سلیمان اپنے بیٹے ایوب کو ولی عہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لی۔ عبدالملک نے ولید اور سلیمان سے اپنی زندگی میں یہ وعدہ لے لیا تھا کہ میرے بعد تم دونوں ابن عاتکہ اور مروان بن عبدالملک کے لیے لوگوں سے بیعت لے لینا۔

ایوب بن سلیمان کا انتقال:

اب مروان نے تو سلیمان کے عہد خلافت میں جب کہ سلیمان مکہ سے واپس آ رہا تھا رحلت کی۔ اس سے مروان کی وجہ سے سلیمان نے اپنے بیٹے ایوب کے لیے بیعت لے لی۔ یزید سے کچھ نہ بولا بلکہ اس امید میں رہا کہ شاید موت اس کے قضیہ سے بھی مجھے نجات دے دے مگر خود ایوب سلیمان کے ولی عہد ہی کا اس اثناء میں انتقال ہو گیا۔

صقالیہ کی فتح:

اسی سنہ میں شہر صقالیہ فتح ہوا۔ برجان ۹۸ ہجری میں مسلمۃ پر اچانک ٹوٹ پڑا۔ اس وقت مسلمۃ کے ساتھ بہت تھوڑی فوج تھی۔ سلیمان نے اس کی امداد کے لیے معدہ یا عمرو بن قیس کو کافی فوج کے ساتھ بھیجا۔ پہلے تو مسلمانوں کے خلاف صقالیہ کی چال کارگر ہوئی مگر پھر بعد میں اللہ نے انہیں شکست دی۔ البتہ کفار نے شراحبیل بن عبدہ کو شہید کر دیا۔

ولید بن ہشام اور عمرو بن قیس کا جہاد:

اسی سنہ میں ولید بن ہشام اور عمرو بن قیس نے جہاد کیا۔ انطاکیہ کے بہت سے باشندے قتل ہوئے ولید نے رومیوں کے غیر محفوظ سرحدی علاقہ کے بہت سے باشندوں کو تہ تیغ کر ڈالا اور بہت سوں کو قید کر لیا۔

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے جرجان اور طبرستان پر چڑھائی کی۔

دہستان کا محاصرہ:

خراسان آ کر یزید تین یا چار مہینے تو وہیں مقیم رہا۔ پھر دہستان اور جرجان آیا۔ اپنے بیٹے مخلد کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔ یزید خود پہلے دہستان آیا۔ کچھ ترک یہاں رہتے تھے۔ یزید نے شہر کا محاصرہ کر کے وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ یزید کے ہمراہ کوفہ بصرہ اور شام کی فوج تھی۔ رے اور خراسان کے عمائد بھی تھے۔ اس طرح ایک لاکھ سپاہ اس کے ساتھ تھی۔ آزاد غلام' غلام اور رضا کاران کے علاوہ تھے۔

ترکوں سے جنگ:

ترک اپنے شہر سے نکل کر مسلمانوں سے لڑتے مگر تھوڑی ہی دیر میں مسلمان انھیں پسپا کر دیتے اور ترک پھر اپنے قلعہ میں جا گھستے۔ کبھی کبھی کھلے میدان میں بھی آ کر لڑتے اور دونوں حریفوں میں شدید رن پڑتا۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ:

یزید زحر کے دونوں بیٹوں جہم اور جمال کی بہت زیادہ عزت و وقعت کیا کرتا تھا۔ ان کے مقابلہ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ ایک بڑا گویا اور بہادر شخص تھا۔ صرف اتنی برائی اس میں تھی کہ شراب کا عادی تھا۔ یزید اور اس کے خاندان والوں سے زیادہ ملتا

جلتا بھی نہ تھا۔

اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ یزید اور اس کے خاندان والے زحر کے دونوں بیٹوں جہم اور جمال کی انتہائی توقیر و تکریم کرتے تھے جو غالباً محمد کو ناگوار خاطر تھی۔ مگر اس کی حالت یہ تھی کہ جب کبھی نقیب مجاہدین اسلام کو جہاد کے لیے تیار ہو جانے کا حکم دیتا تو محمد ہی ایسا شہسوار تھا جو سب سے پہلے نازک موقع پر خطرہ کی جگہ پہنچ جاتا تھا۔

ابن ابی سبرہ کی عثمان بن مفضل سے گفتگو:

ایک دن کا قصہ ہے کہ نقیب نے ایک دم فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ اس روز بھی ابن ابی سبرہ اور تمام لوگوں سے پہلے مستعد ہو کر میدان جنگ میں آ گیا۔ ایک ٹیلہ پر کھڑا تھا کہ عثمان بن المفضل اس کے پاس سے گزرا۔ عثمان نے اس سے کہا کہ اے ابن ا... کبھی مجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ تم سے پہلے میدان جنگ میں آتا۔ اس پر ابن ابی سبرہ نے شکایتاً کہا کہ پھر اس سے مجھے کیا فائدہ ہو رہا ہے آپ لوگ مذحج کے چھوکروں کو اپنی عنایات سے مالا مال کر رہے ہیں اور جو لوگ واقعی جنگ آزمودہ ثابت قدم اور بہادر ہیں ان کے حقوق کو آپ نے طاق نسیاں پر رکھ دیا ہے۔ عثمان کہنے لگے کہ اس میں تو سراسر تمہارا ہی قصور ہے اگر تم ہم سے کبھی اس بات کی استدعا کرتے تو ہم تم سے کسی ایسی بات کو دریغ نہیں رکھتے جس کے تم اہل ہو۔

ابن ابی سبرہ کی شجاعت:

ایک روز دونوں حریفوں میں نہایت سخت معرکہ جدال و قتال گرم تھا محمد بن ابی سبرہ نے ایک ترک پر جس سے اور لوگ کنائی کاٹ چلے تھے حملہ کیا۔ دونوں بہادروں نے ایک ہی ساتھ ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ ترک کی تلوار محمد کے خود میں پھنس کر رہ گئی اور محمد نے ایک ہی ہاتھ میں حریف کا کام تمام کر دیا۔ اب محمد اس صورت سے اپنے لشکر کی طرف چلے کہ خود ان کی خوں چکاں تلوار تو ان کے ہاتھ میں ہے اور ترک کی تلوار اب تک خود میں پھنسی ہوئی ہے۔ یہ ایک نہایت ہی لاجواب منظر تھا جو شاید کبھی کسی فوج کے سامنے نہ آیا ہوگا۔ یزید کی بھی نظر اس عجیب و غریب تلواروں کے اجتماع اور خود پر پڑی۔ اس نے شہسوار کا نام پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ ابن ابی سبرہ ہیں۔ یزید کہنے لگا کہ یہ ایک نہایت ہی قابل تعریف شخص ہے کاش کہ شراب کا عادی نہ ہوتا۔

یزید پر ترکوں کا اچانک حملہ:

ایک روز یزید دشمن پر حملہ کرنے کے لیے مناسب جگہ کی تلاش میں اپنے کیمپ سے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ بہت سے عمائدین اور شہسوار تھے جن کی تعداد تقریباً چار سو ہوگی کہ اچانک ترکوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ یزید کو ان سے لڑتے ہوئے تھوڑی دیر گزری ہوگی کہ اسی کے خاص لوگوں نے اس سے درخواست کی کہ آپ پیچھے ہٹ جائیں ہم آپ کی طرف سے لڑتے ہیں۔ مگر یزید نے پیچھے ہٹ کر چلے جانا مناسب نہ سمجھا۔ یہ تجویز رد کر دی اور خود اس نے بھی لڑائی میں شرکت کی۔ اور دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی لڑتا رہا۔ ابن ابی سبرہ۔ زحر کے دونوں بیٹوں حجاج بن جاریۃ الخثعمی اور اس کے بیشتر ساتھیوں نے جنگ میں شرکت کی اور خوب ہی دادِ مردانگی دی۔ جب واپس پلٹنے لگے تو یزید نے حجاج بن جاریۃ کو فوج کے پچھلے دستہ پر متعین کر دیا۔ حجاج ان کی پسپائی کو دشمن کے نرغہ سے بچاتا جاتا تھا۔ اسی طرح یہ ساری جماعت ایک چشمہ آب پر پہنچی۔ چونکہ سب پیاسے تھے پیاس بجھائی۔ اب دشمن بغیر کسی طرح کی کامیابی حاصل کیے اپنا سامنہ لے کر ان کا پیچھا چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

دہستان پر یزید بن مہلب کا قبضہ:

یزید نے محاصرہ قائم رکھا۔ شہر کے چاروں طرف فوجیں متعین کر دیں۔ سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی۔ جب محاصرہ کی تکلیفیں بڑھ گئیں۔ فاقہ ہونے لگے اور مسلمانوں سے لڑنے کی طاقت نہ رہی تو دہستان کے رئیس نے یزید کے پاس صلح کی درخواست بھیجی اور درخواست کی کہ میں اس شرط پر صلح کے لیے آمادہ ہوں کہ آپ مجھے میرے خاندان والوں کو امان دیجیے میرے مال و متاع پر ہاتھ نہ ڈالیے تو میں اس شہر اس کے باشندوں اور جو کچھ اس میں ہو اس سب کو آپ کے حوالے کیے دیتا ہوں۔

یزید نے یہ شرائط منظور کر لیے صلح کر لی اپنے وعدہ کا ایفا کیا۔ شہر میں داخل ہوا۔ اس قدر مال و اسباب نقد و جنس اور لونڈی غلام وہاں سے اسے ملے کہ جن کا کوئی شمار نہیں۔ چودہ ہزار ترکوں کو کھڑے کھڑے قتل کر دیا اور سلیمان کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی۔

جرجان میں یزید کا استقبال:

یزید یہاں سے روانہ ہو کر جرجان آیا۔ اہل جرجان کوفہ والوں کو ایک لاکھ دولاکھ اور کبھی تین لاکھ درہم دیا کرتے تھے اور اسی پر ان سے صلح کر لی تھی۔ جب یزید جرجان آیا تو اہل جرجان نے اس کا استقبال کیا اور صلح کی درخواست کی۔ اس سے خوف زدہ ہو کر خراج میں اور زیادتی کر دی۔ یزید نے اسد بن عبداللہ الازدی کو جرجان پر اپنا قائم مقام بنا دیا اور اصبہبذ کے مقابلے کے لیے طبرستان چلا۔

اصبہبذ کا محاصرہ:

یزید کے ہمراہ سفرمینا والے بھی تھے جو درختوں کو کاٹ کر اس کے لیے راستہ صاف کرتے جاتے تھے۔ آخر کار یزید اصبہبذ کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے تمام علاقہ پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اصبہبذ یزید سے صلح کی درخواست کرتا رہا اور نیز اس نے زرخراج میں اضافہ کرنے کا اقرار کیا۔ مگر یزید نے اس امید میں کہ قلعہ فتح ہو جائے گا صلح کی درخواست منظور نہیں کی۔

سردار دیلم اور ابن ابی سبرہ کا مقابلہ:

ایک روز یزید نے اپنے بھائی ابو عیینہ کو اہل کوفہ و بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ابو عیینہ دشمن کے ارادے سے پہاڑ پر چڑھنے لگے۔ مگر اصبہبذ نے پہلے ہی دیلم سے کہلا بھیجا تھا کہ تم دشمن کی پیش قدمی میں مزاحمت کرنا۔ اہل دیلم نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ دونوں حریف گتھم گتھا ہو گئے۔ کچھ دیر تک مسلمانوں نے انھیں الجھائے رکھا اور پھر پسپا کر دیا۔ دیلم کے سردار نے مبارز طلبی کی۔ ابن ابی سبرہ اس کے مقابلہ کے لیے نکلا۔ دونوں بہادروں میں تنہا جنگ ہوئی۔ ابن ابی سبرہ نے دیلم کے ایک سردار کو قتل کر دیا۔ اب دیلم شکست کھا کر بھاگے مسلمان درہ کے دہانہ تک پہنچ گئے اور اب اس میں سے آگے بڑھنے لگے۔

مسلمانوں کی پسپائی:

دشمن نے پہاڑوں کی چوٹیوں سے ان پر تیر اور پتھر برسانے شروع کیے مسلمان درہ کے دہانے سے پسپا ہوئے۔ مگر نہ تو کوئی زیادہ خون ریز جنگ یہاں ہوئی اور نہ دشمن نے ان کے تعاقب میں کوئی قابل تعریف بہادری یا جرأت کا اظہار کیا البتہ خود مسلمان ہی اس قدر بدحواسی سے پسپا ہوئے کہ ایک دوسرے پر چڑھے جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے پہاڑوں کے کھڈوں میں گر پڑے۔

اسی حالت میں خدا خدا کر کے یزید کے پڑاؤ میں پہنچے' مگر انہیں اس فوری ناکامیابی یا شکست کا مطلقاً رنج نہ تھا۔

اصبہبذ کی اہل جرجان سے امداد طلبی:

یزید اسی طرح اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ اصبہبذ نے اہل جرجان سے درخواست کی کہ تم اس فوج پر اچانک حملہ کر دو جسے یزید جرجان میں متعین کر آیا ہے۔ سامان خوراک کی بہم رسانی روک دو اور یزید کی واپسی کا راستہ منقطع کر دو' تم اس تجویز پر عمل کرتے ہو تو میں تمہیں اس کا کافی معاوضہ دوں گا۔ اہل جرجان اس بات پر راضی ہو گئے۔ اور جن مسلمانوں کو یزید اپنے پیچھے جرجان میں چھوڑ آیا تھا ان پر اچانک حملہ کر کے ان میں سے جن پر ان کی دسترس ہو سکی انہیں شہید کر ڈالا۔ بقیہ السیف نے ایک مقام پر پناہ لی۔ یہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ آخر کار خود یزید ان کی امداد کے لیے آیا۔

اصبہبذ سے مصالحت:

یزید اب تک اصبہبذ کے علاقہ میں اس کے مقابلہ پر جما ہوا تھا۔ پھر دونوں میں صلح ہو گئی۔ شرائط صلح میں طے پایا کہ اصبہبذ سات لاکھ درہم سالانہ ادا کرے' چار لاکھ درہم نقد اور چار سو گدھے زعفران کے لدے ہوئے اور چار سو غلام جن کے سروں پر کلاہ ہو' اس پر عمامہ ہو ہاتھ میں چاندی کا جام ہو اور ایک ایک ریشم کا تھان ہو۔ یزید کو پیش کرے۔ اس سے پہلے مسلمانوں نے اصبہبذ سے صرف دو لاکھ درہم پر صلح کی تھی۔

اب یزید اور اس کی فوج اصبہبذ کے علاقہ سے واپس ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ شکست خوردہ فوج ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ اگر اہل جرجان اس موقع پر دغا نہ کرتے تو کبھی یہ فوج طبرستان کو فتح کیے بغیر اس طرح واپس نہ آتی۔

اہل جرجان کی بدعہدی:

یزید کی اہل جرجان سے صلح کرنے کے بارہ میں ایک روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل جرجان سے صلح کی تھی' مگر پھر اہل جرجان نے اس معاہدہ کو پس پشت ڈال دیا اور صلح فسخ کر دی' سعید رضی اللہ عنہ کے بعد اور کسی نے جرجان کا رخ نہیں کیا۔ اہل جرجان نے اپنے علاقہ سے مسلمانوں کو گزرنے بھی نہ دیتے تھے اسی بنا پر کوئی شخص اپنے کو خطرہ میں ڈالے بغیر اس راستہ سے نہیں گزرتا تھا اور اب فارس سے خراسان آنے کا صرف ایک ہی راستہ کرمان ہو کر بچا ہوا تھا۔ سب سے پہلے قتیبہ بن مسلم نے اپنے گورنر خراسان مقرر کیے جانے کے وقت قومس سے اس راستہ کو طے کیا۔

وادی مصقلہ:

پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مصقلہ نے دس ہزار فوج کے ساتھ خراسان پر چڑھائی کی تو مقام رویان میں مصقلہ اور اس کی تمام فوج ہلاک ہو گئی (رویان طبرستان کی آخر سرحد پر واقع ہے) دشمن نے اس فوج کو پہاڑوں کے پر پیچ راستوں میں گھیر لیا۔ اور سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ جس وادی میں مسلمانوں کی یہ فوج تباہ ہوئی اس کا نام وادی مصقلہ ہو گیا۔ اور اسی واقعہ سے یہ ضرب المثل بھی پیدا ہوئی۔ "حتی یرجع مصقلة من طبرسان" جب کہ مصقلہ طبرستان سے واپس آئے۔ یعنی کبھی نہیں۔

اہل جرجان کی اطاعت:

جب سعید رضی اللہ عنہ نے اہل جرجان سے صلح کی تو اس کے بعد اہل جرجان کبھی تو ایک لاکھ درہم دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اس قدر

رقم پر تم نے صلح کی تھی اور کبھی کبھی دو لاکھ اور تین لاکھ دے دیتے تھے کہ بسا اوقات ادا کرتے تھے اور بسا اوقات بالکل ہی نہیں دیتے تھے۔ آخر کار انہوں نے خراج دینا بالکل ہی بند کر دیا اور معاہدہ صلح کی خلاف ورزی کی۔ جب یزید جرجان آیا تو کسی نے اس کے مقابلہ میں چون و چرا نہیں کی اور جب اس نے صول سے صلح کر لی اور بحیرہ اور دہستان فتح کر لیے تو اہل جرجان نے بھی انہیں شرائط پر صلح کر لی جن پر کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔

صول فیروز بن قول:

صول ترکی دہستان اور بحیرہ میں آ کر فروکش ہوا کرتا تھا (بحیرہ سمندر میں ایک جزیرہ تھا جو دہستان سے پانچ فرسخ کے فاصلہ پر تھا۔ یہ دونوں مقام جرجان سے متعلق ہیں اور خوارزم کے متصل واقع ہیں) صول فیروز بن قول جرجان کے تعلقہ دار کے سرحدی علاقہ پر غارت گری کرتا تھا۔ اور پھر بحیرہ اور دہستان کو واپس آ تا تھا۔

فیروز کی معزولی:

اسی اثناء میں فیروز اور اس کے چچیرے بھائی مرزبان کے درمیان کوئی تنازعہ پیدا ہوا۔ مرزبان نے فیروز کو معزول کر دیا۔ فیروز بیاسان چلا آیا اور اس خوف سے کہ مبادا ترک یہاں بھی مجھ پر غارت گری کریں خراسان میں یزید کے پاس چلا آیا اب صول نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔

فیروز اور یزید بن مہلب:

یزید نے فیروز سے اس کے پاس آنے کی وجہ دریافت کی۔ فیروز نے کہا کہ صول سے ڈر کر آپ کے پاس بھاگ آیا ہوں۔ یزید نے کہا اس سے لڑنے کی کوئی تدبیر تم بتا سکتے ہو۔ فیروز نے کہا جی ہاں ایک ترکیب ہے کہ یا تو آپ اس پر فتح پا کر اسے قتل کر ڈالیں گے یا ہتھیار رکھوا لیں گے۔ یزید نے وہ تدبیر پوچھی۔

فیروز کا یزید بن مہلب کو مشورہ:

فیروز نے کہا کہ اگر صول جرجان سے نکل کر بحیرہ چلا جائے اور وہاں جا کر آپ اس کا محاصرہ کر لیں تو آپ ضرور فتح مند ہوں گے۔ آپ اصبہذ کو ایک خط لکھیے اس میں بہت سے وعدے وعید کر کے اس سے درخواست کیجیے کہ وہ کسی نہ کسی طرح صول کو جرجان میں روکے رہے اور مجھے یقین ہے کہ چونکہ اصبہذ صول کی بہت تعظیم و توقیر کرتا ہے۔ اس لیے وہ ضرور اس خط کو مزید تقرب حاصل کرنے کے لیے صول کے پاس بھیج دے گا اور اس طرح ہمارا یہ مقصد حاصل ہو جائے گا کہ صول جرجان سے بحیرہ چلا جائے گا۔

یزید کا حاکم طبرستان کے نام خط:

یزید نے حاکم طبرستان کو لکھا کہ چونکہ میں صول پر چڑھائی کرنا چاہتا ہوں اور وہ اس وقت جرجان میں مقیم ہے مجھے یہ خوف ہوا کہ اگر میرے اس ارادہ کا اسے علم ہو گا وہ فوراً بحیرہ چلا جائے گا اور وہ ایسا مستحکم مقام ہے کہ وہاں ہم کسی طرح اس پر فتح نہ پا سکیں گے اور چونکہ وہ تمہاری بات مانتا ہے اور تم سے مشورہ لیتا ہے اس لیے اگر تم اس سال اسے جرجان میں روک لو اور بحیرہ نہ جانے دو تو میں تمہیں پچاس ہزار مثقال سونا دوں گا اب تم کسی نہ کسی طرح اسے جرجان ہی میں روکے رکھو کیونکہ اگر وہ جرجان میں رہا تو میں ضرور اس پر فتح پا لوں گا۔

اصبہبذ نے خط دیکھتے ہی اسے صول کے پاس بھیج دیا۔ صول نے بھی خط دیکھتے ہی اپنی فوج کو جرجان سے بحیرہ چلنے کی تیاری کا حکم دے دیا۔ ترک قلعہ بند ہوکر مقابلہ کے خیال سے سامان خوراک بھی اپنے ساتھ لے گئے۔

فتح جرجان:

یزید کو جب اس کا علم ہوا وہ تیس ہزار فوج کے ساتھ جرجان کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ فیروز بن قول بھی اس کے ہمراہ تھا۔ یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو خراسان پر اپنا منصرم مقرر کیا۔ سمرقند' نسف اور بخارا پر اپنے دوسرے بیٹے معاویہ بن یزید کو منصرم بنایا۔ طخارستان پر حاتم بن قبیصہ بن المہلب کو منصرم کیا اور خود جرجان آیا۔ اس زمانہ میں جرجان کوئی خاص مصنوعی شہر نہ تھا بلکہ قدرتی طور پر ایک محدود رقبہ کو پہاڑوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ ان پہاڑوں میں ہی دروازے بنا دیئے گئے تھے جن کے بالائی جانب سر بفلک چوٹیاں ایستادہ تھیں اگر ایک شخص دروازہ کے اوپر کھڑا ہوجاتا تو کسی کی مجال نہ تھی کہ اندر قدم رکھ سکے۔

صول کا محاصرہ:

مگر یزید بغیر کسی مقابلہ یا مزاحمت کے جرجان میں داخل ہوگیا۔ بہت کچھ مال غنیمت اسے ملا اور مرزبان نے راہ فرار اختیار کی۔ اب یزید نے بحیرہ آ کر صول کا اچھی طرح محاصرہ کرلیا۔ صول کسی کسی دن محاصرہ سے نکل کر یزید سے نبرد آزما ہوتا اور پھر قلعہ میں جا دبکتا۔ یزید کے ساتھ کوفی اور بصری دونوں شہروں کی فوجیں تھیں۔

ابن ابی سبرہ پر ترکوں کا حملہ:

اب یہاں اس روایت میں وہ جہم اور جمال اور محمد بن ابی سبرہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو اوپر مذکور ہو چکا' البتہ ابن ابی سبرہ کے اس ترک بہادر پر وار کرنے کے سلسلہ میں یہاں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اس ترک کی تلوار محمد کی چرمی ڈھال میں الجھ کر رہ گئی۔

ایک اور روایت میں مذکور ہے محمد جرجان میں ترکوں سے نبرد آزما تھے کہ بہت سے ترکوں نے انہیں گھیر لیا اور چاروں طرف سے تلواروں سے ان پر وار کرنے لگے۔ اس موقع پر محمد کے ہاتھ میں تین تلواریں ٹوٹ گئیں۔

صول کی امان طلبی:

بہرحال کامل چھ ماہ تک یہی حال رہا کہ ترک اپنے قلعہ سے کبھی کبھی نکل کر مسلمانوں سے دو دو ہاتھ کر لیتے اور پھر قلعہ کے آغوش میں جا کر پناہ لیتے۔ آخر کار کنویں کا پانی پینے سے ان میں مرض سواد پھوٹ پڑا اور موت نے اپنی حکمرانی شروع کی۔ اب تو صول صاحب کو ہوش آیا۔ اس نے صلح کی درخواست بھیجی۔ یزید نے اسے مسترد کر دیا اور کہا کہ اس وقت تک صلح نہ کروں گا۔ جب تک کہ صول کو بلا شرط میرے حوالے نہ کر دے گا۔ صول نے اس طرح کی اطاعت کو منظور نہ کیا البتہ یہ کہلا بھیجا کہ آپ مجھے میرے ذاتی مال واسباب اور میرے خاندان اور خاص دوستوں میں سے تین سو آدمیوں کو امان دے دیں تو بحیرہ پر قبضہ کر سکتے ہیں۔

مال غنیمت کی تقسیم:

یزید نے یہ شرط مان لی۔ صول اپنا تمام مال ومتاع اور اپنے تین سو خاص آدمیوں کو لے کر یزید کے پاس چلا آیا۔ یزید نے چودہ ہزار ترکوں کو کھڑے کھڑے قتل کرادیا۔ اور باقیوں کو چھوڑ دیا۔

اس وقت فوج نے یزید سے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ یزید نے ادریس بن حنظلۃ العمی کو بلا کر کہا کہ بحیرہ میں جس قدر روپیہ و اسباب ہو اس کی مجموعی تعداد و مقدار ہمیں بتاؤ تا کہ اس سے فوج کی تنخواہیں ادا کی جا سکیں۔

ادریس بحیرہ میں داخل ہوئے۔ اس قدر مال غنیمت وہاں سے ملا کہ جس کا وہ شمار و قطار ہی نہ کر سکے یزید سے آ کر کہا اس قدر مال غنیمت شہر میں ہے کہ اس کا تفصیلی حساب تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ چونکہ وہ برتنوں میں بھرا ہوا ہے اس لیے ہم غلہ کی بوریوں کو شمار کر لیتے ہیں اور اس طرح ہمیں مجموعی مقدار کا علم ہو جائے گا اور پھر ہم فوج سے کہہ دیں گے کہ خود جا کر جتنا جی چاہے لے لو۔ اس طرح جو شخص کوئی شے لے گا ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ گیہوں' جو' مسور' اور شہد میں سے اس قدر خرچ ہوا ہے۔

یزید نے کہا اچھا مناسب ہے یہی کیجیے۔ لوگوں نے ہر جنس کی تمام بوریوں کا شمار کر لیا اور بتا دیا کہ اس بوری میں فلاں غلہ ہے اور فوج کو حکم دیا کہ جو چاہو لے لو۔ اب ہر شخص کپڑا' غلہ یا کوئی اور چیز لے کر نکلنے لگا۔ اور متصدی نے اس کا حساب لکھ لیا۔ اس طرح اس روز فوج والوں نے بہت سی چیزیں لے لیں۔

محمد بن واسع اور تاج کا واقعہ:

شہر بن حوشب یزید کا مہتمم خزانہ تھا۔ کسی شخص نے یزید سے اس کی شکایت کی کہ اس نے ایک چمڑے کا بیگ لے لیا ہے یزید نے اس کے متعلق شہر سے دریافت کیا۔ شہر اس بیگ کو لے آیا۔ یزید نے اس شخص کو بلوایا جس نے شکایت کی تھی اسے خوب گالیاں دیں اور شہر سے کہا کہ تم اس بیگ کو لے جاؤ۔ مگر اب شہر نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ یزید کو جرجان میں ایک مرصع تاج ملا۔ یزید نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا ہے جو اس تاج کے لینے سے انکار کرے۔ سب نے جواب دیا کہ کوئی نہیں۔ یزید نے محمد بن واسع الازدی کو بلایا اور کہا کہ یہ تاج آپ کی نذر ہے۔ محمد بن واسع نے کہا کہ میں اسے لے کر کیا کروں گا۔ یزید نے کہا کہ میں نے تو اسے آپ کو دینے کا عزم کر لیا ہے۔ محمد نے تاج لے لیا اور باہر چلے آئے۔

یزید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ تم دیکھتے رہو کہ محمد اس تاج کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ راستہ میں محمد کو ایک سائل ملا۔ محمد نے سائل کو وہ تاج دے دیا۔ اب اس شخص نے جسے یزید نے اسی بات کو دیکھنے کے لیے متعین کیا تھا سائل کو پکڑ لیا اور اسے یزید کے سامنے لایا۔ یزید نے اسے بہت سا روپیہ دے کر تاج واپس لے لیا۔

فتح جرجان کی اہمیت:

سلیمان کی یہ عادت تھی کہ جب قتیبہ کسی جگہ کو فتح کرتا تو وہ یزید سے کہتا کہ دیکھو خداوند عالم قتیبہ کے ہاتھوں ہمیں کیسی فتوحات عطا کر رہا ہے۔ یزید کہتا مگر آپ نہیں دیکھتے کہ جرجان نے کیا ادھم مچا رکھا ہے۔ شاہراہ اعظم کو آمد و رفت کے لیے مسدود کر دیا ہے جس کی وجہ سے قومس اور ابرشہر کی حالت بھی مخدوش ہو گئی ہے اور جرجان کے مقابلہ میں یہ فتوحات کوئی چیز نہیں ہیں۔ غرض کہ جب یزید گورنر خراسان مقرر ہوا تو اس کا خلوص مقصد یہی تھا کہ جس طرح ہو سکے جرجان کو فتح کروں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جرجان پر حملہ کرنے کے وقت یزید کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی جس میں ساٹھ ہزار شامی فوج تھی۔

اصبہذ کے محاصرہ کی دوسری روایت:

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صول سے حکم کرنے کے بعد یزید نے طبرستان فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اس ارادہ سے طبرستان روانہ ہوا۔ عبداللہ بن المعمر الیشکری کو بیاسان اور دہستان کا عامل مقرر کیا۔ چار ہزار فوج اس کے ساتھ چھوڑی اور خود جرجان کے زیریں حصہ میں جو طبرستان سے متصل ہے آیا اندرستان جو طبرستان کے متصل واقع ہے' اسد بن عمرو یا ابن عبداللہ بن الربعہ کو عامل مقرر کیا اور اس کے ساتھ بھی چار ہزار فوج متعین کر دی ان امور سے فارغ ہو کر یزید اصبہذ کے علاقہ میں در آیا۔ اصبہذ نے صلح کی درخواست کی مگر یزید نے طبرستان کو بزور شمشیر مسخر کرنے کی حرص وتمنا میں درخواست صلح مسترد کر دی۔ اپنے بھائی ابوعیینہ کو ایک سمت سے' خالد بن یزید اپنے بیٹے کو ایک سمت سے اور ابوجہم الکلبی کو اور ایک سمت سے طبرستان پر حملہ کرنے کا حکم دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب تم تینوں سردار ایک موقع پر جمع ہو جاؤ تو ابوعیینہ تمام فوج کے سپہ سالار رہوں گے۔

ابوعیینہ بصری اور کوفی فوجوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ ہریم بن ابی طحمۃ بھی تھے۔ یزید نے ابوعیینہ سے کہہ دیا تھا کہ ہر معاملہ میں تم ہریم سے مشورہ لیتے رہنا۔ کیونکہ وہ نہایت ہی خیر خواہ آدمی ہیں۔ خود یزید ایک جگہ پڑاؤ ڈال کر ٹھہر گیا۔ اصبہذ نے گیلانیوں اور دیلموں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے ہموار کر لیا۔ انہوں نے مسلمانوں پر پہاڑ کے چڑھاؤ پر حملہ کیا' مگر مشرک شکست کھا کر پسپا ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور بڑھتے بڑھتے درہ کے دہانہ تک جا پہنچے بلکہ اس میں داخل بھی ہو گئے۔ مشرک اور بلندی پر چڑھ گئے۔ مگر مسلمان بھی برابر ان کے پیچھے لگے رہے۔ اب دشمن نے تیروں اور پتھروں سے مسلمانوں کی خبر لینا شروع کی۔ ابوعیینہ اور تمام مسلمان شکست کھا کر بھاگے اور ان میں ایسی ابتری پڑی کہ ایک دوسرے پر چڑھا جاتا تھا۔ بہت سے پہاڑوں کے کھڈوں میں گر کر جان بحق ہوئے۔ اور اسی بدحواسی کے عالم میں انھوں نے یزید کے اصل لشکرگاہ میں پہنچ کر دم لیا۔ مگر دشمن نے ان کا تعاقب نہیں کیا۔

عبداللہ بن المعمر اور فوجیوں کی شہادت:

چونکہ خود اصبہذ اپنی جگہ مسلمانوں سے سہا ہوا تھا اس لیے اس نے فیروز بن قول کے چچیرے بھائی مرزبان کی جو کہ جرجان کی انتہائی سرحد پر بیاسان کے قریب تھا' لکھا کہ ہم نے یزید اور اس کی فوج کو بالکل تباہ کر ڈالا ہے' اس لیے بیاسان میں جو عرب ہوں تم انھیں قتل کر ڈالو۔ مرزبان مسلمانوں کے قتل کا پورا تہیہ کر کے بیاسان آیا۔ مسلمان بے خبر اپنے مکانات میں سو رہے تھے۔ ایک ہی رات میں عبداللہ بن المعمر اور اس کی چار ہزار فوج تہ تیغ کر ڈالی گئی' ایک بھی ان میں نہ بچ سکا۔ بنی العم کے پچاس آدمی اس رات شہید ہوئے۔ حسین بن عبدالرحمٰن اور اسمٰعیل بن ابراہیم بن شماس بھی شہید کر ڈالے گئے۔ اس کارروائی کو ختم کر کے مرزبان نے اصبہذ کو لکھا کہ میں اب مسلمانوں کی واپسی کا راستہ اور دوسرے تنگ مقامات مسدود کر دیتا ہوں۔

حیان سے یزید بن المہلب کی درخواست:

یزید کو جب عبداللہ بن المعمر اور اس کی تمام فوج کی ہلاکت کا علم ہوا تو اس سے وہ خوفزدہ اور پریشان ہو گیا۔ حیان النبطی کے پاس دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ چونکہ میں آپ کو مسلمانوں کا سچا بہی خواہ سمجھتا ہوں۔ اس لیے میں آپ سے صاف صاف بیان کیے دیتا ہوں کہ جرجان سے یہ اطلاع آئی ہے اور دشمن نے ہماری واپسی کا راستہ بھی منقطع کر دیا ہے۔ اب آپ صلح کی تدبیر کیجیے۔ حیان

نے کہا کہ بہتر ہے۔

حیان کی تدبیر وحکمت عملی:

حیان اصبہذ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر چہ مذہب نے میرے تمہارے درمیان تفریق کر دی ہے مگر اصل میں میں آپ ہی کا ہم قوم ہوں اور اس بناء پر آپ کا خیر سگال ہوں۔ میں آپ کو یزید کے مقابلہ میں زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ یزید نے امدادی فوج بلائی ہے جو بالکل نزدیک آ گئی ہے بلکہ اس کا کچھ حصہ ان کے پاس پہنچ بھی گیا ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اب وہ ایسی زبردست فوج کے ساتھ تم پر حملہ کرے گا تمہارے چھکے چھوٹ جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ اسی وقت صلح کر لو۔ اور اسی طرح ان کا وہ غصہ بھی جو اہل جرجان کے مسلمانوں کو دھوکہ سے قتل کر دینے کی وجہ سے اس کے سر پر سوار ہے جاتا رہے گا۔

اصبہذ سے زرتاوان پر صلح:

حیان کی یہ تدبیر کارگر ہوئی اصبہذ نے سات لاکھ درہم زرتاوان پر صلح کر لی۔ علی بن المجاہد نے بیان کیا ہے کہ پانچ لاکھ درہم چار سو گدھے زعفران' چار سو آدمی جن کے سر پر کلاہ اور عمامہ ہو' ہاتھ میں چاندی کا جام لیے' اور ایک ایک ریشم کا تھان ہو۔ یہ چیزیں زرتاوان صلح میں طے پائی تھیں۔ حیان یہ شرائط طے کر کے یزید کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ کسی شخص کو بھیج دیجیے کہ وہ زرتاوان جس پر میں نے مشرکین سے صلح کی ہے اٹھا لائے۔ یزید نے پوچھا کیا ہم یہ رقم دشمن کو دیں یا وہ ہمیں دیں گے؟ حیان نے کہا نہیں وہ دیں گے۔ حالانکہ یزید تو اس بات کے لیے تیار تھا کہ اس قدر تاوان خود ادا کر کے بمصداق جان بچی لاکھوں پائے دشمن سے اپنا پیچھا چھڑا لے اور جرجان واپس آ جائے۔ غرض کہ یزید نے ایک شخص کو بھیج دیا کہ وہ اس رقم کو وصول کر کے لے آئے۔ جب یہ رقم آ گئی یزید جرجان واپس آ گیا۔

حیان النبطی پر جرمانے کی وجہ:

چونکہ یزید نے اس سے پہلے حیان پر دو لاکھ درہم جرمانہ کیا تھا اس وجہ سے اسے یہ ڈر تھا کہ حیان اس موقع پر خیر خواہی نہ کریں گے۔ اس جرمانہ کرنے کی وجہ خالد بن صبیح حیان کے لڑکوں کے اتالیق نے یہ بیان کی ہے کہ ایک روز حیان نے مجھے بلایا اور کہا مخلد کو خط لکھ دو۔ مخلد اس وقت بلخ میں تھا اور یزید مرو میں تھا۔ میں نے کاغذ ہاتھ میں اٹھا لیا۔ حیان نے کہا لکھو۔ یہ خط حیان مصقلہ کے آزاد غلام کی طرف سے مخلد بن یزید کو لکھا جاتا ہے یہ سنتے ہی مقاتل بن حیان نے آنکھ کے اشارہ سے مجھے لکھنے سے منع کر دیا اور اپنے باپ سے کہا کہ قبلہ آپ مخلد کو خط لکھ رہے ہیں اور اپنی طرف سے اس کی ابتداء کر رہے ہیں۔ حیان بولے کہ ہاں اگر اس نے میری بات کو نہ مانا تو اس کا وہی حشر ہوگا جو قتیبہ کا ہوا۔ پھر حیان نے مجھے خط لکھنے کا حکم دیا۔ میں نے لکھ دیا۔ مخلد نے اس خط کو اپنے باپ کے پاس بھیج دیا اور اسی وجہ سے یزید نے حیان پر دو لاکھ درہم جرمانہ کیا۔

اسی سنہ میں یزید نے جرجان کو دوسری مرتبہ جرجان کے نقض عہد اور دھوکے سے مسلمانوں کو قتل کر دینے کے بعد فتح کیا۔

جرجان کا محاصرہ:

یزید نے طبرستان سے صلح کر کے جرجان کا رخ کیا اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر میں نے ان پر فتح پائی تو اس وقت تک تلوار نیام میں نہیں رکھوں گا جب تک کہ ان کے خون کے خمیر سے روٹی پکا کر نہ کھا لوں گا۔ جب مرزبان کو معلوم ہوا کہ یزید نے اصبہذ سے صلح

کر لی ہے اور اب اس کا رخ جرجان کی طرف ہے وہ اپنی ساری جمعیت کو جمع کر کے قلعہ میں لے آیا اور مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا۔ خود یہ قلعہ اس قدر وسیع و عریض تھا کہ جو شخص قلعہ میں محصور ہوا سے کھانے پینے کی کسی چیز کی باہر سے مہیا کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

قلعہ کے عقبی راستہ کی دریافت:

غرض کہ یزید نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اس کے چاروں طرف نہایت ہی گھنا جنگل تھا اور مسلمانوں کو قلعہ تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ معلوم تھا' سال ماہ یوں ہی گزر گئے۔ قلعہ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ کفار کی یہ عادت تھے کہ کسی کسی دن قلعہ سے باہر آ کر مسلمانوں سے لڑتے اور پھر قلعہ میں چلے جاتے۔ اسی اثناء میں خراسان کا ایک عجمی باشندہ جو یزید کے ہمراہ تھا شکار کے لیے نکلا اس کے ہمراہ اس کا خدمت گار بھی تھا۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ بنی طے کا ایک شخص شکار کے لیے گیا تھا۔ بہر حال اس شخص نے ایک بز کوہی کو پہاڑ پر چڑھتے دیکھا اس نے اس کا پیچھا کیا اور اپنے ساتھیوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ یہ شخص بز کوہی کے پیروں کے نشانات پر چلتے چلتے پہاڑ پر بہت دور تک چڑھ گیا اور اچانک دشمن کے لشکر گاہ کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ دیکھتے ہی وہ الٹے پاؤ پلٹا۔ اس خوف سے کہ پھر یہ راستہ بھول جائے گا۔ اپنی قبا کو پھاڑ کر اس کے ٹکڑے علامت کے لیے درختوں سے باندھتا آیا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پھر یہ ساری جماعت اصل لشکر گاہ میں واپس آ گئی۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس شکاری کا نام ہیاج بن عبدالرحمٰن الازدی تھا۔ یہ طوس کا باشندہ اور شکار کا بڑا ہی شائق تھا۔ لشکر گاہ میں آ کر یہ شخص عامر بن انیم الواشجی یزید کے محافظ دستہ کے افسر کے پاس آیا لوگوں نے اسے اندر جانے سے روکا۔ اس نے زور سے چلا کر کہا کہ میں نہایت ہی مفید بات کہنا چاہتا ہوں۔

ہیاج بن عبدالرحمٰن کو انعام:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ اس نے سب سے پہلے زحر بن قیس کے دونوں بیٹوں سے یہ واقعہ بیان کیا۔ یہ لوگ اسے یزید کے پاس لائے اس نے یزید سے اپنے اس دشمن کے لشکر گاہ تک پہنچنے کا واقعہ سنایا۔ یزید نے کہا کہ اگر یہ بات سچ نکلی تو میں تمہیں اس قدر روپیہ انعام میں دوں گا۔ یزید نے اپنے وعدہ کے ایفا کے لیے اپنی لونڈی جہنیہ کی ضمانت بھی دلوا دی۔ مگر پہلے بیان کے سلسلہ کے مطابق یزید نے اسے بلا کر پوچھا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ دشمن کے قلعہ و جاہ میں بغیر لڑے بھڑے داخل ہو جاؤ؟ یزید نے کہا کیوں نہیں چاہتے؟ وہ شخص بولا تو پھر میرا انعام؟ یزید نے کہا کہ تو ہی بتا کہ کتنا دینا چاہیے؟ اس نے کہا چار ہزار درہم۔

منتخب دستہ کی روانگی:

یزید نے کہا کہ اس کے علاوہ تجھے انعام بھی دیا جائے گا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ پہلے آپ یہ چار ہزار تو دے دیجیے۔ پھر اس کے بعد جو چاہے دیجیے گا۔ چنانچہ اسے یزید نے چار ہزار درہم اسی وقت دلوا دیئے اور فوج میں اعلان کر دیا کہ جو شخص اس مہم پر جانے کے لیے تیار ہو وہ مستعد ہو کر آ جائے۔ چودہ سو بہادر آن کی آن میں چلے آئے۔ مگر اس شخص نے کہا کہ چونکہ راستہ میں بہت گھنی جھاڑیاں ہیں۔ اس لیے اتنی بڑی فوج اس راستہ سے کسی طرح نہیں گزر سکتی۔ یزید نے چودہ سو میں سے صرف تین سو آدمی منتخب کیے۔ اور جہم بن زحر کو اس کا افسر مقرر کر کے اس شخص کے ہمراہ روانہ کیا۔

خالد بن یزید کو حکم:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس جماعت پر یزید نے اپنے بیٹے خالد بن یزید کو افسر مقرر کیا تھا' اور اس نے لکھ دیا تھا کہ گو تم زندگی کے لیے مجبور کیے گئے ہو مگر موت کے معاملہ میں مجبور نہ ہونا شکست کھا کر اپنی صورت مجھے نہ دکھانا۔ یزید نے خالد کے ہمراہ جہم بن زحر کو بھی کر دیا تھا۔ یزید نے اس راہبر سے پوچھا کہ تم دشمن کو کب تک جا لو گے؟ اس نے کہا کل عصر کے قریب' دونوں نمازوں عصر وظہر کے درمیان میں دشمن کے پڑاؤ پر پہنچ جاؤں گا۔ یزید نے کہا اچھا جاؤ خدا کی برکت تمہارے شامل حال رہے۔ میں بھی کل نماز ظہر کے وقت سے دشمن سے برسر پیکار ہو جاؤں گا۔ اور ایک جماعت اپنے اس خاص کام پر روانہ ہوئی۔

یزید کا کفار پر حملہ:

اس طرف یزید نے دوسرے دن نصف النہار کے قریب حکم دے دیا کہ ان لکڑی کے انباروں میں جو پہلے سے اس کے پڑاؤ کے چاروں طرف جمع کیے تھے آگ لگا دی جائے۔ لکڑی کے ذخائر میں جب آگ لگا دی گئی تو سورج ڈھلنے سے پہلے ہی آگ کے پہاڑ چاروں طرف نظر آنے لگے۔ اس ہیبت ناک منظر کو دیکھ کر کفار اپنی جگہ سہم گئے۔ اور یزید کی جانب قلعہ سے نکل کر آئے۔ زوال آفتاب کے وقت یزید نے اپنی فوج کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ہی وقت میں ادا کی۔ دشمن پر حملہ کیا اور اس سے دست و گریبان ہو گئے۔

خالد بن یزید کا قلعہ پر حملہ:

دوسری طرف وہ جماعت جس روز یہاں سے روانہ ہوئی تھی اوّل روز اور اس کے دوسرے دن سہ پہر تک چلتی رہی عصر سے کچھ ہی پہلے اس نے دشمن پر اسی سمت سے اچانک حملہ کیا کہ جس کی طرف سے وہ بالکل بے خوف تھا' سامنے سے یزید پہلے ہی انہیں مصروف پیکار کر چکا تھا۔ مسلمانوں نے ایک دم ان کے پیچھے تکبیر کہی۔ اب کفار کو اپنے گھر جانے کا علم ہوا۔ سب کے سب گھبرا کر قلعہ کی طرف جھپٹے۔ مسلمان بھی برابر ان پر چڑھے چلے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے بلا شرط اپنے تئیں یزید کے حوالے کر دیا۔

جرجان کا تاراج:

یزید نے ان کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا۔ جنگجو آبادی کو تہ تیغ کر ڈالا۔ شاہراہ عام کے دائیں بائیں برابر دو فرسخ تک سب کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ اور بارہ ہزار کو اپنے ساتھ جرجان کی وادی اندر یز میں لایا۔ اپنی فوج میں منادی کر دی کہ جس شخص کو اپنے کسی عزیز یا دوست کا بدلہ لینا ہو وہ ان کفار سے لے لے۔ چنانچہ ایک ایک مسلمان نے چار چار پانچ پانچ کو اسی وادی میں قتل کیا۔ ان کے خون سے وادی کا پانی سرخ ہو گیا۔ اس ندی پر پن چکی بھی تھی اس میں آٹا پیسا گیا اور اسی خون سے گوندھا گیا۔ اس کی روٹی پکی اور اپنی قسم پوری کرنے کے لیے یزید نے انھیں روٹیوں کو کھایا اور پھر شہر جرجان تعمیر کیا۔

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ یزید نے چالیس ہزار کفار کو اس روز تہ تیغ کیا۔ اس وقت تک وہاں کوئی باقاعدہ تعمیر شدہ شہر نہ تھا۔ اس سے فارغ ہو کر یزید جہم بن زحر الجعفی کو جرجان کا عامل مقرر کر کے خود خراسان واپس آ گیا۔

مگر ہشام بن محمد کی اس سارے واقعہ کے متعلق حسب ذیل روایت ہے۔

جرجان کے بارے میں ہشام کی روایت:

وہ کہتے ہیں کہ یزید نے جہم بن زحر کو چار سو فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ لوگ اس مقام پر پہنچ گئے جس کا راستہ انھیں بتایا گیا تھا۔ یزید نے انھیں یہ حکم دے دیا کہ جب تم جرجان پہنچ جاؤ تو صبح تک انتظار کرنا۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے شہر کے دروازے پر آنا۔ ادھر سے میں ساری فوج کے ساتھ شہر کے دروازے کے سامنے موجود رہوں گا۔ غرض کہ جب جہم شہر میں داخل ہو گئے تو اس وقت تک تو چپ چاپ رہے جب تک وہ وقت نہ آ گیا جس میں کہ یزید نے دھاوا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ وقت موجود پر جہم اپنی فوج کو لے کر بڑھے۔ جو محافظ سامنے آیا اسے موت کے گھاٹ اتارا۔ تکبیر کی آواز نے کفار کے ایسے اوسان خطا کیے کہ جس کی نظیر نہیں۔ اس تمام کارروائی کی خبر کفار کو اس وقت ہوئی جب کہ مسلمانوں نے ان میں پہنچ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ کفار کے ہوش وحواس باختہ ہو گئے اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا' بیشتر تو اس بدحواسی کے عالم میں بھوچکوں کی طرح ادھر ادھر بھاگے البتہ ایک تھوڑی سی جماعت نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور جہم کی طرف بڑھی جنگ ہوئی۔ اس میں جہم کا ایک ہاتھ پچی ہو گیا۔ مگر وہ اور اس کے ساتھی برابر مقابلہ پر اڑے رہے اور تھوڑی دیر میں کفار کی جماعت کا تقریباً صفایا کر دیا۔

باہر کی طرف سے جب یزید نے شہر میں مسلمانوں کی تکبیر کی آواز سنی وہ فوراً شہر کے دروازہ کی طرف لپکا۔ اب یہاں کوئی محافظ نہ تھا جو مدافعت کرتا کیونکہ انہیں تو جہم نے اپنے راز سے مصروف رکھا تھا۔ اسی وقت بغیر کسی شدید مزاحمت کے یزید شہر میں داخل ہو گیا۔ جس قدر جنگ جو اس میں تھے انہیں باہر نکال لایا۔ شاہراہ اعظم کے دونوں جانب دو فرسخ تک ان کے لیے پھانسی کی ٹکٹکیاں کھڑی کی گئیں اور اس طرح مسلسل چار فرسخ تک کفار کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ ان کے اہل وعیال کو یزید نے لونڈی غلام بنا لیا۔ اور تمام مال ومتاع پر قبضہ کر لیا۔

یزید بن المہلب کا سلیمان بن عبدالملک کے نام خط:

اور سلیمان بن عبدالملک کو یہ خط لکھا: حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک عظیم الشان فتح دے کر بڑا ہی احسان کیا ہے اس لیے ہم اپنے رب کا شکر کرتے ہیں۔ آپ کی خلافت کے عہد میمون میں اللہ تعالیٰ نے جرجان اور طبرستان کو فتح کرایا حالانکہ یہ وہ ملک ہے کہ جن کے مقابلہ میں سابور اعظم کسریٰ بن قباذ کسری بن ہرمز۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد جو اور خلیفہ ہوئے سب عاجز رہے اور فتح نہ کر سکے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے عہد مبارک میں ان ممالک کو فتح کرایا اور یہ اس کا مزید احسان واکرام ہے۔ مال غنیمت کو لوگوں پر مساویانہ تقسیم کر دینے کے بعد میرے پاس پانچواں حصہ بچا ہے۔

مغیرہ بن ابی قرہ کا یزید کو مشورہ:

جب یہ خط لکھا جا رہا تھا تو یزید کے کاتب مغیرہ بن ابی قرہ بنی سدوس کے آزاد غلام نے کہا کہ آپ روپیہ کی صحیح تعداد اس خط میں نہ لکھئے ورنہ اس سے دو باتیں پیدا ہوں گی' یا تو وہ اس رقم کو زیادہ سمجھیں گے اور آپ کو حکم دیں گے کہ لے آؤ' یا اس بناء پر وہ آپ سے ناراض ہو جائیں گے اور اس کے لانے کی اجازت دے دیں گے مگر پھر اور مانگیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر جو کچھ آپ انہیں ارسال کریں گے وہ اسے کم سمجھیں گے اور میں خوب اس بات کو جانتا ہوں کہ اس تعداد میں آپ نے ایک پائی باقی نہیں رکھی ہے بلکہ کل رقم لکھ دی ہے۔ علاوہ بریں یہ رقم جو آپ نے بتائی ہے' یہ ان کے سپاہوں میں ہمیشہ آپ کے نام باقی واجب الادا لکھی رہے گی۔ اگر کوئی

گورنر آپ کے بعد آیا تو وہ اس کا آپ سے مطالبہ کرے گا اور اگر کوئی ایسا شخص جو آپ کا مخالف ہو گا تو وہ اس کی دوگنی رقم سے بھی راضی نہ ہو گا اس لیے بہتر یہ ہے کہ اس خط کو آپ روانہ نہ کریں۔ بلکہ اپنے خط میں صرف فتح کی خبر لکھ دیں۔ دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگیں اور پھر بالمشافہ جو کچھ آپ کو بتانا ہو بتا دیجیے گا۔ اور پھر بھی اس رقم کے زیادہ بتانے سے کم بتانا آپ کے لیے زیادہ مناسب ہو گا مگر یزید نے اس بات کو نہ مانا اور وہی خط بھیج دیا۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ رقم کی تعداد چالیس لاکھ تھی۔

اسی سال ایوب بن سلیمان بن عبدالملک نے وفات پائی۔ شہر رے کے ایک ضعیف العمر شخص جنہوں نے یزید کو دیکھا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب جرجان فتح کر کے یزید رے پہنچا تو اسے ایوب کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی۔ یزید باب الرے پر ابی صالح کے باغ میں سیر کر رہے تھے کہ ایک شخص نے رجز یہ اشعار میں ایوب کی موت کی خبر یزید کو سنائی۔

مدینۃ الصقالبہ کی فتح:

اسی سال مدینۃ الصقالبہ فتح ہوا۔ اور داؤد بن سلیمان نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کر کے قلعہ مراۃ جو ملطیہ کے قریب واقع ہے مسخر کیا۔

امیر حج عبدالعزیز بن عبداللہ، عمال:

عبدالعزیز بن خالد بن اسید مکہ کے گورنر اس سال امیر حج تھے۔ اس سنہ میں مختلف علاقوں پر وہی لوگ عامل تھے جو ۹۷ ہجری میں تھے۔ البتہ بیان کیا گیا ہے کہ سفیان بن عبداللہ الکندی اس سنہ میں یزید کی طرف سے بصرہ کے عامل تھے۔

۹۹ھ کے واقعات

سلیمان بن عبدالملک کی وفات:

اسی سال سلیمان نے شہر دابق واقع علاقہ قنسرین میں بروز جمعہ بتاریخ ۲۰/صفر انتقال کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلیمان دو سال اور پانچ دن کم آٹھ ماہ خلیفہ رہا۔ بعض راویوں نے بیان کیا کہ دس صفر کو انتقال کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلیمان دو سال سات ماہ خلیفہ رہا۔ یہ بھی روایت ہے کہ دو سال آٹھ ماہ اور پانچ دن سلیمان کی مدت خلافت ہے۔

مدتِ حکومت:

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان نے ولید کے بعد تین سال خلافت کی۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ سلیمان نے بروز جمعہ بتاریخ ۱۰/صفر انتقال کیا اور دو سال آٹھ ماہ اس کی مدتِ خلافت ہے۔

سلیمان بن عبدالملک کی سیرت و کردار:

لوگ تذکرہ کرتے تھے کہ سلیمان کے خلیفہ ہوتے ہی ہمیں آرام و اطمینان نصیب ہوا۔ حجاج سے نجات ملی۔ سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ بڑا سخی تھا۔ لوگوں سے سلوک کرتا تھا۔ اور اسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بعد اپنا

جانشین مقرر کر دیا تھا۔

مفضل بن المہلب کہتے ہیں کہ دابق ہی میں ایک جمعہ کو میں سلیمان کے پاس گیا۔ سلیمان نے ایک لباس منگا کر زیب تن کیا مگر وہ لباس اسے پسند نہ آیا۔ پھر دوسرا منگوایا۔ یہ سبز سوتی کپڑے کا تھا جو یزید نے اس کے لیے منگوایا تھا۔ سلیمان اسے پہنا۔ عمامہ باندھا اور مجھ سے پوچھا کیا تمہیں یہ لباس اچھا معلوم ہوتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! سلیمان نے اپنے دونوں بازو ننگے کیے اور کہنے لگا کہ میں ایک بہادر اور نوجوان فرمانروا ہوں پھر جمعہ کی نماز پڑھی۔ مگر اس کے بعد انہیں پھر جمعہ پڑھنا نصیب نہ ہوا۔ وصیت نامہ لکھا۔ ابن ابی نعیم مہر دار خلافت کو بلا کر اس پر مہر ثبت کر دی۔

بعض علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان نے ایک روز سبز لباس زیب تن کیا اور سبز ہی عمامہ باندھا۔ اور آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر کہا کہ میں ایک بڑا مقتدر اور طاقتور فرمانروا ہوں۔ مگر اس کے بعد صرف ایک ہفتہ سلیمان اور زندہ رہا۔

سلیمان کی باندی کے اشعار:

ایک روز سلیمان کی ایک لونڈی نے اس کی طرف نظر کی۔ سلیمان نے کہا کیا دیکھتی ہے۔ اس پر اس نے یہ دو شعر پڑھے:

انت خیر المتاع لو کنت تبقی   غیر ان لا بقاء لانسان تبقی

لیس فیما علمته فیك عیبٌ   کان فی الناس غیر انك فان

ترجمہ: ''تو بہترین دولت ہے۔ کاش تجھے بقا ہوتی۔ مگر مجبوری ہے کسی انسان کے لیے بقا دوام نہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے تجھ میں وہ کوئی عیب نہیں جو اور لوگوں میں ہوتے ہیں۔ بجز اس کے کہ تو بھی فانی ہے''۔

یہ سنتے ہی سلیمان نے اپنا عمامہ اتار ڈالا۔ سلیمان بن حبیب المحاربی سلیمان کے قاضی تھے اور ابن ابی عیینہ اسلاف کے قصے اس سے بیان کرتے تھے۔

رومی قیدیوں کا قتل:

رؤبتہ بن العجاج بیان کرتے ہیں کہ جب سلیمان حج کرنے گیا تو تمام درباری شعراء بھی اس کے ساتھ تھے میں بھی ساتھ تھا جب ہم سب حج کر کے مدینہ واپس آئے تو چار سو رومی قیدی سلیمان کے سامنے پیش کیے گئے۔ اس روز سلیمان سے سب سے زیادہ قریب حضرت عبداللہ بن الحسن بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے سب سے پہلے ان رومی قیدیوں کا سردار سامنے لایا گیا۔ سلیمان نے حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ اسے قتل کیجیے۔ یہ تیار ہوئے مگر کسی نے انہیں تلوار نہیں دی۔ آخر کار ایک پہرہ دار سپاہی نے اپنی تلوار انہیں دی آپ نے ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹتی ہوئی بازو تک اتر گئی بلکہ ان زنجیروں سے جن سے وہ جکڑ بند تھا کچھ حلقے بھی کٹ گئے۔ سلیمان کہنے لگا کہ اس وار کی خوبی کچھ تلوار کی تیزی کی وجہ سے نہ تھی بلکہ یہ غیرت اور عصبیت نسل و خاندان کا نتیجہ تھا۔ اس کے بعد اور قیدیوں کو اس نے اپنے عمائدین کے سپرد کرنا شروع کیا کہ وہ قتل کریں۔ اسی طرح ایک قیدی جریر کو دیا گیا۔ بنو عبس نے چپکے سے ایک تلوار جو سفید نیام میں خوابیدہ تھی جریر کو دے دی جریر نے بھی ایک ہی وار میں امید کا کام تمام کر دیا۔

ایک رومی اسیر اور فرزوق:

اب فرزوق کی باری آئی۔ ایک قیدی اس کے بھی حوالے کیا گیا۔ کوئی اور تلوار اسے نہ ملی۔ بنوعبس نے ایسی ناکارہ تلوار سازش کر کے اسے دلوائی کہ فرزوق نے کئی وار کیے مگر اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکا۔ اس پر سلیمان اور تمام لوگ ہنسنے لگے۔ خاص کر سلیمان کے ماموں بنوعبس نے اس کی اس ذلت پر خوب بغلیں بجائیں۔ فرزوق نے تلوار پھینک دی' سلیمان سے معذرت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' ورقاء کی تلوار بھی خالد کے سر سے اسی طرح اُچٹ گئی تھی۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ورقاء بن زہیر بن جذیمۃ العبسی نے خالد بن جعفر بن کلاب کے اس وقت تلوار ماری جب کہ خالد اس کے باپ زہیر پر چڑھا بیٹھا تھا اور اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کر چکا تھا کہ اتنے میں ورقاء آیا' اور اس نے خالد کے سر پر تلوار کا ہاتھ مارا مگر اس کا کچھ نہ کر سکا۔ اس حالت یاس میں ورقاء نے دو شعر بھی کہے تھے۔ اس طرح اس موقع پر فرزوق نے بھی کچھ شعر کہے۔

ایک روز سلیمان دابق میں کسی جنازہ میں شریک ہوا۔ متوفی ایک باغ میں دفن کیا گیا۔ سلیمان نے اس جگہ کی مٹی ہاتھ میں اٹھائی اور کہنے لگا کہ یہ کس قدر عمدہ مٹی ہے۔ قضاء الٰہی دیکھئے کہ ایک جمعہ بھی مشکل سے گزرا تھا کہ سلیمان بھی اسی قبر کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔